بسم اللہ الرحمن الرحیم

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

شرح صحیح بخاری

۱۶-۱۷-۱۸

تصدیر

حافظ محمد اسمٰعیل الخطیب

تقدیم

حافظ محمد اسمٰعیل اسد

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ مچھلی منڈی

نیو اردو بازار لاہور

فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۶

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حفظہ اللہ

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

نام کتاب

فیض الباری ترجمہ فتح الباری

جلد ششم



مصنف	علامہ ابوالحسن سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ
دوسرا ایڈیشن	اگست 2009ء
ناشر	مکتبہ اصحاب الحدیث
قیمت کامل سیٹ	10000
کمپوزنگ وڈیزائننگ	حافظ عبدالوہاب 0321-416-22-60

ڈسٹری بیوٹرز

مکتبہ اخوت

(مچھلی منڈی) اردو بازار۔ لاہور فون: 7235951

مکتبہ اصحاب الحدیث

حافظ پلازہ، پہلی منزل دوکان نمبر: 12 مچھلی منڈی اردو بازار لاہور۔

042-7321823 0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْمَغَازِي. کتاب ہے بیان میں جنگوں اور لڑائیوں کے۔

فائدہ: اصل غزوہ کے معنی قصد کرنے کے ہیں اور مراد ساتھ مغازی کے اس جگہ وہ چیز ہے جو واقع ہوئی حضرت ﷺ کے قصد کرنے سے طرف کافروں کے ساتھ نفس نفیس اپنے کے یا ساتھ لشکر بھیجنے کے اپنی طرف سے اور قصد کرنا کافروں کا عام تر ہے اس سے کہ ان کے شہروں کی طرف ہو یا ان جگہوں کی طرف ہو جن میں اترے ہوں یعنی ان کے لشکر کے اترنے کی جگہ خواہ میدان ہو تا کہ داخل ہوں اس میں مثل جنگ احد اور خندق کی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ أَوِ الْعُسَيْرَةِ. باب ہے بیان میں جنگ عشیرہ یا عسیرہ کے۔

فائدہ: ٹھکانہ اس کا نزدیک جگہ حج کے ہے ینبع میں اس کے اور شہر کے درمیان راہ کے سوائے اور کچھ نہیں اس جنگ میں حضرت ﷺ کے ساتھ ایک سو پچاس آدمی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ دو سو آدمی تھے۔ حضرت ﷺ نے ابو سلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کو اس میں اپنا خلیفہ بنایا یعنی اپنے پیچھے۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ أَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْأَبْوَاءَ ثُمَّ بُوَاطَ ثُمَّ الْعُشَيْرَةَ.

ابن اسحاق نے کہا کہ پہلے پہل حضرت ﷺ نے جنگ ابواء کی پھر بواط پھر عشیرہ۔

فائدہ: ابوا ایک گاؤں کا نام ہے اس کے اور جحفہ کے درمیان مدینہ کی طرف سے تیس میل کا فاصلہ ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ نام اس کا اس واسطے رکھا گیا ہے کہ اس میں وباتھی اور ابن اسحاق کی مغازی میں ہے کہ غزوہ ودّان کی پہلی جنگ ہے حضرت ﷺ کے سب جنگوں سے ہجرت سے بارہ مہینے کے بعد ماہ صفر میں حضرت ﷺ مدینے سے نکلے قریش کے ساتھ لڑنے کے ارادے سے پس عہد و پیمان کیا آپ ﷺ نے اس میں قوم بنی حمزہ بن بکر بن عبد مناف سے موادعت کی آپ ﷺ سے ان کے رئیس مجدی نے اور پلٹ آئے حضرت ﷺ اس میں بغیر لڑائی کے۔ ابن ہشام نے کہا کہ حاکم کیا تھا حضرت ﷺ نے مدینے پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو اور نہیں ہے درمیان اس چیز کے کہ سیرت میں ہے اور درمیان اس چیز کے کہ نقل کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن اسحاق سے کچھ اختلاف اس واسطے کہ ابوا اور ودان دونوں مکان ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں ان کے درمیان چھ سات میل کا فاصلہ ہے اور ابو اسود نے اپنے مغازی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت ﷺ جب ابواء میں پہنچے تو عبید بن

حارث رضی اللہ عنہ کو ساٹھ مردوں کے ساتھ بھیجا تو وہ قریش کی ایک جماعت سے ملے اور ایک دوسرے پر تیر اندازی کی تو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مارا اور پہلے پہل اللہ کی راہ میں سعد رضی اللہ عنہ ہی نے تیر مارا اور کہتے ہیں کہ پہلے پہل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا بنا کر دیا اور اسی طرح جزم کیا ہے ساتھ اس کے موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر اور واقدی نے اور اور لوگوں نے۔ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا اٹھانے والے ابو مرثد رضی اللہ عنہ تھے حلیف حمزہ رضی اللہ عنہ کے۔ اور یہ واقعہ رمضان کے مہینے میں تھا پہلے سال ہجری میں اور تھے تیس مرد تا کہ قریش کے قافلے کو لوٹیں تو وہ ابو جہل سے ملے اور اس کے ساتھ ایک بڑی جماعت تھی پس حائل ہوا درمیان ان کے مجدی۔ ابن اسحاق نے کہا کہ ربیع الاول کے مہینے میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ارادے سے نکلے یہاں تک کہ بواط میں پہنچے رضویٰ کی طرف سے مگر اس میں بھی کسی سے نہ ملے یعنی قریش کے قافلے سے نہ ملے۔ ابن ہشام نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے پر سائب بن عثمان رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا اور لیکن جنگ عشیرہ پس کہا ابن اسحاق نے کہ وہ مکان ینبع میں تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف جمادی الاولیٰ میں نکلے تھے اس میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ قریش ہی سے لڑنے کا تھا پس عہد و پیان کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں ساتھ بنی مدلج کے کنانہ سے۔ ابن ہشام نے کہا کہ حاکم کیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں مدینے پر ابو سلمہ بن عبد الاسد رضی اللہ عنہ کو اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ ان تینوں سفروں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطے نکلے تھے کہ قریش کے قافلے سے ملیں جبکہ وہ شام کو آتے جاتے اس راہ سے گزرتے تھے اور یہی سبب تھا جنگ بدر کے واقع ہونے کا اور اسی طرح وہ لشکر جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے پہلے بھیجا تھا کما سیاتی اور کہا ابن اسحاق نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کی طرف پھرے تو کچھ دن نہ گزرے تھے کہ لوٹ کی کرز بن جابر فہری نے اوپر مواشی مدینہ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ سفران میں پہنچے بدر کی اطراف میں تو کرز بن جابر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ نہ آیا وہ کسی راہ سے بچ کر نکل گیا اور یہ پہلا بدر ہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے کتاب العلم میں بیان عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے لشکر کا اور یہ کہ وہ اور ان کے ساتھی کچھ قریشیوں کو ملے اس حال میں کہ پھرنے والے تھے وہ قریشی ساتھ تجارت کے شام سے پس لڑائی کی انہوں نے ساتھ ان کے اور یہ جنگ رجب میں واقع ہوئی سو ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کیا اور کچھ کو قید کیا اور ان کا سب مال چھین لیا اور یہ پہلی لڑائی ہے جو اسلام میں واقع ہوئی اور پہلی غنیمت ہے جو ہاتھ آئی اور ان لوگوں میں سے جو مارے گئے عبداللہ بن حضرمی تھا بھائی عمرو بن حضرمی کا اور اسی ڈاکے کے سبب سے رغبت دلائی ابو جہل نے قریش کو جنگ بدر پر اور ترمذی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے ہجرت کر کے نکلے تو کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہ قریش نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالا بیشک ہلاک ہو جائیں گے پس اتری یہ آیت ﴿اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ پہلی آیت ہے جو قتال میں اتری اور ذکر کیا ہے غیر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ اذن دیا گیا ہے ان کو بیچ لڑنے کے ساتھ ان لوگوں

کے جو لڑیں ان سے اس آیت کی رو سے ﴿وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ﴾ پھر حکم ہوا ان کو ساتھ لڑنے کے ساتھ اس آیت کے ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا﴾ ۔الآیۃ۔

۳٦۵۵ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَقِيْلَ لَهٗ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ قِيْلَ كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهٗ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ قَالَ الْعُشَيْرُ أَوِ الْعُسَيْرَةُ فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ الْعُشَيْرَةُ.

۳٦۵۵۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا تھا تو کسی نے ان سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے جنگ کیے ہیں انہوں نے کہا کہ انیس جنگ کہا گیا کہ آپ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے جنگ کیے ہیں انہوں نے کہا کہ سترہ جنگ میں نے کہا کہ پس پہلے پہل کون سا جنگ ہوا کہا عشیر یا عسیرہ یعنی شک کے ساتھ ذکر کیا شعبہ کہتا ہے تو میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا سو انہوں نے کہا کہ عشیرہ ساتھ شین کے بغیر شک کے۔

فائدہ: سائل ابو اسحاق راوی ہے بیان کیا ہے اس کو اسرائیل بن یونس نے ابو اسحاق سے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس جنگ کیے ہیں تو مراد ان کی ساتھ ان کے وہ جنگیں ہیں جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس نکلے برابر ہے کہ اس میں لڑے ہوں یا نہ لڑے ہوں لیکن ابو یعلیٰ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اکیس جنگ ہیں جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے تھے سو دو جنگوں کا ذکر کرنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کو بھول گیا اور شاید وہ دونوں ابواء اور بواط ہیں اور پوشیدہ رہا یہ اوپر ان کے واسطے کمسن ہونے ان کی کے اور احتمال ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے دو کو ایک شمار کیا ہو پس تحقیق کہا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہ لڑائی کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آٹھ جنگوں میں بدر میں، پھر احد میں، پھر احزاب میں، پھر مصطلق میں، پھر خیبر میں، پھر مکے میں، پھر حنین میں، پھر طائف میں، انتہی۔ اور نہیں ذکر کیا ہے اس نے جنگ قریظہ کو اس واسطے کہ جوڑا اس کو ساتھ احزاب کے اس واسطے کہ وہ اس کے پیچھے متصل تھا اور اس کے غیر نے اس کو جدا بیان کیا ہے واسطے واقع ہونے اس کے جدا بعد شکست کھانے لشکروں کفار کے اور اسی طرح اس کے غیر نے طائف اور حنین کو ایک ہی شمار کیا ہے اس واسطے قریب قریب ہونے ان دونوں کے پس جمع ہوگا اس تطبیق پر قول زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ کا اور تحقیق فراخی کی ہے اس میں ابن سعد نے پس پہنچی گنتی ان جنگوں کی جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود نکلے ستائیس کو اور تابع ہوا ہے اس میں واقدی کو اور وہ مطابق ہے واسطے اس چیز کے کہ شمار کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے لیکن اس نے جدا بیان کیا ہے وادی القری کو خیبر سے اشارہ کیا ہے طرف اس کے سہیلی نے اور شاید چھ زائدہ اسی قبیلے سے ہیں اور اسی پر محمول ہے جو عبدالرزاق نے سعید بن میسب سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوبیس جنگیں کی ہیں یعنی جس نے جنگوں کا شمار ستائیس یا اس سے زیادہ بیان کیا ہے تو اس نے سب

جنگوں کو جدا جدا بیان کیا ہے اور جس نے کم بیان کیا ہے اس نے بعض دو دو جنگوں کو ایک ایک شمار کیا ہے اور اس میں سب اقوال کی تطبیق ہو جاتی ہے واللہ اعلم اور لیکن بعوث اور سرایا یعنی چھوٹے چھوٹے لشکر جن کے ساتھ حضرت ﷺ خود تشریف نہیں لے گئے ہیں ابن اسحاق کے نزدیک چھتیس ہیں اور واقدی کے نزدیک اڑتالیس ہیں اور حکایت کی ہے ابن جوزی نے کہ ستاون ہیں اور مسعودی کے نزدیک ساٹھ ہیں اور ہمارے شیخ نے ستر سے زیادہ بیان کیے ہیں اور واقع ہوا ہے نزدیک حاکم کے اکلیل میں کہ وہ سو سے زیادہ ہیں پس شاید انہوں نے مغازی کو بھی ان کے ساتھ جوڑ لیا ہے اور یہ جو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ عشیرہ ہے تو ان کے اس قول پر سب اہل سیر کا اتفاق ہے اور یہی ٹھیک ہے اور لیکن غزوہ عسیرہ کا پس وہ جنگ تبوک ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾ یعنی جو تابع ہوئے اس کے تنگی کی گھڑی میں اور نام رکھا گیا جنگ تبوک ساتھ اس کے یعنی عسیرہ کے واسطے اس چیز کے کہ تھی اس میں مشقت سے کما سیاتی بیانہ اور لیکن یہ جنگ پس منسوب ہے طرف مکان کے جس میں وہ پہنچے تھے اور اس کا نام عشیر یا عشیرہ ہے اور وہ ایک جگہ کا نام ہے اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہ مطلوب اس جنگ میں قریش کا وہ قافلہ تھا جو تجارت کے واسطے مکہ سے شام کی طرف چلا تھا سو وہ قافلہ حضرت ﷺ سے فوت ہوا یعنی دوسری راہ بچ کا نکل گیا اور حضرت ﷺ اس کے پھرنے کے منتظر تھے سو نکلے حضرت ﷺ تا کہ اس کو آگے سے مل کر لوٹ لیں پس اسی سبب سے واقع ہوا جنگ بدر کا اور کہا ابن اسحاق نے کہ سبب بیچ جنگ بدر کے وہ ہے جو حدیث بیان کی مجھ سے یزید بن رومان نے عروہ سے کہ ابوسفیان تیس سواروں کے ساتھ شام میں تھا ان میں سے مخرمہ بن نوفل اور عمرو بن عاص تھے سو متوجہ ہوئے طرف مکہ کے ایک بڑے قافلے میں کہ اس میں قریش کا مال تھا تو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے اور ابوسفیان خبریں ڈھونڈتا تھا سو اس کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ ان کو لوٹنے کے ارادے سے نکلے ہیں تو اس نے ضمضم بن عمرو کو مکے میں قریش کی طرف بھیجا اس حالت میں کہ رغبت دلاتا تھا ان کو واسطے بچانے اپنے مالوں کے اور ڈراتا تھا ان کو مسلمانوں سے پس طلب کیا ان سے ضمضم نے نکلنا واسطے لڑائی کے پس نکلے قریش ہزار سوار میں اور ان کے ساتھ سو گھوڑا تھا اور ابوسفیان کو سخت ڈر ہوا تو اس نے دریا کے کنارے کنارے راہ لی اور بہت جلد چلا یہاں تک کہ مسلمانوں سے بچ کر نکل گیا سو جب وہ بے خوف ہوا تو قریش کو پیغام بھیجا کہ پھر آؤ مسلمانوں کے ساتھ نہ لڑنا تو ابوجہل اس سے باز نہ آیا پس واقع ہوئی جنگ مقام بدر میں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ.

باب ہے بیان میں ذکر کرنے حضرت ﷺ کے اس شخص کو جو بدر میں مارا جائے گا۔

فائدہ: جنگ بدر کے واقع ہونے سے پہلے کچھ زمانہ، پس واقع ہوا مطابق اس کے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور تحقیق واقع ہوا ہے مسلم میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے انہوں نے روایت کی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک حضرت ﷺ

دکھاتے تھے ہم کو جگہیں گرنے اہل بدر کی فرماتے تھے کہ کل یہاں فلانا کرے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہاں فلانا مارا جائے گا پس قسم ہے اس کی جس نے حضرت ﷺ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ نہ چوکے وہ ان جگہوں سے یعنی جس جس جگہ کا حضرت ﷺ نے نشان بتلایا اسی اسی جگہ مارے گئے ایک بال بھر فرق نہ پڑا اور واقع ہوئی پیشین گوئی اور حالانکہ وہ بدر میں تھے اس رات میں جس کی صبح کو لڑائی ہوئی برخلاف حدیث باب کے وہ اس سے کچھ زمانہ پہلے ہے۔(فتح)

٣٦٥٦ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ صَدِيقًا لِأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ وَكَانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ عَلٰى أُمَيَّةَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ انْطَلَقَ سَعْدٌ مُعْتَمِرًا فَنَزَلَ عَلٰى أُمَيَّةَ بِمَكَّةَ فَقَالَ لِأُمَيَّةَ انْظُرْ لِي سَاعَةَ خَلْوَةٍ لَعَلِّي أَنْ أَطُوفَ بِالْبَيْتِ فَخَرَجَ بِهِ قَرِيبًا مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ فَلَقِيَهُمَا أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ مَنْ هٰذَا مَعَكَ فَقَالَ هٰذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَهُ أَبُوْ جَهْلٍ أَلَا أَرَاكَ تَطُوْفُ بِمَكَّةَ آمِنًا وَقَدْ أَوَيْتُمُ الصُّبَاةَ وَزَعَمْتُمْ أَنَّكُمْ تَنْصُرُوْنَهُمْ وَتُعِيْنُوْنَهُمْ أَمَا وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنَّكَ مَعَ أَبِي صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ إِلٰى أَهْلِكَ سَالِمًا فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ وَرَفَعَ صَوْتَهُ عَلَيْهِ أَمَا وَاللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِي هٰذَا لَأَمْنَعَنَّكَ مَا هُوَ أَشَدُّ عَلَيْكَ مِنْهُ طَرِيقَكَ

٣٦٥٦ ـ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی کہ بے شک سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کا یار تھا اور جب امیہ مدینے میں گزرتا تھا یعنی شام کو جاتے ہوئے تو وہ سعد رضی اللہ عنہ کے پاس اترا کرتا تھا اور جب سعد رضی اللہ عنہ مکے سے گزرتے تھے تو امیہ کے پاس اترا کرتے تھے یعنی حضرت ﷺ کے ہجرت کرنے سے پہلے سو جب حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے تو سعد رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے کو چلے تو مکے میں امیہ کے پاس اترے تو انہوں نے امیہ سے کہا کہ میرے واسطے کوئی گھڑی خلوت (یعنی جب کوئی آدمی نہ ہو) کے دیکھ یعنی تلاش کر شاید کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کروں سو امیہ سعد رضی اللہ عنہ کو لے کر دوپہر کے قریب نکلا تو ابوجہل ان دونوں سے ملا سو اس نے کہا اے ابوصفوان (یہ امیہ کی کنیت ہے) تیرے ساتھ یہ کون ہے اس نے کہا یہ سعد ہے ابوجہل نے کہا کیا میں تجھ کو نہیں دیکھتا کہ تو مکے میں طواف کرتا ہے بے خوف اور حالانکہ تم نے دین سے پھرنے والوں کو یعنی مسلمانوں کو جگہ دی ہے اور تم کہتے ہو کہ ہم ان کی مدد اور اعانت کرتے ہیں خبردار رہو قسم ہے اللہ کی کہ اگر تو ابوصفوان کے ساتھ نہ ہوتا تو اپنے گھر والوں کی طرف سلامت نہ پھرتا تو سعد رضی اللہ عنہ نے اس کو بلند آواز سے کہا کہ خبردار رہو قسم ہے اللہ کی اگر تو مجھ کو اس سے روکے گا تو البتہ روکوں گا میں تجھ کو اس چیز سے کہ وہ سخت تر ہے تجھ پر اس سے تیرے

عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهُ أُمَيَّةُ لَا تَرْفَعْ
صَوْتَكَ يَا سَعْدُ عَلٰى أَبِي الْحَكَمِ سَيِّدِ
أَهْلِ الْوَادِيْ فَقَالَ سَعْدٌ دَعْنَا عَنْكَ يَا أُمَيَّةُ
فَوَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّهُمْ قَاتِلُوْكَ قَالَ بِمَكَّةَ
قَالَ لَا أَدْرِيْ فَفَزِعَ لِذٰلِكَ أُمَيَّةُ فَزَعًا
شَدِيْدًا فَلَمَّا رَجَعَ أُمَيَّةُ إِلٰى أَهْلِهٖ قَالَ يَا أُمَّ
صَفْوَانَ أَلَمْ تَرَيْ مَا قَالَ لِيْ سَعْدٌ قَالَتْ
وَمَا قَالَ لَكَ قَالَ زَعَمَ أَنَّ مُحَمَّدًا
أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُمْ قَاتِلِيَّ فَقُلْتُ لَهُ بِمَكَّةَ قَالَ
لَا أَدْرِيْ فَقَالَ أُمَيَّةُ وَاللّٰهِ لَا أَخْرُجُ مِنْ
مَّكَّةَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اسْتَنْفَرَ أَبُوْ جَهْلٍ
النَّاسَ قَالَ أَدْرِكُوْا عِيْرَكُمْ فَكَرِهَ أُمَيَّةُ أَنْ
يَّخْرُجَ فَأَتَاهُ أَبُوْ جَهْلٍ فَقَالَ يَا أَبَا صَفْوَانَ
إِنَّكَ مَتٰى مَا يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ
وَأَنْتَ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِيْ تَخَلَّفُوْا مَعَكَ
فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ أَبُوْ جَهْلٍ حَتّٰى قَالَ أَمَّا إِذْ
غَلَبْتَنِيْ فَوَاللّٰهِ لَأَشْتَرِيَنَّ أَجْوَدَ بَعِيْرٍ بِمَكَّةَ
ثُمَّ قَالَ أُمَيَّةُ يَا أُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِيْنِيْ فَقَالَتْ
لَهُ يَا أَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيْتَ مَا قَالَ لَكَ
أَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ لَا مَا أُرِيْدُ أَنْ أَجُوْزَ
مَعَهُمْ إِلَّا قَرِيْبًا فَلَمَّا خَرَجَ أُمَيَّةُ أَخَذَ لَا
يَنْزِلُ مَنْزِلًا إِلَّا عَقَلَ بَعِيْرَهُ فَلَمْ يَزَلْ بِذٰلِكَ
حَتّٰى قَتَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِبَدْرٍ.

راہ کو جو مدینے والوں پر گزرتی ہے یعنی جو راہ اس کے
نزدیک ہے اور جس راہ سے تم شام کو تجارت کے واسطے
جاتے ہو تو امیہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی آواز کو ابو الحکم
(ابو جہل) پر بلند نہ کر کہ وہ مکے والوں کا سردار ہے تو
سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چھوڑ ہم کو آپ سے اے امیہ یعنی بس اب
تیری دوستی تمام ہو چکی اب تو ہم مسلمانوں کے ساتھ میل جول
نہ رکھ پس قسم ہے اللہ کی میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے
تھے مسلمان تجھ کو اے امیہ مار ڈالنے والے ہیں امیہ نے کہا
کہ مکے میں مجھ کو ماریں گے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا
تو امیہ اس بات سے سخت ڈرا (اور اس کا سبب یہ ہے جو
دوسری روایت میں آچکا ہے کہ امیہ نے کہا قسم ہے اللہ کی
جب محمد ﷺ بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے پس قریب تھا
کہ ڈر کے مارے اس کا گوز نکل جائے) سو جب امیہ اپنی
عورت کی طرف پھرا تو کہا کہ اے ام صفوان کیا تو نہیں دیکھتی
جو مجھ کو سعد نے کہا، تو اس کی عورت نے کہا کہ اس نے تجھ کو
کیا کہا امیہ نے کہا کہ وہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے ان کو خبر دی
کہ مسلمان مجھ کو مار ڈالنے والے ہیں تو میں نے اس سے کہا
کہ مکہ میں تو اس نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں سو امیہ نے کہا قسم
ہے اللہ کی کہ میں مکے سے باہر نہیں نکلوں گا سو جب جنگ بدر
کا دن ہوا (ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آیا پکارنے والا
یعنی ضمضم، اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ جب وہ مکے میں
پہنچا تو اس نے اپنا کرتا پھاڑ ڈالا اور پکارا کہ اے گروہ قریش
بچاؤ اپنے مالوں کو جو ابو سفیان کے ساتھ ہیں کہ محمد ﷺ ان کو
آلپٹے ہیں فریاد رسی کرو فریاد رسی کرو) تو ابو جہل نے لوگوں
سے کہا کہ باہر نکلو اور اپنے قافلے کو پاؤ سو امیہ نے باہر نکلنے کو

مکروہ جانا تو ابوجہل اس کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ اے ابوصفوان بے شک جب لوگ تجھ کو دیکھیں گے کہ تو پیچھے رہا اور حالانکہ تو مکے والوں کا سردار ہے یعنی اپنی قوم کا تو وہ بھی تیرے ساتھ باز رہیں گے سو نہ چھوڑا اس کو ابوجہل نے یہاں تک کہ امیہ نے کہا کہ مگر جب تو نے مجھ پر غلبہ کیا ہے پس قسم ہے البتہ میں مکے کا بہتر اونٹ خریدوں گا یعنی پس جب میں کسی چیز سے خوف کروں گا تو اس پر بھاگنے کے واسطے مستعد رہوں گا پھر امیہ نے وہ اونٹ خریدا پھر اپنی عورت سے کہا کہ اے ام صفوان مجھ کو سامان درست کر دے تو اس کی عورت نے اس سے کہا اور تو تحقیق بھول گیا ہے جو تیرے بھائی یثربی نے تجھ سے کہا تھا اس نے کہا میں بھولا نہیں اور میں نہیں چاہتا کہ میں ان کے ساتھ جاؤں مگر تھوڑی دور پھر جب امیہ نکلا تو شروع کیا اس نے یہ کہ نہ اترتا تھا کسی جگہ میں مگر کہ اپنے اونٹ کو باندھتا تھا یعنی ان کے ساتھ نہیں جاتا تھا ان کے پیچھے پیچھے جاتا تھا پس ہمیشہ رہا اسی حال پر یہاں تک کہ اللہ نے اس کو بدر میں قتل کیا۔

فائدہ: بیان کیا ہے ابن اسحاق نے اس صفت کو کہ مکر کیا تھا ساتھ اس کے ابوجہل نے امیہ کو یہاں تک کہ مخالفت کی اس نے اپنے نفس کی رائے کی بیچ نہ نکلنے کے مکے سے پس کہا اس نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابن ابی نجیح نے کہ امیہ بن خلف نے پکا ارادہ کیا تھا اوپر نہ نکلنے کے مکے سے اور تھا وہ بڈھا بھارے بدن والا سو عقبہ بن ابی معیط اس کے پاس انگیٹھی لایا یہاں تک کہ اس کو اس کے آگے رکھا اور کہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تو عورتوں میں سے ہے کہا کہ اللہ تیرے منہ کو برا کرے اور گویا ابوجہل نے متعین کیا تھا عقبہ کو اوپر اس کے یہاں تک کہ اس کے ساتھ یہ مکر کیا اور اس حیلے سے اس کو باہر نکالا اور تھا عقبہ بے وقوف۔ ابن اسحاق نے کہا کہ قتل کیا امیہ کو ایک مرد نے بنی مازن سے جو انصار سے ہے اور کہا ابن ہشام نے کہ شریک ہوا اس کے مارنے میں معاذ بن عفراء اور خارجہ بن زید رضی اللہ عنہما اور بعض کہتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اور اس کا بیٹا علی بن امیہ پس قتل کیا تھا اس کو عمار رضی اللہ عنہ نے اور اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کئی معجزے ہیں، ظاہر اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ قوت نفس اور

یقین سے اور اس حدیث میں ہے کہ عمرے کا شان قدیمی ہے اور یہ کہ اذن دیا گیا تھا اصحاب کو عمرہ کرنے کا پہلے اس سے کہ عمرہ کریں حضرت ﷺ برخلاف حج کے واللہ اعلم۔ (فتح) اور مناسبت حدیث کی ترجمہ سے اخیر جملے سے ہے کہ یہاں تک کہ اللہ نے اس کو قتل کیا۔ (واللہ اعلم)

بَابُ قِصَّةِ غَزْوَةِ بَدْرٍ. باب ہے بیان میں قصے جنگ بدر کے۔

فائدہ: بدر ایک مشہور گاؤں ہے منسوب ہے طرف بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کے کہ وہ وہاں اترا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ بدر ایک کنویں کا نام ہے نام رکھا گیا ساتھ اس کے واسطے گول ہونے اس کے یا واسطے صاف ہونے پانی اس کے پس گویا کہ اس میں بدر یعنی چودھویں رات کا چاند دیکھا جاتا تھا اور واقدی نے بہت لوگوں سے اس کا انکار کیا ہے یعنی وہ گاؤں کا نام ہے کنویں کا نام نہیں۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ إِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ أَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزَلِيْنَ بَلٰى إِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَأْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ﴾. (آل عمران: ١٢٣).

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم خوار تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم شکر کرو (اے نبی) جب آپ کہنے لگے مسلمانوں کو کیا تم کو کفایت نہیں کہ تمہاری مدد بھیجے رب تمہارا تین ہزار فرشتے آسمان سے اترے البتہ اگر تم ٹھہرے رہو اور پرہیز گاری کرو اور وہ آئیں تم پر اسی دم تو مدد بھیجے تمہارا رب پانچ ہزار فرشتے پلے ہوئے گھوڑوں پر اور یہ تو اللہ نے تمہارے دل کی خوشی کی ہے اور تا کہ تسکین ہو تمہارے دلوں کو اور مدد صرف اللہ کی طرف سے ہے جو زبردست ہے حکمت والا تا کہ کاٹ ڈالے بعض کافروں کو یا ذلیل کرے ان کو کہ پھر جائیں نامراد

فائدہ: یہ جو کہا کہ تم خوار تھے یعنی تھوڑے تھے بہ نسبت مشرکوں کے جو ان کے مدمقابل تھے اور اس جہت سے کہ وہ پیادے تھے مگر تھوڑے ان میں سے اور اس جہت سے کہ ان کے پاس ہتھیار نہ تھے اور مشرکین اس کے برعکس تھے اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو ابوسفیان کے ملنے کے واسطے بلایا تا کہ لوٹیں وہ چیز کہ اس کے ساتھ تھی قریش کے مالوں سے اور اس کے ساتھ آدمی تھوڑے تھے تو اکثر انصار کو یہ گمان نہ ہوا کہ لڑائی واقع ہو گی پس نہ

چلے ساتھ ان کے ان میں سے مگر تھوڑے اور نہ ساتھ لیا انہوں نے سامان تیاری کا جیسا کہ چاہیے تھا برخلاف مشرکوں کے اس واسطے کہ وہ مستعد ہو کر نکلے تھے واسطے بچانے اپنے مالوں کے اور اسی طرح قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿إِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ﴾ پس اختلاف کیا ہے اس میں اہل تاویل نے بعض کہتے ہیں کہ وہ نَصَرَ کے متعلق ہے پس بنا بر اس کے بدر کے قصے میں ہے اور اسی پر ہے عمل مصنف کا یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کا اور یہی قول ہے اکثر کا اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے داؤدی نے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ متعلق ہے ساتھ قول اللہ کے ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ﴾ بنا بر اس کے پس وہ متعلق ہے ساتھ قصے احد کے اور یہ قول عکرمہ اور ایک گروہ کا ہے اور تائید کرتی ہے پہلی وجہ کی وہ خبر جو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ساتھ سند صحیح کے شعبی سے کہ بدر کے دن مسلمانوں کو پہنچی کہ کرز بن جابر مشرکوں کی مدد کرتا ہے پس اتاری اللہ نے یہ آیت کیا تم کو کفایت نہیں کہ مدد بھیجے تمہارا تمہارا رب تین ہزار فرشتے کہا اس نے پس نہ مدد کی کرز بن جابر نے مشرکوں کی اور نہ مدد بھیجی اللہ نے مسلمانوں کے ساتھ پانچ ہزار کی اور روایت ہے قتادہ رضی اللہ عنہ سے کہ مدد کی اللہ نے مسلمانوں کی ساتھ پانچ ہزار فرشتوں کے اور ربیع بن انس سے روایت ہے کہ مدد کی اللہ نے مسلمانوں کی دن بدر کے ساتھ ہزار فرشتوں کے پھر زیادہ کیا ان کو پس تین ہزار ہو گئے پھر زیادہ کیا ان کو پس پانچ ہزار ہو گئے اور شاید کہ تطبیق دی ہے اس نے ساتھ اس کے درمیان دونوں آیتوں آل عمران اور انفال کی کے اور تحقیق اشارہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اختلاف کے نزول میں پس ذکر کیا آیت ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ﴾ کو جنگ احد کے بیان میں اور اسی طرح قول اس کا ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ اور جو اس کے سوائے ہے اس کو جنگ بدر کے بیان میں ذکر کیا اور یہی ہے معتمد اور فور کے معنی غضب کے ہیں یہ قول عکرمہ اور مجاہد کا ہے۔ (فتح)

وَقَالَ وَحْشِيٌّ قَتَلَ حَمْزَةُ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ﴾. (الأنفال:٧) الْآيَةَ الشَّوْكَةُ الْحَدُّ.

وحشی نے کہا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا۔ یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب وعدہ دیا تم کو اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے واسطے ہے یعنی ایک تم کو ہاتھ لگے گا اور تم چاہتے تھے کہ جس میں اسلحہ نہ ہو وہ ہاتھ میں لگے۔

فائدہ: نازل ہوئی یہ آیت بدر کے قصے میں بغیر خلاف کے بلکہ ساری سورہ انفال یا اکثر بدر کے قصے میں اتری اور آئندہ آئے گا بیچ تفسیر قول سعید بن جبیر کے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورہ انفال کس باب میں اتری تو انہوں نے کہا کہ بدر میں اتری اور مراد ساتھ دو گروہوں کے قافلہ تجارت اور فوج ہے۔ پس تھا قافلے میں ابوسفیان

اور جو اس کے ساتھ تھے مانند عمرو بن عاص اور مخرمہ بن نوفل کے اور وہ چیز کہ ساتھ اس کے تھی اموال سے اور تھا فوج میں ابو جہل اور عتبہ بن ربیعہ وغیرہ قریش کے رئیسوں سے مستعد ساتھ ہتھیاروں کے اور تیار واسطے لڑائی کے اور مسلمان چاہتے تھے کہ قافلہ ہاتھ لگے اور یہی مراد ہے ساتھ اس آیت کے کہ تم چاہتے تھے کہ جس میں اسلحہ نہ ہو وہ ہاتھ لگے اور مراد ساتھ ذات شوکت کے وہ گروہ ہے جس میں ہتھیار تھے اور روایت کی طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ مکے والوں کا قافلہ شام سے آیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لوٹنے کے ارادے سے نکلے سو یہ خبر مکے والوں کو پہنچی تو انہوں نے قافلے کی طرف جلدی کی اور قافلہ مسلمانوں سے آگے بڑھ گیا اور وعدہ دیا تھا اللہ نے مسلمانوں کو کہ تم کو ایک گروہ ہاتھ لگے گا اور تھا ملنا قافلہ کا محبوب تر طرف ان کی اور سہل تر اسلحہ میں اور خاص تر لوٹنے میں اس سے کہ کفار قریش کے لشکر سے ملیں سو جب قافلہ ان سے فوت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے ساتھ بدر میں اترے پس واقع ہوئی لڑائی پھر ذکر کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ٹکڑا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور پوری حدیث غزوہ تبوک میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ اس کا قول ہے کہ کسی کو عتاب نہ ہوا۔ (فتح)

٣٦٥٧ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ أَنِّيْ تَخَلَّفْتُ عَنْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَّلَمْ يُعَاتَبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ.

٣٦٥٧۔ عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے کعب رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ میں کسی جنگ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینے سے پیچھے نہیں رہا مگر جنگ تبوک میں لیکن میں جنگ بدر میں پیچھے رہا اور اللہ نے کسی کو عتاب نہ کیا جو اس سے پیچھے رہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے قافلے کے ارادے سے نکلے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑائی کا ارادہ نہ تھا یہاں تک کہ جمع کیا اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن کو غیر میعاد پر۔

فائدہ: یعنی اور بغیر ارادے لڑائی کے اور کہتے ہیں کہ اس قافلے میں ہزار اونٹ تھا اور پچاس ہزار اشرفی تھی اور اس میں قریش کے تیس مرد تھے اور بعض کہتے ہیں کہ چالیس تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ساٹھ تھے اور یہ جو انہوں نے کہا لیکن میں بدر میں پیچھے رہا تو یہ استثناء ہے مفہوم سے ان کے قول میں لَمْ اَتَخَلَّفْ اِلَّا فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اس واسطے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں سب جنگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا ماسوائے تبوک کے اور انہوں نے

دونوں کو ایک لفظ کے ساتھ مستثنیٰ نہیں کیا اس واسطے کہ باز رہے تھے تبوک میں اپنے اختیار سے باوجود مقدم ہونے طلب کے اور واقع ہونے عتاب کے اور لیکن جو باز رہے اس سے برخلاف جنگ بدر کے بیچ ان سب امروں کے اسی واسطے مغایرت کی انہوں نے درمیان دونوں پیچھے رہنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿إِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِيْنَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَئِنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ إِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ إِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَأُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَإِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾. (الأنفال:١٣).

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم فریاد کرنے لگے اپنے رب سے سو اللہ نے تمہاری دعا قبول کی کہ میں مدد بھیجوں گا تمہاری ہزار فرشتے لگا تار آنے والے اور نہیں گردانا اس مدد کو اللہ نے مگر خوشخبری کے لیے اور اس واسطے کہ چین پکڑیں دل تمہارے اور نہیں مدد مگر اللہ کی طرف سے بے شک اللہ زور آور ہے حکمت والا جس وقت ڈال دی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو اور اتارا تم پر آسمان سے پانی کہ اس سے تم کو پاک کرے اور دور کرے تم سے شیطان کی نجاست کو اور تا کہ ثابت رکھے تمہارے دلوں کو اور محکم کرے پاؤں کو جب حکم بھیجا تمہارے رب نے فرشتوں کو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو تم مسلمانوں کے دل ثابت کرو میں کافروں کے دلوں میں دہشت ڈال دوں گا سو مارو گردنوں پر اور کاٹو ان کے پور پور یہ اس واسطے کہ خلاف کیا انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا اور جو کوئی مخالف ہو اللہ کا اور اس کے رسول کا تو اللہ کی مار سخت ہے

فائدہ: اور پہلے گزر چکی ہے وجہ تطبیق کی درمیان قول اس کے بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اور درمیان قول اس کے بِثَلَاثَةِ اٰلَافٍ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں دو حدیثیں وارد کی ہیں پس مقداد رضی اللہ عنہ کے قصے میں بیان ہے اس چیز کا جو واقع ہوئی پہلی لڑائی سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بیان فریاد کرنے کا ہے۔ (فتح)

٣٦٥٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ

٣٦٥٨ـ طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک جگہ حاضر ہوا یعنی جس جگہ کہ انہوں نے کہا جو بیان مذکور

شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا لِأَنْ أَكُوْنَ صَاحِبَهٗ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهٖ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُوْ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَا نَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى ﴿اِذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا﴾ وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ يَعْنِيْ قَوْلَهٗ.

ہے البتہ ہونا میرا صاحب اس جگہ کا اور کہنا اس قول کو کہ انہوں نے کہا بہتر ہے نزدیک میرے اس چیز سے کہ تولی جائے ساتھ اس کے اس کا بیان یوں ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے خلاف بددعا کر رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں کہتے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا کہ جا تو اور تیرا رب سو دونوں لڑو، لیکن ہم لڑتے ہیں کافروں سے آپ کے دائیں اور بائیں اور آگے اور پیچھے تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ روشن ہوا اور مقداد رضی اللہ عنہ کے اس قول سے خوش ہوئے۔

فائدہ: یہ جو انہوں نے کہا کہ اس چیز سے کہ اس سے تولی جائے یعنی ہر اس چیز سے کہ مقابل ہو اس کے دنیاوی مال سے اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب سے اور یا مراد عام تر ہے اس سے اور مراد مبالغہ ہے بیچ بیان کرنے عظمت اس جگہ کے اور یہ کہ اگر وہ اختیار دیے جائیں درمیان اس کے کہ ایسی جگہ اور ایسی بات کہنے کا ان کو موقع ملے اور درمیان اس کے کہ حاصل ہو واسطے ان کے وہ چیز کہ اس کے مقابل ہے جو چیز کہ ہو تو البتہ ہو حاصل ہونا اس جگہ کا واسطے ان کے محبوب تر طرف ان کی۔

فائدہ: ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ کہا اس کلام کو مقداد رضی اللہ عنہ نے جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفراء میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قریش کا ارادہ جنگ بدر کا ہے اور یہ کہ نجات پائی ابوسفیان نے ساتھ اپنے ساتھیوں کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مشورہ لیا پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پس کہا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دینے کے واسطے تقریر کی اور خوب تقریر کی پھر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پھر مقداد رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے پس ذکر کیا جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ پس کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو برک الغماد (ایک جگہ کا نام ہے یمن میں) تک لے جائیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کریں گے پھر فرمایا کہ ہم کو مشورہ دو پس لوگوں نے معلوم کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کو مراد رکھتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈر تھا کہ شاید انصار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہ دیں اس واسطے کہ نہیں بیعت کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار نے مگر اس پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کریں اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینا چاہے اس کو روکیں نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دشمن کی طرف چلیں سو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدستور چلو واسطے اس چیز کے کہ جس کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا پس ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ ہیں سو حضرت ﷺ اس بات سے خوش ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید آپ ﷺ ایک کام کے واسطے نکلے تھے یعنی واسطے لوٹنے ان مالوں کے کہ ابو سفیان کے ساتھ قافلے میں تھے سو اللہ نے اس کے علاوہ امر پیدا کیا یعنی لڑائی پس آپ ﷺ بدستور چلیں پس جوڑیں رسے جس کے چاہیں اور کاٹیں رسی جس کے چاہیں اور دشمنی کریں جس سے چاہیں اور لیں ہمارے مالوں سے جتنا چاہیں اور ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ﷺ نے فرمایا اور ہم مدینے میں تھے کہ مجھ کو ابو سفیان کے قافلے کی خبر پہنچی پس کیا تم چاہتے ہو کہ اس کی طرف نکلو شاید اللہ ہم کو اس کے مال سے غنیمت دے ہم نے کہا ہاں سو جب ہم ایک دو روز چلے تو آپ ﷺ کو خبر ہوئی اور آپ ﷺ نے ہم کو خبر دی پس کہا تیار ہو جاؤ واسطے لڑائی کے تو ہم نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ ہم تو لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے پھر حضرت ﷺ نے وہی بات کہی تو مقداد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو کہا کہ ہم آپ کو نہیں کہتے جیسا کہ بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اور لیکن ہم کہتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ہمراہ لڑنے والے ہیں تو ہم انصار کے گروہ نے تمنا کی کہ ہم نے بھی ویسا کہا ہوتا جیسا مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا پس اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ﴿كَمَا أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَارِهُونَ﴾. (الأنفال:٥)۔ (فتح)

٣٦٥٩ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾. (القمر:٤٥).

٣٦٥٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ الٰہی میں تجھ کو تیرا قول قرار یاد دلاتا ہوں یعنی کمال عاجزی کے ساتھ تیرے عہد و پیمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں الٰہی اگر تو چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہوگی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو اتنی دعا کفایت کرتی ہے سو حضرت ﷺ خیمے سے نکلے اور یہ فرماتے تھے کہ عنقریب کافروں کا لشکر بھاگ جائے گا اور پیٹھ پھیرے گا۔

فائدہ: یہ حدیث اصحاب رضی اللہ عنہم کی مرسل حدیثوں سے ہے اس واسطے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما وہاں حاضر نہیں تھے اور شاید لیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمر رضی اللہ عنہ سے یا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پس مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جب بدر کی جنگ ہوئی تو آپ ﷺ نے مشرکوں کی طرف نظر کی اور وہ ہزار مرد تھے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم تین سو انیس مرد تھے سو حضرت ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا پھر اپنے دونوں ہاتھ دراز کیے پس ہمیشہ اپنے رب کے آگے عاجزی کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر آپ ﷺ کے کندھوں سے گری اور عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب بدر کا دن ہوا تو حضرت ﷺ نے مشرکوں کی

طرف نظر کی اور ان کو زیادہ معلوم کیا اور مسلمانوں کی طرف نظر کی اور ان کو تھوڑے جانا سو آپ ﷺ نے دو رکعت نماز کی نیت کی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے داہنے طرف کھڑے ہوئے سو حضرت ﷺ نے دعا کی اور آپ ﷺ نماز میں تھے کہ الٰہی مجھ کو خوار نہ کر مجھ کو ذلیل نہ کر الٰہی میں تیرا قول قرار تجھ کو یاد دلاتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ الٰہی یہ قریش ہیں بڑے فخر اور تکبر کے ساتھ آئے ہیں لڑتے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں الٰہی پس میں تجھ سے مدد چاہتا ہوں جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک قبہ میں تھے اور مراد ساتھ قبے کے خیمہ ہے جس کو اصحاب رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے بیٹھنے کے واسطے بنایا تھا اور طبرانی میں ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں سنا ہم نے کسی کو کہ گم شدہ چیز کو ڈھونڈنا ہو سخت تر ڈھونڈنا محمد ﷺ سے واسطے اپنے رب کے دن بدر کے الٰہی میں تجھ کو تیرا قول قرار یاد دلاتا ہوں یعنی انتہائی درجے کی التجا کی۔ سہیلی نے کہا کہ حضرت ﷺ کی بہت عاجزی اور سخت التجا کرنے کا سبب یہ تھا کہ آپ ﷺ نے فرشتوں کو دیکھا تھا کہ لڑائی میں محنت اٹھاتے ہیں اور انصار موت کی تمنا کرتے ہیں اور جہاد کبھی ہتھیاروں کے ساتھ ہوتا ہے اور کبھی دعا کے ساتھ اور سنت ہے کہ امام لشکر کے پیچھے ہو اس واسطے کہ وہ ان کے ساتھ نہیں لڑتا پس نہیں مناسب کہ اپنی جان کو راحت دے پس مشغول ہوئے حضرت ﷺ ساتھ ایک دو امروں کے اور وہ دعا ہے اور یہ جو کہا کہ الٰہی اگر تو چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہو گی اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ الٰہی اگر تو مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر ڈالے گا تو زمین میں تیری بندگی نہیں ہو گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے یہ اس واسطے کہا کہ آپ ﷺ کو معلوم تھا کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو گا پس اگر آپ ﷺ اور آپ کے ساتھی اس وقت ہلاک ہو جاتے تو نہ اٹھایا جائے گا کوئی جو ایمان کی طرف بلائے اور مشرکین بدستور اللہ کے سوا اوروں کی بندگی کرتے رہیں گے پس معنی یہ ہیں کہ نہ عبادت کی جائے گی زمین میں ساتھ اس شریعت کے۔ اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے حضرت ﷺ نے یہ دعا جنگ احد کے دن بھی کی تھی اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور چادر اٹھا کر آپ ﷺ کے مونڈھوں پر ڈال دی پھر پیچھے سے آپ ﷺ کو لپٹے سو کہا کہ اتنی دعا آپ کو کفایت کرتی ہے پس تحقیق اللہ پورا کرے گا واسطے آپ کے جو اس نے آپ سے وعدہ کیا پس اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: ﴿اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ﴾ الآیۃ پس مدد دی اللہ نے آپ کو ساتھ فرشتوں کے اور معلوم ہوگئی ساتھ اس زیادتی کے مناسبت اس حدیث کی ترجمہ سے۔ کہا خطابی نے نہیں جائز ہے وہم کرنا یہ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ سے زیادہ اللہ پر اعتماد تھا بلکہ باعث واسطے حضرت ﷺ کے اوپر ان کے شفقت آپ ﷺ کی تھی اپنے اصحاب پر اور قوی کرنا ان کے دلوں کا اس واسطے کہ یہ پہلی لڑائی تھی جس میں حاضر ہوئے تھے پس مبالغہ کیا حضرت ﷺ نے توجہ و دعا اور عاجزی میں تا کہ ان کے دلوں کو اطمینان ہو اس واسطے کہ وہ جانتے تھے

کہ آپ ﷺ کا وسیلہ قبول کیا گیا ہے سو جب کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ سے جو کہا تو اس سے باز رہے اور آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ آپ کی دعا قبول ہوئی واسطے اس چیز کے کہ پائی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے نفس میں قوت اور اطمینان سے یعنی اس واسطے کہ آپ ﷺ کو دعا سے مطلوب یہی تھا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے دلوں کو قوت اور اطمینان ہو سو ابو بکر رضی اللہ عنہ میں قوت پائی گئی پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے اس کے پیچھے یہ آیت پڑھی: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ﴾ انتھی اور پھسل گیا پاؤں اس شخص کا جس کو علم نہیں صوفیوں سے اس جگہ میں پھسلنا سخت پس نہیں جائز ہے دیکھنا طرف اس کی اور شاید خطابی نے اشارہ کیا ہے طرف اس کی اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ جب یہ آیت اتری: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ﴾ تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کون سا لشکر ہے جو بھاگ جائے گا پھر جب جنگ بدر کا دن ہوا تو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ زرہ پہنے نکلے اور فرماتے تھے: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ﴾ یعنی عنقریب کافروں کا لشکر بھاگ جائے گا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ سورہ مکے میں اتری اور میں لڑکی تھی کھیلتی تھی: ﴿بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ﴾. (القمر: ٤٦) الأية۔ (فتح)

بَابٌ. — یہ باب ہے۔

٣٦٦٠ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الْكَرِيْمِ أَنَّهُ سَمِعَ مِقْسَمًا مَّوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (النساء: ٩٥) عَنْ بَدْرٍ وَّالْخَارِجُوْنَ إِلٰى بَدْرٍ.

٣٦٦٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا نہیں برابر ہیں وہ مسلمان جو بیٹھنے والے ہیں بدر سے یعنی جو جنگ بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور جو نکلنے والے ہیں طرف بدر کی یعنی اس میں حاضر ہوئے۔

فائدہ: مراد ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ ہے کہ آیت لا یستوی القاعدون بدر والوں کے حق میں ہے اور مراد اس میں جنگ بدر ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ عِدَّةِ أَصْحَابِ بَدْرٍ. — باب ہے بیچ بیان گنتی بدر والوں کی۔

فائدہ: یعنی جو اصحاب رضی اللہ عنہم حاضر ہوئے اس میں ساتھ حضرت ﷺ کے اور جو ان کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے۔

٣٦٦١۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ.

٣٦٦١۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھوٹا جانا گیا میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما دن بدر کے یعنی نابالغ ہونے کے سبب سے حضرت ﷺ نے ہم کو بدر میں لڑنے کی اجازت نہ دی۔

فائدہ: مراد براء رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ واقع ہوا جدائی کرنا بالغ اور نابالغ میں وقت حاضر ہونے لڑائی کے پس لڑنے والوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش کیا گیا پس جو مرد بالغ تھا اس کو لڑنے کے واسطے رکھ لیا اور جو نابالغ تھا اس کو پھیر دیا اور اس کو لڑنے کا اذن نہ دیا اور تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت کئی جگہوں میں۔ (فتح)

حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اسْتُصْغِرْتُ أَنَا وَابْنُ عُمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ وَّكَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَوْمَ بَدْرٍ نَيِّفًا عَلٰى سِتِّيْنَ وَالْأَنْصَارُ نَيِّفًا وَّأَرْبَعِيْنَ وَمِائَتَيْنِ.

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ چھوٹا جانا گیا میں اور ابن عمر رضی اللہ عنہ دن جنگ بدر کے اور جنگ بدر کے دن مہاجرین کچھ اوپر ساٹھ مرد تھے اور انصار کچھ اوپر دو سو چالیس تھے۔

فائدہ: اور آئندہ آئے گا کہ وہ اسی تھے یا زیادہ اور اس کی تطبیق بھی آئندہ آئے گی اور ایک روایت میں ہے کہ انصار دو سو ستر تھے لیکن یہ روایت ثابت نہیں اور نیف کہتے ہیں اس چیز کو جو دو دہائیوں کے درمیان ہو اور یہ تفصیل جو واقع ہوئی ہے بیچ روایت شعبہ رضی اللہ عنہ کے عدد مہاجرین اور انصار سے موافق ہے جملہ اس کا اس چیز کو جو واقع ہوئی ہے بیچ روایت زہیر اور اسرائیل کے کہ وہ سب کچھ اوپر تین سو دس تھے لیکن دس پر زیادتی مبہم ہے اور پہلے باب میں عمر رضی اللہ عنہ سے گزر چکا ہے کہ وہ تین سو انیس تھے لیکن ایک روایت میں ہے کہ کچھ اوپر دس تھے اور بزار کی روایت میں ہے کہ تین سو سترہ تھے اور احمد اور طبرانی وغیرہ میں ہے کہ تین سو تیرہ تھے اور یہی ہے مشہور نزدیک ابن اسحاق اور ایک جماعت اہل مغازی کی اور بیہقی اور طبرانی کی ایک روایت میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف نکلے تو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اپنی گنتی کرو پس پایا ان کو تین سو اور چودہ مرد فرمایا پھر گنو پس گنا انہوں نے دوبارہ پس سامنے سے آیا ایک مرد اپنے اونٹ پر جو دبلا تھا اور وہ گنتے تھے پس تمام ہوئی گنتی تین سو پندرہ کی اور نیز بیہقی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین سو پندرہ مرد تھے اور یہ روایت پہلی روایت کے مخالف نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ پہلی روایت میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور پچھلے مرد کو نہ گنا گیا ہو اور اسی طرح جس روایت میں انیس کا ذکر آیا ہے تو احتمال ہے کہ جوڑا گیا ہو ساتھ ان کے وہ شخص جو چھوٹا جانا گیا تھا اور اس دن ان کو لڑنے کی اجازت نہ ہوئی تھی مانند براء رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور اسی طرح انس رضی اللہ عنہ ہیں کہ وہ بھی اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے اور حکایت کی ہے سہیلی نے کہ اس دن مسلمانوں کے ساتھ ستر جن حاضر ہوئے اور مشرکین ہزار آدمی تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سات سو پچاس تھے اور ان کے ساتھ سات سو اونٹ تھے اور سو گھوڑے اور اسی قسم سے ہے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ پس تحقیق روایت کی ہے ابو داؤد نے ان سے کہ میں بدر کے دن اپنے اصحاب کو پانی پلاتا تھا اور جب تحریر ہوئی یہ جماعت تو

اب معلوم کرنا چاہیے کہ سب کے سب لڑائی میں حاضر نہیں ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاضر ہوئے اس میں ان میں سے تین سو پانچ یا چھ مرد اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ بدر والے تین سو چھ مرد تھے اور تحقیق بیان کیا اس کو ابن سعد نے سو اس نے کہا کہ تین سو پانچ تھے اور شاید انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں نہیں گنا اور بیان کی ہے وجہ تطبیق کی اس طور کہ آٹھ آدمی اہل بدر میں گنے گئے اور حالانکہ وہ اس میں حاضر نہیں ہوئے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدر کے ساتھ مال غنیمت سے ان کا حصہ نکالا اس واسطے کہ وہ ضرورت کی وجہ سے پیچھے رہے تھے اور ان میں سے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں کہ پیچھے رہے واسطے تیمار داری اپنی بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اور تھیں مرض الموت میں اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہ کہ بھیجا تھا ان دونوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے دریافت کرنے حال قافلے قریش کے کا پس یہ لوگ مہاجرین میں سے ہیں اور ابو لبابہ رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روحا سے پھیر دیا اور ان کو مدینے میں اپنا خلیفہ بنایا اور عاصم بن عدی اور حارث بن حاطب اور حارث بن صمہ اور خوات بن جبیر رضی اللہ عنہم یہ لوگ ہیں جن کو ابن سعد نے ذکر کیا ہے اور ذکر کیا ہے اس کے غیر نے سعد بن مالک ساعدی رضی اللہ عنہ کو کہ وہ راستے میں ہی فوت ہو گئے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے حصہ نکالا تھا۔ (فتح)

٣٦٦٢۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّهُمْ كَانُوْا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَازُوْا مَعَهُ النَّهَرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ قَالَ الْبَرَآءُ لَا وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلَّا مُؤْمِنٌ.

٣٦٦٢۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے ان لوگوں سے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے کہ وہ شمار میں اصحاب طالوت کے برابر تھے جو ان کے ساتھ دریا کے پار اترے تین سو دس اور چند آدمی براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں پار اترا ساتھ ان کے نہر سے کوئی مگر ایماندار۔

فائدہ: طالوت وہ طالوت ابن قیس ہیں اولاد بنیامین بن یعقوب علیہ السلام کے سے کہتے ہیں کہ وہ ماشکی تھے لوگوں کو پانی پلایا کرتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ چمرنگ تھے۔ (فتح)

٣٦٦٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٣٦٦٣۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آپس میں چرچا کرتے تھے کہ اہل بدر کی گنتی موافق گنتی اصحاب طالوت کے ہے جو ان کے ساتھ دریا کے پار اترے

وَسَلَّمَ نَتَحَدَّثُ أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ عَلٰى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهَرَ وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثُ مِائَةٍ.

اورنہیں پار اترا ساتھ ان کے کوئی بھی مگر ایماندار جو کچھ اوپر تین سو دس آدمی تھے۔

٣٦٦٤۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّ أَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَّبِضْعَةَ عَشَرَ بِعِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهَرَ وَمَا جَاوَزَ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ.

٣٦٦٤۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم باہم چرچا کیا کرتے تھے کہ بدر والے تین سو دس اور چند آدمی ہیں موافق گنتی اصحاب طالوت کے جو ان کے ساتھ دریا کے پار اترے اور نہیں پار اترا ساتھ ان کے کوئی بھی مگر ایماندار۔

فائدہ: اور تحقیق ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قصہ طالوت اور جالوت کا قرآن میں سورہ بقرہ میں اور ذکر کیا ہے اہل علم فی الاخبار نے کہ مر ساتھ دریا کے دریا اردن ہے اور یہ کہ جالوت ظالم تھا اور یہ کہ طالوت نے وعدہ کیا تھا کہ جو جالوت کو مار ڈالے میں اس کا اپنی بیٹی کے ساتھ نکاح کروں گا اور آدھا ملک بانٹ دوں گا پس قتل کیا اس کو داؤد علیہ السلام نے سو طالوت نے ان کے ساتھ وعدہ پورا کیا اور بنی اسرائیل میں داؤد علیہ السلام کی بڑی قدر ہو گئی یہاں تک کہ مستقل ہوئے ساتھ سلطنت کے بعد اس کے کہ طالوت کی نیت ان کے حق میں بدل گئی اور ان کے مار ڈالنے کا قصد کیا پس نہ قادر ہوا اوپر مارنے ان کے سو اس نے توبہ کی اور بادشاہی بالکل چھوڑ دی اور نکلا واسطے جہاد کے وہ اور جو اس کے ساتھ تھا اس کی اولاد سے یہاں تک کہ سب کے سب شہید ہو گئے اور ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق نے مبتدا میں قصہ مطول۔ (فتح)

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُفَّارِ قُرَيْشٍ شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيْدِ وَأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَّهَلَاكِهِمْ

باب ہے بیان میں بدعا کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر کفار قریش کے شیبہ اور عتبہ اور ولید اور ابو جہل بن ہشام کے اور ان کے ہلاک ہونے کے۔

فائدہ: مراد پہلی دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکے میں بددعا دی تھی اور اس کا بیان کتاب الطہارہ میں گزر چکا ہے جس جگہ کہ وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سے جو باب میں مذکور ہے ساتھ پورے سیاق کے اور وارد کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے طہارت کے بیان میں واسطے قصے اوجھڑ

کا اونٹ کی کے اور رکھنے اس کو اوپر پیٹھ نمازی کی کے پس نہ ٹوٹے نماز اس کی اور وارد کیا ہے اس کو نماز کے بیان میں واسطے استدلال کرنے کے اس مسئلے پر کہ عورت کے چھونے سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور وارد کیا ہے اس کو جہاد میں بیچ باب بددعا کرنے کے مشرکوں پر اور جزیہ میں واسطے استدلال کرنے کے اس مسئلے پر کہ مشرکوں کی لاشوں پر بدلہ نہ لیا جائے یعنی ان کے بدلے میں کچھ روپیہ لے کر ان کے وارثوں کے نہ دی جائیں اور اکثر روایتوں میں یہ ثابت ہے اور بعض روایتوں میں ساقط ہے اور اس کا ثابت ہونا اوجہل ہے اس واسطے کہ نہیں تعلق ہے واسطے حدیث اس کی کے کہ ساتھ باب گنتی اہل بدر کے۔ (فتح)

۳۶۶۵۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلٰى شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فَأَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعٰى قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا.

۳۶۶۵۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا انہوں نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کی طرف منہ کیا سو قریش کے چند آدمیوں پر بددعا کی، شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ اور ابوجہل بن ہشام پر پس قسم ہے اللہ کی کہ بے شک میں نے ان کی لاشیں (بدر میں) پڑی دیکھیں البتہ بگاڑ دیا تھا ان کی لاشوں کو سورج نے اور تھا دن گرمی کا۔

فائدہ: یعنی ان کے بدن گرمی کے سبب کالے ہو گئے تھے یا پھول گئے تھے۔

بَابُ قَتْلِ أَبِيْ جَهْلٍ.

باب ہے بیان میں قتل ہونے ابوجہل کے۔

۳۶۶۶۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنَا قَيْسٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَتٰى أَبَا جَهْلٍ وَّبِهٖ رَمَقٌ يَّوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ هَلْ أَعْمَدُ مِنْ رَّجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ.

۳۶۶۶۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ابوجہل کے پاس آئے اور حالانکہ اس میں کچھ جان تھی دن بدر کے یعنی تلواروں کے زخموں سے بیہوش زمین پر پڑا تھا یعنی عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کلام کیا تو ابوجہل نے اس کے جواب میں کہا کہ کیا کوئی زیادہ تر ہلاک ہونے والا ہے اس مرد سے کہ تم نے اس کو قتل کیا۔

فائدہ: طبرانی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے بدر کے دن ابوجہل کو پڑا پایا تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن اللہ نے تجھ کو ذلیل کیا تو ابوجہل نے کہا کہ کیا ذلیل کیا مجھ کو اس مرد سے کہ قتل کیا اس کو اس کی قوم

نے اور یہ تفسیر ہے واسطے مراد کے اس کے قول سے هل اعمد من رجل اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کیا ہے کوئی زیادہ اس سردار پر کہ قتل کیا اس کو اس کی قوم نے یعنی قریش میں مجھ سے زیادہ بڑے درجے والا کوئی نہیں۔ یہ تفسیر ابو عبید کی ہے اور تائید کرتی ہے اس کو وہ چیز جو انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے هل فوق رجل قتلتموہ یعنی تم نے اتنے بڑے درجے والے کو مارا ہے کہ اس سے زیادہ تر درجے والا کوئی آدمی نہیں ہے یعنی مجھ سے۔ (فتح) اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کہ نہیں وہ مگر ایک مرد جس کو تم نے قتل کیا یعنی میں ایک احد من الناس ہوں میرے مار ڈالنے کا تم کو کچھ فخر نہیں اور نہ مجھ کو اس سے کچھ عار ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ میری بزرگی بحال ہے اس واسطے کہ تم نے مجھ سے زیادہ کسی بزرگ کو نہیں مارا اگر تم ایسے آدمی کو مارتے جو مجھ سے زیادہ درجے کا ہوتا تو البتہ مجھ کو عار تھی۔

٣٦٦٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَآءَ حَتّٰى بَرَدَ قَالَ آأَنْتَ أَبُوْ جَهْلٍ قَالَ فَأَخَذَ بِلِحْيَتِهِ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ أَوْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ أَنْتَ أَبُوْ جَهْلٍ.

٣٦٦٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو دیکھ آئے ابو جہل کو کہ اس نے کیا کیا ہے یعنی جیتا ہے یا مر گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی خبر لینے کو گئے تو اس کو اس حال میں پایا کہ عفراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں نے اس کو مارا ہے یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ابو جہل ہے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑی تو ابو جہل نے کہا کہ کیا کوئی بڑے درجے والا ہے اس شخص سے جس کو تم نے قتل کیا ہے یعنی مجھ سے زیادہ درجے والا کوئی مرد نہیں جس کو تم نے قتل کیا یا اس مرد سے کہ اس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر غیر کھیتی کرنے والے مجھ کو مارتے تو بہتر ہوتا یعنی اس بات کی مجھ کو عار ہے کہ مجھ کو کھیتی کرنے والوں نے مارا کوئی اور مجھ کو مارتا تو خوب ہوتا اور مراد اس کی ساتھ اس کے انصار تھے اس واسطے کہ وہ کھیتی کیا کرتے تھے سو اشارہ کیا اس نے طرف تحقیر اس شخص کی جس نے اس کو قتل کیا تھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو پایا اس حال میں کہ مرنے کے قریب ہے تو میں نے اپنا پاؤں اس کی گردن پر رکھا سو میں نے کہا کہ خوار کیا تجھ کو اللہ نے اے دشمن اللہ کے، تو اس نے کہا کہ کیا ذلیل کیا مجھ

کو کیا کوئی مرد مجھ سے ذلیل تر ہے جس کو تم نے قتل کیا پھر میں اس کا سر کاٹ کر حضرت ﷺ کے پاس لایا سو میں نے کہا کہ یہ سر اللہ کے دشمن ابو جہل کا ہے قسم ہے اس کی جس کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں تو حضرت ﷺ اس کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ سب تعریف اللہ کو ہے جس نے اسلام کو عزت دی یہ بات حضرت ﷺ نے تین بار فرمائی۔(فتح)

٣٦٦٨۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ أَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ مَّنْ یَّنْظُرُ مَا فَعَلَ أَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَآءَ حَتّٰی بَرَدَ فَأَخَذَ بِلِحْیَتِهٖ فَقَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهٗ قَوْمُهٗ أَوْ قَالَ قَتَلْتُمُوْهُ.

٣٦٦٨۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو دیکھ آئے ابو جہل کو کہ اس نے کیا کیا ہے یعنی جیتا ہے یا مر گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی خبر لینے کو گئے تو اس کو اس حال میں پایا کہ عفراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں نے اس کو مارا ہے یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ابو جہل ہے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑی تو ابو جہل نے کہا کہ کیا کوئی بڑے درجے والا ہے اس شخص سے جس کو تم نے قتل کیا ہے یعنی مجھ سے زیادہ درجے والا کوئی مرد نہیں جس کو تم نے قتل کیا یا اس مرد سے کہ اس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو۔

حَدَّثَنِیَ ابْنُ الْمُثَنّٰی أَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَحْوَهٗ.

یہ روایت بھی اسی کی مانند ہے۔

حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ کَتَبْتُ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ فِیْ بَدْرٍ یَّعْنِیْ حَدِیْثَ ابْنَیْ عَفْرَآءَ.

حدیث بیان کی مجھ سے علی بن عبداللہ نے اس نے کہا کہ لکھی میں نے یہ حدیث یوسف ابن ماجشون سے اس نے روایت کی صالح بن ابراہیم سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے جنگ بدر کے باب میں عفراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں کی حدیث ہے۔

فائدہ: اور کہا ابن اسحاق نے اور حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے کہ معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے بدر کے دن سنا لوگ کہتے ہیں کہ ابو جہل کے پاس کوئی نہیں پہنچ سکتا تو میں نے اس کی طرف قصد کیا سو جب میں نے اس پر قدرت پائی تو میں نے اس پر حملہ کیا سو میں نے اس کو ایک ضرب ماری کہ اس سے اس کا قدم زخمی کیا اور اس کے بیٹے عکرمہ نے مجھ کو کندھے پر تلوار ماری اور میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر معاذ رضی اللہ عنہ

عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک زندہ رہے پھر گزرے ساتھ ابوجہل کے معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ تو انہوں نے ابوجہل کو مارا یہاں تک کہ اس کو چلنے پھرنے سے باز رکھا اور اس کو گرایا اور اس میں ابھی کچھ زندگی باقی تھی پھر لڑتے رہے معوذ رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ شہید ہوئے پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل کے پاس سے گزرے پس پایا اس کو اخیر زندگی میں پس ذکر کیا اس چیز کو کہ پہلے گزری۔ پس ابن اسحاق کی اس روایت سے سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاتی ہے لیکن مخالف ہے وہ اس چیز کو کہ صحیح میں ہے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے دیکھا معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما کو کہ دونوں نے ابوجہل پر حملہ کیا یہاں تک کہ اس کو مار گرایا اور ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بن عفراء وہ معوذ ہے ساتھ تشدید واؤ کے اور جو صحیح میں ہے وہ معاذ ہے اور وہ دونوں بھائی ہیں پس احتمال ہے کہ حملہ کیا ہو اس پر معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے ساتھ معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے جیسا کہ صحیح میں ہے اور معوذ رضی اللہ عنہ نے اس کو ان کے بعد مارا ہو یہاں تک کہ اس کو ہلنے کی طاقت نہ رہی پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کی خبر کو گئے اور اس کا سر کاٹ لائے۔ پس اس سے سب اقوال میں تطبیق ہو جاتی ہے اور یہ جو کہا کہ دونوں نے اس کو قتل کر ڈالا تو یہ ظاہر میں مخالف ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کو کہ انہوں نے اس کو پایا اس حال میں کہ اس میں کچھ زندگی تھی تو مراد یہ ہے کہ دونوں نے اس کو تلوار سے ایسا مارا کہ قریب المرگ ہو گیا اور نہ باقی رہی زندگی اس میں مانند حرکت ذبح کیے ہوئے جانور کی اور اس حالت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے اور اس کا سر کاٹا۔

٣٦٦٩۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَّجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ وَّفِيْهِمْ أُنْزِلَتْ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ تَبَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَّعُبَيْدَةُ أَوْ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ.

٣٦٦٩۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو قیامت کے دن جھگڑے کے واسطے اللہ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھے گا اور کہا قیس بن عباد نے کہ انہیں کے حق میں یہ آیت اتری کہ ان دونوں یعنی مسلمانوں اور کافروں نے اللہ کے دین کے بارے میں جھگڑا کیا ہے کہا راوی نے اور وہ لوگ وہ ہیں جو جنگ بدر کے دن تنہا تنہا ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے کے واسطے دونوں طرف سے میدان میں نکلے حمزہ اور علی اور عبید یا ابوعبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس اولیت کے قید کرنا اس کا ہے ساتھ مجاہدین اس امت کے اس واسطے کہ مبارزت مذکورہ

پہلی مبارزت ہے جو اسلام میں واقع ہوئی۔ اور نہیں واقع ہوئی اس روایت میں تفصیل مبارزین کی کہ کون کس کے ساتھ لڑا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور عتبہ دونوں بوڑھے تھے پس نکلے عبیدہ رضی اللہ عنہ واسطے عتبہ کے اور حمزہ رضی اللہ عنہ واسطے شیبہ کے اور علی رضی اللہ عنہ واسطے ولید کے پس قتل کیا علی رضی اللہ عنہ نے ولید کو اور قتل کیا حمزہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی کو اور اختلاف کیا عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے مقابل نے ساتھ دو ضربوں کے تو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں زخم لگا اور وہ اس کے سبب سے فوت ہوئے جبکہ پھرے اور جھکے حمزہ اور علی رضی اللہ عنہما طرف اس شخص کی جو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے مقابل ہوا تھا پس مدد دی دونوں نے ان کو اس کے قتل پر۔ اور اس حدیث میں جائز ہونا ہے مبارزت کا یعنی ایک دوسرے کے واسطے اکیلے دونوں طرف سے نکلنا برخلاف اس شخص کے جو اس سے انکار کرتا ہے مانند حسن بصری کے اور شرط کی ہے اوزاعی اور ثوری اور احمد اور اسحاق نے واسطے جواز کے اجازت سردار لشکر کے کی اور یہ کہ جائز ہے واسطے مبارز کے مدد کرنا اپنے ساتھی کی اور اس میں فضیلت ہے ظاہر واسطے حمزہ اور علی، اور عبیدہ رضی اللہ عنہم کے۔ (فتح)

٣٦٧٠۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ فِيْ سِتَّةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلِيٍّ وَحَمْزَةَ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ.

٣٦٧٠۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اتری یہ آیت کہ دونوں فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے دین میں جھگڑا کیا بیچ حق چھ مردوں کے قریش میں یعنی بیچ حق علی اور حمزہ اور عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم اور شیبہ بن ربیعہ اور عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کی۔

٣٦٧١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ كَانَ يَنْزِلُ فِيْ بَنِيْ ضُبَيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِيْ سَدُوْسَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾.

٣٦٧١۔ حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت ہمارے حق میں اتری کہ دونوں فریق ہیں جنہوں نے اللہ کے دین میں جھگڑا کیا۔

٣٦٧٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ

٣٦٧٢۔ حضرت قیس بن عباد سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سنا قسم کھاتے تھے کہ البتہ یہ آیتیں چھ مردوں کی

مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هٰؤُلَاءِ الْأٰيَاتُ فِيْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ نَّحْوَهُ.

اس جماعت کے حق میں اتریں بدر کے دن مثل اس کی یعنی یہ حدیث بھی مثل سیاق قصہ کے ہے۔

٣٦٧٣۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ هَاشِمٍ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هٰذِهِ الْأٰيَةَ ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ نَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ بَرَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةَ وَعَلِيٍّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ.

٣٦٧٣۔ قیس سے روایت ہے کہ میں نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے سنا قسم کھاتے کہ یہ آیت ﴿هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ﴾ اتری ان لوگوں کے حق میں جو بدر کے دن لڑنے کے واسطے دونوں طرف سے تنہا تنہا نکلے حمزہ اور علی اور عبیدہ ابن حارث رضی اللہ عنہم اور عتبہ اور شیبہ اور ولید بن عتبہ۔

٣٦٧٤۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ السَّلُوْلِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَآءَ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ أَشَهِدَ عَلِيٌّ بَدْرًا قَالَ بَارَزَ وَظَاهَرَ.

٣٦٧٤۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ ایک مرد نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں سنتا تھا کہ کیا علی مرتضی رضی اللہ عنہ بدر کے دن حاضر ہوئے تھے تو اس نے کہا ہاں انھوں نے مبارزت کی اور غالب آئے۔

فائدہ: بعض لوگوں کو تردد تھا کہ شاید علی مرتضی رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں حاضر ہوئے ہیں یا نہیں اس واسطے کہ اس وقت وہ کم عمر تھے تو اس وہم کے دفع کرنے کے واسطے ان حدیثوں کو بیان کیا۔

٣٦٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ بَدْرٍ فَذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ ابْنِهٖ فَقَالَ بِلَالٌ لَّا نَجَوْتُ إِنْ نَّجَا أُمَيَّةُ.

٣٦٧٥۔ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے امیہ بن خلف کو لکھا یعنی میں نے اس سے عہد کیا کہ اگر تو نگاہ رکھے گا میرے املاک کو جو مکے میں ہیں تو میں نگاہ رکھوں گا تیرے املاک کی جو مدینے میں ہیں سو جب جنگ بدر کا دن ہوا تو ذکر کیا اس کے قتل کو اور اس کے بیٹے کے قتل کو سو بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر امیہ بچ گیا تو میں نے نجات نہ پائی یعنی آخرت کے عذاب سے۔

فائدہ: یعنی پس بلال رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا اور بلال رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے پہلے اس کے غلام تھے اور وہ ان کو اسلام لانے کی وجہ سے سخت مارتا تھا۔

٣٦٧٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا وَسَجَدَ مَنْ مَّعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِّنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلٰى جَبْهَتِهِ فَقَالَ يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا.

٣٦٧٦۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم پڑھی اور اس میں سجدہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والوں نے بھی سجدہ کیا یعنی جو اس مجلس میں حاضر تھے مسلمانوں سے اور کافروں سے لیکن ایک بوڑھے نے مٹی کی ایک مٹھی لے کر اپنے ماتھے کی طرف اٹھائی اور کہا یعنی تکبر سے کہ یہ قدر مجھ کو کفایت کرتا ہے یعنی بجائے سجدے کے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں نے اس کو اس کے بعد دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سجود القرآن میں گزر چکی ہے اور سورہ نجم کی تفسیر میں آئے گا کہ مراد ساتھ قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے کہ میں نے اس کو دیکھا کہ کفر کی حالت میں مارا گیا امیہ بن خلف ہے اور ساتھ اس کے پہچانی جاتی ہے مناسبت حدیث کی واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

٣٦٧٧۔ أَخْبَرَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّعْمَرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلَاثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ إِحْدَاهُنَّ فِيْ عَاتِقِهِ قَالَ إِنْ كُنْتُ لَأُدْخِلُ أَصَابِعِيْ فِيْهَا قَالَ ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّوَاحِدَةً يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَ لِيْ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِيْنَ قُتِلَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَا عُرْوَةُ هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَمَا فِيْهِ قُلْتُ فِيْهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ صَدَقْتَ بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِّنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ ثُمَّ رَدَّهُ عَلٰى عُرْوَةَ قَالَ هِشَامٌ فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا

٣٦٧٧۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کے بدن میں تلوار کے تین زخم تھے ایک ان کے کندھے میں تھا کہا انہوں نے کہ بے شک میں اس میں اپنی انگلیاں ڈالا کرتا تھا کہ وہ زخم ان کو بدر کے دن لگے تھے اور ایک جنگ یرموک کے دن، عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میرے بھائی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (حجاج نابکار کے ہاتھ سے) مارے گئے تو مجھ کو عبدالملک بن مروان نے کہا کہ اے عروہ کیا تو زبیر کی تلوار کو پہچانتا ہے تو میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اس میں کیا نشانی ہے میں نے کہا کہ بدر کے دن اس کی دھار سے ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا تھا یعنی اس کا منہ ایک جگہ سے ٹوٹا ہوا ہے تو انہوں نے کہا کہ تو سچا ہے ان کی تلواریں کئی جگہ سے ٹوٹی ہیں لشکروں کے توڑنے کے سبب سے پھر اس نے وہ تلوار

ثَلَاثَةَ اٰلَافٍ وَّأَخَذَهٗ بَعْضُنَا وَلَوَدِدْتُّ أَنِّيْ كُنْتُ أَخَذْتُهٗ.

عروہ رضی اللہ عنہ کو پھیر دی ہشام بن عروہ نے کہا کہ ہم نے آپس میں اس کا مول تین ہزار ذکر کیا سو بعض نے ہم میں سے اس کو (اس مول سے) لیا۔ ہشام نے کہا کہ البتہ میں دوست رکھتا ہوں کہ میں نے اس کو لیا ہوتا۔

فائدہ: یرموک ایک جگہ کا نام ہے فلسطین کے طرفوں سے اور جنگ یرموک تھی بیچ ابتداء خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان مسلمانوں اور روم کے شام میں ۱۳ھ میں یا پندرہ میں اور اس کا بیان یوں ہے کہ وہ ایک جگہ ہے درمیان ذرعات اور دمشق کے اس کی جنگ مشہور ہے مارے گئے اس میں رومیوں سے ستر ہزار آدمی ایک جگہ میں اور روم کے لشکر کا سردار ہرقل کی طرف سے باہاں تھا اور مسلمانوں کا سردار اس دن ابوعبیدہ تھا اس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اور کافروں کو شکست ہوئی اور کہتے ہیں کہ سو صحابی بدری اس میں حاضر ہوئے تھے اور یہ جو کہا کہ ان کی تلواریں کئی جگہ سے ٹوٹی ہیں تو یہ بیت کا ایک مصرعہ ہے اس کا ابتداء یہ ہے **ولا غیب فیھم غیر ان سیوفھم** یعنی نہیں ہے کوئی عیب ان میں سوائے اس کے کہ ان کی تلواروں کے منہ ٹوٹے ہوئے ہیں اور یہ مدح ہے بیچ جگہ ذم کے اس واسطے کہ ٹوٹنا تلواریں نقص ہے حسی لیکن جب کہ وہ دلیل ہے اوپر قوت بازو صاحب اپنے کے تو ہوگا منجملہ کمال اس کے اور یہ جو عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو مالک نے کہا الخ تو یہ موصول ہے ساتھ اسناد مذکور کے اور تھے عروہ رضی اللہ عنہ بھائی اپنے عبداللہ کی جگہ مکے میں گھیرا اس کو حجاج نے پھر جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو حجاج نے ان کا سب اسباب لے کر عبدالملک کی طرف بھیجا اور اس اسباب میں زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار بھی تھی جس کا حال عبدالملک نے عروہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور عروہ رضی اللہ عنہ شام میں عبدالملک کے پاس چلے گئے اس وقت ملک کا بادشاہ عبدالملک بن مروان تھا اور حجاج اس کی طرف حاکم تھا مکے پر (فتح) اور احتمال ہے کہ یہ مصرع عبدالملک نے پڑھا ہو اور احتمال ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اس کو لفظ **فلہ** کے استشہاد کے واسطے نقل کیا ہو۔

حَدَّثَنَا فَرْوَةُ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ قَالَ هِشَامٌ وَّكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ.

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار پر چاندی کا کام کیا ہوا تھا ہشام نے کہا اور عروہ رضی اللہ عنہ کی تلوار پر بھی چاندی کا کام کیا ہوا تھا۔

٣٦٧٨۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٣٦٧٨۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ یرموک کے دن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم کافروں پر حملہ نہیں کرتے کہ ہم بھی تمہارے ساتھ حملہ

وَسَلَّمَ قَالُوْا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ اَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَقَالَ اِنِّيْ اِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ فَقَالُوْا لَا نَفْعَلُ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى شَقَّ صُفُوْفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهٗ اَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا فَاَخَذُوْا بِلِجَامِهٖ فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلٰى عَاتِقِهٖ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ كُنْتُ اُدْخِلُ اَصَابِعِيْ فِيْ تِلْكَ الضَّرَبَاتِ اَلْعَبُ وَاَنَا صَغِيْرٌ قَالَ عُرْوَةُ وَكَانَ مَعَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ وَّهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ فَحَمَلَهٗ عَلٰى فَرَسٍ وَّوَكَّلَ بِهٖ رَجُلًا.

کریں تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نے حملہ کیا تو تم اختلاف کرو گے یعنی میرے ساتھ حملہ نہیں کرو گے انہوں نے کہا کہ ہم اختلاف نہیں کریں گے سو زبیر رضی اللہ عنہ نے کافروں پر حملہ کیا یہاں تک کہ کافروں کی صفیں چیر کر آگے بڑھے اور ان کے ساتھ کوئی نہ تھا پھر کافروں کی طرف منہ پھیر کر پھرے تو کافروں نے ان کے گھوڑے کی لگام پکڑی اور ان کے کندھے پر تلوار سے دو زخم مارے اور ان دونوں کے درمیان ایک اور زخم تھا جو ان کو بدر کے دن لگا تھا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنی انگلیاں ان زخموں میں داخل کرتا تھا کھیلتا تھا اور میں چھوٹا تھا عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس دن ان کے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ تھے اور وہ دس برس کے تھے اور انہوں نے ان کو گھوڑے پر چڑھایا اور ایک مرد کو ان پر متعین کیا۔

فائدہ: اور اس روایت میں ہے کہ یرموک کے دن ان کو دو زخم لگے تھے اور پہلے گزر چکا ہے کہ دو زخم ان کو بدر کے دن لگے تھے پس اگر اختلاف ہشام پر ہے تو ابن مبارک کی روایت زیادہ تر ثابت ہی نہیں تو احتمال ہے کہ ان کے کندھے کے سوا کسی اور جگہ بھی دو زخم ہوں پس تطبیق دی جائے گی ساتھ اس کے دونوں حدیثوں میں اور یہ جو کہا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اس دن دس برس کے تھے تو یہ بنا بر لغو کرنے کسر کے ہے ورنہ ان کی عمر صحیح قول پر بارہ برس کی تھی اور یہ جو کہا کہ ان پر ایک مرد متعین کیا تو شاید زبیر رضی اللہ عنہ نے معلوم کی تھی اپنے بیٹے عبداللہ سے دلاوری اور فروسیت یعنی گھوڑے پر سوار ہونا تو ان کو گھوڑے پر چڑھایا اور خوف کیا انہوں نے کہ ہجوم کریں ساتھ اس گھوڑے کے اس چیز پر جس کی ان کو طاقت نہ ہو تو انہوں نے ان کے ساتھ ایک مرد کو متعین کیا تا کہ بے خوف ہوں ان پر فریب دشمن کے سے جبکہ منہ پھیرے اس سے ساتھ لڑنے کے اور ایک روایت میں ہے کہ یرموک کے دن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کے ساتھ تھے سو جب کافروں کو شکست ہوئی تو وہ ان پر حملہ کرتے تھے اور جس کو زخمی پاتے تھے اس کو مار ڈالتے تھے اور یہ امر دلالت کرتا ہے اوپر قوی ہونے دل ان کے کے اور دلاوری ان کی کے لڑکپن سے۔ (فتح)

٣٦٧٩۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا اَنَسُ بْنُ

٣٦٧٩۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ قریش کے سرداروں سے چوبیس مرد کنویں میں ڈالے جائیں تو وہ (کھینچ کر) کے ایک کنویں

مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ رَجُلًا مِّنْ صَنَادِيْدِ قُرَيْشٍ فَقُذِفُوْا فِيْ طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَآءِ بَدْرٍ خَبِيْثٍ مُّخْبِثٍ وَّكَانَ إِذَا ظَهَرَ عَلٰى قَوْمٍ أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشٰى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوْا مَا نُرٰى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيْهِمْ بِأَسْمَآئِهِمْ وَأَسْمَآءِ اٰبَآئِهِمْ يَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ وَّيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللهَ وَرَسُوْلَهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَّا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ قَالَ قَتَادَةُ أَحْيَاهُمُ اللهُ حَتّٰى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيْخًا وَّتَصْغِيْرًا وَّنَقِيْمَةً وَّحَسْرَةً وَّنَدَمًا.

میں (جو گندہ کرنے والا تھا اس چیز کو کہ اس میں پڑے) ڈالے گئے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر غالب ہوتے تھے تو جنگ کے میدان میں تین دن ٹھہرتے تھے سو جب بدر میں تیسرا دن ہوا تو اپنی سواری کی تیاری کا حکم کیا سو اس کا کجاوہ پالان اس پر کسا گیا پھر چلے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ حضرت ﷺ اپنے کسی کام کے واسطے چلے ہیں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کنویں کے کنارے پر کھڑے ہوئے سو حضرت ﷺ ان کو ان کے اور ان کے باپوں کے ناموں سے پکارنے لگے کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے اور اے فلاں فلاں کے بیٹے کیا تم کو خوش لگتا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے سو بے شک ہم پا چکے جو ہم کو وعدہ دیا تھا ہمارے رب نے تحقیق سو کیا تم نے بھی پایا جو تمہارے رب نے وعدہ دیا تھا تحقیق راوی کہتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ کیا کام کرتے ہیں جسموں سے جن میں روح نہیں یعنی سنتے نہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں محمد ﷺ کی جان ہے کہ تم میرے قول کو ان سے زیادہ نہیں سنتے یعنی وہ اور تم میرے کلام کو سننے میں برابر ہو کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ اللہ نے ان کو زندہ کیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کا کلام ان کو سنایا اور یہ زندہ کرنا اور سنانا ان کا واسطے جھڑک اور ذلت اور عذاب کے اور افسوس اور پشیمان ہونے ان کے کے تھا۔

فائدہ: صندید کے معنی ہیں سردار دلاور اور ایک روایت میں بضعۃ وعشرین کا لفظ آیا ہے یعنی بیس اور کچھ اور یہ روایت باب کی روایت کے مخالف نہیں اس واسطے کہ بضعۃ چار کو بھی کہتے ہیں اور میں ان کے ناموں پر واقف نہیں

ہوا اور بعض کے نام آئندہ آئیں گے اور ممکن ہے پورا کرنا ان کا اس چیز سے کہ ذکر کیا اس کو ابن اسحاق نے ان کافروں کے ناموں سے جو بدر میں مارے گئے بایں طور کہ جوڑا جائے ساتھ ان کے اس کو جو ذکر کیا جاتا تھا ان میں سے ساتھ ریاست کے اگرچہ اپنے باپ کے طفیل اور پیروی سے ہو اور براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئے گا کہ بدر کے دن جو کافر مارے گئے وہ ستر تھے اور شاید جو کنویں میں ڈالے گئے وہ ان میں سے سردار تھے پھر قریش سے تھے اور یہ جو کہا کہ ان کے نام لے لے کر پکارنے لگے تو ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا اے عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور اے ربیعہ بن خلف اور اے ابوجہل بن ہشام اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ تین دن تک ان کی لاشیں وہاں پڑی رہیں یہاں تک کہ وہاں سڑ گئیں اور مردار ہو گئیں اور ایک روایت میں اتنا اور زیادہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو تین دن کے بعد پکارتے ہیں کیا سنتے ہیں اور حالانکہ اللہ فرماتا ہے ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ کہ بے شک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ نہیں سنتے لیکن وہ جواب نہیں دے سکتے اور اس کے بعض میں نظر ہے اس واسطے کہ امیہ بن خلف کنویں میں نہ تھا کیوں کہ وہ موٹا تھا وہ سوج گیا اس کو مٹی اور پتھروں سے وہیں دبا دیا گیا لیکن تطبیق ان کے درمیان اس طور سے ہے کہ اس کی لاش کنویں کے قریب تھی پس پکارا گیا ان لوگوں میں کہ پکارے گئے اس واسطے کہ وہ بھی ان کے رئیسوں میں تھا اور قریش کے رئیسوں سے جن کا ان چاروں کے ساتھ لاحق کرنا صحیح ہے بنی عبد شمس سے عبیدہ اور عاص اور سعید بن عاص بن امیہ اور حنظلہ بن ابوسفیان اور ولید بن عتبہ بن ربیعہ ہے اور بنی نوفل سے حارث بن عامر اور طعیمہ بن عدی اور باقی قریش سے نوفل بن خویلد بن اسد اور ربیعہ بن اسود اور اس کا بھائی اور عاصی بن ہشام بھائی ابوجہل کا اور ابوقیس بن ولید بھائی خالد کا اور نبیہ اور منبہ دونوں بیٹے حجاج سہمی کے اور علی بن امیہ بن خلف اور عمرو بن عثمان چچا طلحہ کا جو ایک ہے عشرہ مبشرہ سے اور مسعود بن ابی امیہ اور قیس بن فاکہ اور اسود بن عبد الاسد اور ابوالعاص بن قیس بن عدی اور امیہ بن رفاعہ بن ابی رفاعہ پس یہ بیس مرد ہیں جوڑے جاتے ہیں طرف چار کے پس پوری ہو گئی گنتی چوبیس کی اور یہ جو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے ان کو زندہ کیا تو مراد قتادہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ مردے نہیں سنتے جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے استدلال کیا ساتھ آیت ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ کے اس پر کہ مردے نہیں سنتے۔ (فتح)

٣٦٨٠۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا﴾ قَالَ هُمْ وَاللّٰهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالَ

٣٦٨٠۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں جنہوں نے بدل ڈالا اللہ کی نعمت کو کفر سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی وہ کفار قریش ہیں اور کہا عمرو بن دینار نے یعنی ساتھ اسناد مذکور کے کہ وہ قریش ہیں اور

عَمْرٌو هُمْ قُرَيْشٌ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ ﴿وَاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ قَالَ النَّارَ يَوْمَ بَدْرٍ.

محمد ﷺ اللہ کی نعمت ہیں اور اتارا انہوں نے اپنی قوم کو دارالبوار میں کہا آگ میں دن بدر کے۔

فائدہ: عمرو بن دینار سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ﴾ کہا وہ کفار قریش ہیں اور محمد ﷺ نعمت ہیں اور دارالبوار آگ ہے دن بدر کے اور قول اس کا یوم بدر ظرف ہے واسطے قول اس کے کے اَحَلُّوْا یعنی ہلاک کیا انہوں نے اپنی قوم کو دن بدر کے پس داخل کیے گئے آگ میں اور بوار ہلاک ہے اور نام رکھا گیا دوزخ کا واسطے ہلاک کرنے اس کے کے اس شخص کو جو اس میں داخل ہوگا اور زید بن اسلم سے روایت ہے کہ تفسیر کی اس کی اللہ تعالیٰ نے ساتھ قول اپنے کے جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا یعنی جہنم جس میں داخل ہوں گے۔ (فتح)

٣٦٨١۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهٖ بِبُكَآءِ أَهْلِهٖ فَقَالَتْ وَهَلَ إِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهٗ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيْئَتِهٖ وَذَنْبِهٖ وَإِنَّ أَهْلَهٗ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهِ الْاٰنَ قَالَتْ وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهٖ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْقَلِيْبِ وَفِيْهِ قَتْلٰى بَدْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَهُمْ مَّا قَالَ إِنَّهُمْ لَيَسْمَعُوْنَ مَا أَقُوْلُ إِنَّمَا قَالَ إِنَّهُمُ الْاٰنَ لَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ (النمل: ٨٠) ﴿وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ (الفاطر: ٢٢) يَقُوْلُ حِيْنَ

٣٦٨١۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا گیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مرفوع کیا ہے اس حدیث کو طرف حضرت ﷺ کے کہ بے شک مردے پر عذاب ہوتا ہے قبر میں اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ البتہ اس کو عذاب ہوتا ہے اس کے گناہ کے سبب سے اور حالانکہ اس کے گھر والے اب اس پر روتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور یہ ہے کہنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کہ مردے کو عذاب ہوتا ہے اس کے گھر والوں کے رونے کے سبب سے مانند قول اس کے کی ہے کہ حضرت ﷺ کنویں پر کھڑے ہوئے اور حالانکہ اس میں کافروں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جو بدر میں مارے گئے تھے پس کہا واسطے ان کے جو کچھ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ البتہ وہ سنتے ہیں جو میں کہتا ہوں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا کہ بے شک وہ البتہ اب جانتے ہیں کہ میں ان کو جو کچھ کہتا تھا وہ حق ہے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے (اپنے اس قول کے استدلال کے واسطے) یہ آیت پڑھی کہ

تَبَوَّؤُوا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ. بے شک تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں تو سنانے والا ان کو جو قبروں میں ہیں عروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب کہ پکڑا انہوں کے ٹھکانہ اپنا آگ میں۔

فائدہ: قائل یقول ل کا عروہ رضی اللہ عنہ ہے اس کی مراد یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد بیان کرے سو اس نے اشارہ کیا طرف اس کی کہ مطلق ہونا نفی کا بیچ آیت: ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ مقید ہے ساتھ قرار پکڑنے ان کے کے آگ میں یعنی جب آگ میں ٹھکانہ پکڑیں گے اس وقت تو ان کو نہیں سنا سکتا بنا بر اس کے پس نہیں ہے معارضہ درمیان انکار عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اثبات ابن عمر رضی اللہ عنہما کے **کما تقدم توضیحہ فی الجنائز** لیکن جو روایت کہ اس کے بعد ہے وہ دلالت کرتی ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سماع موتی یعنی مردوں کے سننے کے مطلق منکر تھیں واسطے قول اس کے کے کہ حدیث سوائے اس کے کچھ نہیں ساتھ لفظ **لیعلمون** کے ہے اور یہ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وہم کیا ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **یسمعون** کہا بیہقی نے کہ علم سننے سے منع نہیں کرتا اور جواب اس آیت سے یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو نہیں سنا سکتے اس حال میں کہ وہ مردے ہیں لیکن اللہ نے ان کو زندہ کیا تا کہ انہوں نے سنا جیسا کہ قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اور نہیں اکیلے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ اور بیٹا ان کا ساتھ حکایت اس قول کے کہ مردے زندوں کی آواز سنتے ہیں بلکہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اور عبداللہ بن سیدان سے بھی اسی طرح روایت ہے اور اس میں ہے کہ انہوں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم **وھل یسمعون قال یسمعون کما تسمعون** یعنی کیا سنتے ہیں فرمایا سنتے ہیں جیسا تم سنتے ہو لیکن جواب نہیں دیتے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ لیکن وہ اب جواب نہیں دیتے اور مغازی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے مثل حدیث ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے اور روایت کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ اسناد حسن کے پس اگر یہ حدیث محفوظ ہو تو شاید عائشہ رضی اللہ عنہا نے انکار سے رجوع کیا ہو گا واسطے اس چیز کے کہ ثابت ہو چکی ہے نزدیک اس کی روایت ان اصحاب رضی اللہ عنہم سے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس قصے میں حاضر نہیں تھیں کہا اسماعیلی نے کہ تھیں نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے فہم اور ذکاء اور کثرت روایت اور غور وفکر سے اوپر مبہمات کے وہ چیز کہ نہیں زیادتی اوپر اس کے لیکن نہیں راہ طرف رد کرنے روایت ثقہ کے مگر ساتھ نص کے کہ ہو مثل اس کی جو دلالت کرے اس کے منسوخ ہونے پر یا اس کے محال ہونے پر پس کیونکر رد کیا جائے اور حالانکہ تطبیق درمیان اس چیز کے کہ انکار کیا ہے اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور ثابت کیا ہے اس کو ان کے غیر نے ممکن ہے اس واسطے کہ قول اللہ تعالیٰ کا: ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ نہیں مخالف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو کہ بے شک وہ اب سنتے ہیں اس واسطے کہ اسماع پہنچانا آواز کا ہے مسمع سے یعنی سنانے والے سے بیچ سننے کان

سننے والے کے پس اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو سنایا بایں طور کہ اپنے پیغمبر ﷺ کی آواز ان کو سنائی ساتھ اس کے اور اسی طرح قول اس کا یعلمون پس جواب اس کا یہ ہے کہ اگر یہ لفظ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ﷺ سے سنا ہے تو یہ یسمعون کے منافی نہیں بلکہ اس کا مؤید ہے اور کہا سہیلی نے جس کا حاصل یہ ہے کہ نفس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر خرق عادت کے ساتھ اس کے واسطے حضرت ﷺ کے واسطے کہنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے آپ ﷺ کو کہ کیا آپ ﷺ کلام کرتے ہیں اس قوم سے جو مردار ہو گئے تو حضرت ﷺ نے ان کو جواب دیا اور جب جائز ہے کہ اس حالت میں کسی چیز کو جان سکیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ سن سکیں اور یہ سننا یا تو سر کے کانوں سے ہے بنا بر قول اکثر کے اور یا دل کے کانوں سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس شخص نے جو کہتا ہے کہ سوال متوجہ ہوتا ہے روح اور بدن پر اور رد کیا ہے اس کو جو کہتا ہے کہ سوال فقط روح پر متوجہ ہوتا ہے ساتھ اس طور کے کہ اسماع احتمال ہے کہ ہو واسطے کان سر کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے کان دل کے پس نہ باقی رہے گی اس میں حجت میں کہتا ہوں جب ہوا جو کچھ کہ واقع ہوا اس وقت خوارق عادت سے واسطے حضرت ﷺ کے اس وقت تو نہ خوب ہو گا تمسک کرنا ساتھ اس کے بیچ مسئلے سوال کے ہرگز اور تحقیق اختلاف کیا ہے اہل تاویل نے بیچ مراد کے ساتھ موتی کے آیت ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ اور اسی طرح ﴿مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ کی مراد میں پس محمول کیا ہے اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے حقیقت پر یعنی مراد حقیقی مردے ہیں اور ٹھہرایا ہے اس کو اصل کہ محتاج ہوئیں ساتھ اس کے طرف تاویل کرنے اس کے کے ما انتم باسمع لما نقول منهم اور یہ قول اکثر کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مجاز ہے اور مراد ساتھ موتی اور ﴿مَنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ کے کفار ہیں تشبیہ دی گئی ساتھ مردوں کے اور حالانکہ وہ زندہ ہیں اور معنی یہ ہیں کہ جو مردے کے حال میں ہیں یا اس کے حال میں جو قبر میں قرار پکڑنے والا ہے اور بنا بر اس کے پس نہ باقی رہے گی آیت میں دلیل اس چیز پر کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کی نفی کی واللہ اعلم۔ (فتح)

٣٦٨٢۔ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَلِيْبِ بَدْرٍ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا ثُمَّ قَالَ إِنَّهُمُ الْاٰنَ يَسْمَعُوْنَ مَا أَقُوْلُ فَذُكِرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمُ الْاٰنَ لَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ الَّذِيْ كُنْتُ أَقُوْلُ لَهُمْ هُوَ

٣٦٨٢۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بدر کے کنویں پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ کیا تم نے پایا جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا تحقیق پھر فرمایا کہ بے شک وہ اب سنتے ہیں جو میں ان سے کہتا ہوں تو یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر ہوئی تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے تو یوں فرمایا ہے کہ بے شک اب ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ جو میں ان کو کہتا تھا وہ حق ہے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ بے شک تم مردوں کو نہیں سنا سکتے یہاں تک کہ ساری

الْحَقُّ ثُمَّ قَرَأَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾. (النمل: ٨٠) حَتّٰى قَرَأَتِ الْآيَةَ.

آیت پڑھی۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا.

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جو بدر کے جنگ میں حاضر ہوا۔

فائدہ: یعنی ساتھ حضرت ﷺ مسلمانوں میں سے کافروں کے ساتھ لڑنے کے واسطے اور گویا کہ مراد افضلیت ان کی ہے نہ مطلق فضیلت ان کی۔

٣٦٨٣۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ فَجَآءَتْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّيْ فَإِنْ يَّكُنْ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ وَإِنْ تَكُ الْأُخْرٰى تَرٰى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ وَيْحَكِ أَوَهَبِلْتِ أَوَجَنَّةٌ وَّاحِدَةٌ هِيَ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَّإِنَّهُ فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ.

٣٦٨٣۔ حمید سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ بدر کے دن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور وہ لڑکے تھے تو اس کی ماں حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہ یا حضرت ﷺ تحقیق آپ ﷺ جانتے ہیں جگہ حارثہ رضی اللہ عنہ کی مجھ سے یعنی آپ ﷺ کو معلوم ہے کہ وہ میرا بیٹا ہے سو اگر وہ بہشت میں ہو تو میں صبر کروں اور ثواب کی امید رکھوں اور اگر بہشت کے سوا کہیں اور جگہ ہو تو آپ ﷺ دیکھتے ہیں جو میں کرتی ہوں یعنی اس کو خوب رولوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ افسوس تجھ پر کیا تو روتی ہے کیا ایک باغ ہے بے شک وہ بہت باغ ہیں یعنی بہشت میں فقط ایک درجہ نہیں بلکہ کئی درجے ہیں اور بے شک وہ جنت فردوس میں ہے یعنی وہ اونچی بہشت میں ہے جو افضل ہے سب بہشتوں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اس حدیث سے اہل بدر کی بڑی فضیلت ہوئی۔

٣٦٨٤۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ

٣٦٨٤۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ﷺ نے مجھ کو اور ابو مرثد غنوی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ہم سب سوار تھے فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضہ خاخ (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) میں پہنچو سو البتہ وہاں ایک عورت ہے مشرکوں میں سے اس کے پاس خط ہے حاطب رضی اللہ عنہ کی طرف سے مکے کے مشرکوں کو سو ہم نے اس کو

وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مَعَهَا كِتَابٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيْرُ عَلٰى بَعِيْرٍ لَّهَا حَيْثُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا الْكِتَابُ فَقَالَتْ مَا مَعَنَا كِتَابٌ فَأَنَخْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا فَقُلْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلٰى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ حَاطِبٌ وَّاللّٰهِ مَا بِيْ أَنْ لَّا أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَدْتُّ أَنْ يَّكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهٗ هُنَاكَ مِنْ عَشِيْرَتِهٖ مَنْ يَّدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ وَلَا تَقُوْلُوْا لَهٗ إِلَّا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ إِنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِيْ

پایا کہ اپنے اونٹ پر سوار ہے جس جگہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا تو ہم نے کہا کہ خط دے اس نے کہا کہ میرے پاس خط نہیں تو ہم نے اس کے اونٹ کو بٹھلایا سو ہم نے تلاش کیا تو اس کے پاس خط نہ دیکھا تو ہم نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جھوٹ نہیں بولا البتہ خط نکال یا ہم تجھ کو ننگا کر دیں گے سو جب اس نے ہمارے عزم کو دیکھا تو اپنے تہبند باندھنے کی جگہ کی طرف جھکی اور حالانکہ اس نے چادر سے تہبند باندھا ہوا تھا سو اس نے خط کو نکالا تو ہم اس عورت کو لے کر حضرت ﷺ کی طرف چلے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا حضرت ﷺ اس نے اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کی خیانت کی کہ ان کا بھید کافروں کو لکھ بھیجا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت ﷺ حکم ہو تو میں اس کو مار ڈالوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس خط لکھنے کا کیا سبب ہے حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میرا یہ ارادہ نہیں کہ میں مسلمان نہ ہوں یعنی میں مسلمان ہوں کافر نہیں میں چاہتا تھا کہ میرے واسطے ان کافروں پر کوئی احسان ہو کہ دور کرے اللہ ساتھ اس کے ضرر کو میرے اہل اور مال سے یعنی میرے لڑکے بالے مکے میں ہیں اور وہاں میرا کوئی بھائی بند نہیں جو ان کی خبر گیری کرے میں نے چاہا کہ ان کافروں سے راہ رسم پیدا کروں تا کہ وہ میرے لڑکے بالوں کا نہ ستائیں اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے کوئی نہیں مگر کہ وہاں اس کی برادری میں سے ہے وہ شخص کہ اللہ اس کے سبب سے اس کے اہل اور مال سے ضرر کو دور کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ سچ ہے اور نہ کہو اس کو مگر نیک یعنی اس کو منافق نہ کہو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک اس نے خیانت کی اللہ اور اس کے رسول

فَلِأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ.

اور مسلمانوں کی حکم ہو تو اس کو مار ڈالوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہ بدر والوں میں سے نہیں فرمایا شاید اللہ بدر والوں پر آگاہ ہو چکا سو اس نے فرمایا کہ تم کرو جو تمہارا جی چاہے سو تمہارے واسطے بہشت واجب ہوئی یا فرمایا کہ بے شک میں تم کو بخش چکا ہوں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ خوب جانتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فتح مکہ میں آئے گی اور مراد اس سے اس جگہ استدلال کرنا ہے اوپر فضیلت اہل بدر کی واسطے قول حضرت ﷺ کے جو مذکور ہے اور وہ بشارت بڑی ہی نہیں واقع ہوئی واسطے غیر ان کے کے اور ترجی یعنی لعل اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں واسطے وقوع کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر گز آگ میں داخل نہیں ہو گا جو جنگ بدر میں حاضر ہوگا اور اگر کوئی کہے اعملوا ما شئتم کا ظاہر واسطے اباحت کے ہے یعنی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل بدر کو گناہ کرنا جائز ہے اور وہ برخلاف ہے عقد شرع کے یعنی شرع نے گناہ کرنے کی اجازت نہیں دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اخبار ہے ماضی سے یعنی جو عمل کہ تم نے پہلے کیا سو بخشا گیا اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ اگر یہ حکم آئندہ گناہوں کے واسطے ہوتا تو نہ واقع ہوتا ساتھ لفظ ماضی کے اور کہا جاتا ہے کہ ہم اس کو تمہارے واسطے بخش دیں گے اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اگر یہ حکم ماضی کے واسطے ہوتا تو حاطب کے قصے میں اس کے ساتھ استدلال کرنا خوب نہ ہوتا اس واسطے کہ خطاب کیا حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ کو اس حال میں کہ انکار کرنے والے تھے اوپر اس کے اس چیز کو جو انھوں نے حاطب رضی اللہ عنہ کے حق میں کہی اور یہ قصہ بدر سے چھ برس پیچھے تھا پس دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد پچھلے گناہ ہیں جو آئندہ صادر ہوں گے اور وارد کیا ہے اس کو ساتھ لفظ ماضی کے واسطے مبالغہ اس کی تحقیق میں اور بعض کہتے ہیں کہ صیغہ امر کا اس کے قول اعملوا میں واسطے تشریف اور تکریم کے ہے یعنی امر کا صیغہ یہاں فقط تعظیم کے واسطے بولا گیا ہے معنی امر کے مراد نہیں بلکہ مراد نہ مواخذہ کرنا ہے ساتھ اس گناہ کے کہ اس کے بعد ان سے صادر ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیے گئے ساتھ اس فضیلت کے واسطے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی واسطے ان کے کہ ان کے پچھلے گناہ بھی بخشے جائیں گے اگر واقع ہوں یعنی جو عمل کہ اس واقعہ کے بعد تم کرو گے پس وہ بخشا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان کے گناہ واقع ہوں گے جبکہ واقع ہوں گے بخشے ہوئے اور جو سیاق قصے سے سمجھا جاتا ہے وہ دوسرا احتمال ہے یعنی صیغہ امر کا واسطے تکریم کے ہے اور اتفاق ہے اس پر کہ بشارت مذکورہ اس چیز میں ہے جو متعلق ہے ساتھ احکام آخرت کے نہ ساتھ احکام دنیا کے قائم

کرنے حدوں وغیرہ کے سے یعنی اگر کوئی گناہ کریں جو حد کا موجب ہو تو حد ساقط نہیں ہوگی حد ماری جائے گی وہ گناہ ان کو عنداللہ معاف ہے۔ (فتح)

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے یہ باب بغیر ترجمہ کے اور یہ بھی متعلق ہے ساتھ جنگ بدر کے۔

٣٦٨٥۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ وَّالزُّبَيْرِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ.

٣٦٨٥۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ جب کافر تمہارے قریب آئیں تو ان کو تیروں سے مارو اور اپنے تیر باقی رکھو۔

٣٦٨٦۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ وَّالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ يَعْنِيْ كَثَرُوْكُمْ فَارْمُوْهُمْ وَاسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ.

٣٦٨٦۔ ابو اسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بدر کے دن فرمایا کہ جب کافر تمہارے قریب آئیں تو ان کو تیروں سے مارو اور اپنے تیر باقی رکھو۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ بعض تیر پھینکو سارے نہ پھینکو اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ معنی اِسْتَبْقُوْا نَبْلَكُمْ نہیں متعلق ہیں ساتھ قول اس کے کہ اب ان کو تیروں سے مارو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مانند بیان کی ہے واسطے مراد کے حکم کرنے سے ساتھ تاخیر کرنے تیر اندازی کے یہاں تک کہ ان سے قریب ہوں یعنی جب وہ دور ہوں گے تو غالبا ان کو تیر نہ پہنچیں گے اور جب ایسی حالت میں ہوں کہ اس میں اکثر اوقات تیر کا پہنچنا ممکن ہو تو ان کو تیر مارو یعنی قریب سے تیر خطا نہ کریں گے دور سے مارنا بے فائدہ ہے۔ (فتح)

٣٦٨٧۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا

٣٦٨٧۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَأَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَمِائَةً سَبْعِيْنَ أَسِيْرًا وَّسَبْعِيْنَ قَتِيْلًا قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَّالْحَرْبُ سِجَالٌ.

حضرت ﷺ نے جنگ احد کے دن عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیر اندازوں پر حاکم کیا سو کافروں نے ہم میں سے ستر آدمیوں کو شہید کیا اور حضرت ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے جنگ بدر کے دن مشرکوں میں سے ایک سو چالیس آدمی پائے تھے ستر مردوں کو قید کیا اور ستر کو قتل کیا ابو سفیان نے کہا کہ یہ دن بدلے دن بدر کے ہے اور لڑائی مانند ڈولوں کی ہے یعنی کبھی تم ہم پر غالب آتے ہو اور کبھی ہم تم پر غالب آتے ہیں جیسا کہ کبھی وہ ڈول پانی کا کھینچتا ہے اور کبھی یہ۔

فائدہ: یہ حدیث ٹکڑا ہے ایک حدیث دراز کا اور پوری حدیث جنگ احد کے بیان میں آئے گی اور مراد اس سے یہ قول اس کا ہے کہ بدر کے دن مشرکوں کے ایک سو چالیس آدمی کو کام آئے ستر کو قید کیا اور ستر کا قتل کیا یہی ہے حق بات مقتولوں کی گنتی میں اور اتفاق ہے اہل سیر کا اس پر کہ مقتول پچاس آدمی ہیں یا کچھ کم وبیش بیان کیا ہے ان کو ابن اسحاق نے پس پہنچی گنتی پچاس کو اور واقدی نے تین یا چار کو زیادہ کیا ہے اور بہت اہل مغازی نے مطلق بیان کیا ہے کہ وہ کچھ اوپر چالیس آدمی ہیں لیکن نہیں لازم آتا پہچاننے نام مقتولوں کے ان میں سے ساتھ تعیین کے یہ کہ سارے مقتول یہی ہوں اور یہ جو براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کی گنتی ستر ہے تو موافقت کی ہے اس کے ساتھ اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور اور لوگوں نے اور روایت کیا ہے اس کو مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور اللہ نے فرمایا کہ کیا جب پہنچی تم کو مصیبت کہ تم پہنچا چکے ہو دوگنی اس سے اور اتفاق کیا ہے اہل تفسیر نے اس پر کہ مخاطبین ساتھ اس کے اہل احد ہیں اور مراد دونی مصیبت پہنچانے سے بدر کا دن ہے اور یہ جو کہ مسلمانوں سے بدر کے دن شہید ہوئے تھے ان کی گنتی اکہتر آدمی ہیں اور ساتھ اسی کی جزم کیا ہے ابن ہشام نے۔ (فتح)

٣٦٨٨۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِيْ آتَانَا بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ.

٣٦٨٨۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ناگہاں خیر کی تعبیر وہ چیز ہے جو دی ہم کو اللہ نے بہتری سے بعد دن بدر کے یعنی فتح مکہ وغیرہ سے اور مال غنیمت سے اور کفار قریش کے سرداروں کے مارے جانے سے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب التعبیر میں آئے گی۔

۳٦٨٩۔ حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنِّیْ لَفِی الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ إِذِ الْتَفَتُّ فَإِذَا عَنْ يَّمِيْنِیْ وَعَنْ يَّسَارِیْ فَتَيَانِ حَدِيْثَا السِّنِّ فَكَأَنِّیْ لَمْ اٰمَنْ بِمَكَانِهِمَا إِذْ قَالَ لِیْ أَحَدُهُمَا سِرًّا مِّنْ صَاحِبِهٖ يَا عَمِّ أَرِنِیْ أَبَا جَهْلٍ فَقُلْتُ يَا ابْنَ أَخِیْ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قَالَ عَاهَدْتُّ اللّٰهَ إِنْ رَّأَيْتُهٗ أَنْ أَقْتُلَهٗ أَوْ أَمُوْتَ دُوْنَهٗ فَقَالَ لِیَ الْاٰخَرُ سِرًّا مِّنْ صَاحِبِهٖ مِثْلَهٗ قَالَ فَمَا سَرَّنِیْ أَنِّیْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ مَكَانَهُمَا فَأَشَرْتُ لَهُمَا إِلَيْهِ فَشَدَّا عَلَيْهِ مِثْلَ الصَّقْرَيْنِ حَتّٰی ضَرَبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَآءَ.

۳٦٨٩۔ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ میں بدر کے دن صف جنگ میں کھڑا تھا جب کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو ناگہاں دائیں اور بائیں دو جوان ہیں کم عمر پس گویا کہ نہ امن ہوا مجھ کو ان کی جگہ سے یعنی مجھ کو پانی جان کا خوف ہوا کہ کہیں کافر مجھ کو دولڑکوں کم عمر کے درمیان دیکھ کر میرے گرد جمع نہ ہو جائیں کہ ناگہاں ایک نے مجھ کو اپنے ساتھی سے چھپ کر کہا کہ اے چچا مجھ کو ابوجہل دکھا میں نے کہا کہ اے بھتیجے تو اس کے ساتھ کیا کرے گا اس نے کہا کہ میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ اگر اس کو دیکھوں گا تو اس کو مار ڈالوں گا یا خود اس کے نزدیک مروں گا پھر اسی طرح دوسرے نے مجھ کو اپنے ساتھی سے پوشیدہ کہا سو نہ خوش لگا مجھ کو یہ کہ ہوں میں درمیان دو مردوں کے بدلے ان کی جگہوں میں یعنی جب میں نے ان سے ایسی دلاوری کی بات سنی تو مجھ کو اپنی جان کا اطمینان ہوا اور خوف دور ہوا اور مجھ کو یہ خوش نہ لگا کہ ان کے بدلے میرے دائیں بائیں دو مرد ہوں تو میں نے دونوں کے واسطے ابوجہل کی طرف اشارہ کیا تو دونوں نے شکروں کے طرح اس پر حملہ کیا یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔

فائدہ: صقر ایک شکاری پرندے کا نام ہے اس کے ساتھ شکار کیا جاتا ہے اور تشبیہ دی انہوں نے ان کو ساتھ اس کے وسطے اس چیز کے کہ مشہور تھے نزدیک اس کے دلاوری اور بہادری اس کی سے اور چھوٹنے سے شکار پر اور اس واسطے کہ اس کا دستور تھا کہ جب کسی چیز سے لپٹتا ہے تو اس سے جدا نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کو پکڑے اور پہلے پہل اس کے ساتھ حارث بن ثور نے شکار کیا تھا پھر مشہور ہوا شکار کرنا ساتھ اس کے۔ (فتح)

۳٦٩٠۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ

۳٦٩٠۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دس جاسوس بھیجے اور عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو ان پر

عُمَرُ بْنُ اَسِيْدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَيْنًا وَّاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِالْهَدَةِ بَيْنَ عَسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوْا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لِحْيَانَ فَنَفَرُوْا لَهُمْ بِقَرِيْبٍ مِّنْ مِّائَةِ رَجُلٍ رَّامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰى وَجَدُوْا مَاْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِيْ مَنْزِلٍ نَّزَلُوْهُ فَقَالُوْا تَمْرُ يَثْرِبَ فَاتَّبَعُوْا اٰثَارَهُمْ فَلَمَّا حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَّاَصْحَابُهٗ لَجَئُوْا إِلٰى مَوْضِعٍ فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوْا لَهُمُ انْزِلُوْا فَأَعْطُوْا بِأَيْدِيْكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيْثَاقُ اَنْ لَّا نَقْتُلَ مِنْكُمْ اَحَدًا فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ اَيُّهَا الْقَوْمُ اَمَّا اَنَا فَلَا اَنْزِلُ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوْا عَاصِمًا وَّنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيْثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَّزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ اَطْلَقُوا اَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هٰذَا اَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللّٰهِ لَا اَصْحَبُكُمْ اِنَّ لِيْ

سردار کیا یہاں تک کہ جب پہنچے ہدۃ میں درمیان کے اور عسفان کے تو ہذیل کے قبیلے کے آگے (جس کو بنی لحیان کہا جاتا ہے) ان کا ذکر ہوا تو وہ سو کے قریب مرد تیرانداز ان کو مارنے کے واسطے نکلے سو ان کے پیچھے چلے کھوج پہچانتے یہاں تک کہ انہوں نے ان کی کھجوریں کھانے کی جگہ پائی ایک منزل میں جس میں وہ اترے تھے تو ان کافروں نے کہا کہ یہ مدینے کی کھجوریں ہیں سو وہ ان کے پیچھے چلے سو جب عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے ان کو دیکھا تو ایک جگہ میں پناہ لی تو کافروں نے ان کو گھیر لیا اور کہا کہ اترو اور اپنے ہاتھ دو یعنی اپنے آپ کو ہمارے حوالے کرو اور تمہارے واسطے عہد و پیمان ہے کہ ہم تم میں سے کسی کو نہیں ماریں گے سو عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے قوم میں تو کافر کے ذمہ میں نہیں اترتا پھر انہوں نے کہا کہ الٰہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حال سے خبر دے تو کافروں نے ان کو تیروں سے مارا سو عاصم رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور تین آدمی عہد و پیمان پر ان کی طرف اترے ان میں سے ہیں خبیب رضی اللہ عنہ اور زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ اور ایک مرد اور جب کافروں نے ان پر قدرت پائی تو ان کی کمانوں کی تانت کھولی اور ان کو اس کے ساتھ باندھا تیسرے مرد نے کہا کہ پہلا دغا ہے قسم ہے اللہ کی میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا کہ بے شک میں بھی ان ساتھیوں کی پیروی کرتا ہوں یعنی ان کے جو مارے گئے تو کافروں نے ان کو کھینچا اور نہایت کوشش کی لیکن انہوں نے ان کے ساتھ ہونے سے انکار کیا تو کافروں نے ان کو بھی مار ڈالا پھر وہ خبیب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ کو لے کر چلے یہاں تک کہ ان کو مکے میں جا بیچا بعد جنگ بدر کے سو حارث بن عامر کی اولاد نے خبیب رضی اللہ عنہ کو خریدا اور

بِهٰؤُلَاءِ أُسْوَةً يُرِيْدُ الْقَتْلٰى فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ فَأَبٰى أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَانْطُلِقَ بِخُبَيْبٍ وَّزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا وَّكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَّوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا حَتّٰى أَجْمَعُوْا قَتْلَهٗ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوْسٰى يَسْتَحِدُّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَّهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتّٰى أَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهٗ عَلٰى فَخِذِهٖ وَالْمُوْسٰى بِيَدِهٖ قَالَتْ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهٗ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ ذٰلِكَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُ أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ وَّاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُهٗ يَوْمًا يَّأْكُلُ قِطْفًا مِّنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهٖ وَإِنَّهٗ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ وَّكَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّهٗ لَرِزْقٌ رَّزَقَهُ اللّٰهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَوْلَا أَنْ تَحْسِبُوْا أَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ لَّزِدْتُّ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا وَّاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَّلَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُوْلُ فَلَسْتُ أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى أَيِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذٰلِكَ

خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن حارث بن عامر کو مارا تھا سو خبیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس قید رہے یہاں تک کہ انہوں نے ان کے قتل پر اتفاق کیا تو خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی کسی بیٹی سے استرا مانگا زیر ناف بال لینے کو تو اس نے اس کو استرا دیا اور اس کا ایک بیٹا گیا اور وہ بے خبر تھے یہاں تک کہ وہ لڑکا خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس عورت نے خبیب رضی اللہ عنہ کو پایا کہ لڑکے کو اپنی ران پر بٹھائے ہے اور استرا ان کے ہاتھ میں ہے سو میں سخت ڈری خبیب رضی اللہ عنہ نے میرے ڈرنے کو پہچانا تو خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو مار ڈالوں میں یہ کام ہرگز نہیں کروں کا اس عورت نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نے کوئی قیدی خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں دیکھا قسم ہے اللہ کی کہ البتہ میں نے ان کو ایک دن دیکھا کہ انگور کا گچھا ہاتھ میں لیے کھاتے ہیں اور حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں سے بندھے ہوئے تھے اور اس وقت کے میں کوئی پھل نہ تھا اور وہ عورت کہتی تھی کہ بے شک وہ رزق تھا جو اللہ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو دیا تھا سو جب کافر ان کے ساتھ حرم سے نکلے تاکہ ان کو حل یعنی حرم سے باہر قتل کریں تو خبیب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھ کو چھوڑو میں دو رکعت نماز پڑھ لوں تو انہوں نے ان کو چھوڑا سو انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر مجھ کو اس کا خیال نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ میں موت کے خوف سے بے قرار ہوں اور نماز کے حیلے سے مہلت چاہتا ہوں تو البتہ میں نماز کو زیادہ کرتا یعنی دو رکعت اور پڑھتا پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی کہ الٰہی ان کے عدد کو گن رکھ اور ان کو جدا جدا قتل کر اور کسی کو ان میں سے باقی نہ چھوڑ یعنی یہ دعا ان کی قبول ہوئی اور ان کے قاتل

فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ أَبُوْ سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلَاةَ وَأَخْبَرَ أَصْحَابَهُ يَوْمَ أُصِيْبُوْا خَبَرَهُمْ وَبَعَثَ نَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ إِلٰى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا أَنَّهُ قُتِلَ أَنْ يُّؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيْمًا مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ فَبَعَثَ اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِّثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا أَنْ يَّقْطَعُوْا مِنْهُ شَيْئًا.

سب مارے گئے پھر یہ شعر پڑھنے لگے سو مجھے کچھ پرواہ نہیں جب کہ مسلمانی کی حالت میں مارا جاؤں جس کروٹ پر کہ ہو اللہ کی راہ میں مرنا میرا اور یہ مرنا میرا اللہ کی رضا مندی چاہنے کے واسطے ہے اور اگر اللہ چاہے تو برکت کرے گا بیچ اعضاء بدن کے کہ کاٹا جاتا پھر ابو سروعہ عقبہ بن حارث ان کی طرف کھڑا ہوا سو اس نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور خبیب رضی اللہ عنہ نے ہی سنت بنائی ہے نماز واسطے ہر مسلمان کے کہ مارا جائے قید کر کے اور خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو جس دن کہ وہ جاسوس شہید ہوئے اور بھیجا قریش کے چند آدمیوں نے طرف عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کے جب کہ ان کو خبر ہوئی کہ عاصم رضی اللہ عنہ مارے گئے ہیں یہ کہ ان کے بدن سے گوشت کاٹ لائیں جس سے پہچانا جائے کہ وہ مارے گئے ہیں اور عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کے ایک بڑے رئیس کو قتل کیا ہوا تھا پس بھیجا اللہ نے واسطے عاصم رضی اللہ عنہ کے مانند بدلی ایک جھنڈ بھڑوں سے تو نگہ محفوظ رکھا بھڑوں نے ان کو کفار کے ایلچیوں سے تو وہ ان کے بدن سے کچھ نہ کاٹ سکے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ رجیع میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ اس کا یہ قول ہے کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کے ایک بڑے رئیس کو مارا ہوا تھا اس واسطے کہ دوسرے طریق میں تصریح آئے گی کہ انہوں نے اس کو جنگ بدر کے دن مارا تھا اور جس کو عاصم رضی اللہ عنہ نے مارا تھا وہ عقبہ بن ابی معیط ہے کہ قتل کیا تھا انہوں نے اس کو باندھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے۔(فتح)

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ذَكَرُوْا مَرَارَةَ بْنَ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيَّ وَهِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيَّ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا.

اور کہا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ذکر کیا ہے انہوں نے یعنی ان لوگوں میں سے جو جنگ تبوک سے پیچھے رہے مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کو جو دو مرد ہیں نیکو کار حاضر ہوئے تھے جنگ بدر میں۔

فائدہ: اور یہ جو کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا رضی اللہ عنہ تو یہ ٹکڑا ہے حدیث کعب کا جو دراز ہے بیچ بیان قصے تو بہ اس کے کے

اور پوری حدیث غزوہ تبوک میں آئے گی اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے معلوم کیا ہے کہ بعض لوگ انکار کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ اور ہلال رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور کہتے ہیں کہ زہری سے وہم ہو گیا ہے پس رد کیا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو ساتھ نسبت کرنے اس کی کے طرف کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی اور یہ ظاہر ہے حدیث کے سیاق سے اس واسطے کہ یہ حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے لی گئی ہے اور وہ زیادہ تر پہچاننے والے ہیں بدر میں حاضر ہونے والوں کو اور جو اس میں حاضر نہیں ہوئے اس شخص سے جو ان کے بعد میں پیدا ہوا ہے یعنی انکار کرنے والے سے اور اصل عدم ادراج ہے پس نہیں ثابت ہو گا مدرج ہونا مگر ساتھ دلیل صریح کے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے جو ان کو بدری کہا تو تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے اس حدیث کو بیچ جگہ پیروی کرنے کے ساتھ ان کے پس متصف کیا ان کو ساتھ نیک ہونے کے اور ساتھ حاضر ہونے کے بدر میں جو سب جنگوں سے بڑی جنگ ہے پس جب کہ واقع ہوئی واسطے ان دونوں کے نظیر اس چیز کی کہ واقع ہوئی ساتھ کعب رضی اللہ عنہ کے جنگ تبوک سے پیچھے رہنے سے اور حکم سے ساتھ ترک کرنے کے دونوں سے جیسا کہ واقع ہوا واسطے اس کے تو پیروی کی انہوں نے ساتھ ان دونوں کے اور کہا بعض متاخرین نے مانند دمیاطی وغیرہ کے کہ کسی نے ہلال رضی اللہ عنہ اور مرارہ رضی اللہ عنہ کو بدریوں میں ذکر نہیں کیا تو یہ قول اس کا مردود ہے اوپر اس کے اس واسطے کہ تحقیق جزم کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اس جگہ اور تابع ہوئی ہے اس کے ایک جماعت۔ (فتح)

٣٦٩١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ذُكِرَ لَهٗ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَّكَانَ بَدْرِيًّا مَّرِضَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ فَرَكِبَ إِلَيْهِ بَعْدَ أَنْ تَعَالَى النَّهَارُ وَاقْتَرَبَتِ الْجُمُعَةُ وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ.

٣٦٩١۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے واسطے ذکر کیا کہ سعید بن عمرو رضی اللہ عنہ اور وہ بدری تھے بیمار ہوئے جمعہ کے دن تو ابن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہو کر ان کی بیمار پرسی کو گئے بعد اس کے کہ بلند ہوا آفتاب اور قریب ہوا وقت جمعہ کا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جمعہ کو چھوڑ دیا۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَاهُ كَتَبَ إِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَأْمُرُهٗ أَنْ يَّدْخُلَ عَلٰى سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْأَسْلَمِيَّةِ فَيَسْأَلَهَا عَنْ حَدِيْثِهَا وَعَنْ مَا قَالَ لَهَا

اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عبیداللہ بن عبداللہ نے کہ بے شک اس کے باپ نے عمرو بن عبداللہ بن ارقم کو لکھا اس حال میں کہ اس کو حکم کرتا تھا کہ سبیعہ حارث کی بیٹی کے پاس جائے اور اس سے اس کی حدیث پوچھے اور جو کچھ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا جب کہ اس نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْأَرْقَمِ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُهٗ أَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ أَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهٖ فَلَمَّا تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا أَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَا لِيْ أَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ تُرَجِّيْنَ النِّكَاحَ فَإِنَّكِ وَاللّٰهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِيْ ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِيْ حِيْنَ أَمْسَيْتُ وَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَأَفْتَانِيْ بِأَنِّيْ قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِيْ وَأَمَرَنِيْ بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِيْ تَابَعَهٗ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ.

حضرت ﷺ سے فتوی مانگا تو عمر بن عبداللہ نے عبداللہ بن عتبہ کو لکھا اس حال میں کہ اس کو خبر دیتا تھا کہ سبیعہ حارث کی بیٹی نے اس کو خبر دی کہ بے شک وہ سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی اور وہ قوم بنی عامر بن لوئی سے تھے اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے سو اس کا خاوند حجۃ الوداع میں فوت ہوا اور وہ حاملہ تھی سو اس نے ان کے مرنے کے بعد بچہ جننے میں دیر نہ کی یعنی ان کے مرنے کے تھوڑے ہی دن بعد بچہ جنا سو جب وہ اپنے نفاس سے پاک ہوئی تو اس نے نکاح کے پیغام کرنے والوں کے واسطے زینت کی سو ابو سنابل (ایک مرد کا نام ہے عبدالدار کی اولاد سے) اس پر داخل ہوا تو اس نے اس کو کہا مجھ کو کیا ہے کہ میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ تو نے نکاح کے خواستگاروں کے واسطے زینت کی ہے تو نکاح کی خواہش کرتی ہے اور قسم ہے اللہ کی بے شک تو نکاح نہیں کرے گی یعنی تجھ کو نکاح کرنا درست نہیں یہاں تک کہ گزر جائیں تجھ پر چار مہینے دس دن سبیعہ کہتی ہے کہ جب اس نے مجھ کو یہ بات کہی تو میں شام کے وقت اپنے کپڑے پہن کر حضرت ﷺ کے پاس گئی سو میں نے آپ ﷺ سے یہ مسئلہ پوچھا کہ مجھ کو نکاح کرنا درست ہے یا نہیں تو حضرت ﷺ نے مجھ کو فتوی دیا اس کا کہ بے شک میں حلال ہو چکی جبکہ میں نے بچہ جنا اور حکم کیا مجھ کو نکاح کرنے کا اگر مجھ کو خواہش ہو۔

فائدہ: اور غرض اس سے ذکر سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہ کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ یعنی مانند پہلی حدیث کی کہ جب عورت کو تین طلاق دی تو پھر وہ عورت اس کے واسطے درست نہیں سو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی حاجت کے موافق حدیث کا فقرہ لے لیا اور وہ قول اس کا ہے کہ اس کا باپ بدر میں حاضر ہوا تھا۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ

اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے اس نے

شِهَابٍ وَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلٰى بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ وَكَانَ أَبُوْهُ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ.

روایت کی ابن شہاب سے اور ہم نے اس یعنی ابن شہاب سے پوچھا سو اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو محمد بن عبدالرحمٰن بن ثوبان نے جو بنی عامر بن لوی کا آزاد کردہ غلام تھا کہ بے شک محمد بن ایاس بن بکیر نے (اور اس کا باپ جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے) اس کو خبر دی۔

بَابُ شُهُوْدِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا. جنگ بدر میں فرشتوں کے حاضر ہونے کا بیان۔

فائدہ: اس کا بیان دو بابوں سے پہلے ہو چکا ہے اور بیہقی وغیرہ نے ربیع بن انس کے طریق سے روایت کی ہے کہ جو کافر بدر کے دن مارے گئے لوگ پہچانتے تھے ان کو جو فرشتوں کے ہاتھ سے مارے گئے ان سے جو آدمیوں کے ہاتھوں سے مارے گئے ساتھ نشان چوٹ کے گردن پر اور پور پر مثل داغ آگ کے اور مسند اسحاق میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دیکھی میں نے قبل دن شکست کافروں کے دن بدر کے مثل غبار سیاہ کی کہ سامنے آئی آسمان سے مانند چونٹیوں کے سو میں نہیں شک کرتا کہ وہ فرشتے تھے ان کے اترتے ہی فوراً کافروں کو شکست ہوئی اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ ایک مسلمان مرد ایک کافر کے پیچھے دوڑتا تھا کہ ناگہاں اس نے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور آواز گھوڑے کی اور اس میں ہے کہ یہ تیسرے آسمان کی مدد ہے۔ (فتح)

٣٦٩٢۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ أَبُوْهُ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَآءَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

٣٦٩٢۔ معاذ بن رفاعہ بن رافعہ سے روایت ہے اس نے اپنے باپ سے روایت کی اور اس کا باپ بدر والوں میں سے تھا کہا اس نے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ تم اپنے درمیان بدر والوں کو کیا گنتے ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل سب مسلمانوں سے یا کوئی اور لفظ اس کی مانند فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے کہ اسی طرح افضل ہیں ہمارے درمیان وہ فرشتے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتے جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

٣٦٩٣۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ رِفَاعَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ أَهْلِ

٣٦٩٣۔ معاذ بن رفاعہ بن رافع سے روایت ہے اور تھے رفاعہ رضی اللہ عنہ بدر والوں میں سے اور تھے رافع رضی اللہ عنہ اہل عقبہ سے اور وہ اپنے بیٹے سے کہتے تھے کہ نہیں خوش لگتی مجھ کو یہ بات کہ

بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ فَكَانَ يَقُولُ لِابْنِهِ مَا يَسُرُّنِي أَنِّي شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ سَأَلَ جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا.

میں بدر میں حاضر ہوتا بدلے حاضر ہونے عقبہ کے اس نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات پوچھی۔

فائدہ: مراد رافع رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ عقبہ میں حاضر ہونا افضل ہے بدر میں حاضر ہونے سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ رافع بن مالک رضی اللہ عنہ نے نہیں سنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تصریح ساتھ تفضیل اہل بدر کے ان کے غیروں پر پس کہا جو کچھ کہ کہا اپنے اجتہاد سے اور اس کا شبہ یہ ہے کہ عقبہ (ایک گھاٹی ہے پاس مکے کے جس کے پاس پہلے پہل انصار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی جب کہ وہ حج کو آئے) تھی جگہ پیدا ہونے نصرت اسلام کی اور سبب ہجرت کا کہ پیدا ہوئی اس سے قوت واسطے سب جنگوں کے لیکن فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے دے۔ (فتح)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا يَحْيٰى سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَعَنْ يَحْيٰى أَنَّ يَزِيْدَ بْنَ الْهَادِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ يَزِيْدُ فَقَالَ مُعَاذٌ إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

معاذ سے روایت ہے کہ ایک فرشتے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور وہ فرشتہ جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

٣٦٩٤۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ.

٣٦٩٤۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے دن فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے ہیں اس پر لڑائی کے ہتھیار ہیں۔

فائدہ: اور سعید بن منصور نے عطیہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے بعد اس کے کہ فارغ ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے اوپر گھوڑے سرخ کے کہ اس کے ماتھے کے بال گندھے ہوئے تھے اپنے اگلے پاؤں سے گرد اڑاتا ہے اس پر زرہ تھی اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے مجھ کو تمہاری طرف بھیجا ہے اور مجھ کو حکم کیا ہے کہ میں تم سے جدا نہ ہوں یہاں تک کہ تم راضی ہو کیا تم راضی ہو؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور واقع ہوا

نزدیک محمد ابن اسحاق کے ابو واقد لیثی کی حدیث سے کہا کہ میں البتہ بدر کے دن ایک کافر کے پیچھے چلتا تھا تا کہ اس کو ماروں تو اس کا سر جدا ہو کر زمین پر گر پڑا پہلے اس سے کہ میری تلوار اس تک پہنچے اور واقع ہوا ہے نزدیک بیہقی کے محمد بن جبیر بن مطعم کی حدیث سے کہ انہوں نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے سنا کہ کہتے تھے کہ آندھی سخت چلی میں نے کبھی ایسی نہیں دیکھی پھر سخت آندھی چلی اور میں گمان کرتا ہوں کہ تیسری بار کا ذکر کیا سو پہلی ہوا جبرائیل علیہ السلام تھے اور دوسری ہوا میکائیل علیہ السلام اور تیسری ہوا اسرافیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے طرف تھے اور اس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے اور اسرافیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف تھے اور میں اس میں تھا اور نیز علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا مجھ کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بدر کے دن کہ تم دونوں میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں اور اسرافیل علیہ السلام فرشتے ہیں عظیم حاضر ہوتے ہیں صف میں اور لڑائی میں اور کہا شیخ تقی الدین سبکی نے کہ کسی نے مجھ سے پوچھا کہ کیا حکمت ہے بیچ حاضر ہونے فرشتوں کے جنگ میں ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باوجود یہ کہ جبرائیل علیہ السلام قادر ہیں اس پر کہ دفع کریں کافروں کو ساتھ ایک پر کے اپنے بازو سے تو میں نے کہا کہ واقع ہوا ہے یہ حاضر ہونا فرشتوں کا واسطے اس ارادے کے کہ ہو یہ فعل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اور ہوں یہ فرشتے مدد اوپر عادت مدد لشکروں کے واسطے رعایت صورت اسباب کے اور طریقے ان کے کہ جاری کیا ہے اس کو اللہ نے اپنے بندوں میں اور اللہ تعالیٰ ہے سب کام کرنے والا۔ (فتح)

بَابٌ. — یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور وہ متعلق ہے ساتھ ان لوگوں کے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے۔

٣٦٩٥۔ حَدَّثَنِیْ خَلِیْفَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَاتَ أَبُوْ زَیْدٍ وَّلَمْ یَتْرُكْ عَقِبًا وَّكَانَ بَدْرِیًّا.

٣٦٩٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو زید رضی اللہ عنہ فوت ہوگئے اور نہ چھوڑی انہوں نے اپنے پیچھے کوئی اولاد اور تھے وہ بدری۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں اس حدیث کو مختصر بیان کیا ہے اور تحقیق گزر چکی ہے پوری حدیث اس سے مناقب انصار میں کہ انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا حال ابوزید رضی اللہ عنہ کا جنہوں نے قرآن جمع کیا تھا تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ قیس بن سکن ہے ایک مرد ہے بنی عدی سے فوت ہو گیا اور اپنے پیچھے کوئی اولاد نہ چھوڑی یعنی لاولد فوت ہو گیا اور ہم اس کے وارث ہوئے۔ (فتح)

٣٦٩٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ

٣٦٩٦۔ ابن خباب سے روایت ہے کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سفر سے آئے تو ان کے گھر والے قربانی کا گوشت ان کے

الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدِ بْنَ مَالِكٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ إِلَيْهِ أَهْلُهُ لَحْمًا مِّنْ لُّحُوْمِ الْأَضْحٰى فَقَالَ مَا أَنَا بِاٰكِلِهٖ حَتّٰى أَسْأَلَ فَانْطَلَقَ إِلٰى أَخِيْهِ لِأُمِّهٖ وَكَانَ بَدْرِيًّا قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ حَدَثَ بَعْدَكَ أَمْرٌ نَقْضٌ لِّمَا كَانُوْا يُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْأَضْحٰى بَعْدَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

آگے لائے تو ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں کھاؤں کا یہاں تک کہ میں اس کا حکم پوچھوں یعنی اس کے واسطے کہ ابتدا میں قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ رکھنا جائز نہ تھا سو وہ اپنے اخیافی بھائی قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی طرف چلے اور وہ بدری تھے سو انہوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ پیدا ہوا پیچھے تمہارے امر ناسخ واسطے اس چیز کے کہ منع ہوا تھا ان کو اس سے تین دن کے پیچھے قربانی کا گوشت کھانے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح قربانی کے بیان میں آئے گی اور غرض اس سے تعریف کرنے قتادہ رضی اللہ عنہ کی ہے ساتھ ہونے ان کے کے بدری۔ (فتح)

٣٦٩٧۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ الزُّبَيْرُ لَقِيْتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لَا يُرٰى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنٰى أَبُوْ ذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ أَنَا أَبُوْ ذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِيْ عَيْنِهٖ فَمَاتَ قَالَ هِشَامٌ فَأُخْبِرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجَهْدَ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنٰى طَرَفَاهَا قَالَ عُرْوَةُ فَسَأَلَهُ إِيَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ أَبُوْ بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ

٣٦٩٧۔ زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بدر کے دن عبیدہ بن سعید بن عاص کو ملا اور اس کا سب بدن ہتھیاروں میں چھپا ہوا تھا اس کی دونوں آنکھوں کے سوائے اس سے کچھ نظر نہ آتا تھا اور کنیت کیا جاتا تھا ابو ذات الکرش تو اس نے کہا کہ میں ابو ذات الکرش ہوں سو میں نے نیزے سے اس پر حملہ کیا اور نیزہ اس کے آنکھ میں مارا تو وہ اس سے مر گیا کہا ہشام نے کہ مجھ کو خبر ہوئی کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھا پھر میں نے ہاتھ دراز کیا سو میں نے اس کو بڑے زور سے کھینچا اور حالانکہ اس کے دونوں طرفیں مڑ گئیں تھیں کہا عروہ رضی اللہ عنہ نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ نیزہ زبیر رضی اللہ عنہ سے مانگا زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا سو پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا پھر اس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مانگا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو دیا پھر جب صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے مانگا تو زبیر رضی اللہ عنہ نے وہ نیزہ ان کو دیا پھر جب عمر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے

أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ اٰلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عِنْدَهٗ حَتّٰى قُتِلَ.

اس کو لیا پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے مانگا تو انہوں نے وہ نیزہ ان کو دیا سو جب عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے پھر علی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے ہاتھ آیا پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مانگا پھر وہ ان کے پاس رہا یہاں تک کہ شہید ہوئے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی جنگ بدر کے متعلق ہے۔

٣٦٩٨۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَايِعُوْنِيْ.

٣٦٩٨۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیعت کرو مجھ سے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الایمان میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہی قول اس کا ہے کہ حاضر ہوئے تھے بدر میں۔

٣٦٩٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنّٰى سَالِمًا وَأَنْكَحَهٗ بِنْتَ أَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ إِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيْرَاثِهٖ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ادْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ﴾. (الأحزاب:٥) فَجَاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

٣٦٩٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اور وہ ان میں سے تھے کہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے سالم رضی اللہ عنہ کو متبنی بنایا یعنی زبان سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے اور اپنی بھتیجی ہند اس کو نکاح کر دی اور وہ سالم ایک انصاری عورت کا آزاد کیا ہوا غلام تھا جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو لے پالک بنایا اور جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ جو کسی کو لے پالک بناتا تھا لوگ اس کو اس کا بیٹا کہتے تھے اور وہ اس کے مرنے کے بعد اس کے ترکہ کا مالک ہوتا تھا یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت اتاری کہ لے پالکوں کو اپنے اصلی باپوں کے نام سے پکارو پھر سہلہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی پس ذکر کی ساری حدیث۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سالم کو متبنی بنایا یعنی دعوی کیا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور تھا یہ دستور پہلے اترنے اس آیت کے ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ﴾ پس تحقیق یہ آیت جب اتری تو پھر لوگ سالم کو ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا غلام آزاد پکارتے تھے اور تحقیق حاضر رہتا تھا سالم ساتھ مالک اپنے کے جو مذکور ہوا یعنی ساتھ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے اور ولید بن عتبہ کے قتل ہوا ساتھ باپ اپنے کے اور اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی۔ (فتح)

٣٧٠٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ حَتّٰى قَالَتْ جَارِيَةٌ وَّفِيْنَا نَبِيٌّ يَّعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلِيْ هٰكَذَا وَقُوْلِيْ مَا كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ.

٣٧٠٠۔ ربیع معوذ کی بیٹی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے جس صبح کو میرا خاوند مجھ پر داخل ہوا سو میرے بچھونے پر بیٹھے جیسے تو بیٹھا ہے یہ خطاب ہے اس شخص کو جس نے اس سے یہ حدیث روایت کی اور لڑکیاں دف بجاتی تھیں اور اپنے باپ دادوں کے جو جنگ بدر میں مارے گئے خوبیاں بیان کرتی تھیں یہاں تک کہ ایک لڑکی نے کہا اور ہم میں نبی ہے کہ جانتا ہے جو کل ہوگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا مت کہو اور جو پہلے کہتی تھیں وہی کہو۔

فائدہ: ندبہ کے معنی ہیں بیان کرنا مردے کا ساتھ خوبیوں کے اس قسم سے کہ باعث ہو اوپر شوق اس کے کے اور رونے کو اوپر اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سننا آواز دف کا شادی کی صبح کو اور یہ کہ مکروہ ہے نسبت کرنا علم غیب کا طرف کسی کے مخلوق میں سے۔ (فتح)

٣٧٠١۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٣٧٠١۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی نے اور وہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں کتا ہو اور جاندار کی تصویر ہو۔

وَكَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ يُرِيْدُ التَّمَاثِيْلَ الَّتِيْ فِيْهَا الْأَرْوَاحُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے اس کا کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ (فتح)

٣٧٠٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِّنْ نَّصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ مِمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُّ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُّ رَجُلًا صَوَّاغًا فِيْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ أَنْ يَّرْتَحِلَ مَعِيْ فَنَأْتِيَ بِإِذْخِرٍ فَأَرَدْتُّ أَنْ أَبِيْعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ فَنَسْتَعِيْنَ بِهِ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرْسِيْ فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَآئِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَتَانِ إِلٰى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا

٣٧٠٢۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے پاس ایک اونٹنی تھی جو مجھ کو بدر کے دن مال غنیمت سے حصے میں آئی تھی اور ایک اونٹنی مجھ کو اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس سے دی تھی یعنی اپنے پانچویں حصے میں سے جو اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا تھا سو جب میں نے چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر میں لاؤں یعنی بعد نکاح کے تو میں نے وعدہ کیا ایک مرد لوہار سے جو قبیلے بنی قینقاع میں تھا یہ کہ میرے ساتھ چلے سو ہم اذخر کی گھاس لائیں اور میں نے کہا کہ اس کو لا کر لوہاروں کے ہاتھ بیچوں اور اس سے اپنی شادی کے ولیمہ میں مدد لوں سو جس حالت میں کہ میں اپنی اونٹنیوں کے واسطے پالان اور بوریاں اور رسیاں جمع کرتا تھا اور میری دو اونٹنیاں ایک انصار مرد کے حجرے کے پہلو میں بیٹھی تھیں یہاں تک کہ جمع کیا میں نے جو کچھ کہ جمع کیا سو ناگہاں میں نے اپنی اونٹنیوں کو دیکھا بے شک ان کی کوہانیں کاٹی گئیں اور ان کے پہلو چیرے گئے اور ان کے جگر لیے گئے سو جب میں نے یہ حال دیکھا تو بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور میں نے کہا کہ یہ کام کس نے کیا لوگوں نے کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے اور وہ اس گھر میں ہے انصار کے بعض شراب نوشوں میں اور اس کے پاس ایک لونڈی ہے

فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِيْنَ رَأَيْتُ الْمَنظَرَ قُلْتُ مَنْ فَعَلَ هٰذَا قَالُوْا فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ فِيْ شَرْبٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ عِنْدَهُ قَيْنَةٌ وَّأَصْحَابُهُ فَقَالَتْ فِيْ غِنَآئِهَا أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَآءِ فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا قَالَ عَلِيٌّ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ لَقِيْتُ فَقَالَ مَا لَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِيْ بَيْتٍ مَّعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهِ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِيْ وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأُذِنَ لَهُ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيْمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُّحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى رُكْبَتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيْدٌ لِّأَبِيْ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ثَمِلٌ

گانے والی اور اس کے ساتھی سو لونڈی اور اس کے یاروں نے کہا یعنی راگ میں کہ خبر دار ہو اے حمزہ رضی اللہ عنہ قصد کرو واسطے موٹی اونٹنیوں کے تو حمزہ رضی اللہ عنہ تلوار کی طرف جلدی کھڑے ہوئے سو ان کی کوہانیں کاٹیں اور ان کے پہلو چیر کر ان کے جگر لیے علی رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں چلا یہاں تک کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا غمناک ہونا پہچانا سو فرمایا کہ کیا ہے تجھ کو کہ تم ایسے غمناک ہو میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے آج جیسی مصیبت کبھی نہیں دیکھی حمزہ رضی اللہ عنہ نے میری اونٹنیوں پر ظلم کیا سو ان کی کوہانیں کاٹ لیں اور ان کے پہلو چیر ڈالے اور وہ یہ ہے اس گھر میں اس کے ساتھ شراب نوش ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی اور بدن پر ڈالی پھر پیادہ چلے اور میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ آئے اس گھر میں جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھے اور ان سے اندر آنے کے واسطے اجازت مانگی انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو ملامت کرنی شروع کی اس کام میں جو اس نے کیا پس اچانک دیکھا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ شراب کے نشے میں مست ہے اس کی دونوں آنکھیں سرخ ہوئی ہیں سو حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کی یعنی پاؤں کی طرف پھر نظر اونچی کی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے کو دیکھا پھر نظر اور اونچی کی سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھا پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں تم مگر غلام میرے باپ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہچانا کہ وہ مست ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم الٹے پاؤں پیچھے ہٹے یعنی بغیر اس کے کہ پیٹھ پھیریں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ہم بھی

فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرٰى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ.

آپ ﷺ کے ساتھ نکلے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہ مجھ کو بدر کے دن غنیمت سے حصے میں آئی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اس دن ایک اونٹنی خمس سے دی اس پر کہ بدر کی غنیمت کے مال سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا نکالا گیا تھا برخلاف اس کے جس طرف ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ گئے تھے کہ آیت خمس نکالنے کی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نازل ہوئی بعد تقسیم ہونے مال غنیمت بدر کے اور اس جگہ دلالت کی اس سے قول اس کا ہے یَوْمَئِذٍ یعنی اس دن لیکن یہ حدیث پہلے خمس میں گزر چکی تھی اور اس میں یَوْمَئِذٍ کا لفظ نہیں ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو اور اونٹنی دی اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ دن کے اور نہ ساتھ خمس کے اور جمہور علماء کا یہ مذہب ہے کہ خمس کی آیت بدر کے قصے میں اتری۔ (فتح)

۳۷۰۳۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَنْفَذَهُ لَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِيِّ سَمِعَهُ مِنَ ابْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَبَّرَ عَلٰى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا.

۳۷۰۳۔ ابن معقل سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ پر تکبیر کہی پھر کہا کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

فائدہ: اس میں عدد تکبیر کا ذکر نہیں اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو ابونعیم نے مستخرج میں بخاری کے طریق سے ساتھ اس اسناد کے سوا اس میں کہا کہ پانچ بار تکبیر کہی اور روایت کیا ہے اس کو بغوی نے معجم صحابہ میں محمد بن عبادہ سے ساتھ اس اسناد کے اور اسماعیلی اور برقانی اور حاکم نے اس کے طریق سے سوا اس نے کہا کہ چھ تکبیریں کہیں اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ میں محمد بن عبادہ سے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو سعید بن منصور نے ابن عیینہ سے اور اس میں پانچ تکبیروں کا ذکر ہے اور حاکم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر مڑ کر ہماری طرف دیکھا سو کہا کہ وہ اہل بدر میں ہیں اور یہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے تو یہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جو بدر میں حاضر ہو ان کو بزرگی ہے غیروں پر ہر چیز میں یہاں تک کہ جنازے کی تکبیروں میں بھی اور یہ امر دلالت کرتا ہے اس پر کہ مشہور ان کے نزدیک چار تکبیریں تھیں اور یہ قول اکثر اصحاب رضی اللہ عنہم کا ہے اور بعض سے پانچ تکبیریں ہیں اور صحیح مسلم میں زید بن ارقم سے اس باب میں حدیث مرفوع آئی ہے اور جنازے کے بیان میں پہلے گزر چکا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنازے کی تین تکبیریں ہیں اور یہ کہ پہلی واسطے شروع کے ہے یعنی سوائے اس کے اور ابن خیثمہ نے اور طریق سے مرفوع روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ جنازے پر چار بار تکبیر کہتے تھے یعنی کبھی اور کبھی پانچ بار کہتے تھے اور کبھی چھ بار کہتے تھے اور کبھی سات بار اور کبھی

آٹھ بار یہاں تک کہ نجاشی بادشاہ فوت ہوا تو حضرت ﷺ نے اس پر چار تکبیریں کہیں پھر ثابت رہے حضرت ﷺ اوپر اس کے یہاں تک کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ اور کہا ابو عمر نے کہ منعقد ہوا ہے اجماع اوپر چار تکبیروں کے اور نہیں جانتے ہم کہ شہروں کے عالموں سے کوئی پانچ تکبیروں کے ساتھ قائل ہو سوائے ابن لیلی کے اور حنفیہ کی مبسوط میں ہے ابو یونس سے مانند اس کی اور کہا نووی نے مہذب میں کہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان تکبیروں میں اختلاف تھا پھر وہ اختلاف ساتھ گزرنے ان کے کے دور ہوا اور اجماع ہوا اس پر کہ جنازے کی تکبیریں چار ہیں لیکن اگر امام پانچ تکبیریں کہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی خواہ بھول کر کہے یا جان کر صحیح قول پر لیکن اس پر مقتدی اس کی پیروی نہ کرے صحیح قول پر، واللہ اعلم۔

٣٧٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِيْنَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِيْنَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَأَنْظُرُ فِيْ أَمْرِيْ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِيْ أَنْ لَّا أَتَزَوَّجَ يَوْمِيْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّيْ عَلٰى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ

٣٧٠٤۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حفصہ رضی اللہ عنہا عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اپنے خاوند خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے سے بیوہ ہوئیں اور خنیس رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور بدر میں شریک ہوئے مدینے میں فوت ہوئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے اس کے ساتھ حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کرنے کو کہا میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا تجھ کو نکاح کر دوں عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سوچ کر جواب دوں گا سو میں چند روز ٹھہرا سو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ظاہر ہوا مجھ کو کہ میں ابھی نکاح نہ کروں عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دوں ابوبکر رضی اللہ عنہ چپ رہے اور مجھ کو جواب نہ دیا تو میں اس پر عثمان رضی اللہ عنہ سے سخت تر غضبناک تھا پھر میں کچھ روز تک ٹھہرا پھر حضرت ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام کیا سو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو نکاح کر دی پھر مجھ سے ابوبکر رضی اللہ عنہ ملے سو کہا کہ شاید تم مجھ سے ناراض ہوئے ہو گے جب کہ تم نے مجھ کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کرنے کو کہا اور میں نے تم کو کچھ جواب نہ دیا میں نے کہا ہاں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا

وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا.

پس تحقیق شان یہ ہے کہ نہ منع کیا مجھ کو اس سے کہ میں تم کو جواب دوں اس چیز میں کہ تم نے میرے پیش کی مگر یہ کہ مجھ کو معلوم تھا کہ حضرت ﷺ اس کا ذکر کیا کرتے تھے سو میں ایسا نہ تھا کہ حضرت ﷺ کا بھید ظاہر کروں اور اگر حضرت ﷺ اس کو نکاح نہ کرتے تو میں اس کو قبول کرتا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ بدری تھے۔

۳۷۰۵۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ سَمِعَ أَبَا مَسْعُودٍ الْبَدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلَى أَهْلِهِ صَدَقَةٌ.

۳۷۰۵۔ عبداللہ بن یزید سے روایت ہے کہ اس نے ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے حضرت ﷺ سے روایت کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خرچ کرنا مرد کا اپنے گھر والوں پر خیرات ہے یعنی مرد کو اس میں بھی ثواب ملتا ہے۔

فائدہ: اور غرض اس سے ثابت کرنا اس بات کا ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بدری تھے اور اس میں اختلاف ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے یا نہیں کہا اکثر اس پر ہیں کہ وہ بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور نہیں ذکر کیا اس کو محمد بن اسحاق اور اس کے راویوں نے بدریوں میں اور اسی طرح کہا اسماعیلی نے کہ نہیں صحیح ہے حاضر ہونا ان کا بدر میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کا گھر وہاں تھا اس واسطے ان کو بدری کہا گیا پھر اشارہ کیا اس نے طرف اس کی کہ استدلال کرنا ساتھ اس طور کے کہ وہ وہاں ہوئے تھے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوگی روایتوں میں کہ وہ بدری ہیں قوی نہیں ہے اس واسطے کہ وہ مستلزم ہے اس کو کہ کہا جائے واسطے ہر شخص کے کہ حاضر ہوا اس میں بدری اور یہ قاعدہ نہیں میں کہتا ہوں کہ نہیں کفایت کی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جزم میں کہ حاضر ہوئے وہ بدر میں ساتھ اس کے بلکہ ساتھ قول اس کے کہ آئندہ حدیث میں کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ عروہ رضی اللہ عنہ کی کلام سے ہے اور وہ حجت ہے بیچ اس کے اس واسطے کہ عروہ رضی اللہ عنہ نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو پایا ہے اگرچہ روایت کی ہے اس سے حدیث ساتھ واسطہ کے اور ترجیح دیا جاتا ہے اختیار کرنا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا ساتھ قول نافع کے جب کہ حدیث بیان کی اس سے ابولبابہ بدری رضی اللہ عنہ نے اس واسطے کہ منسوب کیا ہے انہوں نے ان کو طرف حاضر ہونے کے بدر میں نہ طرف اترنے ان کے کے اس میں اور تحقیق اختیار کیا ہے ابو عبید قاسم نے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے ذکر کیا ہے اس کو بغوی نے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے ابن کلبی نے اور مسلم نے کنیتوں میں اور کہا طبرانی اور ابو احمد حاکم نے کہ وہ بدر میں حاضر

ہوئے کہا برقانی نے کہ نہیں ذکر کیا ان کو ابن اسحاق نے بدریوں میں اور اس حدیث کے غیر میں ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور قاعدہ یہ ہے کہ مثبت مقدم ہوتا ہے نافی پر اور جو اس کے حاضر ہونے کی نفی کرتا ہے تو اس اعتقاد سے کہ ان کو بدری کہنا باعتبار اس کے ہے کہ وہ وہاں اترے تھے نہ اس اعتبار سے کہ وہ اس میں حاضر ہوئے تھے لیکن ضعیف کرتی ہے اس کو تصریح اس شخص کی جس نے ان میں سے تصریح کی ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے جیسا کہ بارہویں حدیث میں ہے کہ داخل ہوئے ان پر ابومسعود رضی اللہ عنہ عقبہ بن عمرو اور وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور اس حدیث کی شرح مواقیت میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٧٠٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ إِمَارَتِهٖ أَخَّرَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ الْعَصْرَ وَهُوَ أَمِيْرُ الْكُوْفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ جَدُّ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ نَزَلَ جِبْرِيْلُ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا أُمِرْتُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ.

٣٧٠٦۔ زہری سے روایت ہے کہ میں نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث سناتے ہیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی خلافت میں کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز میں دیر کی اور وہ کوفہ کے حاکم تھے معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پس داخل ہوئے ان پر ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ دادا زید بن حسن کا کہ حاضر ہوئے بدر میں سو ابومسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ تم کو معلوم ہے کہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے اترے سو انہوں نے نماز پڑھی یعنی پہلے دن اول وقت میں اور دوسرے دن اخیر وقت میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں پڑھیں اس وقت کہ جبرائیل علیہ السلام نے تعلیم کی پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو اسی طرح حکم ہوا اسی طرح تھے بشیر بن ابومسعود حدیث بیان کرتے اپنے باپ سے۔

٣٧٠٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَلَقِيْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ

٣٧٠٧۔ ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورۂ بقرہ کے اخیر میں دو آیتیں ہیں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے اخیر تک جو رات کے وقت ان کو پڑھے گا اس کو کفایت کرتی ہیں عبدالرحمٰن راوی نے کہا سو میں ابومسعود رضی اللہ عنہ سے ملا اور حالانکہ وہ خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے تھے سو میں نے ان سے یہ حدیث پوچھی تو انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔

بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيهِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی۔

۳۷۰۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۷۰۸۔ محمود بن ربیع سے روایت ہے کہ عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو بدر میں حاضر ہوئے انصار میں سے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے (اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں اندھا ہو گیا ہوں اور بارش کے دنوں میں مسجد تک نہیں پہنچ سکتا سو میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں کہ میں اس جگہ کو جائے نماز ٹھہراؤں۔

فائدہ: اور نہیں وارد کی امام بخاری رحمہ اللہ نے موضع حاجت کی اس حدیث سے اور وہ قول اس کا ہے حدیث کے ابتدا میں کہ عتبان رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے انصار میں سے او رابواب المساجد میں یہ حدیث گزر چکی ہے اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کفایت کی ہے ساتھ اشارے کے اپنی عادت کے موافق۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ هُوَ ابْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَّهُوَ أَحَدُ بَنِيْ سَالِمٍ وَّهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ فَصَدَّقَهُ.

ابن شہاب سے روایت ہے کہ پھر میں نے حصین بن محمد کو پوچھا اور وہ ایک ہے قبیلے بنی سالم سے اور وہ ان کے سرداروں سے ہیں حدیث محمود بن ربیع کی سے جو اس نے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

۳۷۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ وَكَانَ مِنْ أَكْبَرِ بَنِيْ عَدِيٍّ وَكَانَ أَبُوْهُ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ بْنَ مَظْعُوْنٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَّهُوَ خَالُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ

۳۷۰۹۔ زہری سے روایت ہے اس نے کہا خبر دی مجھ کو عبداللہ بن عامر نے اور وہ بنی عدی کا بڑا تھا اور اس کے باپ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے تھے یہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کو بحرین (ایک جگہ کا نام ہے درمیان بصرہ اور عمان کے) کا گورنر بنایا تھا اور وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حفصہ رضی اللہ عنہا کے ماموں ہیں۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ.

فائدہ: نہیں ذکر کیا امام بخاری رحمہ اللہ قصے کو اس واسطے کہ وہ موقوف ہے اس کی شرط پر نہیں اس واسطے کہ غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی فقط ان لوگوں کا ذکر کرنا ہے کہ جو بدر میں حاضر ہوئے اور تحقیق وارد کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں زہری سے پس زیادہ کیا اس نے کہ جارود عقدی عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ قدامہ رضی اللہ عنہ نے شراب پی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تیرے ساتھ کوئی اور بھی گواہ ہے اس نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ اس کو مست دیکھا قے کرتا ہوا تو عمر رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا تو جارود نے ان کو کہا کہ اس پر حد قائم کرو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو مدعی ہے یا گواہ سو وہ چپ رہے پھر اس نے کہا کہ اس پر حد قائم کرو تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ باز رہ نہیں تو میں تجھ کو ذلیل کروں گا تو انہوں نے کہا کہ نہیں یہ انصاف کی بات کہ تمہارا چچیرا بھائی شراب پیئے اور تم مجھ کو ذلیل کرو سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی بیوی ہند کو بلا بھیجا اس نے اپنے خاوند پر گواہی دی کہ بے شک اس نے شراب پی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قدامہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں تجھ کو حد ماروں قدامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ تجھ کو جائز نہیں واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْا﴾ الْاٰیة. (المائدۃ:۹۳) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو نے اس کے معنی نہیں سمجھے اس واسطے کہ باقی آیت یہ ہے کہ جب پرہیز گاری کریں پس تحقیق اگر تو پرہیز گاری کرتا تو بچتا اس چیز سے کہ حرام کی ہے تجھ پر اللہ نے پھر حکم کیا اس کو حد مارنے کا سو اس کو کوڑے مارے گئے تو قدامہ رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ پر غضبناک ہوئے پھر دونوں نے اکٹھے حج کیا سو عمر رضی اللہ عنہ اپنی نیند سے جاگے گھبرائے ہوئے اور کہا کہ قدامہ رضی اللہ عنہ کو جلدی لاؤ آیا میرے پاس کوئی آنے والا یعنی خواب میں آیا تو اس نے کہا کہ صلح کرو قدامہ رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ وہ تمہارا بھائی ہے سو دونوں نے باہم صلح کی۔ (فتح) اور غرض یہاں اس کی اس قول سے ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

۳۷۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَآءِ الْمَزَارِعِ قُلْتُ لِسَالِمٍ فَتُكْرِيْهَا أَنْتَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ رَافِعًا أَكْثَرَ عَلٰى نَفْسِهٖ.

۳۷۱۰۔ رافع بن خدیج سے روایت ہے کہ انہوں نے خبر دی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کہ ان کے دو چچوں نے اور وہ دونوں جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع فرمایا زہری کہتا ہے کہ میں نے سالم سے کہا کہ تو اس کو کرایہ پر دیتا ہے اس نے کہا ہاں بے شک رافع نے زیادتی کی ہے اپنی جان پر۔

فائدہ: یعنی منع تو فقط یہ ہے کہ اپنے واسطے کوئی قطعہ معین ٹھہرا لے کہ مثلا جو نالیوں کے کنارے پر یا فلاں خاص قطعہ میں پیدا ہوگا وہ میرے واسطے ہے اور باقی تیرے واسطے اور اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے اور انکار کیا ہے دمیاطی نے اور کہا کہ وہ احد میں حاضر ہوئے تھے بدر میں حاضر نہیں ہوئے اور اعتماد کیا ہے اس نے اس میں ابن سعد پر اور جس نے ان کو حاضر ہونا ثابت کیا ہے وہ زیادہ تر ثابت ہے نفی کرنے والے سے۔

٣٧١١۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ رَأَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيَّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا.

٣٧١١۔ عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہا میں نے رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

فائدہ: اور باقی حدیث اس طور سے ہے کہ جب وہ نماز میں داخل ہوئے تو کہا اللہ اکبر کبیرا اور نہیں ذکر کیا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے اس واسطے کہ وہ ان کی غرض سے نہیں۔

٣٧١٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِيْ بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهُ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ

٣٧١٢۔ مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور بنو عامر بن لؤی کے حلیف تھے انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کی طرف بھیجا کہ وہاں کا کہ جزیہ لائے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کی ہوئی تھی اور علا بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو ان پر حاکم کیا سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے تو انصاریوں نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کے خبر سنی سو وہ فجر کی نماز میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آ ملے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو انصار لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوئے سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو مسکرائے پھر فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ شاید کہ تم نے سنا ہے کہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے مال لائے ہیں انصار نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ خوش ہو اور امید رکھو اس کی جو تم کو خوش کرے یعنی فتح اسلام کی سو قسم ہے اللہ کی کہ مجھ کو محتاجی کا تم پر ڈر نہیں لیکن میں تم پر خوف کھاتا ہوں دنیا کی

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ ثُمَّ قَالَ أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ قَالُوْا أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ.

کشائش اور بہتات سے جیسی اگلی امتوں پر کشائش ہوئی سوتم دنیا میں حرص اور فخر کرو جیسے انہوں نے کیا اور تم کو دنیا ہلاک کرے جیسے ان کو ہلاک کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جزیہ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔

٣٧١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهَا حَتّٰى حَدَّثَهُ أَبُوْ لُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوْتِ فَأَمْسَكَ عَنْهَا.

٣٧١٣۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سب سانپوں کو مار ڈالا کرتے تھے یعنی خواہ جنگلی ہوں یا خانگی یہاں تک کہ حدیث بیان کی ان سے ابولبابہ بدری رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں کے سانپ مارنے سے منع کیا ہے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما اس سے باز رہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح لباس میں آئے گی اور لبابہ رضی اللہ عنہ عین لڑائی میں حاضر نہیں ہوئے لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ نکالا۔

٣٧١٤۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْصَارِ اسْتَأْذَنُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ائْذَنْ لَّنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ أُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآئَهُ قَالَ وَاللهِ لَا تَذَرُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا.

٣٧١٤۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی سو انہوں نے کہا کہ ہم کو اجازت ہو کہ ہم اپنے بھانجے عباس کی خلاصی کا بدلہ چھوڑ دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اللہ کی کہ ایک درہم بھی اس میں نہ چھوڑنا۔

فائدہ: جنگ بدر میں فتح اسلام ہوئی تو ستر کافر مارے گئے اور ستر قیدی ہوئے ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا

عباس بھی تھے حکم ہوا کہ قیدی اپنی اپنی جان کے بدلے مال دیں تو چھوٹیں تو انصاریوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ حکم ہو تو عباس کو بغیر مال لیے چھوڑ دیں تب حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی یعنی اس کی خلاصی کا ایک درہم بھی نہ چھوڑنا یہ جو کہا کہ انصار کی ایک جماعت نے یعنی ان لوگوں میں سے جو بدر میں حاضر ہوئے تھے اس واسطے کہ عباس بدر میں قید ہوئے تھے اور مشرکین ان کو بدر میں جبرا لائے تھے ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے بدر کے دن اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ میں نے معلوم کیا کہ کچھ مرد بنی ہاشم سے زبردستی ساتھ لائے گئے ہیں سو اگر کوئی کسی کو ان میں سے پائے تو اس کو قتل نہ کرے اور روایت کی ہے احمد نے براء رضی اللہ عنہ سے کہ ایک انصار مرد عباس کر قید کر کے لایا تو عباس نے کہا کہ اس نے مجھ کو قید نہیں کیا بلکہ ایک بڑے بہادر مرد نے مجھ کو قید کیا ہے تو حضرت ﷺ نے انصاری سے فرمایا کہ مدد کی ہے تجھ کو اللہ نے ساتھ ایک فرشتے بزرگ کے اور نام اس انصاری کا ابوالیسر رضی اللہ عنہ ہے اور روایت کی ہے طبرانی نے ابوالیسر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ انہوں نے عباس کو قید کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے یعنی عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے تم کو کس طرح قید کیا اور اگر تم چاہتے تو ان کو اپنے ہاتھ میں اٹھا لیتے کہا اے بیٹے یہ نہ کہہ اور یہ جو کہا کہ ہم اپنے بھانجے کا بدلہ چھوڑ دیں تو عباس رضی اللہ عنہ کی ماں ان انصاریوں میں سے نہیں بلکہ اس کے دادے عبدالمطلب کی ماں انصاریوں میں سے ہے تو انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کی دادی کو بہن بولا اس واسطے کہ وہ ان میں سے تھے اور عباس رضی اللہ عنہ کو اس کا بیٹا کہا اس واسطے کہ وہ ان کی دادی ہے اور اس کا نام سلمہ ہے اور ابن عائذ نے مغازی میں ایک روایت کی ہے کہ جب بدر کے قیدیوں کا بیڑیوں میں باندھنا عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوا تو انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کو بیڑیوں میں سخت باندھا تو حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو روتے سنا تو آپ ﷺ کو ان کے غم میں نیند نہ آئی یہ خبر انصار کو پہنچی انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا تو گویا کہ انصار نے سمجھا کہ جب حضرت ﷺ عباس رضی اللہ عنہ کی بیڑیاں توڑنے پر راضی ہیں تو سوال کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم ان کے خلاصی کا بدلہ بھی چھوڑ دیں غرض ان کی یہ تھی تا کہ حضرت ﷺ اس بات سے پورے پورے خوش ہوں تو حضرت ﷺ نے ان کی بات قبول نہ کی اور ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ خلاصی دو اپنی جان کی اور اپنے دونوں بھتیجوں کی یعنی عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث کی اور اپنے ہم قسم عتبہ بن عمرو کی اس واسطے کہ تم مال دار ہو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں مسلمان تھا لیکن قریش مجھ کو زبردستی اپنے ساتھ لائے فرمایا اللہ خوب جانتا ہے جو تم کہتے ہو اگر تم سچ کہتے ہو تو اللہ تم کو بدلہ دے گا لیکن ظاہر تمہارے حال سے یہی ہے کہ تم نے ہم پر چڑھائی کی تھی اور ذکر کیا ہے موسیٰ ابن عقبہ نے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی خلاصی سونے کے چالیس اوقیے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تھی خلاصی ہر ایک کی چالیس اوقیے سو عباس رضی اللہ عنہ پر سو اوقیہ ڈالا گیا اور عقیل پر اسی اوقیے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے یہ قرابت کے واسطے کیا ہے تو اللہ نے

یہ آیت اتاری کہ اے نبی کہہ دے ان لوگوں سے جو تیرے ہاتھ میں قید ہیں کہ اگر اللہ تمہارے دل میں بہتری جانے گا تو دے گا تم کو بہتر اس چیز سے کہ تم سے لی گئی عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ مجھ سے کئی گنا زیادہ مال لیا جاتا واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ تم کو اس سے بہتر دے گا اور یہ جو کہا کہ ان سے ایک درہم بھی نہ چھوڑنا تو بعض کہتے ہیں کہ حکمت اس میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کیا کہ مبادا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اقربا پروری ہو اس واسطے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے نہ واسطے ہونے ان کے کے قریب ان کا عورتوں کی طرف سے فقط اور اس میں اشارہ ہے کہ نہیں لائق ہے قرابتی کو کہ ظاہر کرے آگے لوگوں کے وہ چیز جو ایذا دے اس کے قریبی کو کہ اس کو ایذا دے پس بیچ ترک کرنے قبول اس چیز کے کہ احسان کرتے تھے واسطے اس کے بدلہ نہ لینے سے ادب دینا ہے واسطے اس شخص کے کہ واقع ہو واسطے اس کے مثل اس کی۔ (فتح)

٣٧١٥۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ وَكَانَ حَلِيفًا لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ فَقَالَ أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ

٣٧١٥۔ مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ جنگ بدر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوئے تھے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بھلا بتلاؤ تو اگر میں کسی کافر سے مقابل ہوں اور ہم آپس میں لڑیں سو وہ تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر مجھ سے ایک درخت کے ساتھ پناہ لے اور کہے کہ میں مسلمان ہوا یعنی کلمہ پڑھے تو کیا میں اس کو مار ڈالوں بعد اس کے کہ اس نے کلمہ پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مت مار اس کو کہ جواب مسلمان ہو گیا مقداد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے اس نے میرا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے بعد اس نے کلمہ پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو مت مار اس واسطے کہ اگر تم نے مارا تو وہ تیرے اس مرتبے میں ہوگا جو تجھے اس کے قتل کرنے سے پہلے حاصل تھا اور تو اس مرتبے میں ہوگا جو اسے کلمہ پڑھنے سے پہلے حاصل تھا۔

اللّٰهِ إِنَّهُ قَطَعَ إِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ.

فائدہ: اور غرض اس کے وارد کرنے سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے۔

٣٧١٦۔ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَنْظُرُ مَا صَنَعَ أَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهُ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰى بَرَدَ فَقَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ سُلَيْمَانُ هٰكَذَا قَالَهَا أَنَسٌ قَالَ أَنْتَ أَبَا جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ قَالَ سُلَيْمَانُ أَوْ قَالَ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ مِجْلَزٍ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ فَلَوْ غَيْرُ أَكَّارٍ قَتَلَنِيْ.

٣٧١٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کہ کون ایسا ہے جو دیکھ آئے ابو جہل کو کہ اس نے کیا کیا یعنی جیتا ہے یا مر گیا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہما اس کی خبر لینے کو گئے تو اس کو پایا اس حال میں کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اس کو مار ڈالا ہے یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تو ابو جہل ہے یعنی اور اس نے کہا ہاں ابو جہل نے کہا کیا کوئی زیادہ درجے کا ہے اس شخص سے جس کو تم نے قتل کیا یعنی تم نے مجھ کو مار ڈالا اور مجھ سے زیادہ درجے کا کوئی آدمی نہیں راوی کہتا ہے اور ابو مجلز نے کہا کہ ابو جہل نے کہا کہ اگر کھیتی کرنے والے کے سوا کوئی اور مجھ کو مارتا تو بہتر ہوتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ بیان کرنا اس بات کا ہے کہ عفراء کے دو بیٹے جنگ بدر میں حاضر ہوئے۔

٣٧١٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِأَبِيْ بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى

٣٧١٧۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ چلو ہم اپنے انصاری بھائیوں کے طرف چلیں سو ملے ہمیں ان میں سے دو نیک مرد جو بدر میں حاضر ہوئے تھے عبید اللہ کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کی یعنی میں نے کہا کہ وہ

إِخْوَانِنَا مِنَ الْأَنْصَارِ فَلَقِيَنَا مِنهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا فَحَدَّثْتُ بِهِ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ.

دونوں کون ہیں انہوں نے کہا کہ وہ عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہ ہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے اس جگہ ذکر کرنا عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ اور معن بن عدی رضی اللہ عنہ کا ہے۔

۳۷۱۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ فُضَيْلٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ كَانَ عَطَآءُ الْبَدْرِيِّينَ خَمْسَةَ آلَافٍ خَمْسَةَ آلَافٍ وَّقَالَ عُمَرُ لَأُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ.

۳۷۱۸۔ قیس سے روایت ہے کہ جو مال کہ بدریوں کو بیت المال سے ہر سال وظیفہ دیا جاتا تھا پانچ پانچ ہزار تھا یعنی وہ مال کہ دیا جاتا تھا ہر ایک کو ان میں سے ہر سال میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ البتہ ہم بدریوں کو فضیلت دیں گے یعنی ان کے غیروں پر بیچ زیادہ دینے وظیفہ کے بیت المال سے۔

فائدہ: اور مالک بن اوس کی حدیث میں عمر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ انہوں نے مہاجرین کو پانچ پانچ ہزار وظیفہ دیا یعنی سال بھر کا اور انصار کو چار چار ہزار دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو زیادہ دیا سو ہر ایک کو بارہ بارہ ہزار دیا۔ (فتح)

۳۷۱۹۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ وَذٰلِكَ أَوَّلَ مَا وَقَرَ الْإِيْمَانُ فِيْ قَلْبِيْ.

۳۷۱۹۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مغرب کی نماز میں سورہ طور پڑھتے تھے اور یہ اول اس وقت تھا جب کہ میرے دل میں ایمان نے قرار پکڑا۔

۳۷۲۰۔ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ أُسَارٰى بَدْرٍ لَوْ كَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِيٍّ حَيًّا ثُمَّ كَلَّمَنِيْ فِيْ هٰؤُلَاءِ النَّتْنٰى لَتَرَكْتُهُمْ لَهٗ.

۳۷۲۰۔ جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے حق میں فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور ان ناپاک گندوں کے حق میں مجھ سے سفارش کرتے تو میں ان کو ان کی خاطر سے چھوڑ دیتا یعنی بغیر لینے فدیہ کے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْأُوْلٰى يَعْنِيْ

اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ واقع ہوا فتنہ پہلا یعنی زمانہ قتل ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کا سو اس نے بدر والوں میں

مَقْتَلَ عُثْمَانَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ بَدْرٍ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِيَةُ يَعْنِي الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ أَصْحَابِ الْحُدَيْبِيَةِ أَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ.

سے کسی کو نہ چھوڑا پھر واقع ہوا فتنہ دوسرا یعنی جنگ حرہ کا سو اس نے حدیبیہ والوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا پھر واقع ہوا فتنہ تیسرا سو وہ اب تک دور نہیں ہوا اور حالانکہ لوگوں کے واسطے دین اسلام میں قوت ہے یعنی یہ فتنہ تیسرا اسلام کی قوت کو بالکل دور کرے گا اسلام کی قوت باقی نہ رہے گی۔

فائدہ: یہ روایت تین حدیث کو شامل ہے پہلی حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی شام کی نماز میں سورہ طور پڑھنے کی اور اس کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور وجہ وارد کرنے اس کی اس جگہ وہ چیز ہے جو جہاد میں گزر چکی ہے کہ وہ بدر کے قیدیوں میں آئے تھے یعنی بیچ طلب کرنے بدلے ان کے کے اور دوسری حدیث بھی جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی ہے اور مراد ساتھ احسان مذکور کے جو واقع ہوا مطعم بن عدی سے وہ ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے پھرے اور اس کی پناہ میں داخل ہوئے اور تحقیق ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے اس میں قصہ دراز اور اسی طرح وارد کیا ہے اس کو فاکہی نے اور اس میں ہے کہ مطعم نے اپنے چار بیٹوں کو حکم کیا کہ وہ ہتھیار پہن کر ایک ایک ہر رکن کعبہ کے پاس کھڑا ہو یہ خبر قریش کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ یہ تیرا ذمہ ہم نہیں توڑ سکتے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ احسان مذکور کے یہ ہے کہ تھا سخت تر بیچ توڑنے عہد نامہ کے جس کو قریش نے بنی ہاشم کے حق میں لکھا جب کہ انہوں نے ان کو پہاڑ کے درے میں گھیرا اور کہا کہ بنی ہاشم کے ساتھ میل جول سلام کلام خرید و فروخت نہ کرو پھر فوت ہو گیا مطعم بن عدی پہلے جنگ بدر سے اور اس کی عمر کچھ اوپر نوے سال کے تھی اور روایت کی ہے ترمذی اور نسائی اور ابن حبان وغیرہ نے ساتھ اسناد صحیح کے علی رضی اللہ عنہ سے کہ جبرائیل علیہ السلام بدر کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ اختیار دو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بدر کے قیدیوں کے حق میں اگر چاہیں تو ان کو قتل کریں اور اگر چاہیں تو ان کی خلاصی کے بدلے مال لے کر ان کو چھوڑ دیں اس شرط پر کہ آئندہ سال کو ان کے برابر اصحاب رضی اللہ عنہم سے مارے جائیں اصحاب نے کہا کہ ہم خلاصی کے بدلے مال لیں گے اور ہم کو منظور ہے کہ ہم میں سے آئندہ سال کو اتنے مارے جائیں اور روایت کیا ہے اس قصے کو مسلم نے طویل عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور ذکر کیا ہے اس میں سبب کو اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو فرمایا کہ ان قیدیوں کے حق میں تمہاری کیا رائے ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری یہ رائے ہے کہ رہائی کے بدلے مال لے کر ان کو چھوڑ دیجیے کہ ہمارے واسطے سامان اور قوت ہو اور امید ہے کہ اللہ ان کو ہدایت کرے مسلمان ہو جائیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر ہم کو حکم ہو تو ہم ان کو مار ڈالیں اس واسطے کہ یہ کفر کے پیشوا ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کی طرف میل کی اور اس میں یہ آیت اتری کہ نہیں لائق ہے پیغمبر کو کہ ہوں اس کے واسطے قیدی یہاں تک کہ خونریزی کرے زمین میں اور اختلاف ہے سلف کو کہ دونوں رائے میں سے

کون سی رائے زیادہ ٹھیک تھی سو بعض کہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے بہت ٹھیک تھی اس واسطے کہ وہ موافق تھی اس چیز کے کہ اللہ نے نفس الامر میں مقدر کی اور واسطے اس کے کہ قرار پایا اس پر انجام نے واسطے داخل ہونے بہت کے ان میں سے اسلام میں یا تو تنہا اپنے نفس سے اور یا اپنی اولاد کے ساتھ جو بدر کے بعد ان کے ہاں پیدا ہوئے اور اس واسطے کہ موافق ہوئے وہ غلبے رحمت کے کو جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے یہ اللہ کی طرف سے بیچ حق اس شخص کے کہ لکھی ہے اللہ نے واسطے اس کے رحمت اور لیکن عتاب بدلہ لینے پر جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے تو اس میں اشارہ ہے طرف مذمت اس شخص کی جو دنیا کی کسی چیز کو آخرت پر مقدم کرے اگرچہ قلیل ہو واللہ اعلم اور تیسری حدیث سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کی ہے اور یہ جو کہا کہ پہلے فتنے نے بدر والوں میں سے کسی کو نہ چھوڑا تو بعض کہتے ہیں کہ اس میں شبہ ہے اس واسطے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ وغیرہ اہل بدر شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بہت زمانہ زندہ رہے اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ یہ مراد نہیں کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے وقت مارے گئے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ فوت ہوئے ابتدائے اس وقت سے جب قائم ہوا فتنہ ساتھ قتل ہونے عثمان رضی اللہ عنہ کے یہاں تک کہ قائم ہوا دوسرا فتنہ ساتھ حرہ کے یعنی ان دونوں جنگ کے درمیان سب اصحاب بدر رضی اللہ عنہم فوت ہوئے اور بدریوں میں سے جو سب سے پیچھے فوت ہوئے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں چند برس جنگ حرہ سے پہلے فوت ہوئے اور حرہ اس جنگ کا نام ہے جو یزید کے لشکر اور اہل مدینہ کے درمیان حرہ میں واقع ہوا تھا اور حرہ ایک جگہ کا نام ہے مدینے سے مشرق کی طرف ایک میل پر اور حرہ کے معنی ہیں زمین پتھریلی اور اس کا کچھ بیان کتاب الفتن میں آئے گا اور مراد تیسرے فتنے سے نکلنا ابوحمزہ خارجی کا ہے۔ (فتح)

٣٧٢١۔ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَّعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ بِئْسَ مَا

٣٧٢١۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کے ساتھ (قضائے حاجت کے لیے گئی یعنی اس واسطے کہ اس وقت تک گھروں میں بیت الخلا نہ بنے تھے) سو مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کا پاؤں چادر میں اولجھا وہ گر پڑی سو اس نے اپنے بیٹے کو بد دعا دی یعنی کہا کہ مسطح رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جائے میں نے کہا کہ تو نے برا کہا کیا تو برا کہتی ہے ایسے مرد کو جو بدر میں حاضر ہوا پس ذکر کی راوی نے حدیث افک کی یعنی بہتان کی جو پہلے گزر چکی ہے۔

قُلْتِ تَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَذَكَرَ حَدِيْثَ الْإِفْكِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی اور غرض اس سے یہاں گواہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے واسطے مسطح رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس طور کے کہ وہ بدر والوں میں سے ہیں۔ (فتح)

٣٧٢٢۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ هٰذِهٖ مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلْقِيْهِمْ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ مُوْسٰى قَالَ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِهٖ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تُنَادِيْ نَاسًا أَمْوَاتًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا قُلْتُ مِنْهُمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَمِيْعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنْ قُرَيْشٍ مِّمَّنْ ضُرِبَ لَهٗ بِسَهْمِهٖ أَحَدٌ وَّثَمَانُوْنَ رَجُلًا وَّكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ قَالَ الزُّبَيْرُ قُسِمَتْ سُهْمَانُهُمْ فَكَانُوْا مِائَةً وَّاللّٰهُ أَعْلَمُ.

٣٧٢٢۔ ابن شہاب سے روایت ہے یعنی بعد اس کے کہ ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب لڑائیوں کو کہ یہ ہیں لڑائیاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی لاشوں کو کنویں میں ڈالتے تھے کہ کیا تم نے پالیا جو وعدہ کیا تھا تمہارے رب نے سچ مچ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کو پکارتے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میری بات کو ان سے زیادہ نہیں سنتے پس کل وہ لوگ جو بدر میں حاضر ہوئے قریش سے جن کو مال غنیمت سے حصہ دیا گیا اکیاسی مرد ہیں اور عروہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہا زبیر رضی اللہ عنہ نے تقسیم کیے گئے حصے جن کے سو وہ سو آدمی تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا ممن ضرب له بسهمه تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جن کو مال غنیمت سے حصہ دیا گیا اگرچہ وہ کسی عذر سے وہاں حاضر نہ ہوئے تو ان کو بھی حاضرین بدر کی مانند ٹھہرایا اور یہ جو کہا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا تو یہ موسی کی باقی کلام میں سے ہے اور تحقیق مدد لی ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے جو آئندہ اس کے بعد آتی ہے لیکن یہ عدد مخالف ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث کا جو اس قصے کے اول میں گزر چکی ہے اور وہ قول اس کا ہے کہ مہاجرین ساٹھ سے زیادہ تھے سو دونوں کے درمیان تطبیق یوں دی گئی ہے کہ حدیث براء رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے حق میں ہے جو فی الواقع اس میں حاضر ہوا اور حدیث باب اس شخص کے حق میں ہے جو حساً اور حکماً اس

میں حاضر ہوا یعنی واقع میں حاضر ہوا اور جس کو حاضر ہونے کا حکم دیا گیا اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ عدد اول کے صرف آزاد مرد ہوں اور ساتھ عدد ثانی کے وہی بمعہ اپنے غلاموں کے اور تابعداروں کے اور بیان کیا ہے ابن اسحاق نے نام ان لوگوں کا جو حاضر ہوئے بدر میں مہاجرین میں سے اور ذکر کیا اس نے ساتھ ان کے ہم قسموں اور غلاموں کو سو پہنچے تراسی مردوں کو اور ابن ہشام نے اس پر تین زیادہ کیے ہیں اور واقدی نے کہا کہ وہ پچاسی مرد ہیں اور روایت کیا ہے احمد اور بزار اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ بدر میں مہاجرین میں سے ستر مرد تھے سو شاید ذکر کیا انہوں نے ان کو جن کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا گیا ان لوگوں میں سے جو اس میں حاضر نہ ہوئے ظاہر میں۔ (فتح)

٣٧٢٢۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ ضُرِبَتْ يَوْمَ بَدْرٍ لِّلْمُهَاجِرِيْنَ بِمِائَةِ سَهْمٍ.

٣٧٢٣۔ زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقرر کیے گئے دن بدر کے واسطے مہاجرین کے سو حصے۔

فائدہ: کہا داودی نے کہ یہ مخالف ہے اس قول کو کہ وہ اکیاسی تھے سو احتمال ہے کہ ہو قول راوی کا زبیر رضی اللہ عنہ سے اور حساب کی رو سے وہ چوراسی تھے اور ان کے تین گھوڑے تھے سو دو دو حصے ان کے واسطے نکالے اور نیز حصہ دیا گیا اس سے ان کو جن کو کسی کام کے واسطے بھیجا ہوا تھا پس صحیح ہوا قول اس کا کہ وہ سو تھے اس اعتبار سے کہ میں کہتا ہوں کہ اس احتمال کا کچھ ڈر نہیں لیکن ظاہر یہ ہے کہ اطلاق سو کا اوپر اس کے باعتبار پانچویں حصے کے ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں سے پانچواں حصہ جدا کیا پھر باقی چار حصے غازیوں میں تقسیم کیے اسی حصوں پر موافق عدد ان کے کی جو اس میں حاضر ہوئے اور جو ان کے ساتھ لاحق کیا گیا ہے سو جب نسبت کیا جائے طرف اس کی پانچواں حصہ تو ہوگا یہ سو حصے کے حساب سے یعنی اس واسطے کہ جب چار حصے اسی حصوں پر تقسیم ہوئے تو پانچواں حصہ بیس حصوں پر تقسیم ہوگا تو اس حساب سے سو حصے ہوئے واللہ اعلم۔

بَابٌ تَسْمِيَةُ مَنْ سُمِّيَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ فِي الْجَامِعِ الَّذِيْ وَضَعَهٗ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ عَلٰى حُرُوْفِ الْمُعْجَمِ النَّبِيُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْهَاشِمِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَاسُ بْنُ الْبُكَيْرِ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَّوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الْقُرَشِيِّ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ

باب ہے بیچ بیان کرنے نام ان اصحاب رضی اللہ عنہم کے کہ نام لیا گیا ہے ان کا اہل بدر میں سے اس جامع میں جو ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے حروف معجم کے لحاظ سے یعنی ان کے نام یہ ہیں حضرت نبی محمد بن عبداللہ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم، ایاس بن بکیر رضی اللہ عنہ، بلال بن رباح رضی اللہ عنہ، حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ،

الْمُطَّلِبِ الْهَاشِمِيُّ حَاطِبُ بْنُ أَبِي بَلْتَعَةَ حَلِيفٌ لِقُرَيْشٍ أَبُو حُذَيْفَةَ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ الْقُرَشِيُّ حَارِثَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ وَّهُوَ حَارِثَةُ بْنُ سُرَاقَةَ كَانَ فِي النَّظَّارَةِ خُبَيْبُ بْنُ عَدِيِّ الْأَنْصَارِيُّ خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ رِفَاعَةُ بْنُ رَافِعِ الْأَنْصَارِيُّ رِفَاعَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ أَبُو لُبَابَةَ الْأَنْصَارِيُّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِيُّ زَيْدُ بْنُ سَهْلٍ أَبُو طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيُّ أَبُو زَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّهْرِيُّ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ الْقُرَشِيُّ سَعِيدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ الْقُرَشِيُّ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ الْأَنْصَارِيُّ وَأَخُوهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ الْقُرَشِيُّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ عُتْبَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الْهُذَلِيُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّهْرِيُّ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِيُّ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ الْأَنْصَارِيُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِيُّ خَلَّفَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَتِهِ وَضَرَبَ لَهُ بِسَهْمِهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْهَاشِمِيُّ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ عُقْبَةَ

ابوحذیفہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ، حارثہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے بدر کے دن اور وہ حارثہ بن سراقہ ہی تھے ان لوگوں میں جو صرف دیکھنے واسطے نکلے تھے لڑنے کے واسطے نہیں نکلے تھے خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ، خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ، رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ، رفاعہ بن عبدالمنذر رضی اللہ عنہ، ابولبابہ انصاری رضی اللہ عنہ، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ، زید بن سہل رضی اللہ عنہ، ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ، ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ، سعد بن مالک زہری رضی اللہ عنہ، سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ، سعید بن زید رضی اللہ عنہ، سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ، اور ان کا بھائی، عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ، عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ، عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیچھے چھوڑا تھا اپنی بیٹی پر یعنی ان کی تیمار داری کے واسطے اور ان کو غنیمت میں سے حصہ دیا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ، عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ، عویم بن ساعدہ رضی اللہ عنہ، عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ، قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ، قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، معاذ بن عمرو رضی اللہ عنہ، معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ، اور ان کا بھائی یعنی عوف بن حارث رضی اللہ عنہ، مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ، ابواسید مرارہ بن ربیع رضی اللہ عنہ، معن بن عدی رضی اللہ عنہ، مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ، مقداد بن عمرو رضی اللہ عنہ، ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ۔

بْنُ عَمْرٍو الْأَنْصَارِيُّ عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ الْعَنَزِيُّ عَاصِمُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ الْأَنْصَارِيُّ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ قُدَامَةُ بْنُ مَظْعُوْنٍ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ الْأَنْصَارِيُّ مُعَاذُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوْحِ مُعَوِّذُ بْنُ عَفْرَآءَ وَأَخُوْهُ مَالِكُ بْنُ رَبِيعَةَ أَبُوْ أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيُّ مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيُّ مَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيُّ مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ مِقْدَادُ بْنُ عَمْرٍو الْكِنْدِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ هِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْأَنْصَارِيُّ.

فائدہ: یعنی سوائے ان لوگوں کے کہ نہیں ذکر کیا گیا ہے بیچ اس کے نام ان کا اور سوائے ان لوگوں کے جن کا ذکر اس میں بالکل نہیں اور مراد ساتھ جامع کے یہ کتاب صحیح بخاری ہے (جو جامع ہے حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال احوال کو) اور مراد ساتھ مَنْ سُمِّیَ کے وہ شخص ہے جس کا نام اس میں آیا ہے خود اسی کی روایت سے یا اس کے سوا کسی اور کی روایت سے کہ وہ حاضر ہوئے نہ ساتھ مجرد ذکر کرنے اس کے کے سوائے نص کرنے کے یعنی کھلم کھلا بیان کرنے کے کہ وہ اس میں حاضر ہوا اور ساتھ اسی کے جواب دیا جاتا ہے اس شبہ سے کہ اس نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابی کو کیوں نہ ذکر کیا کہ بالاتفاق اس میں حاضر ہوئے اور اس کتاب میں کئی جگہ ان کا ذکر آیا ہے لیکن صاف طور سے کہیں بیان نہیں ہوا کہ وہ بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ (فتح) پس جملہ ان لوگوں کا جو ذکر کیے گئے یہاں اہل بدر سے چوالیس مرد ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کو حروف ہجا کی ترکیب پر ذکر کیا ہے اور یہ ذکر کرنا ان کا اس طور سے زیادہ تر ضبط کرنے والا ہے واسطے تمام پکڑنے ان کے ناموں کے لیکن اقتصار کیا ہے انہوں نے اوپر اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے نزدیک ان کے ان میں سے اور حافظ ضیاء الدین مقدسی نے ان سب کو بیان کیا ہے اور ابن سید الناس نے ان سب کے نام عیون الاثر میں بیان کیے ہیں پس تین سو تیرہ پر پچاس مرد زیادہ ہو گئے اور اگر خوف درازی کا نہ ہوتا تو میں ان سب کے نام بیان کرتا۔ (فتح)

بَابُ حَدِيْثِ بَنِي النَّضِيْرِ وَمَخْرَجِ   باب ہے بیان حدیث بنی نضیر کے۔ اور باب ہے بیان

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فِيْ دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ وَمَا أَرَادُوْا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ كَانَتْ عَلٰى رَأْسِ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ وَّقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ أُحُدٍ وَّقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿هُوَ الَّذِيْ أَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ أَنْ يَّخْرُجُوْا﴾ . (الحشر:۲) وَجَعَلَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُحُدٍ.

میں نکلنے حضرت ﷺ کے طرف ان کی بیچ لینے دیت دومردوں کے اور بیان میں اس چیز کے کہ ارادہ کیا انہوں نے غدر اور دغا کرنے سے ساتھ حضرت ﷺ کے۔ کہا زہری نے عروہ رضی اللہ عنہ سے کہ تھا یہ واقعہ بعد چھ مہینے کے جنگ بدر سے پہلے احد کے۔ اور بیان میں اس آیت کے کہ اللہ وہی ہے جس نے نکال دیا ان لوگوں کو جو کافر ہوئے اہل کتاب میں سے ان کے گھروں سے نزدیک اول حشر کے یعنی نزدیک اول جمع کرنے لشکر کے۔ اور ٹھہرایا ہے اس کو ابن اسحاق نے بعد بئر معونہ اور احد کے۔

فائدہ: بنی نضیر یہود کا ایک بڑا قبیلہ تھا اور ہجرت کے بعد کافر حضرت ﷺ کے ساتھ تین قسم کے تھے جنہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ موادعت کی تھی یعنی عہد و پیمان کیا تھا کہ نہ خود حضرت ﷺ سے لڑیں گے اور نہ آپ ﷺ کے دشمن کو آپ ﷺ پر مدد دیں گے اور وہ یہود کے تین گروہ تھے قریظہ اور نضیر اور قینقاع اور دوسری قسم وہ کافر تھے جنہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ لڑائی کی اور آپ ﷺ کے واسطے عداوت قائم کی مانند قوم قریش کی اور تیسری قسم وہ کافر تھے جنہوں نے آپ ﷺ کو چھوڑا تھا اور منتظر تھے کہ دیکھیں آپ ﷺ کا کیا انجام ہوتا ہے مانند کئی گروہوں عرب کے سو ان میں سے بعض تو ایسے تھے جو دل میں چاہتے تھے کہ حضرت ﷺ غالب ہوں مانند خزاعہ کی اور بعض اس کے برعکس چاہتے تھے یعنی یہ کہ حضرت ﷺ مغلوب ہوں اور بعض کافر ان میں سے ایسے تھے کہ ظاہر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور باطن میں آپ ﷺ کے دشمن کے ساتھ تھے اور وہ منافق لوگ تھے سو پہلے پہل یہود میں سے بنی قینقاع نے عہد توڑا پس لڑائی کی ان سے حضرت ﷺ نے شوال کے مہینے میں بعد جنگ بدر کے سو وہ آپ ﷺ کے حکم پر اترے اور ان کو مار ڈالنا چاہا تو عبداللہ بن ابی نے حضرت ﷺ سے ان کی جان بخشی چاہی حضرت ﷺ نے اس کے واسطے ان کی جان بخشی کی اور ان کو مدینے سے اذرعات کی طرف نکال دیا پھر قبیلہ بنو نضیر نے عہد توڑا کما سیاتی اور ان کا رئیس حیی بن اخطب تھا پھر بنی قریظہ نے عہد توڑا اور ان کے حال کا بیان جنگ خندق کے بعد آئے گا۔ (فتح)

اور حضرت ﷺ کے نکلنے کی شرح اس باب میں آئے گی محمد بن اسحاق کی کلام سے اور موصول کیا ہے زہری کی روایت کو (جو انہوں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے) عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں عروہ رضی اللہ عنہ سے کہ پھر تھا

غزوہ بنی نضیر کا اور وہ ایک گروہ ہے یہود سے بعد چھ مہینے کے جنگ بدر سے اور ان کے گھر اور باغ مدینے کے قریب تھے پس گھیرا ان کو حضرت ﷺ نے یہاں تک کہ اترے جلا وطن ہونے پر یعنی انہوں نے کہا کہ ہم کو جلا وطن ہونا منظور ہے ہم کو مار نہ ڈالو اس شرط پر کہ واسطے ان کے ہے جو ان کے اونٹ اٹھالیں مال واسباب سے یعنی جو مال و اسباب ساتھ اٹھا سکیں وہ ان کو معاف ہے نہ ہتھیار باقی گھر باغ کھیت سب حضرت ﷺ کے قبضے میں آئے تو اللہ نے ان کے حق میں یہ آیت اتاری ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ﴾ اس کے قول ﴿اَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ تک اور لڑائی کی ان سے حضرت ﷺ نے یہاں تک کہ صلح کی ان سے بعد جلا وطن ہونے پر پس جلا وطن کیا ان کو طرف شام کی اور اللہ نے ان کے حق میں جلا وطن ہونا لکھا تھا اور اگر یہ نہ ہوتا تو البتہ عذاب کرتا ان کو ساتھ قتل اور قید ہونے کے اور قول اس کا لاول الحشر پس تھا جلا وطن کرنا ان کا پہلا حشر کہ حشر کیا گیا دنیا میں طرف شام کی۔ (فتح) اور یعنی جب انہوں نے مسلمانوں کا لشکر دیکھا تو ڈر گئے اور ان کے دل میں رعب پڑ گیا عرض کیا کہ ہماری جان بخشی ہو ہم اپنے گھر بار چھوڑ کر شام کر چلے جاتے ہیں اور اتفاق ہے اہل علم کا اس پر کہ یہ آیت اس قصے میں اتری کہا سہیلی نے اور نہیں اختلاف کیا ہے علماء نے اس میں کہ بنی نضیر کے مال خاص حضرت ﷺ ہی کے واسطے تھے وہ زمین حضرت ﷺ نے غازیوں میں تقسیم نہ کی اور یہ کہ مسلمانوں نے نہ دوڑائے تھے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ اور یہ کہ ان کے ساتھ لڑائی بالکل واقع نہیں ہوئی۔ (فتح) اور تحقیق ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر وغیرہ اہل علم سے کہ جب بئر معونہ والے اصحاب رضی اللہ عنہم قتل ہوئے تو عامر بن طفیل نے آزاد کیا عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو بدلے اس بردے کے کہ اس کی ماں پر تھا یعنی بسبب نذر وغیرہ کے سو نکلے عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ طرف مدینے کی سو ملے دو مردوں کو بنی عامر سے کہ ان کے ساتھ حضرت ﷺ کی طرف سے عہد و پیمان تھا عمرو رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ تھی تو عمرو رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ تم کس قوم سے ہو انہوں نے کہا کہ بنی عامر سے سو جب دونوں سو گئے تو عمرو رضی اللہ عنہ نے دونوں کو مار ڈالا اور گمان کیا کہ انہوں نے اپنے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کا جو بئر معونہ میں مارے گئے تھے بدلہ لیا پھر انہوں نے حضرت ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ تم نے ایسے دو مرد مارے کہ میں ان کی دیت دوں گا ابن اسحاق نے کہا سو نکلے حضرت ﷺ طرف بنی نضیر کی کہ ان سے مدد مانگتے تھے ان کی دیت میں اور تھا بنی نضیر اور بنی عامر کے درمیان عہد اور قسم سو جب حضرت ﷺ ان کے پاس مدد مانگنے کو آئے تو انہوں نے کہا کہ ہاں دیتے ہیں پھر بعض نے بعض کے ساتھ خلوت کی اور کہا کہ ہرگز نہ پاؤ گے ان کو کبھی ایسے حال پر یعنی تم کو ایسا موقع پھر کبھی نہ ملے گا اب ان کو مار ڈالو اور حضرت ﷺ ایک دیوار کے تلے بیٹھے تھے سو انہوں نے کہا کہ کون ایسا مرد ہے جو اس کوٹھے پر چڑھے اور بے خبر یہ پتھر ان پر گرا دے اور ان کو مار ڈالے اور ہم کو ان سے آرام دے تو نکلا واسطے اس کام کے عمرو بن حجاش بن کعب تو حضرت ﷺ کو وحی کے ذریعے معلوم ہوا حضرت ﷺ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے ان کو ایسا معلوم ہوا جیسا کہ

جائے ضرورت کو جاتے ہیں اور اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ یہاں ٹھہرو اور جلدی مدینے کی طرف پھرے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ بہت دیر ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں آئے تو کسی نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کو تشریف لے گئے ہیں تو اصحاب رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے سو حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ لڑنے کا اور ان کی طرف چلنے کا سو انہوں نے قلعے میں پناہ لی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ ان کی کھجوروں کے درخت کاٹے جائیں اور جلائے جائیں اور ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھ دن ان کو گھیرے رہے اور منافقوں نے کچھ آدمی بنی نضیر کے پاس بھیجے کہ قائم رہو مسلمانوں کو روکو اور اگر مسلمان تمہارے ساتھ لڑیں تو ہم تمہاری مدد کریں گے خاطر جمع رکھو سو اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا وہ ڈر گئے پس نہ مدد کی انہوں نے ان کی پھر انہوں نے سوال کیا کہ ہم کو اپنے ملک سے جلا وطن ہونا منظور ہے اس پر کہ جو ہمارے اونٹ اٹھا سکیں وہ ہمارا ہے پس صلح کی گئی اوپر اس کے اور روایت کی ہے بیہقی نے وائل بن محمد بن مسلمہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی نضیر کے پاس بھیجا اور ان کو حکم کیا کہ ان کو جلا وطن ہونے میں تین دن کی مہلت دیں یعنی تین دن کے اندر اپنے گھروں سے نکل جائیں سو وہ شام اور خیبر کو چلے گئے اور ان کے املاک زمین اور باغ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھے کہا ابن اسحاق نے کہ نہیں مسلمان ہوا ان میں سے کوئی مگر یامین بن عمیر اور ابوسعید بن وہب سو انہوں نے اپنا مال بچایا اور ابن مردویہ نے روایت کی ہے کہ کفار قریش نے عبداللہ بن ابی وغیرہ بت پرستوں کی طرف لکھا بدر سے پہلے اس حال میں کہ ان کو جھڑکتے تھے بسبب جگہ دینے ان کے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو اور ان کو ڈراتے تھے کہ تم نے مسلمانوں کو جگہ دی ہے ہم تم سے لڑیں گے اور تمام ملک عرب کو تم پر چڑھا لائیں گے تو قصد کیا ابن ابی اور اس کے ساتھیوں نے لڑائی مسلمانوں کی کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں مکر کیا تم سے کسی نے جو مکر کیا تم سے قریش نے وہ چاہتے ہیں کہ تم آپس میں لڑو سو جب انہوں نے یہ بات سنی تو حق پہچان گئے پس جدا جدا ہوئے پھر جب جنگ بدر ہوئی تو اس کے بعد کفار قریش نے یہود کو لکھا تھا کہ تم صاحب ہتھیار اور قلعوں کے ہو ان کو جھڑکتے تھے سو اجماع کیا بنو نضیر نے دغا پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہلا بھیجا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تین اصحاب رضی اللہ عنہم کو لے کر ہمارے پاس آئیں اور تین مرد ہمارے حکماء سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتے ہیں سو اگر وہ تمہارے ساتھ ایمان لائیں تو ہم بھی ایمان لائیں گے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا سو تینوں یہود نکلے اس حال میں کہ تین خنجر اپنے کپڑوں میں چھپائے ہوئے تھے تو کہلا بھیجا ایک عورت نے بنی نضیر سے اپنے بھائی انصار کو جو مسلمان تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہ آئیں بنی نضیر کا یہ ارادہ ہے تو اس کے بھائی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی پہلے اس سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس پہنچیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم راہ سے پھرے اور فجر کے وقت مسلمانوں کا لشکر لے کر ان کو جا گھیرا سو تمام دن ان کو گھیرے رہے پھر دوسری صبح کو بنی قریظہ کو جا گھیرا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کیا تو

آپ ﷺ بنی نضیر کی طرف پھرے سو ان سے لڑے یہاں تک کہ وہ جلا وطن ہونا منظور کر کے اترے اور یہ کہ جو اونٹ اٹھا سکیں وہ ان کا ہے مگر ہتھیار اپنے ساتھ نہ اٹھا لے جائیں یہیں چھوڑ جائیں تو انہوں نے اپنا مال اسباب اپنے ساتھ اٹھایا یہاں تک کہ گھروں کے کواڑ بھی اکھاڑ کر ساتھ اٹھائے اور اپنے گھروں کو اپنے ہاتھ سے اجاڑ کیا سو ان کا یہ حال تھا کہ اپنے گھروں کو ڈھاتے تھے اور جو چیز ان کو لکڑیوں سے درکار تھی اس کو اپنے ساتھ اٹھاتے تھے اور تھا یہ جلا وطن ہونا ان کا اول حشر لوگوں کا طرف شام کے میں کہتا ہوں کہ یہ قوی تر ہے اس چیز سے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے کہ سبب جنگ بنی نضیر کا طلب کرنا حضرت ﷺ کا ہے یہ کہ مدد کریں آپ ﷺ کی دو مردوں کی دیت میں لیکن اکثر اہل مغازی ابن اسحاق کے موافق ہیں اور جب ثابت ہوا کہ سبب جلا وطنی بنی نضیر کا قصد کرنا ان کا ہے ساتھ دغا کرنے کے حضرت ﷺ سے اور وہ سوا اس کے نہیں کہ واقع ہوا ہے وقت آنے حضرت ﷺ کے طرف ان کی تا کہ مدد لیں ان سے بیچ دیت مقتولوں عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے تو معین ہوا قول ابن اسحاق کا اس واسطے کہ بئر معونہ کا واقعہ بالاتفاق احد کے بعد ہے۔ (فتح)

٣٧٢٤۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَارَبَتِ النَّضِيْرُ وَقُرَيْظَةُ فَأَجْلٰى بَنِي النَّضِيْرِ وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنَّ عَلَيْهِمْ حَتّٰى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَآئَهُمْ وَأَوْلَادَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَهُمْ وَأَسْلَمُوْا وَأَجْلٰى يَهُوْدَ الْمَدِيْنَةِ كُلَّهُمْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَيَهُوْدَ بَنِيْ حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ.

٣٧٢٤۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو نضیر اور بنو قریظہ نے حضرت ﷺ سے لڑائی کی سو حضرت ﷺ نے بنی نضیر کو وطن سے نکال دیا اور قریظہ کو برقرار رکھا اور ان پر احسان کیا یہاں تک کہ قریظہ نے حضرت ﷺ سے لڑائی کی سو حضرت ﷺ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور اولاد اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کیا مگر بعض ان میں سے حضرت ﷺ کے ساتھ آ ملے اور مسلمان ہوئے حضرت ﷺ نے ان کو پناہ دی اور حضرت ﷺ نے مدینہ کے سب یہودیوں کو نکال دیا قبیلہ قینقاع کو اور وہ عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کی قوم ہے اور یہود بنی حارثہ کو اور ہر یہودی کو کہ مدینے میں تھا۔

فائدہ: اور تھا سبب واقع ہونے لڑائی کا آپس میں یہ کہ انہوں نے عہد کو توڑ ڈالا اسی طرح بنو نضیر نے پس ساتھ سبب آئندہ کے اور وہ وہ چیز ہے جس کو موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ بنو نضیر نے قریش کو پوشیدہ خط لکھا اور ان کو حضرت ﷺ کی لڑائی پر ترغیب دی اور لیکن قریظہ پس ساتھ مدد کرنے ان کے کی کفار کے لشکروں کی حضرت ﷺ پر

دن جنگ خندق کے کما سیاتی اور بنونضیر کا جلا وطن کرنا بہت مدت قریظہ سے پہلے تھا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے اس کے قصے میں کہ جب حضرت ﷺ نے نضیر کو کہلا بھیجا کہ اپنے گھروں سے نکل جاؤ اور اس دن کی ان کو مہلت دی اور عبداللہ بن ابی نے ان کو کہا کہ قائم رہو اور حضرت ﷺ کو کہلا بھیجو کہ ہم نہیں نکلتے جو چاہے کرو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اکبر جنگ کی یہود نے سو حضرت ﷺ ان کی طرف نکلے اور ذلیل کیا ان کو ابن ابی نے اور نہ مدد دی ان کو قریظہ نے اور ایک روایت میں ہے کہ جنگ بنونضیر کہ اس کی صبح کو تھی جس رات کو کعب بن اشرف مارا گیا اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ بنی قینقاع کا جلا وطن کرنا شوال میں تھا دوسرے سال یعنی بدر سے ایک مہینہ پیچھے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو ابن اسحاق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے جنگ بدر میں کفار قریش کو مصیبت پہنچائی تو جمع کیا حضرت ﷺ نے یہود کو بنو قینقاع کے بازار میں سو فرمایا کہ اے یہود یو مسلمان ہو جاؤ پہلے اس سے کہ پہنچے تم کو وہ مصیبت جو قریش کو بدر کے دن پہنچی تو بنی قینقاع نے کہا کہ قریش لڑائی کا طریقہ نہ جانتے تھے بے عقل تھے ان کو لڑائی کی واقفیت نہ تھی اور اگر ہم لڑے تو تم پہچانو گے کہ ہم مرد ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ کہہ ان لوگوں سے جو کافر ہوئے کہ تم مغلوب ہو جاؤ گے اخیر آیت تک۔ (فتح)

۳۷۲۵۔ حَدَّثَنِيَ الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُورَةُ النَّضِيرِ تَابَعَهُ هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ.

۳۷۲۵۔ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا سورۃ الحشر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سورۃ النضیر کہو۔

فائدہ: یعنی اس کا نام سورۃ النضیر ہے سورۃ الحشر نہیں اس واسطے کہ وہ ان کے حق میں اتری کہا داؤدی نے شاید مکروہ جانا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نام رکھنا اس کا ساتھ سورہ حشر کے تا کہ نہ گمان کیا جائے کہ مراد ساتھ حشر کے قیامت ہے یا واسطے ہونے اس کے مجمل پس مکروہ جانا انہوں نے نسبت کرنا طرف غیر معلوم کے اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ سورہ حشر بنی نضیر کے حق میں اتری اور ذکر کیا ہے اس میں اللہ نے ان لوگوں کا جن کو عذاب پہنچایا۔ (فتح)

۳۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ

۳۷۲۶۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معمول تھا کہ لوگ حضرت ﷺ کے واسطے کھجور کے درخت ٹھہراتے تھے یعنی اپنے باغوں سے چند درخت حضرت ﷺ کو بطور ہدیہ دیتے تھے تا کہ ان کو اپنی حاجتوں میں خرچ کریں یہاں تک کہ فتح کیا حضرت ﷺ نے بنو قریظہ اور بنو نضیر کو تو

فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ يَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

حضرت ﷺ نے اس کے بعد وہ درخت ان کو پھیر دیے یعنی جو حضرت ﷺ کو لوگوں نے دیے تھے۔

فائدہ: روایت کی ہے حاکم نے اکلیل میں ام علا کی حدیث سے کہ جب حضرت ﷺ نے بنی نضیر کو فتح کیا تو انصار سے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو تقسیم کر دوں درمیان تمہارے جو عطاء کیا ہے اللہ نے مجھ پر اور مہاجرین بدستور تمہارے گھروں اور مالوں میں رہیں گے اور اگر تم چاہو تو میں یہ مہاجرین کو دے دوں اور تمہارے گھروں سے باہر نکلیں سو انہوں نے دوسری بات اختیار کی یعنی کہا کہ مہاجرین کو دے دیجیے اور وہ ہمارے گھروں سے باہر نکلیں۔ (فتح)

٣٧٢٧۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ فَنَزَلَتْ ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَائِمَةً عَلٰى أُصُوْلِهَا فَبِإِذْنِ اللّٰهِ﴾. (الحشر:٥).

٣٧٢٧۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جلوا دیے اور کٹوا دیے اور وہ بویرہ ہے اور اس میں یہ آیت اتری کہ جو کچھ کہ کاٹا تم نے کھجور کے درختوں سے یا چھوڑا تم نے اس کو کھڑا اپنی جڑوں پر یعنی نہ کاٹا سو اللہ کے حکم سے ہے۔

فائدہ: بویرہ ایک جگہ ہے مشہور درمیان مدینے اور تیما کے قریب مدینے کے اس میں بنو نضیر کے کھجور کے درخت تھے اور لینہ ایک قسم کا کھجور کا درخت ہے کہا سہیلی نے کہ خاص اسی کو ذکر کیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ دشمن کے اس درخت کا کاٹنا درست ہے جو قوت کے واسطے تیار نہ کیا گیا ہو اس واسطے کہ تھے وہ قوت حاصل کرتے عجوہ اور برنی سے اور اس سے گزران کرتے تھے سوائے لینہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ عجوہ کے سوا سب قسم کو لینہ کہتے ہیں۔ (فتح)

٣٧٢٨۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حَبَّانُ أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيْرِ قَالَ وَلَهَا يَقُوْلُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَهَانَ عَلٰى سَرَاةِ بَنِيْ لُؤَيٍّ حَرِيْقٌ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرُ قَالَ فَأَجَابَهُ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ أَدَامَ اللّٰهُ ذٰلِكَ مِنْ صَنِيْعٍ وَحَرَّقَ فِيْ نَوَاحِيْهَا السَّعِيْرُ سَتَعْلَمُ أَيُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ

٣٧٢٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے بنی نضیر کے درخت جلوا دیے اور اسی کے حق میں کہا ہے حسان بن ثابت نے یہ شعر کہ آسان ہوا بنی لوئی کے سرداروں پر جلانا بویرہ کا جو پھیلا ہوا ہے پس جواب دیا اس کو ابو سفیان بن حارث نے کہ ہمیشہ رکھے اللہ اس جلانے کو اور جلائے اس کے گرد آگ کو یعنی تا کہ اس کے آس پاس کہ مدینہ ہے پہنچے یہ اس نے مسلمانوں کو بددعا دی عنقریب تو جانے گا کہ ہم میں سے کون اس سے دور ہے اور تو جانے گا کہ ہم میں سے کس کی زمین نقصان پاتی ہے۔

وَتَعْلَمُ اَیُّ أَرْضَيْنَا تَضِيرُ.

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا حسان بن ثابت نے واسطے عار دلانے کے قریش کو اس واسطے کہ وہ باعث ہوئے تھے ان کو اوپر توڑنے عہد کے اور حکم کیا تھا ان کو ساتھ اس کے اور ان کو وعدہ دیا تھا کہ اگر پیغمبر تم سے لڑنے کا قصد کریں گے تو ہم تم کو مدد دیں گے اور بعض کہتے ہیں کہ پہلا شعر بھی ابوسفیان کا ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ جو صحیح بخاری میں ہے وہ صحیح تر ہے اور یہ اس واسطے ہے کہ تحقیق قریش مدد دیتے تھے ہر اس شخص کو جو حضرت ﷺ سے دشمنی کرے اور وعدہ دیتے تھے ان کو نصرت اور موافقت کا سو جب بنی نضیر کو یہ ذلت اور خواری حاصل ہوئی تو حسان نے یہ شعر کہے واسطے جھڑک قریش کے اور وہ بنی لوی ہیں کس طرح ذلیل کیا ہے انہوں نے اپنے یاروں کو یعنی ان کو مدد نہ دی اور یہ جو ابوسفیان نے کہا کہ تو معلوم کرے گا کہ ہم میں کس کی زمین ضرر پاتی ہے تو اس میں وہ چیز ہے جو ترجیح دیتی ہے اس چیز کو جو کہ صحیح میں ہے اس واسطے کہ بنی نضیر کی زمین انصار کی زمین کے ساتھ لگتی تھی سو جب خراب ہوئی تو اپنے آس پاس والی کو بھی ضرر کرے گی برخلاف زمین قریش کے کہ وہ اس سے بہت دور ہے سو نہیں پرواہ ہے اس کے خراب ہونے کی پس گویا کہ ابوسفیان کہتا ہے کہ خراب ہوئی زمین بنی نضیر کی اور خراب ہونا اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں ضرر کرتا ہے اپنے آس پاس والی کو اور تمہاری زمین ہی اس کے آس پاس ہے پس وہی ضرر پائے گی نہ زمین ہماری اور نہیں حاصل ہوتے ہیں یہ معنی اس کے عکس میں۔ (فتح)

٣٧٢٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَآءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُوْنَ فَقَالَ نَعَمْ فَأَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيْلًا ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ هَلْ لَّكَ فِيْ عَبَّاسٍ وَّعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِيْ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ

٣٧٢٩۔ مالک بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بلایا یعنی تو میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک ایک دربان یرفا آیا سو اس نے کہا کہ عثمان رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اندر آنے کے لیے اجازت مانگتے ہیں کیا اجازت ہے کہا ہاں اجازت ہے سو وہ اندر آئے پھر تھوڑی دیر کے بعد آئے اور کہا کہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اندر آنے کی اجازت مانگتے ہیں حکم ہو تو اندر آئیں کہا ہاں سو جب وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین میرے اور ان کے درمیان حکم کرو اور وہ جھگڑتے ہیں اس مال میں جو عطاء کیا ہے اللہ نے اپنے رسول کو بنی نضیر کے مال سے سو علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے کو برا کہا تو جماعت حاضرین نے کہا کہ اے امیر

فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ الرَّهْطُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوْا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهٗ قَالُوْا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ فَقَالَ أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهٗ فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَمَا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ إِلٰى قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ﴾. (الحشر:٦) فَكَانَتْ هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ وَلَا اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ مِنْهَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ تُوُفِّيَ

المومنین ان دونوں کے درمیان حکم کرو اور ایک کو دوسرے سے آرام دو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جلدی مت کرو صبر کرو میں تم کو قسم دیتا ہوں اس کی جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے اپنی ذات مبارک تھی یعنی میرے مال کا کوئی وارث نہیں سب نے کہا بے شک فرمایا سو متوجہ ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ علی رضی اللہ عنہ اور عباس رضی اللہ عنہ پر سو کہا کہ قسم دیتا ہوں تم کو اللہ کی کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق یہ فرمایا ہے دونوں نے کہا ہاں فرمایا ہے کہا میں تم کو بتلاتا ہوں حال اس امر کا بے شک اللہ نے خاص کیا ہے اپنے رسول کو اس مال فے میں ساتھ اس چیز کے کہ ان کے سوا کسی کو نہیں دی سو اللہ نے فرمایا کہ جو عطاء کیا ہے اللہ نے اپنے رسول کو ان سے سو نہیں دوڑائے تم نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ قَدِیْرٌ تک سو یہ اموال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے خاص تھے پھر قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جمع کیا ان اموال کو پاس تمہارے غیر کے اور نہ ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال میں اوپر تمہارے کسی اور کو ترجیح دی البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال تم کو دیا اور اس کو تمہارے درمیان تقسیم کیا یہاں تک کہ یہ مال اس سے باقی رہا یعنی بعد تقسیم کے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا خرچ دیا کرتے تھے پھر جو باقی رہتا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے تھے یعنی ہتھیاروں اور گھوڑوں اور مصالح مسلمانوں میں سو عمل کیا ساتھ اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ فَأَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ وَّقَالَ تَذْكُرَانِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلَانِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ إِنَّهٗ فِيْهِ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَّاشِدٌ تَابِعٌ لِّلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهٗ سَنَتَيْنِ مِنْ إِمَارَتِيْ أَعْمَلُ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ فِيْهِ صَادِقٌ بَارٌّ رَّاشِدٌ تَابِعٌ لِّلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ كِلَاكُمَا وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَّأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ فَجِئْتَنِيْ يَعْنِيْ عَبَّاسًا فَقُلْتُ لَكُمَا إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِيْ أَنْ أَدْفَعَهٗ إِلَيْكُمَا قُلْتُ إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهٗ إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهٗ لَتَعْمَلَانِ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَّمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُنْذُ وَلِيْتُ وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فَقُلْتُمَا ادْفَعْهُ إِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهٗ إِلَيْكُمَا أَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَآءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِيْ فِيْهِ بِقَضَآءٍ

نے کہا کہ میں خلیفہ ہوں حضرت ﷺ کا سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا سو اس میں عمل کیا جس طرح کہ حضرت ﷺ کرتے تھے یعنی جس طرح اس کو حضرت ﷺ خرچ کیا کرتے تھے اسی طرح اس کو خرچ کرتے رہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اور تم اس وقت کہتے تھے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس عمل میں خطا پر ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو قسم ہے اللہ کی البتہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس میں سچے تھے اور راہ راست پر تھے اور حق کے تابع تھے پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو میں نے کہا کہ میں خلیفہ ہوں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا سو میں نے لیا اس کو دو سال اپنی خلافت سے عمل کرتا تھا میں اس میں موافق عمل حضرت ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس میں سچا تھا راہ راست پر تھا حق کے تابع تھا پھر دو سال کے بعد تم دونوں میرے پاس آئے اور تم دونوں کا سخن ایک ہی تھا اور کام متفق تھا پھر تم اے عباس رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تو میں نے تم سے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے پھر جب میری عقل میں آیا کہ میں اس مال کو تمہارے سپرد کروں تو میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں اس کو تمہارے سپرد کرتا ہوں اس شرط پر کہ تم دونوں پر اللہ کا عہد اور پیمان ہے کہ البتہ تم عمل کرو اس میں جو عمل کیا اس میں حضرت ﷺ نے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اور جو میں نے عمل کیا اس میں جب سے میں خلیفہ ہوا نہیں تو دونوں مجھ سے کلام نہ کرو سو تم نے کہا کہ اس کو ہمارے سپرد کرو اس شرط پر تو میں نے اس کو تمہارے سپرد کیا پس کیا تم طلب کرتے ہو مجھ سے حکم سوائے اس کے سو قسم ہے اس کی جس کے حکم سے آسمان

غَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيْكُمَاهُ قَالَ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ فَقَالَ صَدَقَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ أَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ أَنَا أَرُدُّهُنَّ فَقُلْتُ لَهُنَّ أَلَا تَتَّقِيْنَ اللّٰهَ أَلَمْ تَعْلَمْنَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهٗ إِنَّمَا يَأْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ فَانْتَهٰى أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى مَا أَخْبَرْتُهُنَّ قَالَ فَكَانَتْ هٰذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهٗ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَّحَسَنِ بْنِ حَسَنٍ كِلَاهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَّهِيَ صَدَقَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا.

اور زمین قائم ہیں کہ میں اس میں اس کے سوا کوئی حکم نہیں کرتا یہاں تک کہ قائم ہو قیامت سو اگر تم اس کام سے عاجز ہو اور تم سے نہیں ہو سکتا تو مجھ کو پھیر دو کہ کفایت کروں میں تم کو اس سے یعنی میں خود اس کام کو چلاؤں گا زہری کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث عروہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ مالک سچا ہے میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے سنا کہتی تھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اپنا آٹھواں حصہ میراث مانگنے کو اس مال سے کہ عطاء کیا اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سو میں نے ان کو باز رکھا میں نے ان سے کہا کہ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتیں کیا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے اپنی ذات مبارک تھی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل یعنی بیویوں اور اولاد کو اس مال سے بقدر کھانے کے ملے گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اس سے باز رہیں بسبب اس چیز کے کہ میں نے ان کو خبر دی کہا راوی نے پس تھا یہ صدقہ بیچ ہاتھ علی رضی اللہ عنہ کے سو منع کیا اس سے علی رضی اللہ عنہ نے عباس رضی اللہ عنہ کو سو غالب ہوئے علی رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ پر پھر وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا پھر حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن دونوں کے ہاتھ میں وہ دونوں اس میں باری باری سے عمل کرتے تھے پھر زید بن حسن کے ہاتھ میں رہا اور وہ صدقہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچ مچ یعنی یہ سب لوگ بطور ملکیت کے اس میں تصرف نہیں کرتے تھے بلکہ بطور متولی ہونے کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پوری فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ وہ دونوں

جھگڑتے تھے اس مال میں کہ عطاء کیا تھا اللہ نے اپنے رسول ﷺ پر بنی نضیر سے۔

۳۷۳۰۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَّسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هٰذَا الْمَالِ وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي.

۳۷۳۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عباس رضی اللہ عنہ دونوں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اپنی میراث مانگنے کو حضرت ﷺ کی زمین سے جو فدک میں تھی اور آپ ﷺ کے حصے سے جو خیبر میں تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد ﷺ کی آل کو اس مال سے بقدر کھانے کے ملے گا قسم ہے اللہ کی البتہ حضرت ﷺ کی قرابت میرے نزدیک بہت پیاری ہے اس سے کہ میں اپنی قرابت کو جوڑوں۔

فائدہ: یہ حدیث بھی فرض الخمس میں گزر چکی ہے لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کی قرابت میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اپنی قرابت کو جوڑوں اور ظاہر سیاق اس کا ادراج ہے یعنی یہ قول اخیر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہے کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ واسطے عذر بیان کرنے تقسیم کے منع کرنے سے اور یہ کہ نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ نہ سلوک کرے ان سے کسی اور وجہ سے اور حاصل ان کی کلام کا یہ ہے کہ قرابت شخص کی مقدم ہے ساتھ نیکی کرنے کے مگر یہ کہ معارض ہو ان کو وہ شخص جو راجح ہے ان سے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ. باب ہے بیان میں قتل کرنے کعب بن اشرف کے۔

فائدہ: کعب بن اشرف یہودی تھا اور مدینے کے پاس ایک قلعے میں رہتا تھا اور ابن اسحاق نے کہا کہ عربی تھا اور تھا دراز قد بڑے بدن والا بڑے پیٹ والا اور بڑے سر والا اور جنگ بدر کے بعد اس نے مسلمانوں کی ہجو کی پھر کے کی طرف گیا اور ابن وداعہ سہمی پر اترا پس ہجو کی اس کی حسان نے پھر مدینے کی طرف پھرا اور مسلمانوں کی عورتوں کے نام پر غزلیں کہنے لگا یہاں تک کہ مسلمانوں کو ایذا دی اور روایت کی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے کہ کعب بن اشرف شاعر تھا اور حضرت ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے ساتھ لڑنے کو کفار قریش کو ترغیب دیتا تھا اور حضرت ﷺ مدینے میں آئے اور وہاں کے لوگ مخلوط تھے یعنی وہاں کوئی قسم کے لوگ تھے یعنی کچھ مسلمان تھے اور کچھ یہودی اور کچھ مشرکین تھے اور حضرت ﷺ نے چاہا کہ ان سے صلح کریں اور یہود اور مشرکین حضرت ﷺ کو سخت ایذا دیتے تھے سو حکم کیا اللہ نے حضرت ﷺ کو ساتھ صبر کرنے کے سو جب انکار کیا

کعب نے اس سے یعنی ایذا دینے سے باز نہ آیا تو حضرت ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کی طرف ایک جماعت کو بھیجے جو اس کو مار ڈالیں اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہ قتل ہونا کعب بن اشرف کا ربیع الاول میں تھا تیسرے سال ہجری میں۔(فتح)

٣٧٣١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِّكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهٗ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِّيْ أَنْ أَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَّإِنَّهٗ قَدْ عَنَّانَا وَإِنِّيْ قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ قَالَ وَأَيْضًا وَّاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهٗ قَالَ إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَّدَعَهٗ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلٰى أَيِّ شَيْءٍ يَّصِيْرُ شَأْنُهٗ وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ وَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ أَوْ فَقُلْتُ لَهٗ فِيْهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ أُرٰى فِيْهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ نَعَمْ ارْهَنُوْنِيْ قَالُوْا أَيَّ شَيْءٍ تُرِيْدُ قَالَ ارْهَنُوْنِيْ نِسَآئَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَآئَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُوْنِيْ أَبْنَآئَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ أَبْنَآئَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ

٣٧٣١۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے بے شک اس نے بہت رنج دیا ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ کیا آپ ﷺ چاہتے ہیں کہ میں اس کو مار ڈالوں فرمایا ہاں انہوں نے عرض کیا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں کچھ کہوں یعنی جس سے وہ خوش ہو اور اس کا دل مجھ پر جم جائے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کہو جو تمہارا جی چاہے سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ یہ مرد یعنی محمد ﷺ مجھ سے صدقہ مانگتے ہیں اور ہم کو خود کھانے کو ملتا نہیں صدقہ کہاں سے دیں اور بے شک اس نے ہم کو تکلیف دی اور میں تیرے پاس آیا ہوں ادھار مانگنے کو کعب بن اشرف نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی تم اس سے اور بھی زیادہ تکلیف پاؤ گے (اور واقدی نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ کعب بن اشرف نے ابو نائلہ سے کہا کہ بتلا تیرے دل میں کیا ہے اور تمہارا کیا ارادہ ہے اس کے معاملے میں اس نے کہا اس کے خذلان (رسوائی) کا اور اس سے جدا ہونے کا کعب نے کہا کہ تو نے مجھ کو خوش کیا) محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک ہم ان کے تابع ہیں سو ہم اس کو چھوڑنا نہیں چاہتے یہاں تک کہ ہم ان کو دیکھیں کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے اور البتہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو قرض دے ایک وسق یا دو وسق (اور ایک روایت میں ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم کو اناج قرض دے کعب نے

اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَآئَهُ لَيْلًا وَّمَعَهُ أَبُوْ نَائِلَةَ وَهُوَ أَخُوْ كَعْبٍ مِّنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَأَخِيْ أَبُوْ نَائِلَةَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَتْ أَسْمَعُ صَوْتًا كَأَنَّهُ يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ قَالَ إِنَّمَا هُوَ أَخِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيْعِيْ أَبُوْ نَائِلَةَ إِنَّ الْكَرِيْمَ لَوْ دُعِيَ إِلٰى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَّأَجَابَ قَالَ وَيُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهُ رَجُلَيْنِ قِيْلَ لِسُفْيَانَ سَمَّاهُمْ عَمْرٌو قَالَ سَمّٰى بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو جَآءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو أَبُوْ عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ أَوْسٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ عَمْرٌو جَآءَ مَعَهُ بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ إِذَا مَا جَآءَ فَإِنِّيْ قَآئِلٌ بِشَعَرِهٖ فَأَشَمُّهُ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَّأْسِهٖ فَدُوْنَكُمْ فَاضْرِبُوْهُ وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ أُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ مُّتَوَشِّحًا وَّهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيْحُ الطِّيْبِ فَقَالَ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيْحًا أَيْ أَطْيَبَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَ عِنْدِيْ أَعْطَرُ نِسَآءِ الْعَرَبِ وَأَكْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ أَشَمَّ رَأْسَكَ قَالَ نَعَمْ فَشَمَّهُ ثُمَّ أَشَمَّ أَصْحَابَهُ ثُمَّ قَالَ أَتَأْذَنُ لِيْ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا

کہا کہ تمہارا اناج کہاں گیا اس نے کہا کہ خرچ کیا ہم نے اس کو اس مرد پر اور اس کے اصحاب پر کہا کیا نہیں وقت آیا کہ تم پہچانو اس چیز کو کہ ہو تم اوپر اس کے باطل سے سو اس نے کہا کہ اس وقت میرے پاس صرف کھجور ہے اور کچھ نہیں) اس نے کہا ہاں اس کے بدلے کچھ میرے پاس گروی رکھو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ تو کیا چیز چاہتا ہے کہا اپنی عورتوں کو میرے پاس گروی رکھو کہا ہم اپنی عورتوں کو تیرے پاس کیوں کر گروی رکھیں اور حالانکہ تو تمام عرب میں زیادہ خوبصورت ہے یعنی ہم کو تجھ سے امن نہیں اور ایسی کون عورت ہے کہ تجھ سے باز رہے واسطے جمال تیرے کے کعب نے کہا اپنے بیٹوں کو میرے پاس گروی رکھو انہوں نے کہا ہم اپنے بیٹوں کو تیرے پاس کیوں کر گروی رکھیں پس گالی دیا جائے گا ایک ان کا پس کہا جائے گا کہ ایک یا دو وسق کے بدلے گروی رکھا گیا یہ ہمارے واسطے عار ہے لیکن ہم تیرے پاس ہتھیار گروی رکھتے ہیں سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے وعدہ کیا کہ رات کو اس کے پاس آئے سو رات کو اس کے پاس آیا اور اس کے ساتھ ابونائلہ تھا اور ابونائلہ کعب کا رضاعی بھائی تھا (یعنی دونوں نے ایک عورت کا دودھ پیا تھا اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی کعب کے بھائی تھے یا بھانجے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چار آدمی تھے) سو کعب نے ان کو قلعے کی طرف بلایا اور ان کی طرف اترا سو اس کی عورت نے اس سے کہا اور تھی وہ دلہن) کہ اس وقت تو کہاں نکلتا ہے تو کعب نے کہا کہ وہ تو فقط محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا بھائی ابونائلہ ہے عمرو کے غیر نے کہا کہ اس عورت نے کہا کہ میں ایسی آواز سنتی ہوں جس سے لہو ٹپکتا ہے (اور ایک روایت میں ہے کہ اس کی عورت اس کو

اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ دُوْنَكُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ.

لپٹ گئی اور کہا کہ لازم پکڑا اپنے اوپر اپنی جگہ کو) کعب نے کہا کہ وہ تو فقط محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اور میرا رضاعی بھائی ابو نائلہ ہے بے شک کریم اگر رات کو نیزہ مارنے کی طرف بلایا جائے تو البتہ قبول کرے اور کہا مانے کعب نے کہا کہ داخل کرے محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو مردوں کو کسی نے سفیان سے کہا کہ عمرو نے ان کا نام لیا ہے کہا بعض کا نام لیا ہے کہا عمرو نے اور اپنے ساتھ دو مرد لایا اور عمرو کے غیر نے کہا کہ ابو عبس بن جبر اور حارث بن اوس اور عبادہ بن بشیر یعنی اس کے ساتھ یہ تینوں مرد تھے اور کہا عمرو نے کہ دو مرد ساتھ لایا یعنی عمرو نے فقط دو مرد کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام نہیں لیا اور عمرو کے سوا اور راویوں نے تین مردوں کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام بھی لیا ہے سو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کعب آئے تو میں اس کے بال پکڑ کر سونگھوں گا سو جب تم مجھ کو دیکھو کہ میں نے اس کے سر کو قابو کیا تو اس کو پکڑ لو اور مار ڈالو سو کعب ان کی طرف اترا اپنے سر کو چادر سے ڈھانکے اور اس سے خوشبو آتی تھی محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آج جیسی ہوا خوشبو دار کبھی نہیں دیکھی اور عمرو نے کہا کہ میرے نزدیک زیادہ تر خوشبو دار عورت عرب کی اور کامل تر عرب کی ہے یعنی میں نے یہ سب خوشبو اپنی عورت کے واسطے استعمال کی ہے کہ وہ بہت خوشبو استعمال کرنے والی ہے اور عمرو راوی نے کہا کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے کہ میں تیرے سر کو سونگھوں کہا ہاں سو اس نے اس کو سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو سونگھایا پھر کہا کہ کیا تو مجھ کو اجازت دیتا ہے اس نے کہا ہاں سو جب اس نے اس پر قابو پایا کہا پکڑ لو تو انہوں نے اس کو مار ڈالا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور

آپ ﷺ کو خبر دی (اور اس کا سر کاٹ کر حضرت ﷺ کے
آگے لا ڈالا حضرت ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا)۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو رنج دیا ہے تو ایک روایت میں ہے کہ اس نے ہم کو رنج دیا ہے اپنے شعر سے اور قوی کیا ہے کافروں کو اور ایک روایت میں ہے کہ کعب بن اشرف مشرکین قریش کے پاس آیا اور کعبے کے پردوں کے پاس قریش سے قسم کھائی اوپر لڑنے کے ساتھ مسلمانوں کے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی ہجو کیا کرتا تھا اور قریش کو مسلمانوں کی لڑائی کی رغبت دلاتا تھا اور یہ کہ جب وہ قریش کے پاس آیا تو قریش نے کہا کہ کیا ہمارا دین سچا ہے یا محمد ﷺ کا کعب نے کہا کہ تمہارا دین تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے کہ اس نے ہمارے ساتھ کھلم کھلا عداوت اختیار کی ہے اور ایک روایت میں کعب کے قتل کا ایک اور بیان ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس نے کھانا تیار کیا اور یہود کی ایک جماعت سے موافقت کی کہ وہ حضرت ﷺ کو دعوت کے واسطے بلائیں جب حضرت ﷺ آئیں تو ان کے ساتھ دغا کریں پھر حضرت ﷺ تشریف لائے اور بعض اصحاب رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے سو جب حضرت ﷺ بیٹھ گئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو بتلایا جو ان کے دلوں میں تھا تو حضرت ﷺ اٹھ کھڑے ہوئے اور جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو پروں سے چھپایا سو حضرت ﷺ وہاں سے نکل کر چلے اور کسی کو نظر نہ آئے پھر جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ کہیں نکل گئے ہیں تو جدا جدا ہوئے تو اس وقت حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کو مار ڈالے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ متعدد ہونے اسباب کے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو اجازت ہو کہ میں کچھ کہوں تو ظاہر ہوا ہے سیاق ابن سعد سے واسطے اس قصے کے کہ انہوں نے اجازت مانگی تھی کہ آپ ﷺ کی شکایت کریں اور اس کا لفظ یہ ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کعب سے کہا کہ اس مرد یعنی محمد ﷺ کا آنا ہمارے واسطے آزمائش ہوا کہ تمام عرب نے ہم سے لڑائی کی اور مارا ہم کو ایک تیر سے اور یہ جو کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تو ہم کو ادھار دے الخ واقع ہوا ہے اس روایت صحیحہ میں کہ یہ کلام محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور نزدیک ابن اسحاق وغیرہ اہل مغازی کے ہے کہ وہ کلام ابو نائلہ کا ہے اور احتمال ہے کہ ہر ایک نے دونوں میں سے اس کے ساتھ اس امر میں کلام کیا ہو اس واسطے کہ ابو نائلہ اس کا رضاعی بھائی ہے اور محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اس کا بھانجا ہے اور ایک روایت میں جمع کا صیغہ آیا ہے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اس کو مار ڈالا تو ایک روایت میں ہے کہ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قتل کیا اور تلوار کی نوک حارث بن اوس رضی اللہ عنہ کو لگی اور اس کو مار کر مدینے کو لے چلے یہاں تک کہ جب جرف بعاث (ایک جگہ کا نام ہے) میں پہنچے تو حارث رضی اللہ عنہ پیچھے رہے اور خون نے جوش مارا سو جب ان کے ساتھیوں نے ان کو گم پایا پھرے اور ان کو اپنے ساتھ اٹھایا پھر جلدی چلے یہاں تک کہ مدینے میں داخل ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کے زخم پر لب لگائی وہ

اس وقت اچھے ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اس کو مارا یہاں تک کہ مر گیا اور اس نے پہلی ضرب کے وقت چیخ ماری تو یہود جمع ہوئے تو وہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے پیچھے دوڑے تو انہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم کے سوا اور راہ لی سو وہ اصحاب رضی اللہ عنہم کو نہ مل سکے اور ایک روایت میں ہے کہ یہود صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا کہ ہمارا سردار غفلت میں مارا گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فعل ان کے آگے بیان کیا اور وہ چیز کہ تھا اس پر رغبت دلاتا اور ایذا دیتا مسلمانوں کو سو یہود ڈر گئے اور بول نہ سکے اور کہا سہیلی نے بیچ قصے کعب بن اشرف کے قتل کرنا ذمی کا ہے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی میں کہتا ہوں کہ اس استدلال میں نظر ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ کی کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ کعب محارب تھا اس واسطے کہ اس نے جہاد میں یہ باب باندھا ہے الفتك باهل العوب اور یہ کہ جائز ہے قتل کرنا مشرک کا بغیر دعوت اسلام کے جب کہ اس کو دعوت عام پہنچ چکی ہو اور یہ کہ جائز ہے لڑائی میں وہ کلام کرنا جس کی حاجت پڑے اگرچہ اس کے قائل کو اس کی حقیقت مقصود نہ ہو اور اس میں دلالت ہے اوپر قوت سمجھ عورت اس کی کے اور بلاغت اس کی کے کہ اس نے کہا کہ اس آواز سے خون ٹپکتا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ أَبِيْ رَافِعٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ وَيُقَالُ سَلَّامُ بْنُ أَبِي الْحُقَيْقِ كَانَ بِخَيْبَرَ وَيُقَالُ فِيْ حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ.

باب ہے بیان میں قتل کرنے ابو رافع عبداللہ بن ابی حقیق کے اور کہتے ہیں کہ سلام بن ابی حقیق خیبر میں رہتا تھا اور کہتے ہیں کہ حجاز میں ایک اس کا قلعہ تھا اس میں وہ رہتا تھا اور کہا زہری نے کہ قتل کرنا اس کا بعد قتل ہونے کعب بن اشرف کے ہے۔

فائدہ: اور کہا ابن اسحاق نے کہ جب قوم اوس نے کعب بن اشرف کو قتل کیا تو خزرج نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی ابو رافع کو مارنے کی اور وہ خیبر میں رہتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دی اور عبداللہ بن کعب سے روایت ہے کہ اوس اور خزرج باہم رشک کرتے تھے یعنی نہ کرتے تھے اوس کوئی چیز مگر کہ خزرج کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی کہ تم اس فضیلت میں ہم سے بڑھ نہ جاؤ گے اور اسی طرح اوس بھی سو جب اوس نے کعب کو مارا تو خزرج نے کہا کہ کیا کوئی ایسا مرد اور بھی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت رکھتا ہو جیسے کہ کعب رکھتا تھا سو ذکر کیا انہوں نے ابن ابی حقیق کو اور وہ خیبر میں رہتا تھا اور کہا ابن سعد نے کہ تھا مارنا اس کا رمضان میں چھٹے سال میں اور بعض کہتے ہیں کہ ذی الحجہ میں پانچویں سال میں۔ (فتح)

٣٧٣٢۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ

٣٧٣٢۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو ابو رافع کی طرف بھیجا سو عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ رات اس کے گھر میں جا گھسے اور ابو رافع سوتا تھا سو انہوں

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا إِلٰى أَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَّهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ.

نے اس کو مار ڈالا۔

فائدہ: جن لوگوں کو حضرت ﷺ نے مارنے کے واسطے بھیجا تھا وہ یہ ہیں عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور ان کا حلیف اور ایک مرد انصار سے۔

۳۷۲۳۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أَبِيْ رَافِعٍ الْيَهُوْدِيِّ رِجَالًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيْكٍ وَّكَانَ أَبُوْ رَافِعٍ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِيْنُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِيْ حِصْنٍ لَّهٗ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهٖ اجْلِسُوْا مَكَانَكُمْ فَإِنِّيْ مُنْطَلِقٌ وَّمُتَلَطِّفٌ لِّلْبَوَّابِ لَعَلِّيْ أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتّٰى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهٖ كَأَنَّهٗ يَقْضِيْ حَاجَةً وَّقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيْقَ عَلٰى وَتَدٍ قَالَ فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيْدِ فَأَخَذْتُهَا

۳۷۲۳۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چند انصاریوں کو ابو رافع کے مارنے کے واسطے بھیجا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا اور ابو رافع حضرت ﷺ کو ایذا دیتا تھا اور آپ ﷺ کو ایذا دینے پر لوگوں کی مدد کرتا تھا (عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے غطفان وغیرہ مشرکین عرب کو بہت مال سے حضرت ﷺ کے خلاف مدد دی تھی) اور حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اس میں رہتا تھا سو جب وہ انصار اس قلعے کے نزدیک پہنچے اور حالانکہ سورج ڈوب گیا اور لوگ اپنے مویشی لے کر پھرے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم یہاں بیٹھ جاؤ اور میں جاتا ہوں اور قلعے کے دربان سے کوئی نرمی یعنی حیلہ کرتا ہوں شاید میں قلعے میں داخل ہوں تو وہ قلعے کی طرف چلے یہاں تک کہ وہ دروازے کے قریب ہوئے پھر انہوں نے اپنے کپڑے سے سر ڈھانکا جیسے کوئی پاخانے پھرتا ہے یعنی تاکہ کوئی پہچان نہ سکے اور تحقیق لوگ قلعے میں داخل ہوئے (ایک روایت میں دروازے کے بند کرنے کی دیر کا سبب یہ ذکر کیا ہے کہ قلعے والوں کا ایک گدھا گم ہوا سو وہ آگ کی مشعل لے کر اس کی تلاش کو نکلے سو میں ڈرا کہ مجھ کو پہچان نہ لیں سو میں نے اپنا سر ڈھانکا) سو دربان نے اس کو پکارا کہ اے بندے اللہ کے

فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ أَبُوْ رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ وَكَانَ فِيْ عَلَالِيَّ لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوْا بِيْ لَمْ يَخْلُصُوْا إِلَيَّ حَتّٰى أَقْتُلَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ فِيْ بَيْتٍ مُّظْلِمٍ وَّسْطَ عِيَالِهِ لَا أَدْرِيْ أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا وَّصَاحَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ فَقَالَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِيْ قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ظِبَةَ السَّيْفِ فِيْ بَطْنِهِ حَتّٰى أَخَذَ فِيْ ظَهْرِهِ فَعَرَفْتُ أَنِّيْ قَتَلْتُهُ فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ إِلٰى دَرَجَةٍ لَّهُ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ وَأَنَا أُرٰى أَنِّيْ قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَعْلَمَ أَقَتَلْتُهُ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ قَامَ النَّاعِيْ عَلَى السُّوْرِ فَقَالَ أَنْعٰى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ إِلٰى أَصْحَابِيْ فَقُلْتُ

اگر تو قلعے میں آنا چاہتا ہے تو اندر آ کہ میں دروازے کو بند کرنا چاہتا ہوں سو میں قلعے میں داخل ہوا اور چھپا (یعنی گدھوں کی باندھنے کی جگہ میں جو قلعے کے دروازے کے پاس تھی) پھر جب سب لوگ قلعے میں داخل ہوئے تو اس نے دروازہ بند کیا پھر کنجیوں کو ایک میخ پر لٹکایا عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اٹھ کر کنجیاں لیں اور دروازے کو کھولا اور دستور تھا کہ رات کو لوگ ابورافع کے پاس بات چیت کیا کرتے تھے (اور ایک روایت میں ہے کہ لوگوں نے اس کے پاس رات کا کھانا کھایا اور بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ ایک گھڑی رات گزر گئی پھر اپنے گھروں کی طرف پھرے) اور وہ اپنے بالا خانے میں رہتا تھا جس کی طرف سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا سو جب اس کے پاس سے بات کرنے والے چلے گئے تو میں اس کی طرف چڑھا سو شروع کیا میں نے کہ جب میں کوئی دروازہ کھولتا تو اس کو اپنے اوپر اندر سے بند کر دیتا تھا میں نے کہا یعنی غرض میرے بند کرنے کی یہ تھی کہ اگر لوگوں نے مجھ کو معلوم کیا تو مجھ تک پہنچ نہ سکیں گے یہاں تک کہ میں اس کو مار ڈالوں سو میں اس کے پاس پہنچا تو ناگہاں وہ ایک اندھیرے گھر میں تھا اپنے عیال کے بیچ مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ وہ گھر میں کس جگہ ہے میں نے کہا اے ابورافع اس نے کہا یہ کون ہے سو میں نے آواز والے کی طرف قصد کیا سو میں نے اس کو تلوار سے ایک ضرب ماری اور میں حیران تھا سو میں نے اس کو قتل نہ کیا یعنی میری چوٹ خالی گئی اور ابورافع نے چیخ ماری میں گھر سے نکلا اور تھوڑی دیر ٹھہرا پھر میں اس کی طرف داخل ہوا سو میں نے کہا کہ اے ابورافع یہ آواز کیسی ہے اس نے کہا کہ تیری ماں کی کم بختی بے شک کوئی مرد گھر میں ہے اس نے

النَّجَآءَ فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ أَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ.

مجھ کو اس سے پہلے تلوار ماری پھر اس کو ایک تلوار ماری کہ مبالغہ کیا میں نے اس کے زخم میں اور میں نے اس کو قتل نہ کیا (یعنی دوسرے وار سے بھی قتل نہ ہوا سو اس نے چیخ ماری اور اس کے گھر والے اٹھ کھڑے ہوئے پھر میں آیا سو میں نے اپنی آواز بدلی جیسے کوئی فریاد رس ہے سو ناگہاں وہ چت پڑا تھا) سو میں نے تلوار کی دھار اس کے پیٹ میں رکھی یہاں تک کہ اس کی پیٹھ میں پہنچی سو میں نے معلوم کیا کہ میں نے اس کو مار ڈالا پھر میں ایک ایک دروازہ کھولنے لگا یہاں تک کہ میں اس گھر کی سیڑھی تک پہنچا سو میں نے اپنا پاؤں رکھا اور حالانکہ میں گمان کرتا تھا کہ میں زمین پر پہنچ چکا ہوں سو میں چاندنی رات میں گرا میری پنڈلی ٹوٹ گئی سو میں نے اس کو پگڑی سے باندھا پھر میں چلا یہاں تک کہ دروازے پر آ بیٹھا میں نے دل میں کہا کہ میں آج رات نہیں جاؤں گا یہاں تک کہ مجھ کو یقین ہو کہ میں نے اس کو مار ڈالا سو جب فجر کا مرغ بولا تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میں ابو رافع کی موت کی خبر دیتا ہوں جو اہل حجاز کا سوداگر تھا سو میں اپنے ساتھیوں کی طرف چلا اور میں نے کہا کہ جلد چلو اب یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں سو البتہ اللہ نے ابو رافع کو قتل کیا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس پہنچا اور میں نے سب حال آپ ﷺ سے بیان کیا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنا پاؤں دراز کر میں نے دراز کیا حضرت ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو وہ فورا اچھا ہو گیا جیسے کبھی بیمار ہوا ہی نہیں تھا۔

فائدہ: نعی کے معنی ہیں موت کی خبر دینا اور عرب کا دستور تھا کہ جب ان میں سے کوئی بڑا رئیس مر جاتا تھا تو ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کے تمام گلی کوچوں میں پھرتا تھا اور کہتا تھا کہ فلاں مر گیا۔ (فتح)

٣٧٣٤۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا

٣٧٣٤۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے

شُرَيْحٌ هُوَ ابْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ فِي نَاسٍ مَعَهُمْ فَانْطَلَقُوا حَتّٰى دَنَوْا مِنَ الْحِصْنِ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيكٍ امْكُثُوا أَنْتُمْ حَتّٰى أَنْطَلِقَ أَنَا فَأَنْظُرَ قَالَ فَتَلَطَّفْتُ أَنْ أَدْخُلَ الْحِصْنَ فَفَقَدُوا حِمَارًا لَهُمْ قَالَ فَخَرَجُوا بِقَبَسٍ يَطْلُبُونَهُ قَالَ فَخَشِيتُ أَنْ أُعْرَفَ قَالَ فَغَطَّيْتُ رَأْسِي وَجَلَسْتُ كَأَنِّي أَقْضِي حَاجَةً ثُمَّ نَادٰى صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ فَلْيَدْخُلْ قَبْلَ أَنْ أُغْلِقَهُ فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِي مَرْبِطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ الْحِصْنِ فَتَعَشَّوْا عِنْدَ أَبِي رَافِعٍ وَتَحَدَّثُوا حَتّٰى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ رَجَعُوا إِلٰى بُيُوتِهِمْ فَلَمَّا هَدَأَتِ الْأَصْوَاتُ وَلَا أَسْمَعُ حَرَكَةً خَرَجْتُ قَالَ وَرَأَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ الْحِصْنِ فِي كَوَّةٍ فَأَخَذْتُهُ فَفَتَحْتُ بِهِ بَابَ الْحِصْنِ قَالَ قُلْتُ إِنْ نَذِرَ بِي الْقَوْمُ انْطَلَقْتُ عَلٰى مَهَلٍ ثُمَّ عَمَدْتُ إِلٰى أَبْوَابِ بُيُوتِهِمْ فَغَلَّقْتُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ ثُمَّ صَعِدْتُ إِلٰى أَبِي رَافِعٍ فِي سُلَّمٍ فَإِذَا

عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ کو چند مردوں کے ساتھ ابورافع کے مارنے کو بھیجا سو وہ چلے یہاں تک کہ اس کے قلعے کے نزدیک پہنچے سو عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ٹھہرو میں جاتا ہوں سو دیکھتا ہوں کہ کیا کرنا چاہیے سو میں نے چاہا کہ آہستہ سے بے معلوم قلعے میں گھس جاؤں ان کا ایک گدھا گم ہوا سو وہ مشعل لے کر اس کی تلاش کر نکلے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ڈرا کہ مجھ کو پہچان لیں سو میں اپنا سر اور پاؤں ڈھانک کر بیٹھ گیا جیسے کوئی پاخانے پھرتا ہے پھر دربان نے پکارا کہ جو قلعے میں داخل ہوا چاہتا ہے تو چاہیے کہ داخل ہو پہلے اس سے کہ میں اس کو بند کروں سو میں قلعے میں داخل ہوا پھر میں چھپا گدھوں کے باندھنے کی جگہ میں کہ قلعے کے دروازے کے پاس تھی سو لوگوں نے رات کا کھانا ابورافع کے پاس کھایا اور بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ ایک گھڑی رات گزر گئی پھر اپنے گھروں کی طرف پھرے پھر جب آوازیں چپ ہوئیں اور میں نے کوئی حرکت نہ سنی یعنی سب سو گئے تو میں نکلا یعنی اس جگہ سے یہاں چھپا تھا اور میں نے دربان کو دیکھا کہ اس نے جس جگہ قلعے کی کنجی رکھی تھی سوراخ میں سو میں نے اس کو لیا اور اس کے ساتھ قلعے کا دروازہ کھولا میں نے دل میں کہا کہ اگر قوم کفار نے مجھ کو معلوم کر لیا تو میں آسانی سے نکل جاؤں گا پھر میں نے ان کے دروازوں کا قصد کیا سو میں نے ان کو باہر سے بند کر دیا پھر میں سیڑھی سے ابورافع کی طرف چڑھا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ گھر میں اندھیرا ہے اس کا چراغ بجھا ہوا ہے سو مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ ابورافع کہاں ہے سو میں نے کہا اے ابورافع اس نے کہا کون ہے سو میں نے آواز کی طرف قصد کیا اور اس

الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ طَفِءَ سِرَاجُهُ فَلَمْ أَدْرِ أَيْنَ الرَّجُلُ فَقُلْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ فَعَمَدْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ وَصَاحَ فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ جِئْتُ كَأَنِّي أُغِيثُهُ فَقُلْتُ مَا لَكَ يَا أَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي فَقَالَ أَلَا أُعْجِبُكَ لِأُمِّكَ الْوَيْلُ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِي بِالسَّيْفِ قَالَ فَعَمَدْتُ لَهُ أَيْضًا فَأَضْرِبُهُ أُخْرٰى فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا فَصَاحَ وَقَامَ أَهْلُهُ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ وَغَيَّرْتُ صَوْتِي كَهَيْئَةِ الْمُغِيثِ فَإِذَا هُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَأَضَعُ السَّيْفَ فِي بَطْنِهٖ ثُمَّ أَنْكَفِءُ عَلَيْهِ حَتّٰى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ ثُمَّ خَرَجْتُ دَهِشًا حَتّٰى أَتَيْتُ السُّلَّمَ أُرِيْدُ أَنْ أَنْزِلَ فَأَسْقُطُ مِنْهُ فَانْخَلَعَتْ رِجْلِي فَعَصَبْتُهَا ثُمَّ أَتَيْتُ أَصْحَابِي أَحْجُلُ فَقُلْتُ انْطَلِقُوْا فَبَشِّرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَلَمَّا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ فَقَالَ أَنْعٰى أَبَا رَافِعٍ قَالَ فَقُمْتُ أَمْشِي مَا بِي قَلَبَةٌ فَأَدْرَكْتُ أَصْحَابِي قَبْلَ أَنْ يَأْتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ.

کو مارا اس نے چیخ ماری سو میرے مارنے نے کچھ فائدہ نہ کیا پھر میں اس کے پاس آیا جیسے کہ میں اس کا فریاد رس ہوں میں نے کہا کیا حال ہے تیرا اے ابو رافع اور میں نے اپنی آواز بدلی ابورافع نے کہا میں تجھ سے تعجب کرتا ہوں تیری ماں کی کم بختی کوئی مرد میرے گھر میں آ گھسا ہے اس نے مجھ کو تلوار ماری ہے عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر میں نے اس کا قصد کیا اور اس کو دوسری بار مارا سو اس نے بھی کچھ فائدہ نہ دیا یعنی کارگر نہ ہوئی سو اس نے چیخ ماری اور اس کے گھر والے اٹھ کھڑے ہوئے پھر میں اپنی آواز بدل کر آیا جیسے کوئی فریاد رس ہے سو ناگہاں میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی پھر میں نے اس پر اپنا بوجھ ڈالا یہاں تک کہ میں نے ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی پھر میں نکلا اس حال میں کہ دہشت زدہ تھا یہاں تک کہ سیڑھی پر آیا میں نے چاہا کہ اتروں سو میں اس سے گر پڑا میرا پاؤں ٹوٹ گیا میں نے اس کو پگڑی سے باندھا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا لنگڑاتا ہوا یا پاس پاس قدم رکھتا میں نے کہا کہ جاؤ اور حضرت ﷺ کو خوشخبری دو پس تحقیق میں نہ جاؤں گا یہاں تک کہ موت کی خبر دینے والے کی آواز سنوں سو جب صبح ہوئی تو موت کی خبر دینے والا چڑھا تو اس نے کہا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دیتا ہوں سو میں اٹھ کر چلا اس حال میں کہ مجھ کو کچھ درد نہ تھا یعنی کمال خوشی سے مجھ کو درد معلوم نہ ہوا سو میں نے اپنے ساتھیوں کو پایا پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ کے پاس پہنچیں سو میں نے آپ ﷺ کو خوشخبری دی۔

فائدہ: اس روایت میں ہے کہ میرے پاؤں کا جوڑ نکل گیا اور پہلی روایت میں ہے کہ میری پنڈلی ٹوٹ گئی اور ان دونوں کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ پاؤں تو جوڑ سے نکل گیا تھا اور پنڈلی ٹوٹ گئی تھی اور یہ جو کہا کہ میں نے اپنے

ساتھیوں کو پایا پہلے اس سے کہ حضرت ﷺ کے پاس پہنچیں تو یہ محمول ہے اس پر کہ جب وہ سیڑھی سے گرے تو ان کا پاؤں اور پنڈلی ٹوٹ گئی لیکن چونکہ ان کو نہایت اہتمام تھا اس چیز کا کہ وہ اس میں تھے تو ان کو درد معلوم نہ ہوا اور چلنے پر انہوں نے مدد پائی پہلے اور اس پر دلالت کرتا ہے قول ان کا کہ مجھ کو کچھ درد نہ تھا پھر جب ان پر چلنا دراز ہوا تو ان کو درد معلوم ہوا تو ان کے ساتھیوں نے ان کو اٹھایا جیسا کہ ابن اسحاق کی روایت میں ہے پھر جب حضرت ﷺ کے پاس آئے تو حضرت ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا سو دور ہوا ان کا سب درد ساتھ برکت حضرت ﷺ کے اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں جائز ہے فریب کرنا مشرک سے جس کو دعوت پہنچ چکی ہو اور اس سے ڈر رہے اور جواز قتل اس شخص کا جو مدد کرے کافر کو حضرت ﷺ پر اپنے ہاتھ سے یا مال سے یا زبان سے جائز ہے جاسوس بھیجنا اہل حرب پر اور چاہنا ان کی غفلت کا اور اختیار کرنا شدت کو مشرکوں کی لڑائی میں اور جائز ہے مبہم کہنا بات کا واسطے مصلحت کے اور جائز ہے تھوڑے مسلمانوں کو تعرض کرنا واسطے بہت مشرکوں کے اور حکم کرنا ساتھ دلیل اور علامت کے واسطے استدلال کرنے ابن ابی عتیک کے ابو رافع پر اس کی آواز سے اور اعتماد کرنا اس کا اوپر آواز موت کی خبر دینے والے کے ساتھ موت اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ أُحُدٍ. باب ہے بیان میں جنگ احد کے۔

فائدہ: احد ایک پہاڑ ہے مشہور اس کے اور مدینے کے درمیان تین میل سے کم فاصلہ ہے اور وہ پہاڑ وہی ہے جس کے حق میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں کماسیاتی فی اخر باب هذه الغزوة اور نقل کیا ہے سہیلی نے زبیر بن بکار سے مدینے کی فضیلت کے باب میں کہ ہارون علیہ السلام کی قبر احد میں ہے اور یہ کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں حج کو آئے تھے وہاں فوت ہوئے اور اس کی سند ضعیف ہے اور واقع ہوئی نزدیک اس کے یہ جنگ مشہور شوال میں تیسرے سال میں ساتھ اتفاق جمہور کے اور بعض کہتے ہیں کہ چوتھے سال میں ابن اسحاق نے کہا کہ گیارہویں شوال کو واقع ہوا تھا اور اس کا سبب یہ ہے جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ جب قریش بدر سے شکست کھا کے نکلے تو جمع کیا انہوں نے عرب میں سے کافروں کو جہاں تک کہ ان سے ہو سکا اور ابو سفیان ان کو لے کر چلا یہاں تک کہ نالے کے اندر اترے احد کے پاس اور بعض مسلمان افسوس کرتے تھے اس چیز پر کہ فوت ہوئی ان سے جنگ بدر یعنی بدر میں نہ ہونے کا ان کو بڑا افسوس تھا اور دشمن کے ملنے کی آرزو کرتے تھے اور حضرت ﷺ نے جمعرات کو خواب دیکھا پھر جب صبح ہوئی تو فرمایا کہ میں نے رات کو خواب میں دیکھا ہے کہ ایک گائے ذبح کی جاتی ہے اور اللہ بہتر اور باقی ہے اور میں نے اپنی تلوار کو دیکھا کہ کئی جگہ سے دھار ٹوٹ گئی سو میں نے اس کو برا جانا اور وہ دونوں مصیبتیں ہیں اور میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں ایک زرہ مضبوط میں ہوں اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے اس کی کیا تعبیر فرمائی آپ ﷺ نے فرمایا کہ گائے کی تعبیر

گائے ہے جو ہمارے درمیان ہوگی یعنی ہم میں سے کچھ لوگ مارے جائیں گے اور زرہ مضبوط کی تعبیر مدینہ ہے سو تم مدینے میں ٹھہرو اس سے باہر نہ نکلو سو اگر قوم کفار گلی کوچوں میں آگئی تو ہم ان سے لڑیں گے اور کوٹھوں پر سے ان کو تیر ماریں گے سو جو لوگ کہ لڑائی کی آرزو رکھتے تھے انہوں نے کہا یا حضرت ﷺ ہم کو اس دن کی آرزو تھی اور اکثر لوگوں نے مدینے میں ٹھہرنا نہ مانا انہوں نے کہا کہ ہم باہر نکال کر میدان میں ان سے لڑیں گے سو جب آپ ﷺ جمعہ پڑھ کر پھرے تو ہتھیار منگوائے اور ان کو پہنا پھر حکم کیا لوگوں کو ساتھ باہر نکلنے کے تو جو لوگ ان میں سے عقلمند تھے وہ پشیمان ہوئے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ ﷺ ٹھہریں جیسا آپ ﷺ نے ہم کو حکم فرمایا یعنی ہم مدینے سے باہر نکل کر نہیں لڑتے اگر وہ ہمارے کوچوں میں آگئے تو ہم ان سے لڑیں گے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پیغمبر کو لائق نہیں جب کہ ہتھیار لڑائی کے لے یہ کہ پھرے سو حضرت ﷺ لوگوں کے ساتھ نکلے اور وہ ہزار مرد تھے اور مشرکین تین ہزار تھے یہاں تک کہ احد کے پاس اترے اور پلٹ آیا آپ ﷺ کے ساتھ سے عبداللہ بن ابی ابن سلول جو منافقوں کا سردار تھا تین سو آدمیوں کے ساتھ اور باقی سات سو رہے سو جب عبداللہ بن ابی پھر آیا تو مسلمانوں کے دو گروہ پچھتائے اور وہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے اور مسلمانوں نے احد کے تلے صف باندھی اور مشرکین نے پتھریلی زمین میں صف باندھی اور مشقت کی انہوں نے واسطے لڑائی کے اور مشرکوں کا ایک ہزار گھوڑا تھا اور خالد بن ولید سواروں کا سردار تھا اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی گھوڑا نہ تھا اور مشرکوں کا نشان دار طلحہ بن عثمان تھا اور حضرت ﷺ نے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو تیر اندازوں پر سردار کیا اور وہ پچاس مرد تھے اور ان کو تاکید کی کہ اپنی جگہ نہ چھوڑیں اور مسلمانوں کے نشان دار مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے سو وہ طلحہ بن عثمان سے لڑے اور اس کو مار ڈالا اور حملہ کیا مسلمانوں نے مشرکوں پر یہاں تک کہ ہٹایا ان کو ان کے اسباب سے اور حملہ کیا مشرکوں کے سواروں نے تو پیچھے ہٹایا ان کو تیر اندازوں نے تین بار سو مسلمان مشرکوں کے لشکر میں جا گھسے اور ان کو لوٹنے لگے یہ حال تیر اندازوں نے دیکھا یعنی جن کو حضرت ﷺ نے اپنی جگہ میں ٹھہرنے کی تاکید کی تھی سو انہوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور داخل ہوئے لشکر میں سو دیکھا اس کو خالد بن ولید نے اور اس کے ساتھیوں نے سو انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا ساتھ سواروں کے اور ان کو جدا جدا کر ڈالا اور کسی جھوٹے نے پکارا کہ محمد ﷺ مارے گئے اپنے عقب کی خبر لو سو مسلمان پلٹے بعض بعض کو قتل کرتے اور وہ بے خبر تھے کہ ہم کس کو مارتے ہیں اور ان میں سے ایک گروہ شکست کھا کے مدینے کی طرف بھاگا اور باقی سب مسلمان جدا جدا ہوئے اور واقع ہوئے ان کے درمیان قتل اور ثابت رہے حضرت ﷺ اپنی جگہ میں جب کہ اصحاب رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گرد سے جدا جدا ہوئے اور حضرت ﷺ ان کو پہاڑ میں بلاتے تھے یہاں تک کہ بعض آپ ﷺ کی طرف پھرے اور آپ ﷺ مہراس کے پاس تھے پہاڑ کے درے میں اور حضرت ﷺ متوجہ ہوئے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو تلاش کرتے اور آگے آئے آپ ﷺ کے مشرکین سو انہوں نے حضرت ﷺ کو

پتھر مارا اور آپ ﷺ کو خون آلودہ کیا اور آپ ﷺ کا اگلا دانت توڑ ڈالا سو گزرے حضرت ﷺ اس حال میں کہ گھاٹی میں چڑھتے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ساتھ انصار کا ایک گروہ تھا اور مشغول ہوئے مشرکین ساتھ قتل کرنے مسلمانوں کے ان کو مثلہ کرتے تھے اور ان کے کان ناک اور اعضائے تناسلیہ کاٹتے تھے اور ان کے پیٹ پھاڑتے تھے اور وہ گمان کرتے تھے یعنی گمان فاسد کہ وہ حضرت ﷺ کے دشمنوں کا کام تمام کر چکے سو کہا ابو سفیان نے فخر کرتا تھا ساتھ معبودوں اپنے کے یعنی بتوں کے اُعْلُ ہبل بلند ہوا اے ہبل اور ہبل ان کے ایک بت کا نام تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پکارا اللہ اعلیٰ یعنی اللہ بزرگ ہے اور بلند ہے اور مشرکین اپنے اسباب کی طرف پھرے تو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اگر مشرکین گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹ وغیرہ اسباب اٹھانے والے جانوروں کو ان کے پیچھے لگا دیں تو وہ گھر کا ارادہ رکھتے ہیں اور اگر بوجھ اٹھانے والے جانوروں پر سوار ہوں اور گھوڑوں پر سوار نہ ہوں تو وہ پھر لڑائی کا ارادہ رکھتے ہیں سو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے پھر پھرے سو انہوں نے کہا کہ میں نے گھوڑوں کو دیکھا کہ سواری کے واسطے تیار کیے گئے ہیں سو مسلمانوں کے دل خوش ہوئے اور اپنے مقتولوں کی طرف پھرے اور ان کو ان کے کپڑوں میں دفنایا نہ ان کو نہلایا اور نہ ان کا جنازہ پڑھایا اور ظاہر ہوئی خیانت یہود کی اور جوش مارا مدینے نے ساتھ نفاق کے سو یہود نے کہا کہ اگر پیغمبر ہوتا تو قریش ان پر غالب نہ ہوتے اور منافقوں نے کہا کہ اگر ہمارا کہا مانتے تو ان کو یہ مصیبت نہ پہنچتی علماء نے کہا کہ بیچ قصے احد کے اور جو اس میں مسلمانوں کو مصیبت پہنچی فوائد اور حکم ربانی سے کئی چیزیں ہیں ایک ان میں سے معلوم کروانا ہے مسلمانوں کو بد ہونا انجام نافرمانی کا اور نحوست ارتکاب نہی کی واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ترک کرنے تیر اندازوں کی سے اپنی جگہ کو جس کے نہ چھوڑنے کا حضرت ﷺ نے ان کو حکم فرمایا تھا اور ایک یہ کہ دستور ہے کہ پیغمبر لوگ آزمائے جاتے ہیں اور انجام ان کا بخیر ہوتا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے بیچ قصے ہرقل کے ساتھ ابو سفیان کے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ اگر وہ ہمیشہ فتحیاب ہوں تو داخل ہو مسلمانوں میں جو ان میں داخل نہیں یعنی منافق اور نہ جدا ہو سچا جھوٹے سے اور اگر ہمیشہ شکست پائیں تو نہ حاصل ہو مقصود پیغمبری کا تو حکمت ربانی نے چاہا کہ دونوں امر جمع ہوں واسطے جدا ہونے سچے کے جھوٹے سے اور یہ اس واسطے ہے کہ منافقوں کا نفاق مسلمانوں سے پوشیدہ تھا سو جب یہ قصہ جاری ہوا اور اہل نفاق نے اپنا نفاق ظاہر کیا قول سے اور فعل سے تو اشارہ تصریح ہو گیا اور مسلمانوں نے معلوم کیا کہ ان کے گھروں میں ان کے دشمن ہیں سو ان کے واسطے مستعد ہوئے اور ان سے پرہیز کیا اور یہ کہ بیچ تاخیر مدد کے بعض جگہوں میں توڑنا ہے واسطے نفس کے سو جب مبتلا ہوئے مسلمان تو صبر کیا اور بے صبری کی منافقوں نے اور ایک یہ کہ تیار کیے ہیں اللہ نے اپنے بندوں کے واسطے درجے بہشت میں کہ وہ عملوں کے ساتھ ان درجوں تک نہیں پہنچ سکتے سو مقرر کیے اللہ نے واسطے ان کے اسباب مبتلا

ہونے کے ساتھ مصیبتوں کے تا کہ ان کی طرف پہنچیں اور یہ کہ شہادت اعلیٰ مرتبہ ولیوں کا ہے سو اللہ نے شہادت کو ان کے نصیب کیا اور یہ کہ ارادہ کیا ہے اس نے اپنے دشمنوں کی ہلاکت کا پس مقرر کیے واسطے ان کے وہ اسباب کہ ان کے ساتھ اس کے مستحق ہوں اپنے کفر اور سرکشی اور زیادتی کے سبب سے بیچ ایذا دینے اس کے دوستوں کو سونکھارا ساتھ اس کے گناہ مسلمانوں کا اور ہٹایا ساتھ اس کے کافروں کو پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سورہ آل عمران کی چند آیتیں اس باب میں اور جو اس کے بعد ہے ذکر کی ہیں اور وہ سب جنگ احد کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور کہا ابن اسحاق نے کہ اللہ نے احد کے حق میں آل عمران میں ساٹھ آیتیں اتاری ہیں اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ایک سو بیس آیت احد کے حق میں اتری یعنی ﴿وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ سے ﴿اَمَنَةً نُّعَاسًا﴾ تک۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ﴾ وَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ یاد کرو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کو جب کہ فجر کو نکلے تم اپنے گھر سے بٹھانے لگے مسلمانوں کو لڑائی کے ٹھکانوں پر اور اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہے اور اللہ نے فرمایا کہ سست نہ ہو جاؤ اور غم نہ کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو اگر تم نے زخم کھایا تو وہ لوگ بھی پا چکے ہیں زخم ایسا ہی اور یہ دن بدلتے رہتے ہیں ہم ان کو لوگوں میں یعنی واسطے بہت فائدوں کے اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کا ایمان ہے اور کرے بعض تم میں سے شہید اور اللہ چاہتا نہیں ناحق والوں کو اور اس واسطے کہ نکھارے اللہ ایمان والوں کو اور مٹائے منکروں کو کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے بہشت میں اور ابھی جدا نہیں کیے اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں سے اور پہلے اس سے کہ جدا کرے صابروں کو اور تم آرزو کرتے تھے مرنے کی اس کی ملاقات سے پہلے سو اب دیکھا تم نے اس کو آنکھوں کے سامنے۔

فائدہ: روایت کی طبرانی نے زہری کے طریق سے کہ بہت ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں قتل ہونا اور زخمی ہونا یہاں تک کہ ہر مرد کو اس سے حصہ پہنچا سو اصحاب رضی اللہ عنہم بہت غمناک ہوئے سو اللہ نے ان کی بہت خوب خبر گیری کی یعنی یہ آیت اتاری ﴿فَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا﴾ اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے ان کی خبر گیری کی اور

رغبت دلائی ان کو لڑنے کی اپنے دشمنوں سے اور منع کیا ان کو عاجز ہونے سے اور ابن جریج کے طریق سے روایت ہے کہ لَا تَهِنُوْا کی تفسیر میں یعنی نہ ضعیف ہو جاؤ اپنے دشمن کے کام میں اور نہ غم کھاؤ دلوں میں اس واسطے کہ تحقیق تم ہی غالب رہو گے کہا اور سبب اس میں یہ ہے کہ جب وہ جدا جدا ہوئے پھر پہاڑ کے درے کی طرف پھرے تو کہنے لگے کہ فلاں کا کیا حال ہے اور فلانے کا کیا حال ہے سو بعض نے بعض کو موت کی خبر دی اور باہم چرچا کیا کہ حضرت ﷺ مارے گئے سو تھے فکر اور غم میں سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ ناگہاں خالد بن ولید (اور وہ اس وقت ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا) کافروں کے ایک سوار لے کر اونچا ہوا سو چند مسلمان تیر انداز کھڑے ہوئے سو انہوں نے چڑھ کے کافروں کے سواروں کو تیروں سے مارا یہاں تک کہ اللہ نے ان کو شکست دی اور غالب ہوئے مسلمان کافروں کے سواروں پر اور ملے حضرت ﷺ سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سامنے سے آیا خالد بن ولید چاہتا تھا کہ پہاڑ پر چڑھ کے مسلمانوں سے اونچا ہو تو حضرت ﷺ نے دعا کی کہ الٰہی ہم پر غالب نہ ہوں سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ سست ہو جاؤ اور نہ غم کھاؤ اور تم ہی غالب رہو گے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ﴾ تَسْتَأْصِلُوْنَهُمْ قَتْلًا ﴿بِاِذْنِهٖ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ وَقَوْلِهٖ ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا﴾ الْاٰيَةَ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا اور اللہ تو سچ کر چکا تم سے اپنا وعدہ جب تم لگے ان کو کاٹنے یعنی جڑھ سے اکھاڑتے ہو تم ان کو ساتھ قتل کے اس کے حکم سے اس وقت تک کہ تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی تم نے بعد اس کے کہ تم کو دکھا چکا تمہاری خوشی کی چیز کوئی تم میں سے چاہتا ہے دنیا کو اور کوئی تم میں سے چاہتا ہے آخرت کو پھر تم کو پھیر دیا ان سے تا کہ تم کو آزمائے اور وہ تم کو معاف کر چکا اور اللہ فضل رکھتا ہے ایمان والوں پر اور نہ گمان کر ان لوگوں کو جو مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے آخر آیت تک۔

فائدہ: روایت کی ہے طبری نے سدی وغیرہ کے طریق سے کہ مراد ساتھ وعدے کے اس آیت میں قول حضرت ﷺ کا ہے واسطے تیر اندازوں کے کہ بے شک تم ان پر غالب ہو جاؤ گے سو تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا یہاں تک کہ میں تم کو حکم کروں اور تحقیق ذکر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے قصہ تیر اندازوں کا اس باب میں اور میں اس کی شرح ذکر کروں گا اور مجاہد سے روایت ہے کہ تَحُسُّوْنَهُمْ کے معنی یہ ہیں کہ تم ان کو قتل کرنے لگے اور طبری نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے تیر اندازوں سے فرمایا کہ ہم ہمیشہ غالب رہے جب تک کہ تم اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے اور پہلے

پہل طلحہ نکلا تھا سو وہ مارا گیا تو مسلمانوں نے مشرکوں پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی اور حملہ کیا خالد بن ولید نے اور تھا وہ مشرکوں کے سواروں میں تیر اندازوں پر سو تیر اندازوں نے اس کو تیروں سے مارا سو وہ پیچھے بھاگا پھر تیر اندازوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور غنیمت لوٹنے کو لشکر میں داخل ہوئے سو خالد نے اپنے سواروں کو للکارا سو مارا گیا جو باقی رہا تیر اندازوں سے ان میں سے تھے سرداران کے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ اور جب مشرکوں نے اپنے سواروں کو غالب دیکھا تو پھرے اور مسلمانوں پر حملہ کیا سو ان کو شکست دی اور بہت کوشش کی ان کے مارنے میں اور یہ جو فرمایا کہ پھر تم کو ان سے الٹ دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف پھرنے مسلمانوں کے کافروں سے بعد اس کے کہ ان پر غالب ہوئے جبکہ واقع ہوئے تیر اندازوں سے رغبت بیچ مال غنیمت کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اس کے کہ بعض تم میں سے دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے دنیا چاہتا ہوگا یہاں تک کہ احد کے دن یہ آیت اتری کہ بعض تم میں سے دنیا چاہتے ہیں اور بعض آخرت اور یہ جو فرمایا کہ نہ گمان کر ان کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مردے الخ تو مسلم میں مسروق سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے معنی پوچھے انہوں نے کہا کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے معنی پوچھے تھے تو ہم سے کہا گیا کہ جب تمہارے بھائی احد کے دن شہید ہوئے تو اللہ نے ان کی روحیں سبز جانوروں کے پیٹوں میں ڈالیں وہ بہشت کے دریاؤں پر جاتی ہیں اور ان کے پھل کھاتی ہیں پھر ذکر کی ہیں امام بخاری رحمہ اللہ نے پیچھے ان آیتوں کے حدیثیں جو بجائے تفسیر کے ہیں واسطے ان آیتوں کے جو مذکور ہوئیں۔ (فتح)

٣٧٣٥۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ.

٣٧٣٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد کے دن فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اپنے گھوڑے کا سر تھامے اس پر لڑائی کے ہتھیار ہیں۔

فائدہ: مشہور اس متن میں دن بدر کا ہے کما تقدم نہ دن احد کا۔

٣٧٣٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٣٧٣٦۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی احد کے شہیدوں پر بعد آٹھ برس کے مانند وداع کرنے والے کے واسطے زندوں اور مردوں کے پھر منبر پر چڑھے سو فرمایا کہ میں البتہ تمہارے آگے ہراول اور پیشوا ہوں یعنی مجھ کو سفر آخرت کا قریب ہے تمہاری مغفرت کا

وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِيْ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْأَحْيَآءِ وَالْأَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ إِنِّيْ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَّأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَّإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَإِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَّقَامِيْ هٰذَا وَإِنِّيْ لَسْتُ أَخْشٰى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنِّيْ أَخْشٰى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوْهَا قَالَ فَكَانَتْ اٰخِرَ نَظْرَةٍ نَّظَرْتُهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سامان درست کرنے جاتا ہوں قیامت میں اور البتہ تمہارے وعدے کی جگہ حوض ہے یعنی حوض پر مجھ سے ملو اور البتہ میں حوض کوثر کو دیکھ رہا ہوں اپنی اس جگہ سے اور البتہ مجھ کو تم پر اس کا ڈر نہیں کہ تم مشرک ہو جاؤ گے بعد میرے لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں نہ پڑو اور آپس میں حسد نہ کرنے لگو سو وہ اخیر نظر تھی کہ میں نے اس سے حضرت ﷺ کو دیکھا یعنی اس کے بعد پھر مجھ کو حضرت ﷺ کی زیارت نہیں ہوئی کہ حضرت ﷺ بہت جلدی فوت ہو گئے۔

فائدہ: اور وداع کرنا زندوں کا تو ظاہر ہے اس واسطے کہ اس کا سیاق مشعر ہے کہ یہ واقع حضرت ﷺ کی اخیر زندگی میں تھا اور لیکن وداع کرنا مردوں کا سو احتمال ہے کہ ہو مراد صحابی کی ساتھ اس کے بند ہونا زیارت کرنا حضرت ﷺ کی مردوں کے ساتھ بدن مبارک اپنے کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنے مرنے کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن وہ زندگی اخروی ہے نہیں مشابہ ہے زندگی دنیاوی کو اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ وداع کرنے مردوں کے وہ چیز ہو جو اشارہ کیا ہے طرف اس کی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بخشش مانگنے کے واسطے اہل بقیع کے اور اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۷۳۷۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقِيْنَا الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَئِذٍ وَّأَجْلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَيْشًا مِّنَ الرُّمَاةِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ وَقَالَ لَا تَبْرَحُوْا إِنْ رَّأَيْتُمُوْنَا ظَهَرْنَا عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوْا وَإِنْ رَّأَيْتُمُوْهُمْ ظَهَرُوْا عَلَيْنَا فَلَا تُعِيْنُوْنَا فَلَمَّا لَقِيْنَا هَرَبُوْا حَتّٰى رَأَيْتُ النِّسَآءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوْقِهِنَّ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَأَخَذُوْا

۳۷۳۷۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ احد کے دن مشرکوں سے ملے تو حضرت ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک لشکر پہاڑ کے ناکے پر بٹھایا اور عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا سردار کیا اور ان کو فرمایا کہ تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا اگر تم ہم کو دیکھو کہ ہم ان پر غالب ہوئے تو تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا جب تک کہ میں تم کو بلا نہ بھیجوں اور تم اگر ان کو دیکھو کہ وہ ہم پر غالب ہیں تو ہماری مدد نہ کرنا جب تک کہ میں تم کو بلا نہ بھیجوں (اور ایک روایت میں ہے کہ اگرچہ ہم کو جانور اچک لے جائیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو ایک جگہ میں کھڑا کیا پھر فرمایا کہ ہماری پشت پر نگاہ رکھو کہ کوئی ہمارے

يَقُوْلُوْنَ الْغَنِيْمَةَ الْغَنِيْمَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا تَبْرَحُوْا فَأَبَوْا فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ وُجُوْهُهُمْ فَأُصِيْبَ سَبْعُوْنَ قَتِيْلًا وَّأَشْرَفَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَا تُجِيْبُوْهُ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ قَالَ لَا تُجِيْبُوْهُ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوْا فَلَوْ كَانُوْا أَحْيَاءً لَأَجَابُوْا فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ أَبْقَى اللّٰهُ عَلَيْكَ مَا يُخْزِيْكَ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ اعْلُ هُبَلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيْبُوْهُ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ أَعْلٰى وَأَجَلُّ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ لَنَا الْعُزّٰى وَلَا عُزّٰى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيْبُوْهُ قَالُوْا مَا نَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَّالْحَرْبُ سِجَالٌ وَّتَجِدُوْنَ مُثْلَةً لَّمْ اٰمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِيْ.

پیچھے سے پھر نہ آپڑے) سو جب ہم کافروں سے ملے تو وہ بھاگے ان کو شکست ہوئی یہاں تک کہ میں نے عورتوں کو دیکھا کہ پہاڑ میں دوڑتی ہیں اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے یعنی تا کہ ان کو جلد بھاگنا آسان ہو اور بھاگنے میں کپڑا نہ اٹکے) اس حال میں کہ ان کی پازیبیں ظاہر ہوئی ہیں سو تیر انداز تاکے والے کہنے لگے کہ لوغنیمت لوغنیمت تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو تاکید کی ہے کہ تم اپنے مکان سے نہ ہٹنا سو اس کے ساتھیوں نے نہ مانا سو جب انہوں نے کہا نہ مانا تو ان کے منہ پھیرے گئے یعنی حیران ہو گئے اور نہ جانا انہوں نے کہ کہاں جائیں سو مسلمانوں میں سے ستر مرد شہید ہوئے سو ابوسفیان (اور وہ کافروں کا رئیس تھا) اونچا ہوا سو اس نے کہا کہ کیا مسلمانوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو جواب نہ دو پھر اس نے فرمایا کہ کیا مسلمانوں میں ابوبکر رضی اللہ عنہ زندہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو پھر اس نے کہا کہ کیا قوم میں عمر رضی اللہ عنہ خطاب کے بیٹے ہیں پھر ابوسفیان نے کہا کہ یہ لوگ مارے گئے اگر زندہ ہوتے تو البتہ جواب دیتے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو نہ روک سکے سو کہا کہ تو جھوٹا ہے اے دشمن اللہ کے باقی رکھا ہے اللہ نے واسطے تیرے جو تجھ کو ذلیل کرے ابوسفیان نے کہا کہ بلند ہو اے ہبل یعنی تیرا دین غالب ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جواب دو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم کیا کہیں فرمایا کہو کہ اللہ ہے بلند تر اور بزرگ تر ابوسفیان نے کہا کہ ہمارے واسطے عزیٰ ہے یعنی ہمارا مددگار ہے اور نہیں عزیٰ مددگار واسطے تمہارے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جواب دو کہا ہم نے کیا کہیں فرمایا کہو اللہ ہے

مدد گار ہمارا اور نہیں مدد گار تمہارا ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن بدلے دن بدر کے ہے اور لڑائی ڈول ہے یعنی کبھی اس کی فتح اور کبھی اس کی اور تم میدان جنگ میں مثلہ شدہ پاؤ گے میں نے اس کا حکم نہیں کیا اور نہ میں اس کو برا جانتا ہوں چنانچہ ہے واقع ہونا اس کا بغیر حکم میرے کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غنیمت لو غنیمت لو تو ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ تمہارے ساتھی یعنی مسلمان غالب ہوئے اب تم کیا انتظار کرتے ہو تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم بھول گئے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو فرمایا تھا انہوں نے نہ مانا کہا کہ قسم ہے ہم البتہ لشکر میں جاتے ہیں اور غنیمت پاتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب کافروں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے کافروں کے لشکر میں لوٹ شروع کی تو ناکے کے والے تیر انداز سب الٹ آئے اور لشکر میں داخل ہو کر لوٹنے لگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کی صفیں باہم مل گئیں سو جب ناکا تیر اندازوں سے خالی ہوا جس پر وہ متعین تھے تو کفار کے سوار اس ناکے سے مسلمانوں پر آپڑے سو بعض بعض کو مارنے لگے اور باہم مل گئے سو مسلمانوں سے بہت آدمی شہید ہوئے اور مسلمانوں کو شکست ہوئی اور شیطان نے پکارا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے پس یہ ہیں معنی اس آیت کے کہ جب رسول ان کو اپنے عقب میں بلاتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ مردوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا اور ایک روایت میں ہے کہ بعض اصحاب رضی اللہ عنہم بھاگ کے مدینے چلے گئے اور بعض پہاڑ پر چڑھ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ میں ثابت رہے لوگوں کو بلاتے اللہ کی طرف بلاتے تو ابن قمیہ کافر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑ ڈالا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں زخم کیا پھر تیس مسلمان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایذا کو دور کرنے لگے سو طلحہ رضی اللہ عنہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پردہ کیا سو طلحہ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا ان کا ہاتھ سوکھ گیا اور جو پہاڑ کی طرف بھاگے تھے ان میں سے بعض نے کہا کہ کاش کہ ہمارا کوئی ایلچی ہوتا کہ ہم عبداللہ بن ابی کی طرف کہلا بھیجتے کہ ہمارے واسطے ابوسفیان سے پناہ مانگتا تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے قوم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے ہیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب تو نہیں مرا پس لڑو جس پر وہ لڑے یعنی اللہ کے دین پر اور قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کا تو ایک مرد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیر مارنا چاہا یعنی اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں جب لوگوں نے یہ بات سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور پھر آئے اور یہ جو کہا کہ تم مثلہ پاؤ گے تو ابن اسحاق نے روایت کی ہے کہ ہند ابوسفیان کی عورت کافروں کی عورتوں کو اپنے ساتھ لے کر میدان میں لے گئی تو سب مل کر شہیدوں کے ناک کاٹنے لگیں یہاں تک کہ اس نے ایک گٹھا اور

ہار بنایا اور حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چیر کران کا جگر نکالا اور اس کو منہ میں چبایا تو اس کو نہ نگل سکی سو اس کو پھینک دیا اور اس حدیث میں اور بھی کوئی فائدے ہیں مرتبہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور خاص ہونا دونوں کا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بایں طور کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن نہیں پہچانتے تھے کسی کو خاص ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے سوائے ان دونوں کے اس واسطے کہ ابوسفیان نے ان دونوں کے سوا اور کسی کا حال نہیں پوچھا کہ جیتا ہے یا مرگیا اور یہ کہ لائق ہے واسطے آدمی کے کہ اللہ کی نعمت کو یاد کرے اور اقرار کرے ساتھ قصور کے ادا کرنے شکر اس کے سے اور اس میں نحوست ہے ارتکاب نہی کی اور یہ کہ اس کا ضرر عام ہوتا ہے اس شخص کو جس سے نہ واقع ہوا ہو جب کہ اللہ نے فرمایا کہ بچو فتنے سے کہ نہ پہنچے ظالموں کو تم میں سے خاص کر اور یہ کہ جو دنیا اختیار کرے اس کی آخرت کو نقصان ہوتا ہے اور اس کو دنیا بھی حاصل نہیں ہوتی اور سمجھا جاتا ہے اس واقعہ سے بچنا اصحاب رضی اللہ عنہم کا ایسا کام پھر کرنے سے اور مبالغہ کرنا فرمانبرداری میں اور بچنا دشمنوں سے جو ظاہر کرتے تھے کہ وہ ان میں سے ہیں اور حالانکہ وہ ان میں سے نہیں اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے اس آیت میں یہ دن بدلتے رہتے ہیں ہم ان لوگوں میں یہاں تک کہ کہا کہ تا کہ نکھارے اللہ مسلمانوں کو اور مٹائے کافروں کو اور اللہ نے فرمایا نہیں ہے اللہ کہ چھوڑے تم کو اس چیز پر کہ تم اس پر ہو یہاں تک کہ جدا کرے ناپاک کو پاک سے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مرسل کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر چڑھے تو ابوسفیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہا کہ لڑائی ڈول ہے یعنی آگے تمہاری فتح ہوئی تھی اور اب ہماری پھر سارا قصہ ذکر کیا سو اللہ نے یہ آیت اتاری اگر پہنچا تم کو زخم تو پہنچ چکا ہے کافروں کو زخم مثل اس کی اور یہ دن بدلتے رہتے ہیں ہم ان کو لوگوں میں۔ (فتح)

۳۷۳۸۔ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ اصْطَبَحَ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوْا شُهَدَآءَ.

۳۷۳۸۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن صبح کو لوگوں نے شراب پی اور یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا پھر مارے گئے شہید ہو کے۔

فائدہ: اور دلالت کرتی ہے یہ حدیث کہ شراب کا حرام ہونا احد کے بعد تھا۔

۳۷۳۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ إِبْرَاهِيْمَ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ أُتِيَ بِطَعَامٍ وَّكَانَ صَآئِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَإِنْ غُطِّيَ

۳۷۳۹۔ ابراہیم سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس افطار کے وقت کھانا لایا گیا یعنی گوشت روٹی اور وہ روزے دار تھے سو کہا کہ شہید ہوئے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور وہ مجھ سے بہتر تھے کفنائے گئے ایک چادر میں اگر ان کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر ان کے پاؤں ڈھانکے جاتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا اور شہید

رِجْلَاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِيْنَا أَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ.

ہوئے حمزہ رضی اللہ عنہ اور وہ بھی مجھ سے بہتر تھے یعنی وہ بھی ایک چادر میں کفنائے گئے پھر کشائش ہوئی ہمارے واسطے دنیا سے اس قدر کہ کشائش ہوئی یا کہا کہ ملی ہم کو دنیا اس قدر کہ ملی اور البتہ ہم نے خوف کیا کہ ہماری نیکیوں کا ثواب ہم کو دنیا میں جلد دیا جائے گا پھر رونے لگے یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔

فائدہ: مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ایک بڑے جلیل القدر صحابی تھے پہلے مسلمانوں اور مہاجروں میں سے ہیں اور تھے پڑھاتے لوگوں کو پہلے اس سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں آئیں ابن اسحاق نے کہا کہ عمرو بن قمیعہ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اس نے گمان کیا تھا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں سو وہ ان کو مار کر قریش کی طرف پھرا اور کہا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالا ہے اور یہ جو انہوں نے کہا کہ وہ مجھ سے بہتر تھے تو یہ انہوں نے تواضع کی رو سے کہا اور احتمال ہے کہ ہو وہ چیز کہ قرار پایا اس پر امر فضیلت دینے عشرہ مبشرہ پر اور پر غیر ان کے بہ نسبت اس شخص کے ہے کہ نہ شہید ہوا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور یہ جو کہا کہ پھر کشادہ ہوئی ہم پر دنیا اس قدر کہ کشادہ ہوئی تو اشارہ کیا انہوں نے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے کہ کھولی گئی واسطے ان کے فتوحات سے یعنی ملک فتح ہوئے اور غنیمتیں ہاتھ آئیں اور حاصل ہوئے واسطے ان کے اموال اور تھا واسطے عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کے اس سے حصہ وافر اور یہ جو کہا کہ انہوں نے کھانا چھوڑا تو ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ انہوں نے کھانا نہ کھایا اور اس حدیث میں فضیلت ہے زہد کی اور یہ جو کہ دین میں فاضل ہو اس کو لائق ہے یہ کہ باز رہے دنیا کی بہتات سے تا کہ اس کی نیکیاں کم نہ ہو جائیں اور اسی کی طرف اشارہ کیا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہ ہم کو خوف ہوا کہ ہماری نیکیوں کا ثواب ہم کو دنیا میں دیا گیا ہو اور زیادہ بیان اس کا کتاب الرقاق میں آئے گا کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ لائق ہے ذکر کرنا سیر صالحین کا اور کمی ان کی کا دنیا میں تا کہ کم ہو رغبت بیچ اس کے اور تھا رونا عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا واسطے ڈرنے کے اس سے کہ اگلوں کے ساتھ نہ ملے۔ (فتح)

٣٧٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ فَأَيْنَ أَنَا قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَأَلْقٰى تَمَرَاتٍ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ.

٣٧٤٠۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا بھلا بتلاؤ تو کہ اگر میں مارا جاؤں تو کہاں ہوں گا فرمایا بہشت میں تو ڈالیں اس نے کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں پھر لڑا یہاں تک کہ مارا گیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جب تک میں یہ کھجوریں کھاؤں گا تب تک ضرور ہے کہ جیتا رہوں اور البتہ یہ زندگی ہے دراز پھر وہ لڑا یہاں تک کہ مارا گیا اور اس حدیث میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب رضی اللہ عنہم محبت کرنے اسلام کی سے اور رغبت کرنے سے شہادت میں واسطے چاہنے رضامندی اللہ کے۔ (فتح)

٣٧٤١۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ وَمِنَّا مَنْ مَّضٰى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهٖ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُّصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ لَّمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهٗ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَأْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلِهِ الْإِذْخِرَ أَوْ قَالَ أَلْقُوْا عَلٰى رِجْلِهٖ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ قَدْ أَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

٣٧٤١۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اللہ سے رضا مندی چاہنے کو سو واجب ہوا ہمارا ثواب اللہ پر سو ہم میں سے بعض وہ شخص ہے جو فوت ہو گیا اور اپنے ثواب سے کچھ نہ کھایا یعنی مال غنیمت سے کچھ حصہ نہ پایا اور دنیا کے مال سے فائدہ نہ اٹھایا ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے کہ احد کے دن شہید ہوئے نہ چھوڑا انہوں نے مال دنیا سے کچھ چیز مگر کہ ایک چادر کہ جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب اس سے ان کے پاؤں ڈھانکے جاتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فرمایا کہ اس سے ان کا سر ڈھانکو اور ان کے پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دو اور بعض ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کا پھل پکا سو وہ ان کو چنتے تھے یعنی انہوں نے دنیا کے مال سے خوب فائدہ اٹھایا۔

فائدہ: اس کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

٣٧٤٢۔ أَخْبَرَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ عَمَّهٗ غَابَ عَنْ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ أَشْهَدَنِيَ اللّٰهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا أُجِدُّ فَلَقِيَ يَوْمَ أُحُدٍ فَهُزِمَ النَّاسُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ

٣٧٤٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا چچا یعنی انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر میں حاضر نہ ہوئے تو انہوں نے کہا افسوس کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی جنگ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر نہ ہوا اگر اللہ نے مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر کیا تو البتہ اللہ دیکھے گا جو میں لڑائی میں مبالغہ کروں گا سو وہ احد کے دن کافروں سے ملے سو مسلمانوں کو شکست ہوئی تو انہوں نے کہا کہ الٰہی میں عذر کرتا ہوں تیرے آگے اس چیز

إِنِّیْ أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِي الْمُسْلِمِيْنَ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا جَآءَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ أَيْنَ يَا سَعْدُ إِنِّيْ أَجِدُ رِيْحَ الْجَنَّةِ دُوْنَ أُحُدٍ فَمَضٰى فَقُتِلَ فَمَا عُرِفَ حَتّٰى عَرَفَتْهُ أُخْتُهُ بِشَامَةٍ أَوْ بِبَنَانِهِ وَبِهِ بِضْعٌ وَّثَمَانُوْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَّضَرْبَةٍ وَّرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ.

سے کہ انہوں نے کی یعنی مسلمانوں نے یعنی ان کے بھاگنے سے اور میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں تیرے آگے اس چیز سے کہ اس کو مشرکین لائے سو اپنی تلوار لے کر آگے بڑھے اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ملے سو کہا کہ کہاں جاتے ہو اے سعد بے شک میں پاتا ہوں بہشت کی خوشبو پاس احد کے سو جنگ میں گئے اور شہید ہوئے سو نہ پہچانا گیا یہاں تک کہ اس کی بہن نے ان کو پہچانا تل سے یا انگلی کے پوروں سے اور ان کے بدن میں اسی سے اوپر زخم تھے نیزے سے اور وار تلوار سے اور مارنے تیر کے سے۔

فائدہ: یہ جو انہوں نے کہا کہ میں بہشت کی خوشبو پاتا ہوں تو احتمال ہے کہ یہ حقیقت پر ہو بایں طور کہ سونگھی ہو انہوں نے خوشبو زیادہ اس چیز سے کہ معلوم ہے سو انہوں نے معلوم کیا کہ وہ بہشت کی خوشبو ہے اور احتمال ہے کہ بولا ہو اس کو باعتبار اس چیز کے کہ نزدیک ان کے تھی یقین سے یہاں تک کہ جو چیز ان سے غائب تھی وہ اس کو بجائے محسوس کے ہوگئی اور معنی یہ ہے کہ میں جس جگہ میں لڑتا ہوں وہ مجھ کو بہشت میں لے جائے گی اور دلالت کی اس حدیث نے اوپر نہایت دلاوری انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے اس طور سے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے باوجود ثابت رہنے کے دن احد کے نہ جرأت کی اس چیز پر کہ کی انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم نے ان کو پایا تو مشرکوں نے ان کے ناک کان کاٹ ڈالے تھے انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم دیکھتے تھے کہ اتری یہ آیت ان کے حق میں اور ان کے ساتھیوں کے حق میں ایمان والوں میں سے کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جو قول کیا تھا اللہ سے پس کوئی ان میں سے ہے کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ یعنی شہید ہوا اور کوئی ان میں سے راہ دیکھتا ہے اور ایک روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے شدت کو لینا جہاد میں اور خرچ کرنا مرد کا اپنی جان کو بیچ طلب کرنے شہادت کے اور پورا کرنا عہد کو۔ (فتح)

۳۷۴۳۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ فَقَدْتُّ آيَةً مِّنَ الْأَحْزَابِ حِيْنَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ

۳۷۴۳۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے گم کی ایک آیت سورہ احزاب کی جب کہ ہم نے قرآن کو نقل کیا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے تو ہم نے اس کو تلاش کیا سو ہم نے اس کو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس پایا کہ ایمان والوں میں سے بعض ایسے مرد ہیں جنہوں

كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ﴾ فَأَلْحَقْنَاهَا فِيْ سُوْرَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ.

نے سچ کر دکھایا جو قول کیا تھا اللہ سے سو ان میں سے کوئی اپنا قرار پورا کر چکا ہے اور کوئی انتظار کرتا ہے سو ہم نے اس کو اس کی سورت میں قرآن میں ملایا۔

فائدہ: اس کی شرح فضائل قرآن میں آئے گی۔

٣٧٤٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى أُحُدٍ رَّجَعَ نَاسٌ مِّمَّنْ خَرَجَ مَعَهٗ وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ تَقُوْلُ نُقَاتِلُهُمْ وَفِرْقَةٌ تَقُوْلُ لَا نُقَاتِلُهُمْ فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا﴾ وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوْبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ.

٣٧٤٤۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ احد کی طرف نکلے تو پلٹ آئے کچھ لوگ ان لوگوں میں سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تھے یعنی عبداللہ بن ابی رئیس منافقوں کا اور اس کے ساتھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم دو گروہ ہوئے یعنی ان لوگوں کے حکم میں جو عبداللہ بن ابی کے ساتھ پھرے ایک گروہ کہتے تھے کہ ہم ان سے لڑتے ہیں اور ایک گروہ کہتے تھے کہ ہم ان سے نہیں لڑتے پس یہ آیت اتری سو کیا حال ہے تمہارا اے مسلمانوں منافقوں کے حق میں دو گروہ رہے ہو اور اللہ نے الٹ دیا ہے ان کو طرف کفر کی بسبب اس کے کہ انہوں نے کمایا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مدینہ پاک مقام ہے اور البتہ مدینہ گناہوں کو دور کر ڈالتا ہے جیسے آگ چاندی کا میل نکالتی ہے۔

فائدہ: جو لوگ کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سے پھر آئے تھے وہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی منافقین تھے اور یہ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں صریح آچکا ہے جیسا کہ انہوں نے مغازی میں روایت کی ہے اور یہ کہ عبداللہ بن ابی کی رائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق تھی اس امر میں کہ مدینے میں ٹھہریں میدان میں نکل کر نہ لڑیں سو جب اس کے سوا اور لوگوں نے نکلنے کی طرف اشارہ کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا کہا مانا اور جنگ کے واسطے باہر نکلے تو عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا کہا مانا اور ہمارا کہا نہیں مانا ہم اپنی جانیں

کس چیز پر قتل کریں سو تہائی آدمیوں کو ساتھ لے کر پھرا اور یہ جو کہا کہ یہ آیت اتری تو صحیح اس کی شان نزول میں یہی قول ہے اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کون ہے واسطے میرے جو بدلہ لائے اس شخص سے جس نے مجھ کو ایذا دی پس ذکر کیا جھگڑا اسعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھنے کے قصے میں بیان ہوا ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ﴾.

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ جب قصد کیا دو فرقوں نے تم میں سے کہ بزدلی کریں اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسا کریں مسلمان۔

فائدہ: فشل کے معنی ہیں نامردی اور بعض کہتے ہیں فشل رائے میں عجز ہے اور بدن میں تھکنا ہے اور لڑائی میں نامردی کرنا۔

٣٧٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِينَا ﴿إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾ بَنِي سَلِمَةَ وَبَنِي حَارِثَةَ وَمَا أُحِبُّ أَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ وَاللّٰهُ يَقُولُ ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾.

٣٧٤٥۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت ہماری قوم بنی سلمہ اور بنی حارثہ کے حق میں اتری کہ جب قصد کیا دو گروہوں نے تم میں سے یہ کہ نامردی کریں اور میں یہ نہیں چاہتا کہ نہ اتری ہوتی اور حالانکہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تمہارا مددگار ہے۔

فائدہ: یعنی اگرچہ ظاہر اس آیت کا پستی ہے واسطے ان کے لیکن اس کی اخیر میں نہایت شرف ہے واسطے ان کے ابن اسحاق نے کہا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا یعنی دور کرنے والا ہے ان سے جو قصد کیا انہوں نے بزدلی کا اس واسطے کہ تھا یہ شیطان کے وسوسے سے بغیر قصد کے اس سے۔ (فتح)

٣٧٤٦۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاذَا أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ لَا بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ كُنَّ لِي تِسْعَ أَخَوَاتٍ فَكَرِهْتُ

٣٧٤٦۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ کیا تم نے نکاح کیا ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کیا ہے وہ عورت اے جابر رضی اللہ عنہ کنواری ہے یا بیوہ میں نے کہا کنواری نہیں بلکہ بیوہ ہے فرمایا کہ تو نے کواری سے نکاح کیوں نہ کیا کہ وہ تجھ سے کھیلتی میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میرا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور انہوں نے نو بیٹیاں چھوڑیں جو میری نو بہنیں ہیں سو میں

أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرْقَاءَ مِثْلَهُنَّ وَلٰكِنِ امْرَأَةً تَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَصَبْتَ.

نے برا جانا کہ جمع کروں ساتھ ان کے لڑکی نادان کو مثل ان کی لیکن میں نے چاہا کہ ایسی عورت سے نکاح کروں جو ان کو کنگھی کرے اور ان کی کارسازی کرے فرمایا تیری سوچ ٹھیک ہے۔

فائدہ: یعنی میں نے چاہا کہ کوئی عورت تجربہ کار کروں جو ان کی کارسازی کرے نہ ایسی عورت جو ان کی طرح نادان ناتجربہ کار ہو اور یہ جو کہا کہ نو لڑکیاں تو ایک روایت میں ہے کہ چھ لڑکیاں چھوڑیں شاید تین لڑکیاں بیاہی ہوئی تھیں یا بالعکس۔ (فتح)

٣٧٤٧۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ سُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَّتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ فَلَمَّا حَضَرَ جِزَازُ النَّخْلِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِيْ قَدِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّتَرَكَ دَيْنًا كَثِيْرًا وَّإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ يَّرَاكَ الْغُرَمَآءُ فَقَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوْا بِيْ تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأٰى مَا يَصْنَعُوْنَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لِيْ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَّالِدِيْ أَمَانَتَهٗ وَأَنَا أَرْضٰى أَنْ يُّؤَدِّيَ اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا أَرْجِعَ إِلٰى أَخَوَاتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللّٰهُ

٣٧٤٧۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا باپ احد کے دن شہید ہوا اور ان پر بہت قرض ہے اور پیچھے ان کے چھ لڑکیاں ہیں سو جب کھجوروں کا پھل کاٹنے کا وقت پہنچا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو میں نے عرض کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہے کہ میرا والد احد کے دن شہید ہوا اور ان پر بہت قرض ہے اور میں چاہتا ہوں کہ قرض خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں (تو شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لحاظ سے کچھ قرض چھوڑیں) فرمایا جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کرو میں نے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگائے پھر میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا سو جب انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو گویا کہ انہوں نے اس گھڑی مجھ سے ضد کی اور تقاضے میں سختی کی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا جو کرتے ہیں یعنی سختی تقاضے کی سے تو سب سے بڑے ڈھیر کے گرد گھومے تین بار پھر اس پر بیٹھ گئے فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلاؤ سو ہمیشہ ان کو تول تول کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے باپ کا قرض ادا کیا اور میں راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کا قرض ادا کرے اور نہ پھروں میں اپنی بہنوں کی طرف ساتھ ایک کھجور کے یعنی اگرچہ ایک کھجور بھی باقی نہ

الْبَيَادِرَ كُلَّهَا وَحَتّٰى إِنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً.

رہتی سو اللہ نے سب ڈھیروں کا سلامت رکھا یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں اس ڈھیر کو جس پر حضرت ﷺ بیٹھے تھے کہ اس میں سے ایک کھجور کم نہ ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی اور غرض وارد کرنے اس کی سے اس جگہ یہ ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ کا باپ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مجھ سے ملے سو فرمایا مجھ کو کیا ہے کہ میں تجھ کو شکستہ دل دیکھتا ہوں میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرے باپ احد میں شہید ہوئے اور ان پر قرض ہے اور پیچھے ان کا عیال ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھ کو بشارت نہ دوں کہ بے شک اللہ تیرے باپ سے ملا سو اللہ نے فرمایا کہ تجھ کو کسی چیز کی تمنا ہے اس نے کہا یہ تمنا ہے کہ تو مجھ کو زندہ کر کہ میں دوبارہ تیری راہ میں مارا جاؤں اور اتری یہ آیت کہ نہ گمان کر ان لوگوں کو کہ اللہ کی راہ میں مارے گئے مردے بلکہ وہ زندہ ہیں آخر تک۔ (فتح)

۳۷۴۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ وَّمَعَهٗ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

۳۷۴۸۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے احد کے دن حضرت ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کے ساتھ دو مرد تھے جو آپ ﷺ کی طرف سے لڑتے تھے سخت لڑنا ان پر سفید کپڑے تھے میں نے ان کو نہ اس دن سے پہلے دیکھا اور نہ پیچھے۔

فائدہ: مسلم میں ہے کہ وہ دونوں فرشتے تھے جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام۔

۳۷۴۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ نَثَلَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهٗ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ.

۳۷۴۹۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ نے احد کے دن اپنے ترکش سے میرے آگے تیر ڈالے اور کہا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

۳۷۵۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ

۳۷۵۰۔ سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے احد

يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ جَمَعَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ.

کے دن اپنے ماں باپ دونوں کو مجھ پر قربان کیا۔

٣٧٥١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا يُرِيدُ حِينَ قَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي وَهُوَ يُقَاتِلُ.

٣٧٥١۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن اپنے ماں باپ دونوں کو مجھ پر قربان کیا یعنی جب کہ کہا میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں اور حالانکہ سعد رضی اللہ عنہ لڑتے تھے۔

فائدہ: اور نزدیک حاکم کے واسطے اس قصے کے بیان ہے سبب کا سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن لوگوں کو شکست ہوئی سو میں ایک طرف ہوا میں نے کہا کہ میں اپنی جان بچاتا ہوں سو یا تو میں بچ رہوں گا یا شہید ہوں گا سو ناگہاں میں نے دیکھا ایک مرد ہے چہرہ اس کا سرخ ہے اور قریب ہے کہ مشرک ان پر غالب ہوں سو انہوں نے ہاتھ میں کنکریاں لے کر ان کو ماریں تو اچانک میں نے دیکھا کہ میرے اور ان کے درمیان مقداد رضی اللہ عنہ ہے سو میں نے چاہا کہ مقداد رضی اللہ عنہ سے پوچھوں کہ یہ مرد کون ہے سو اس نے مجھ سے کہا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو بلاتے ہیں سو میں اٹھ کھڑا ہوا جیسے مجھ کو کچھ تکلیف نہیں پہنچی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے آگے بٹھایا سو میں تیر مارنے لگا۔ (فتح)

٣٧٥٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرَ سَعْدٍ.

٣٧٥٢۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے حق میں فرمایا ہو کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں سوائے سعد رضی اللہ عنہ کے۔

٣٧٥٣۔ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ

٣٧٥٣۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے حق میں فرمایا ہو کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں مگر واسطے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے سو بے شک میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جنگ احد کے دن فرماتے تھے اے سعد رضی اللہ عنہ تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي.

٣٧٥٤۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ زَعَمَ أَبُوْ عُثْمَانَ أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيْهِنَّ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيْثِهِمَا.

٣٧٥٤۔ ابو عثمان سے روایت ہے کہ نہ باقی رہا ساتھ حضرت ﷺ کے بعض ان دنوں میں جن میں آپ ﷺ لڑے کوئی سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے بیان کیا ابو عثمان نے ان دونوں کی حدیثوں سے۔

فائدہ: اور یہ معارض ہے باب کی پانچویں حدیث کو جو عنقریب گزر چکی ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ تھے ان لوگوں میں جو جنگ احد کے دن آپ ﷺ کے ساتھ باقی رہے لیکن احتمال ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ اس شکست کے بعد حاضر ہوئے ہوں پس تحقیق روایت کی ہے مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اکیلے ہوئے حضرت ﷺ دن احد کے ساتھ سات انصاریوں کے اور دو قریشیوں کے سو شاید مراد ساتھ دو مردوں کے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ ہیں اور شاید مراد حصر کی جو باب کی حدیث میں ہے تخصیص اس کی ہے ساتھ مہاجرین کے سو گویا کہ اس نے کہا کہ نہ باقی رہا ساتھ آپ ﷺ کے مہاجرین میں سے کوئی سوائے ان دونوں کے اور متعین ہوا محمول کرنا اس کا اس پر جو میں نے تاویل کی اور یہ کہ اختلاف باعتبار اختلاف احوال کے ہے اور یہ کہ وہ جدا جدا ہوئے لڑائی میں سو جب واقع ہوئی شکست ان لوگوں میں جو بھاگے اور شیطان نے پکارا کہ محمد رضی اللہ عنہ مارے گئے تو ہر شخص ان میں سے اپنی جان کے بچانے میں مشغول ہوا جیسا کہ سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے پھر ان کو جلدی معلوم ہو گیا کہ حضرت ﷺ زندہ ہیں سو رجوع کیا طرف آپ ﷺ کی لوگوں نے بعد ایک دوسرے کے پھر اس کے بعد ان کو حضرت ﷺ نے لڑائی کی طرف بلایا سو لوگ لڑائی میں مشغول ہوئے اور روایت کی ہے ابن اسحاق نے ساتھ اسناد حسن کے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہ جنگ احد میں تیر انداز غنیمت کی طرف جھکے یعنی جو تیر انداز کہ ناکے پر متعین تھے سو جب ناکا خالی ہو گیا تو کافر ادھر سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور شیطان نے پکارا کہ محمد ﷺ مارے گئے سو ہم الٹے بھاگے اور کافر ہم پر الٹ پڑے اور بیہقی وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ احد کے دن لوگ حضرت ﷺ سے جدا جدا ہوئے اور باقی رہے ساتھ آپ ﷺ کے بارہ انصاری اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور وہ مانند حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے لیکن اس میں چار کی زیادتی ہے سو شاید وہ لوگ پیچھے آئے تھے اور محمد بن سعد کے نزدیک ہے کہ ثابت رہے ساتھ حضرت ﷺ کے چودہ آدمی سات مہاجرین میں سے تھے اور سات انصار میں سے اور تطبیق درمیان اس کے اور حدیث باب کی یہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ ان کے بعد آئے تھے جیسا کہ اس حدیث میں ہے جو میں نے پانچویں حدیث کے تحت پہلے بیان کی ہے اور یہ کہ انصاری مذکور شہید ہوئے جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اس واسطے کہ اس میں مسلم کے نزدیک ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ کافروں کو

ہمارے اوپر سے ہٹائے اور وہ بہشت میں میرا رفیق ہے سوا ٹھ کھڑے ہوئے انصار میں سے ایک مرد پس ذکر کیا اس نے کہ جو انصاری مذکور ہیں وہ سب مارے گئے اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی باقی نہ رہا پھر ان کے بعد آیا جو آیا اور اسی طرح مقداد رضی اللہ عنہ پس احتمال ہے کہ بدستور لڑائی میں مشغول رہے ہوں۔ (فتح)

۳۷۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ قَالَ سَمِعْتُ السَّآئِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّيْ سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَّوْمِ أُحُدٍ.

۳۷۵۵۔ سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا میں نے کسی کو ان میں سے نہیں سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہو مگر میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ احد کے دن کی حدیث بیان کرتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ احد کے دن طلحہ رضی اللہ عنہ دو زرہیں تلے اوپر پہنے تھے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بیٹھے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہاڑ پر چڑھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر بہشت واجب کی۔ (فتح)

۳۷۵۶۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ شَلَّاءَ وَقٰى بِهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ.

۳۷۵۶۔ قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ شل کہ انہوں نے احد کے دن اس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا تھا۔

فائدہ: واقع ہوا ہے بیان اس کا نزدیک حاکم کے اکلیل میں موسیٰ بن طلحہ کے طریق سے کہ جنگ احد کے دن طلحہ رضی اللہ عنہ کو انتالیس زخم لگے اور کٹ گئی ان کی انگلی شہادت اور اس کے پاس والی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ جنگ احد کا ذکر کرتے تھے تو کہتے تھے کہ وہ سارا دن طلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطے تھا اور سب سے پہلے پہل میں پھرا سو میں نے ایک مرد کو دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑتا ہے سو میں نے کہا کہ اللہ کرے تم طلحہ رضی اللہ عنہ ہو اور اگر وہ نہیں تو کوئی اور مرد میری قوم سے ہو اور میرے اور ان کے درمیان ایک مرد مشرک تھا سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ وہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے پھر ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے سو فرمایا کہ تم دونوں اپنے ساتھی کی خبر لو یعنی طلحہ رضی اللہ عنہ کی سو ہم نے دیکھا کہ ان کی انگلی کٹ گئی سو ہم نے اس کے حال کو درست کیا اور نسائی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ مشرکوں نے حضرت ﷺ کو گھیرا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے جو کافروں کو ہم سے ہٹائے طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں پس ذکر کیا قتل ہونا ان لوگوں کا جو دونوں کے ساتھ تھے انصار میں سے پھر لڑائی کی طلحہ رضی اللہ عنہ نے مانند لڑنے گیارہ مردوں کے یہاں تک کہ ان کی انگلی کٹ گئی حضرت ﷺ نے کہا کہ اگر تم بسم اللہ کہتے تو البتہ تم کو فرشتے آسمان کی طرف اٹھا لیتے اور لوگ دیکھتے رہتے پھر اللہ نے مشرکوں کو دور کیا۔ (فتح)

٣٧٥٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَّهُ وَكَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلًا رَّامِيًا شَدِيْدَ النَّزْعِ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَّكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِّنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ انْثُرْهَا لِأَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ أَبُوْ طَلْحَةَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّأُمَّ سُلَيْمٍ وَّإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَّدَيْ أَبِيْ طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا.

٣٧٥٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو بعض صحابہ حضرت ﷺ کے پاس سے بھاگے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے آگے کھڑے تھے اپنی ڈھال سے حضرت ﷺ کو پردہ کیے تھے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مرد تیر انداز سخت کمان کھینچنے والے تھے اس دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑیں اور کوئی مرد گزرتا تھا اس کے ساتھ تیروں کا تھیلا ہوتا تھا تو حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ تیروں کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے آگے ڈال دے انس رضی اللہ عنہ نے کہا اور حضرت ﷺ قوم کفار کی طرف جھانکتے تھے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مت جھانکیں آپ ﷺ کو کافروں کا کوئی تیر نہ لگ جائے میں اپنی جان آپ ﷺ پر قربان کرتا ہوں اور البتہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا اور بے شک وہ دونوں اپنی پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے ہیں میں ان کی پازیبیں دیکھتا ہوں دونوں اپنی پیٹھوں پر مشکیں بھر کر لاتی ہیں اور مسلمانوں کو پلاتی ہیں پھر پلٹ جاتی ہیں اور پھر مشکیں بھر کر لاتی ہیں اور لوگوں کو پلاتی ہیں اور البتہ گر پڑی تلوار ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اونگھ سے پس معلوم ہوا اس سے سبب گرنے تلوار کے کا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے

ہاتھ سے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے احد کے دن سر اٹھا کر دیکھا سو نہ تھا کوئی مسلمانوں سے کوئی مگر وہ اپنی ڈھال کے تلے جھکتا تھا اونگھ سے اور یہی مراد ہے اس آیت میں اذ یغشا کم النعاس امنة منه یعنی جس وقت کہ ڈال دی تم پر اونگھ اپنی طرف سے تسکین کو۔ (فتح)

۳۷۵۸۔ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰہِ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمَ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَرَخَ إِبْلِيْسُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ أَیْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِیَ وَأُخْرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَیْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِیْ أَبِیْ قَالَ قَالَتْ فَوَاللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَتْ فِیْ حُذَيْفَةَ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿بَصُرْتُ﴾ عَلِمْتُ مِنَ الْبَصِيْرَةِ فِی الْأَمْرِ وَأَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ الْعَيْنِ وَيُقَالُ بَصُرْتُ وَأَبْصَرْتُ وَاحِدٌ.

۳۷۵۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا تو کافروں کو شکست ہوئی تو شیطان نے اس پر اللہ کی لعنت پکارا اے اللہ کے بندو یعنی اے مسلمانوں اپنی پچھلی طرف سے بچو تو اگلے پلٹ آئے تو اگلے پچھلے مسلمان ایک دوسرے سے لڑنے لگے یعنی دونوں لشکروں کے باہم ملنے کے سبب سے ایک کو دوسرے کی تمیز اور پہچان نہ رہی مسلمان آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے لگے اور ایک دوسرے کو دشمن گمان کرتے تھے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے نظر کی تو ناگہاں انہوں نے اپنے باپ یمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ مسلمان ان کو مار ڈالتے ہیں سو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے بندو یعنی مسلمانو! میرا باپ ہے سو قسم ہے اللہ کی مسلمان اس سے باز نہ آئے یہاں تک کہ ان کو مار ڈالا یعنی مسلمانوں نے ان کو نہ پہچانا دشمن جان کر مار ڈالا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تم کو بخشے اے مسلمانو! کہا عروہ رضی اللہ عنہ نے قسم ہے اللہ کی ہمیشہ رہی حذیفہ رضی اللہ عنہ میں بقیہ نیکی یعنی دعا اور استغفار سے واسطے قاتل باپ اپنے کے یہاں تک کہ اللہ سے ملے یعنی مرتے دم تک بصرت کے معنی ہیں علمت یعنی میں نے جانا مشتق ہے بصیرة فی الامر سے اور ابصرت مشتق ہے بصر العین سے یعنی میں نے آنکھ سے دیکھا اور بعض کہتے ہیں کہ بصرت اور ابصرت دونوں کے معنی ایک ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اخراکم یعنی اپنی پچھلی طرف سے بچو تو یہ ایک کلمہ ہے کہ کہا جاتا ہے واسطے اس شخص کے جس کو ڈر ہو کہ لڑائی کے وقت کوئی اس کے پیچھے نہ آپڑے اور تھا یہ اس وقت جب کہ تیر اندازوں نے اپنی جگہ چھوڑی اور

غنیمت کے واسطے کافروں کے لشکر میں داخل ہوئے اور یہ جو کہا کہ پلٹ آئے اگلے اور اگلے پچھلے باہم مل گئے یعنی اور گمان کرتے تھے کہ وہ دشمن سے ہیں اور پہلے گزر چکا ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جو احمد اور حاکم نے روایت کی ہے اور یہ کہ جب وہ پھرے تو مشرکوں سے باہم مخلوط ہوئے اور دونوں لشکر آپس میں مل گئے اس واسطے کہ ایک دوسرے کی پہچان تمیز نہ رہی پس واقع ہوا قتل مسلمانوں میں بعض سے بعض پر یعنی مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو مارنے لگے اور یہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا باپ میرا باپ تو ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے باپ یمان رضی اللہ عنہ اور ثابت بن وقش رضی اللہ عنہ دونوں بڑے بوڑھے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عورتوں اور لڑکوں کے ساتھ چھوڑا تو دونوں نے باہم ذکر کیا اور شہادت میں رغبت کی سو دونوں تلوار لے کر مسلمانوں سے جا ملے بعد شکست کے سو مسلمانوں نے دونوں کو نہ پہچانا پس اسی طرح ثابت رضی اللہ عنہ قتل کیا ان کو کافروں نے اور لیکن یمان رضی اللہ عنہ سو مسلمانوں کی تلواریں ان پر جا ملیں سو قتل کیا ان کو بغیر پہچان کے ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے میرے باپ کو مار ڈالا مسلمانوں نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم نے ان کو نہیں پہچانا اور انہوں نے سچ کہا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تم کو بخشے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اس کی دیت دیں سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کی دیت مسلمانوں سے معاف کر دی تو اس کے سبب سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان کی نیکی زیادہ ہوئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالٰی ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جن لوگوں نے منہ پھیرا تم میں سے جس دن کہ ملیں دونوں فوجیں یعنی مسلمان اور کافر سو ان کو ڈگمگایا شیطان نے کچھ ان کے گناہ کی شامت سے اور ان کو بخش چکا اللہ تو وہ اللہ بخشنے والا تحمل رکھتا ہے۔

فائدہ: اتفاق ہے اہل علم کا اس پر کہ مراد اس جگہ اس کی دن احد کا ہے اور غافل ہوا وہ شخص کہ جس نے کہا کہ وہ دن بدر کا ہے اس واسطے کہ اس میں کسی مسلمان نے پیٹھ نہیں پھیری ہاں مراد اس آیت کی ﴿وَمَا أَنْزَلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ﴾ اور حالانکہ یہ آیت سورہ انفال میں ہے دن بدر کا ہے اور نہیں لازم ہے کہ یہ جس جگہ دونوں فوجیں باہم ملیں وہاں بدر کا دن مراد ہو اور یہ جو کہا ﴿بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا﴾ تو ابن تین نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ شیطان نے ان کو ان کے گناہ یاد دلائے سو برا جانا انہوں نے پہلے توبہ سے اور نہ مکروہ جانا انہوں نے اس کو عناد سے اور نہ نفاق سے سو اللہ نے ان کو ان کا گناہ بخش دیا میں کہتا ہوں کہ ابن تین کا قول متعین نہیں پس احتمال ہے کہ بھاگے ہوں نامردی سے اور جینے کی محبت سے نہ عناد سے اور نہ نفاق سے پھر توبہ کی سو اللہ نے ان کو بخش دیا۔ (فتح)

٣٧٥٩۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَأٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقُعُوْدُ قَالُوْا هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ قَالَ مَنِ الشَّيْخُ قَالُوا ابْنُ عُمَرَ فَأَتَاهُ فَقَالَ إِنِّيْ سَآئِلُكَ عَنْ شَيْءٍ أَتُحَدِّثُنِيْ قَالَ أَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ أَتَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُ أَنَّهُ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَبَّرَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ لِأُخْبِرَكَ وَلِأُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَأَلْتَنِيْ عَنْهُ أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ فَإِنَّهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَإِنَّهُ لَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ فَبَعَثَ عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَمَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلٰى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ فَقَالَ هٰذِهِ لِعُثْمَانَ اذْهَبْ بِهٰذَا الْآنَ مَعَكَ.

٣٧٥٩۔ عثان بن موہب سے روایت ہے کہ ایک مرد آیا اس نے خانے کعبے کا حج کیا سو اس نے کچھ لوگ بیٹھے دیکھے سو پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں کہا یہ بوڑھا مرد کون ہے لوگوں نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما سو وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا کہ میں تجھ سے کچھ پوچھتا ہوں کیا تم مجھ کو اس کا جواب بتلاتے ہو کہا میں قسم دیتا ہوں تجھ کو اس گھر یعنی خانے کعبے کی عزت کی کیا تو جانتا ہے کہ عثان رضی اللہ عنہ جنگ احد کے دن بھاگ گئے تھے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں پھر اس نے کہا کہ تھے تم جانتے کہ وہ جنگ بدر میں حاضر نہ ہوئے انہوں نے کہا ہاں پھر اس نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ وہ بیعت رضوان میں حاضر نہ ہوئے انہوں نے کہا ہاں سو اس مرد نے کہا اللہ اکبر یعنی اس نے تعجب کیا کہ عثان رضی اللہ عنہ ایسی خیر کی جگہوں میں حاضر نہ ہوئے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ آ میں تجھ کو خبر دوں اور بیان کروں واسطے تیرے حال اس چیز کا جو تو نے مجھ سے پوچھی لیکن بھاگنا ان کا دن جنگ احد کے سو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ نے ان سے معاف کر دیا ہے اور لیکن نہ حاضر ہونا ان کا بدر میں سو اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ان کے نکاح میں تھیں اور وہ بیمار تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بے شک تجھ کو ایک مرد کے برابر ثواب اور حصہ ہے غنیمت کے مال کا ان لوگوں سے جو جنگ بدر میں حاضر ہوئے تھے یعنی تم ہمارے ساتھ نہ چلو ان کی تیمار داری کرو بے شک تم کو ایک مرد کے برابر ثواب آخرت میں اور حصہ مال کا دنیا میں ملے گا اور لیکن نہ حاضر ہونا ان کا بیعت رضوان میں سو اس کا سبب یہ ہے کہ مکے میں کوئی مرد عثان رضی اللہ عنہما سے زیادہ عزیز ہوتا تو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے بدلے بھیجتے یعنی عثمان رضی اللہ عنہ کی کمے میں قرابت اور عزت زیادہ تھی اس واسطے ان کو کمے میں بھیجا کہ تا اہل مکہ کو جا کر خبر دیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف عمرہ کرنے کے واسطے آئے ہیں لڑنے کو نہیں آئے اور جب عثمان رضی اللہ عنہ کمے میں چلے گئے تو بیعت رضوان ان کے بعد ہوئی یعنی تو وہ اس میں بھی معذور ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے وقت اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے سو اس کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا کہ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے کہا کہ اس حدیث کو اب اپنے ساتھ لے جا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب عثمان رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے قسم کھانا خانہ کعبہ کی عزت کی اس واسطے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر انکار نہیں کیا۔

بَابٌ ﴿إِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوُوْنَ عَلٰى أَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾ ﴿تُصْعِدُوْنَ﴾ تَذْهَبُوْنَ أَصْعَدَ وَصَعِدَ فَوْقَ الْبَيْتِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم پڑے جاتے تھے اور پیچھے نہ دیکھتے تھے کسی کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پکارتے تھے تم کو عقب سے پس بدلہ دیا تم کو غم اوپر غم کے یہ نصیحت دینے اس واسطے تا کہ تم غم نہ کھاؤ جو ہاتھ سے جائے اور جو سامنے آئے اور اللہ کو خبر ہے تمہارے کام کی اور صعد کے معنی ہیں چڑھنا بلند ہونا۔ اور اصعد کے معنی ہیں جانا یعنی ثلاثی اور رباعی میں فرق ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ غم اوپر غم تو مجاہد سے روایت ہے کہ تھا پہلا غم جب کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے شیطان کی آواز سنی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مارے گئے اور دوسرا غم جب کہ جمع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بعد لڑائی کے اور چڑھے پہاڑ پر اور یاد کیا ان لوگوں کو جو ان میں سے شہید ہوئے تھے پس غمناک ہوئے اور یہ جو فرمایا ''تا کہ غم نہ کھاؤ'' اس پر جو ہاتھ سے جائے یعنی مال غنیمت سے اور نہ اس پر جو تم کو پہنچے زخم سے اور تمہارے بھائیوں کے مارے جانے سے اور روایت کی طبری نے سری کی طریق سے مانند اس کی لیکن اس میں یہ ہے کہ پہلا غم غنیمت کا نہ ہاتھ آنا ہے اور دوسرا غم زخموں کا لگنا ہے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ جب پہاڑ پر چڑھے تو ابوسفیان سوار لے کر سامنے آیا تو ان کو اپنے بھائیوں کے

قتل ہونے کا غم سب بھول گیا اور مشغول ہوئے ساتھ ہٹانے مشرکوں کے۔ (فتح)

۳۷٦۰۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَّأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِیْ أُخْرَاهُمْ.

۳۷٦۰۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو پیادوں پر سوار کیا سو سامنے آئے بھاگتے سو یہی مراد ہے اس آیت میں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بلاتے تھے تمہارے عقب سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابٌ ﴿ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِیْ أَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هَا هُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر اتارا تم پر بعد غم کے اونگھ کو کہ ڈھانکتی تھی تم میں بعض کو اور بعض کو فکر پڑا تھا اپنے جی میں خیال کرتے تھے اللہ پر جھوٹے خیال جاہلوں کے کہتے تھے کچھ بھی کام ہے ہمارے ہاتھ تو کہہ سب کام ہے اللہ کے ہاتھ اپنے جی میں چھپاتے ہیں جو تجھ سے ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں اگر کچھ کام ہوتا ہمارے ہاتھ میں تو ہم مارے نہ جاتے اس جگہ تو کہہ اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں تو البتہ باہر نکلتے جن پر لکھا تھا مارا جانا اپنے مرنے کی جگہ میں اور اللہ کو آزمانا تھا جو کچھ تمہارے جی میں ہے اور نکھارنا تھا جو کچھ تمہارے جی میں ہے اور اللہ کو معلوم ہے جی کی بات۔

۳۷٦۱۔ وَقَالَ لِیْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنْ أَبِیْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ أُحُدٍ حَتّٰى سَقَطَ

۳۷٦۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا میں ان لوگوں میں جن کو اونگھ نے ڈھانکا احد کے دن یہاں تک کہ میری تلوار کئی دفعہ میرے ہاتھ سے گر پڑتی تھی اور میں اس کو لیتا تھا اور گرتی تھی اور میں اس کو لیتا تھا۔

سَیْفِی مِنْ یَدِیْ مِرَارًا یَسْقُطُ وَاٰخُذُہٗ وَیَسْقُطُ فَاٰخُذُہٗ.

فائدہ: اس کی شرح عنقریب گزر چکی ہے ابن اسحاق نے کہا کہ اتارا اللہ نے اونگھ کو واسطے امن اہل یقین کے سو وہ جو سوتے تھے ان کو کچھ ڈر نہ تھا اور جن کو اپنے جی کا فکر پڑا تھا وہ منافق تھے ان کو اپنی جان کا نہایت خوف تھا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں شان نزول اس آیت کے کہ تیرا اختیار کچھ نہیں یا توبہ قبول کرے یا ان کو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہیں۔

فائدہ: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں دو سبب ذکر کیے ہیں اور احتمال ہے کہ دونوں میں اتری ہو کہ وہ دونوں سبب ایک قصے میں تھے اور اس کا ایک سبب اور بھی ہے جو باب کے اخیر میں ذکر ہوگا۔ (فتح)

قَالَ حُمَيْدٌ وَّثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ شُجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ﴾.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر زخمی ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں کر بھلا ہوگا اس قوم کا جنہوں نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا سر زخمی کیا سو یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں۔

فائدہ: حمید کی یہ حدیث بہت دراز ہے ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے مغازی میں اور اس میں ہے کہ جنگ احد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑا گیا اور چہرہ زخمی ہوا سو خون آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر بہنے لگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے سے خون کو پونچھنے لگے اور فرماتے تھے کہ کس طرح بھلا ہوگا اس قوم کا جنہوں نے اپنے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کیا اور حالانکہ وہ ان کے سید ہیں راہ پر بلاتے ہیں سو اللہ نے یہ آیت اتاری اور ثابت رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی اسی طرح ہے اور ذکر کیا ابن ہشام نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ عتبہ بن ابی وقاص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نیچے کا دانت توڑا تھا اور نیچے کی لب زخمی کی تھی اور یہ کہ عبداللہ بن شہاب زہری نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی کیا تھا اور عبداللہ قمیہ نے آپ کے رخسار کو زخمی کیا تھا سو خود کے دو حلقے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار میں گھس گئے اور یہ کہ مالک بن سنان نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے لہو چوسا پھر اس کو نگل گئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو آگ ہرگز نہ لگے گی یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور طبرانی نے ابو امامہ سے روایت کی ہے کہا کہ احد کے دن عبداللہ بن قمیہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ زخمی کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تجھ کو خوار اور ذلیل کرے سو اللہ نے پہاڑی بکرے نر کو اس پر مسلط کیا سو ہمیشہ رہا وہ اس کے سینگوں سے مارتا یہاں تک کہ اس کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور مراد ساتھ رباعیہ کے وہ دانت ہیں جو ثنیہ اور ناب کے درمیان ہے

اور مراد ٹوٹنے سے یہ ہے کہ دانت کا ایک ٹکڑا ٹوٹ پڑا تھا جڑ سے نہیں اکھڑا تھا۔ (فتح)

٣٧٦٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلٰى قَوْلِهِ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ عَلٰى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلٰى قَوْلِهِ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾.

٣٧٦٢۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو کہتے الٰہی لعنت کر فلانے کو اور فلاں کو اور فلاں کو بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں اللہ کے اس قول پر کہ وہ ناحق پر ہیں اور حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بد دعا کرتے صفوان بن امیہ پر اور سہیل بن عمرو پر اور حارث بن ہشام پر سو اتری یہ آیت کہ تیرا کچھ اختیار نہیں اس قول تک کہ وہ ناحق پر ہیں۔

فائدہ: یہ تینوں مرد جن کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیا فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گئے تھے اور شاید یہی ہے بھید بیچ اترنے قول اللہ تعالیٰ کے کہ تیرا کچھ اختیار نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ الٰہی لعنت کر لحیان کو اور رعل کو اور ذکوان کو اور عصیہ کو پھر جب یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا کرنی چھوڑ دی اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اتری یہ آیت ان لوگوں کے حق میں کہ بد دعا دی ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب قصے احد کے اور تائید کرتا ہے اس کی ظاہر قول اللہ تعالیٰ کا اس آیت کے ابتدا میں: ﴿لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ یعنی قتل کرے ان کو ﴿أَوْ يَكْبِتَهُمْ﴾ یعنی ذلیل کرے ان کو پھر فرمایا یا توبہ قبول کرے ان کی یعنی پس مسلمان ہوں یا عذاب کرے ان کو یعنی اگر کفر کی حالت میں مریں۔ (فتح)

بَابُ ذِكْرِ أُمِّ سَلِيْطٍ. یعنی باب ہے بیان میں ذکر ام سلیط رضی اللہ عنہا کے۔

فائدہ: ام سلیط رضی اللہ عنہا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ماں کا نام ہے پہلے وہ ابو سلیط کے نکاح میں تھی وہ ہجرت سے پہلے

فوت ہو گیا پھر مالک بن سنان نے اس سے نکاح کیا تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اس سے پیدا ہوئے۔

٢٧٦٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءٍ مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ هٰذَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ بِهِ وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ.

٣٧٦٣۔ ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے والوں کی بعض عورتوں میں چادریں تقسیم کیں سو ان میں سے ایک چادر خوب باقی رہی تو بعض ان کے پاس والوں نے کہا کہ اے امیر المومنین یہ چادر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو دیجیے جو آپ کے نکاح میں ہے یعنی ام کلثوم رضی اللہ عنہا علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام سلیط رضی اللہ عنہا لائق تر ہیں ان سے اور ام سلیط رضی اللہ عنہا انصاری عورتوں سے ہیں ان عورتوں میں سے جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ام سلیط رضی اللہ عنہا جنگ احد میں ہمارے واسطے پانی کی مشک اٹھاتی تھیں۔

بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

باب ہے بیان میں شہید ہونے حمزہ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: ایک حدیث مرفوع میں ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ شہیدوں کے سردار ہیں۔

٢٧٦٤۔ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَدِيٍّ هَلْ لَكَ فِي وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ قُلْتُ نَعَمْ وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ

٣٧٦٤۔ جعفر بن عمرو سے روایت ہے کہ میں عبیداللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلا یعنی سفر کو سو جب ہم حمص میں پہنچے تو عبیداللہ نے مجھ سے کہا کہ کیا تجھ کو وحشی رضی اللہ عنہ کی ملاقات کی خواہش ہے کہ ہم اس سے حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کا حال پوچھیں میں نے کہا ہاں اور وحشی رضی اللہ عنہ حمص میں رہتا تھا سو ہم نے لوگوں سے ان کا پتہ پوچھا کسی نے ہم کو کہا کہ وہ اپنے محل کے سائے میں بیٹھا ہے جیسے بڑی مشک پر آب ہے یعنی بڑا موٹا کالے رنگ کا (اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد نے ہم سے کہا اور ہم اس کا پتہ پوچھتے تھے کہ وہ بہت

حِمْصَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيْلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِيْ ظِلِّ قَصْرِهِ كَأَنَّهُ حَمِيْتٌ قَالَ فَجِئْنَا حَتّٰى وَقَفْنَا عَلَيْهِ بِيَسِيْرٍ فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ مَا يَرٰى وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ يَا وَحْشِيُّ أَتَعْرِفُنِيْ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَا وَاللّٰهِ إِلَّا أَنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي الْعِيْصِ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذٰلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ فَلَكَأَنِّيْ نَظَرْتُ إِلٰى قَدَمَيْكَ قَالَ فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ قَالَ نَعَمْ إِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ فَقَالَ لِيْ مَوْلَايَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ إِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّيْ فَأَنْتَ حُرٌّ قَالَ فَلَمَّا أَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِيَالِ أُحُدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ وَادٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ إِلَى الْقِتَالِ فَلَمَّا أَنِ اصْطَفُّوْا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ قَالَ فَخَرَجَ إِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ يَا سِبَاعُ يَا ابْنَ أُمِّ أَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ أَتُحَادُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَأَمْسِ الذَّاهِبِ قَالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا

شراب پیتا ہے سو اگر تم اس کو نشے کی حالت میں پاؤ تو اس سے کچھ نہ پوچھو اپھر آنا اور اگر اس کو فاقہ کی حالت میں پاؤ تو پوچھنا اس سے جو چاہنا سو ہم نے اس کو پایا کہ ایک مرد ہے بڑا موٹا اس کی آنکھیں سرخ ہیں اپنے گھر کے دروازے میں بیٹھا ہے فاقہ کی حالت میں جعفر نے کہا سو ہم اگر تھوڑا سا اس کے پاس کھڑے رہے پھر ہم نے اس کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا اور عبیداللہ اپنی پگڑی سے اپنے سر کو لپیٹے تھے نہ دیکھتا تھا وحشی اس سے مگر ان کی دونوں آنکھیں اور پاؤں سو عبیداللہ نے کہا کہ اے وحشی کیا تو مجھ کو پہچانتا ہے سو وحشی نے اس کی طرف نظر کی پھر کہا نہیں قسم ہے اللہ کی مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا اس کو ام قتال ابو العیص کی بیٹی کہا جاتا تھا سو اس عورت نے عدی بن خیار کے لیے مکے میں ایک لڑکا جنا سو میں نے اس کے واسطے دودھ پلانے والی عورت طلب کی اور اٹھایا میں نے اس لڑکے کو ساتھ ماں اس کی کے سو میں نے وہ لڑکا دودھ پلانے والی ماں اس کی کو دیا پس گویا کہ میں نے تیرے دونوں پاؤں کو دیکھا (اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھا میں نے تجھ کو جب سے میں نے تجھ کو تیری ماں سعدیہ کے ہاتھ میں دیا جس نے تجھ کو مقام ذی طوی میں دودھ پلایا ہے تحقیق دیا میں نے تجھ کو اس کے ہاتھ میں اور وہ اپنے اونٹ پہ تھی سو اس نے تجھ کو لیا تو میں نے تیرے قدم کو دیکھا جب کہ اس نے تجھ کو اٹھایا تھا سو نہیں دیکھا میں نے تجھ کو مگر یہ کہ تو مجھ پر کھڑا ہوا سو میں نے تیرا قدم پہچانا اور یہ روایت واضح کرتی ہے قول اس کے کو باب کی روایت میں کہ جیسے میں نے تیرے دونوں قدموں کو دیکھا یعنی اس

مِنِّیْ رَمَیْتُهٗ بِحَرْبَتِیْ فَأَضَعُهَا فِیْ ثُنَّتِهٖ حَتّٰی خَرَجَتْ مِنْ بَیْنِ وَرِکَیْهِ قَالَ فَکَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَأَقَمْتُ بِمَکَّةَ حَتّٰی فَشَا فِیْهَا الْإِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ إِلَی الطَّائِفِ فَأَرْسَلُوْا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا فَقِیْلَ لِیْ إِنَّهٗ لَا یَهِیْجُ الرُّسُلَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰی قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ اٰنْتَ وَحْشِیٌّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ قُلْتُ قَدْ کَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَا بَلَغَكَ قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِیْعُ أَنْ تُغَیِّبَ وَجْهَكَ عَنِّیْ قَالَ فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَیْلِمَةُ الْکَذَّابُ قُلْتُ لَأَخْرُجَنَّ إِلٰی مُسَیْلِمَةَ لَعَلِّیْ أَقْتُلُهٗ فَأُکَافِئَ بِهٖ حَمْزَةَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَکَانَ مِنْ أَمْرِهٖ مَا کَانَ قَالَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِیْ ثَلْمَةِ جِدَارٍ کَأَنَّهٗ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ قَالَ فَرَمَیْتُهٗ بِحَرْبَتِیْ فَأَضَعُهَا بَیْنَ ثَدْیَیْهِ حَتّٰی خَرَجَتْ مِنْ بَیْنِ کَتِفَیْهِ قَالَ وَوَثَبَ إِلَیْهِ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهٗ بِالسَّیْفِ عَلٰی هَامَتِهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْفَضْلِ فَأَخْبَرَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ یَسَارٍ أَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ یَقُوْلُ فَقَالَتْ جَارِیَةٌ عَلٰی ظَهْرِ بَیْتٍ وَّا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ.

نے تشبیہ دی اس کے دونوں قدموں کو ساتھ قدم اس لڑکے کے جس کو اس نے اٹھایا تھا سو وہ ہو بہو وہی تھا اور اس کے دونوں بار کے دیکھنے میں قریب پچاس برس کا فاصلہ تھا پس دلالت کی اس نے اوپر بہت ہونے سمجھ دار وحشی رضی اللہ عنہ کے اور معرفت تامہ اس کی کے ساتھ قیافہ کے) جعفر نے کہا سو عبیداللہ نے اپنا منہ کھولا پھر کہا کیا تو ہم کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کی خبر نہیں دیتا کہ کس طرح کہا ہاں اس کا قصہ یوں ہے حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن طعیمہ بن عدی کو قتل کیا تھا سو میرے مالک جبیر بن مطعم نے مجھ کو کہا کہ اگر تو حمزہ رضی اللہ عنہ کو میرے چچا کے بدلے مار ڈالے تو تو آزاد ہے سو جب لوگ یعنی قریش اور ان کے ساتھ والے عینین کے یعنی حال جنگ احد کے نکلے اور عینین ایک پہاڑ ہے گرد احد کے دونوں کے درمیان ایک نالہ ہے تو میں بھی ان کے ساتھ لڑائی کی طرف نکلا سو جب لوگوں نے لڑنے کے واسطے صف باندھی تو ایک مرد سباع نامی نکلا سو اس نے کہا کہ کیا کوئی ہے لڑنے والا کہ مجھ سے لڑے سو حمزہ رضی اللہ عنہ اس کی طرف نکلے سو کہا اے سباع اے بیٹے ام انمار کے جو کاٹنے والی ہے ٹکڑے گوشت کے عورتوں کے شرم گاہ سے وقت ختنہ کے یعنی حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اس کے ساتھ عار دلائی کہ اس کی ماں مکے میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی) کیا تو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا تو تھا سباع مانند دن گذشتہ کے یعنی مارا گیا اور معدوم ہو گیا جیسے دن گذشتہ معدوم ہے حبشی نے کہا اور میں حمزہ رضی اللہ عنہ کے مارنے کے واسطے ایک پتھر کے نیچے چھپا سو جب وہ مجھ سے قریب ہوئے تو میں نے ان کو اپنی برچھی ماری اور ان کی خصیوں کی جگہ میں ٹکائی یہاں تک

کہ ان کے دونوں چوتڑ کے درمیان سے پار نکل گئی پس تھا یہ
برچھی کا مارنا موت ان کی یعنی حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے سو جب
قریش لڑائی سے پھرے تو میں بھی ان کے ساتھ پھرا سو میں
مکے میں رہا یہاں تک کہ اس میں اسلام پھیلا اور مکہ فتح ہوا پھر
میں طائف کی طرف نکلا یعنی مکے سے بھاگ کر طائف میں
چلا گیا سو طائف والوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایلچی بھیجے
تو کسی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایلچیوں کو کچھ نہیں کہتے (اور
ایک روایت میں ہے کہ جب طائف والوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف ایلچی بھیجے تا کہ مسلمان ہوں تو مجھ پر زمین تنگ ہوئی
سو میں نے چاہا کہ بھاگ کر شام کو چلا جاؤں تو کسی نے مجھ
سے کہا کہ تجھ کو خرابی ہو تو مسلمان ہو جا کہ جو مسلمان ہو جائے
اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں کرتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر نہ
ہوئی مگر کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر کھڑا تھا کلمہ شہادت
پڑھتا) سو میں ان کے ساتھ نکلا یہاں تک کہ میں
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو
دیکھا تو فرمایا کہ تو وحشی ہے میں نے کہا ہاں فرمایا کیا تو نے
حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا میں نے کہا ہاں البتہ ہوا وہ کام جو آپ
کو پہنچا یعنی بے شک میں نے حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا بھلا ہو مجھ کو بتلا کہ تو نے کس
طرح حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب حال
کہا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ تو مجھ
سے روپوش ہو جائے کہ میں تجھ کو نہ دیکھوں سو میں نکلا اور یعنی
میں بہت پچھتایا کہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ دیکھیں سو
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو نہ دیکھا یہاں تک کہ فوت ہوئے (اور
ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے وحشی

جا چلا جا اور اللہ کی راہ میں جہاد کر جیسے تو لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکا کرتا تھا) سو جب حضرت ﷺ فوت ہوئے تو مسیلمہ کذاب نے جھوٹی پیغمبری کا دعوی کیا تو میں نے کہا کہ البتہ میں مسیلمہ کذاب کی طرف نکلتا ہوں شاید کہ اس کو مار ڈالوں اور اس کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے برابر کروں یعنی تا کہ اس سے میرا وہ گناہ معاف ہو کہ ایک بہترین لوگوں کا ہے اور دوسرا بدترین لوگوں کا ہے سو میں مسلمانوں کے ساتھ نکلا سو ہوا امر اس کے سے جو ہوا یعنی لڑائی اس کی سے اور قتل ہوئے ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کی سے اس لڑائی میں جو اس کے اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی اور مسیلمہ کذاب مارا گیا کما سیاتی وحشی نے کہا سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ مسیلمہ دیوار کی ایک سرنگ میں کھڑا ہے جیسے اونٹ ہے خاکستری رنگ اس کا رنگ راکھ کی طرح ہے اور شاید یہ لڑائی کی گرد سے تھا اس کے بال پریشان ہیں سو میں نے اس کو برچھی ماری یعنی وہی برچھی جس کے ساتھ حمزہ رضی اللہ عنہ کو مارا تھا سو میں نے اس کو اس کے سینے میں رکھا یہاں تک کہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان سے پار نکل گئی کہا اس نے اور ایک انصاری مرد اس کی طرف کودا سو اس نے اس کی چوٹی پر تلوار ماری عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک لڑکی نے گھر کی چھت سے کہا کہ امیر المومنین یعنی مسیلمہ کذاب کو ایک کالے غلام نے قتل کیا۔

فائدہ: یہ جو اس لڑکی نے کہا کہ امیر المومنین کو ایک کالے غلام نے قتل کیا تو اس میں تائید ہے واسطے قول وحشی کے کہ اس نے مسیلمہ کو قتل کیا تھا لیکن یہ جو اس لڑکی نے مسیلمہ کو امیر المومنین کہا تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ مسیلمہ تو یہ دعوی کرتا تھا کہ وہ اللہ کی طرف سے پیغمبر مرسل ہے اور اس کے تابعدار اس کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہتے تھے اور امیر المومنین کا لقب دینا اس کے بعد پیدا ہوا ہے اور پہلے پہل یہ لقب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور یہ مسیلمہ کے قتل

ہونے سے بہت مدت پیچھے ہے پس چاہیے کہ اس میں تامل کیا جائے اور وحشی کی حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے بیان ہے اس چیز کا کہ تھا اس پر وحشی نہایت فہم اور فراست سے اور مناقب بہت ہیں واسطے حمزہ رضی اللہ عنہ کے اور اس میں ہے کہ آدمی برا جانتا ہے یہ کہ دیکھے اس شخص کو جو اس کے قریبی یا دوست کو ایذا دے اور نہیں لازم آتا اس سے واقع ہونا اس ہجرت کا جو منع ہے درمیان ان کے اور یہ کہ اسلام ڈھا دیتا ہے پہلے گناہوں کو اور بچاؤ کرنا لڑائی میں اور یہ کہ نہ حقیر جانے آدمی اس میں کسی کو اس واسطے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے وحشی کو اس دن ضرور دیکھا ہوگا لیکن انہوں نے اس سے پرہیز نہ کیا واسطے حقیر جاننے کے کہ اس کی طرف سے ان کو ایذا پہنچی اور ذکر کیا ابن اسحاق نے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تلاش کو نکلے سو ان کو نالے کے درمیان پایا ان کے ناک کان کافروں نے کاٹ ڈالے ہیں سو فرمایا کہ اگر صفیہ رضی اللہ عنہا حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن غمناک نہ ہوتی اور اس کا ڈر نہ ہوتا کہ میرے پیچھے طریقہ مسنون ٹھہر جائے گا تو البتہ میں ان کو وہیں چھوڑ دیتا تاکہ قیامت کے دن درندوں کے پیٹوں اور پرندوں کی پوٹوں سے اٹھائے جاتے اور جبرائیل علیہ السلام آسمان سے اترے اور کہا کہ حمزہ رضی اللہ عنہ کا نام آسمان میں اسد اللہ اور اسد رسول لکھا گیا ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول کا شیر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں قسم کھائی کہ میں ان میں ستر آدمیوں کے ناک کان کاٹوں گا سو یہ آیت اتری ﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ﴾. (النحل: ١٢٦) اور ایک روایت میں ہے کہ مشرکوں نے مسلمانوں کے مردوں کے ناک کان کاٹ ڈالے تو انصار نے کہا کہ اگر ہم کبھی ان پر غالب ہوئے تو البتہ ہم ان پر زیادتی کریں گے سو جب فتح مکہ کا دن ہوا تو ایک مرد نے پکارا کہ نہیں ہیں قریش آج کے بعد سو اللہ نے یہ آیت اتاری یعنی جو ابھی مذکور ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش سے باز رہو اے رب ہمارے بلکہ ہم صبر کرتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ مَا أَصَابَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ أُحُدٍ.

باب ہے بیان میں ان زخموں کے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ احد کے دن لگے۔

فائدہ: اس کا کچھ بیان پہلے گزر چکا ہے باب لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ میں اور مجموع اس چیز کا کہ خبروں میں مذکور ہے یہ ہے کہ مجروح ہوا چہرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور توڑا گیا دانت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور زخمی ہوا رخسار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور نیچے کی لب اندر سے اور چھیلا گیا گھٹنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ (فتح)

٣٧٦٥۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ

٣٧٦٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت غضب ہوا اللہ کا اس قوم پر جس نے اللہ کے پیغمبر سے ایسا کیا اشارہ کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دانت مبارک کے ٹوٹ جانے پر نہایت سخت ہوا غضب اللہ کا اس

عَلٰی قَوْمٍ قَتَلُوْا بِنَبِيِّهٖ يُشِيْرُ إِلٰی رَبَاعِيَتِهٖ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی رَجُلٍ يَقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

مرد پر جس کو رسول اللہ ﷺ قتل کریں اللہ کی راہ میں۔

فائدہ: اور اوزاعیؒ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ جب جنگ احد کے دن حضرت ﷺ کو زخم لگا تو آپ ﷺ کسی چیز سے خون کو پونچھنے لگے یعنی اس کو کسی چیز سے پونچھ ڈالا اور اگر اس سے کچھ چیز زمین پر پڑتی تو البتہ تم پر آسمان سے عذاب اترتا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا الٰہی میری قوم کو بخش کہ وہ نہیں جانتے۔

٣٧٦٦۔ حَدَّثَنِيْ مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ قَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٧٦٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہایت غضب ہے اللہ کا اس مرد پر جس کو رسول اللہ ﷺ قتل کریں اللہ کی راہ میں سخت غضب ہوا اللہ کا اس قوم پر جنہوں نے اللہ کے پیغمبر کا چہرہ خون آلودہ کیا یعنی اس کو زخمی کیا یہاں تک کہ اس سے خون نکلا۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٣٧٦٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ أَنَّهٗ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَآءَ وَبِمَا دُوْوِيَ قَالَ كَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهٗ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ يَسْكُبُ الْمَآءَ بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَآءَ لَا

٣٧٦٧۔ ابو حازم سے روایت ہے اس نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ کسی نے ان سے حضرت ﷺ کے زخم کا حال پوچھا سو انہوں نے کہا خبردار قسم ہے اللہ کی البتہ میں پہچانتا ہوں اس کو جو حضرت ﷺ کا زخم دھوتا تھا اور جو پانی ڈالتا تھا اور اس چیز کو کہ اس سے حضرت ﷺ کی دوا ہوئی کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیٹی اس کو دھوتی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال سے اس پر پانی ڈالتے تھے سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی سے خون زیادہ ہوتا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور اس کو اس پر چپٹایا سو خون بند ہوا اور اس دن آپ ﷺ کا دانت توڑا گیا اور آپ ﷺ کا چہرہ

يَزِيْدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةً مِّنْ حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ وَّجُرِحَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهِ.

زخمی ہوا اور خود آپ ﷺ کے سر پر ٹوٹ گیا۔

فائدہ: اور واضح کیا ہے سعید بن عبدالرحمٰن نے ابو حازم سے اس چیز کو کہ روایت کی ہے طبرانی نے اس کے طریق سے سبب آنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کا طرف احد کی اور اس کا لفظ یہ ہے کہ جب جنگ احد کا دن ہوا اور مشرکین پلٹ گئے تو عورتیں اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف نکلیں تا کہ ان کو مدد دیں تو ان عورتوں میں فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی نکلیں سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو آپ ﷺ کو گلے لگایا اور آپ ﷺ کے زخموں کو پانی سے دھونے لگیں سو دھونے سو خون اور زیادہ ہوا سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ خون زیادہ ہوتا جاتا ہے تو چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور اس کو اس پر چمٹایا سو خون بند ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ چٹائی کو جلایا یہاں تک کہ راکھ ہوگئی سو وہ راکھ لے کر اس پر رکھی یہاں تک کہ خون بند ہوا اور حدیث اخیر میں کہا کہ پھر حضرت ﷺ نے اس دن فرمایا کہ سخت غضب ہوا اللہ کا اس قوم پر جنہوں نے پیغمبر کے چہرے کو خون آلود کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا الٰہی میری قوم کو بخش دے کہ وہ نہیں جانتے اور ایک روایت میں ہے کہ جنگ احد کے دن ابن قمئیہ نے حضرت ﷺ کے چہرے کو زخمی کیا سو اس نے حضرت ﷺ کو کہا کہ لو مجھ سے یہ زخم اور میں ابن قمئیہ ہوں سو حضرت ﷺ نے اس کو بددعا دی کہ اللہ تجھ کو ذلیل اور خوار کرے سو وہ اپنے گھر والوں کی طرف پھرا پھر اپنی بکریوں کی طرف نکلا تو ان کو پہاڑ کی چوٹی پر پایا اور وہ ان میں گھسا تو بکریوں کے نر نے اس پر حملہ کیا اور اس کو ایسا سینگ مارا کہ پہاڑ سے گرایا سو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دوا کرنی اور یہ کہ پیغمبر لوگ بھی تکلیف پہنچائے جاتے ہیں ساتھ عوارض دنیاوی کے زخموں اور دردوں اور بیماریوں سے تا کہ ان کے واسطے اس سے اجر بڑا ہو اور درجہ بلند ہو اور تا کہ پیروی کریں ساتھ ان کے تابعدار ان کے صبر میں ناگوار چیزوں پر اور نیک عاقبت واسطے پرہیزگاروں کے ہے۔ (فتح)

٣٧٦٨۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُ نَبِيٌّ وَّاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ دَمّٰى وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٧٦٨۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہایت غضب ہے اللہ کا اس شخص پر جس کو پیغمبر قتل کرے اور سخت عذاب ہوا اللہ کا اس پر جس نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو خون آلود کیا۔

بَابٌ ﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جنہوں نے قبول کیا حکم اللہ اور اس کے رسول کا بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچا۔

فائدہ: یعنی یہ باب ہے بیچ بیان سبب نازل ہونے اس کے کے اور یہ کہ وہ جنگ احد کے متعلق ہے کہا ابن اسحاق نے کہ جنگ احد ہفتے کا دن تھا شوال کی پندرہویں کو سو جب احد کے بعد اگلا دن ہوا یعنی سولہویں شوال کی تو حضرت ﷺ کے منادی نے لوگوں میں پکارا کہ دشمن کی طلب کے واسطے نکلو اور نہ نکلے ساتھ ہمارے مگر جو کل احد میں ہمارے ساتھ تھا سو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے ساتھ جانے کے واسطے آپ ﷺ سے اجازت مانگی حضرت ﷺ نے ان کو اجازت دی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نکلنے سے حضرت ﷺ کی غرض یہ تھی کہ دشمن گمان کریں کہ جو مسلمانوں کو مصیبت پہنچی ہے یعنی ستر آدمیوں کے قتل ہونے سے اس نے ان کو دشمن کی طلب سے سست نہیں کیا سو جب حضرت ﷺ حمراء الاسد میں پہنچے تو سعید بن ابو معبد خزاعی آپ ﷺ سے ملا اور آپ ﷺ سے اصحاب رضی اللہ عنہم کی تعزیت کی پھر اس نے آپ ﷺ کو بتلایا کہ ملا تھا وہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو اور حالانکہ وہ روحا میں تھے اور اپنے جی میں پشیمان تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے محمد ﷺ کے بڑے بڑے اشراف اصحاب رضی اللہ عنہم کو مار ڈالا اور ہم پھرے پہلے اس سے کہ ان کی جڑ کو اکھاڑیں یعنی اگر ہم نہ پھرتے تو خوب ہوتا اور انہوں نے مدینے کی طرف پھرنے کا ارادہ کیا سو خبر دی ان کو معبد نے کہ نکلے ہیں محمد ﷺ تمہاری طلب میں ایسی فوج میں کہ میں نے اس کی مانند کبھی نہیں دیکھی ان لوگوں سے جو مدینے میں پیچھے رہے تھے تو موڑا ان کو اس خبر نے ان کی رائے سے سو وہ مکے کی طرف پلٹ گئے۔ (فتح)

۳۷۶۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ قَالَتْ لِعُرْوَةَ يَا ابْنَ أُخْتِيْ كَانَ أَبَوَاكَ مِنْهُمُ الزُّبَيْرُ وَأَبُوْ بَكْرٍ لَمَّا أَصَابَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَصَابَ يَوْمَ أُحُدٍ وَانْصَرَفَ عَنْهُ الْمُشْرِكُوْنَ خَافَ أَنْ يَرْجِعُوْا قَالَ مَنْ

۳۷۶۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کے نزول میں کہ جنہوں نے قبول کیا حکم اللہ اور اس کے رسول کا بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچا اور جو ان میں سے نیک اور پرہیز گار ہیں ان کو ثواب ہے بڑا عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے میرے بھانجے تھے باپ تیرے زبیر رضی اللہ عنہ ان میں سے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ جب احد کے دن حضرت ﷺ کو جو مصیبت پہنچی اور مشرکین آپ ﷺ سے پلٹ گئے تو حضرت ﷺ ڈرے اس سے کہ پھر آئیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ ان کے پیچھے جائے تو مسلمانوں میں سے ستر مردوں نے

يَذْهَبُ فِيْ إِثْرِهِمْ فَانْتَدَبَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا قَالَ كَانَ فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَّالزُّبَيْرُ.

آپ ﷺ کا حکم قبول کیا ان میں سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

فائدہ: اور ان میں سے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ وغیرہم اور ذکر کیا ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے باب کی حدیث میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ مِنْهُمْ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْيَمَانُ وَأَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَمُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ.

باب ہے بیان میں ان لوگوں کے جو جنگ احد کے دن مسلمانوں میں سے شہید ہوئے ان میں سے ہیں حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور یمان رضی اللہ عنہ اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ۔

فائدہ: چونکہ حمزہ رضی اللہ عنہ پس پہلے گزر چکا ہے ذکر ان کا جدا باب میں اور اسی طرح یمان رضی اللہ عنہ وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد ہیں پس پہلے گزر چکا ہے ذکر ان کا بیچ اخیر باب اذ همت طائفتان کے اور اسی طرح نضر بن انس رضی اللہ عنہ پس یہ خطا ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ وہ انس بن نضر رضی اللہ عنہ ہیں اور چنانچہ نضر بن انس رضی اللہ عنہ سو وہ ان کا بیٹا ہے اور وہ اس وقت چھوٹے تھے اور اس کے بعد بہت زمانہ جیتے رہے اور تحقیق پہلے گزر چکا ہے ان بابوں میں ان لوگوں میں سے کہ اس میں شہید ہوئے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ جابر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں اور مشہور لوگوں میں سے عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ ہیں جو تیر اندازوں کے سردار تھے اور سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ اور مالک بن سنان رضی اللہ عنہ اور اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ اور بھائی حسان رضی اللہ عنہ کا اور حنظلہ بن ابی عامر رضی اللہ عنہ المعروف بغسیل الملائکۃ اور خارجہ بن زید اور عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ اور واسطے ہر ایک کے ان میں سے قصہ ہے مشہور نزدیک اہل مغازی کے۔ (فتح)

٣٧٧٠۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِّنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيْدًا أَعَزَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ سَبْعُوْنَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُوْنَ قَالَ وَكَانَ بِئْرُ مَعُوْنَةَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٣٧٧٠۔ قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نہیں جانتا کسی قوم کو عرب کی قوموں میں سے زیادہ تر شہید ہونے میں اور عزیز تر قیامت کے دن انصار سے یعنی انصاری لوگ سب قوموں سے زیادہ تر شہید ہوئے اور قیامت کے دن بھی انصار کو سب عرب سے زیادہ عزت ہو گی کہا قتادہ رضی اللہ عنہ نے اور حدیث بیان کی ہم سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ انصار میں سے ستر مرد جنگ احد کے دن شہید ہوئے اور ستر بئر معونہ کے دن شہید ہوئے اور ستر یمامہ کے دن شہید ہوئے اور بئر معونہ

وَسَلَّمَ وَيَوْمُ الْيَمَامَةِ عَلٰى عَهْدِ اَبِيْ بَكْرٍ يَوْمَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا اور یمامہ کا دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھا مسیلمہ کذاب کی لڑائی کا دن۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ستر مرد انصار میں سے جنگ احد کے دن مارے گئے تو یہی ہے مقصود بالذکر اس حدیث سے اس جگہ اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ سب انصار میں سے تھے اور یہ اسی طرح ہے مگر تھوڑے ان میں سے اور با ترتیب بیان کیے ہیں ابن اسحاق نے نام ان کے جو مسلمانوں میں سے جنگ احد میں شہید ہوئے سو پہنچی گنتی ان کی پینسٹھ کو ان میں سے اور چار مہاجرین میں سے ہیں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ احد کے دن انصار میں سے چونسٹھ مارے گئے اور مہاجرین میں سے چھ اور یہ جو کہا کہ بئر معونہ کے دن ستر مارے گئے تو اس کی شرح قریب آتی ہے اور واضح ہوگا کہ سب انصار میں سے نہ تھے بلکہ بعض مہاجرین میں سے تھے مثل عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور نافع بن ورقا رضی اللہ عنہ وغیرہ کے۔ (فتح)

٣٧٧١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى اُحُدٍ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ يَقُوْلُ اَيُّهُمْ اَكْثَرُ اَخْذًا لِّلْقُرْاٰنِ فَاِذَا اُشِيْرَ لَهٗ اِلٰى اَحَدٍ قَدَّمَهٗ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَآئِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوْا.

٣٧٧١۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ احد کے شہیدوں میں سے دو دو لاشوں کو ایک کپڑے میں جمع کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان میں سے زیادہ کس کو قرآن یاد ہے سو جب آپ ﷺ کے واسطے ایک طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو قبر میں آگے کرتے یعنی اس کو قبلے کی طرف مقدم کرتے گویا کہ وہ امام ہوتا بسبب قاری ہونے کے اور فرمایا کہ میں ان پر گواہ ہوں گا قیامت کے دن اور حکم کیا ان کے دفن کرنے کا ان کے خونوں میں اور نہ ان پر نماز پڑھی گئی اور نہ ان کو غسل دیا گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔ اور یہ جو کہا کہ ان کا جنازہ نہ پڑھا گیا تو جواب دیا ہے اس سے بعض حنفیہ نے بایں طور کہ وہ نافی ہے اور اس کا غیر مثبت ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ مثبت مقدم ہے اور پر نفی کے جو غیر محصور ہو اور چونکہ نفی شے محصور کی جب کہ ہو راوی اس کا حافظ پس تحقیق وہ راجح ہوتی ہے اثبات پر جب کہ ہو راوی اس کا ضعیف مانند اس حدیث کے جس میں ثابت کرنا نماز کا ہے اوپر شہید کے اور بر تقدیر تسلیم ہم کہتے ہیں کہ جن حدیثوں میں شہید کے جنازہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے وہ فقط حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہیں پس احتمال ہے کہ ہو یہ اس قسم سے کہ خاص کیے گئے ہیں ساتھ اس کے حمزہ رضی اللہ عنہ ساتھ فضیلت کے اور جواب دیا گیا ہے کہ خاصہ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور جواب دیا جاتا ہے کہ احتمال موقوف رکھتا ہے استدلال کو کہتے ہیں اور ممکن ہے تطبیق بایں طور

کہ اس دن حضرت ﷺ نے ان پر نماز پڑھی جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر دوسرے دن ان پر نماز پڑھی جیسا کہ ان کے غیر نے کہا۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو الْوَلِيْدِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِيْ جَعَلْتُ أَبْكِيْ وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْهِهٖ فَجَعَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَوْنِيْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَنْهَ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَبْكِيْهِ أَوْ مَا تَبْكِيْهِ مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهٗ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رُفِعَ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میرا باپ شہید ہوا یعنی احد کے دن تو میں نے رونا شروع کیا اور میں کپڑا اٹھا کر ان کے منہ کو دیکھنے لگا تو حضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم مجھ کو منع کرنے لگے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس پر مت رویا فرمایا کہ تو اس پر کیوں روتا ہے ہمیشہ اس پر فرشتے اپنے پروں کا سایہ کیے رہے یہاں تک کہ تم نے ان کی لاش کو اٹھایا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ نہی واسطے جابر رضی اللہ عنہ کے ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ نہی واسطے فاطمہ بنت عمرو رضی اللہ عنہا کے واسطے ہے جو جابر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔ (فتح)

۳۷۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أُرٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأَيْتُ فِيْ رُؤْيَايَ أَنِّيْ هَزَزْتُ سَيْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ أُخْرٰى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ فَإِذَا هُوَ مَا جَآءَ بِهِ اللّٰهُ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا وَّاللّٰهُ خَيْرٌ فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ.

۳۷۷۲۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے خواب میں دیکھا کہ میں نے اپنی تلوار کو ہلایا تو وہ اوپر سے ٹوٹ گئی تو اس کا انجام مسلمانوں کی شہادت ہوئی جنگ احد میں پھر میں نے تلوار کو دوسری بار ہلایا تو پھر ثابت ہوگئی آگے سے اچھی تو ناگہاں اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ اللہ نے فتح نصیب کی اور مسلمانوں کی جماعت قائم ہوئی یعنی جنگ احد کے بعد مکہ فتح ہوا اور اسلام کے لشکر نے زور پکڑا اور میں نے خواب میں گائے دیکھی جو ذبح کی جاتی ہے اور اللہ کا فعل بہتر ہے تو اس کا انجام یہ ہوا کہ احد کے دن مسلمان شہید ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ واللہ خیر یعنی اللہ کے نزدیک بہتری ہے اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے انی رایت واللہ خیرا رایت بقرا یعنی قسم ہے اللہ کی میں نے خواب میں خیر کو دیکھا میں نے گائے کو دیکھا اور یہ روایت واضح تر ہے

اور مراد تلوار سے ذوالفقار ہے۔ (فتح)

٣٧٧٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ خَبَّابٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى أَوْ ذَهَبَ لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يَتْرُكْ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَأْسَهُ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ الْإِذْخِرَ أَوْ قَالَ أَلْقُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.

٣٧٧٣۔ خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اور ہم اللہ کی رضا مندی چاہتے تھے سو ہمارا اجر اللہ پر واجب ہوا یعنی محض اس کے فضل سے سو ہم سے بعض وہ شخص ہے جو مر گیا اور اپنے ثواب سے کچھ نہ کھایا ان میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے کہ جنگ احد کے دن شہید ہوئے اور نہ پیچھے رہی ان کی کچھ چیز مگر ایک چادر جب ہم اس سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے پاؤں کھل جاتے تھے اور جب ہم اس سے ان کے پاؤں ڈھانکتے تھے تو ان کا سر کھل جاتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے ان کا سر ڈھانک دو اور ان کے پاؤں پر اذخر کی گھاس ڈال دو اور ہم میں سے بعض وہ شخص ہے جس کا پھل پکا سو وہ اس کو چنتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابٌ أُحُدٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ قَالَهُ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ پہاڑ احد ہم کو چاہتا ہے کہا ہے اس کو عباس بن سہل نے ابی حمید سے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کہا سہیلی نے کہ نام رکھا گیا ہے احد کا احد واسطے اکیلا ہونے اس کے جدا ہونے اس کے اور پہاڑوں سے اس جگہ یا واسطے اس چیز سے کہ واقع ہوئی اہل اس کے سے توحید کی مدد سے۔ (فتح)

٣٧٧٤۔ حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

٣٧٧٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے اور ہم اس پہاڑ کو چاہتے ہیں۔

٣٧٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ أُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَإِنِّيْ حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا.

٣٧٧٥۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہاڑ احد نظر آیا تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو چاہتا ہے اور ہم اس کو چاہتے ہیں الٰہی بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا یعنی اس کے حرم میں شکار وغیرہ کرنا درست نہیں اور میں حرام کرتا ہوں جو مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر ہے۔

فائدہ: اور یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احد کے حق میں کئی بار واقع ہوا ہے اور اس کے معنی میں علماء کے کئی قول ہیں کہ یہاں مضاف محذوف ہے اور معنی یہ ہیں کہ اہل احد یعنی احد کے پاس رہنے والے اور مراد ساتھ اس سے انصار ہیں اس واسطے کہ وہ احد کے ہمسائے ہیں دوسرا یہ کہ فرمایا یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے خوشی کے ساتھ زبان حال کے جب کہ آئے سفر سے واسطے قریب ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے اہل سے اور ملاقات کرنے ان کے سے اور یہ فعل دوست کا ہے ساتھ دوست کے تیسرا یہ کہ حب دونوں طرف سے حقیقت پر ہے اور اپنے ظاہر پر واسطے ہونے احد کے بہشت کے پہاڑوں سے جیسا کہ مرفوع حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ احد بہشت کے پہاڑوں سے ہے روایت کی یہ حدیث احمد نے اور ممکن ہے اس سے محبت جیسا کہ جائز ہے اس سے سبحان اللہ کہنا اور تحقیق خطاب کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ خطاب عاقل کے سو فرمایا جب کہ وہ کانپا کہ ٹھہر جا اے احد اور کہا سہیلی نے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے فال نیک کو اور نام نیک کو اور نہیں ہے کوئی نام نیک اس نام سے کہ مشتق ہوا احدیت سے اور باوجود ہونے اس کے مشتق احدیت سے پس اس کے حرفوں کی حرکت رفع ہے یعنی پیش ہے اور یہ مشعر ہے ساتھ بلند ہونے دین احد کے اور اونچا ہونے اس کے پس متعلق ہوئے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے لفظ اور معنی دونوں میں پس خاص کیا گیا ساتھ اس کی فضیلت کے پہاڑوں کے درمیان سے اور کچھ بیان اس کا جہاد میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

٣٧٧٦۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّيْ فَرَطٌ لَّكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْاٰنَ

٣٧٧٦۔ عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر کو نکلے سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے شہیدوں پر نماز پڑھی جیسے مردے کا جنازہ پڑھتے ہیں پھر منبر کی طرف پھرے سو فرمایا کہ البتہ میں تمہارے واسطے ہراول اور پیشوا ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور البتہ میں اپنے حوض کوثر کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم ہے اللہ کی میں تم پر اس سے نہیں ڈرتا کہ تم مشرک

وَإِنِّيْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ وَإِنِّيْ وَاللهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا.

ہو جاؤ گے بعد میرے لیکن اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا کے لالچ میں کہیں پڑ کر آپس میں حسد نہ کرنے لگو۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان ابھی ہو چکا ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيْعِ وَرِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَحَدِيْثِ عَضَلٍ وَّالْقَارَةِ وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَّخُبَيْبٍ وَّأَصْحَابِهٖ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ.

باب ہے بیان میں جنگ رجیع اور رعل اور ذکوان اور بئر معونہ کے اور حدیث عضل اور قارہ کے اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور خبیب رضی اللہ عنہ اور اس کے دس ساتھیوں کے ابن اسحاق نے کہا کہ اس میں عاصم بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی کی غزوہ رجیع احد کے بعد واقع ہوا۔

فائدہ: رجیع ایک جگہ کا نام ہے ہذیل کے شہروں سے یہ واقع اس کے قریب ہوا تھا پس نام رکھا گیا ساتھ اس کے اور رعل اور ذکوان عرب کے دو قبیلوں کا نام ہے بنی سلیم کی قوم سے پس نسبت کیا گیا ہے جنگ کو طرف ان کی اور بئر معونہ بھی ایک جگہ کا نام ہے ہذیل کے شہروں سے درمیان مکے اور عسفان کے اور یہ واقعہ معروف ہے ساتھ سریہ قراء کے یعنی قاریوں کا چھوٹا لشکر اور تھا یہ واقع ساتھ بنی رعل اور ذکوان کے جو مذکور ہیں اور اس کا ذکر اسی باب میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آتا ہے اور عضل اور قارہ بھی عرب کے دو قبیلوں کا نام ہے اور قصہ عضل اور قارہ کا رجیع کی جنگ میں تھا نہ بئر معونہ کے لشکر میں اور تفصیل کی ہے ابن اسحاق نے پس ذکر کیا اس نے رجیع کی جنگ کو تیسرے سال کے آخر میں اور بئر معونہ کو چوتھے سال کی ابتدا میں اور نہیں واقع ہوا ذکر عضل اور قارہ کا نزدیک امام بخاری رحمہ اللہ کے صریح طور سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے نزدیک ابن اسحاق کے کہ اس نے احد کا پورا قصہ بیان کرنے کے بعد کہا ذکر یوم رجیع کا حدیث بیان کی ہے مجھ سے عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہ جنگ احد کے بعد ایک جماعت قبیلہ عضل اور قارہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم مسلمان ہوئے ہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب رضی اللہ عنہم کو ہمارے ساتھ بھیجیں کہ ہم کو دین کے احکام سمجھائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے چھ مردوں کو ان کے ساتھ بھیجا پس ذکر کیا قصے کو اور پہچانا گیا ساتھ اس کے قول امام بخاری رحمہ اللہ کا کہ کہا ابن اسحاق نے کہ یہ حدیث بیان کی ہم سے عاصم بن عمرو نے کہ وہ احد کے بعد تھا اور ضمیر إِنَّهَا کی جنگ رجیع کی طرف پھرتی ہے نہ طرف غزوہ بئر معونہ کے یعنی جنگ رجیع احد کے بعد تھا اور باقی فائدے اس کے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بعد آئیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تنبیہ: اس ترجمہ کی چال سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ جنگ رجیع اور بئر معونہ ایک ہی چیز ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں جیسا کہ میں نے اس کو واضح کیا ہے سو غزوہ رجیع کا سریہ عاصم رضی اللہ عنہ اور خبیب رضی اللہ عنہ کا تھا اور وہ کل دس مردوں کا لشکر تھا اور یہ جنگ قبیلہ عضل اور قارہ کے ساتھ تھی اور بئر معونہ ستر قاریوں کا لشکر تھا اور یہ جنگ رعل اور ذکوان کے ساتھ تھی اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے درج کیا ہے ایک کو دوسرے میں واسطے قریب ہونے ایک کے دوسرے سے اور دلالت کرتی ہے اس کے قریب ہونے پر اس سے وہ چیز ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی لحیان اور بنی عصیہ وغیرہم کو اکٹھے بددعا دی اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ بئر معونہ کی خبر اور اصحاب رجیع کی خبر دونوں ایک رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور امام بخاری رحمہ اللہ علیہ کی یہ مراد نہیں کہ وہ دونوں ایک قصہ ہیں۔ (فتح)

٣٧٧٧۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِیْ سُفْیَانَ الثَّقَفِیِّ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَرِیَّةً عَیْنًا وَّأَمَّرَ عَلَیْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ وَّهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی إِذَا کَانَ بَیْنَ عُسْفَانَ وَمَکَّةَ ذُکِرُوْا لِحَیٍّ مِنْ هُذَیْلٍ یُّقَالُ لَهُمْ بَنُوْ لَحْیَانَ فَتَبِعُوْهُمْ بِقَرِیْبٍ مِّنْ مِّائَةِ رَامٍ فَاقْتَصُّوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰی أَتَوْا مَنْزِلًا نَّزَلُوْهُ فَوَجَدُوْا فِیْهِ نَوَی تَمْرٍ تَزَوَّدُوْهُ مِنَ الْمَدِیْنَةِ فَقَالُوْا هٰذَا تَمْرُ یَثْرِبَ فَتَبِعُوْا اٰثَارَهُمْ حَتّٰی لَحِقُوْهُمْ فَلَمَّا انْتَهٰی عَاصِمٌ وَّأَصْحَابُهٗ لَجَئُوْا إِلٰی فَدْفَدٍ وَّجَآءَ الْقَوْمُ فَأَحَاطُوْا بِهِمْ فَقَالُوْا لَکُمُ الْعَهْدُ وَالْمِیْثَاقُ إِنْ

٣٧٧٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر جاسوسی کے لیے بھیجا تا کہ قریش کی خبر لائیں اور عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا اور عاصم رضی اللہ عنہ جد ہیں عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سو وہ چلے یہاں تک کہ جب مکے اور عسفان کے درمیان پہنچے تو ذکر کیے گئے واسطے ایک قبیلے کے ہذیل سے جس کو بنولحیان کہا جاتا ہے سو پیچھے لگے ان کے قریب سو تیر انداز کے اور ان کا کھوج پکڑا یہاں تک کہ ایک جگہ میں آئے جس میں اصحاب رضی اللہ عنہم اترے تھے سو انہوں نے ان میں کھجور کی گٹھلیاں پائیں جو انہوں نے مدینے سے خرچ راہ لیا تھا تو انہوں نے کہا کہ یہ مدینے کی کھجور ہے سو ان کے پیچھے پڑے یہاں تک کہ ان سے ملے سو جب عاصم رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی چلنے سے باز رہے یعنی بے بس ہوئے تو انہوں نے ایک اونچے ٹیلے کی طرف پناہ لی اور کافروں نے آکر ان کو گھیر لیا اور کہا کہ تمہارے واسطے عہد و پیمان ہے کہ اگر تم ہماری طرف اترو تو ہم تم میں سے کسی مرد کو قتل نہیں کریں گے عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تو کافر کے

نَزَلْتُمْ إِلَيْنَا أَنْ لَا نَقْتُلَ مِنْكُمْ رَجُلًا فَقَالَ
عَاصِمٌ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِيْ ذِمَّةِ كَافِرٍ
اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَقَاتَلُوْهُمْ حَتّٰى
قَتَلُوْا عَاصِمًا فِيْ سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالنَّبْلِ وَبَقِيَ
خُبَيْبٌ وَّزَيْدٌ وَّرَجُلٌ اٰخَرُ فَأَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ
وَالْمِيْثَاقَ فَلَمَّا أَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيْثَاقَ
نَزَلُوْا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوْا مِنْهُمْ حَلُّوْا
أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوْهُمْ بِهَا فَقَالَ الرَّجُلُ
الثَّالِثُ الَّذِيْ مَعَهُمَا هٰذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ فَأَبٰى
أَنْ يَّصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوْهُ وَعَالَجُوْهُ عَلٰى أَنْ
يَّصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَتَلُوْهُ وَانْطَلَقُوْا
بِخُبَيْبٍ وَّزَيْدٍ حَتّٰى بَاعُوْهُمَا بِمَكَّةَ
فَاشْتَرٰى خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ
نَوْفَلٍ وَّكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ
بَدْرٍ فَمَكَثَ عِنْدَهُمْ أَسِيْرًا حَتّٰى إِذَا
أَجْمَعُوْا قَتْلَهُ اسْتَعَارَ مُوْسٰى مِنْ بَعْضِ
بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فَأَعَارَتْهُ قَالَتْ
فَغَفَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِّيْ فَدَرَجَ إِلَيْهِ حَتّٰى أَتَاهُ
فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهِ فَلَمَّا رَأَيْتُهُ فَزِعْتُ
فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ مِنِّيْ وَفِيْ يَدِهِ الْمُوْسٰى
فَقَالَ أَتَخْشَيْنَ أَنْ أَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِأَفْعَلَ
ذَاكِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ
أَسِيْرًا قَطُّ خَيْرًا مِّنْ خُبَيْبٍ لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ
مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَّمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ
وَإِنَّهُ لَمُوْثَقٌ فِي الْحَدِيْدِ وَمَا كَانَ إِلَّا رِزْقٌ

ذمہ میں نہیں اترتا الٰہی اپنے پیغمبر ﷺ کو ہمارے حال سے
خبر کر دے سو کافر ان سے لڑے اور ان کو تیروں سے مارا
یہاں تک کہ عاصم رضی اللہ عنہ سمیت سات آدمیوں کو مار ڈالا اور
باقی رہے خبیب رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور ایک مرد اور سو کافروں
نے ان سے قول قرار کیا سو جب انہوں نے ان کو عہد و پیمان
دیا تو وہ ان کی طرف اترے سو جب کافروں نے ان پر قابو پا
لیا تو ان کی کمانوں کی تانت کھول کر اس سے ان کو باندھا سو
کہا تیسرے مرد نے جو ان کے ساتھ تھا یہ پہلا دغا ہے سو اس
نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا سو کافروں نے ان کو
کھینچا اور اس کے ساتھ بہت کوشش کی کہ ان کا ساتھ دے
اس نے نہ مانا تو انہوں نے اس کو بھی مار ڈالا اور خبیب رضی اللہ عنہ
اور زید رضی اللہ عنہ کو لے کر چلے یہاں تک کہ دونوں کو مکے میں جا
بیچا سو خریدا خبیب رضی اللہ عنہ کو حارث بن عامر کی اولاد نے اور
خبیب رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن حارث کو قتل کیا تھا سو خبیب رضی اللہ عنہ
ان کے پاس قید رہے یہاں تک کہ جب سب نے ان کے قتل
پر اتفاق کیا تو انہوں نے حارث کی کسی بیٹی سے استرا مانگا زیر
ناف بال لینے کے لیے اس نے ان کو دیا وہ عورت کہتی ہے سو
میں اپنے ایک بچے سے غافل ہوئی وہ خبیب رضی اللہ عنہ کی طرف
چلا گیا یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچا انہوں نے اس کو اپنی
ران پر بٹھایا سو جب میں نے اس کو دیکھا تو میں بہت گھبرائی
کہ انہوں نے میرا گھبرانا پہچانا اور ان کے ہاتھ میں استرا تھا
سو انہوں نے کہا کہ کیا تو ڈرتی ہے کہ میں اس کو قتل کروں گا
میں یہ کام ہرگز نہیں کروں گا اگر اللہ نے چاہا اور وہ عورت
کہتی تھی کہ میں نے کبھی کوئی قیدی خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر نہیں
دیکھا البتہ میں نے ان کو دیکھا کہ انگور کا گچھا کھاتے تھے اور

رَزَقَهُ اللّٰهُ فَخَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فَقَالَ دَعُوْنِيْ أُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْلَا أَنْ تَرَوْا أَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ مِّنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُّ فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَحْصِهِمْ عَدَدًا ثُمَّ قَالَ مَا أُبَالِيْ حِيْنَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا عَلٰى أَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِيْ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَّشَأْ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهٗ وَبَعَثَتْ قُرَيْشٌ إِلٰى عَاصِمٍ لِّيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِّنْ جَسَدِهٖ يَعْرِفُوْنَهٗ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيْمًا مِّنْ عُظَمَآئِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُّسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا مِنْهُ عَلٰى شَيْءٍ.

اس وقت کے میں پھل نہ تھا اور وہ لوہے کی زنجیروں میں بندھا تھا اور نہ تھا وہ مگر رزق اللہ نے ان کو روزی دی سو ان کو لے کر حرم سے باہر نکلے تا کہ ان کو قتل کریں خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ کو چھوڑو کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں پھر نماز پڑھ کر ان کی طرف پھرے اور کہا کہ اگر اس کا خیال نہ ہوتا کہ تم گمان کرو گے کہ میں موت کے خوف سے بے قرار ہوں تو البتہ میں نماز کو زیادہ کرتا یعنی دو رکعت اور پڑھتا سو پہلے پہل انہوں نے قتل ہونے کے وقت دو رکعت نماز پڑھنے کی سنت جاری کی پھر خبیب رضی اللہ عنہ نے ان کو بد دعا دی سو کہا کہ الٰہی گن ان کے عدد کو یعنی ان کو ہلاک کر اور ان کی جڑ اکھاڑ اور کسی کو ان میں سے باقی نہ چھوڑ پھر انہوں نے کہا کہ مجھ کو کچھ پرواہ نہیں جبکہ میں مسلمانی کی حالت میں مارا جاؤں جس کروٹ پر کہ ہو اللہ کی راہ میں مرنا میرا اور یہ مرنا میرا اللہ کی راہ میں ہے اور اگر اللہ چاہے تو برکت کرے گا بیچ اعضاء بدن کے جو کاٹا جاتا ہے پھر عقبہ بن حارث اس کی طرف اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے ان کو قتل کیا اور قریش نے چند آدمیوں کو عاصم رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا یعنی جبکہ ان کو خبر ہوئی یہ کہ عاصم رضی اللہ عنہ مارے گئے ہیں یہ کہ عاصم رضی اللہ عنہ کے بدن سے کچھ گوشت کاٹ لائیں جس سے ان کو ان کا مرنا معلوم ہو اور عاصم رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن ان کے ایک بڑے رئیس کو مارا تھا سو اللہ نے ان پر بدلی کی طرح بھڑوں کا ایک جھنڈ بھیجا تو بھڑوں نے ان کو قریش کے ایلچیوں سے بچایا سو وہ ان کے بدن سے کچھ چیز نہ کاٹ سکے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ خبیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس قید رہے یعنی یہاں تک کہ حرمت والے چار مہینے گزر گئے اور ایک روایت میں موہب سے ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ میری حفاظت میں تھے کہ اے موہب میں تجھ سے تین

چیزیں چاہتا ہوں ایک یہ کہ تو مجھ کو میٹھا پانی پلائے اور ایک یہ کہ جو جانور بتوں پر ذبح کیا جائے اس کا گوشت مجھ کو نہ کھلائے اور یہ کہ جب میرے مارنے کا ارادہ کرے تو مجھ کو بتلا دے اور یہ جو اس عورت نے کہا کہ میں اپنے بچے سے غافل ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا سو بچہ اس کی طرف آگے بڑھا خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے پاس بٹھایا تو عورت ڈری کہ اس کو مار ڈالے سو ان کو قسم دی اور ایک روایت میں ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے بچے کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اللہ نے مجھ کو تم پر قابو دیا سو اس عورت نے کہا کہ مجھ کو تجھ سے یہ گمان نہ تھا کہ تو میرے بچے کو مار ڈالے تو خبیب رضی اللہ عنہ نے استرے کو اس کی طرف پھینکا اور کہا کہ میں تو خوش طبعی کرتا تھا اور یہ جو کہا کہ نہ تھا وہ مگر رزق جو اللہ نے ان کو دیا تو ابن بطال نے کہا کہ ممکن ہے کہ اللہ نے بنایا ہو اس کو نشانی اوپر کافروں کے اور دلیل واسطے پیغمبر اپنے کے واسطے صحیح کرنے پیغمبری ان کی کے کہا اور لیکن جو دعوی کرتا ہے آج کے دن اس کے واقع ہونے کا درمیان مسلمانوں کے تو اس کی کوئی وجہ نہیں اس واسطے کہ مسلمان دین میں داخل ہو چکے ہیں اور پیغمبری کے ساتھ یقین رکھتے ہیں پس کیا معنی ہیں واسطے ظاہر کرنے نشانی اور کرامت کے نزدیک ان کے اور اگر نہ ہوتا اس کے جائز رکھنے میں مگر یہ کہ کہے کوئی جاہل کہ جب جائز ہے ظاہر ہونا ان نشانیوں کا اوپر ہاتھ غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو کیوں کر ہم تصدیق کریں ان کو اپنے پیغمبر سے اور فرض کی ہوئی یہ بات ہے کہ پیغمبر کے سوا غیر کے ہاتھ پر یہ نشانی ظاہر ہوتی ہے تو البتہ ہوتا ہے اس کے انکار میں قطع کرنا واسطے ذریعہ کے یہاں تک کہ کہا کہ مگر یہ کہ ہو واقع ہونا اس کا اس قسم سے کہ نہ عادت کے مخالف ہو اور نہ ذات کو بدلے مثل اس کے کہ تکریم کرے اللہ بندے کی ساتھ قبول کرنے دعا کے کبھی کسی وقت اور مانند اس کے اس قسم سے کہ ظاہر ہو اس میں فضیلت فاضل کی اور کرامت ولی کی اور اسی قسم سے ہے بچانا اللہ کا عاصم رضی اللہ عنہ کو تا کہ ان کا دشمن ان کی عزت خراب نہ کرے اور حاصل یہ ہے کہ ابن بطال نے میانہ روی اختیار کی ہے درمیان اس شخص کے جو ثابت کرتا ہے کرامت اور جو نفی کرتا ہے اس کی پس کہا اس نے کہ ثابت وہ چیز ہے کہ جاری ہے ساتھ اس کے عادت بعض لوگوں کی کبھی کبھی یعنی جو کرامت عادت کے موافق ہو اس کا واقع ہونا ممکن ہے اور ممتنع وہ ہے جو ذات کو بدل ڈالے مثلا جو کرامت کسی چیز کی ذات کو بدل ڈالے اس کا واقع ہونا ممکن نہیں یہ قول ابن بطال کا ہے اور مشہور اہل سنت سے ثابت کرنا کرامتوں کا ہے مطلق یعنی ہر قسم کی کرامت کا واقع ہونا ممکن ہے یعنی خواہ بعض لوگوں کی عادت کے موافق ہو یا کسی چیز کی ذات بدل جائے لیکن مستثنیٰ کیا ہے بعض محققین نے اس میں سے مانند ابو القاسم القشیری کی اس چیز کو کہ واقع ہوا ہے ساتھ اس کے مقابلہ واسطے بعض پیغمبروں کے کافروں سے پس کہا کہ نہیں پہنچتے طرف مثل پیدا کرنے اولاد کے بغیر باپ کے اور مانند اس کے اور یہ مذہب قریب تر ہے طرف انصاف کی سب مذہبوں سے اس واسطے کہ قبول ہونا دعا کا فی الحال اور بہت ہونا کھانے اور پانی کا اور مکاشفہ ہونا سامنے نظر آنا اس چیز کا کہ آنکھ سے چھپی ہو اور پیش گوئی کرنا یعنی آئندہ کی خبر دینا

اور مانند اس کی بہت ہے یہاں تک کہ ہو گیا ہے واقع ہونا اس کا صالحین سے مانند عادت کی پس بند ہوئی کرامت اس چیز میں کہ کہا ہے اس کو قشیری نے اور متعین ہوا قید کرنا اس شخص کے قول کا جو مطلق کہتا ہے کہ جو معجزہ کہ پیغمبر ﷺ سے پایا جائے جائز ہے واقع ہونا اس کا واسطے کرامت ولی کے اور اس سب بیان کے بعد یہ ہے کہ جو بات عام کے نزدیک قرار پا چکی ہے یہ ہے کہ خرق عادت کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس سے یہ واقع ہو وہ اللہ کے ولیوں میں سے ہے اور یہ غلطی ہے اس شخص کی جو اس کا قائل ہے اس واسطے کہ خارق یعنی امر مخالف عادت کے کبھی ظاہر ہوتا ہے جھوٹے کذاب کے ہاتھ پر جادوگر اور کاہن اور درویش بے دین سے پس محتاج ہے وہ شخص جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے اوپر ولایت ولی کے طرف فارق کی جو فرق کرے درمیان ان کے اور اولی تر اس چیز سے جس کو انہوں نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ جس کے ہاتھ پر خارق عادت واقع ہو اس کے حال کا امتحان کیا جائے پس اگر شرع کے حکموں کا پابند ہو اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرنے والا ہو تو وہ نشانی ہے اس کے ولی ہونے کی اور اگر شرع کے احکام کا پابند نہ ہو تو وہ ولی نہیں ہے بلکہ جھوٹا ہے یعنی جادوگر ہے یا کاہن ہے یا راہب اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق اور یہ جو انہوں نے کہا کہ الٰہی ان کو ہلاک کر اور کسی کو ان میں سے باقی نہ چھوڑ تو ایک روایت میں زیادہ ہے کہ خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی میں نہیں پاتا تو حضرت ﷺ کو میرا سلام پہنچائے سو تو پہنچا دے اس روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب خبیب رضی اللہ عنہ سولی کی لکڑی پر اٹھائے گئے تو انہوں نے کافروں کو بد دعا دی تو ان میں سے ایک مرد زمین سے چمٹ گیا واسطے خوف سے ان کی بد دعا سے سو ایک سال ان پر نہ گزرا کہ سب کے سب مارے گئے سوائے اس مرد کے جو زمین سے چمٹ گیا تھا کہ وہ بچ رہا اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آ کر ان کی خبر حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے فرمایا علیک السلام یا خبیب رضی اللہ عنہ یعنی اور سلام تجھ کو اے خبیب رضی اللہ عنہ قتل کیا اس کو قریش نے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کافروں نے اس میں ہتھیار رکھا اور وہ سولی پر چڑھائے گئے تھے تو ان کو قسم دے کر پکارا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ محمد ﷺ تمہاری جگہ سولی دیے جائیں خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی میں نہیں چاہتا کہ میرے بدلے حضرت ﷺ کے پاؤں میں کانٹا لگے اور یہ جو کہا کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے ان کے ایک بڑے رئیس کو مارا تھا تو شاید وہ عقبہ بن ابی معیط تھا کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت ﷺ کے حکم سے باندھ کر مارا تھا بعد اس کے کہ پھرے بدر سے اور یہ جو کہا کہ اللہ نے بھڑوں کا جھنڈ بھیجا (تو وہ ان کے سامنے اڑتے تھے اور ان کو کاٹتے تھے) پس انہوں نے ان کو ان کے گوشت کاٹنے سے روکا اور ایک روایت میں یہی ہے کہ عاصم رضی اللہ عنہ نے اللہ سے عہد کیا ہوا تھا کہ وہ مشرک کو ہاتھ نہ لگائے اور نہ کوئی مشرک ان کو ہاتھ لگائے کبھی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر پہنچی تو کہا کہ نگاہ رکھتا ہے اللہ مسلمان بندے کو بعد وفات اس کی کے جیسا کہ نگاہ رکھتا ہے اس کو اس کی زندگی میں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے قیدی کے یہ کہ باز رہے امان کے قبول کرنے سے اور نہ قدرت دے

اپنی جان پر کافر کو اگرچہ قتل کیا جائے واسطے عار کے اس سے کہ جاری ہوا اس پر حکم کافر کا یہ کہ حکم اس وقت ہے جبکہ شدت کو لینا چاہے اور اگر رخصت کو لینا چاہے تو اس کو جائز ہے کہ امان مانگے حسن بصری نے کہا کہ اس کا کچھ ڈر نہیں اور سفیان ثوری نے کہا کہ میں اس کو مکروہ جانتا ہوں اور اس میں پورا کرنا عہد کا ہے جو مشرکین سے ہو چکا ہے اور پرہیز کرنے ان کی اولاد سے قتل کرنے سے اور نرمی کرنے ساتھ اس شخص کے کہ ارادہ کیا گیا ہے قتل کرنے اس کے کا اور اس میں ثابت کرنا ہے کرامت اولیاء کا اور بددعا دینی مشرکوں کو عام طور سے اور نماز پڑھنا وقت قتل ہونے کے اور اس میں بنانا شعر کا ہے اور پڑھنا اس کا وقت قتل کے اور اس میں دلالت ہے اوپر قوت یقین خبیب رضی اللہ عنہ کی اور شدت ان کی کے اپنے دین میں اور اس میں ہے کہ اللہ مبتلا کرتا ہے اپنے بندے مسلمان کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہتا ہے جیسا کہ اس کے علم میں پہلے گزر چکا ہے تا کہ اس کو ثواب دے اور اگر تیرا اللہ چاہتا تو اس کو نہ کرتے اور اس میں قبول ہونا مسلمان کی دعا کا ہے اور اکرام اس کا زندگی میں اور بعد مرنے کے اور سوائے اس کے اور فوائد سے جو تامل سے ظاہر ہوتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قبول کیا اللہ نے اس کی دعا کو بیچ بچانے گوشت اس کے مشرکین سے اور نہ منع کیا ان کو ان کے قتل کرنے سے واسطے اس چیز کے کہ ارادہ کیا اللہ نے اکرام کرنے اس کے سے ساتھ شہادت کے اور اس کی کرامت سے ہے بچانا اس کا ہتک عزت اس کی سے ساتھ کاٹنے اس کے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر مشرکین قریش تعظیم کرتے حرم مکہ سے اور تعظیم حرام کے مہینوں سے۔ (فتح)

٣٧٧٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ الَّذِيْ قَتَلَ خُبَيْبًا هُوَ أَبُوْ سِرْوَعَةَ.

٣٧٧٨۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جس نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا وہ ابوسروعہ تھا۔

فائدہ: ابوسروعہ کا نام عقبہ بن حارث ہے اور عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل نہیں کیا بلکہ ابومیسرہ نے ان کو قتل کیا تھا۔

٣٧٧٩۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِحَاجَةٍ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَّذَكْوَانُ عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا بِئْرُ مَعُوْنَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ وَاللّٰهِ مَا إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا

٣٧٧٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر آدمیوں کو کسی کام کے واسطے بھیجا ان کو قاری کہا جاتا تھا یعنی وہ اصحاب رضی اللہ عنہم قرآن کے قاری تھے سو پیش آئے ان کو ساتھ جنگ کے دو قبیلے قوم بنی سلیم میں سے یعنی رعل اور ذکوان نزدیک کنویں کے جس کا بئر معونہ کہا جاتا ہے تو قوم مسلمانوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نے تمہارا ارادہ نہیں کیا یعنی ہمارا ارادہ تم سے لڑنے کا نہیں ہم تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی

إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُوْنَ فِيْ حَاجَةٍ لِّلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوْهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ وَذٰلِكَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَأَلَ رَجُلٌ أَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ أَبَعْدَ الرُّكُوْعِ أَوْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَآءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَآءَةِ.

کام کے واسطے جاتے ہیں تو کافروں نے ان کو مار ڈالا تو حضرت ﷺ نے ایک مہینے نماز فجر میں ان پر بد دعا کی اور یہ ابتداء قنوت کا ہے اور ہم اس سے پہلے قنوت نہیں پڑھتے تھے کہا عبدالعزیز راوی نے کہ ایک مرد نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا قنوت رکوع کے بعد ہے یا قرأت سے فارغ ہونے کے وقت انہوں نے کہا نہیں بلکہ وقت فارغ ہونے کے قرأت سے۔

فائدہ: قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کام یہ تھا کہ قبیلہ رعل وغیرہم نے مدد مانگی تھی حضرت ﷺ سے دشمن پر تو حضرت ﷺ نے ان کو ستر انصاریوں سے مدد دی اور ایک روایت میں ہے کہ رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنولحیان حضرت ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے گمان کیا ہے ہم مسلمان ہوئے ہم اپنی قوم پر آپ ﷺ سے مدد مانگتے ہیں اور جائز ہے کہ انہوں نے ظاہر میں حضرت ﷺ سے مدد مانگی ہو اور ان کی نیت دغا کرنے کی ہو اور احتمال ہے کہ انہوں نے اسلام کی دعوت کرنے کے واسطے مدد مانگی ہو نہ واسطے لڑائی کے اور یہ جو کہا کہ وہ قاری تھے تو بیان کیا قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہ وہ دن کو لکڑیاں لاتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے اور قرآن کا درس کرتے تھے اور سیکھتے تھے۔ (فتح)

٣٧٨٠۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَآءٍ مِّنَ الْعَرَبِ.

٣٧٨٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مہینہ قنوت پڑھی رکوع کے بعد عرب کی کئی قوموں پر بد دعا کرتے تھے۔

٣٧٨١۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِعْلًا وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ اسْتَمَدُّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَدُوٍّ فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ كُنَّا نُسَمِّيْهِمُ الْقُرَّآءَ فِيْ زَمَانِهِمْ

٣٧٨١۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رعل اور ذکوان اور عصیہ اور بنولحیان نے حضرت ﷺ سے مدد مانگی دشمن پر سو حضرت ﷺ نے ان کو ستر قاریوں سے مدد دی ہم اس زمانے میں ان کا نام قاری رکھتے تھے وہ دن کو لکڑیاں لاتے تھے اور رات کو نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ جب کنویں معونہ میں پہنچے تو کافروں نے ان کو مار ڈالا اور ان کے ساتھ دغا کیا سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی حضرت ﷺ نے ایک

كَانُوْا يَحْتَطِبُوْنَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ حَتّٰى كَانُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَتَلُوْهُمْ وَغَدَرُوْا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَّدْعُوْ فِي الصُّبْحِ عَلٰى أَحْيَآءٍ مِّنْ أَحْيَآءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ قَالَ أَنَسٌ فَقَرَأْنَا فِيْهِمْ قُرْاٰنًا ثُمَّ إِنَّ ذٰلِكَ رُفِعَ بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى أَحْيَآءٍ مِّنْ أَحْيَآءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ زَادَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أُولٰٓئِكَ السَّبْعِيْنَ مِنَ الْأَنْصَارِ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْاٰنًا كِتَابًا نَحْوَهٗ.

مہینہ قنوت پڑھی بددعا کرتے تھے صبح کی نماز میں چند قوموں پر عرب کی قوموں سے رعل پر اور ذکوان پر اور عصیہ پر اور بنو لحیان پر انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے ان کے حق میں قرآن پڑھا پھر یہ قرآن منسوخ ہوا یعنی تلاوت اس کی کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے ملے سو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا اور قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے روایت کی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھی عرب کی چند قوموں پر بددعا کرتے تھے رعل پر اور ذکوان پر اور عصیہ پر اور بنولحیان پر اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ستر قاری انصار میں تھے شہید ہوئے کنویں معونہ میں قرآن کے معنی کتاب ہیں۔

فائدہ: ذکر بنولحیان کا اس قصے میں وہم ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بنولحیان تو خبیب رضی اللہ عنہ کے قصے میں تھے رجیع کے جنگ میں جو اس سے پہلے ہے۔(فتح)

٣٧٨٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ خَالَهٗ أَخٌ لِّأُمِّ سُلَيْمٍ فِيْ سَبْعِيْنَ رَاكِبًا وَّكَانَ رَئِيْسَ الْمُشْرِكِيْنَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ فَقَالَ يَكُوْنُ لَكَ أَهْلُ السَّهْلِ وَلِيْ أَهْلُ

٣٧٨٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ماموں کو ستر سواروں میں بھیجا اور مشرکین کا سردار عامر بن طفیل تھا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیز میں اختیار دیا سو کہا کہ گنوار لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت رہیں اور شہری لوگ میرے ماتحت رہیں یا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں یا میں دو ہزار اہل غطفان کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑوں گا سو عامر کو ام فلاں کے گھر میں طاعون پہنچا یعنی پس ظاہر ہوئی اس کے

الْمَدَرِ أَوْ أَكُوْنُ خَلِيْفَتَكَ أَوْ أَغْزُوْكَ بِأَهْلِ غَطَفَانَ بِأَلْفٍ وَّأَلْفٍ فَطُعِنَ عَامِرٌ فِيْ بَيْتِ أُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَكْرِ فِيْ بَيْتِ امْرَأَةٍ مِّنْ اٰلِ فُلَانٍ ائْتُوْنِيْ بِفَرَسِيْ فَمَاتَ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهٖ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُوْ أُمِّ سُلَيْمٍ وَّهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ وَرَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ كُوْنَا قَرِيْبًا حَتّٰى اٰتِيَهُمْ فَإِنْ اٰمَنُوْنِيْ كُنْتُمْ قَرِيْبًا وَإِنْ قَتَلُوْنِيْ أَتَيْتُمْ أَصْحَابَكُمْ فَقَالَ أَتُؤْمِنُوْنِيْ أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ وَأَوْمَئُوْا إِلٰى رَجُلٍ فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهٖ فَطَعَنَهٗ قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهٗ حَتّٰى أَنْفَذَهٗ بِالرُّمْحِ قَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ فَلُحِقَ الرَّجُلُ فَقُتِلُوْا كُلُّهُمْ غَيْرَ الْأَعْرَجِ كَانَ فِيْ رَأْسِ جَبَلٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْنَا ثُمَّ كَانَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ إِنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبَنِيْ لَحْيَانَ وَعُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کان کی جڑ سے ایک غدود بڑی مانند اس غدود کی جو اونٹ پر ظاہر ہوتی ہے سو اس نے کہا کہ پہنچا مجھ کو طاعون مثل غدود اونٹ کی بیچ گھر ایک عورت کے فلانے کی آل سے میرا گھوڑا میرے پاس لاؤ اور اس کا گھوڑا لایا گیا وہ اس پر سوار ہوا سو اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر مر گیا سو چلا حرام رضی اللہ عنہ اور ایک مرد لنگڑا اور ایک مرد فلاں کی اولاد سے حرام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم دونوں مجھ سے قریب رہو یہاں تک کہ میں ان کے پاس جاؤں سو اگر انہوں نے مجھ کو امان دی تو تم مجھ سے قریب ہو گے اور اگر انہوں نے مجھ کو مار ڈالا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا یعنی باقی اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاس کہ تمہارے ساتھ ہیں سو حرام رضی اللہ عنہ نے جا کر کافروں سے کہا کہ کیا تم مجھ کو امان دیتے ہو کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں سو وہ ان سے حدیث بیان کرنے لگا سو کافروں نے ایک مرد کی طرف اشارہ کیا اس نے ان کو پیچھے سے آ کر نیزہ مارا یہاں تک کہ اس کو ان کی ایک طرف سے دوسری طرف نکالا ان نے کہا اللہ اکبر قسم ہے کعبے کے رب کی میں نے مراد پائی یعنی شہادت سو ملا مرد یعنی حرام رضی اللہ عنہ کا ساتھی ساتھ مسلمانوں کے سو کافروں نے سب مسلمانوں کو مار ڈالا سوائے لنگڑے کے کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھے یعنی وہ پہاڑ کے چوٹی پر چڑھ گئے سو اللہ نے ہم پر ان کے حق میں قرآن اتارا پھر اس کی تلاوت منسوخ ہوئی یعنی پس نہ باقی رہا واسطے اس کے حکم حرمت قرآن کا مانند حرام ہونے اس کے جنبی پر اور سوائے اس کے اور وہ قرآن یہ ہے کہ بے شک ہم اپنے رب سے ملے سو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ بددعا کی قبیلے رعل پر اور ذکوان پر اور بنولحیان پر اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ

اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ: یہ جو کہا فلحق الرجل سو احتمال ہے کہ مراد اس مرد سے حرام رضی اللہ عنہ کا ساتھی ہو یعنی وہ مرد مسلمانوں سے ملا اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے قاتل حرام رضی اللہ عنہ کا ہو یعنی اس نے حرام رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا پھر وہ مرد نیزہ مارنے والا اپنی قوم مشرکین سے ملا پھر سب جمع ہو کے مسلمانوں پر جا پڑے اور ان کو مار ڈالا یا یہ معنی ہیں کہ وہ مرد حرام رضی اللہ عنہ کا ساتھی حرام کے ساتھ ملا یعنی کافروں نے ان کو اور ان کے ساتھی کو بھی مار ڈالا اور یا یہ معنی ہیں کہ جس نے حرام رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تھا وہ قوم مشرکین میں ملا اور سب نے مل کر مسلمانوں کا مار ڈالا۔ (فتح)

٣٧٨٣۔ حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهُ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهُ عَلٰى وَجْهِهِ وَرَأْسِهِ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ.

٣٧٨٣۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب حرام رضی اللہ عنہ کو بئر معونہ کے دن نیزہ لگا اور وہ انس رضی اللہ عنہ کے ماموں تھے تو انہوں نے خون لیا اس طرح یعنی زخم کی جگہ سے اور اس کو اپنے منہ اور سر پر چھڑکا پھر کہا قسم ہے رب کعبہ کی میں مراد کو پہنچا۔

٣٧٨٤۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فِي الْخُرُوْجِ حِيْنَ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْأَذٰى فَقَالَ لَهُ أَقِمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَطْمَعُ أَنْ يُؤْذَنَ لَكَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ ذٰلِكَ قَالَتْ فَانْتَظَرَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ظُهْرًا فَنَادَاهُ فَقَالَ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ فَقَالَ أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ

٣٧٨٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت مانگی جبکہ کافروں نے ان کو سخت تکلیف دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی امید رکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بھی امید ہے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کے لیے منتظر رہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ظہر کے وقت ان کے پاس آئے اور ان کو پکارا اور فرمایا کہ اپنے پاس والوں کو نکال دے یعنی تا کہ ہماری بات کو کوئی اور نہ سنے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ تو دونوں میری بیٹیاں ہیں یعنی میرے پاس کوئی غیر آدمی نہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم نے جانا کہ بے شک مجھ کو

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصُّحْبَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ نَاقَتَانِ قَدْ كُنْتُ أَعْدَدْتُّهُمَا لِلْخُرُوْجِ فَأَعْطَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَاهُمَا وَهِيَ الْجَدْعَآءُ فَرَكِبَا فَانْطَلَقَا حَتّٰى أَتَيَا الْغَارَ وَهُوَ بِثَوْرٍ فَتَوَارَيَا فِيْهِ فَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ غُلَامًا لِّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخُوْ عَائِشَةَ لِأُمِّهَا وَكَانَتْ لِأَبِيْ بَكْرٍ مِّنْحَةٌ فَكَانَ يَرُوْحُ بِهَا وَيَغْدُوْ عَلَيْهِمْ وَيُصْبِحُ فَيَدَّلِجُ إِلَيْهِمَا ثُمَّ يَسْرَحُ فَلَا يَفْطُنُ بِهٖ أَحَدٌ مِّنَ الرِّعَآءِ فَلَمَّا خَرَجَ خَرَجَ مَعَهُمَا يُعْقِبَانِهٖ حَتّٰى قَدِمَا الْمَدِيْنَةَ فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ.

ہجرت کی اجازت ہوئی ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ چاہتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ساتھ ہو گے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں کہ میں نے ان کو ہجرت کے واسطے تیار رکھا ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اور اس کا نام جدعا تھا سو دونوں سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ ثور پہاڑ کی غار میں آئے اور اس میں چھپے اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ جو عبداللہ بن طفیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مادری بھائی کا غلام تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اونٹنی شیر دار تھی وہ اس کے ساتھ صبح شام اہل مکہ میں کرتا تھا اور پچھلی رات دونوں کے پاس دودھ پلانے جاتا تھا پھر وہاں سے بکریوں کو ہانکتا تھا تو کوئی چرواہا اس کو معلوم نہ کرتا تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غار ثور سے نکلے تو عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ مدینے کی طرف نکلا کہ دونوں باری باری سے اس کو اپنے پیچھے چڑھاتے تھے یہاں تک کہ مدینے میں آئے سو شہید ہوئے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بئر معونہ کے دن۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح ہجرت کے بابوں میں گزر چکی ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس جگہ اس ٹکڑے کو واسطے ذکر عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے تاکہ تنبیہ کریں اس پر کہ وہ سابقین میں سے تھے۔ (فتح)

وَعَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ قَالَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِيْنَ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهٗ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَنْ هٰذَا فَأَشَارَ إِلٰى قَتِيْلٍ فَقَالَ لَهٗ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هٰذَا عَامِرُ بْنُ

عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب قاری لوگ بئر معونہ میں شہید ہوئے اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ قید ہوئے تو عامر بن طفیل نے ان سے کہا کہ یہ کون ہے اور ایک مقتول کی طرف اشارہ کیا تو عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ یہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ ہیں عامر بن طفیل نے کہا البتہ میں نے ان کو شہید

فُهَيْرَةَ فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَآءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيْبُوْا وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوْا رَبَّهُمْ فَقَالُوْا رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ وَأُصِيْبَ يَوْمَئِذٍ فِيْهِمْ عُرْوَةُ بْنُ أَسْمَآءَ بْنِ الصَّلْتِ فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهٖ وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو سُمِّيَ بِهٖ مُنْذِرًا.

ہونے کے بعد دیکھا کہ ان کی لاش آسمان کی طرف اٹھائی گئی یہاں تک کہ میں آسمان کی طرف دیکھتا ہوں جو ان کے اور زمین کے درمیان ہے پھر ان کی لاش زمین پر رکھی گئی سو حضرت ﷺ کو ان کی خبر آئی حضرت ﷺ نے ان کے مرنے کی خبر دی اور فرمایا کہ تمہارے ساتھی شہید ہوئے اور بے شک انہوں نے اللہ سے سوال کیا کہ الٰہی ہمارے بھائیوں کو ہمارے حال سے خبر کر دے ساتھ اس کے کہ ہم تجھ سے راضی ہوئے اور تو ہم سے راضی ہو سو اللہ نے ان کو ان کے حال سے خبر دی اور شہید ہوئے ان میں اس دن عروہ بن اسماء رضی اللہ عنہ پس نام رکھا گیا عروہ رضی اللہ عنہ ساتھ اس کے اور منذر بن عمرو پس نام رکھا گیا ساتھ اس کے منذر۔

فائدہ: ذکر کیا ہے واقدی نے کہ فرشتوں نے ان کو چھپایا اور ان کو مشرکوں نے نہ دیکھا یعنی بعد پوشیدہ ہونے کے ان کی لاش کے اور اس میں تعظیم ہے واسطے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے اور ڈرانا ہے واسطے کفار کے اور یہ جو کہا کہ نام رکھا گیا عروہ رضی اللہ عنہ ساتھ اس کے تو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے ابن زبیر ہیں زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام عروہ رکھا تھا جب کہ ان کے گھر میں پیدا ہوئے ساتھ نام عروہ بن اسماء رضی اللہ عنہ کے اور عروہ بن اسماء رضی اللہ عنہ کے قتل اور عروہ بن زبیر کے پیدا ہونے کے درمیان کئی اوپر دس برس کا فاصلہ ہے اور نام رکھا گیا اس کا منذر یعنی نام رکھا زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا منذر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جدا کیا ہے اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے تا کہ بیان کرے موصول کر مرسل سے یعنی پہلی حدیث موصول ہے ساتھ ذکر عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیچ اس کے اور یہ حدیث یعنی قصہ کنویں معونہ کا ہشام بن عروہ نے مرسل بیان کیا ہے اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر نہیں اور وجہ تعلق اس کے کی ساتھ اس کے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کی جہت سے ہے اس واسطے کہ ذکر کیا گیا ہے بیچ شان ہجرت کے کہ وہ بھی ان کے ساتھ تھا اور اس میں ہے کہ جب ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ﷺ غار سے نکلے تو وہ بھی ان کے ساتھ مدینے کی طرف نکلا۔ (فتح) اگر کوئی کہے کہ حدیث سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ حرام رضی اللہ عنہ عامر بن طفیل کے مرنے کے بعد چلے تھے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ وہ قاریوں کے شہادت کے وقت زندہ تھے تو اس کا جواب یہ ہے لفظ فانطلق حدیث سابق میں اس کے قول بعث پر معطوف ہے نہ مات پر۔

٣٧٨٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ

٣٧٨٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک

أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَّدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَيَقُوْلُ عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

مہینہ قنوت پڑھی بعد رکوع کے رعل اور ذکوان پر بددعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ عصیہ نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

٣٧٨٦۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا يَعْنِيْ أَصْحَابَهٗ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلَاثِيْنَ صَبَاحًا حِيْنَ يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَّلَحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَسٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا أَصْحَابِ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْاٰنًا قَرَأْنَاهُ حَتّٰى نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ.

٣٧٨٦۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ بددعا کی ان لوگوں پر جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو بئر معونہ میں قتل کیا جب کہ بددعا کرتے تھے رعل اور ذکوان پر اور بنولحیان پر اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو اتارا اللہ نے ان لوگوں کے حق میں جو کنویں معونہ میں مارے گئے قرآن جس کو ہم نے پڑھا یہاں تک کہ اس کے بعد منسوخ ہوا ہماری قوم کو پیغام پہنچا دو کہ البتہ ہم اپنے رب سے ملے سو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

٣٧٨٧۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ أَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قُلْتُ فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِيْ عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَهٗ قَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا أَنَّهٗ كَانَ

٣٧٨٧۔ عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت پڑھنے کا حکم پوچھا انہوں نے کہا ہاں درست ہے میں نے کہا رکوع سے پہلے یا پیچھے کہا اس سے پہلے میں نے کہا کہ فلاں نے مجھ کو تجھ سے خبر دی کہ تم نے کہا ہے کہ رکوع کے بعد ہے کہا وہ جھوٹا ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی اس کا بیان یوں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاریوں کو ایک قوم مشرکین کی طرف بھیجا تھا اور ان کے اور

بَعَثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ وَهُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا إِلٰى نَاسٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ قِبَلَهُمْ فَظَهَرَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ كَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ.

حضرت ﷺ کے درمیان عہد تھا ان کی جہت سے پس غالب ہوئے وہ لوگ جن سے حضرت ﷺ کا عہد تھا تو حضرت ﷺ نے ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی ان پر بددعا کرتے تھے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ بھیجا حضرت ﷺ نے قاریوں کو طرف ایک قوم مشرکین کی سو قتل کیا قاریوں کو ایک قوم مشرکین نے سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ حضرت ﷺ کا عہد تھا پس معلوم ہوا کہ جن کے ساتھ عہد تھا وہ اور لوگ تھے اور جنہوں نے اصحاب رضی اللہ عنہم کو قتل کیا وہ اور لوگ تھے اور یہ کہ عہد والے قوم بنی عامر سے تھے اور ان کا سردار ابو براء تھا اور دوسرا گروہ وہ قوم بنی سلیم میں سے تھا اور یہ کہ عامر بن طفیل نے ارادہ کیا دغا بازی کا ساتھ اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت ﷺ کے سو بلایا بنی عامر کو طرف لڑائی ان کی کے سو وہ اس سے باز رہے انہوں نے کہا کہ ہم ابو براء کا ذمہ نہیں توڑتے تو اس نے عصیہ اور ذکوان سے مدد مانگی انہوں نے اس کا کہا مانا سو انہوں نے قاریوں کو مار ڈالا۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ وَهِيَ الْأَحْزَابُ

قَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ كَانَتْ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ.

باب ہے بیان میں جنگ خندق کے اور اس کا نام احزاب بھی ہے کہا موسیٰ بن عقبہ نے کہ وہ شوال میں تھا ہجری کے چوتھے سال میں تھا۔

فائدہ: یعنی اس جنگ کے دو نام ہیں ایک خندق اور ایک احزاب اور احزاب کے معنی ہیں کفار کے گروہ اور اس کا نام جنگ خندق اس واسطے رکھا گیا کہ اس میں مدینے کے گرد کھائی کھودی گئی تھی حضرت ﷺ کے حکم سے اور یہ تدبیر حضرت ﷺ کو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بتلائی تھی جیسا کہ اصحاب مغازی نے ذکر کیا ہے کہ سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے ملک میں یعنی فارس میں دستور تھا کہ جب کوئی ہم کو گھیر لیتا تھا تو ہم اپنے گرد کھائی کھودتے تھے سو حکم کیا حضرت ﷺ نے کھائی کھودنے کا گرد مدینے کے اور کام کیا اس میں ساتھ ذات مبارک اپنی کے واسطے رغبت دینے مسلمانوں کے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کے کھودنے کی طرف جلدی کی یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوئے ادھر سے کفار کے لشکروں نے مسلمانوں کو آگھیرا اور اس کا نام جنگ احزاب اس واسطے رکھا گیا کہ کافروں کے کئی گروہ جمع ہو کر مسلمانوں پر چڑھ آئے تھے اور وہ قریش تھے اور غطفان اور یہود اور جو ان کے تابع تھے اور تحقیق اللہ نے اتارا ہے اس قصے کو بیچ ابتداء سورہ احزاب کے اور ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہ بنی نضیر کے

قتل ہونے کے بعد حیی بن اخطب مکے کی طرف نکلا اور قریش کو مسلمانوں کی لڑائی کی طرف رغبت دلائی اور نکلا کنانہ بن ربیع کوشش کرتا بنی غطفان میں اور رغبت دلاتا تھا ان کو حضرت ﷺ کی لڑائی پر اس شرط پر کہ ان کے واسطے آدھا پھل خیبر کا ہے تو عیینہ بن حصن نے اس کا حکم قبول کیا اور لکھا انہوں نے طرف ہم قسموں اپنے کی بنی اسد سے سو متوجہ ہوا طرف ان کی طلحہ ان لوگوں میں جو اس کے تابع ہوئے اور نکلا ابو سفیان بن حرب ساتھ قریش اور اترے مر الظہران (ایک جگہ کا نام ہے) میں تو بعض لوگ بنی سلیم سے ان کی مدد کو آئے سو سب مل کر بہت بڑا لشکر ہو گیا پس یہ ہیں وہ لوگ جن کا نام اللہ نے احزاب رکھا یعنی کفار کے گروہ اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ کافروں کا لشکر دس ہزار تھا اور مسلمانوں کا لشکر تین ہزار تھا کافر لوگ بیس دن مدینے کو گھیرے رہے نہ تھی درمیان ان کے لڑائی مگر تیر اندازی اور پتھر پھینکنا اس دن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر لگا وہی ان کی موت کا سبب ہوا اور ذکر کیا ہے اہل مغازی نے سب کفار کے لشکر بھاگنے کا اور یہ کہ نعیم بن مسعود نے ان کے درمیان فتنہ فساد ڈالا سو وہ آپس میں مختلف ہوئے اور یہ حضرت ﷺ کے حکم سے تھا یعنی حضرت ﷺ نے اس کو اس کا حکم کیا تھا کہ ان کے درمیان فتنہ فساد ڈالے پھر اللہ نے نہایت سخت ہوا چلائی کہ اس نے ان کی آگ کو بجھایا اور ان کے خیموں کا اکھاڑ ڈالا تو گھبرا کے سب کافر بھاگ گئے کوئی نہ ٹھہر سکا اور کفایت کی اللہ نے مسلمانوں کو لڑائی سے۔

٣٧٨٨۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً فَأَجَازَهُ۔

٣٧٨٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ نے ان کو جنگ احد کے دن ملاحظہ فرمایا اور وہ چودہ برس کے تھے سو ان کو جہاد کی اجازت نہ دی اور پھر ان کو خندق کے دن ملاحظہ فرمایا اور وہ پندرہ برس کے تھے تو ان کو جہاد کی اجازت دی۔

فائدہ: عرض الجیش کے معنی ہیں امتحان کرنا لشکر کے احوال کا پہلے مباشرت قتال کے واسطے نظر کرنے کہ ان کی شکلوں میں اور ان کی منازل کی ترتیب میں اور سوائے اس کے اور کہا کرمانی نے کہ اجازہ کے معنی ہیں کہ ان کو غنیمت سے حصہ دیا اور یہ معنی غلط ہیں اس واسطے کہ جنگ خندق میں غنیمت نہ تھی۔ (فتح)

٣٧٨٩۔ حَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٣٧٨٩۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خندق میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور اصحاب رضی اللہ عنہم خندق کھودتے تھے اور ہم اپنے کندھوں پر مٹی اٹھاتے تھے سو حضرت ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخَنْدَقِ وَهُمْ يَحْفِرُوْنَ وَنَحْنُ نَنقُلُ التُّرَابَ عَلٰى أَكْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ.

نے فرمایا کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے مہاجرین اور انصار کو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ یہ قول ابن رواحہ کا ہے یعنی حضرت ﷺ نے اس کو پڑھا اگرچہ آپ ﷺ کے لفظ سے نہیں حضرت ﷺ اس کے ساتھ شاعر نہیں بنتے اور شاعر تو اس کو کہا جاتا ہے جو قصد کرے شعر کا اور جانے سبب کو اور وتد کو اور اس کے تمام معنی کو زحاف سے اور مانند اس کے سے اسی طرح کہا ابن بطال نے اور علم سبب اور وتد کا آخر تک سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سیکھا ہے لوگوں نے اس کو عروض سے جس کی ترتیب خلیل نے گھڑی اور تھے اشعار جاہلیت کے اور پہلے اور دوسرے طبقے کے اسلام کے شاعروں سے پہلے تصنیف کرنے خلیل کے عروض کو یعنی علم عروض کا خلیل نے بنایا ہے اور اسلام کے پہلے اور دوسرے طبقے کے شاعروں کے شعر اس سے پہلے کے ہیں پس صحیح ہوا قول اس کا کہ سبب کا جاننا شاعری کی شرط ہے۔ (فتح)

٣٧٩٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِيْ غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ عَبِيْدٌ يَّعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَأٰى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْآخِرَهْ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهُ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا.

٣٧٩٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خندق کی طرف نکلے سو ناگہاں دیکھا کہ مہاجرین اور انصار خندق کھودتے ہیں سرد صبح میں اور ان کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے واسطے یہ کام کرتے یعنی اصحاب رضی اللہ عنہم اس میں خود اپنے ہاتھ سے اس واسطے کام کرتے تھے وہ اس کی طرف محتاج تھے کوئی غلام خادم ان کے پاس نہ تھا نہ واسطے مجرد رغبت کے بیچ اجر کے سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا جو ان کو تکلیف اور بھوک ہے تو فرمایا الٰہی بے شک سچی زندگی آخرت کی زندگی ہے سو بخش دے مہاجرین اور انصار کو تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے حضرت ﷺ کے جواب میں کہا کہ ہم نے محمد ﷺ سے بیعت کی ہے جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان ہے اس سبب کا جس کی وجہ سے حضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی یعنی نہیں سچی زندگی مگر آخرت کی زندگی الخ اور اس میں ہے کہ شعر کے پڑھنے سے کام میں خوش دلی ہوتی ہے اور ساتھ اس کے جاری

ہوئی ہے عادت ان کی لڑائی میں۔(فتح)

٣٧٩١۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلٰى مُتُونِهِمْ وَهُمْ يَقُولُونَ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِينَا أَبَدًا قَالَ يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيبُهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ قَالَ يُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّي مِنَ الشَّعِيرِ فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ تُوضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ وَهِيَ بَشِعَةٌ فِي الْحَلْقِ وَلَهَا رِيحٌ مُنْتِنٌ.

٣٧٩١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد خندق کھودنے لگے اور اپنی پیٹھوں پر مٹی اٹھانے لگے اور وہ کہتے تھے کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب میں فرماتے تھے الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے مہاجرین اور انصار کو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ان کو ایک مٹھی جو ملتی تھی بودار چربی کے ساتھ پکا کر مسلمانوں کے آگے رکھی جاتی تھی اور مسلمان بھوکے تھے اور وہ بدمزہ تھی حلق میں بدبودار تھی یعنی نہایت پرانی چربی تھی یہاں تک کہ سڑ کے گندی ہوگئی تھی۔

٣٧٩٢۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ فَجَآءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا هٰذِهٖ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ أَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ كَثِيبًا أَهْيَلَ أَوْ أَهْيَمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِي إِلَى الْبَيْتِ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي رَأَيْتُ

٣٧٩٢۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خندق کے دن کھائی کھودتے تھے یعنی واسطے روک کے درمیان اپنے اور کافروں کے سو زمین کا ایک قطعہ نہایت سخت یا ایک پتھر سخت آگے آیا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اس کو کھود نہ سکے سو اصحاب رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یہ قطعہ زمین کا بڑا سخت ہے جو خندق میں پیش آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں خندق میں اترتا ہوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ پر پتھر بندھا تھا یعنی بسبب شدت بھوک کے اور ہم تین دن ٹھہرے کوئی چیز نہ چکھی یعنی ہم کو تین دن کوئی چیز کھانے کو نہ ملی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال لے کر اس پر مارا تو ہوگئی وہ زمین ریت پھسلتی جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یا

بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَّا كَانَ فِيْ ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ عِنْدِيْ. شَعِيْرٌ وَّعَنَاقٌ فَذَبَحَتِ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ حَتّٰى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِيْنُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الْاَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ اَنْ تَنْضَجَ فَقُلْتُ طُعَيِّمٌ لِّيْ فَقُمْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اَوْ رَجُلَانِ قَالَ كَمْ هُوَ فَذَكَرْتُ لَهٗ قَالَ كَثِيْرٌ طَيِّبٌ قَالَ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّوْرِ حَتّٰى اٰتِيَ فَقَالَ قُوْمُوْا فَقَامَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى امْرَاَتِهٖ قَالَ وَيْحَكِ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَمَنْ مَّعَهُمْ قَالَتْ هَلْ سَاَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ادْخُلُوْا وَلَا تَضَاغَطُوْا فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّوْرَ اِذَا اَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتّٰى شَبِعُوْا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ قَالَ كُلِيْ هٰذَا وَاَهْدِيْ فَاِنَّ النَّاسَ اَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ.

حضرت ﷺ مجھ کو اجازت ہو کہ میں گھر جاؤں یعنی اور حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی میں نے جا کر اپنی عورت سے کہا کہ میں نے حضرت ﷺ کا ایسا حال دیکھا کہ اس میں صبر نہیں ہو سکتا یعنی بھوک سے نہایت بے قرار ہیں آپ ﷺ کو صبر کرنے کی طاقت نہیں سو کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے اس نے کہا میرے پاس کچھ جو ہیں یعنی تین سیر اور ایک بکری کا بچہ سو انہوں نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور جو پیسے یہاں تک کہ ہم نے گوشت کو ہانڈی میں ڈالا پھر میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آٹا خمیر ہوا تھا اور ہانڈی پتھروں پر تھی پکنے کے قریب تھی سو میں نے کہا یا حضرت ﷺ میرے گھر میں تھوڑا سا کھانا ہے سو آپ ﷺ اور ایک دو اور آدمی چلیں فرمایا کھانا کتنا ہے میں نے آپ ﷺ سے ذکر کیا جتنا تھا آپ ﷺ نے فرمایا بہت ہے اور خوب ہے فرمایا اپنی بیوی سے کہنا کہ نہ نکالے ہانڈی اور نہ روٹی کو تنور سے یہاں تک کہ میں آؤں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو سو مہاجرین کھڑے ہوئے جب جابر رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو کہا کہ تیرا بھلا ہو حضرت ﷺ مہاجرین اور انصار کو اور جو ان کے ساتھ ہیں سب کو لائے اس کی بیوی نے کہا کیا تجھ سے حضرت ﷺ نے پوچھا تھا کہ کتنا کھانا ہے انہوں نے کہا ہاں حضرت ﷺ نے فرمایا اندر آؤ اور ہجوم نہ کرو سو حضرت ﷺ روٹیوں کو توڑنے لگے اور ہانڈی اور تنور کو ڈھانکتے تھے جب کہ اس سے کچھ لیتے تھے اور اس کو اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے قریب کرتے تھے پھر گوشت کو ہانڈی سے لیتے تھے پس ہمیشہ رہے روٹی توڑتے اور گوشت نکالتے یہاں تک کہ سب کا پیٹ بھر گیا اور کچھ روٹی اور گوشت باقی رہا

فرمایا کو تم کھاؤ اور تحفہ بھیجو اپنے ہمسائیوں کو اس واسطے کہ لوگ بھوکے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا یعنی بھوک کے سبب سے اور ایک روایت میں ہے کہ پہنچی ان کو بھوک سخت یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے پیٹ پر پتھر باندھا بھوک کے سبب سے اور فائدہ بیچ پیٹ پر باندھنے کے یہ ہے کہ آدمی بھوک سے ضعیف ہو جاتا ہے سو اس سبب سے پیٹھ کے ٹیڑھا ہونے کا خوف ہوتا ہے سو جب اس پر پتھر رکھا جائے اور اس پر پٹی باندھی جائے تو اس سے پیٹھ قائم رہتی ہے اور کہا کرمانی نے کہ پیٹ پر پتھر کا باندھنا شاید واسطے مٹانے گرمی بھوک کے تھا ساتھ سردی پتھر کے یا اس واسطے کہ وہ پتلے پتھر تھے بقدر پیٹ کے سخت کرتے ہیں انتڑیوں کو پس نہیں تحلیل ہوتی کوئی چیز پیٹ سے پس نہیں حاصل ہوتا ضعف زائد بسبب تحلل کے اور یہ جو کہا کہ ہم نے تین دن کوئی چیز نہ چکھی تو یہ جملہ معترضہ ہے وارد کیا ہے اس کو بیان کرنے سبب کے بیچ باندھنے حضرت ﷺ کے پتھر کو پیٹ پر اور یہ جو کہا کہ ہوگئی ریت پھسلتی تو احمد اور نسائی نے براء سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ہم کو خندق کھودنے کا حکم دیا تو ایک پتھر ہمارے آگے آیا اس میں کدال نہیں لگتا تھا تو ہم نے اس کی حضرت ﷺ سے شکایت کی سو حضرت ﷺ نے آکر کدال لیا اور فرمایا بسم اللہ سو ایک ضرب ماری سو اس کی تہائی توڑ ڈالی اور فرمایا اللہ اکبر مجھ کو شام کے ملک کی کنجیاں ملیں قسم ہے اللہ کی البتہ میں اس کے سرخ محل اب دیکھ رہا ہوں پھر دوسری ضرب ماری سو اس کی ایک تہائی اور توڑ ڈالی سو فرمایا کہ اللہ اکبر مجھ کو فارس کی کنجیاں ملیں قسم ہے اللہ کی البتہ میں مدائن کے سفید محل اب دیکھ رہا ہوں پھر تیسری ضرب ماری اور اس کی باقی تہائی توڑ ڈالی اور فرمایا اللہ اکبر مجھ کو یمن کی کنجیاں ملیں فرمایا قسم ہے اللہ کی البتہ میں صنعاء کے دروازے اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو دس دس مرد کو دس دس گز کی خندق کی لکیر مار دی کہ اتنے آدمی اتنا اتنا کھودیں اور یہ جو کہا کہ اٹھ کھڑے ہو تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مسلمانوں کو فرمایا کہ سب اٹھ کھڑے ہو اور یہ روایت واضح تر ہے اس واسطے کہ حدیثیں دلالت کرتی ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ مہاجرین کو خاص نہیں کیا پس مراد یہ ہے کہ کھڑے ہوئے مہاجرین اور جو ان کے ساتھ تھے اور یہ جو اس نے کہا کہ کیا تم سے حضرت ﷺ نے پوچھا تھا کہ کتنا کھانا ہے اس نے کہا ہاں تو اس روایت میں اختصار ہے اور اس کا بیان یونس کی حدیث میں ہے جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اتنا شرمایا جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا میں نے کہا کہ آئی بہت خلقت اور پر ایک صاع جو کے اور ایک بکری کے بچے کے سو میں اپنی عورت کے پاس آیا میں نے کہا کہ تو رسوا ہوئی کہ حضرت ﷺ سب خندق والوں کو ساتھ لائے اس نے کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے تجھ سے پوچھا کہ کھانا کتنا ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہا اللہ اور اس کا

رسول خوب جانتے ہیں اور حالانکہ ہم نے آپ ﷺ کو خبر دی جو ہمارے پاس ہے تو اس نے میرا سب غم دور کیا اور باب کی آئندہ حدیث میں ہے کہ میں اپنی عورت کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اللہ تیرے ساتھ ایسا ایسا کرے کہ تو بہت آدمی لایا اور کھانا تھوڑا ہے اور اس حدیث کے ابتداء میں مذکور ہے کہ اس کی عورت نے کہا کہ نہ رسوا کریوں مجھ کو ساتھ حضرت ﷺ کے اور جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں تو میں نے آکر حضرت ﷺ سے چپکے سے کہا اور ان کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ اس کی عورت نے اول اس کو وصیت کی تھی کہ حضرت ﷺ کو حال بتلا دے سو جب جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کو ساتھ لائے ہیں تو عورت نے گمان کیا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے حال نہیں کہا پھر جب جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آپ ﷺ کو بتلا دیا تھا تو اس کا غم دور ہوا واسطے معلوم کرنے اس عورت کے ساتھ ممکن ہونے خرق عادت کے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر زیادہ ہونے عقل اس عورت کے اور کمال فضل اس کے اور تحقیق واضح ہوا ہے واسطے اس کے ساتھ جابر رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے کھجور کے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو وصیت کی جب کہ حضرت ﷺ ان کی ملاقات کو گئے کہ حضرت ﷺ سے کلام نہ کرے پھر جب حضرت ﷺ نے پھرنے کا ارادہ کیا تو اس نے حضرت ﷺ کو پکارا کہ یا حضرت ﷺ میرے اور میرے خاوند کے حق میں دعا خیر کیجئے فرمایا اللہ رحمت کرے تجھ پر اور تیرے خاوند پر تو جابر رضی اللہ عنہ نے اس کو جھڑکا اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو گمان کرتا تھا کہ اللہ اپنے رسول کو میرے گھر میں لائے پھر نکلیں اور میں آپ ﷺ سے دعا نہ مانگوں روایت کیا ہے اس کو احمد نے ساتھ اسناد حسن کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے دس دس آدمیوں کو بٹھایا سو سب نے پیٹ بھر کے کھایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے کھایا اور اپنے ہمسایوں کو تحفہ بھیجا پھر حضرت ﷺ گھر سے نکلے تو کھانے کی برکت دور ہوئی اور پہلے گزر چکی ہے علامات نبوت میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی بیچ بہت ہونے کھانے تھوڑے کے بھی اور قصے میں جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں۔ (فتح)

٣٧٩٣۔ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِیْ سُفْیَانَ أَخْبَرَنَا سَعِیْدُ بْنُ مِیْنَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَیْتُ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِیْدًا فَانْکَفَأْتُ إِلَی امْرَأَتِیْ فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَیْءٌ فَإِنِّیْ

٣٧٩٣۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کھودی گئی تو میں نے حضرت ﷺ کو سخت بھوک میں دیکھا سو میں اپنی بیوی کی طرف پھرا اور میں نے کہا کہ کیا تیرے پاس کچھ کھانا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ بہت بھوکے ہیں سو اس نے میری طرف ایک تھیلا نکالا جس میں تین سیر جو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا خوب موٹا میں نے اس کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جو پیسے سو وہ فارغ ہوئی میرے

رَأَيْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيْدًا فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيْهِ صَاعٌ مِّنْ شَعِيْرٍ وَّلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيْرَ فَفَرَغَتْ إِلٰى فَرَاغِيْ وَقَطَّعْتُهَا فِيْ بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تَفْضَحْنِيْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَنْ مَّعَهُ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَّنَا وَطَحَنَّا صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ فَصَاحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَهْلَ الْخَنْدَقِ إِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِهَلْكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى أَجِيْءَ فَجِئْتُ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتّٰى جِئْتُ امْرَأَتِيْ فَقَالَتْ بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ قُلْتِ فَأَخْرَجَتْ لَهُ عَجِيْنًا فَبَصَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ إِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَصَقَ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ ادْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِيْ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ أَلْفٌ فَأُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَقَدْ أَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَإِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَإِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ.

فارغ ہونے تک اور اس کا گوشت کاٹ کر ہانڈی میں ڈالا پھر میں حضرت ﷺ کی طرف پھرا سو میری عورت نے کہا کہ نہ رسوا کرنا مجھ کو ساتھ حضرت ﷺ کے اور جو آپ ﷺ کے ساتھ ہیں یعنی ساتھ اس طور کے کہ تو سب کو بلا لائے اور کھانے کے کم ہونے سے شرمندگی ہو سو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو چپکے سے کہا میں نے کہا یا حضرت ﷺ ہم نے اپنی بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور میری بیوی نے ایک صاع جو پیسے جو ہمارے پاس تھے سو آپ ﷺ اور چند مرد آپ ﷺ کے ساتھ آئیں تو حضرت ﷺ نے پکارا کہ اے خندق کھودنے والو البتہ جابر رضی اللہ عنہ نے تمہاری دعوت کا کھانا تیار کیا ہے سو جلد چلو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ تم اپنی ہانڈی کو اتارنا اور نہ روٹی پکانا اپنے آٹے کی یہاں تک کہ میں آؤں سو حضرت ﷺ تشریف لائے لوگوں کے آگے چلتے یہاں تک کہ میں اپنی عورت کے پاس آیا اس نے کہا کہ اللہ تیرے ساتھ ایسا ایسا کرے یعنی اس کو بددعا دی میں نے اس کو کہا کہ میں نے کیا جو تو نے کہا سو اس نے آپ ﷺ کے واسطے آٹا نکالا حضرت ﷺ نے اس میں منہ مبارک سے لب ڈالی اور برکت کی دعا کی پھر ہماری ہانڈی کی طرف قصد کیا سو اس میں بھی لب ڈالی اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا کہ کسی روٹی پکانے والی عورت کو بلا سو چاہیے کہ میرے ساتھ روٹی پکائے اور چمچہ کے ساتھ اپنی ہانڈی سے گوشت نکالو اور اس کو چولہے سے نہ اتارو اور وہ ہزار آدمی تھے سو میں قسم کھاتا ہوں اللہ کی کہ البتہ سب نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو کر کھانے کو چھوڑ دیا اور پھرے یعنی کھانے اور ہماری ہانڈی بدستور اسی طرح بھری گوشت سے جوش مارتی تھی اور ہمارا

آٹا بھی بدستور اتنا ہی موجود تھا پکتا جاتا تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ آٹھ سو یا نو سو تھے اور حکم واسطے عدد زائد کے ہے واسطے زیادہ ہونے علم اس کے اس واسطے کہ قصہ ایک ہے۔(فتح)

٣٧٩٤۔ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿إِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ﴾ قَالَتْ كَانَ ذَاكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ.

٣٧٩٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئے تم پر کافر تمہاری اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور پتھرا گئیں آنکھیں اور پہنچے دل گلوں میں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آنا کافروں کا خندق کے دن تھا۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوئی ہے اس جگہ یہ حدیث مختصر اور نزدیک ابن مردویہ کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب آئے تمہاری اوپر کی طرف سے کہا مراد اس سے عیینہ بن حصن ہے اور تمہارے نیچے سے کہا کہ مراد اس سے ابو سفیان بن حرب ہے اور بیان کی ہے ابن اسحاق نے صفت اترنے ان کے کی کہا اترے قریش بیچ جگہ جمع ہونے سیلابی پانی کے دس ہزار آدمی تھے اپنے آدمیوں سے اور جو ان کے تابع ہوا بنی کنانہ اور تہامہ سے اور اترے بنو عیینہ ساتھ غطفان کے اور جو ان کے ساتھ تھے اہل نجد سے طرف احد کی نعمان میں اور نکلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سلمان رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ انہوں نے اپنی پیٹھ کوہ سلع کی طرف کی تین ہزار میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کفار کے درمیان خندق تھی اور عورتوں اور اولاد کو بلندیوں پر چڑھایا اور متوجہ ہوا حیی بن اخطب طرف قریظہ کے سو ہمیشہ رہا ساتھ اس کے کلام کرتا یہاں تک کہ انہوں نے دغا کیا اور عہد توڑ ڈالا جیسا کہ آئندہ باب میں آئے گا اور مسلمانوں کو ان کی دغا بازی کی خبر پہنچی تو سخت ہوئی ساتھ ان کے بلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا یہ کہ دیں عیینہ بن حصن کو اور اس کے ساتھ والوں کو تیسرا حصہ مدینے کے پھلوں کا اس شرط پر کہ پلٹ جائیں تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے منع کیا اور کہا کہ جب ہم اور وہ دونوں شرک پر تھے تو وہ ہم سے کچھ امید نہ رکھتے تھے سو کس طرح کریں ہم یہ کام بعد اس کے کہ اکرام کیا اللہ نے ہم کو ساتھ اسلام کے اور عزت دی ہم کو ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ان کو اپنے مال دیں ہم ان کو نہیں دیں گے مگر تلوار یعنی ہم تلوار کے ساتھ ان سے لڑیں گے سو دشوار ہوا ساتھ مسلمانوں کے گھیراؤ یعنی مسلمان گھیراؤ سے بہت تنگ ہوئے یہاں تک کہ کلام کیا معتب وغیرہ منافقوں نے ساتھ نفاق کے اور اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جب کہنے لگے منافق اور جن کے دل میں بیماری ہے کہ نہیں وعدہ دیا ہم کو اللہ نے اور اس کے رسول نے مگر ساتھ فریب کے کہا ابن اسحاق نے اپنی روایت میں کہ نہیں واقع ہوئی درمیان ان کے لڑائی مگر باہم تیر اندازی لیکن عمرو بن عبد چند سوار لے کر خندق کے ایک تنگ طرف سے گھس آیا یہاں تک کہ پتھریلی

زمین میں پہنچا سو اکیلے نکلے واسطے لڑنے ساتھ اس کے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سو اس کو مار ڈالا پھر کافروں میں سے نوفل ابن عبداللہ نکلا تو اس کو زبیر رضی اللہ عنہ نے مار ڈالا اور باقی سوار شکست کھا کے بھاگ گئے اور روایت کی ہے بیہقی نے دلائل میں کہ ایک مرد نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا اس نے کہا اے بھتیجے قسم ہے اللہ کی اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پاتا تو کس طرح ہوتا ہم نے اپنے آپ کو دیکھا خندق کی رات سردی اور بارش کی رات میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ جا کر قوم کفار کی خبر لائے اللہ اس کو قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اٹھائے گا سو قسم ہے اللہ کی کوئی کھڑا نہ ہوا پھر دوسری بار فرمایا کہ اللہ اس کو میرے ساتھ اٹھائے گا پھر بھی کوئی نہ اٹھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بھیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا میں نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ قید ہو جاؤں فرمایا تو قید نہ ہوگا سو اس نے ذکر کیا کہ وہ چلا اور کافر آپس میں جھگڑے اور اللہ نے ان پر آندھی بھیجی سو نہ چھوڑا اس نے ان کا کوئی خیمہ مگر اس کو ڈھایا اور نہ آگ مگر اس کو بجھایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علقمہ بن علاثہ نے کہا کہ اے آل عامر ہوا مجھ سے لڑتی ہے اور کوچ کیا قریش نے اور حالانکہ ہوا نے ان کو ان کے بعض اسباب اٹھانے نہ دیے اور روایت کی ہے حاکم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے اپنے آپ کو خندق کے دن دیکھا اور ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہم سے اوپر تھے اور قریظہ ہم سے نیچے تھے ہم ڈرتے تھے کہ ہماری اولاد کو کہیں ایذا نہ پہنچا دیں اور نہیں آئی ہم پر کوئی رات کہ سخت تر ہو اس رات سے از روئے اندھیری اور ہوا کے یعنی وہ رات بہت اندھیری تھی اور ہوا نہایت سخت تھی تو منافقین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگنے لگے اور کہتے تھے کہ ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر گزرے اور میں اپنے گھٹنوں پر بیٹھا تھا اور نہ باقی تھا ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر تین سو آدمی کہ جا اور قوم کفار کی خبر لا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے واسطے دعا کی سو اللہ نے میرا خوف دور کیا سو میں ان کے لشکر میں داخل ہوا سو میں نے ناگہاں دیکھا کہ ہوا ان سے بالشت بھر تجاوز نہیں کرتی تھی یعنی ہوا صرف ان کے لشکر میں تھی آگے پیچھے نہ تھی سو جب میں پھرا تو میں نے چند سوار دیکھے تو انہوں نے کہا کہ خبر دے اپنے ساتھی کو کہ اللہ نے اس کو قوم کفار سے کفایت کی اور اصل حدیث کی نزدیک مسلم کے ہے اور آئندہ حدیث میں وہ چیز آئی ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے متعلق ہے۔ (فتح)

٣٧٩٥۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى أَغْمَرَ بَطْنَهُ أَوِ اغْبَرَّ بَطْنُهُ يَقُولُ وَاللهِ لَوْلَا

٣٧٩٥۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن مٹی اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ گرد آلود ہوا فرماتے تھے قسم ہے اللہ کی کہ اگر ہم پر اللہ کی رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ ہم خیرات کرتے نہ نماز پڑھتے سو اتار دے ہم پر چین کو اور جما دے ہمارے قدموں

اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا إِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ أَبَيْنَا أَبَيْنَا.

کو اگر ہم کافروں سے ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے بے شک ان کافروں نے ہم پر زیادتی کی جب وہ فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے اور بلند کرتے اپنی آواز کو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے ہم ان کی بات و نہیں مانتے۔

٣٧٩٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ.

٣٧٩٦۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو فتح نصیب ہوئی مشرق کی ہوا سے اور ہلاک ہوئی قوم عاد کی مغرب کی ہوا سے۔

فائدہ: صبا مشرق کی ہوا کو کہتے ہیں اور دبور مغرب کی ہوا کو کہتے ہیں اور روایت کی ہے احمد نے ابوسعید کی حدیث سے کہ ہم نے خندق کے دن یا حضرت ﷺ آپ کوئی چیز فرما دیں کہ دل گلوں میں پہنچے فرمایا کہ ہاں یا الٰہی ڈھانک ہمارے ستروں کو اور امن دے ہم کو خوف سے سو اللہ نے ہمارے دشمنوں کے منہ کو ہوا سے مارا سو ان کو اللہ نے ہوا سے شکست دی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ نے جس ہوا سے حضرت ﷺ کی مدد کی وہ مشرق کی ہوا تھی اور پہلے گزر چکا ہے استقاء میں نکتہ بیچ خاص کرنے مغرب کے ساتھ عاد کے اور صبا کے ساتھ مسلمانوں کے اور معلوم ہوئی ساتھ اس کے وجہ وارد کرنے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس حدیث کو اس جگہ اور یہ کہ اللہ نے مدد دی اپنے پیغمبر ﷺ کو جنگ خندق میں ساتھ ہوا کے اللہ نے فرمایا کہ بھیجی ہم نے ان پر ہوا اور فوجیں جن کو تم نے نہیں دیکھا کہا مجاہد نے غالب کیا اللہ نے ان پر ہوا کو سو اس نے ان کی ہانڈیوں کو الٹ دیا اور ان کے خیموں کو اکھاڑ ڈالا یہاں تک کہ وہاں سے بھاگے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے بیچ سبب کوچ کرنے ان کے کہ نعیم بن مسعود اشجعی مسلمان ہو کے حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس کی قوم کو اس کا حال معلوم نہ تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ کسی حیلے سے کافروں کو ہم سے ہٹا دے وہ بنی قریظہ کے یہودیوں کے پاس گیا اور وہ ان کا دوست تھا سو کہا کہ تم میری محبت کو جانتے ہو انہوں نے کہا ہاں سو کہا کہ تم کو معلوم ہے کہ قریش اور غطفان کا یہ ملک نہیں اور یہ کہ وہ فرصت دیکھیں گے تو اس کو قابو کریں گے نہیں تو اپنے شہروں کی طرف پلٹ جائیں گے اور چھوڑ دیں گے تم کو بلا میں ساتھ محمد ﷺ کے اور تم کو ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں انہوں نے کہا تیری کیا رائے ہے کہا نہ لڑو ساتھ ان کے یہاں تک کہ ان سے رہن لو انہوں نے اس کی رائے قبول کی پھر وہ قریش کی طرف متوجہ ہوا سو اس نے کہا کہ یہود پشیمان ہوئے کہ ہم نے محمد ﷺ سے دغا کیوں کیا سو انہوں نے ایک دوسرے کی طرف آدمی بھیجے کہ پھر اس کی طرف رجوع کریں یعنی انہوں نے حضرت ﷺ کے پاس عذر کر بھیجا

ہے کہ ان کا قصور معاف ہو تو حضرت ﷺ نے ان کو کہلا بھیجا ہے کہ ہم راضی نہیں ہوتے یہاں تک کہ تم قریش کو کہلا بھیجو اور ان کی کوئی چیز گروی رکھو نہیں تو ان کو قتل کرو پھر نعیم بن غطفان کے پاس آیا اور ان سے بھی اسی طرح کہا جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے عکرمہ بن ابی جہل کو بنی قریظہ کی طرف بھیجا کہ ہم پر جگہ تنگ ہوئی اور نہیں پاتے ہم چراگاہ کو سو ہمارے ساتھ نکلو کہ ہم محمد ﷺ سے لڑیں تو قریظہ نے ان کو جواب دیا کہ آج ہفتے کا دن ہے ہم اس میں کوئی کام نہیں کرتے اور ضرور ہے کہ تم کوئی چیز ہمارے پاس رہن رکھو یعنی بطور ضمانت کے تا کہ تم دغا نہ کرو قریش نے کہا کہ یہ وہ چیز ہے کہ ڈرایا تم کو نعیم نے تو قریش نے دوسری بار کسی کو ان کے پاس بھیجا کہ ہم تمہارے پاس کسی چیز کو گروی نہیں رکھتے اگر چاہو تو نکلو یا نہ نکلو قریظہ نے کہا یہ وہ چیز ہے کہ خبر دی ہم کو نعیم نے۔ (فتح)

٣٧٩٧۔ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يُحَدِّثُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ وَخَنْدَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُهُ يَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتّٰى وَارٰى عَنِّي الْغُبَارُ جِلْدَةَ بَطْنِهِ وَكَانَ كَثِيرَ الشَّعَرِ فَسَمِعْتُهُ يَرْتَجِزُ بِكَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَهُوَ يَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا إِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا وَإِنْ أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا قَالَ ثُمَّ يَمُدُّ صَوْتَهُ بِآخِرِهَا.

٣٧٩٧۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن ہوا اور حضرت ﷺ نے خندق کھودی تو میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ خندق سے مٹی نکالتے تھے یہاں تک کہ گرد نے آپ ﷺ کے پیٹ کی کھال کو چھپایا اور آپ ﷺ کے سینے پر بال بہت تھے سو میں نے آپ ﷺ کو سنا ابن رواحہ کے مصرعے پڑھتے تھے اور آپ ﷺ مٹی اٹھاتے تھے اور کہتے تھے الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے سو اتار دے ہم پر چین کو اور جما دے ہمارے قدموں کو اگر کافروں سے ملیں بے شک ان کافروں نے ہم پر رغبت کی اگر وہ فتنے فساد کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم ان کی بات کو نہیں مانتے پھر دراز کرتے اپنی آواز کو ساتھ آخر اس کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کان کثیر الشعر تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے سینے پر بہت بال تھے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی صفت میں ہے کہ آپ ﷺ کے سینے کے بال باریک تھے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ تھے بال آپ ﷺ کے باوجود باریک ہونے کے بہت یعنی گھنگریالے نہ تھے بلکہ دراز تھے شکم تک۔ (فتح)

٣٧٩٨۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ يَوْمٍ شَهِدْتُهُ يَوْمُ الْخَنْدَقِ.

۳۷۹۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا پہلی لڑائی جس میں میں حاضر ہوا ہوں خندق کا دن ہے۔

٣٧٩٩۔ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَأَخْبَرَنِیْ ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ وَنَسْوَاتُهَا تَنْطُفُ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَيْنَ فَلَمْ يُجْعَلْ لِیْ مِنَ الْأَمْرِ شَیْءٌ فَقَالَتِ الْحَقْ فَإِنَّهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ وَأَخْشٰى أَنْ يَكُوْنَ فِیْ احْتِبَاسِكَ عَنْهُمْ فُرْقَةٌ فَلَمْ تَدَعْهُ حَتّٰى ذَهَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِیْ هٰذَا الْأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيْهِ قَالَ حَبِيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا أَجَبْتَهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِیْ وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُوْلَ أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَخَشِيْتُ أَنْ أَقُوْلَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّیْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللّٰهُ فِی الْجِنَانِ قَالَ حَبِيْبٌ حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ قَالَ مَحْمُوْدٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا.

۳۷۹۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حفصہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوا اور اس کی زلفوں سے پانی ٹپکتا تھا میں نے کہا کہ البتہ جس کام میں لوگ ہیں سو تم دیکھتے ہو اور نہیں ٹھہرائی گئی واسطے میرے خلافت سے کوئی چیز یعنی نہ مجھ کو خلافت ملی اور نہ اس امر میں کچھ اختیار ہے تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان سے مل کہ وہ تیرے منتظر ہیں اور میں ڈرتی ہوں کہ ہو تیرے رکنے میں ان سے پھوٹ یعنی مسلمانوں میں فتنے فساد کا سبب ہو سو حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ گئے سو جب لوگ جدا جدا ہوئے تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ جو ارادہ کرتا ہو کہ خلافت میں کلام کرے تو چاہیے کہ ہمارے روبرو ہو اور اپنے آپ کو چھپائے نہیں سو البتہ ہم لائق تر ہیں ساتھ اس کے اس سے اور اس کے باپ سے تو حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تو نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا جواب کیوں نہ دیا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں نے اپنے بند کھولے یعنی جواب کے واسطے تیار ہوا میں نے قصد کیا کہ کہوں کہ لائق تر ساتھ اس کے تجھ سے وہ شخص ہے جو تجھ سے اور تیرے باپ سے اسلام پر لڑا اور تم کو اسلام میں داخل کیا یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہ وہ تم سے اسلام پر لڑے اور تم اس وقت کافر تھے سو میں ڈرا کہ ایسی بات کہوں کہ جماعت میں پھوٹ ڈالے اور خون بہائے اور محمول کیا جائے قول میرا اوپر غیر مراد میری کے یعنی میرے اس قول سے کوئی شخص اور مطلب

سمجھ لے جو میری مراد نہ ہو سو میں نے یاد کیا جو اللہ نے
بہشت میں تیار کیا یعنی واسطے اس شخص کے کہ صبر کرے اور
آخرت کو دنیا پر مقدم کرے کہا حبیب رضی اللہ عنہ نے کہ تم محفوظ
رہے یعنی تم نے خوب کیا اور تمہاری رائے ٹھیک ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جس کام میں لوگ ہیں سو تم دیکھتے ہو تو مراد اس کی اس سے وہ چیز ہے کہ واقع ہوئی درمیان علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے لڑائی سے صفین میں دن جمع ہونے لوگوں کے منصفی پر درمیان ان کے اس چیز سے کہ اختلاف کیا انہوں نے بیچ اس کے اور بلا بھیجا انہوں نے باقی اصحاب رضی اللہ عنہم کو حرمین وغیرہ سے اور باہم وعدہ کیا جمع ہونے پر تا کہ اس میں غور کریں سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بہن سے مشورہ کیا کہ ان کی طرف جائے یا نہیں سو اشارہ کیا حفصہ رضی اللہ عنہا نے ساتھ جانے کے طرف ان کی واسطے اس خوف کے کہ ان کے نہ جانے سے پھوٹ پیدا ہو جو نوبت پہنچائے طرف ہمیشہ قائم رہنے فتنے کے اور یہ جو کہا کہ جب لوگ جدا جدا ہوئے یعنی بعد اس کے کہ مختلف ہوئے دونوں منصف کہ ایک دونوں میں سے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ہیں اور وہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھے اور دوسرے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ تھے اور وہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جب جدا ہوئے دونوں منصف اور یہ لفظ تفسیر کرتا ہے مراد کی اور بیان کرتا ہے کہ یہ قصہ صفین میں تھا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ جب وہ دن ہوا جس میں اجتماع کیا معاویہ رضی اللہ عنہ نے دومۃ الجندل میں تو حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مناسب نہیں ساتھ تیرے کہ تو پیچھے رہے صلح سے کہ صلح کرے ساتھ اس کے اللہ درمیان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سالا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے کہا اور سامنے آئے معاویہ رضی اللہ عنہ اوپر اونٹ بڑے کے سو کہا کہ کون ہے جو خلافت کے طمع کرتا اور امید رکھتا ہے یا اس کی طرف گردن دراز کرے اور یہ جو اس نے کہا سو ہم لائق تر ہیں ساتھ خلافت اس سے اور اس کے باپ سے تو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ اس کے عمر رضی اللہ عنہ اور ان کا بیٹا ہے اور اس میں بعد ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعظیم میں بہت مبالغہ کرتے تھے اور نیز حبیب بن ابی ثابت کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس دن سے پہلے میرے جی میں دنیا کا خیال نہیں آیا میں نے چاہا کہ کہوں کہ امید رکھتا ہے اس میں وہ شخص جس نے تجھ کو اور تیرے باپ کو اسلام پر مارا یہاں تک کہ تم دونوں کو اس میں داخل کیا پھر مجھ کو بہشت یاد آئی تو میں نے اس سے منہ پھیرا تو اس جگہ سے ظاہر ہوتی ہے مناسبت داخل کرنے اس قصے کی بیچ بیان جنگ خندق کے اس واسطے کہ ابو سفیان اس دن کفار کے گروہوں کا پیشوا تھا اور حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں شام میں رہتے تھے اور بھیجا تھا ان کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر میں واسطے مدد عثمان رضی اللہ عنہ کے سو شہید ہوئے عثمان رضی اللہ عنہ ان

کے پہنچنے سے پہلے سو وہ پلٹ گئے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور متولی کیا ان کو جنگ روم پر اور فوت ہوئے بیچ خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اور یہ جو حبیب رضی اللہ عنہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے ان کو جواب کیوں نہ دیا تو بتلائی ان کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وہ چیز جس نے ان کو جواب دینے سے روکا تھا اور عبدالرزاق کی روایت میں ہے نزدیک قول اس کے فلنحن احق به منه و من ابیه کہ تعریض کرتا تھا ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یعنی مراد معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما تھے پس پہچانی گئی ساتھ اس کے مناسبت حبیب رضی اللہ عنہ کے قول کی واسطے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ تم نے ان کو جواب کیوں نہ دیا اور حبوہ وہ کپڑا ہے کہ ڈالا جاتا ہے پیٹھ پر اور دونوں پنڈلیوں کو جوڑ کر اس کے دونوں کنارے باندھے جاتے ہیں اور یہ جو کہا کہ جس نے تجھ سے اور تیرے باپ سے اسلام پر لڑائی کی یعنی دن احد کے اور دن خندق کے اور داخل ہوتے ہیں اس بات میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور تمام مہاجرین جو اس میں حاضر ہوئے اور ان میں سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور اس جگہ سے ثابت ہوتی ہے مناسبت داخل ہونے اس قصے کی بیچ جنگ خندق کے اس واسطے کہ ابوسفیان معاویہ رضی اللہ عنہ کا باپ جنگ خندق کے دن کفار کے گروہوں کا سردار تھا اور حبیب ابن ابی ثابت کی روایت میں بھی واقع ہوا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس دن سے پہلے میرے جی میں دنیا کا خیال نہیں آیا میں نے چاہا کہ کہوں کہ اس میں امید رکھتا ہے وہ شخص کہ جو تجھ سے اور تیرے باپ سے اسلام پر لڑا یہاں تک کہ تم دونوں کو اس میں داخل کیا پھر مجھ کو بہشت یاد آئی تو میں نے اس سے منہ پھیرا اور تھی رائے معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مقدم کرنا اس شخص کا جو فاضل ہو قوت اور رائے اور معرفت میں اس شخص پر جو فاضل ہو پیش دستی کرنے میں طرف اسلام کی اور دین کی اور عبادت کی اس واسطے کہ مطلق بولا کہ وہ لائق تر ہے ساتھ خلافت کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی رائے اس کے مخالف تھی اور یہ کہ وہ نہیں بیعت کرتا مفضول سے مگر جبکہ خوف ہو فتنے کا اسی واسطے بیعت کی انہوں نے بعد اس کے معاویہ رضی اللہ عنہ سے پھر اس کے بیٹے یزید سے اور منع کیا اپنی اولاد کو اس کی بیعت توڑنے سے اور بیعت کی بعد اس کے واسطے عبدالملک بن مروان کے۔ (فتح)

٣٨٠٠۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَحْزَابِ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا.

٣٨٠٠۔ سلیمان ابن صرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ ہم ان سے لڑیں گے اور وہ ہم سے نہ لڑیں گے۔

٣٨٠١۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحَاقَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ

٣٨٠١۔ سلیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جب کفار کے گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پلٹ گئے اب تو ہم ان سے لڑیں گے اور وہ ہم سے نہ لڑیں

يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ حِيْنَ أَجْلَى الْأَحْزَابَ عَنْهُ الْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِلَيْهِمْ.

گے ہم ان پر چڑھ جائیں گے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کفار کے گروہ آپ ﷺ سے ہٹائے گئے تو اس میں اشارہ ہے کہ پلٹ گئے بغیر اختیار اپنے کے بلکہ ساتھ کاری گری اللہ کی کے واسطے اپنے رسول ﷺ کے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ ذیقعدہ سے سات دن باقی رہتے تھے اور اس میں نشانی ہے نبوت کی نشانیوں سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ آئندہ سال میں عمرے کا احرام باندھ کر خانے کعبے کو چلے اور قریش نے آپ ﷺ کو خانے کعبے میں جانے سے روکا اور واقع ہوئی صلح درمیان ان کے یہاں تک کہ انہوں نے صلح توڑی پس ہوا یہ سبب مکے کی فتح ہونے کا سو جیسا آپ ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح واقع ہوا کہ جنگ خندق کے بعد کفار کو حوصلہ لڑائی کا نہ رہا اور روایت کی ہے بزار نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا دن جنگ خندق کے اور کفار نے بہت گروہوں کو آپ ﷺ کے واسطے جمع کیا کہ اس کے بعد وہ تم سے کبھی نہ لڑیں گے لیکن تم ہی ان سے لڑو گے۔ (فتح)

٣٨٠٢۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَأَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ.

٣٨٠٢۔ علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے جیسا انہوں نے ہم کو باز رکھا بیچ والی نماز سے یعنی عصر کی نماز سے یہاں تک کہ سورج غروب ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٣٨٠٣۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ أَنْ تَغْرُبَ قَالَ النَّبِيُّ

٣٨٠٣۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جنگ خندق کے دن آئے بعد اس کے کہ سورج غروب ہوا کفار قریش کو گالی دینے لگے اور کہا یا حضرت ﷺ نہ قریب تھا میں کہ نماز پڑھوں یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کے قریب ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں نے بھی نماز نہیں پڑھی سو ہم حضرت ﷺ کے ساتھ بطحان میں اترے حضرت ﷺ نے نماز کے واسطے وضو کیا اور ہم نے بھی اس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلَاةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَمَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ.

کے واسطے وضو کیا سو حضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی بعد ڈوبنے سورج کے پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مواقیت الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور بیان کیا ہے میں نے مذاہب کو بیچ ترتیب فوت شدہ نمازوں کے۔ (فتح)

۳۸۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ مَنْ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِيْنَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيَّ وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ.

۳۸۰۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ کون ہے کہ قوم کفار کی خبر ہمارے پاس لائے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں جاتا ہوں پھر فرمایا کہ کون ہے کہ قوم کفار کی خبر لائے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں پھر فرمایا کہ کون ہے جو قوم کفار کی خبر لائے زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا رہا ہے اور میرا خالص مددگار اور فدائے جانثار زبیر رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اس جگہ واقع ہوا ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ بنی قریظہ کی خبر لانے کے واسطے گئے تھے اور مشہور یہ ہے کہ جو قوم کفار کی خبر لانے کو گئے تھے وہ حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے میں کہتا ہوں یہ حصر مردود ہے اس واسطے کہ جس قصے کی خبر لانے کے واسطے زبیر رضی اللہ عنہ گئے تھے وہ اور قصہ ہے اور جس قصہ کی خبر لانے حذیفہ رضی اللہ عنہ گئے تھے وہ اور قصہ ہے پس قصہ زبیر رضی اللہ عنہ کا واسطے دریافت کرنے حال بنی قریظہ کے تھا کہ کیا انہوں نے توڑ ڈالا ہے عہد کو جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان تھا اور موافق ہوئے ہیں قریش کو اوپر لڑائی مسلمانوں کے اور قصہ حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تھا جبکہ سخت ہوا گھیراؤ مسلمانوں پر ساتھ خندق کے اور جمع ہوئے ان پر گروہ کفار کے اور پھر واقع ہوئی درمیان گروہوں کفار کے پھوٹ اور خوف کیا ہر گروہ نے دوسرے سے اللہ نے ان پر آندھی بھیجی اور سخت ہوئی سردی اس رات میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو کفار قریش کی خبر لائے تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں لاتا ہوں بعد تکرار طلب کے اور ان کا قصہ اس میں مشہور ہے کہ جب رات کو کفار کے لشکر میں داخل ہوئے اور ان کا حال معلوم کیا تو ان پر سردی سخت ہوئی سو حضرت ﷺ نے ان کو ڈھانکا یہاں تک کہ گرم ہوئے اور بیان کیا ہے واقدی نے کہ مراد ساتھ قوم کے

بنی قریظہ ہیں۔(فتح)

٣٨٠٥۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ أَعَزَّ جُنْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهٗ،

٣٨٠٥۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے عزت دی اپنی فوج کو یعنی مسلمانوں کو اور مدد کی اپنے بندے کی اور غالب ہوا کفار کے گروہوں پر تنہا وہی سو نہیں کوئی چیز بعد اس کے۔

فائدہ: یہ سجع با قافیہ عبارت محمود کی قسم سے ہے اور اس کے اور مذموم کے درمیان فرق یہ ہے کہ مذموم وہ ہے جو تکلف اور اشکرہ کے ساتھ بولا جائے اور محمود وہ ہے جو بولا جائے ساتھ انسجام اور اتفاق کے اسی واسطے فرمایا بیچ مثل اول کے کہ یہ تک بندی ہے مثل تک بندی کاہنوں کے اور اسی لیے مکروہ رکھتے تھے تک بندی کو دعا میں اور واقع ہوئی ہے بیچ بہت دعاؤں اور مخاطبات کے وہ چیز کہ واقع ہوئی ساتھ تک بندی کے لیکن وہ غایت انسجام میں ہے جو مشعر ہے کہ وہ بلا قصد واقع ہوئی اور یہ جو کہا کہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام چیزیں بہ نسبت اس کے وجود کے کالعدم ہیں یعنی اس کے وجود کے بہ نسبت کسی چیز کا وجود نہیں یا مراد یہ ہے کہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے اور وہ باقی ہے ہمیشہ رہنے والا پس وہ بعد ہر چیز کے ہے سو نہیں کوئی بعد اس کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کل شیء هالك الا وجهه ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر ذات پاک اس کی۔(فتح)

٣٨٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ وَعَبْدَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

٣٨٠٦۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے گروہوں کو بددعا دی سو فرمایا الٰہی اے اتارنے والے کتاب کے اور جلد کرنے والے حساب کے بھگا دے کفار کے گروہوں کو الٰہی ان کو شکست دے اور ان کو پھسلا دے کہ ان کے پاؤں اپنی جگہ ثابت نہ رہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔(فتح)

٣٨٠٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ

٣٨٠٧۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جہاد یا عمرے یا حج سے پلٹتے تو پہلے تین بار تکبیر

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ ثَلَاثَ مِرَارٍ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

کہتے پھر فرماتے کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اسی کا ملک ہے اسی کو تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم سفر سے پھرے توبہ بندگی سجدہ کرنے والے ہم اپنے رب کے شکر گزار ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی یعنی حضرت ﷺ کی مدد کی اور کفار کے گروہوں کو شکست دی یعنی بھگا دیا تنہا اسی نے۔

فائدہ: اس کی شرح دعوات میں آئے گی۔

بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحْزَابِ وَمَخْرَجِهٖ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهٖ إِيَّاهُمْ.

باب ہے بیان میں پھرنے حضرت ﷺ کے جنگ احزاب سے یعنی اس جگہ سے جس میں کفار کے گروہوں سے لڑتے تھے طرف جگہ اپنی کی مدینے میں اور بیان میں نکلنے آپ ﷺ کے کی طرف بنی قریظہ کے اور گھیرنا حضرت ﷺ کا ان کو۔

فائدہ: اس کا سبب پہلے گزر چکا ہے کہ ان میں اور حضرت ﷺ کے درمیان صلح تھی جب جنگ خندق کے دن کفار قریش عرب کے بہت گروہوں کو مدینے پر چڑھا لائے تو یہود بنی قریظہ نے بھی حضرت ﷺ سے عہد توڑا اور کافروں کے شریک ہوئے اور ذکر کیا ہے عبدالملک ابن یوسف نے کہ بنی قریظہ گمان کرتے تھے کہ وہ شعیب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور یہ احتمال ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ متوجہ ہونا حضرت ﷺ کا طرف ان کی ذیقعدہ کی تیئسویں کو تھا اور یہ کہ حضرت ﷺ تین ہزار آدمیوں میں ان کی طرف نکلے اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہ حضرت ﷺ کے پاس چھتیس گھوڑے تھے۔ (فتح)

٣٨٠٨۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ

٣٨٠٨۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جنگ خندق سے پھرے اور ہتھیار اتار کر غسل کیا تو جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے سو کہا کہ آپ ﷺ نے ہتھیار اتار ڈالے اور قسم ہے اللہ کی کہ ہم نے نہیں اتارے ان کی طرف نکلیں فرمایا کہاں کہا اس جگہ اور اشارہ کیا

السَّلَامُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَاهُ فَاخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ فَإِلٰى أَيْنَ قَالَ هَا هُنَا وَأَشَارَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ.

طرف بنی قریظہ کی سو حضرت ﷺ نے ان پر چڑھائی کی۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۳۸۰۹۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِيْ زُقَاقِ بَنِيْ غَنْمٍ مَّوْكِبَ جِبْرِيْلَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ.

۳۸۰۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جیسے میں دیکھتا ہوں گرد کو کہ بلند ہونے والی ہے بنی غنم کے گلی کوچوں میں لشکر جبرائیل علیہ السلام کے چلنے سے جب کہ حضرت ﷺ بنی قریظہ کی طرف چلے۔

فائدہ: اور واقع ہوئی ہے یہ حدیث نزدیک ابن سعد کے سلیمان بن مغیرہ سے اس میں انس رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں اس کے اول میں ہے کہ قوم بنی قریظہ اور حضرت ﷺ کے درمیان عہد و پیان تھا جب جنگ خندق میں کفار کے گروہوں نے مدینے کو آگھیرا تو بنی قریظہ عہد توڑ کر کفار کے شریک ہوئے اور ان کی مدد کی پھر جب اللہ نے کفار کے گروہوں کو شکست دی اور بھگا دیا تو بنی قریظہ نے اپنے قلعے میں پناہ لی اور اس کا دروازہ بند کر لیا سو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کا لشکر ساتھ لے کر آئے سو کہا کہ یا حضرت ﷺ بنی قریظہ کی طرف اٹھ کھڑے ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب رضی اللہ عنہم میں مشقت ہے کہا ان کی طرف نکلو کہ البتہ میں ان کو ذلیل کروں گا سو پیٹھ دی جبرائیل علیہ السلام نے اور ان کے ساتھ والے فرشتے نے یہاں تک کہ بلند ہوئی گرد بنی غنم کے کوچوں میں جو انصار میں سے ہیں۔ (فتح)

۳۸۱۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيْقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّيْ حَتّٰى نَأْتِيَهَا

۳۸۱۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ احد کے دن فرمایا کہ نہ نماز پڑھے کوئی عصر کی مگر بنی قریظہ میں سو بعض نے راہ میں عصر کا وقت پایا سو کہا بعض نے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے یہاں تک کہ بنی قریظہ میں پہنچیں اور بعض نے کہا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں حضرت ﷺ کی مراد یہ نہ تھی کہ اگرچہ نماز کا وقت جاتا رہے کوئی راہ میں سوائے بنی قریظہ کے نماز نہ پڑھے بلکہ مراد حضرت ﷺ کی کلام سے جلدی جانا تھا پھر یہ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّيْ لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ.

حال یعنی بعض کے نماز پڑھنے کا اور بعض کے نہ پڑھنے کا حضرت ﷺ کے روبرو ذکر ہوا تو حضرت ﷺ نے کسی کو ان میں سے نہ جھڑکا یعنی کسی پر ناراض نہ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عصر کی نماز تھی اور مسلم کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ظہر کی نماز تھی اور تطبیق دی ہے بعض علماء نے دونوں روایتوں میں بایں طور کہ احتمال ہے کہ حکم کرنے سے پہلے بعض نے ظہر کی نماز پڑھ لی ہو اور بعض نے نہ پڑھی ہو سو جن لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی ان کو عصر کا حکم ہوا اور جنہوں نے ظہر کی نماز نہ پڑھی تھی ان کو ظہر کا حکم ہوا اور احتمال ہے کہ ایک گروہ دوپہر کے بعد اول روانہ ہوا اور دوسرا گروہ اس کے پیچھے سو پہلے گروہ کو ظہر کا حکم ہوا اور دوسرے کو عصر کا اور ان دونوں تطبیق کا کچھ ڈر نہیں لیکن بعید کرتا ہے اس کو اتحاد مخرج حدیث کا اس واسطے کہ وہ بخاری اور مسلم دونوں کے نزدیک ایک سند کے ساتھ ہے ابتداء سے انتہاء تک اور بعید ہے کہ ہر ایک نے اس کے اسناد کے راویوں سے دونوں طور پر روایت کی ہو اس واسطے کہ اگر اس طرح ہوتا تو البتہ اٹھاتا اس کو ایک ان میں سے اس کے بعض راویوں سے دونوں طور پر اور حالانکہ اس طرح نہیں پایا گیا پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ اختلاف لفظ مذکور میں اس کے بعض راویوں کے حفظ اور یادداشت کی وجہ سے ہے پس جو ظاہر ہوتا ہے دونوں لفظوں کے اختلاف سے یہ ہے کہ عبداللہ بن محمد شیخین کے شیخ نے جب امام بخاری رحمہ اللہ کو حدیث بیان کی تو عصر کے لفظ کے ساتھ حدیث بیان کی اور جب باقی لوگوں کو حدیث بیان کی تو ظہر کے لفظ کے ساتھ حدیث بیان کی یا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو لکھا ہے اپنی یاد سے نہیں رعایت کی انہوں نے لفظ کی جیسے معروف ہے ان کے مذہب سے اس کے جائز رکھنے میں برخلاف مسلم کے کہ وہ لفظ کی مخالفت بہت کرتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں نے اس کا عکس کیوں جائز نہیں رکھا اس واسطے کہ اور راوی بھی مسلم کے موافق ہیں برخلاف امام بخاری رحمہ اللہ کے لیکن موافقت ابوحفص کی واسطے امام بخاری رحمہ اللہ کے تائید کرتی ہے پہلے احتمال کو کہ وہ عصر کی نماز تھی اور یہ سب کلام باعتبار حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہے اور لیکن بہ نسبت حدیث غیر اس کے کی پس دونوں احتمال پہلے کہ ایک گروہ کو ظہر کی نماز کا حکم کیا اور دوسرے کو عصر کا حکم کیا بایں وجہ ہے پس احتمال ہے کہ ظہر کی روایت کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا ہو اور عصر کی نماز کو کعب رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ نے سنا ہو اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہا سہیلی وغیرہ نے اس حدیث میں فقہ سے یہ ہے کہ نہ عیب کیا جائے اس شخص پر جو لے ظاہر حدیث یا روایت کو اور نہ اس پر جو استنباط کرے نص سے ایک معنی جو اس کو خاص کریں اور اس میں ہے کہ ہر مجتہد مختلف فی الفروع مصیب ہے کہا سہیلی نے کہ نہیں محال ہے یہ کہ ہو چیز صواب ایک شخص کے حق میں اور خطا دوسرے کے حق میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محال تو یہ ہے کہ حکم کیا جائے ایک مسئلے میں ساتھ دو حکموں متناقض کے ایک شخص کے حق میں کہا اس نے اور اصل

اس میں یہ ہے کہ حرمت اور اباحت احکام کی صفات سے ہیں نہ ذاتوں کی صفات سے کہا اس نے پر ہر مجتہد کہ موافق ہو اجتہاد اس کا کسی وجہ کو تاویل سے تو وہ مصیب ہے انتہی اور مشہور یہ ہے کہ جمہور کا مذہب یہ ہے کہ مصیب قطعیات میں ایک ہے اور مخالف ہوا ہے جاحظ اور عنبری اور لیکن جس میں قطع نہیں سو جمہور نے کہا کہ اس میں بھی مصیب ایک ہی ہے اور تحقیق ذکر کیا ہے اس کو شافعی نے اور برقرار رکھا اس کو اور اشعری سے منقول ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور یہ کہ حکم اللہ کا تابع ہے واسطے ظن مجتہد کے اور کہا بعض حنفیہ اور شافعیہ نے کہ وہ مصیب ہے ساتھ اجتہاد اپنے کے اگرچہ نفس الامر میں اس کا اجتہاد ٹھیک نہ پڑے پس وہ مخطی ہے اور اس کے واسطے ایک اجر ہے اور اس مسئلہ کی پوری پوری بحث کتاب الاحکام میں آئے گی پھر استدلال کرنا ساتھ اس قصے کے اس پر کہ ہر مجتہد مصیب ہے مطلق واضح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس میں تو صرف یہ ہے کہ جو اجتہاد کرے اور اپنی کوشش کو صرف کرے اس کو جھڑکا نہ جائے پس مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ اس کو گنہگار نہ کہا جائے اور حاصل اس چیز کا کہ واقع ہوا ہے قصہ میں یہ ہے کہ بعض اصحاب رضی اللہ عنہم نے نہی کو حقیقت پر محمول کیا اور وقت کے فوت ہونے کی کچھ پرواہ نہ کی واسطے ترجیح نہی ثانی کی اوپر نہی اول کے اور نہی اول یہ ہے کہ اپنے وقت سے نماز کو مؤخر نہ کیا جائے اور استدلال کیا ہے انہوں نے ساتھ جواز تاخیر کرنے کے واسطے اس کے جو مشغول ہو ساتھ کام لڑائی کے ساتھ نظیر اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے ان دنوں میں جنگ خندق میں اس واسطے کہ تحقیق گزر چکی ہے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی جس میں تصریح ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے عصر کی نماز سورج کے غروب ہونے کے بعد پڑھی اور یہ امر لڑائی کے ساتھ مشغول ہونے کی وجہ سے تھا پس جائز رکھا ہے انہوں نے یہ کہ یہ عام ہے ہر اس شخص کے حق میں کہ مشغول ہو ساتھ امر لڑائی کے خاص کر یہ ہے کہ وہ زمانہ تشریع کا تھا یعنی شرع جاری کرنے کا اور لوگوں نے حمل کیا نہی کو غیر حقیقت پر اور یہ کہ مراد اس سے رغبت دلانا ہے استعجال اور جلدی کرنے پر یعنی بنی قریظہ کی طرف جلد چلو اور استدلال کیا ہے جمہور نے اس پر کہ مجتہد کو گنہگار نہ ٹھہرایا جائے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو دونوں گروہوں سے نہیں جھڑکا اور کسی پر سختی نہیں کی سو اگر اس جگہ گناہ ہوتا تو گنہگار فرماتے اس کو جو گنہگار ہوتا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن حبان نے اس پر کہ تارک نماز کا یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے کافر نہیں ہوتا اور اس میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں یعنی اس واسطے کہ انہوں نے تاویل کی تھی اور نزاع اس شخص کے حق میں ہے جو بغیر تاویل کے جان بوجھ کر نماز میں تاخیر کرے اور استدلال کیا ہے اس کے غیر نے اس پر کہ جو جان بوجھ کر نماز کر تاخیر کرے یہاں تک کہ اس کا وقت نکل جائے تو اس کو اس کے بعد قضاء کرے اس واسطے کہ جن لوگوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی انہوں نے اس کو اس کے بعد پڑھا تھا جیسا کہ واقع ہوا ہے نزدیک اسحاق کے کہ انہوں نے اس کو عشاء کے وقت پڑھا تھا بعد ڈوب جانے آفتاب کے اور اس میں بھی نظر ہے یعنی شبہ ہے اس واسطے کہ نہیں مؤخر کیا تھا انہوں نے

اس کو اور نزاع اس شخص کے حق میں ہے جو تاخیر کرے جان بوجھ کر بغیر تاویل کے اور کہا ابن قیم نے ہدی میں جس کا حاصل یہ ہے دونوں گروہ ماجور ہیں یعنی اجر دیے گئے ہیں ساتھ قصد اپنے کے مگر جس نے نماز پڑھ لی اس نے دونوں فضیلتیں جمع کر لیں بجا لانا حکم کا جلدی جانے میں اور بجا لانا حکم کا بیچ محافظت کرنے کے وقت پر خاص کر وہ چیز کہ خاص اس میں نماز ہے رغبت دلانے سے اوپر محافظت اس کی کے اور یہ کہ جس کی نماز فوت ہوئی اس کا عمل اکارت ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جن لوگوں نے اس کو تاخیر کیا تھا ان کو اس واسطے نہ جھڑکا کہ ان کا عذر قائم تھا تمسک کرنے میں ساتھ ظاہر امر کے اور اس واسطے کہ انہوں نے اجتہاد کیا پس مؤخر کیا نماز کو واسطے بجا لانے حکم کے لیکن نہ پہنچ سکے اس امر کو کہ ہوا اجتہاد ان کا صواب تر دوسرے گروہ سے اور لیکن جو حجت پکڑتا ہے واسطے اس شخص کے کہ اس نے تاخیر کی ساتھ اس طور کے کہ نماز میں اس وقت تاخیر کی جاتی تھی جیسا کہ خندق کے دن ہوا اور تھا یہ حکم پہلے مشروع ہونے نماز خوف کے پس یہ حجت واضح نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ خندق کے دن تاخیر بھول سے ہوئی ہو اور یہ ظاہر ہے حضرت ﷺ کے قول میں واسطے عمر رضی اللہ عنہ کے جب کہ کہا آپ نے کہ نہ قریب تھا میں کہ نماز پڑھوں یہاں تک کہ سورج ڈوبنے لگا حضرت ﷺ نے فرمایا قسم ہے اللہ کی میں نے بھی نہیں پڑھی اس واسطے کہ اگر آپ ﷺ کو یاد ہوتی تو اس کی طرف جلدی کرتے جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ (فتح)

۳۸۱۱۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ح و حَدَّثَنِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ وَإِنَّ أَهْلِي أَمَرُونِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْأَلَهُ الَّذِي كَانُوا أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي تَقُولُ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَا يُعْطِيكَهُمْ وَقَدْ أَعْطَانِيهَا أَوْ كَمَا قَالَتْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكِ كَذَا وَتَقُولُ كَلَّا

۳۸۱۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دستور تھا کہ لوگ حضرت ﷺ کو پھل کھانے کے واسطے کھجور کے درخت دیتے تھے یعنی بغیر تملیک رقبہ کے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے قریظہ اور نضیر کو فتح کیا (تو جس جس نے حضرت ﷺ کو پھل کھانے کے لیے درخت دیا ہوا تھا حضرت ﷺ نے اس کو پھیر دیا) اور یہ کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس جاؤں اور آپ ﷺ سے مانگوں جو انہوں نے حضرت ﷺ کو دیا تھا کل یا بعض اس کا اور حضرت ﷺ نے وہ ام ایمن کو دے دیا تھا سو ام ایمن آئی سو اس نے میری گردن میں کپڑا ڈالا (اور مجھ کو کھینچا کہتی تھیں ہر گز نہیں قسم ہے اللہ کی جس کے سوائے کوئی بندگی کے لائق نہیں حضرت ﷺ تم کو نہیں دیں گے اور حالانکہ وہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دے دیا ہے یا اس کی مثل کوئی اور کلمہ

وَاللّٰهِ حَتّٰى أَعْطَاهَا حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ عَشَرَةَ أَمْثَالِهِ أَوْ كَمَا قَالَ.

کہا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ تیرے واسطے اتنا ہے بدلا اس کا یعنی اس کے درخت اس کو پھیر دے میں تجھ کو اس کے بدلے اتنا اتنا مال دوں گا اور ام ایمن کہتی تھیں ہرگز نہیں قسم ہے اللہ کی یہاں تک کہ حضرت ﷺ سے نے اس کو اس کے دس گنا مال دیا یا جیسے فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان ہبہ میں گزر چکا ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ انصار نے مہاجرین کو بطور سلوک کے کھجور کے درخت دیے ہوئے تھے تا کہ اس کے پھل سے فائدہ اٹھائیں سو جب اللہ نے نضیر اور قریظہ کو فتح کیا تو ان کی غنیمتیں مہاجرین میں تقسیم کیں اور مہاجرین کو حکم کیا کہ انصار کے درخت ان کو پھیر دیں واسطے بے پرواہ ہونے ان کے ان سے اور اس واسطے کہ انصار نے اصل درختوں کو ان کی ملک نہیں کیا تھا یعنی بلکہ فقط پھل کھانے کے لیے دیے تھے اور ام ایمن رضی اللہ عنہا اس کے پھیر دینے سے باز رہیں اس خیال سے کہ شاید وہ اصل درخت کی مالک ہو گئیں سو حضرت ﷺ نے اس سے نرمی کی اور کمال مہربانی سے اس کے پیش آئے واسطے اس چیز کے کہ تھی واسطے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے حضرت ﷺ پر حق پرورش سے یہاں تک کہ بدلا دیا اس کو اس چیز سے کہ اس کے ہاتھ میں تھی ساتھ اس چیز کے کہ راضی کیا اس کو اور مسلم کی روایت میں ہے کہ یہاں تک کہ اس کو دس گنا دیا یا قریب دس گنا کے اور معلوم ہوئے ساتھ اس کے معنی قول آپ ﷺ کے ولك كذا یعنی مانند اس چیز کی کہ واسطے تیرے ہے ایک بار پھر شروع ہوئے زیادہ کرنے میں دوبار اور تین بار یہاں تک کہ اس کے دس گنا تک پہنچے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہبہ کرنا منفعت کا سوائے رقبہ کے یعنی اصل درخت اپنے پاس رکھنا اور اس حدیث میں بیان ہے زیادہ ہونے بخشش حضرت ﷺ کی کا اور بہت ہونے حلم اور احسان آپ ﷺ کے کا اور مرتبے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے کا نزدیک حضرت ﷺ کے اس لیے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو پالا تھا اور وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں اور ایمن بھی ان کا بیٹا ہے حضرت ﷺ کے بعد تھوڑی سے مدت زندہ رہیں۔ (فتح)

٣٨١٢۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى سَعْدٍ فَأَتٰى عَلٰى حِمَارٍ

٣٨١٢۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی قریظہ اترے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر سو حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا سعد رضی اللہ عنہ گدھے پر سوار ہو کر آئے سو جب مسجد سے قریب ہوئے تو حضرت ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اٹھ کھڑے ہو اپنے سردار کی طرف یا یہ فرمایا کہ اپنے سے بہتر اور افضل کی طرف تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ

فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ فَقَالَ تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِيْ ذَرَارِيَّهُمْ قَالَ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ.

یہ یہودی تیرے فیصلے پر راضی ہو کر اترے ہیں تو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل ہوں اور ان کی عورتیں اور لڑکے غلام اور لونڈیاں بنائے جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اللہ کی مرضی کے موافق فیصلہ کیا اور اکثر اوقات راوی نے کہا کہ تو نے بادشاہ کی مرضی کے موافق حکم کیا یعنی اللہ کی مرضی کے موافق۔

فائدہ: بنی قریظہ یہودی لوگ تھے مدینے کے قریب ایک قلعے میں رہتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے درمیان صلح ہوئی ہجرت کے پانچویں سال جب جنگ خندق ہوئی تو بنی قریظہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قول توڑ کے کافروں کے شریک اور ساتھ ہوئے جب مشرک مکے کو پلٹ گئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ کا قلعہ پندرہ روز تک گھیرا ان لوگوں نے تنگ ہو کر پیغام دیا کہ ہم قلعے سے اترتے ہیں خالی کیے دیتے ہیں اور ہم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہیں جو ہمارے حق میں وہ حکم کریں ہم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل کریں یہودی اور سعد رضی اللہ عنہ اس سے پہلے ہم قسم تھے ایک دوسرے کے مددگار تھے یہودی سمجھے کہ سعد رضی اللہ عنہ ہماری رعایت کر کے ہم کو بچائیں گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد رضی اللہ عنہ کو مدینے سے بلایا پھر یہ حدیث فرمائی یعنی اے سعد رضی اللہ عنہ تمہارے حکم پر فیصلہ موقوف ہے جیسا تم حکم کرو ویسا عمل میں آئے سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل ہوں اور ان کو لڑکے اور عورتیں لونڈی اور غلام بنائے جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے سعد رضی اللہ عنہ تو نے اللہ کی مرضی کے موافق فیصلہ فرمایا چنانچہ وہ لوگ قتل ہوئے اور یہ جو کہا کہ جب مسجد کے قریب ہوئے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ مراد اس سے وہ مسجد ہے کہ تیار کیا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے نماز کے بنی قریظہ کے گاؤں میں جن دنوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا محاصرہ کیا اور نہیں ہے مراد مسجد نبوی جو مدینے میں ہے لیکن کلام ابن اسحاق کا دلالت کرتا ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ مدینے کی مسجد میں مقیم تھے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا تا کہ بنی قریظہ کے حق میں حکم کریں پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا تھا سعد رضی اللہ عنہ کو رفیدہ کے خیمہ میں پاس مسجد اپنی کے اور رفیدہ ایک عورت تھی کہ بیماروں کی دوا کرتی تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سعد رضی اللہ عنہ کو اس کے خیمے میں ٹھہراؤ تا کہ میں قریب سے اس کی بیمار پرسی کروں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف نکلے اور ان کو گھیرا اور وہ سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلے پر راضی ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا بھیجا تو انہوں نے ان کو گدھے پر چڑھایا اور ان کا بدن بھاری تھا پس قول راوی کا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی قریظہ کی طرف نکلے دلالت کرتا ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ مدینے کی مسجد میں مقیم تھے اور یہ جو فرمایا کہ تم نے اللہ کی مرضی کے موافق حکم کیا تو ایک روایت میں ہے کہ البتہ حکم کیا تم نے ان کے حق میں ساتھ حکم اللہ کے کہ حکم کیا ساتھ اس کے اللہ نے ساتھ

آسمانوں کے اوپر سے کہا سہیلی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ حکم اوپر سے اترا اور مثل اس کی ہے قول زینب رضی اللہ عنہا کا کہ اللہ نے میرا نکاح حضرت ﷺ کے ساتھ سات آسمانوں کے اوپر سے کیا یعنی ان کو نکاح یعنی ان کا نکاح اوپر سے اترا اور نہیں محال ہے وصف کرنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اوپر ہونے کے بنا بریں اس معنی کے کہ اس کے جلال کے لائق ہیں نہ اس معنی پر کہ پیدا ہوتا ہے اس سے وہم تحدید کا جو نوبت پہنچاتا ہے طرف تشبیہ کے اور باقی شرح اس حدیث کی آئندہ حدیث میں ہے۔ (فتح)

٣٨١٣۔ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أُصِيْبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ وَهُوَ حِبَّانُ بْنُ قَيْسٍ مِّنْ بَنِيْ مَعِيْصِ بْنِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ رَمَاهُ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهُ مِنْ قَرِيْبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ اخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِهِ فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلٰى سَعْدٍ قَالَ فَإِنِّيْ أَحْكُمُ فِيْهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى النِّسَآءُ وَالذُّرِّيَّةُ وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ

٣٨١٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ جنگ خندق میں زخمی ہوئے ایک قریشی مرد نے جس کا نام حبان تھا ان کو شہ رگ میں تیر مارا سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے مسجد میں خیمہ گاڑا تا کہ نزدیک سے ان کی تیمارداری کریں سو جب حضرت ﷺ جنگ خندق سے پھرے تو آپ ﷺ نے ہتھیار اتار ڈالے اور غسل کیا سو حضرت ﷺ کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اس حال میں کہ گرد سے اپنا سر جھاڑتے تھے تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہتھیار اتار ڈالے ہیں قسم ہے اللہ کی میں نے نہیں اتارے آپ ﷺ ان کی طرف نکلیں حضرت ﷺ نے فرمایا کن کی طرف جبرائیل علیہ السلام نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا سو حضرت ﷺ نے ان پر چڑھائی کی یعنی اور ان کو گھیرا تو وہ حضرت ﷺ کے فیصلے پر اترے کہ جو آپ ﷺ ہمارے حق میں تجویز کریں ہم کو منظور ہے حضرت ﷺ نے حکم کو سعد رضی اللہ عنہ کی طرف پھیرا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان کی لڑائی والے جوان قتل ہوں اور ان کی عورتیں اور لڑکے لونڈیاں اور غلام بنائے جائیں اور ان کے مال مسلمانوں میں تقسیم ہوں کہا ہشام نے کہ خبر دی مجھ کو میرے باپ عروہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا سعد رضی اللہ عنہ نے الٰہی تو جانتا ہے کہ نہیں کوئی محبوب تر میرے نزدیک یہ کہ جہاد کروں کفار سے تیری راہ

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ فَإِنِّي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَأَبْقِنِي لَهُ حَتّٰى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتَتِي فِيهَا فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهِ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ إِلَّا الدَّمُ يَسِيْلُ إِلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا أَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُوْ جُرْحُهُ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

میں اس قوم سے جنہوں نے تیرے پیغمبر ﷺ کو جھٹلایا اور وطن سے نکالا الٰہی میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہماری ان کی لڑائی موقوف کی اور اگر قریش کی لڑائی سے کچھ چیز باقی ہو تو مجھ کو ان کے واسطے باقی رکھ تا کہ میں ان سے تیری راہ میں جہاد کروں اور اگر تو نے لڑائی کو موقوف کر ڈالا ہے تو میرے زخم کر جاری کر دے اور مجھ کو اس کے ساتھ مار پس جاری ہوا خون اس کے سر سینے سے پس نہ خوف میں ڈالا مسجد والوں کو کسی چیز نے اور مسجد میں بنو غفار کا ایک خیمہ تھا مگر لہو نے کہ ان کی طرف جاری ہوا تو مسجد والوں نے کہا کہ اے خیمہ والو! کیا ہے یہ چیز جو ہمارے پاس تمہاری طرف سے آتی ہے یعنی اس کا کیا سبب ہے سو ناگہاں دیکھا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے لہو جاری ہے سو فوت ہوئے سعد رضی اللہ عنہ اس کے سبب سے۔

فائدہ: اکحل ایک رگ ہے بازو کے درمیان کہا خلیل نے کہ وہ زندگی کی رگ ہے جب کٹ جاتی ہے تو اس کا لہو بند نہیں ہوتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم گھر میں تھے ایک مرد نے ہم کو سلام کیا حضرت ﷺ گھبرا کر اٹھے میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے اٹھی سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں مجھ کو حکم کرتے ہیں کہ میں بنی قریظہ کی طرف چڑھائی کروں آخر حدیث تک اور ایک روایت میں ہے پچیس دن حضرت ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا یہاں تک کہ محاصرے سے بہت تنگ ہوئے اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو ان کے رئیس کعب بن اسد نے ان سے کہا کہ یا تو ایمان لاؤ یا اپنی عورتوں اور لڑکوں کو مار ڈالو اور مستقل ہو کر نکلو یا مسلمانوں پر شب خون مارو ہفتے کی رات کو انہوں نے کہا نہ ہم ایمان لاتے ہیں اور نہ ہم ہفتے کی رات کو حلال کرتے ہیں اور کیا فائدہ ہے جینے کا بعد ہمارے لڑکوں اور عورتوں کے سو انہوں نے ابولبابہ سے کہلا بھیجا اور وہ اس کے ہم قسم تھے اور اس سے مشورہ لیا تو اس نے کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترو اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے حکم پر اترے یعنی یقین کیا انہوں نے ساتھ اترنے کے حضرت ﷺ کے حکم پر پھر جب انصار نے آپ ﷺ سے سوال کیا ان کے حق میں تو حضرت ﷺ نے حکم کو سعد رضی اللہ عنہ کی طرف رد کیا اور واقع ہوا بیان اس کا نزدیک ابن اسحاق سے کہا جب وہ گھیرے سے تنگ ہوئے تو انہوں نے یقین کیا یعنی دل میں پکی نیت کی کہ ہم حضرت ﷺ کے حکم پر اترے

ہیں جو حکم حضرت ﷺ ہمارے حق میں کریں ہم قبول کریں تو انصار نے اتفاق کر کے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ جانتے ہیں جو آپ ﷺ نے خزرج کے موالی یعنی بنی قینقاع کے حق میں کیا یعنی تو بنی قریظہ کے ساتھ بھی اسی طرح کرنا چاہیے فرمایا کیا تم راضی ہو کہ حکم کرے ان کے حق میں ایک مردتم میں سے انصار نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ ان کا فیصلہ سعد رضی اللہ عنہ کے سپرد ہے اور سیر کی بہت کتابوں میں ہے کہ وہ سعد رضی اللہ عنہ کے حکم پر اترے اور تطبیق یہ ہے کہ اترے وہ حضرت ﷺ کے حکم پر پہلے اس سے کہ حکم کریں اس میں سعد رضی اللہ عنہ کو پس حاصل ہوئے بیچ سبب رد کرنے حکم کے طرف سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دو امر ایک سوال کرنا ان کا دوسرا اشارہ ابولبابہ کا اور یہ جو کہا کہ ان کے لڑنے والے جوان قتل ہوں تو ابن اسحاق نے کہا کہ اصحاب رضی اللہ عنہم نے ان کے واسطے خندقیں کھودیں پھر ان کی گردنیں کاٹی گئیں پس جاری ہوا لہو خندقوں میں اور حضرت ﷺ نے ان کے مالوں اور عورتوں اور لڑکوں کو مسلمانوں میں تقسیم کیا اور گھوڑے کا حصہ نکالا اور پہلے پہل اسی دن گھوڑے کا حصہ نکالا اور ان کے عدد میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ چھ سو تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سات سو تھے اور بعض آٹھ نو سو کہتے ہیں اور بعض چار سو کہتے ہیں پس احتمال ہے کہ تطبیق میں کہا جائے کہ باقی ان کے تابع داروں میں سے تھے اور یہ جو کہا کہ الہٰی میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے ہماری ان کی لڑائی موقوف کی تو بعض کہتے ہیں کہ یہ گمان ان کا ٹھیک نہ ہوا اس واسطے کہ اس کے بعد بہت لڑائیاں ہوئیں پس محمول ہوگا اس پر کہ ان کی دعا قبول نہ ہوگی میں کہتا ہوں کہ سعد رضی اللہ عنہ کا یہ گمان ٹھیک تھا اور ان کی دعا اس قصے میں قبول ہوئی اور یہ اس واسطے ہے کہ جنگ خندق کے بعد مسلمانوں اور قریش کے درمیان کوئی لڑائی واقع نہیں ہوئی کہ اس میں ابتداء قصد کی مشرکین کی طرف سے ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ عمرے کے واسطے مکے کو روانہ ہوئے تو قریش نے حضرت ﷺ کو خانے کعبے میں جانے سے روکا اور قریب تھا کہ ان کے درمیان لڑائی واقع ہو سو نہ واقع ہوئی جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ وہی اللہ ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روکے اور تمہارے ہاتھ ان سے روکے مکے میں بعد اس کے کہ فتح دی تم کو اوپر ان کے پھر واقع ہوئی صلح اور حضرت ﷺ نے اگلے سال عمرہ کیا پھر صلح بدستور رہی یہاں تک کہ انہوں نے عہد و پیمان توڑ ڈالا تو حضرت ﷺ جہاد کے واسطے ان کی طرف نکلے سو مکے کو فتح کیا پس مراد سعد رضی اللہ عنہ کے قول سے یہ ہے کہ میں گمان کرتا ہوں کہ تو نے لڑائی موقوف کی یعنی وہ ابتداء قصد کر کے ہماری طرف چڑھائی نہ کر سکیں گے اور یہ مانند اس حدیث کی ہے کہ ہم ہی ان سے لڑیں گے وہ ہم سے نہ لڑیں گے جیسا کہ جنگ خندق میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا پس زخم جاری ہوا تو زخم کے جاری ہونے کا ایک حدیث میں یوں ذکر آیا ہے کہ ان کے پاس سے ایک بکری گزری اور وہ لیٹے تھے سو اس کا کھر زخم کی جگہ پر لگا پس جاری ہوا زخم یہاں تک کہ فوت ہوئے اور ایک روایت میں ہے پس ہمیشہ رہا لہو جاری یہاں تک کہ فوت ہوئے اور بنی قریظہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے آرزو کرنا شہادت کی اور وہ مخصوص ہے عموم نہی سے جو

موت کی آرزو کرنے میں آئی ہے اور یہ کہ جائز ہے واسطے افضل کے کہ منصف بنائے مفضول کو یعنی آپ سے کم درجے والے کو منصف بنانا جائز ہے اور اس میں جائز ہونا اجتہاد کا ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور یہ مسئلہ اختلافی ہے اصول فقہ میں اور مختار جواز ہے یعنی حضرت ﷺ کے زمانے میں بھی اجتہاد کرنا جائز تھا برابر ہے کہ حضرت ﷺ کے روبرو ہو یا نہ ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مانع بعید جانتا ہے وقوع اعتماد کو اوپر ظن کے باوجود ممکن ہونے یقین کے اور یہ مضر نہیں اس واسطے کہ تقریر نبوی کے ساتھ وہ بھی قطعی ہو جاتا ہے اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے وہ حضرت ﷺ کے روبرو جیسا کہ اس قصے میں ہے اور قصے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے قتیل میں جیسا کہ آئندہ آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٣٨١٤۔ حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اهْجُهُمْ أَوْ هَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ وَزَادَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ اهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَإِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ.

٣٨١٤۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ہجو کرو کفار قریش کی اور جبرائیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں یعنی ان کی طرف سے مضمون کا فیضان ہوگا اور دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ قریظہ کے دن حسان سے فرمایا کہ ہجو کرو مشرکین کی سو بے شک جبرائیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ خندق کے دن فرمایا تھا اور نہیں مانع ہے کہ اس کا کئی بار حکم ہوا ہو۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ. باب ہے بیان میں جنگ ذات الرقاع کے۔

فائدہ: اس جنگ میں اختلاف ہے کہ کب ہوا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ نام اس کا کس وجہ سے ہوا اور تحقیق میلان کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہ وہ خیبر کے بعد تھا اور استدلال کیا ہے اس نے واسطے اس کے اس باب میں ساتھ کئی امور کے اور ان کی شرح مفصل آئے گی اور باوجود اس کے پس ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے خیبر کے پس میں نہیں جانتا کہ یہ انہوں نے جان بوجھ کر کیا ہے واسطے مان لینے قول مغازی والوں کے کہ وہ خیبر سے پہلے تھا کما سیاتی یا یہ غلطی ہے ان راویوں کی جنہوں نے ان سے روایت کی ہے یا احتمال ہے کہ ذات الرقاع دو مختلف جگہوں کا نام ہو علاوہ ازیں مغازی والے باوجود یقین کرنے ان کے کے کہ وہ خیبر سے پہلے تھی مختلف ہیں اس کے

زمانے میں سو ابن اسحاق کے نزدیک ہے کہ وہ بنی نضیر کے واقع کے بعد تھی اور خندق سے پہلے چوتھے سال میں اور ابن سعد اور ابن حبان نے کہا کہ وہ محرم میں تھی پانچویں سال اور جزم کیا ہے ابو معشر نے کہ وہ بنی قریظہ اور خندق کے بعد تھی اور یہ موافق ہے واسطے فعل امام بخاری رحمہ اللہ کے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ جنگ قریظہ کی پانچویں سال میں تھی ذیقعدہ میں پس ہوگی ذات الرقاع اس سال کے اخیر میں اور آئندہ سال کے شروع میں اور لیکن موسیٰ بن عقبہ نے جزم کیا ہے ساتھ مقدم ہونے وقوع ذات الرقاع کے لیکن تردد کیا ہے اس نے اس کے وقت میں پس کہا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ بدر سے پہلے تھی یا پیچھے اور احد سے پہلے تھی یا پیچھے اور یہ تردد محض لا حاصل ہے بلکہ وہ چیز جس کے ساتھ یقین کرنا لائق ہے یہ ہے کہ وہ بنی قریظہ کے جنگ کے بعد تھی اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ خوف کی نماز جنگ خندق میں شروع نہیں ہوئی تھی اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے واقع ہونا نماز خوف کا بیچ جنگ ذات الرقاع کے پس دلالت کی اس نے اس پر کہ وہ جنگ خندق کے بعد تھی اور اس کا بیان واضح طور آئندہ آئے گا۔ (فتح)

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ مِنْ بَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطَفَانَ.

یعنی اور وہ جنگ قبیلہ محارب خصفہ کا ہے بنی ثعلبہ میں سے جو قوم غطفان میں سے ہے۔

فائدہ: اور محارب بیٹا ہے خصفہ کا اور خصفہ بن قیس بن غیلان بن مضر ہے اور محارب قیس سے منسوب ہیں طرف محارب بن خصفہ کے اور اضافت محارب کی طرف خصفہ کے واسطے جدا جدا کرنے اور تعیین کرنے کے ہے ان کے سوا اور محاربوں سے اس واسطے کہ محارب اور بھی بہت قبیلوں میں ہیں جیسے کہ محارب بن فہر وغیرہ پس گویا کہ اس نے کہا کہ مراد یہاں وہ محارب ہیں جو خصفہ کی طرف منسوب ہیں نہ وہ لوگ کہ منسوب ہیں طرف فہر وغیرہ کی اور یہ جو کہا کہ من بنی ثعلبہ تو اسی طرح واقع ہوا ہے اس جگہ اور یہ چاہتا ہے کہ ثعلبہ محارب کا بڑا ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور ٹھیک وہ چیز ہے جو روایت کی ہے ابن اسحاق وغیرہ نے وبنی ثعلبہ ساتھ واو عطف کے اس واسطے کہ غطفان وہ ابن سعد بن قیس بن غیلان ہیں پس غطفان محارب کا چچا زاد بھائی ہے پس کس طرح جائز ہے کہ اعلیٰ ادنیٰ کی طرف منسوب ہو یعنی پس معنی یہ ہیں کہ وہ جنگ ہے محارب کی اور بنی ثعلبہ کی جو غطفان کی اولاد سے ہے اور یہی ہے قول جمہور اہل مغازی کا کہ غزوہ ذات الرقاع اور غزوہ محارب ایک ہی جنگ کا نام ہے اور واقدی نے کہا کہ وہ دو ہیں۔

فَنَزَلَ نَخْلًا وَّهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِأَنَّ أَبَا مُوْسٰى جَآءَ بَعْدَ خَيْبَرَ.

پس اترے حضرت ﷺ نخلستان میں (اور وہ ایک جگہ ہے دو دن کی راہ پر مدینے سے) اور یہ جنگ خیبر کے بعد تھی اس واسطے کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جنگ خیبر کے بعد آئے۔

فائدہ: اس طرح استدلال کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے اور تحقیق روایت کیا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو تھوڑا سا بعد اس کے اور استدلال صحیح ہے اور عنقریب دلیل آتی ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ حبشہ سے خیبر کے فتح کرنے کے بعد آئے جیسا حدیث طویل آئندہ آئے گی اس میں ہے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کیا اور جب اس طرح ہوا تو ثابت ہوا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ جنگ رقاع میں حاضر تھے اور لازم آیا کہ وہ خیبر کے بعد تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ذات الرقاع دو جنگ کا نام ہے اور استدلال کیا گیا ہے اوپر تعدد کے ساتھ قول ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے کہ نام رکھا گیا اس کا ذات الرقاع اس واسطے کہ اس میں اصحاب رضی اللہ عنہم کے پاؤں پھٹ گئے تھے اور اہل مغازی نے اس کی وجہ تسمیہ میں اور بھی کئی امر بیان کیے ہیں ابن ہشام وغیرہ نے کہا کہ نام رکھا گیا ساتھ اس نام کے اس واسطے کہ پیوند جوڑے تھے انہوں نے اس میں اپنے نشانوں کے اور بعض کہتے تھے کہ اترے تھے اور اس زمین کے کئی رنگ تھے مانند دھجیوں کے اور بعض کہتے ہیں کہ جو ان کے ساتھ گھوڑے تھے ان کے کئی رنگ تھے لیکن وجہ تسمیہ کا مختلف ہونا اتحاد سے مانع نہیں اور تعدد کے واسطے لازم نہیں اور کہا نووی نے کہ احتمال ہے کہ مجموع کے ساتھ نام رکھا گیا ہو۔ (فتح)

۳۸۱۵۔ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَ قَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِأَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فِيْ غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ.

۳۸۱۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کو خوف کی نماز پڑھائی ساتویں جنگ میں ذات الرقاع میں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ چار رکعتیں دو رکعت نماز ان کو پڑھائی وہ چلے گئے اور دوسری جماعت آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ان کو پڑھائی اور ایک روایت میں ہے کہ یہ سب ذات الرقاع میں تھا اور جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے اس میں خوف کی نماز اور طور سے آئی ہے اس کا بیان آئندہ آتا ہے اور سب کا اتفاق ہے اس پر کہ نماز خوف کی جنگ خندق سے پیچھے ہے پس متعین ہوئی یہ بات کہ جنگ ذات الرقاع بنی قریظہ کے بعد ہوا پس متعین ہوا کہ مراد وہ جنگیں ہیں جن میں قتال واقع ہوا اور پہلی ان میں سے بدر ہے اور دوسری احد اور تیسری خندق اور چوتھی قریظہ اور پانچویں مریسیع اور چھٹی خیبر ہے پس لازم آیا کہ ہو ذات الرقاع بعد خیبر کے واسطے تنصیص کے اس پر کہ وہ ساتویں ہے پس مراد تاریخ لڑائی کی ہے نہ تعداد مغازی کی۔ (فتح)

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَوْفَ بِذِي قَرَدٍ.

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ ذی قرد میں خوف کی نماز پڑھی۔

فائدہ: ذی قرد ساتھ زبر قاف اور را کے نام ہے ایک جگہ کا تخمینًا ایک دن کی راہ پر مدینے سے متصل بلاد غطفان کے موصول کیا ہے اس کو نسائی اور طبرانی نے اور روایت کیا ہے اس کو احمد اور اسحاق نے ساتھ اس لفظ کے کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے دو صفیں باندھیں ایک صف دشمن کے مقابل رہی اور ایک صف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کھڑی ہوئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر دوسروں کی جگہ چلے گئے اور دوسرے آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری رکعت ان کو پڑھائی اور تحقیق پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیچ نماز خوف کے مانند اس کی لیکن اس میں اتنا زیادہ ہے کہ لوگ سب نماز میں تھے لیکن ایک دوسرے کی حفاظت کرتے تھے محمول کیا ہے اس کو جمہور نے اس پر کہ دشمن قبلے کی طرف میں تھا جیسا کہ عنقریب آتا ہے اور یہ طور مخالف اس طور کو جس کو جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے پس ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دو قصے ہیں لیکن مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی وارد کرنے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حدیث سلمہ کی سے جو موافق ہے واسطے اس کے بیچ نام رکھنے جنگ کے بھی اشارہ ہے طرف اس کی کہ جنگ ذات الرقاع کی خیبر کے بعد تھی اس واسطے کہ سلمہ کی حدیث میں صاف بیان ہے کہ وہ حدیبیہ کے بعد تھی اور خیبر تھی قریب تر حدیبیہ کے لیکن شبہ ڈالتا ہے اس پر اختلاف سبب اور قصد کا اس واسطے کہ سبب جنگ ذات الرقاع کا یہ ہے کہ کہا گیا واسطے ان کے کہ قوم محارب ان کے ساتھ لڑنے کے واسطے جمع ہوئی ہیں تو نکلے اصحاب رضی اللہ عنہم ان کے واسطے طرف بلاد غطفان کے اور سبب جنگ قرد کا لوٹنا عبدالرحمن بن عیینہ کا ہے مدینے کی اونٹنیوں کو سو ان کے پیچھے نکلے اور دلالت کرتی ہے حدیث سلمہ کی اس پر کہ بے شک سلمہ نے بعد اس کے کہ تنہا اس کو شکست دی اور ان سے اونٹنیاں چھڑوالیں مسلمان اس بارے میں بلاد غطفان میں نہیں پہنچے پس دونوں جدا ہو گئے اور لیکن اختلاف بیچ نماز خوف کے محض پس نہیں دلالت کرتا اوپر غیر ہونے ایک دوسرے کے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ایک جنگ میں خوف کی نماز دو طور سے پڑھی گئی ہو دو دن میں بلکہ ایک دن میں۔ (فتح)

وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ حَدَّثَنِي زِيَادُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ أَبِي مُوسٰى أَنَّ جَابِرًا حَدَّثَهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبِ وَثَعْلَبَةَ.

یعنی اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جنگ محارب اور ثعلبہ کے دن نماز پڑھائی یعنی نماز خوف کی

فائدہ: اور یہی ہے جنگ ذات الرقاع کا۔

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ

یعنی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ

كَيْسَانَ سَمِعْتُ جَابِرًا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِّنْ غَطَفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ وَّأَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيِ الْخَوْفِ.

ذات الرقاع کی طرف نکلے جونخل (مقام) میں تھی سو غطفان کی ایک جماعت سے ملے سو ان کے درمیان لڑائی نہ ہوئی اور لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے سے خوف کیا سو حضرت ﷺ نے دو رکعت خوف کی نماز پڑھی۔

فائدہ: نخل ایک جگہ کا نام ہے نجد سے اور غفلت کی اس شخص نے جس نے کہا کہ مدینے کی کھجوریں مراد ہیں اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اوپر شروع ہونے نماز خوف کے حضر میں یعنی گھر میں اور یہ قول اس کا ٹھیک نہیں اور جائز ہے پڑھنی نماز خوف کی وطن میں نزدیک شافعی اور جمہور کے جبکہ حاصل ہو خوف اور امام مالک سے روایت ہے کہ خوف کی نماز سفر کے ساتھ خاص ہے یعنی گھر میں پڑھنا درست نہیں اور دلیل جمہور کی یہ آیت ہے: ﴿فَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ الصَّلٰوةَ﴾ یعنی جب آپ ﷺ ان میں ہوں اور ان کے واسطے نماز کو قائم کریں پس نہیں قید کیا اس کو اللہ نے ساتھ سفر کے یعنی یہ آیت عام اور مطلق ہے سفر کی اس میں قید نہیں پس خوف کی نماز وطن میں بھی جائز ہو گی واللہ اعلم۔ (فتح)

وَقَالَ يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَرَدِ.

یعنی اور کہا یزید نے سلمہ سے کہ میں نے جنگ قرد کے حضرت ﷺ کے ساتھ جہاد کیا۔

فائدہ: جنگ قرد وہ جنگ ہے جس میں عبدالرحمٰن نے حضرت ﷺ کی اونٹنیوں کو لوٹا تھا اور سلمہ کی یہ حدیث پورے طور سے آئندہ آئے گی اور اس میں نماز خوف کا ذکر نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ذکر کیا ہے اس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ حدیث کے واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے جو پہلے مذکور ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ ذی قرد میں خوف کی نماز پڑھی اور دونوں حدیثوں میں جو جنگ ذی قرد کا ذکر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قصہ ایک ہو کہ جیسے نہیں لازم آتا حضرت ﷺ کی ایک جگہ میں خوف کی نماز پڑھنے سے یہ کہ اور جگہ میں نہ پڑھی ہو کہا بیہقی نے کہ ہم شک نہیں کرتے اس میں کہ جنگ ذی قرد حدیبیہ اور خیبر کے بعد تھا اور سلمہ کی حدیث اس کے ساتھ تصریح کرتی ہے اور اوپر جنگ ذات الرقاع پس مختلف فیہ ہے پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں دو قصے ہیں جیسا کہ میں نے اس کو لکھا ہے۔ (فتح)

٣٨١٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ

٣٨١٦۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک جنگ میں نکلے اور ہم چھ آدمی تھے اور ہمارے درمیان ایک اونٹ تھا کہ باری باری ہم اس پر سوار ہوتے

عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ وَّنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَّعْتَقِبُهُ فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ أَظْفَارِيْ وَكُنَّا نَلُفُّ عَلٰى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلٰى أَرْجُلِنَا وَحَدَّثَ أَبُوْ مُوْسٰى بِهٰذَا ثُمَّ كَرِهَ ذَاكَ قَالَ مَا كُنْتُ أَصْنَعُ بِأَنْ أَذْكُرَهُ كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَّكُوْنَ شَيْءٌ مِّنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ.

تھے سو ہمارے پاؤں پھٹ گئے اور میرے دونوں پاؤں بھی پھٹ گئے اور میرے ناخن گر پڑے سو ہم اپنے پاؤں پر دھجیاں لپیٹتے تھے پس نام رکھا گیا جنگ ذات الرقاع اس سبب سے کہ ہم اپنے پاؤں پر دھجیاں لپیٹتے تھے اور حدیث بیان کی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے پھر اس کو برا جانا یعنی اس واسطے کہ خوف کیا اپنے نفس کے پاک کرنے سے کہا میں نے اس کو اس واسطے نہیں کیا تھا کہ اس کو ذکر کروں گویا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے برا جانا کہ اس نے اپنے عمل سے کوئی چیز ظاہر کی ہو۔

فائدہ: اور یہ اس واسطے کہ چھپانا عمل کا افضل ہے ظاہر کرنے اس کے سے مگر کسی مصلحت کے واسطے کہ راجح ہو مانند اس شخص کے کہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں اس کے لیے نیک عمل کا ظاہر کرنا افضل ہے۔ (فتح)

۳۸۱۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَمَّنْ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلّٰى صَلَاةَ الْخَوْفِ أَنَّ طَآئِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَآئِفَةٌ وِّجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَآئِمًا وَّأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَآءَتِ الطَّآئِفَةُ الْأُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِيْ بَقِيَتْ مِنْ صَلَاتِهِ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَّأَتَمُّوْا لِأَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَذَكَرَ صَلَاةَ الْخَوْفِ قَالَ مَالِكٌ وَّذٰلِكَ أَحْسَنُ مَا

۳۸۱۷۔ صالح بن خوات سے روایت ہے اس نے روایت کی اس شخص سے جو حاضر ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ ذات الرقاع کے وقت خوف کی نماز میں کہ ایک گروہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صف باندھی اور دوسرا گروہ دشمن سے مقابل رہا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھائی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ میں کھڑے رہے اور اس گروہ نے اپنی نماز جدا پوری کی یعنی باقی ایک رکعت جدا پڑھی پھر پلٹ گئے اور دشمن کے مقابلے میں صف باندھی اور دوسری جماعت آئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ایک رکعت نماز ان کو پڑھائی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ سلام پھیرا اور کہا معاذ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہم سے معاذ رضی اللہ عنہ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام نے اس نے روایت کہ ابوزبیر سے اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نخل میں تھے پس ذکر کی نماز خوف کی

سَمِعْتُ فِیْ صَلَاةِ الْخَوْفِ.

کہا مالک نے اور یہ طریق خوف کی نماز کے سب طریقوں سے بہتر ہے جو میں نے سنی۔

تَابَعَهُ اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهُ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ بَنِیْ أَنْمَارٍ.

متابعت کی ہے معاذ کی لیث نے زید بن اسلم سے کہ قاسم بن محمد نے اس کو حدیث بیان کی کہ حضرت ﷺ نے جنگ بنی انمار میں نماز پڑھی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک جماعت نے دشمن کے مقابل صف باندھی الخ تو یہ کیفیت مخالف ہے اس کیفیت کے جو پہلے گزر چکی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے بیچ عدد رکعتوں کے یعنی اس میں چار رکعتوں کا ذکر ہے اور اس میں دو کا ہے اور یہ موافق ہے اس کیفیت کو جو پہلے گزر چکی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس باب میں لیکن مخالف ہے اس کو اس امر میں کہ حضرت ﷺ ایک رکعت پڑھ کے بدستور کھڑے رہے یہاں تک کہ اس جماعت نے دوسری رکعت جدا پڑھی اور اس امر میں کہ سب لوگ بدستور نماز میں رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضرت ﷺ کے سلام کے ساتھ سلام پھیرا اور یہ جو کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نخل میں تھے تو وارد کیا اس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے مختصر معلق اس واسطے کہ غرض اس کی یہ ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایتیں متفق ہیں اس پر کہ جس جنگ میں خوف کی نماز واقع ہوئی وہ جنگ ذات الرقاع ہے لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سیاق روایت ہشام کا ابو زبیر سے دلالت کرتا ہے کہ وہ دوسری حدیث ہے اور جنگ میں پس لیکن روایت ابو زبیر کی جابر رضی اللہ عنہ سے پس عسفان کے قصے میں ہے اور لیکن روایت ابوسلمہ وغیرہ کی اس سے پس جنگ ذات الرقاع میں ہے اور وہ جنگ محارب اور ثعلبہ کی ہے اور جب مقرر ہوئی یہ بات کہ پہلے پہل خوف کی نماز عسفان میں پڑھی گئی اور تھا قصہ عسفان کا عمرہ حدیبیہ میں اور وہ جنگ خندق اور قریظہ کے بعد ہے اور تحقیق پڑھی گئی نماز خوف کی بیچ جنگ ذات الرقاع کے اور وہ بعد عسفان کے ہے تو مقرر ہوئی یہ بات کہ جنگ ذات الرقاع جنگ خندق سے پیچھے ہے اور جنگ قریظہ اور حدیبیہ سے بھی پیچھے ہے پس قوی ہوگا یہ قول کہ وہ خیبر کے بعد ہے اس واسطے کہ جنگ خیبر تھی بعد رجوع کرنے کے حدیبیہ سے اور یہ جو مالک نے کہا یہ خوف کی نماز کا بہتر طریقہ ہے جو میں نے سنا تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ مالک نے خوف کی نماز کئی طور سے سنی اور یہ فی الواقع اسی طرح ہے اس واسطے کہ خوف کی نماز حضرت ﷺ سے کئی طور سے وارد ہوئی ہے سو بعض علماء نے اس کو اختلاف احوال پر محمول کیا ہے اور دیگر علماء نے اس کو توسع اور تخییر پر محمول کیا ہے یعنی اختیار ہے جس طور سے پڑھے جائز ہے اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی خوف کی نماز میں اور امام مالک نے جو اس صورت کو ترجیح دی ہے تو موافقت کی ہے اس کی شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور داود رحمہ اللہ نے اس کی ترجیح پر واسطے سلامت ہونے اس کے کے کثرت مخالفت سے یعنی اس میں بہت مخالفت لازم نہیں آتی اور اس واسطے کہ اس میں لڑائی کے واسطے بہت احتیاط ہے باوجود جائز رکھنے ان

کے کی اس کیفیت کو جو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے اور مالکیوں کے کلام سے ظاہر یہ ہے کہ جو کیفیت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے وہ جائز نہیں اور اختلاف کیا ہے انہوں نے بیچ کیفیت روایت سہل بن ابی حثمہ کے بیچ ایک جگہ کے اور وہ یہ ہے کہ کیا سلام پھیرے امام پہلے اس سے کہ دوسری جماعت دوسری رکعت پڑھے یا انتظار کرے اس کو التحیات میں تا کہ دوسری جماعت اس کے ساتھ سلام پھیرے پہلا قول مالکیہ کا ہے یعنی امام سلام پھیرے دوسری جماعت کے رکعت کے پڑھنے تک انتظار نہ کرے اور گمان کیا ابن حزم نے کہ سلف سے کوئی اس کا قائل نہیں اور نہیں فرق کیا حنفیہ اور مالکیہ نے جس جگہ لیا ہے انہوں نے اس کیفیت کو کہ اس حدیث میں درمیان اس کے کہ امام قبلے کی طرف ہو یا نہ ہو اور فرق کیا ہے شافعی اور جمہور نے پس محمول کیا ہے سہل کی حدیث کو اس پر کہ دشمن قبلے کے سوا اور طرف تھا پس اس واسطے ہر جماعت کو جدا جدا پوری رکعت پڑھائی اور اسی طرح جب دشمن قبلے کی طرف ہو تو بنا بریں اس کے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ امام سب فوج کے ساتھ تکبیر تحریمہ کہے اور ان کے ساتھ رکوع کرے پھر جب امام سجدہ کرے تو ایک صف اس کے ساتھ سجدہ کرے اور ایک جماعت ان کی نگہبانی کرے آخر تک کہا سہیلی نے کہ اختلاف کیا ہے علماء نے ترجیح میں پس کہا ایک گروہ نے کہ عمل کیا جائے ساتھ اس صورت کے کہ ظاہر قرآن کے بہت موافق ہو اور کہا بعض علماء نے کہ کوشش کرے بیچ تلاش کرنے اخیر صورت کے ان میں سے پس تحقیق وہ ناسخ ہے واسطے پہلی صورتوں کے اور کہا ایک گروہ نے کہ عمل کیا جائے ساتھ اس صورت کے جو نقل کی رو سے زیادہ راجح ہو اور جس کے راوی اعلیٰ درجے کے ہوں اور کہا ایک گروہ نے کہ عمل کیا جائے ساتھ تمام صورتوں کے باعتبار اختلاف احوال خوف کے اور جب خوف سخت ہو تو جو سب میں آسان صورت ہے اس کو لیا جائے اور وجہ متابعت کی یہ ہے کہ جنگ بنی انمار اور جنگ ذات الرقاع ایک ہے۔ (فتح)

٣٨١٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ يَقُوْمُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَطَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَهُ وَطَآئِفَةٌ مِّنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ فَيُصَلِّيْ بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُوْمُوْنَ فَيَرْكَعُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَّيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ فِيْ مَكَانِهِمْ

٣٨١٨۔ سہل بن ابی حثمہ سے روایت ہے کہا کہ امام قبلے کی طرف رخ کر کے کھڑا ہو اور ایک گروہ (فوج میں سے) اس کے ساتھ کھڑے ہوں اور ایک گروہ دشمن کی طرف ہوں ان کا منہ دشمن کی طرف ہو سو امام اپنے ساتھ والوں کو ایک رکعت پڑھا دے پھر وہ کھڑے ہو کے ایک رکعت جدا پڑھیں اور دو سجدے کریں اپنی جگہ میں پھر یہ لوگ ان کی جگہ میں چلے جائیں اور وہ آئیں سو امام ان کو ایک رکعت پڑھائے پس اس کی دو رکعتیں ہوئیں پھر وہ اٹھ کر رکوع کریں اور دو سجدے کریں اور دوسرے طریق میں ہے کہ روایت کی سہل نے

ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلَاءِ إِلٰى مَقَامِ أُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَهُ ثِنْتَانِ ثُمَّ يَرْكَعُوْنَ وَيَسْجُدُوْنَ سَجْدَتَيْنِ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ الْقَاسِمَ أَخْبَرَنِيْ صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلٍ حَدَّثَهُ قَوْلَهُ.

حضرت ﷺ سے مانند اس کی اور تیسرے طریق میں ہے کہ سہل نے اپنا طریق بیان کیا۔

فائدہ: علماء تاریخ کا اتفاق ہے کہ سہل بن ابی حثمہ حضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں صغیر السن تھے حضرت ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر آٹھ برس تھی پس یہ اس کی روایت مرسل ہوگی واللہ اعلم اس طرح کہا حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے۔ (فتح الباری)

۳۸۱۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ.

۳۸۱۹۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا سو ہم دشمن کے مقابل ہوئے سو ہم نے ان کے واسطے صف باندھی۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ پھر ایک گروہ کو ایک رکعت پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہا پھر ہر ایک نے اپنی رکعت جدا جدا پڑھی۔

۳۸۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ

۳۸۲۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک گروہ کو نماز پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل رہے پھر پلٹ گئے اور اپنے ان ساتھیوں کی جگہ میں کھڑے ہوئے اور وہ آئے سو حضرت ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر ان کو سلام کیا پھر یہ کھڑے ہوئے اور اپنی باقی ایک رکعت

انْصَرَفُوْا فَقَامُوْا فِيْ مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ أُولٰئِكَ فَجَآءَ أُولٰئِكَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هٰؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ.

ادا کی اور وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بھی اپنی ایک رکعت ادا کی۔

٣٨٢١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سِنَانٌ وَّأَبُوْ سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ.

٣٨٢١۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا یعنی جنگ ذات الرقاع۔

٣٨٢٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ قَالَ جَابِرٌ فَنِمْنَا نَوْمَةً ثُمَّ إِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا فَجِئْنَاهُ فَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِيْ وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِيْ يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ

٣٨٢٢۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا یعنی جنگ ذات الرقاع پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے پلٹے تو وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پلٹے سو وہ دوپہر کو ایک جنگل میں پہنچے جس میں درخت بہت تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور اصحاب رضی اللہ عنہم سائے کے واسطے جدا جدا ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے درخت کے نیچے اترے اور تلوار کو اس میں لٹکایا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم تھوڑا سا سوئے پھر ناگہاں ہم نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بلاتے ہیں سو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے سو ہم نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک گنوار بیٹھا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی نے مجھ پر میری تلوار کھینچی اور میں سوتا تھا سو میں جاگ پڑا اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی سو وہ مجھ کو کہنے لگا کہ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا میں نے کہا اللہ بچائے گا سو خبردار ہو وہ یہ بیٹھا ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عذاب نہ کیا یعنی بلکہ معاف کر دیا۔

لِيْ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ اللّٰهُ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا تو یہ استفہام انکاری ہے یعنی کوئی تجھ کو میرے ہاتھ سے نہ بچائے گا اس واسطے کہ گنوار کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی اور حضرت ﷺ بیٹھے تھے آپ ﷺ کے پاس تلوار نہ تھی اور ایک روایت میں یہ لفظ یعنی اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا اعرابی نے تین بار تکرار سے کہا اور لیا جاتا ہے تکرار کرنے گنوار کے سے واسطے آپ ﷺ کے کلام میں کہ بے شک اللہ نے اپنے پیغمبر کو اس سے بچایا نہیں تو اس کو حضرت ﷺ کے ساتھ تکرار کرنے کی کیا حاجت تھی باوجود محتاج ہونے اس کے طرف انعام کی نزدیک قوم اپنی کے ساتھ قتل کرنے حضرت ﷺ کے اور یہ جو حضرت ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اللہ مجھ کو بچائے گا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی اس واسطے کہ دوہرایا اس کو گنوار نے اور نہ زیادہ کیا کچھ اس جواب پر اور اس میں نہایت استغنا اور بے پروائی ہے ساتھ اس کے اور کہا خطابی نے کہ جب مشاہدہ کیا گنوار نے اس ثبات عظیم کو اور پہچانا اس نے کہ اس کے اور حضرت ﷺ کے درمیان کوئی چیز مانع ہوئی تو آپ ﷺ کا صدق تحقیق ہوا اور معلوم کیا اس نے کہ وہ آپ ﷺ کی طرف نہیں پہنچ سکے گا تو اس نے ہتھیار ڈالے اور اپنی جان پر قدرت دی اور ایک روایت میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے اس کے سینے میں دھکا مارا تو خوف کی وجہ سے اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی تو حضرت ﷺ نے اٹھائی اور اس سے کہا کہ بھلا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا کہا کوئی نہیں کہا اٹھ کر چلا جا سو جب اس نے پیٹھ دی تو کہا کہ تو مجھ سے بہتر ہے اور یہ جو پہلی روایت میں ہے وہ یہ بیٹھا ہے پھر اس کو عذاب نہ کیا تو تطبیق ان دونوں روایتوں میں اس طور سے ہے کہ حضرت ﷺ کا یہ فرمانا کہ جا چلا جا تھا بعد اس کے کہ حضرت ﷺ نے خبر دی اصحاب رضی اللہ عنہم کو ساتھ اس قصے کے پھر احسان کیا اوپر اس کے واسطے بہت ہونے رغبت حضرت ﷺ کے بیچ الفت دینے کفار کے تاکہ داخل ہوں اسلام میں پھر نہ مواخذہ کیا اس کو فعل پر بلکہ اس کو معاف کر دیا اور ذکر کیا واقدی نے کہ وہ مسلمان ہو گیا اپنی قوم کی طرف پلٹ گیا پس راہ پائی ساتھ اس کے بہت خلقت نے یعنی اس کے سبب سے بہت خلقت مسلمان ہوئی۔

وَقَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَإِذَا أَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِلنَّبِيِّ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ ذات الرقاع میں تھے سو جب ہم کسی درخت سایہ دار پر آتے تھے تو اس کو حضرت ﷺ کے واسطے چھوڑ دیتے تھے سو ایک مرد کافروں سے آیا اور حضرت ﷺ کی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَةِ فَاخْتَرَطَهٗ فَقَالَ تَخَافُنِيْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قَالَ اللّٰهُ فَتَهَدَّدَهٗ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلّٰى بِطَآئِفَةٍ رَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوْا وَصَلّٰى بِالطَّآئِفَةِ الْاُخْرٰى رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعٌ وَّلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ وَقَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ اسْمُ الرَّجُلِ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ وَقَاتَلَ فِيْهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ.

تلوار درخت کے ساتھ لٹکتی تھی اس نے تلوار کھینچی اور حضرت ﷺ سے کہا کہ تم مجھ سے ڈرتے ہو حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں کہا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بچائے گا اصحاب رضی اللہ عنہم نے اس کو جھڑکا اور نماز کی تکبیر ہوئی سو حضرت ﷺ نے ایک جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر وہ پیچھے ہٹے پھر حضرت ﷺ نے دوسری جماعت کو دو رکعتیں پڑھائیں پس حضرت ﷺ کی چار رکعتیں ہوئیں اور کہا مسدد نے ابوعوانہ سے اس نے روایت کی ابوبشر سے کہ اس مرد کا نام غورث ابن حارث ہے لڑائی کی حضرت ﷺ نے بیچ اس کے محارب خصفہ سے۔

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا بہت دلیر ہونا حضرت ﷺ کا اور قوی ہونا آپ ﷺ کے یقین کا اور صبر کرنا آپ ﷺ کا ایذا پر اور حلم کرنا آپ ﷺ کا جاہلوں پر اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جائز ہے جدا جدا ہونا لشکر کا اترنے میں اور سونا ان کا اور محل اس کا اس وقت ہے جب کہ وہاں کسی چیز سے خوف نہ ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَصَلَّى الْخَوْفَ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ صَلَاةَ الْخَوْفِ وَاِنَّمَا جَآءَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيَّامَ خَيْبَرَ.

یعنی اور روایت کی ہے ابو زبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نخل میں تھے سو حضرت ﷺ نے خوف کی نماز پڑھی۔ اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ نجد میں خوف کی نماز پڑھی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنگ خیبر کے دنوں میں آئے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا تو نے حضرت ﷺ کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں مروان نے کہا کب کہا نجد کی جنگ میں اور یہ جو کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر کے دنوں میں آئے تھے تو مراد امام بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے تائید کرنا ہے اپنے مذہب کی کہ جنگ ذات الرقاع خیبر کے بعد تھی لیکن نجد کی طرف جنگ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ نجد کی طرف صرف ایک ہی جنگ ہوئی

ہو اس واسطے کہ نجد کی طرف کئی جنگوں میں قصد واقع ہوا ہے اور پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی کہ جابر رضی اللہ عنہ نے خوف کی نماز میں دو قصے مختلف روایت کیے ہیں اس کے دوہرانے کی حاجت نہیں پس احتمال ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس جنگ میں حاضر ہوئے ہوں جو خیبر کے بعد ہے نہ اس میں جو اس سے پہلے واقع ہوئی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ. باب ہے بیان میں جنگ بنی مصطلق کے خزاعہ سے اور وہ جنگ مریسیع کا ہے۔

فائدہ: وارد کی ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی عزل میں پھر ذکر کی حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی اور اس میں قصہ گنوار کا ہے اور محل اس کا جنگ ذات الرقاع میں ہے اور تحقیق واقع ہوا ہے ایک روایت میں "فی غزوة ذات الرقاع" اور وہ مناسب تر ہے پھر ذکر کیا بعد اس کے ترجمہ اور وہ جنگ انمار ہے اور ذکر کی اس میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ میں نے جنگ انمار میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے اور یہ حدیث باب قصر الصلوۃ میں پہلے گزر چکی ہے اور تھا محل اس کا پہلے جنگ بنی مصطلق سے اس واسطے کہ اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے افک کی حدیث بیان کی ہے اور قصہ افک کا جنگ بنی مصطلق میں تھا پس نہیں کوئی معنی واسطے داخل کرنے جنگ انمار کے درمیان ان کے بلکہ غزوہ انمار مشابہ ہے اس کے کہ ہو وہ غزوہ محارب اور بنی ثعلبہ کا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اس میں تقدیم وتاخیر ناقل سے ہے اور نہیں ذکر کیا اہل مغازی نے جنگ انمار کا اور ذکر کیا ہے مغلطائی نے کہ وہ غزوہ آمر ہے پس تحقیق ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ تھا وہ ماہ صفر میں اور نزدیک ابن سعد کے ہے کہ ایک سوداگر غلہ لایا سو اس نے خبر دی کہ قبیلہ انمار اور ثعلبہ تم سے لڑنے کے واسطے جمع ہوئے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محرم کی دسویں کو ان کی طرف نکلے پس آئے ان کی جگہ میں ذات الرقاع کی اور بعض کہتے ہیں کہ جنگ انمار کا واقع ہوا ہے درمیان غزوہ بنی مصطلق کے واسطے اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابو زبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کسی کام کے واسطے بھیجا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی مصطلق کی طرف چلنے والے تھے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر نماز پڑھتے تھے اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث لیث کی قاسم بن محمد سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ انمار میں خوف کی نماز پڑھی اور احتمال ہے کہ روایت جابر رضی اللہ عنہ کی واسطے نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کے متعدد ہو اور مصطلق ایک قبیلہ ہے بنی خزاعہ سے اور مریسیع ایک چشمے کا نام ہے واسطے بنی خزاعہ کے اس کے اور فرع کے درمیان ایک دن کی راہ ہے اور تحقیق روایت کی ہے طبرانی نے سفیان بن وبرہ سے حدیث سے کہ تھے ہم ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ جنگ مریسیع کے جو جنگ بنی مصطلق ہے۔ (فتح)

ابْنُ إِسْحَاقَ وَذٰلِكَ سَنَةَ سِتٍّ. یعنی اور کہا ابن اسحاق نے کہ یہ جنگ چھٹے سال ہجری میں تھا۔

فائدہ: اور بیہقی وغیرہ نے روایت کی ہے کہ وہ پانچویں سال میں تھا شعبان میں۔(فتح)

وَقَالَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ سَنَةَ أَرْبَعٍ.

یعنی اور کہا موسیٰ بن عقبہ نے کہ چوتھے سال میں تھا۔

فائدہ: یہ قلم کی چوک ہے شاید اس نے چاہا تھا کہ لکھے پانچویں سال میں لیکن سہو سے چوتھا سال لکھا گیا اور جو چیز کہ مغازی موسیٰ بن عقبہ میں کئی طریقوں سے ہے یہ ہے کہ وہ پانچویں سال میں تھا روایت کیا ہے اس کو حاکم اور ابوسعید نیشاپوری اور بیہقی وغیرہ نے اور کہا حاکم نے اکلیل میں کہ قول عروہ وغیرہ کا کہ وہ پانچویں سال میں تھا مشابہ تر ہے ابن اسحاق کے قول سے کہ وہ چھٹے سال میں تھا۔(فتح)

وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ حَدِيْثُ الْإِفْكِ فِيْ غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيْعِ.

یعنی کہا نعمان بن راشد نے زہری سے کہ افک کی حدیث جنگ مریسیع میں تھی۔

فائدہ: اور یہی قول ہے ابن اسحاق اور بہت اہل مغازی کا کہ قصہ افک کا تھا بیچ وقت پھرنے ان کے کے جنگ مریسیع سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت ﷺ نے ان کو غفلت کے وقت لوٹا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے مصطلق کو لوٹا اس حال میں کہ وہ بے خبر تھے اور وہ اپنے مویشیوں کو پانی پلاتے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کے لڑنے والے جوانوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی اور غلام بنایا۔(فتح)

٣٨٢٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيْزٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِّنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَآءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَّعْزِلَ وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَّسْأَلَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ

٣٨٢٣۔ ابن محیریز سے روایت ہے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا سو میں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا سو میں نے اس کے پاس بیٹھ کر اس سے عزل کا حکم پوچھا ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ بنی مصطلق میں نکلے سو پائے ہم نے قیدی عرب کے قیدیوں میں سے یعنی ان کو پکڑ کر لونڈی غلام بنایا سو ہم نے عورتوں سے صحبت کرنے کی خواہش کی اور مجرد رہنا ہم پر سخت مشکل ہوا اور ہم نے عزل کرنا چاہا یعنی لونڈیوں سے تاکہ ان کو حمل نہ رہے سو ہم نے عزل کرنے کا ارادہ کیا اور ہم نے کہا کہ ہم عزل کریں اس حال میں کہ حضرت ﷺ ہمارے درمیان ہیں پہلے اس سے کہ ہم آپ ﷺ سے پوچھیں کہ آیا جائز ہے یا نہیں پھر ہم نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا فرمایا کہ تم پر کچھ مضائقہ

فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَا تَفْعَلُوْا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ.

نہیں کہ نہ کیا کرو کوئی روح ہونے والی قیامت تک نہیں مگر کہ وہ اس جہان میں پیدا ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ ذکر غزوہ بنی مصطلق کا ہے فی الجملہ اور میں نے اس کے قصے کی طرف مجمل اشارہ کیا ہے۔ (فتح) کہا نووی نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ رق عرب پر جاری ہوا تھا یعنی وہ بھی لونڈی غلام ہو جاتے ہیں جب کہ وہ مشرک ہوں اس لیے کہ بنی مصطلق قبیلہ ہے خزاعہ میں سے اور وہ عرب ہیں اور یہ مذہب مالک اور شافعی کا ہے اور کہا ابو حنیفہ اور شافعی نے قول قدیم میں کہ نہیں جاری ہوتا ان پر رق بسبب شرافت ان کی کے۔ (نووی شرح مسلم) اور عزل کے یہ معنی ہیں کہ مرد عورت سے صحبت کرے اور جب منی نکلنے کا وقت نزدیک آئے تو ذکر کو عورت کی شرمگاہ سے باہر نکال کر انزال کرے۔

٣٨٢٤۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ فَلَمَّا اَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ وَهُوَ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَّاسْتَظَلَّ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهٗ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّوْنَ وَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ دَعَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْنَا فَاِذَا اَعْرَابِيٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اَتَانِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِيْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِيْ مُخْتَرِطٌ صَلْتًا قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ اللّٰهُ فَشَامَهٗ ثُمَّ قَعَدَ فَهُوَ هٰذَا قَالَ وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٨٢٤۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ نجد کا جہاد کیا سو جب آپ ﷺ کو دوپہر ہوئی اور حالانکہ آپ ﷺ ایک بہت بڑے درختوں والے جنگل میں تھے سو آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے اور اس کے ساتھ سایہ پکڑا اور لوگ سایہ میں بیٹھنے کے واسطے درختوں میں متفرق ہو گئے اور جس حالت میں کہ ہم اس طرح تھے کہ ناگہاں حضرت ﷺ نے ہم کو بلایا سو ہم حاضر ہوئے سو ناگہاں ہم نے دیکھا کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے سامنے بیٹھا ہے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک یہ شخص میرے پاس آیا اور میں سوتا تھا سو اس نے میری تلوار کھینچی تو میں جاگ پڑا اور حالانکہ وہ میرے سر پر ننگی تلوار لیے کھڑا ہے اس نے کہا کہ کون تجھ کو میرے ہاتھ سے بچائے گا میں نے کہا اللہ بچائے گا سو وہ تلوار کو میان میں ڈال کر بیٹھ گیا سو وہ یہ ہے کہا راوی نے حضرت ﷺ نے اس کو عذاب نہ کیا۔

فائدہ: اور محل اس کا جنگ ذات الرقاع ہے۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ اَنْمَارٍ.

باب ہے بیان میں جنگ انمار کے۔

٣٨٢٥۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ أَنْمَارٍ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا.

٣٨٢٥۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ انمار میں دیکھا اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے یعنی نفل نماز قبلے کی طرف منہ کیے۔

بَابُ حَدِيْثِ الْإِفْكِ.

باب ہے بیان میں حدیث افک کے یعنی جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت منافقوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طوفان اٹھایا تھا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے مناسبت وارد کرنے اس کے کے اس جگہ واسطے اس چیز کے کہ ذکر کیا ہے اس کو زہری نے کہ قصہ افک کا جنگ مریسیع میں تھا۔

اَلْإِفْكُ وَالْأَفَكُ بِمَنْزِلَةِ النِّجْسِ وَالنَّجَسِ يُقَالُ ﴿إِفْكُهُمْ﴾ وَأَفْكُهُمْ وَأَفَكُهُمْ فَمَنْ قَالَ أَفَكَهُمْ يَقُوْلُ صَرَفَهُمْ عَنِ الْإِيْمَانِ وَكَذَّبَهُمْ كَمَا قَالَ ﴿يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ﴾ يُصْرَفُ عَنْهُ مَنْ صُرِفَ.

یعنی افک اور افک بجائے نجس اور نجس کے ہے یعنی اس اسم میں دو لغتیں ہیں ساتھ زیر ہمزہ کے اور جزم فا کے اور یہ مشہور لغت ہے اور دوسری لغت دونوں کی زبر ہے اور اس کی نظیر نجس ہے ضبط میں اور دو لغت ہونے میں کہا جاتا ہے افکھم وافکھم یعنی بیچ اس آیت کے: ﴿بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ وَذٰلِكَ إِفْكُهُمْ﴾۔

فائدہ: یعنی مشہور لغت ساتھ زیر ہمزہ اور جزم فا کے ہے اور اوپر تین زبروں کے ساتھ پس شاذ لغت ہے اور وہ عکرمہ وغیرہ سے تین زبروں کے ساتھ فعل ماضی ہے یعنی پھیرا ان کو۔ (فتح)

٣٨٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ

٣٨٢٦۔ ابن شہاب سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور علقمہ بن وقاص رضی اللہ عنہ اور عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے جب کہ کہا واسطے ان کے طوفان اٹھانے والوں نے جو کہا اور سب نے مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا ایک ٹکڑا بیان کیا اور بعض ان میں زیادہ یاد رکھنے

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالَ لَهَا
أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوْا وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِيْ طَآئِفَةً
مِّنْ حَدِيْثِهَا وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعٰى لِحَدِيْثِهَا
مِنْ بَعْضٍ وَّأَثْبَتَ لَهُ اقْتِصَاصًا وَّقَدْ وَعَيْتُ
عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمُ الْحَدِيْثَ الَّذِيْ
حَدَّثَنِيْ عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيْثِهِمْ
يُصَدِّقُ بَعْضًا وَّإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعٰى لَهُ
مِنْ بَعْضٍ قَالُوْا قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا
أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ فَأَيُّهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا
خَرَجَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ
غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ
مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِيْ
هَوْدَجٍ وَّأُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ
قَافِلِيْنَ اٰذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ
اٰذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ
الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِيْ أَقْبَلْتُ إِلٰى
رَحْلِيْ فَلَمَسْتُ صَدْرِيْ فَإِذَا عِقْدٌ لِّيْ مِنْ
جَزْعِ ظَفَارِ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ
عِقْدِيْ فَحَبَسَنِيْ ابْتِغَآؤُهُ قَالَتْ وَأَقْبَلَ
الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُرَحِّلُوْنِيْ فَاحْتَمَلُوْا

والے تھے اس کی حدیث کو بعض سے اور زیادہ ثابت تھے اس
کے بیان کرنے میں اور تحقیق یاد رکھی ہے میں نے ہر ایک مرد
سے وہ حدیث کہ بیان کی اس نے مجھ کو عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور
ان کی بعض حدیث بعض کی تصدیق کرتی ہے اگر چہ بعض ان
میں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں اس کو بعض سے کہا انہوں
نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب
سفر کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ ڈالتے
تھے اور جس کا نام قرعہ میں نکلتا تھا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے
تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ نے ہمارے درمیان
قرعہ ڈالا ایک جہاد میں جس کا ارادہ کیا سو اس میں میرا نام نکلا
تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی بعد اترنے آیت حجاب کے سو
میں ایک کجاوے میں اٹھائی جاتی تھی اور اس میں اتاری جاتی
تھی یعنی اتارنے کے وقت بھی ہودج میں رہتی تھی باہر نہ نکلتی
تھی سو ہم چلے یہاں تک کہ جب حضرت ﷺ اس جنگ سے
فارغ ہو کر پھرے اور ہم مدینے کے قریب پہنچے پلٹتے ہوئے تو
حضرت ﷺ نے رات کو کوچ کا حکم فرمایا سو جب انہوں نے
کوچ کا حکم دیا تو میں اٹھ کر قضائے حاجت کے واسطے چلی
یہاں تک کہ میں لشکر سے باہر گئی پھر میں اپنے کام سے فارغ
ہو کر اپنے کجاوے کی طرف پھری سو میں نے اپنے سینے کو ہاتھ
لگایا تو ناگہاں میں نے دیکھا کہ میرے گلے کا ہار ٹوٹ کر گر
پڑا سو میں پلٹ کر اپنے ہار کو تلاش کرنے گئی اس کی تلاش میں
مجھ کو دیر لگی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور جو لوگ میرے کجاوے کے
کسنے پر مقرر تھے وہ آئے اور میرے کجاوے کو اٹھا کر میرے
اونٹ پر کسا جس پر میں سوار ہوا کرتی تھی اور وہ گمان کرتے
تھے کہ میں کجاوے میں ہوں اور عورتیں اس وقت نہایت دبلی

هَوْدَجِیْ فَرَحَلُوْهُ عَلٰی بَعِیْرِی الَّذِیْ كُنْتُ أَرْكَبُ عَلَیْهِ وَهُمْ یَحْسِبُوْنَ أَنِّیْ فِیْهِ وَكَانَ النِّسَآءُ إِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَّمْ یَهْبُلْنَ وَلَمْ یَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ إِنَّمَا یَأْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ یَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِیْنَ رَفَعُوْهُ وَحَمَلُوْهُ وَكُنْتُ جَارِیَةً حَدِیْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوْا وَوَجَدْتُّ عِقْدِیْ بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَیْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَیْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَّلَا مُجِیْبٌ فَتَیَمَّمْتُ مَنْزِلِیَ الَّذِیْ كُنْتُ بِهٖ وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَیَفْقِدُوْنِیْ فَیَرْجِعُوْنَ إِلَیَّ فَبَیْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِیْ مَنْزِلِیْ غَلَبَتْنِیْ عَیْنِیْ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِیُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِیُّ مِنْ وَّرَآءِ الْجَیْشِ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِیْ فَرَأٰی سَوَادَ إِنْسَانٍ نَّآئِمٍ فَعَرَفَنِیْ حِیْنَ رَاٰنِیْ وَكَانَ رَاٰنِیْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَیْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِیْنَ عَرَفَنِیْ فَخَمَّرْتُ وَجْهِیْ بِجِلْبَابِیْ وَ وَاللّٰهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَّلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَیْرَ اسْتِرْجَاعِهٖ وَهَوٰی حَتّٰی أَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِئَ عَلٰی یَدِهَا فَقُمْتُ إِلَیْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ یَقُوْدُ بِیَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰی أَتَیْنَا الْجَیْشَ مُوْعِزِیْنَ فِیْ نَحْرِ الظَّهِیْرَةِ وَهُمْ نُزُوْلٌ قَالَتْ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَ الْاِفْكِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَیِّ ابْنُ

ہوتیں تھیں موٹی نہ تھیں اور نہ ان کے بدن پر گوشت تھا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کم خوراک تھیں اس واسطے کجاوہ کسنے والوں کو کجاوے کا ہلکا ہونا معلوم نہ ہوا اس کے اٹھاتے وقت اور میں لڑکی کم سن تھی سو وہ اونٹ کو اٹھا کر لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے سو مجھ کو ہار ملا بعد اس کے کہ لشکر کوچ کر گیا سو میں ان کی جگہ پر آئی اس حال میں کہ نہ وہاں کوئی بلانے والا تھا اور نہ کوئی جواب دینے والا یعنی وہاں کوئی آدمی باقی نہ تھا سو میں نے اپنی جگہ کا قصد کیا جس میں اتری تھی اور میں نے گمان کیا کہ وہ عنقریب مجھ کو نہ پائیں گے تو پلٹ کر مجھ کو لینے آئیں گے سو جس حالت میں کہ میں اپنی جگہ میں بیٹھی تھی کہ مجھ کو نیند آئی سو میں سو گئی اور صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ سلمی پھر ذکوانی لشکر کے پیچھے رہا کرتے تھے یعنی تا کہ تھکے ماندے کو ساتھ لائیں وہ صبح کو میری جگہ میں پہنچے سو انہوں نے سوئے آدمی کا وجود دیکھا سو انہوں نے مجھ کو دیکھتے ہی پہچان لیا اور اس نے مجھ کو پردے کے حکم سے پہلے دیکھا تھا تو اس نے پہچانتے ہی تعجب سے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا یعنی یہ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ہیں یہ کہاں تو میں ان کے انا للہ پڑھنے سے جاگ اٹھی سو میں نے اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانک لیا اور قسم ہے اللہ کی نہ انہوں نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے ان سے کوئی بات سنی سوائے انا للہ پڑھنے ان کے کے سو وہ جھکے یہاں تک کہ انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے گھٹنے پر اپنا پاؤں رکھا اور میں اٹھ کر اس پر سوار ہوئی وہ اونٹ کی نکیل کو پکڑ کر چلے یہاں تک کہ ہم کڑکتی دوپہر کو لشکر میں پہنچے اور وہ اترے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا اور بانی مبانی اس طوفان کا عبداللہ بن

سَلُوْلَ قَالَ عُرْوَةُ أُخْبِرْتُ أَنَّهُ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهِ عِنْدَهُ فَيُقِرُّهُ وَيَسْتَمِعُهُ وَيَسْتَوْشِيهِ وَقَالَ عُرْوَةُ أَيْضًا لَمْ يُسَمَّ مِنْ أَهْلِ الْإِفْكِ أَيْضًا إِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَّمِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ وَحَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ فِي نَاسٍ اٰخَرِيْنَ لَا عِلْمَ لِيْ بِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ عُصْبَةٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَإِنَّ كِبْرَ ذٰلِكَ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ قَالَ عُرْوَةُ كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُّسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ وَتَقُوْلُ إِنَّهُ الَّذِيْ قَالَ فَإِنَّ أَبِيْ وَوَالِدَهُ وَعِرْضِيْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِيْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَّالنَّاسُ يُفِيْضُوْنَ فِيْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَا أَعْرِفُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ أَرٰى مِنْهُ حِيْنَ أَشْتَكِيْ إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ يَرِيْبُنِيْ وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰى خَرَجْتُ حِيْنَ نَقَهْتُ فَخَرَجْتُ مَعَ أُمِّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ إِلَّا لَيْلًا إِلٰى لَيْلٍ وَّذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ نَّتَّخِذَ الْكُنُفَ قَرِيْبًا مِّنْ بُيُوْتِنَا قَالَتْ وَأَمْرُنَا أَمْرُ الْعَرَبِ

ابی ابن سلول تھا جو منافقوں کا سردار تھا کہا عروہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو خبر ہوئی کہ وہ اس کو مشہور کرتا تھا اور اس کے پاس اس کا چرچا ہوتا تھا تو وہ اس کو ثابت رکھتا تھا اور اس کو ظاہر کرتا تھا اور نیز عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں نام لیا گیا تہمت کرنے والوں میں سے مگر حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش رضی اللہ عنہم کا اور لوگوں میں جن کا نام مجھ کو معلوم نہیں لیکن وہ ایک جماعت ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا اور جس نے طوفان کا بڑا بوجھ اٹھایا اس کو عبداللہ بن ابی ابن سلول کہا جاتا ہے عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا برا جانتی تھیں کہ ان کے پاس حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہا جائے اور کہتی تھیں کہ حسان رضی اللہ عنہ وہ ہیں جنھوں نے کہا تھا کہ البتہ میرا باپ اور میرا دادا اور میری آبرو واسطے آبرو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تم سے ڈھال ہے یعنی باوجود اس قول کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کو کہ ان کی بیوی پر تہمت باندھی گئی تھی نگاہ نہ رکھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جب ہم مدینے میں آئے تو میں ایک مہینہ بیمار رہی اور لوگ چرچا کرتے تھے طوفان والوں کے قول میں اور مجھ کو اس تہمت کرنے کی کچھ خبر نہ تھی اور مجھ کو میری بیماری میں شک پڑتا تھا یہ کہ جو مہربانی پہلے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیماری میں دیکھا کرتی تھی وہ مہربانی اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں پہچانتی تھی صرف اتنا تھا کہ میرے پاس تشریف لاتے تھے اور سلام کر کے پوچھتے تھے کہ اس عورت کا کیا حال ہے پھر پلٹ جاتے تھے سو اس سے مجھ کو شک پڑتا تھا اور مجھ کو بدی کی کچھ خبر نہ تھی یہاں تک کہ مجھ کو بیماری سے کچھ صحت ہوئی سو میں مسطح رضی اللہ عنہ کی ماں کے ساتھ قضائے حاجت کے واسطے خالی میدان کی طرف نکلی اور وہ ہمارے پاخانے پھرنے کی جگہ تھی اور ہم باہر نہ نکلتی تھیں مگر راتوں رات اور تھا

الْأُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ وَكُنَّا نَتَأَذّٰى بِالْكُنُفِ أَنْ نَتَّخِذَهَا عِنْدَ بُيُوْتِنَا قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ وَّهِيَ ابْنَةُ أَبِيْ رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَّأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِيْ حِيْنَ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ أَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ أَيْ هَنْتَاهُ وَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ قَالَتْ وَقُلْتُ مَا قَالَ فَأَخْبَرَتْنِيْ بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ قَالَتْ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِيْ فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلٰى بَيْتِيْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيْكُمْ فَقُلْتُ لَهٗ أَتَأْذَنُ لِيْ أَنْ اٰتِيَ أَبَوَيَّ قَالَتْ وَأُرِيْدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَأَذِنَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّيْ يَا أُمَّتَاهُ مَاذَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِيْ عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ

یہ حال پہلے اس سے کہ گھروں کے پاس پائخانے نہ بنائے جائیں اور ہمارا دستور پہلے عرب کا دستور تھا پاخانے کے واسطے میدان میں جاتے تھے اور ہم ایذا پاتے تھے اس سے کہ ہمارے گھروں کے پاس پائخانے بنائے جائیں سو میں ام مسطح کے ساتھ قضائے حاجت کو نکلی اور ام مسطح ابورہم کی بیٹی ہے اور اس کی ماں صخر ابن عامر کی بیٹی ہے اور اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ ہے پھر ہم دونوں اپنے کام سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو پھریں سو ام مسطح کا پیر چادر میں الجھا وہ گر پڑی تو اس نے کہا کہ ہلاک ہو مسطح یعنی اپنے بیٹے کو بددعا دی میں نے ان سے کہا کہ تو نے برا کہا کیا تو برا کہتی ہے ایسے مرد کو جو جنگ بدر میں حاضر ہوا یعنی وہ تو بدری صحابی ہیں ام مسطح نے کہا اے بھولی کیا تو نے نہیں سنا جو اس نے کہا میں نے کہا اس نے کیا کہا تو اس نے مجھ کو طوفان والوں کی خبر دی سو میری بیماری دوگنی ہو گئی پھر جب میں اپنے گھر کی طرف پھری تو حضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور سلام کیا پھر کہا اس عورت کا کیا حال ہے میں نے کہا کہ مجھ کو اجازت ہو تو میں اپنے ماں باپ کے گھر جاؤں اور میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اس خبر کو ان کی طرف سے تحقیق کروں کہا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو اجازت دی سو میں نے اپنی ماں سے کہا اے ماں یہ کیا بات ہے جس کا لوگوں میں چرچا ہے اس نے کہا اے بیٹی تو مت گھبرا پس قسم ہے اللہ کی ایسی عورت کم ہوتی ہے جو خوبصورت ہو اور اپنے خاوند کی پیاری ہو اور اس کے واسطے سوکنیں ہوں مگر کہ بہت کلام کرتی ہیں اس کے عیب اور نقص میں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا سبحان اللہ کیا لوگ اس کا چرچا کرتے ہیں یعنی کیا لوگ میرے حق میں ایسی گفتگو

لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ أَصْبَحْتُ أَبْكِيْ قَالَتْ وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَّأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ أَهْلِهٖ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ مِنْ بَرَآءَةِ أَهْلِهٖ وَبِالَّذِيْ يَعْلَمُ لَهُمْ فِيْ نَفْسِهٖ فَقَالَ أُسَامَةُ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَّأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَآءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَّسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيْرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَّرِيْبُكِ قَالَتْ لَهٗ بَرِيْرَةُ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهٗ غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِيْنِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهٗ قَالَتْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّوْمِهٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِيْ عَنْهُ أَذَاهُ فِيْ أَهْلِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا خَيْرًا وَّلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَّا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا وَّمَا يَدْخُلُ عَلٰى أَهْلِيْ إِلَّا مَعِيْ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ

کرتے ہیں سو میں وہ تمام رات روتی رہی یہاں تک کہ صبح ہوئی نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی پھر میں نے صبح کی روتے ہوئے کہا اور حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بلایا جب کہ وحی بند ہوئی اور میرے چھوڑ دینے میں ان سے مشورہ پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے تو میری پاکدامنی بیان کی اور جو جانتا تھا واسطے اہل بیت کے اپنے دل میں دوستی ان کی سے سو اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ کی بیوی ہیں اور نہیں جانتے ہم ان کو مگر نیک اور بہر حال علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی ان کے سوا اور بہت عورتیں موجود ہیں اور لونڈی سے پوچھیے وہ آپ کو سچ سچ بتلا دے گی سو حضرت ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور فرمایا اے بریرہ! تو نے کبھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی بات دیکھی ہے جس سے تجھ کو اس کی پاکدامنی میں شک پڑے؟ بریرہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا قسم ہے اس اللہ کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ میں نے کبھی اس کی پاکدامنی میں کچھ قصور نہیں دیکھا جسے میں معیوب سمجھوں' البتہ اتنی بات ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کم عمر لڑکی ہے اپنے گھر والوں کے آٹے سے سو جاتی ہے اور بکری اس کو کھا جاتی ہے سو حضرت ﷺ اسی روز کھڑے ہوئے اور عبداللہ بن ابی بن سلول سے بدلا چاہا اور حالانکہ آپ منبر پر تھے سو فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے؟ جو میرا عذر دریافت کر کے بدلا لے اس مرد سے جو بنی عبدالاشہل کا بھائی ہے جس کی طرف سے مجھ کو ایذا اور تکلیف میرے اہل بیت یعنی میری بیوی کے بارے میں پہنچی قسم ہے اللہ کی نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور البتہ لوگوں

أَخُو بَنِيْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَقَالَ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَعْذِرُكَ فَإِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ أُمُّ حَسَّانَ بِنْتَ عَمِّهِ مِنْ فَخِذِهِ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ قَالَتْ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهِ وَلَوْ كَانَ مِنْ رَّهْطِكَ مَا أَحْبَبْتَ أَنْ يُّقْتَلَ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَّهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ قَالَتْ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا أَنْ يَّقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ كُلَّهُ لَا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَّا يَرْقَأُ لِيْ دَمْعٌ وَّلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ حَتّٰى إِنِّيْ لَأَظُنُّ أَنَّ الْبُكَآءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ فَبَيْنَا أَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَأَنَا أَبْكِيْ فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ

نے ذکر کیا ہے اس مرد کو جس کو نہیں جانا میں نے مگر نیک وہ تو میری بیوی کے پاس کبھی نہ جاتا تھا مگر میرے ساتھ یعنی اس نے ناحق میرے گھر والوں پر تہمت لگائی تحقیق کرنے کے بعد مجھ کو کوئی عیب کی بات معلوم نہ ہوئی تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے سو کہا یا حضرت! میں آپ کا بدلا لیتا ہوں اگر تہمت کرنے والا ہماری قوم یعنی اوس میں سے ہوگا تو میں اس کی گردن ماروں گا اور اگر ہمارے بھائیوں خزرج میں سے ہوگا تو جیسا حکم ہو ویسا ہم کریں گے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور ایک مرد خزرج میں سے کھڑا ہوا اور حسان (جو تہمت کرنے والوں میں سے تھا) کی ماں اس کی چچیری بہن تھی اس کی قوم میں سے یعنی اس کے حقیقی چچا کی بیٹی نہ تھی اس کی قوم میں تھی اور وہ مرد سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھا اور وہ خزرج کا سردار تھا اور وہ اس سے پہلے نیک مرد تھا لیکن اپنی قوم کی حمیت نے اسے جوش دلایا سو اس نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی تو اس کو نہ مارے گا اور تو اس کے مارنے پر قادر نہیں اور وہ اگر تیری قوم میں سے ہوتا تو اس کا قتل ہونا نہ چاہتا پھر اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہوا اور وہ سعد رضی اللہ عنہ کا چچیرا بھائی تھا تو اس نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو جھوٹا ہے قسم ہے اللہ کی البتہ ہم اس کو مار ڈالیں گے' سو بیشک تو منافق ہے کہ منافقوں کی طرف سے لڑتا ہے سو دونوں قبیلے اوس اور خزرج (غصہ کے جوش سے) بھڑک اٹھے یہاں تک کہ قصد کیا انہوں نے آپس میں لڑنے کا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے تھے سو ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چپ کراتے رہے یہاں تک کہ وہ چپ ہوئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی چپ ہوئے' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں وہ

لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيْ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَّا يُوْحٰى إِلَيْهِ فِيْ شَأْنِيْ بِشَيْءٍ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ إِنَّهُ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَتُوْبِيْ إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِيْ أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّيْ فِيْمَا قَالَ فَقَالَ أَبِيْ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّيْ أَجِيْبِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا قَالَ قَالَتْ أُمِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَثِيْرًا إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتّٰى اسْتَقَرَّ فِيْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنِ

تمام دن روتی رہی نہ میرے آنسو بند ہوئے اور نہ مجھ کو نیند آئی اور میرے ماں باپ صبح کو میرے پاس آئے اور البتہ میں دو رات اور ایک دن روتی رہی نہ مجھ کو نیند آتی تھی اور نہ میرے آنسو بند ہوتے تھے یہاں تک کہ البتہ میں نے گمان کیا کہ رونا میرے جگر کو پھاڑے ڈالتا تھا سو جس حالت میں کہ میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روتی تھی کہ ایک انصاری عورت نے میرے پاس آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دی سو وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی جس حالت میں کہ ہم تھے حضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھے اور اس سے پہلے میرے پاس نہ بیٹھے تھے جس دن سے مجھ کو تہمت لگی اور البتہ ایک مہینہ حضرت ﷺ کو میرے حال میں کچھ وحی نہ ہوئی ،عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو حضرت ﷺ نے کلمہ شہادت کہا جب کہ بیٹھے پھر فرمایا حمد و صلوۃ کے بعد اے عائشہ! میں نے تیرے حق میں ایسی ایسی باتیں سنی ہیں سو اگر تو گناہ سے پاک ہے تو عنقریب اللہ تیری پاکدامنی بیان کرے گا اور اگر تو گناہ سے آلودہ ہوئی ہے تو اللہ سے بخشش مانگ اور اسی کی طرف توبہ کر اس واسطے کہ جب بندہ اپنے گناہ کا اقرار کر کے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے سو جب حضرت ﷺ اپنی بات تمام کر چکے تو میرے آنسو بالکل بند ہو گئے یہاں تک کہ میں نے اس سے کوئی قطرہ نہ دیکھا سو میں نے اپنے باپ سے کہا کہ حضرت کو میری طرف سے جواب دو اس میں جو آپ نے فرمایا تو میرے باپ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میں حضرت ﷺ کو کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی ماں سے کہا

اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ مِنْهُ
بَرِيْئَةٌ لَّتُصَدِّقُنِّيْ فَوَاللّٰهِ لَا أَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ
مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ حِيْنَ قَالَ ﴿فَصَبْرٌ
جَمِيْلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾
ثُمَّ تَحَوَّلْتُ وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ وَّأَنَّ اللّٰهَ
مُبَرِّئِيْ بِبَرَآئَتِيْ وَلٰكِنْ وَّاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ
أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِيْ شَأْنِيْ وَحْيًا يُّتْلٰى لَشَأْنِيْ
فِيْ نَفْسِيْ كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَّتَكَلَّمَ اللّٰهُ
فِيَّ بِأَمْرٍ وَّلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُوْ أَنْ يَّرٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِيَ اللّٰهُ بِهَا فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهٗ
وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى أُنْزِلَ
عَلَيْهِ فَأَخَذَهٗ مَا كَانَ يَأْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَآءِ
حَتّٰى إِنَّهٗ لَيُتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ
الْجُمَانِ وَهُوَ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ مِّنْ ثِقَلِ الْقَوْلِ
الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَسُرِّيَ عَنْ رَّسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ
فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ يَا
عَائِشَةُ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ بَرَّأَكِ قَالَتْ فَقَالَتْ لِيْ
أُمِّيْ قُوْمِيْ إِلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقُوْمُ إِلَيْهِ
فَإِنِّيْ لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَتْ
وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ جَآؤُوْا
بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ﴾ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ ثُمَّ

کہ تو حضرت ﷺ کو جواب دے اس کا جو آپ نے فرمایا' میری ماں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتی کہ میں حضرت ﷺ کو کیا جواب دوں؟ سو میں نے کہا اور میں کم عمر لڑکی تھی بہت قرآن نہ پڑھی تھی قسم ہے اللہ کی البتہ مجھ کو معلوم ہوا کہ آپ نے یہ بات سنی ہے یہاں تک کہ آپ کے دل میں جم گئی ہے اور آپ نے اس کو سچا جانا ہے سو اگر میں آپ سے کہوں کہ میں اس عیب سے پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا نہ جانیں گے اور اگر میں ناکردہ گناہ کا تمہارے آگے اقرار کروں اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک میں اس سے پاک ہوں تو آپ مجھ کو سچا جانیں گے قسم ہے اللہ کی نہیں پاتی میں اپنی اور تمہاری مثل مگر یوسف علیہ السلام کے باپ کی مثل جب کہ اس نے کہا کہ اب صبر بہتر ہے اور تمہاری اس گفتگو پر اللہ ہی مددگار ہے پھر میں پلٹ کر اپنے بچھونے پر لیٹ گئی اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک میں اس وقت عیب سے پاک ہوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بری کرے گا میرے پاک ہونے کے سبب سے لیکن قسم ہے اللہ کی مجھ کو یہ گمان نہ تھا کہ اللہ میرے حق میں قرآن اتارے گا جو (قیامت تک) پڑھا جائے گا البتہ میں اپنے آپ کو حقیر تر جانتی تھی اس سے کہ کلام کرے اللہ میرے حق میں ساتھ کسی امر کے مجھ کو یہ امید تھی کہ حضرت ﷺ نیند میں خواب دیکھیں گے جس کے ساتھ اللہ میری پاکی بیان کرے گا پس قسم اللہ کی کہ حضرت ﷺ اپنے بیٹھنے کی جگہ سے نہ اٹھے اور نہ کوئی گھر والوں میں سے باہر نکلا یہاں تک کہ آپ پر وحی اتری سو آپ پر سختی ظاہر ہوئی یعنی جو سختی کہ وحی کی وجہ سے آپ پر ظاہر ہوا کرتی تھی یہاں تک کہ حضرت ﷺ (کے چہرہ مبارک) سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکنے لگا حالانکہ

أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآئَتِيْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَفَقْرِهٖ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا بَعْدَ الَّذِيْ قَالَ لِعَائِشَةَ مَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ إِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ بَلٰى وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأُحِبُّ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِيْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ أَمْرِيْ فَقَالَ لِزَيْنَبَ مَاذَا عَلِمْتِ أَوْ رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ قَالَتْ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيْمَنْ هَلَكَ. قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَهٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ مِنْ حَدِيْثِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهٗ مَا قِيْلَ لَيَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثٰى قَطُّ قَالَتْ ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

واقعہ موسم سرما میں تھا وحی کے بوجھ سے جو آپ پر اترتی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر وہ حالت حضرت ﷺ سے دور ہوئی اس حال میں کہ آپ ہنستے تھے سو جو بات آپ نے پہلے پہل کی یہ تھی کہ اے عائشہ! اللہ نے تو تیری پاکدامنی بیان کی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو میری ماں نے مجھ سے کہا کہ اٹھ کر حضرت ﷺ کی تعظیم اور تعریف کر کہ اللہ نے حضرت ﷺ کے واسطہ سے تیری پاکی بیان کی' میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ کی طرف نہ اٹھوں گی سو بیشک میں کسی کی تعریف اور شکر نہ کروں گی مگر اللہ کا جس نے میری پاکی بیان کی' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تحقیق جو لوگ کہ لائے ہیں یہ طوفان دس آیتوں تک پھر اللہ نے میری پاک دامنی میں قرآن اتارا یعنی بعد ان دس آیتوں کے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مسطح بن اثاثہ پر اللہ کے واسطے مال خرچ کیا کرتے تھے واسطے قرابت اس کی کے صدیق رضی اللہ عنہ سے اور محتاج ہونے اس کے سو صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں مسطح پر کبھی خرچ نہ کروں گا بعد اس کے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی اور تہمت کرنے والوں میں شریک ہوا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہ قسم کھائیں صاحب فضل تم میں سے غفور رحیم تک، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں! قسم ہے اللہ کی البتہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھ کو بخشے سو جو مال کہ مسطح پر خرچ کیا کرتے تھے اس کو اس کے واسطے پھر جاری کیا اور کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کو کبھی اس سے بند نہیں کروں گا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور حضرت ﷺ نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے میرا حال پوچھا سو زینب رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تجھ کو کیا معلوم ہے یا تو نے کیا دیکھا ہے؟ اس نے کہا یا حضرت!

میں اپنے کان اور آنکھ پر نگاہ رکھتی ہوں یعنی اس سے کہ کہوں کہ میں نے دیکھا ہے اور حالانکہ میں نے نہ دیکھا ہو قسم ہے اللہ کی نہیں دیکھا میں نے اس کو مگر نیک ، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور زینب رضی اللہ عنہا ہی تھی جو مساوات کرتی تھی ساتھ میرے اور فخر کرتی تھی ساتھ حسب اور نسب اور عزت اپنی کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کی بیویوں میں سے سو بچایا اس کو اللہ نے اس طوفان میں شریک ہونے سے بسبب پرہیز گاری کے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور اس کی بہن حمنہ اس کی طرفداری کی وجہ سے لڑنے لگی سو ہلاک ہوئی ان لوگوں میں کہ ہلاک ہوئے۔

ابن شہاب نے کہا پس یہ ہے وہ چیز جو پہنچی مجھ کو اس گروہ کی حدیث سے یعنی حدیث کے راویوں سے اوپر مذکور ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا قسم اللہ کی کہ بیشک وہ مرد کہ کہا گیا واسطے اس کے جو کہا گیا البتہ کہتا تھا کہ اللہ پاک ہے سو قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں نے کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا یعنی میں نے عورت سے کبھی جماع نہیں کیا روایت ہے کہ وہ نامرد تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر وہ اس کے بعد اللہ کی راہ میں شہید ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور کرمانی نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اس طوفان سے پاک ہونا قطعی ثابت ہے ساتھ نص قرآن کے اگر کوئی اس میں شک کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور خیر جاری میں کہا کہ یہی مذہب شیعہ امامیہ کا ہے باوجودیکہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دشمنی رکھتے ہیں۔

۳۸۲۷۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَمْلٰی عَلَیَّ هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ مِنْ حِفْظِهٖ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ قَالَ لِیَ الْوَلِیْدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ أَبَلَغَكَ أَنَّ عَلِیًّا كَانَ فِیْمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ قُلْتُ لَا وَلٰكِنْ قَدْ

۳۸۲۷۔ زہری سے روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک نے مجھ سے کہا کہ کیا تجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت لگائی میں نے کہا نہیں لیکن تیری قوم کے دو مردوں ابوسلمہ اور ابو بکر بن عبدالرحمٰن نے مجھ کو خبر دی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں سے

أَخْبَرَنِیْ رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَهُمَا كَانَ عَلِیٌّ مُسَلِّمًا فِیْ شَأْنِهَا فَرَاجَعُوْهُ فَلَمْ يَرْجِعْ وَقَالَ مُسَلِّمًا بِلَا شَكٍّ فِيْهِ وَعَلَيْهِ كَانَ فِیْ أَصْلِ الْعَتِيْقِ كَذٰلِكَ.

کہا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے محفوظ رہنے والے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حال میں یعنی چپ تھے تہمت کرنے والوں پر انکار نہیں کرتے تھے سو راویوں نے ہشام سے پھر پوچھا تو وہ نہ پھرا یعنی اس سے جو کہا تھا اور کہا مسلما بغیر شک کے بیچ اس کے اور اوپر اس کے اور پرانے اصل نسخے میں بھی اسی طرح تھا۔

فائدہ: مراجعت بیچ اس کے واقع ہوئی ہے ساتھ ہشام بن یوسف کے میرے گمان میں اور یہ اس واسطے ہے کہ روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے معمر سے ساتھ لفظ مسیئا کے اور گمان کیا ہے کرمانی نے کہ مراجعت اس میں زہری کے نزدیک ہے اور قول اس کا فلم یرجع یعنی اس نے اس کے سوائے کچھ جواب نہ دیا میں کہتا ہوں کہ قوی تر بات یہ ہے کہ مسلما کی جگہ مسیئا کا لفظ واقع ہوا ہے یعنی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس میں خطا کار تھے اس واسطے کہ نہ کہا انہوں نے جیسے اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ آپ کی بیوی ہے اور میں اس کو نہیں جانتا مگر نیک بلکہ کہا کہ اللہ نے آپ پر کچھ تنگی نہیں کی اور اس کے سوا دنیا میں اور بہت عورتیں موجود ہیں اور مانند اس کی کلام ہے جیسے کہ اس کی مفصل شرح آئندہ آئے گی اور توجیہ عذر کی اس کی طرف سے یہ ہے کہ شاید بعض ناصبیوں نے اس جھوٹ کے ساتھ بنی امیہ یعنی مروانیوں کے پاس نزدیکی چاہی تھی سو تحریف کیا انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کو غیر وجہ پر واسطے علم ان کے ساتھ پھرنے ان کے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پس گمان کیا انہوں نے اس کی صحت کو یہاں تک کہ بیان کیا زہری نے واسطے ولید کے کہ حق اس کے برخلاف ہے سو اللہ اس کو نیک بدلا دے اور زہری سے روایت ہے کہ ہشام بن عبدالملک کا بھی یہی اعتقاد تھا جیسے کہ شافعی سے روایت ہے کہ داخل ہوا سلیمان بن یسار ہشام بن عبدالملک پر تو ہشام نے کہا کہ اے سلیمان! بانی مبانی اس تہمت کا کون تھا؟ اس نے کہا عبداللہ بن ابی' کہا تو جھوٹا ہے وہ علی رضی اللہ عنہ ہے۔ پھر زہری اس کے پاس آیا تو ہشام نے کہا کہ اے ابن شہاب! بانی مبانی اس بہتان کا کون ہے؟ زہری نے کہا کہ عبداللہ بن ابی یعنی منافقوں کا سردار ہشام نے کہا تو جھوٹا ہے' زہری نے کہا میں جھوٹ بولتا ہوں تیرا باپ نہ ہو قسم ہے اللہ کی کہ اگر کوئی پکارنے والا آسمان سے پکارے کہ بیشک اللہ نے جھوٹ کو حلال کر دیا ہے تو بھی میں جھوٹ نہ بولوں گا۔ (فتح)

٣٨٢٨۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَسْرُوْقُ بْنُ الْأَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ

٣٨٢٨۔ ام رومان رضی اللہ عنہا عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی کہ ناگہاں ایک انصاری عورت آئی سو اس نے کہا کہ اللہ فلاں

أُمُّ رُوْمَانَ وَهِيَ أُمُّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ بَيْنَا أَنَا قَاعِدَةٌ أَنَا وَعَائِشَةُ إِذْ وَلَجَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَتْ فَعَلَ اللّٰهُ بِفُلَانٍ وَّفَعَلَ فَقَالَتْ أُمُّ رُوْمَانَ وَمَا ذَاكَ قَالَتِ ابْنِيْ فِيْمَنْ حَدَّثَ الْحَدِيْثَ قَالَتْ وَمَا ذَاكَ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ عَائِشَةُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ وَأَبُوْ بَكْرٍ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِيًّا عَلَيْهَا فَمَا أَفَاقَتْ إِلَّا وَعَلَيْهَا حُمّٰى بِنَافِضٍ فَطَرَحْتُ عَلَيْهَا ثِيَابَهَا فَغَطَّيْتُهَا فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَأْنُ هٰذِهٖ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَخَذَتْهَا الْحُمّٰى بِنَافِضٍ قَالَ فَلَعَلَّ فِيْ حَدِيْثٍ تُحُدِّثَ بِهٖ قَالَتْ نَعَمْ فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنْ قُلْتُ لَا تَعْذِرُوْنِيْ مَثَلِيْ وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوْبَ وَبَنِيْهِ ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾ قَالَتْ وَانْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عُذْرَهَا قَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ وَّلَا بِحَمْدِكَ.

کے ساتھ ایسا ایسا کرے یعنی اس نے اس کو بد دعا دی' ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ میرا بیٹا داخل ہے ان لوگوں میں جنہوں نے طوفان اٹھایا ہے۔ اس نے کہا اور یہ طوفان کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ایسی ایسی بات ہے' یعنی طوفان اٹھانے والوں کی بات بتائی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا یہ بات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ یعنی میرے باپ نے بھی سنی ہے؟ اس نے کہا' ہاں تو عائشہ رضی اللہ عنہا بیہوش ہو کر گر پڑیں سو نہ ہوش میں آئیں مگر کہ ان پر تپ لرزہ تھا سو میں نے اس کا کپڑا اس پر ڈالا اور اس کو ڈھانکا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سو فرمایا کہ کیا حال ہے اس کا؟ میں نے کہا یا حضرت! اس کو تپ لرزہ نے پکڑا ہے فرمایا شاید بسبب سننے سے بات طوفان کی ہے کہ بیان کی گئی نزدیک اس کے؟ اس نے کہا ہاں پھر عائشہ رضی اللہ عنہا آٹھ بیٹھیں سو کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر میں قسم کھاؤں تو تم مجھ کو سچا نہ جانو گے اور اگر میں کہوں کہ لشکر سے پیچھے رہنا میرا بسبب گم ہونے ہار کے تھا تو میرا عذر قبول نہ کرو گے میری مثل اور تمہاری مثل یعقوب علیہ السلام اور اس کے بیٹوں کی سی مثل ہے اور اللہ مددگار ہے تمہاری گفتگو پر۔ ام رومان رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور مجھ کو کچھ نہ کہا سو اللہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا عذر اتارا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں اللہ کا شکر کرتی ہوں نہ شکر اور کسی کا اور نہ تمہارا۔

٣٨٢٩۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ نَّافِعِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُ الْوَلْقُ الْكَذِبُ

٣٨٢٩۔ ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا پڑھتیں آیت ﴿إِذْ تَلِقُوْنَهٗ بِأَلْسِنَتِكُمْ﴾ کو ساتھ زیر لام اور پیش قاف کے اور کہتی تھیں کہ ولق کے معنی جھوٹ کے ہیں یعنی جب جھوٹ بولنے لگے تم اپنی زبانوں سے ابن ابی ملیکہ نے

قَالَ ابْنُ أَبِیْ مُلَیْکَةَ وَکَانَتْ أَعْلَمَ مِنْ غَیْرِهَا بِذٰلِكَ لِأَنَّهٗ نَزَلَ فِیْهَا.

کہا اور تھیں عائشہ رضی اللہ عنہا زیادہ عالم ساتھ اس قول اللہ کے اس واسطے کہ وہ ان کے حق میں اترا۔

فائدہ: لیکن قرأت مشہور ساتھ زبر لام اور تشدید قاف کے ہے یعنی جب لینے لگے تم اس کو اپنی زبانوں پر اور زیادہ شرح اس کی سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی، ان شاء اللہ۔ (فتح)

۲۸۳۰۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیْهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهٗ فَإِنَّهٗ كَانَ یُنَافِحُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَأْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ هِجَآءِ الْمُشْرِكِیْنَ قَالَ كَیْفَ بِنَسَبِیْ قَالَ لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِیْنِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ فَرْقَدٍ سَمِعْتُ هِشَامًا عَنْ أَبِیْهِ قَالَ سَبَبْتُ حَسَّانَ وَكَانَ مِمَّنْ كَثَّرَ عَلَیْهَا.

۳۸۳۰۔ عروہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حسان کو گالی دینے لگا' عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس کو برا مت کہو اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکوں کے ساتھ جھگڑتا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکین کی ہجو کی اجازت مانگی' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میرے نسب کو کس طرح کرے گا اگر تو مشرکین کی ہجو کرنی چاہے تو اس طرح کر کہ اس سے میرے باپ دادوں کی ہجو لازم نہ آئے اس واسطے کہ میرا اور ان کا نسب آپس ملتا ہے۔ حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ کھینچوں گا میں آپ کو ان میں سے جیسے کھینچا جاتا ہے بال آٹے سے اور دوسری روایت میں ہے کہ کہا عروہ نے کہ میں نے حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہا اور تھا حسان رضی اللہ عنہ داخل ان لوگوں میں جنہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھنے میں بہت چرچا کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التفسیر میں آئے گی۔

۲۸۳۱۔ حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ أَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا وَعِنْدَهَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ یُنْشِدُهَا شِعْرًا یُشَبِّبُ بِأَبْیَاتٍ لَّهٗ وَقَالَ حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِیْبَةٍ وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ

۳۸۳۱۔ مسروق سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور ان کے پاس حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ تھے ان کی مدح میں شعر پڑھتے تھے اپنے شعروں سے تشبیہ کرتے یعنی ذکر کرتے تھے اس چیز کو کہ متعلق ہے ساتھ غزل کے اور مانند اس کی کے اور کہا حصان ایک معشوقہ ہے پاک دامن درست فہم والی نہیں تہمت کی جاتی ساتھ کسی شک کے اور صبح کرتی ہے اس حال میں کہ بھوکی ہوتی ہے غافل عورتوں کے گوشت

فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ لٰكِنَّكَ لَسْتَ كَذٰلِكَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَهَا لِمَ تَأْذَنِيْنَ لَهٗ أَنْ يَّدْخُلَ عَلَيْكِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ فَقَالَتْ وَأَيُّ عَذَابٍ أَشَدُّ مِنَ الْعَمٰى قَالَتْ لَهٗ إِنَّهٗ كَانَ يُنَافِحُ أَوْ يُهَاجِيْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سے یعنی کسی عورت کا گلہ نہیں کرتی اور نہ کسی کو برا کہتی ہے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے کہا کہ تو اس طرح نہیں یعنی تو لوگوں کا گلہ کرتا ہے اور لوگوں کا گوشت کھاتا ہے یا میں تو اسی طرح ہوں جس طرح تو کہتا ہے لیکن تو اس کلام میں سچا نہیں جیسا کہ تو اپنے آپ کو ظاہر دکھلاتا ہے' مسروق کہتا ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ تم اس کو اپنے پاس آنے کی کیوں اجازت دیتی ہو اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس نے بڑا بوجھ اٹھایا اس کا ان میں سے اس کے واسطے عذاب ہے بڑا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور کوئی عذاب سخت تر ہے اندھا ہونے سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے مسروق سے کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مشرکین کو ہٹاتا تھا یا مشرکین کی ہجو کیا کرتا تھا۔

فائدہ: حصان ایک معشوقہ کا نام ہے اور یہ جو کہا کہ کوئی عذاب سخت تر ہے اندھا ہونے سے تو یہ اشارہ ہے طرف حسان رضی اللہ عنہ کی کہ اخیر عمر میں اندھے ہو گئے تھے۔ (ت، تیسیر) اور اس حدیث کی شرح سورہ نور کی تفسیر میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْحُدَيْبِيَةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾.

باب ہے بیان جنگ حدیبیہ کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے کہ البتہ راضی ہوا اللہ مسلمانوں سے جب کہ بیعت کرتے ہیں تجھ سے درخت کے نیچے' اخیر آیت تک۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس طرف کہ یہ آیت حدیبیہ کے قصے میں اتری اور اس قصے کی اکثر شرح کتاب الشروط میں گزر چکی ہے اور میں ذکر کرتا ہوں اس جگہ وہ چیز جس کا ذکر وہاں نہیں ہوا اور تھا متوجہ ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینے سے سوموار کے دن ذی قعدہ کے مہینے میں چھٹے سال ہجری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عمرے کی نیت سے نکلے تو مشرکین مکہ نے آپ کو خانے کعبے میں جانے سے روکا اور واقع ہوئی درمیان ان کے صلح اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اب پلٹ جائیں اور آئندہ سال مکے میں داخل ہوں اور عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نکلے اور شوال میں عمرہ کیا اور یہ قول اس کا شاذ ہے مخالف جمہور کے اور تحقیق موافق ہوا ہے ابوالاسود عروہ سے جمہور کو اور گزر چکا ہے حج میں قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ نہیں عمرہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مگر ذی قعدہ میں۔ (فتح)

٣٨٣٢۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَقَالَ أَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَقَالَ قَالَ اللّٰهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِيْ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَبِرِزْقِ اللّٰهِ وَبِفَضْلِ اللّٰهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَجْمِ كَذَا فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِيْ.

٣٨٣٢۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حدیبیہ کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو ایک رات ہم پر مینہ برسا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو صبح کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے سو فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں فرمایا اللہ نے کہا کہ صبح کو میرے بندوں میں سے بعض مسلمان ہوئے اور بعض مجھ سے منکر ہوئے سو جس نے کہا کہ مینہ برسا ہم پر اللہ کی رحمت سے اور اس کی روزی سے اور اس کے فضل سے تو وہ میرے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور ستاروں کی تاثیر سے منکر ہے اور جس نے کہا کہ فلانے ستارے کی تاثیر سے ہم پر مینہ برسا تو وہ تارے کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور مجھ سے منکر ہے۔

فائدہ: یعنی مینہ تو اللہ برساتا ہے اور منکر لوگ اس کو تاروں کی تاثیر سے جانتے ہیں' اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ ہم جنگ حدیبیہ کے سال نکلے۔

٣٨٣٣۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَخْبَرَهٗ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِيْ كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهٖ عُمْرَةً مِّنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِّنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَآئِمَ حُنَيْنٍ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَّعَ حَجَّتِهٖ.

٣٨٣٣۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے سب کے سب ذی قعدہ میں تھے مگر جو عمرہ کہ آپ کے حج کے ساتھ تھا وہ ذی الحجہ کے مہینے میں تھا اور وہ چار عمرے یہ ہیں ایک عمرہ حدیبیہ سے ذی قعدہ میں اور دوسرا عمرہ اس سے اگلے برس ذی قعدہ میں یعنی عمرہ قضا اور تیسرا عمرہ جعرانہ سے جس جگہ کہ حنین کی غنیمتیں بانٹیں یہ عمرہ بھی ذی قعدہ میں تھا اور چوتھا عمرہ آپ نے حج کے ساتھ کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور حدیبیہ ایک گاؤں کا نام ہے نو کوس مکہ سے اکثر اس کا داخل ہے حرم مکے میں اور کچھ حل میں ہے اور جعرانہ بھی ایک جگہ کا نام ہے نو کوس مکے سے کہ وہاں حضرت ﷺ پندرہ دن ٹھہرے تھے اور حنین کی غنیمتیں وہاں بانٹیں انہیں دنوں میں ایک رات عشاء کی نماز کے بعد سوار ہو کر مکے میں تشریف لے گئے اور عمرہ کر کے اسی رات پھر آئے اور یہ جو کہا کہ ایک عمرہ حدیبیہ سے تو کرمانی نے کہا اگر کوئی کہے کہ کیونکر ہو گا عمرہ حدیبیہ سے یعنی اور حالانکہ حضرت ﷺ اس میں خانے کعبے میں نہیں پہنچے تو میں کہتا ہوں کہ عمرہ محصر کا طواف سے عمرہ گنا جاتا ہے اگر چہ اس کے اعمال تمام نہ ہوں اور اگر کوئی کہے کہ کتاب الجہاد میں گزر چکا ہے کہ نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا اور اگر عمرہ کرتے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما پر پوشیدہ نہ رہتا میں کہتا ہوں کہ یہ ملازمہ ممنوع ہے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما وہاں حاضر نہ ہوں یا اس کو بھول گئے ہوں جیسا کہ کتاب العمرہ میں گزر چکا ہے کہ اس نے کہا کہ ایک عمرہ ان میں سے رجب کے مہینے میں تھا اور انکار کیا اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے، نووی نے کہا کہ علماء کہتے ہیں کہ یہ واسطے اشتباہ اور نسیان وغیرہ کے تھا۔ (ک)

٣٨٣٤۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ.

٣٨٣٤۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جنگ حدیبیہ کے سال حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے اور حضرت ﷺ نے عمرہ کا احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اپنی شرح کے ساتھ کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ جو لوگ حدیبیہ کی طرف نکلے تھے ان میں سے بعض نے عمرے کا احرام نہ باندھا تھا تو اس کو اس سے حلال ہونے کی حاجت نہ ہوئی جیسا کہ میں اگلی حدیث میں اس کی طرف اشارہ کروں گا۔ (فتح)

٣٨٣٥۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَعُدُّوْنَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ

٣٨٣٥۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تم فتح فتح مکہ کو گنتے ہو یعنی آیت ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ میں اور فتح مکے کی بڑی فتح تھی اور ہم بیعت رضوان کو فتح گنتے ہیں جو حدیبیہ کے دن واقع ہوئی ہم حضرت ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ ایک کنواں ہے سو ہم نے اس کا پانی کھینچ لیا اور اس میں ایک قطرہ نہ چھوڑا یعنی اور آدمی اور چوپائے پیاسے ہوئے سو حضرت ﷺ کو خبر پہنچی حضرت ﷺ اس کے

فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَآءٍ مِّنْ مَّآءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيْهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا.

پاس آئے سو اس کے کنارے پر بیٹھے پھر پانی کا برتن منگوایا سو وضو کیا پھر منہ میں پانی لیا اور دعا کی پھر اس کو کنوئیں میں ڈالا سو ہم نے اس کو ایک گھڑی چھوڑا پھر اس نے ہم کو پھیرا پیا ہم نے اور ہمارے اونٹوں نے جتنا چاہا۔

فائدہ: اس روایت میں ہے کہ وہ چودہ سو تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چودہ سو سے زیادہ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پندرہ سو تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ تیرہ سو تھے اور تطبیق اس اختلاف میں یوں ہے کہ وہ چودہ سو سے زیادہ تھے سو جس نے پندرہ سو کہا اس نے کسر کو پورا کیا اور جس نے چودہ سو کہا اس نے کسر کو لغو کیا اور قول عبداللہ ابن ابی اوفی کا کہ وہ تیرہ سو تھے سو ممکن ہے محمول کرنا اس کا اس چیز پر جس پر اس کو اطلاع ہوئی اور اس کے غیر کو زیادہ لوگوں پر اطلاع ہوئی کہ عبداللہ کو ان پر اطلاع نہیں ہوئی اور زیادتی ثقہ کی مقبول ہے یا ابتدا میں مدینے سے نکلنے کے وقت تیرہ سو تھے پھر اس کے بعد رفتہ رفتہ اور لوگ ان کے ساتھ ملتے گئے یا مراد یہ ہے کہ لڑنے والے تیرہ سو تھے اور جو اس سے زیادہ تھے ان کے تابع تھے خادموں اور عورتوں اور لڑکوں سے جو بالغ نہیں تھے اور ابن اسحاق نے کہا کہ وہ سات سو تھے لیکن اس قول میں کوئی اس کا موافق نہیں ہے اور اسی باب میں مسور کی حدیث میں آتا ہے کہ وہ کچھ اور دس سو تھے اور اس میں تطبیق یوں ہے کہ دس سو وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی اور جو اس سے زیادہ تھے وہ اس میں حاضر نہ تھے مانند اس شخص کی کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکے کی طرف گیا تھا علاوہ اس کے بضع کا لفظ صادق آتا ہے پانچ اور چار پر پس نہ مخالف ہوگی یہ روایت چودہ سو کی روایت کو اور جزم کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہ وہ سولہ سو تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ سترہ سو تھے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پندرہ سو پچیس تھے اور یہ اگر ثابت ہو تو نہایت تحریر ہے پھر پایا میں نے اس کو موصول ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نزدیک ابن مردویہ کے اور اس میں رد ہے ابن دحیہ پر جس جگہ اس نے گمان کیا ہے کہ سبب اختلاف کا ان کے عدد میں یہ ہے کہ جنہوں نے ان کے عدد کو ذکر کیا ہے انہوں نے تحدید کو قصد نہیں کیا صرف انہوں نے اندازے اور تخمینے سے ذکر کیا ہے اور یہ جو کہا کہ ہم بیعت رضوان کو فتح گنتے ہیں یعنی آیت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ میں اور اس جگہ میں قدیم سے اختلاف واقع ہوا ہے اور تحقیق یہ ہے کہ یہ مختلف ہے ساتھ مختلف ہونے مراد کے آیتوں سے پس قول اللہ تعالیٰ کا ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ میں مراد ساتھ فتح کے اس جگہ حدیبیہ ہے اس واسطے کہ تھی وہ جگہ ابتدا ہونے فتح کھلی کے مسلمانوں پر واسطے اس چیز کے کہ مترتب ہوئی اوپر صلح کے کہ واقع ہوا اس سے امن اور دور ہوئی لڑائی اور قادر ہوا مسلمان ہونے پر وہ شخص جو اسلام میں داخل ہونے سے ڈرتا تھا اور قادر ہوا اوپر پہنچنے کے مدینے میں اس سبب سے جیسے کہ واقع ہوا

واسطے خالد بن ولید اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما وغیرہ کے پھر تابع ہوئے اسباب آگے پیچھے یہاں تک کہ کامل ہوئی فتح اور البتہ ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے مغازی میں زہری سے کہ نہ تھی اسلام میں کوئی فتح پہلے فتح حدیبیہ کی عظیم تر اس سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کفر تھا وقت قتال کے سو جب سب لوگ بے خوف ہوئے تو بعض نے بعض سے کلام کیا اور مفاوضہ کیا ایک دوسرے سے حدیث اور جھگڑے میں اور نہ تھا اسلام میں کوئی کہ کچھ چیز سمجھتا مگر کہ اسلام میں داخل ہوتا تھا سو البتہ داخل ہونے اسلام میں ان دو برسوں میں مانند اس کی کہ اس سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے یا اس سے زیادہ' ابن ہشام نے کہا کہ دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ حضرت ﷺ حدیبیہ کی طرف چودہ سو کے ساتھ نکلے پھر کئی برس کے بعد فتح مکہ کی طرف دس ہزار آدمی کے ساتھ نکلے اور اتری یہ آیت وقت پلٹنے کے حدیبیہ سے جیسا کہ اس باب میں ہے کہ اور قول اللہ تعالیٰ کا اس سورت میں ﴿وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ پس مراد ساتھ اس کے فتح خیبر کی ہے صحیح قول پر اس واسطے کہ وہی فتح ہے جس میں مسلمانوں کو بہت غنیمتیں ہاتھ لگیں اور روایت کی سعید بن منصور نے ساتھ سند صحیح کے شعبی سے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ کہ مراد ساتھ اس کے حدیبیہ کی صلح ہے اور حضرت ﷺ کے اگلے پچھلے گناہ بخشے گئے اور اصحاب نے بیعت رضوان کی اور خیبر کے کھجور کے درخت ان کو کھانے کے واسطے ملے اور غالب ہوئے روم والے فارسیوں پر اور خوش ہوئے مسلمان ساتھ فتح اللہ کے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا﴾ پس مراد حدیبیہ ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اور قول حضرت ﷺ کا لا هجرة بعد الفتح پس مراد ساتھ اس کے فتح مکے کی ہے بالاتفاق اور ساتھ اس تقریر کے دور ہوگا شبہ اور حاصل ہوگی تطبیق سب قولوں میں۔ (فتح)

٣٨٣٦۔ حَدَّثَنِیْ فَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَعْيَنَ أَبُوْ عَلِيٍّ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَّأَرْبَعَ مِائَةٍ أَوْ أَكْثَرَ فَنَزَلُوْا عَلٰى بِئْرٍ فَنَزَحُوْهَا فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى الْبِئْرَ وَقَعَدَ عَلٰى شَفِيْرِهَا ثُمَّ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِدَلْوٍ مِّنْ مَّآئِهَا فَأُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ فَدَعَا

٣٨٣٦۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک تھے وہ ساتھ حضرت ﷺ کے دن حدیبیہ کے چودہ سو یا زیادہ سو وہ ایک کنوئیں پر اترے سو انہوں نے اس کا پانی کھینچا یہاں تک کہ اس میں کچھ باقی نہ رہا یعنی اور لوگوں کو پیاس لگی سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے' حضرت ﷺ کنوئیں کے نزدیک تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھے پھر فرمایا کہ اس کے پانی کا ایک ڈول میرے پاس لاؤ اس کے پانی کا ایک ڈول حضرت ﷺ کے پاس لایا گیا آپ ﷺ نے اس میں لعاب ڈالا اور دعا کی پھر فرمایا کہ اس کو ایک گھڑی چھوڑ دو یعنی ایک گھڑی ٹھہر جاؤ پس سیراب کیا انہوں نے اپنے

ثُمَّ قَالَ دَعُوْهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتّٰى ارْتَحَلُوْا.

جانوروں اور سواریوں کو یہاں تک کہ کوچ کیا۔

٣٨٣٧۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَآءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَلَا نَشْرَبُ إِلَّا مَا فِيْ رَكْوَتِكَ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهٖ كَأَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.

٣٨٣٧۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھاگل تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے وضو کیا پھر لوگ آپ کے سامنے آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا حال ہے تمہارا؟ یعنی کیوں آئے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہمارے پاس پانی نہیں کہ ہم اس کے ساتھ وضو کریں یا پئیں مگر جو آپ کی چھاگل میں ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ چھاگل میں رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا مانند چشموں کی، جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے پانی پیا اور وضو کیا، سالم کہتا ہے کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اس دن کتنے آدمی تھے؟ اس نے کہا کہ اگر ہم لاکھ ہوتے تو البتہ ہم کو کفایت کرتا ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی جوش مارنے لگا تو یہ مغایر ہے واسطے حدیث براء رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وضو کا پانی کنوئیں میں ڈالا سو کنوئیں میں پانی بہت ہو گیا اور تطبیق دی ہے ابن حبان نے درمیان ان کے ساتھ اس طور کے کہ یہ کئی بار واقع ہوا ہے اور کتاب الاشربہ میں آئے گا کہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی پانی کے جوش مارنے میں اس وقت تھی جب کہ عصر کی نماز کا وقت آیا نزدیک ارادہ کرنے وضو کے اور حدیث براء رضی اللہ عنہ کی تھی واسطے ارادے اس چیز کے کہ وہ عام تر ہے اس سے اور احتمال ہے کہ ہوا پانی جب کہ جاری ہوا آپ کی انگلیوں سے اور آپ کا ہاتھ چھاگل میں تھا اور سب نے وضو کیا اور پیا تو حکم کیا کہ جو پانی چھاگل میں باقی ہے اس کو کنوئیں میں ڈال دو تو کنوئیں میں بہت پانی ہو گیا اور واقع ہوا ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ بہت ہونا پانی کا تھا ساتھ ڈالنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے وضو کے پانی کو کنوئیں میں اور بیہقی نے عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کنوئیں میں تیر رکھا گیا تو کنوئیں نے پانی کے ساتھ جوش مارا اور تحقیق گزر چکی ہے وجہ تطبیق کی بیچ شرح حدیث

مسور اور مروان کے شروط کے اخیر میں اور پہلے گزر چکی ہے بحث بیچ مختلف ہونے ان کے بیچ کیفیت جوش مارنے پانی کے علامات النبوۃ میں اور یہ کہ جوش مارنا پانی کا حضرت ﷺ کی انگلیوں سے واقع ہوا ہے کئی بار حضر میں اور سفر میں، واللہ اعلم۔ (فتح)

٣٨٣٨۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بَلَغَنِيْ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يَقُوْلُ كَانُوْا أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَقَالَ لِيْ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ كَانُوْا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً الَّذِيْنَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَابَعَهُ أَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ.

٣٨٣٨۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن میسب رحمہ اللہ سے کہا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ وہ چودہ سو تھے تو سعید رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے جابر رضی اللہ عنہ نے کہ وہ پندرہ سو تھے جنہوں نے حدیبیہ کے دن حضرت ﷺ سے بیعت کی، متابعت کی ہے صلت کی ابوداؤد طیالسی نے کہا حدیث بیان کی ہے ہم سے قرہ نے قتادہ سے اور متابعت کی ہے اس کی محمد بن بشار نے۔

٣٨٣٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَّأَرْبَعَ مِائَةٍ وَّلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا أَلْفًا وَّأَرْبَعَ مِائَةٍ وَّقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَّثَلَاثَ مِائَةٍ وَّكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِيْنَ.

٣٨٣٩۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ حدیبیہ کے دن ہم کو فرمایا کہ تم آج افضل ہو تمام اہل زمین سے اور ہم چودہ سو تھے اور اگر میں آج دیکھتا ہوتا تو البتہ میں تم کو درخت کی جگہ دکھلاتا یعنی جس درخت کے نیچے بیعت رضوان ہوئی تھی، متابعت کی ہے سفیان کی اعمش نے اس نے سالم سے سنا کہ وہ چودہ سو تھے اور روایت کی ہے عبیداللہ نے عبداللہ بن ابی اوفی سے کہ درخت والے اصحاب تیرہ سو تھے اور پھر اسلم مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تم افضل ہو تمام اہل زمین سے تو یہ صریح ہے بیچ فضیلت اصحاب شجرہ کے یعنی جنہوں نے درخت

کے نیچے بیعت کی تھی پس تحقیق تھی اس وقت ایک جماعت مسلمانوں میں سے مکے میں اور مدینے میں اور ان کے سوائے اور شہروں میں اور نزدیک احمد کے ہے ساتھ اسناد حسن کے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کو آگ مت جلاؤ پھر اس کے بعد فرمایا کہ آگ جلاؤ اور کھانا پکاؤ پس تحقیق شان یہ ہے کہ جو لوگ تمہارے پیچھے ہیں نہ تمہارے صاع کو پائیں گے اور نہ تمہارے مد کو اور نزدیک مسلم کے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا آگ میں جو جنگ بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوا اور نیز مسلم میں ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ نہ داخل ہوگا آگ میں کوئی اصحاب شجرہ میں سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض شیعہ نے بیچ فضیلت دینے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے عثمان رضی اللہ عنہ پر اس واسطے کہ تھے علی مرتضی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے جو اس کے ساتھ خطاب کیے گئے اور تھے ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اور عثمان رضی اللہ عنہ اس وقت وہاں حاضر نہ تھے جیسا کہ مناقب میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے پہلے گزر چکا ہے لیکن گزر چکا ہے بیچ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو مذکور ہوئی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے بیعت کی سو برابر ہوئے ساتھ اس کے عثمان رضی اللہ عنہ خیریت میں یعنی افضل ہونے میں اور نہیں قصد کیا گیا حدیث میں فضیلت دینا بعض کا بعض پر اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ خضر زندہ نہیں اس واسطے کہ اگر زندہ ہوتے باوجود ہونے اس کے نبی البتہ تو لازم آتی تفضیل غیر نبی کی نبی پر اور وہ باطل ہے پس دلالت کی اس نے کہ وہ اب زندہ نہیں اور جو گمان کرتا ہے کہ وہ زندہ ہے وہ یہ جواب دیتا ہے کہ احتمال ہے کہ وہ اس وقت ان کے ساتھ حاضر نہ ہو اور نہیں قصد کی گئی فضیلت بعض کی بعض پر یا وہ اس وقت روئے زمین پر نہ تھے بلکہ دریا پر تھے اور دوسرا جواب ساقط ہے اور عکس کیا ہے ابن تین نے پس استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اس پر کہ خضر نبی نہیں ہے پس بنا کیا اس نے امر کو اس پر کہ وہ زندہ ہے اور وہ داخل ہے بیچ اس شخص کے جن پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل شجرہ کو فضیلت دی اور پہلے بیان کی ہیں ہم نے دلیلیں واضح اور ثابت ہونے نبوت خضر کے بیچ احادیث انبیاء کے اور انوکھی بات کہی ابن تین نے، پس جزم کیا اس نے ساتھ اس کے کہ الیاس نبی نہیں اور بنا کیا ہے اس نے اس کو اس شخص کے قول پر جو گمان کرتا ہے کہ الیاس بھی زندہ ہے اور اس کا زندہ ہونا ضعیف بات ہے اور یہ کہنا اس کا کہ وہ نبی نہیں پس یہ نفی باطل ہے اس واسطے کہ قرآن عظیم میں ہے ﴿وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ پس کس طرح ہوگا کوئی آدم علیہ السلام کی اولاد سے مرسل اور وہ نبی نہ ہو اور یہ جو کہا کہ اگر میں دیکھتا ہوتا یعنی وہ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور اختلاف عدد کی وجہ تطبیق پہلے گزر چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رجوع کیا ہے صحابی نے قول اپنے سے الف و اربع مائۃ طرف قول اپنے کے اربع عشر مائۃ یعنی ایک ہزار چار سو نہ کہا اکٹھا چودہ سو کہا واسطے اشارہ کے طرف اس کی کہ لشکر سینکڑوں کی طرف بانٹا ہوا تھا اور ہر سینکڑا جدا تھا دوسرے سے یا ساتھ نسبت کر دینے کی طرف

قبیلوں کے یا ساتھ نسبت کے طرف صفتوں کی اور کہا ابن دحیہ نے کہ اختلاف بیچ عدد ان کے دلالت کرتا ہے کہ وہ تخمینے سے کہا گیا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ تطبیق ممکن ہے' کما تقدم۔ (فتح)

۳۸٤٠۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ أَنَّهُ سَمِعَ مِرْدَاسًا الْأَسْلَمِيَّ يَقُوْلُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ يُقْبَضُ الصَّالِحُوْنَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ شَيْئًا.

۳۸٤٠۔ حضرت قیس سے روایت ہے کہ اس نے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے اور تھے وہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ قبض ہوں گے نیک لوگ پے در پے اور باقی رہ جائیں گے رذیل لوگ مانند ردی کھجور اور جو کے اللہ ان کی کچھ پرواہ نہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور غرض اس سے بیان کرنا اس بات کا ہے کہ وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔

۳۸٤١۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ مِنْهَا لَا أُحْصِيْ كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيَانَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا أَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الْإِشْعَارَ وَالتَّقْلِيْدَ فَلَا أَدْرِيْ يَعْنِيْ مَوْضِعَ الْإِشْعَارِ وَالتَّقْلِيْدِ أَوِ الْحَدِيْثَ كُلَّهُ.

۳۸٤١۔ حضرت مروان اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال مدینے سے نکلے چند اور دس سو مردوں میں اپنے اصحاب میں سے سو جب ذی الحلیفہ میں پہنچے تو قربانی کے اونٹ کے گلے میں ہار ڈالا اور اشعار کیا اور وہاں سے احرام باندھا علی بن مدینی نے کہا کہ میں نہیں گن سکتا کہ میں نے کتنی بار اس حدیث کو سفیان سے سنا یہاں تک کہ میں نے اس سے سنا کہتا تھا کہ نہیں یاد رکھتا میں زہری سے اشعار اور تقلید کو سو میں نہیں جانتا کہ مراد اس کی جگہ اشعار اور تقلید کی ہے یا ساری حدیث۔

فائدہ: اور انوکھی بات کہی ہے کرمانی نے پس کہا کہ قول علی بن مدینی کا کہ میں گن نہیں سکتا محمول ہے شک پر عدد میں یعنی مراد یہ ہے کہ اس نے ان کے عدد میں شک کیا کہ اس نے اس سے پندرہ سو کا لفظ سنا یا چودہ سو کا یا تیرہ سو کا اور اس کے رد میں اتنی بات ہی کافی ہے کہ نہیں ہے سفیان کا اس حدیث میں تعرض واسطے تردد اور شک کے ان کے عدد میں بلکہ اس کے سب طریقوں میں جزم ہے ساتھ اس کے کہ زہری نے اپنی روایت میں بضع عشر مائة کا لفظ کہا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو جابر رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کما تقدم مبسوطا۔ (فتح)

۳۸٤٢۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ

۳۸٤٢۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ لَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّونَ بِهَا وَهُمْ عَلٰى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ.

حضرت ﷺ نے اس کو دیکھا اس حال میں کہ اس کی جوئیں اس کے منہ پر گرتی تھیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو تکلیف دیتے ہیں تیرے سر کے کیڑے؟ اس نے کہا ہاں سو حکم دیا اس کو حضرت ﷺ نے یہ کہ بالوں کو منڈ والے اور حالانکہ وہ حدیبیہ میں تھا اور نہ بیان کیا واسطے ان کے کہ وہ حدیبیہ میں احرام سے حلال ہو جائیں گے اور ان کو یہ امید تھی کہ وہ مکے میں داخل ہوں گے سو اللہ نے فدیہ کا حکم اتارا تو حضرت ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ چھ مسکینوں کو تین صاع کھلائے یا ایک بکری ذبح کرے یا تین دن روزے رکھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر حدیبیہ کا ہے۔

٣٨٤٣۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللّٰهِ مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءَ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِنَسَبٍ

٣٨٤٣۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار کی طرف نکلا تو ایک جوان عورت عمر رضی اللہ عنہ کو ملی سو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین! میرا خاوند مر گیا اور اس نے اپنے پیچھے چھوٹے بچے چھوڑے قسم ہے اللہ کی نہ ان کے واسطے بکری کا پاؤں ہے کہ اس کو پکائیں اور نہ ان کے واسطے کھیتی ہے اور نہ ان کے واسطے مویشی ہیں جن کو دوہیں اور میں ڈری یہ کہ کھائے ان کو قحط سالی یعنی بھوک سے ہلاک ہو جائیں اور میں بیٹی خفاف بن ایما غفاری کی ہوں اور البتہ میرا باپ حضرت ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوا تھا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اور آگے نہ گزرے پھر فرمایا کہ خوشی ہو نسب قریب کو پھر پھرے طرف ایک اونٹ

قَرِيْبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلٰى بَعِيْرٍ ظَهِيْرٍ كَانَ مَرْبُوْطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا وَّحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَّثِيَابًا ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهٖ ثُمَّ قَالَ اقْتَادِيْهِ فَلَنْ يَّفْنٰى حَتّٰى يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِخَيْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَّا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَكْثَرْتَ لَهَا قَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرٰى أَبَا هٰذِهٖ وَأَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيْءُ سُهْمَانَهُمَا فِيْهِ.

قوی پیٹھ والے کے جو گھر میں بندھا تھا سو اس پر دو تھیلیاں اناج بھر کر لادیں اور ان دونوں کے درمیان دراہم اور کپڑے لادے پھر اس کی مہار اس کے ہاتھ میں دی پھر کہا اس کو کھینچ لے جا سو ہر گز تمام نہ ہوگا یہاں تک کہ اللہ تم کو خیر لادے گا یعنی وعدہ کیا کہ یہ تمام ہوگا تو اور دوں گا تو ایک مرد نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! تم نے اس کو بہت دیا' عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے قسم ہے اللہ کی البتہ میں دیکھتا ہوں اس کے باپ خفاف اور بھائی کو کہ گھیرا دونوں نے قلعے کو ایک مدت پھر ہم نے اس کو فتح کیا پھر صبح کی ہم نے اس حال میں کہ طلب کرتے تھے ہم حصہ ان دونوں کا بیچ اس کے یعنی مال غنیمت میں سے۔

فائدہ: نہیں معلوم ہوا مجھ کو نام اس عورت کا اور نہ نام خاوند اس کے کا اور نہ کسی کا اولاد اس کی ہے اور اس کا خاوند صحابی ہے اس واسطے کہ اس زمانے میں جس کی اولاد تھی یہ دلالت کرتا ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کو پایا اور یہ صحابی کی بیٹی ہے' نہیں بعید ہے کہ اس واسطے رؤیت ہو یعنی اس نے حضرت ﷺ کو دیکھا ہو پھر ظاہر یہ ہے کہ اس کا خاوند مذہبی صحابی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ چھوڑے اس نے دو لڑکے چھوٹے پس احتمال ہے کہ ان کے ساتھ ایک لڑکی یا زیادہ ہو اور خفاف صحابی ہے مشہور کہتے ہیں کہ اس کے واسطے اور اس کے باپ دادا کے واسطے صحبت ہے حکایت کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے کہا کہ مدینے میں بہت آیا کرتے تھے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوا تو ذکر کیا ہے واقدی نے کہ جب حضرت ﷺ ابواء میں اترے تو تحفہ بھیجا آپ کو ایما بن رحضہ غفاری نے ایک سو بکری اور دو اونٹنیاں دو دھیل اور ان کے ساتھ اپنی بیٹی خفاف کو بھیجا تو حضرت ﷺ نے اس کا ہدیہ قبول کیا اور اس کے حق میں برکت کی دعا کی اور وہ بکریاں اپنے اصحاب کو بانٹ دیں اور یہ جو کہا کہ نسب قریب تو احتمال ہے کہ مراد قریب ہونا نسب غفار کا قریش سے ہو اس واسطے کہ کنانہ سب کو جمع کرتا ہے یعنی کنانہ سب کا مورث اعلیٰ ہے اس میں جا کر سب جمع ہو جاتے ہیں یا مراد یہ ہو کہ وہ منسوب ہے طرف ایک شخص کے جو معروف ہے اور خیر سے مراد رزق ہے اور یہ جو کہا کہ تیری ماں تجھ کو روئے تو عرب کے لوگ اس لفظ کو انکار کے واسطے بولتے ہیں اور اس کی حقیقت مراد نہیں ہوتی اور اس حدیث میں چار آدمی چار پشت کے واقع ہوئے ہیں کہ چاروں صحابی ہیں یعنی بیٹا اور باپ اور دادا اور پردادا اور وہ اولاد خفاف کی ہے اور خفاف اور ایما اور رحضہ

برخلاف اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ نہیں پائے گئے چار آدمی چار پشت میں لگاتار کہ ان کے واسطے صحبت ہو مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر میں اور میں نے اس کی مثالیں جمع کی ہیں اگرچہ ضعیف طریقوں سے ہوں سو وہ دس کو پہنچیں ان میں سے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے اور اس کا باپ اور اس کا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی اولاد اس واسطے کہ واقدی نے ذکر کیا ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں نکاح کیا اور اس کی اولاد ہوئی اور یہ جو کہا کہ دونوں نے قلعے کو گھیرا تھا تو مجھ معلوم نہیں کہ یہ کس جنگ میں واقع ہوا تھا اور احتمال ہے کہ خیبر میں ہوا ہو کہ وہ حدیبیہ کے بعد تھا اور اس کے قلعوں کو گھیرا گیا تھا۔ (فتح)

٣٨٤٤۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ أَبُوْ عَمْرٍو الْفَزَارِیُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا.

٣٨٤٤۔ حضرت مسیب سے روایت ہے کہ البتہ میں نے درخت کو دیکھا یعنی جس کے نیچے بیعت رضوان واقع ہوئی تھی پھر میں اس کے بعد یعنی آئندہ سال کو اس کے پاس آیا تو میں نے اس کو نہ پہچانا اور کہا محمود نے کہ پھر میں اس کے بعد اس کو بھول گیا۔

٣٨٤٥۔ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّوْنَ قُلْتُ مَا هٰذَا الْمَسْجِدُ قَالُوْا هٰذِهِ الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ فَأَتَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ أَنَّهُ كَانَ فِيْمَنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِيْنَاهَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْلَمُوْهَا وَعَلِمْتُمُوْهَا أَنْتُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ.

٣٨٤٥۔ حضرت طارق بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں حج کو چلا سو میں ایک قوم پر گزرا جو ایک جگہ نماز پڑھتی تھی میں نے کہا کہ یہ مسجد کیسی ہے یعنی یہ جگہ کیسی ہے کہ لوگوں نے اس کو مسجد بنایا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ درخت کی جگہ ہے جس جگہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت رضوان کی تھی تو میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے پاس آیا اور میں نے اس کو خبر دی سعید رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے کہ تھا وہ ان لوگوں میں جنہوں نے درخت کے نیچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی' مسیب نے کہا کہ جب ہم آئندہ سال کو نکلے تو ہم درخت کی جگہ بھلائے گئے سو ہم اس کی جگہ معلوم نہ کر سکے تو سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو تو اس کی جگہ معلوم نہ ہوئی اور تم کو معلوم ہوئی سو تم اصحاب سے زیادہ عالم ہو۔

فائدہ: سعید کا یہ کلام واسطے انکار کے ہے اوپر ان کے اور یہ جو کہا کہ تم ان سے زیادہ عالم ہو تو یہ بطور تہکم

(تکذیب) کے ہے۔

٣٨٤٦۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا طَارِقٌ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيَتْ عَلَيْنَا.

٣٨٤٦۔ حضرت سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ تھا وہ ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی پھر ہم آئندہ سال کو اس کی طرف پھرے تو ہم پر مشتبہ ہوا یعنی ہم کو یاد نہ رہا کہ وہ کون سا درخت ہے؟۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تمہارے واسطے ظاہر ہوا ہوتو تم اصحاب سے زیادہ تر عالم ہو کہا کرمانی نے کہ سبب پوشیدہ ہونے اس کے کا یہ ہے تا کہ لوگ اس کے ساتھ مبتلا اور گمراہ نہ ہوں واسطے اس چیز کے کہ جاری ہوئی نیچے اس کے اور نیکی سے اور نزول رضوان سے پس اگر ظاہر اور باقی رہتا تو خوف تھا کہ جاہل لوگ اس کی تعظیم اور عبادت کرنے لگتے پس چھپانا اس کا اللہ کی رحمت ہے۔ (ق)

٣٨٤٧۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِكَ فَقَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ وَكَانَ شَهِدَهَا.

٣٨٤٧۔ حضرت طارق سے روایت ہے کہ سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس درخت کا ذکر کیا گیا تو وہ ہنسے اور کہا کہ میرے باپ نے مجھ کو خبر دی اور وہ اس بیعت میں حاضر ہوئے تھے۔

فائدہ: اور پہلے بیان کیا ہے میں نے حکمت بیچ پوشیدہ ہونے اس کے لوگوں سے بیچ باب البیعۃ علی الحرب کے جہاد میں نزدیک کلام کے اوپر حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس کے معنی میں لیکن انکار سعید بن میتب رحمۃ اللہ علیہ کا اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ وہ اس کو پہچانتا ہے اپنے باپ کے قول پر اعتماد کر کے کہ انہوں نے آئندہ سال میں اس کو نہ پہچانا نہیں دلالت کرتا ہے اوپر دور ہونے معرفت اس کی کے بالکل پس تحقیق واقع ہوا ہے نزدیک بخاری کے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو پہلے گزر چکی ہے کہ اگر میں آج دیکھتا ہوتا تو تم کو درخت کی جگہ دکھاتا پس یہ قول دلالت کرتا ہے کہ ان کو اس کی جگہ بعینہٖ یاد تھی اور جب کہ ان کو اپنی اخیر عمر میں بعد زمانے دراز کے اس کی جگہ یاد تھی تو اس میں دلالت ہے کہ وہ اس کو ہو بہو پہچانتے تھے اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کی اس بات کہنے کے وقت فنا ہو چکا تھا یا ساتھ خشک ہونے کے یا ساتھ غیر اس کے اور ہمیشہ ان کو اس کی جگہ ہو بہو یاد رہی پھر پایا میں نے ساتھ اسناد صحیح کے نزدیک ابن سعد کے نافع سے کہ عمر کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ درخت کے پاس آتے ہیں اور اس کے پاس نماز پڑھتے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو عذاب کا وعدہ دیا پھر اس کو کٹوا ڈالا۔ (فتح)

٣٨٤٨۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا

٣٨٤٨۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور

شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ أَبِيْ أَوْفٰى.

تھے وہ اصحاب شجرہ میں سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی قوم حضرت ﷺ کے پاس زکوۃ کا مال لاتی تھی تو حضرت ﷺ ان کے حق میں یہ دعا کرتے تھے کہ الٰہی! ان پر رحم کر تو عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اپنی زکوۃ حضرت ﷺ کے پاس لائے تو حضرت ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی کہ الٰہی! رحم کر ابی اوفی کے لوگوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور ذکر کرنا اس کا اس جگہ واسطے قول اس کے ہے کہ وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے۔ (فتح)

۳۸۴۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنْ أَخِيْهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحَرَّةِ وَالنَّاسُ يُبَايِعُوْنَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ حَنْظَلَةَ فَقَالَ ابْنُ زَيْدٍ عَلٰى مَا يُبَايِعُ ابْنُ حَنْظَلَةَ النَّاسَ قِيْلَ لَهُ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا أُبَايِعُ عَلٰى ذٰلِكَ أَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ شَهِدَ مَعَهُ الْحُدَيْبِيَةَ.

۳۸۴۹۔ حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حرہ کا دن ہوا یعنی جب مدینے والوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑی اور عبداللہ بن حنظلہ انصاری رضی اللہ عنہ سے بیعت کی تو ابن زید نے کہا کہ کس چیز پر بیعت کرتا ہے ابن حنظلہ؟ لوگوں سے کسی نے کہا کہ مرنے پر ابن زید نے کہا کہ نہ بیعت کروں گا میں اس پر کسی سے بعد حضرت ﷺ کے اور وہ حضرت ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے مرنے پر بیعت کی تھی اور اس کی پوری شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور شہید ہوا عبداللہ بن زید دن جنگ حرہ کے اور درخت کے نیچے بیعت کرنے کا سبب وہ چیز ہے جس کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ﷺ کو خبر پہنچی کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے یعنی کفار قریش نے عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر ڈالا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا ہے تو البتہ میں اُن سے فی الحال لڑوں گا تو حضرت ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا سو بیعت کی لوگوں نے حضرت ﷺ سے لڑنے پر اس شرط پر کہ نہ بھاگیں' پھر ان کو اس کے بعد خبر پہنچی کہ وہ خبر جھوٹی ہے اور پھر آئے عثمان رضی اللہ عنہ اور ذکر کیا ہے ابو الاسود نے مغازی میں بیچ اس کے سبب دراز کہا کہ جب حضرت ﷺ حدیبیہ میں اترے تو چاہا آپ ﷺ نے کہ کسی مرد کو قریش کی طرف بھیجیں جو ان کو خبر دے کہ حضرت ﷺ عمرے کے واسطے آئے ہیں یعنی لڑنے کے واسطے نہیں آئے تو حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو بلایا تا کہ ان کو بھیجیں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی

مجھ کو اپنی جان پر ان سے امن نہیں تو حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر بھیجا اور حکم دیا اس کو کہ خوشی سنائے بے بس مسلمانوں کو ساتھ فتح قریب کے اور یہ کہ اللہ عنقریب آپ کے دین کو غالب کرے گا سو عثمان رضی اللہ عنہ مکے کی طرف روانہ ہوئے تو پایا قریش کو اس حال میں کہ اترنے والے تھے بلطحاء میں اتفاق کیا تھا سب نے اس پر کہ حضرت ﷺ کو خانے کعبے میں آنے سے روکیں تو امان دی عثمان رضی اللہ عنہ کو ابان بن سعید بن عاص نے کہا اور بھیجا قریش نے بدیل اور سہیل کو طرف حضرت ﷺ کی پس ذکر کیا قصہ دراز جو شروط میں گزر چکا ہے اور بے خوف ہوئے لوگ ایک دوسرے سے اور حالانکہ وہ صلح کے انتظار میں تھے کہ ناگہاں ایک فریق کے ایک مرد نے دوسرے فریق کے ایک مرد کو تیر مارا پس لڑائی ہوئی اور ایک نے دوسرے کو تیروں اور پتھروں سے مارا تو حضرت ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا سو مسلمان آئے اور حضرت ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے تھے جس کے سائے میں بیٹھے تھے سو بیعت کی لوگوں نے آپ سے اس پر کہ نہ بھاگیں اور اللہ نے کفار کے دل میں رعب ڈالا تو وہ صلح کی طرف جھکے اور صلح کی درخواست کی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا تو سب سے پہلے پہل ابو سنان ازدی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے بیعت کی اور روایت کی ہے مسلم نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ پھر حضرت ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا پس ذکر کی ساری حدیث کہا پھر مشرکین نے ہم کو صلح کا پیغام بھیجا یہاں تک کہ ہمارے بعض بعض میں چلے کہا سو میں ایک درخت کی جڑ میں لیٹا تو چار مشرک میرے پاس آئے اور حضرت ﷺ کی عیب جوئی کرنے لگے تو میں اُن سے اور درخت کی طرف پھرا سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ ناگہاں ایک پکارنے والے نے نالی کے نیچے سے پکارا کہ اے مہاجرین کے لوگو! سو میں نے اپنی تلوار کھینچی اور ان چاروں پر حملہ کیا اور وہ لیٹے تھے سو میں نے ان کے ہتھیار پکڑے پھر میں ان کو ہانک کر لایا اور آیا چچا میرا ساتھ ایک مرد کے مشرکین سے جس کو کرز کہا جاتا تھا چند مشرکوں میں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو سو حضرت ﷺ نے ان کو معاف کر دیا سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ وہ ہے جس نے روکے تمہارے ہاتھ ان سے اور ان کے ہاتھ تم سے مکے کے درمیان بعد اس کے کہ تم کو ان پر غالب کیا۔ (فتح) اور مراد موت پر بیعت کرنے سے لازم موت ہے یعنی نہیں بھاگیں گے۔

٣٨٥٠۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ

٣٨٥٠۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھے وہ اصحاب شجرہ میں سے کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جمعہ پڑھتے تھے پھر پھرتے تھے اور حالانکہ دیواروں کے واسطے سایہ نہ ہوتا تھا کہ جس میں بیٹھیں۔

وَلَيْسَ لِلْحِيْطَانِ ظِلٌّ نَّسْتَظِلُّ فِيْهِ.

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے واسطے اس شخص کے جو کہتا ہے کہ جمعہ کی نماز زوال سے پہلے کفایت کرتی ہے یعنی سورج ڈھلنے سے پہلے جمعہ کی نماز جائز ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نفی مسلط ہوتی ہے اوپر وجود سائے مقید کے یعنی حدیث میں نفی اس سائے کی ہے جس میں آدمی بیٹھ سکے اور دھوپ سے بچ سکے مطلق سائے کی نفی نہیں اور جس سائے میں آدمی بیٹھ سکے نہیں حاصل ہوتا مگر بعد زوال کے ساتھ ایک مقدار کے کہ مختلف ہوتا ہے موسم جاڑے اور گرمی میں اور تفصیل اس مسئلے کی کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٨٥١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ.

٣٨٥١۔ حضرت زید بن ابی عبید سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نے حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ موت پر یعنی مر جائیں مگر پیچھے نہ ہٹیں گے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کلام اوپر اس کے بیچ باب البیعۃ علی الحرب کے کتاب الجہاد سے اور ذکر کی ہے میں نے کیفیت تطبیق کی درمیان اس کے اور درمیان قول جابر رضی اللہ عنہ کے واسطے ان کے کہ ہم آپ سے موت پر بیعت کرتے ہیں اور اسی طرح روایت کی ہے مسلم نے حدیث معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مثل حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی اور حاصل تطبیق کا یہ ہے کہ جس نے بولا ہے کہ بیعت موت پر تھی تو اس کی مراد لازم موت کا ہے یعنی نہ بھاگنا اس واسطے کہ جب اس بات پر بیعت کرے کہ نہ بھاگے گا تو اس سے لازم آئے گا کہ لڑائی میں ثابت رہے اور جو ثابت رہے یا تو غالب ہو گا اور یا قید ہو گا اور جو قید ہو یا تو نجات پائے گا یا مر جائے گا ور جب کہ ایسی حالت میں موت سے امن نہیں ہوتا تو اس واسطے راوی نے موت کا لفظ بولا اور اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک صحابی نے دونوں میں سے حکایت کی ہے صورت بیعت کی اور دوسرے نے حکایت کی ہے وہ چیز کہ رجوع کرتی ہے بیعت طرف اس کے انجام میں یعنی موت اور تطبیق دی ہے ترمذی نے ساتھ اس طور کے کہ بعض نے موت پر بیعت کی تھی اور بعض نے نہ بھاگنے پر۔ (فتح)

٣٨٥٢۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِشْكَابٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ لَقِيْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقُلْتُ طُوْبٰى لَكَ صَحِبْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَايَعْتَهُ تَحْتَ

٣٨٥٢۔ حضرت مسیب سے روایت ہے کہ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کہ تجھ کو خوشی ہو کہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا اور درخت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تو اس نے کہا کہ اے بھتیجے! تو نہیں جانتا جو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نئی چیزیں نکالیں۔

الشَّجَرَةِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثْنَا بَعْدَهُ.

فائدہ: رشک کیا ہے اس پر تابعی نے ساتھ صحبت حضرت ﷺ کی کے اور وہ اس قسم سے ہے کہ رشک کیا جاتا ہے ساتھ اس کے لیکن صحابی اس کے جواب میں تواضع کی راہ پر چلا اور طوبیٰ دراصل ایک درخت ہے بہشت میں پہلے گزر چکی ہے تفسیر اس کی بدء الخلق میں اور بولا جاتا ہے اور ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے خیر کا یا بہشت کا یا نہایت آرزو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ طیب سے مشتق ہے یعنی خوش ہوئی زندگی تمہاری اور یہ جو کہا کہ تو نہیں جانتا جو ہم نے آپ کے بعد نئی راہیں نکالیں تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے جو واقع ہوئی واسطے ان کے لڑائیوں وغیرہ سے سو انھوں نے خوف کیا اس کی ہلاکتوں سے اور یہ ان کے کمال فضل سے ہے۔ (فتح)

٣٨٥٣۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ.

٣٨٥٣۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ اس نے حضرت ﷺ سے بیعت کی نیچے درخت کے۔

فائدہ: اسی طرح وارد کیا ہے اس کو بخاری نے مختصر بقدر حاجت کے اس سے اور باقی حدیث مسلم نے روایت کی ہے کہ جو کسی چیز پر اسلام کے سوائے اور مذہب کی جھوٹی قسم کھائے تو وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے کہا یعنی وہ کافر ہو جاتا ہے اور باقی شرح اس کی کتاب الایمان میں آئے گی۔ (فتح)

٣٨٥٤۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ قَالَ الْحُدَيْبِيَةُ قَالَ أَصْحَابُهُ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا فَمَا لَنَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ قَالَ شُعْبَةُ فَقَدِمْتُ الْكُوْفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا كُلِّهِ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ أَمَّا

٣٨٥٤۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آیت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾ کی تفسیر میں کہا کہ مراد فتح سے اس آیت میں صلح حدیبیہ ہے اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! رچتی پچتی ہو آپ کو بشارت مغفرت کی یعنی آیت ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ﴾ میں پس کیا حصہ ہے واسطے ہمارے اس فتح سے تو اللہ نے یہ آیت اتاری تا کہ داخل کرے اللہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بہشتوں میں، شعبہ نے کہا پھر میں کوفہ آیا تو میں نے یہ ساری حدیث قتادہ سے روایت کی پھر کوفہ سے پھرا اور میں نے اس سے ذکر

﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ﴾ فَعَنْ أَنَسٍ وَّأَمَّا هَنِيئًا مَّرِيئًا فَعَنْ عِكْرِمَةَ.

کیا اس نے کہا ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ پس انس رضی اللہ عنہ سے ہے اور ﴿هَنِيئًا مَّرِيئًا﴾ پس عکرمہ سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورہ فتح میں آئے گی اور فائدہ دیا اس جگہ کہ بعض حدیث قتادہ سے ہے اس نے روایت کی ہے انس رضی اللہ عنہ سے اور بعض اس کا عکرمہ سے ہے۔ (فتح)

٣٨٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِيْهِ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ قَالَ إِنِّيْ لَأُوْقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ إِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ.

٣٨٥٥۔ حضرت زاہر اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور تھا وہ ان لوگوں میں سے جو درخت کے نیچے بیعت میں حاضر ہوئے کہا البتہ میں ہانڈیوں کے نیچے آگ جلاتا تھا ان میں گدھوں کا گوشت پکاتا تھا کہ اچانک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تم کو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں یعنی باز رہو۔

٣٨٥٦۔ وَعَنْ مَجْزَأَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ مِّنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اسْمُهُ أُهْبَانُ بْنُ أَوْسٍ وَّكَانَ اشْتَكٰى رُكْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً.

٣٨٥٦۔ اور روایت ہے مجزاۃ سے اس نے روایت کی ایک مرد سے جو اصحاب شجرہ میں سے تھا اس کا نام اُہبان رضی اللہ عنہ ہے اس کا گھٹنا بیمار تھا سو جب وہ سجدہ کرتا تھا تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھتا تھا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ میں گدھوں کے گوشت کے نیچے آگ جلاتا تھا یعنی دن خیبر کے کما سیاتی فیھا واضحا اور تعاقب کیا ہے اس کا داؤدی نے پس کہا کہ یہ وہم ہے اس واسطے کہ نہی گدھوں کے گوشت سے حدیبیہ میں نہ تھی وہ تو صرف خیبر میں تھی اور جواب اس کا یہ ہے کہ حدیث کے سیاق سے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ حدیبیہ میں ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ روایت کیا ہے بخاری نے اس حدیث کو حدیبیہ میں واسطے قول اس کے بیچ اس کے کہ تھا وہ ان لوگوں میں سے جو درخت کے نیچے حاضر ہوں اور نہیں تعرض کیا واسطے مکان ندا کے ساتھ اس کے کہ کس جگہ میں یہ پکار کر کہا گیا تھا اور یہ جو کہا کہ وہ اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھتا تھا تو شاید وہ بوڑھا ہو گیا تھا اور اس کو گھٹنے کا زمین پر ٹھہرانا دشوار تھا سو رکھا اس نے نیچے اس کے تکیہ نرم کہ اعتماد کرنا اس کا اوپر اس کے زمین پر قرار پکڑنے سے مانع نہ ہو اس واسطے کہ احتمال ہے کہ زمین کا خشک ہونا اس کے گھٹنے کو ضرر کرتا تھا۔ (فتح)

٣٨٥٧۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ

٣٨٥٧۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور وہ اصحاب شجرہ میں سے تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب

عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ أُتُوْا بِسَوِيْقٍ فَلَاكُوْهُ تَابَعَهٗ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ.

کو ستو دیے گئے تو انہوں نے اس کو کھایا اور منہ میں زبان کے ساتھ پھیرا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے بعد اس کے کہ خیبر سے پھرے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۸۵۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ قَالَ إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِهٖ فَلَا تُوْتِرْ مِنْ اٰخِرِهٖ.

۳۸۵۸۔ حضرت ابو جمرہ سے روایت ہے کہ میں نے عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور وہ اصحاب شجرہ میں سے تھا یعنی ان لوگوں میں سے جنہوں نے درخت کے نیچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کہ کیا وتر ٹوٹ جاتا ہے تو اس نے کہا کہ جب تو پہلی رات کو وتر پڑھ لے تو پھر پچھلی رات کو وتر نہ پڑھ۔

فائدہ: کیا وتر ٹوٹ جاتے ہیں؟ جب آدمی وتر پڑھے پھر گھر جائے پھر پچھلی رات کو اٹھ کر نفل پڑھنے کا ارادہ کرے تو کیا پہلے ایک رکعت پڑھے تا کہ اس کا وتر یعنی طاق جوڑا ہو جائے پھر نفل نماز پڑھے جتنی چاہے پھر وتر پڑھے واسطے عمل کرنے کے ساتھ اس حدیث کے ((اجعلوا آخر صلاتکم باللیل وتر)) یعنی رات کی نماز میں پچھلی نماز کو وتر کیا کرو یا نفل پڑھے جتنے چاہے اور اس کا وتر نہیں ٹوٹتا اور پہلا وتر کفایت کرتا ہے پس جواب دیا اس نے ساتھ اختیار کرنے دوسرے طریق کہ اگر تو پچھلی رات کو وتر پڑھے تو پہلی رات کو نہ پڑھ اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کے ٹوٹنے کا حکم پوچھا پس ذکر کیا مثل اس کی اور اس مسئلے میں سلف کو اختلاف ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ان لوگوں میں تھے جن کے نزدیک وتر ٹوٹ جاتے ہیں اور صحیح شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ وتر نہیں ٹوٹتے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور یہی ہے قول مالکیہ کا۔ (فتح)

۳۸۵۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيْرُ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

۳۸۵۹۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض سفروں میں رات کو چلتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ چیز پوچھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ جواب نہ دیا پھر عمر رضی اللہ عنہ نے آپ

يَسِيْرُ مَعَهُ لَيْلًا فَسَأَلَهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَيْءٍ فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ ثُمَّ سَأَلَهُ فَلَمْ يُجِبْهُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ يَا عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذٰلِكَ لَا يُجِيْبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيْرِيْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ أَمَامَ الْمُسْلِمِيْنَ وَخَشِيْتُ أَنْ يَّنْزِلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ أَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَّصْرُخُ بِيْ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّكُوْنَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ وَّجِئْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُوْرَةٌ لَّهِيَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا﴾.

سے پوچھا پھر بھی حضرت ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا پھر اس نے آپ ﷺ سے پوچھا پھر بھی آپ ﷺ نے اس کو جواب نہ دیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عمر! تیری ماں تجھ کو روئے تو نے حضرت ﷺ کا پیچھا کیا تین بار ہر بار تجھ کو جواب نہیں دیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں نے اونٹ کو چھیڑا اور میں مسلمانوں کے آگے بڑھا اور میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترے سو مجھ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں نے پکارنے والے کو سنا کہ مجھ کو پکارتا ہے میں نے کہا کہ البتہ میں ڈرا کہ میرے حق میں قرآن اترا ہو اور میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا، حضرت ﷺ نے فرمایا' کہ البتہ آج کی رات مجھ پر ایسی سورت اتری ہے کہ میرے نزدیک تمام دنیا سے بہتر ہے پھر حضرت ﷺ نے ﴿إِنَّا فَتَحْنَا﴾ سورت پڑھی یعنی وہ سورت ﴿إِنَّا فَتَحْنَا﴾ ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۃ الفتح میں آئے گی۔ (فتح)

٣٨٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ حِيْنَ حَدَّثَ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَفِظْتُ بَعْضَهُ وَثَبَّتَنِيْ مَعْمَرٌ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ يَزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةً مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَلَمَّا أَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَهُ وَأَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَّبَعَثَ

٣٨٦٠۔ حدیث بیان کی مجھ سے عبداللہ بن محمد نے کہا اس نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے سفیان نے کہا سنا میں نے زہری سے جب کہ اس نے حدیث بیان کی یاد رکھا ہے میں نے حدیث کا ایک ٹکڑا اور ثابت کی مجھ کو معمر نے باقی حدیث عروہ سے اس نے روایت کی مسور اور مروان سے ایک دوسرے پر زیادہ کرتا تھا دونوں نے کہا کہ حضرت ﷺ حدیبیہ کے سال چند اور دس سو اصحاب کے ساتھ نکلے سو جب ذوالحلیفہ میں آئے تو قربانی کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈالا اور اس کو اشعار کیا اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھا اور اپنا جاسوس خبر کے

عَيْنًا لَهٗ مِنْ خُزَاعَةَ وَسَارَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ بِغَدِيْرِ الْأَشْطَاطِ أَتَاهُ عَيْنُهٗ قَالَ إِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوْا لَكَ جُمُوْعًا وَّقَدْ جَمَعُوْا لَكَ الْأَحَابِيْشَ وَهُمْ مُّقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَانِعُوْكَ فَقَالَ أَشِيْرُوْا أَيُّهَا النَّاسُ عَلَیَّ أَتَرَوْنَ أَنْ أَمِيْلَ إِلٰى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِیِّ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّصُدُّوْنَا عَنِ الْبَيْتِ فَإِنْ يَّأْتُوْنَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَّحْرُوْبِيْنَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِّهٰذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيْدُ قَتْلَ أَحَدٍ وَّلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهٗ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ امْضُوْا عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ.

واسطے بھیجا جو خزاعہ میں سے تھا اور حضرت ﷺ چلے یہاں تک کہ جب غدیر اشطاط (ایک جگہ کا نام ہے) میں پہنچے تو آپ کا جاسوس آپ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ قریش نے آپ سے لڑنے کے واسطے بہت فوجیں جمع کی ہیں اور تحقیق جمع کی ہیں واسطے آپ کے جماعتیں مختلف قبیلوں سے اور وہ آپ سے لڑنے والے ہیں اور آپ کو خانے کعبے سے روکنے والے ہیں اور آپ کو منع کرنے والے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے لوگو! مجھ کو صلاح دو کہ کیا کرنا چاہیے بھلا تم یہ بتلاتے ہو کہ میں ان کے اہل عیال کی طرف جھک پڑوں اور ان لوگوں کے لڑکوں بالوں کو گرفتار کروں جو کہ ہم کو خانے کعبے سے روکتے ہیں پھر اگر وہ ہم سے لڑنے آئیں گے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کی جماعت کو توڑ دیا اور نہیں تو ہم ان کو مفلس کر کے چھوڑ دیں گے یعنی دونوں صورتوں میں ان کا نقصان ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! آپ تو خانے کعبے کا قصد کر کے نکلے ہیں آپ کا لڑنے کا قصد نہیں سو آپ بیت اللہ کی طرف چلیے اگر کوئی ہم کو اس سے روکے گا تو ہم اس سے لڑیں گے فرمایا اللہ کا نام لے کر چلو سو حضرت ﷺ چلے سو کافروں نے آپ کو روکا حضرت ﷺ ان سے صلح کر کے پلٹ آئے آئندہ سال کو عمرہ قضا کیا۔

فائدہ: بیان کیا ہے ابونعیم نے اپنے مستخرج میں کہ جس قدر حدیث سفیان نے زہری سے یاد رکھی وہ احرم منها بعمرة تک ہے اور جس قدر معمر نے اس کے واسطے ثابت کی ہے بعث عینا سے اخیر تک ہے اور پہلے گزر چکا ہے اس باب میں علی بن مدینی کی روایت سے اس نے سفیان سے اور اس میں سفیان کا قول ہے کہ نہیں یاد رکھتا میں شعار اور تقلید کو بیچ اس کے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ سفیان کی کیا مراد ہے خاص اشعار کی اور تقلید کی جگہ یاد نہ رکھنا مراد ہے یا ساری حدیث اور تحقیق دور کیا ہے اور اس روایت نے اشکال اور تردد کو جو علی بن مدینی کے واسطے واقع ہوا یعنی اس واسطے کہ اس حدیث سے صاف کھلم کھلا معلوم ہوتا ہے کہ مراد بعض حدیث ہے،

ساری حدیث نہیں۔ (فتح)

٣٨٦١۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يُخْبِرَانِ خَبَرًا مِّنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ فَكَانَ فِيْمَا أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ عَنْهُمَا أَنَّهُ لَمَّا كَاتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى قَضِيَّةِ الْمُدَّةِ وَكَانَ فِيْمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ لَا يَأْتِيْكَ مِنَّا أَحَدٌ وَّإِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَّهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَأَبٰى سُهَيْلٌ أَنْ يُّقَاضِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلٰى ذٰلِكَ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُوْنَ ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوْا فَتَكَلَّمُوْا فِيْهِ فَلَمَّا أَبٰى سُهَيْلٌ أَنْ يُّقَاضِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلٰى ذٰلِكَ كَاتَبَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا جَنْدَلِ بْنَ سُهَيْلٍ يَّوْمَئِذٍ إِلٰى أَبِيْهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مِّنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِیْ تِلْكَ الْمُدَّةِ وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَّجَآءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ أَبِیْ مُعَيْطٍ

٣٨٦١۔ حضرت ابن شہاب سے روایت ہے اس نے روایت کی ہے اپنے چچا سے اس نے کہ خبر دی مجھ کو عروہ بن زبیر نے اس نے سنا مروان اور مسور سے دونوں خبر دیتے تھے حضرت ﷺ کی خبر سے عمرہ حدیبیہ کے باب میں اور تھا اس چیز میں کہ خبر دی مجھ کو عروہ نے ان دونوں سے یہ کہ جب تحریر کی حضرت ﷺ نے سہیل سے (جو مکے والوں کا وکیل تھا) دن حدیبیہ کے اوپر قضیہ تعیین مدت کے اور تھا اس چیز میں کہ شرط کی سہیل نے یہ کہ اس نے کہا کہ جو ہم میں سے تمہاری طرف آئے اس کو آپ ہماری طرف پھیر دیں اور ہمارے اور اس کے درمیان مانع نہ ہوں اگرچہ تمہارے دین پر ہو اور انکار کیا' سہیل نے یہ کہ صلح کرے حضرت ﷺ سے مگر اسی شرط پر تو مسلمانوں نے اس شرط کو برا جانا اور ان پر دشواری آئی سو انہوں نے اس میں کلام کیا سو جب انکار کیا سہیل نے یہ کہ صلح کرے حضرت ﷺ سے مگر اس شرط پر تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا اور اس کو تحریر کر دی سو حضرت ﷺ نے اس دن ابو جندل کو اس کے باپ سہیل کی طرف پھیر دیا یعنی موافق شرط کے اور کوئی مردوں میں سے حضرت ﷺ کے پاس اس مدت صلح میں نہ آیا مگر کہ حضرت ﷺ نے اس کو مشرکوں کی طرف پھیر دیا اگرچہ مسلمان تھا اور آئیں مسلمان عورتیں ہجرت کر کے مکے سے مدینے میں یعنی اس مدت صلح میں سو تھی ام کلثوم بیٹی عقبہ کی ان لوگوں میں سے جو حضرت ﷺ کی طرف نکلے اور وہ جوان تھی یا بالغ ہونے کے قریب پہنچی تھی تو اس کے گھر والے آئے حضرت ﷺ کو سوال کرتے تھے کہ ان کو ان کی طرف پھیر دیں یہاں تک کہ اتارا اللہ نے مسلمان عورتوں کے حق میں جو اتارا۔

مِمَّنْ خَرَجَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ عَاتِقٌ فَجَآءَ أَهْلُهَا يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرْجِعَهَا إِلَيْهِمْ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْمُؤْمِنَاتِ مَا أَنْزَلَ.

٣٨٦٢۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُ مَنْ هَاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِهٰذِهِ الْآيَةِ ﴿يَآأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ﴾ وَعَنْ عَمِّهٖ قَالَ بَلَغَنَا حِيْنَ أَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّرُدَّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا أَنْفَقُوْا عَلٰى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيْرٍ فَذَكَرَهٗ بِطُوْلِهٖ.

٣٨٦٢۔ ابن شہاب نے کہا اور خبر دی مجھ کو عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی نے کہا کہ تھے حضرت ﷺ امتحان کرتے جو ہجرت کرتی مسلمان عورتوں میں سے ساتھ اس آیت کے کہ اے پیغمبر! جب تیرے پاس مسلمان عورتیں آئیں اور نیز ابن شہاب سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی جب کہ حکم کیا اللہ نے اپنے رسول کو یہ کہ پھیر دیں مشرکوں کو جو خرچ کیا انہوں نے اس پر جس نے ہجرت کی ان کی بیویوں سے یعنی جو انہوں نے مہر میں دیا ہے ان کو واپس کر دیں۔ کہا ابن شہاب نے اور ہم کو خبر پہنچی کہ ابو بصیر پس ذکر کیا اس کے قصے کو دراز

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جب ام کلثوم ہجرت کر کے مدینے میں آئی تو اس کے دو بھائی مدینے میں اس کو لینے کے لیے آئے دونوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ اس کو ان کی طرف پھیر دیں سو توڑا حضرت ﷺ نے عہد جو آپ کے اور مشرکوں کے درمیان تھا عورتوں کے حق میں خاص کر یعنی اور عہد اور پیان سب بدستور رہا صرف عورتوں کو اس سے مستثنیٰ کیا پس اتری آیت روایت کیا ہے اس کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگئی مراد ساتھ قول اس کے باب کی حدیث میں یہاں تک کہ اتارا اللہ نے مسلمان عورتوں کے حق میں جو اتارا یعنی مستثنیٰ اور مخصوص کیا ان کو مقتضی صلح سے اوپر پھیر دینے اس شخص کے جو ان میں سے مسلمان ہو کے آئے اور اس کا بیان کتاب النکاح کے اخیر میں آئے گا اور امتحان کی شرح بھی نکاح میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٣٨٦٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ إِنْ صُدِدْتُّ عَنِ

٣٨٦٣۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عمرہ کرنے کو نکلے فتنہ حجاج کے دنوں میں (جب کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے لڑنے کے واسطے مکے میں آیا تھا) سو

الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ أَجْلِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر میں خانے کعبے سے روکا گیا تو ہم کریں گے جیسے ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا سو اس نے عمرے کا احرام باندھا اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال عمرے کا احرام باندھا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٣٨٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ أَهَلَّ وَقَالَ إِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَتَلَا ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾.

٣٨٦٤۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرے کا احرام باندھا اور کہا اگر میرے اور خانے کعبے کے درمیان کوئی چیز حائل ہوئی تو البتہ کروں گا میں جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جب کہ کفار قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیت اللہ کے درمیان مانع ہوئے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ البتہ تمہارے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیروی ہے بہتر۔

٣٨٦٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَآءَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَاهُ أَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ بَعْضَ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهُ لَوْ أَقَمْتَ الْعَامَ فَإِنِّيْ أَخَافُ أَنْ لَّا تَصِلَ إِلَى الْبَيْتِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ أَصْحَابُهُ وَقَالَ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ أَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَإِنْ خُلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَإِنْ حِيْلَ

٣٨٦٥۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بعض بیٹوں نے اس کو کہا کہ اگر تو اس سال ٹھہرتا یعنی عمرے کے واسطے خانے کعبے میں نہ جاتا تو بہتر ہوتا اس واسطے کہ میں ڈرتا ہوں کہ تو بیت اللہ میں نہ پہنچے، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کرنے کو نکلے تو کفار قریش کعبے کے آگے حائل ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانیوں کو ذبح کیا اور سر کے بال منڈوائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے بال کتروائے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے عمرے کو اپنے اوپر واجب کیا سو اگر میرے اور خانے کعبے کے درمیان راہ خالی ہوئی تو میں طواف کروں گا اور اگر میرے اور کعبے کے درمیان کوئی چیز حائل ہوئی تو کروں گا جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا سو ایک گھڑی چلے پھر کہا کہ نہیں دیکھتا میں حال حج اور عمرے کا مگر ایک یعنی بیچ جواز حلال ہونے کے دونوں سے

بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ مَا أُرٰى شَأْنَهُمَا إِلَّا وَاحِدًا أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ أَوْجَبْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَتِيْ فَطَافَ طَوَافًا وَّاحِدًا وَّسَعْيًا وَّاحِدًا حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا.

ساتھ بند ہونے کے میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ واجب کیا میں نے حج کو ساتھ عمرے کے سو ایک طواف کیا اور ایک سعی کی یہاں تک کہ دونوں سے اکٹھے حلال ہوئے۔

٣٨٦٦۔ حَدَّثَنِيْ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ سَمِعَ النَّضْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنْ عُمَرُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَرْسَلَ عَبْدَ اللّٰهِ إِلٰى فَرَسٍ لَّهُ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ يَأْتِيْ بِهِ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ عِنْدَ الشَّجَرَةِ وَعُمَرُ لَا يَدْرِيْ بِذٰلِكَ فَبَايَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ثُمَّ ذَهَبَ إِلَى الْفَرَسِ فَجَآءَ بِهِ إِلٰى عُمَرَ وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَهُ حَتّٰى بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ الَّتِيْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ.

٣٨٦٦۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لوگ چرچا کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما مسلمان ہوئے پہلے عمر رضی اللہ عنہ کے اور حالانکہ اس طرح نہیں لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیبیہ کے دن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنا گھوڑا لانے بھیجا جو ایک انصاری مرد کے پاس تھا کہ اس پر سوار ہو کے کفار قریش سے لڑے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نزدیک بیعت لیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر نہ ہوئی سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر جا کر گھوڑے کو عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے اور عمر رضی اللہ عنہ لڑائی کے واسطے ہتھیار پہنتے تھے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو خبر دی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیعت کرتے ہیں سو چلے اور ان کے ساتھ گیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پس یہ حال ہے جس کا لوگ چرچا کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوئے۔

وَقَالَ هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِيُّ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّاسَ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اور کہا ہشام بن عمار نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ولید بن مسلم نے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے عمر بن محمد نے اس نے کہا خبر دی ہم کو نافع رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ لوگ حدیبیہ کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے درختوں کے سائے

وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَفَرَّقُوْا فِي ظِلَالِ الشَّجَرِ فَإِذَا النَّاسُ مُحْدِقُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ انْظُرْ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَدْ أَحْدَقُوْا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمْ يُبَايِعُوْنَ فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى عُمَرَ فَخَرَجَ فَبَايَعَ.

میں متفرق ہوئے سو ناگہاں میں نے دیکھا کہ لوگ حضرت ﷺ کو گھیرے ہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے عبداللہ! دیکھ کیا حال ہے لوگوں کا کہ اپنی آنکھوں سے حضرت ﷺ کو دیکھتے ہیں سو پایا اس نے ان کو حضرت ﷺ سے بیعت کرتے ہیں تو اس نے بیعت کی پھر عمر رضی اللہ عنہ کی طرف پھرے سو عمر رضی اللہ عنہ آئے اور حضرت ﷺ سے بیعت کی۔

فائدہ: اور یہ سبب جو اس حدیث میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے پہلے بیعت کی غیر اس سبب کے ہے جو پہلے گزرا اور ممکن ہے تطبیق درمیان اس کے ساتھ اس طور کے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو گھوڑا لانے کے واسطے بھیجا اور لوگوں کو جمع ہوئے دیکھا پس کہا کہ دیکھ کیا حال ہے لوگوں کا سو ابتدا کی اس نے ساتھ معلوم کرنے حال ان کے پس پایا اس کو بیعت کرتے سو بیعت کی پھر متوجہ ہوا طرف گھوڑے کی اور اس کو لایا اور دوہرایا اس وقت جواب کو اپنے باپ پر۔ (فتح)

۳۸٦٧۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْلٰى حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَهُ وَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَكُنَّا نَسْتُرُهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيْبُهُ أَحَدٌ بِشَيْءٍ.

۳۸٦٧۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے جب کہ آپ ﷺ نے عمرہ کیا سو آپ ﷺ نے طواف کیا اور ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ طواف کیا اور آپ نے نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی سو ہم پردہ کرتے تھے آپ کو کفار مکہ سے تاکہ کوئی آپ کو کچھ تکلیف نہ پہنچا دے۔

فائدہ: اور یہ واقعہ عمرہ قضا کا ہے اور پہلے گزر چکا ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں تھے جو بیعت رضوان میں حاضر ہوئے اور آئندہ سال تک جیتے رہے اور حضرت ﷺ کے ساتھ عمرہ قضا میں نکلے۔

۳۸٦٨۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَصِيْنٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ وَائِلٍ لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ مِنْ صِفِّيْنَ أَتَيْنَاهُ

۳۸٦٨۔ حضرت ابو وائل سے روایت ہے کہ جب سہل بن حنیف صفین (ایک جگہ کا نام ہے درمیان عراق اور شام کے اس میں معاویہ اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی ہوئی تھی) سے آئے تو ہم اس کے پاس گئے اس سے خبر پوچھنے کو تو سہل رضی اللہ عنہ

نَسْتَخْبِرُهُ فَقَالَ اتَّهِمُوا الرَّأْيَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِيْ يَوْمَ أَبِيْ جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيْعُ أَنْ أَرُدَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ لَرَدَدْتُ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلٰى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ قَبْلَ هٰذَا الْأَمْرِ مَا نَسُدُّ مِنْهَا خُصْمًا إِلَّا انْفَجَرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ مَّا نَدْرِيْ كَيْفَ نَأْتِيْ لَهُ.

نے کہا کہ اپنی رائے کو تہمت کرو یعنی اس پر اعتماد نہ کرو اس لڑائی میں کہ اپنے بھائی مسلمانوں کے ساتھ اپنی رئے سے کرتے ہو سو البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا دن ابو جندل کے یعنی صلح حدیبیہ کے دن کہ ابو جندل مسلمان ہو کے زنجیروں میں چلتا آیا اور حضرت ﷺ نے اس کو اس کے باپ کافر کی طرف پھیر دیا موافق عہد و پیمان کے اور اگر میں حضرت ﷺ کے حکم کو پھیر سکتا تو البتہ پھیرتا اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں اور نہ رکھیں ہم نے اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر واسطے ایک کام کے کہ ہم کو غمناک کرے یعنی لڑائی صفین کی مگر کہ آسان کیا انہوں نے ہم کو ایک کام کہ پہچانتے تھے ہم اس کو پہلے اس امر سے یعنی مسلمانوں کا اتفاق اور ان کی مصلحت نہیں بند کرتے ہم اس فتنے سے ایک طرف کو مگر کہ اس کی دوسری طرف کھل جاتی ہے ہم نہیں جانتے کہ اس کی کیا تدبیر کریں جس سے فتنے کا دروازہ بند ہو۔

فائدہ: یہ کہنا سہل کا اور پھرنا اس وقت تھا جب کہ جنگ صفین کے بعد منصف آئے اور انہوں نے چاہا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے درمیان صلح کرا دیں اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ ایک سبب سے راضی نہ ہوئے اور مقصود سہل کا اس کی خبر دینا تھی کہ صلح نہ ہوئی اور فتنہ فساد دور نہ ہوا اور یہ جو کہا کہ البتہ میں حضرت ﷺ کے حکم کو پھیرتا یعنی کافروں کے ساتھ لڑتا اور نہ راضی ہوتا اس صلح پر جو حضرت ﷺ نے کفار قریش کے ساتھ حدیبیہ میں کی یعنی میں نے اپنی اس رائے پر اعتماد نہ کیا اور اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے یعنی ساتھ صلاح مسلمانوں کے اور سلامت رہنے ان کے قتل سے۔ (ت)

٣٨٦٩۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى

٣٨٦٩۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ حضرت ﷺ میرے پاس آئے حدیبیہ کے دنوں میں اور جوئیں میرے منہ پر گرتی تھیں سو فرمایا کہ کیا تیرے سر کے کیڑے تجھ کو تکلیف دیتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں فرمایا تو بالوں کو منڈوا ڈال اور تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا یا

وَجْهِيْ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَاْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ اَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً قَالَ اَيُّوْبُ لَا اَدْرِيْ بِاَيِّ هٰذَا بَدَاَ.

ایک قربانی ذبح کر' ایوب نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ ان تین چیزوں میں سے کون چیز اول حضرت ﷺ نے فرمائی۔

۳۸۷۰۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُوْنَ قَالَ وَكَانَتْ لِيْ وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ تَسَّاقَطُ عَلٰى وَجْهِيْ فَمَرَّ بِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَاْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ وَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ بِهٖ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ﴾.

۳۸۷۰۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور ہم احرام باندھے تھے اور البتہ ہم کو مشرکوں نے گھیرا تھا اور میرے بال دراز تھے کن پٹیوں سے نیچے پڑتے تھے تو جوئیں میرے منہ پر گرنے لگیں سو حضرت ﷺ مجھ پر گزرے اور فرمایا کہ کیا سر کے کیڑے تجھ کو ایذا دیتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں' اور یہ آیت اتری سو جو تم میں سے بیمار ہو یا اس کو تکلیف ہو اس کے سر میں تو اس پر بدلہ ہے بسبب توڑنے احرام کے روزے سے یا خیرات سے یا قربانی سے۔

بَابُ قِصَّةِ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ.

باب ہے بیان میں قصے عکل اور عرینہ کے۔

فائدہ: عکل اور عرینہ عرب کے دو قبیلوں کا نام ہے ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ تھا یہ قصہ بعد جنگ ذی قرد کے۔

۳۸۷۱۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَاسًا مِّنْ عُكْلٍ وَّعُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوْا بِالْاِسْلَامِ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَهْلَ ضَرْعٍ وَّلَمْ نَكُنْ اَهْلَ رِيْفٍ وَّاسْتَوْخَمُوا

۳۸۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عکل اور عرینہ کے چند لوگ مدینے میں آئے اور مسلمان ہوئے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم شیر دار جانور رکھنے والے ہیں اور ہم زمیندار کھیتی والے نہیں یعنی ہم جنگلی ہیں ہماری عادت دودھ پینے کی ہے سو ان کو مدینے کی آب و ہوا موافق نہ پڑی سو حکم دیا ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ چند اونٹوں کے اور چرواہے کے اور حکم دیا ان کو کہ نکل کر وہاں جا رہیں اور ان کا دودھ اور

الْمَدِيْنَةَ فَأَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَّرَاعٍ وَّأَمَرَهُمْ أَنْ يَّخْرُجُوْا فِيْهِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوْا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ اٰثَارِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوْا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوْا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتّٰى مَاتُوْا عَلٰى حَالِهِمْ قَالَ قَتَادَةُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ كَانَ يَحُثُّ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ وَقَالَ شُعْبَةُ وَأَبَانُ وَحَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ مِنْ عُرَيْنَةَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ وَّأَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَدِمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ.

پیشاب پئیں سو وہ چلے یہاں تک کہ جب پتھریلی زمین کے کنارے میں پہنچے تو مرتد ہوئے بعد اسلام اپنے کے اور حضرت ﷺ کے چرواہے کو مار کے اونٹوں کو ہانک لے چلے حضرت ﷺ کو خبر پہنچی حضرت ﷺ نے پکڑنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا وہ پکڑے آئے سو حکم دیا حضرت ﷺ نے ساتھ سزا دینے ان کے تو اصحاب نے گرم سلایاں ان کی آنکھوں میں پھیریں اور ان کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور چھوڑے گئے پتھریلی زمین کے کنارے میں یہاں تک کہ اسی حال میں مر گئے۔ قتادہ نے کہا کہ ہم کو خبر پہنچی اس کے بعد کہ حضرت ﷺ خیرات کرنے پر رغبت دلاتے تھے اور مثلہ کرنے سے منع کرتے تھے یعنی ہاتھ پاؤں' ناک' کان کاٹنے سے اور کہا' شعبہ اور ابان اور حماد نے قتادہ سے من عرینہ یعنی ان راویوں نے صرف عرینہ پر اقتصار کیا ہے کہ وہ لوگ عرینہ میں سے تھے اور یحیٰی وغیرہ نے کہا کہ قبیلہ عکل میں سے تھے۔

فائدہ: اور مثلہ کی شرح آئندہ آئے گی۔

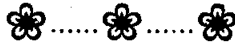
٣٨٧٢۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ أَبُوْ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ رَجَاءٍ مَوْلٰى أَبِيْ قِلَابَةَ وَكَانَ مَعَهُ بِالشَّأْمِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا قَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْقَسَامَةِ فَقَالُوْا حَقٌّ قَضٰى بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَبْلَكَ

٣٨٧٢۔ حضرت ابو رجاء مولیٰ ابو قلابہ سے روایت ہے اور تھا وہ ساتھ ابو قلابہ کے شام میں کہ عمر بن عبدالعزیز نے ایک دن لوگوں سے مشورہ لیا کہا کہ تم اس قسامت میں کیا کہتے ہو کہ حق ہے یا نہیں لوگوں نے کہا کہ حق ہے کہ حکم کیا ہے ساتھ اس کے حضرت ﷺ نے اور حکم کیا ہے ساتھ اس کے جانشینوں نے جو تجھ سے پہلے تھے اور ابو قلابہ اس کے تخت کے پیچھے تھا سو کہا عنبسہ بن سعید نے پس کہاں ہے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی عرنیوں کے حق میں کہ سب کو قصاص میں مار ڈالا اور قسامت کا حکم نہ کیا' ابو قلابہ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے وہ حدیث بیان

قَالَ وَاَبُوْ قِلَابَةَ خَلْفَ سَرِيْرِهٖ فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ فَاَيْنَ حَدِيْثُ اَنَسٍ فِي الْعُرَنِيِّيْنَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ اِيَّایَ حَدَّثَهٗ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسٍ مِنْ عُرَيْنَةَ وَقَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ مِنْ عُكْلٍ ذَكَرَ الْقِصَّةَ.

کی اور کہا عبدالعزیز بن صہیب نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ قبیلہ عرینہ میں سے تھے اور کہا ابو قلابہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ وہ عکل میں سے تھے اور ذکر کیا ان کے قصے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح دیات میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب المغازی



فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۷

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

بَابُ غَزْوَةِ ذِیْ قَرَدَ. باب ہے بیان میں جنگ ذات قرد کے۔

فائدہ: قرد ایک پانی کا نام ہے اوپر اندازے ایک برید کے متصل شہروں غطفان کے اور بعض کہتے ہیں کہ ایک دن کی راہ پر ہے۔ (فتح)

وَهِیَ الْغَزْوَةُ الَّتِیْ اَغَارُوْا عَلٰى لِقَاحِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ. اور وہ جنگ وہ ہے کہ قبیلہ غطفان نے حضرت ﷺ کی شیر دار اونٹنیوں کو لوٹا جنگ خیبر سے تین دن پہلے۔

فائدہ: اسی طرح جزم کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے اور سند اس کے اس میں حدیث ایاس بن سلمہ کی ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس واسطے کہ کہا اس نے بیچ اخیر حدیث طویل کے جس کو مسلم نے روایت کیا ہے کہا اس نے سو ہم جنگ سے مدینے کی طرف پھرے پس قسم ہے اللہ کی نہ ٹھہرے ہم مدینے میں مگر تین دن یہاں تک کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور بہرحال ابن سعد رضی اللہ عنہ پس کہا اس نے کہ تھا جنگ ذی قرد کی ربیع الاول میں چھٹے سال ہجری میں حدیبیہ سے پہلے اور بعض کہتے ہیں کہ جمادی اولیٰ میں اور ابن اسحاق سے روایت ہے کہ شعبان میں اس سے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ تھی لڑائی بنولحیان کی شعبان میں چھٹے سال میں پھر جب حضرت ﷺ مدینے کی طرف پھرے تو نہ ٹھہرے اس میں مگر چند راتیں یہاں تک کہ لوٹ کی عیینہ بن حصن نے حضرت ﷺ کی شیر دار اونٹنیوں پر کہا قرطبی شارح مسلم نے بیچ کلام کے حدیث سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ پر کہ نہیں اختلاف ہے اہل سیر کو کہ جنگ ذی قرد حدیبیہ سے پہلے تھا پس جو سلمہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے وہ وہم ہے بعض راویوں سے اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے ساتھ اس کے کہ کہا جائے کہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے بھیجا ہو چھوٹا لشکر طرف خیبر کی اس میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ ہو پہلے فتح کرنے اس کے پس خبر دی سلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ سے اور اس شخص سے جو ان کے ساتھ نکلا یعنی جس جگہ کہا کہ ہم خیبر کی طرف نکلے کہا اس نے اور تائید کرتی ہے اس تطبیق کی وہ چیز کہ ذکر کی ہے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے کہ حضرت ﷺ نے بھیجا اس کی طرف عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو پہلے فتح ہونے کے دو بار انتہی، میں کہتا ہوں کہ حدیث کا سیاق اس تطبیق سے انکار کرتا ہے اس واسطے کہ اس میں بعد قول اس کے خرجنا الی خیبر یہ لفظ ہے مع رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہم حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے سو عامر شعر پڑھنے لگا اور اس میں قول حضرت ﷺ کا ہے کہ کون ہے یہ شعر پڑھنے والا اور اس میں مبارزہ علی رضی اللہ عنہ کا ہے واسطے مرحب کے اور قتل ہونا عامر کا اور سوائے اس کے جو کچھ کہ جنگ خیبر میں واقع ہوا جب کہ حضرت ﷺ اس کی طرف نکلے پس بنا بریں اس کے جو چیز کہ صحیح میں ہے تاریخ سے واسطے غزوہ ذی قرد کے صحیح تر ہے اس چیز سے کہ ذکر کیا ہے اس کو اہل سیر نے اور احتمال ہے تطبیق کی طریق میں یہ کہ لوٹ عیینہ بن حصن کی اونٹنیوں پر دو بار واقع ہوئی ہو پہلی بار وہ ہے جس کو ابن اسحاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے اور وہ حدیبیہ سے پہلے ہے اور دوسری بار حدیبیہ کے بعد ہے خیبر کی طرف نکلنے سے پہلے اور جنہوں نے لوٹ کی تھی ان کا سردار عبدالرحمٰن بن عیینہ تھا جیسا کہ بیچ سیاق سلمہ کے ہے نزدیک مسلم اور تائید کرتی ہے اس کی یہ بات کہ ذکر کیا ہے حاکم نے اکلیل میں کہ ذی قرد کی طرف نکلنا کئی بار واقع ہوا ہے سو پہلی بار نکلے اس کی طرف زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اُحد سے پہلے اور دوسری بار نکلے اس کی طرف حضرت ﷺ ربیع الاول میں پانچویں سال ہجری میں اور اس تیسری بار میں اختلاف ہے اور جب ثابت ہوئی یہ بات تو قوی ہوئی یہ تطبیق جو میں نے ذکر کی، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۸۷۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالْأُوْلٰى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْعٰى بِذِيْ قَرَدَ قَالَ فَلَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ قَالَ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهُ قَالَ فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلٰى وَجْهِيْ حَتّٰى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَاءِ فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِيْ وَكُنْتُ رَامِيًا وَأَقُوْلُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ وَأَرْتَجِزُ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ

۳۸۷۳۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نکلا میں غابہ کی طرف صبح کی اذان ہونے سے پہلے اور حضرت ﷺ کی اونٹنیاں ذی قرد میں چرتی تھیں سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غلام مجھ کو ملا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کی اونٹنیاں پکڑی گئیں میں نے کہا کس نے ان کو پکڑا؟ کہا قوم غطفان نے سو میں نے تین بار بلند آواز سے پکارا یا صباحاہ! یعنی کہا اس نے سو سنایا میں نے اس کو جو مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہے پھر میں اپنے منہ کے سامنے دوڑا اور دائیں بائیں نہ دیکھا یعنی بہت تیز دوڑا یہاں تک کہ میں نے ان کو پایا اس حال میں کہ پانی پینے لگے تھے سو میں ان کو اپنے تیر مارنے لگا اور میں تیر انداز تھا اور میں کہتا تھا کہ میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کم بختوں کی موت کا دن ہے اور میں گاتا تھا یعنی ساتھ اس شعر کے یا ساتھ غیر اس کے یہاں تک کہ میں نے ان سے اونٹنیاں چھڑائیں اور اس سے تیس چادریں چھینیں کہا اور

ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً قَالَ وَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَآءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهٖ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ.

آئے حضرت ﷺ اور لوگ سواروں کو لیے ان پر دوڑے جاتے تھے سو میں نے کہا یا حضرت! میں نے ان کو پانی پینے سے روکا ہے اور وہ ابھی پیاسے ہیں سو لشکر کو ان کی طرف اسی وقت بھیجئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے اکوع کے بیٹے! تو قابو پاچکا سو نرمی اور آسانی کر یعنی معاف کر پھر ہم پھرے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے چڑھایا یہاں تک کہ ہم مدینے میں داخل ہوئے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ وہ صبح سے سورج ڈوبنے تک ان کے پیچھے رہا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی اونٹنیاں ذی قرد میں چرتی تھیں تو ابن سعد رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ بیس اونٹنیاں تھیں اور ایک ان میں مرد تھا اور ایک عورت تھی سو انہوں نے مرد کو مار ڈالا اور عورت کو قید کیا اور یہ جو کہا کہ قوم غطفان نے تو ایک روایت میں ہے کہ غطفان اور فزارہ نے اور یہ خاص ہے بعد عام کے اس واسطے کہ فزارہ قوم غطفان میں سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عبدالرحمٰن نے لوٹ کی اور ایک روایت میں ہے کہ عیینہ نے لوٹ کی اور نہیں منافات ہے درمیان ان کے اس واسطے کہ دونوں ان میں تھے اور یہ جو کہا کہ سنایا میں نے اس کو جو مدینے کی دونوں طرف کی پتھریلی زمین کے درمیان ہے تو اس میں اشعار ہے کہ اس کی آواز بہت بلند تھی اور احتمال ہے کہ یہ بطور کرامت کے ہو اور مسلم میں ہے کہ میں ایک ٹیلے پر چڑھا سو میں نے مدینے کی طرف منہ کر کے تین بار پکارا اور طبرانی میں اتنا زیادہ ہے کہ میری چیخ حضرت ﷺ کے کان میں پہنچی تو پکارا گیا لوگوں میں کہ ہول ہے ہول ہے اور یہ جو کہا کہ آج کم بختوں کا دن ہے تو اصل اس میں یہ ہے کہ ایک شخص بڑا بخیل تھا سو جب وہ اپنی اونٹنی کے دوہنے کا ارادہ کرتا تھا تو شیر خوار لڑکے کی طرح اس کے پستان چوستا تھا تا کہ کوئی اس کے دوہنے کی آواز نہ سنے یعنی اگر اس کو دوہتا تو اس کے ہمسائے اس کے دوہنے کی آواز سنتے اور یا اس واسطے کہ اگر کوئی اس کے دوہنے کی آواز سنے گا تو اس سے دودھ مانگے گا اور بعض کہتے ہیں کہ اس واسطے کرتا تھا تا کہ دودھ سے کوئی چیز ادھر اُدھر متفرق نہ ہو جب کہ برتن میں دوہے یا باقی رہے جب کہ اس سے پیئے پس کہتے ہیں کہ مثل میں کہ بخیل تر ہے واضع سے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی مثل کے یہ ہیں کہ پی ہے کم بختی اس نے کم بختی اپنی ماں کے پیٹ سے اور بعض کہتے ہیں کہ جو کم بختی کے ساتھ موصوف ہو وہ موصوف ہوتا ساتھ چوسنے کے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ شخص ہے جو خلال کو چوسے جب کہ اس سے دانتوں کا خلال کرے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر سخت ہونے حرص کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چرواہا ہے جو دوہنے کا برتن اپنے ساتھ نہیں رکھتا سو جب اس کے پاس کوئی مہمان آئے تو کہتا ہے کہ میرے پاس کوئی دوہنے کا برتن نہیں ہے اور جب خود اس کا دودھ

پینے کا ارادہ ہو تو اس کے پستانوں سے چوستا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آج پہچانا جائے گا کہ کس کو دودھ پلایا ہے لڑائی نے لڑکپن سے اور مشہور ہوا ہے ساتھ اس کے اپنے غیر سے اور کہا داؤدی نے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ دن سخت ہے تم پر کہ جدا ہو گئے اس میں دودھ پلانے والے اس سے جس کو دودھ پلایا پس نہ پائے گی جس کو دودھ پلائے اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں ملتا تھا ایک مرد کو ان میں سے سو میں اس کو اس کے پاؤں میں تیر مارتا تھا تو وہ تیر اس کے ٹخنوں تک پہنچتا تھا سو ہمیشہ رہا میں ان کو تیر مارتا اور ان کی کوچیں کاٹتا اور جب کوئی سوار ان میں سے پھرتا تھا تو میں کسی درخت کے نیچے آ کر اس کی جڑ میں بیٹھ جاتا تھا پھر میں اس کو مارتا تھا اور اس کی کوچیں کاٹ ڈالتا تھا اور جب سوار تنگ ہو کر کسی تنگ جگہ میں داخل ہوتے تھے تو میں پہاڑ پر چڑھ کے ان کو پتھر مارتا تھا اور ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ شیر کی طرح تھا جب سوار اس پر حملہ کرتے تھے تو بھاگ جاتا تھا پھر سامنے ہو کر ان کو تیروں سے مار کر ہٹاتا تھا اور یہ جو کہا کہ میں نے ان سے اونٹنیاں چھوڑائیں تو مسلم میں ہے سو میں ہمیشہ اس طرح کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب اونٹنیوں کو چھوڑایا پھر میں ان کے پیچھے لگا ان کو تیر مارتا یہاں تک کہ انہوں نے تیس چادریں ڈالیں اور تیس نیزے ڈالے ان کے ساتھ ہلکے ہوتے تھے کہا پھر ایک تنگ جگہ میں آئے تو ایک مرد ان کے پاس آیا تو بیٹھ کر کھانا کھانے لگے تو میں پہاڑ کے سر پر بیٹھا اس نے ان کو کہا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے اس کو کہا کہ ہم نے اس سے بڑی تکلیف پائی اس نے کہا کہ اس کی طرف چار آدمی اُٹھو وہ اس کے طرف متوجہ ہوئے، سلمہ رضی اللہ عنہ نے ان کو ڈرایا وہ پلٹ آئے سو نہ چھوڑا میں نے اپنی جگہ کو یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار دیکھے سب سے آگے اخرم اسدی تھا میں نے اس سے کہا کہ ان کا مقابلہ کر سو وہ اور عبدالرحمٰن بن عیینہ آپس میں مقابل ہوئے عبدالرحمٰن نے اس کو مار ڈالا اور اس کے گھوڑے پر چڑھا پھر ابو قتادہ اس کے مقابل ہوا تو ابو قتادہ نے عبدالرحمٰن کو قتل کیا اور پھر کر اس کے گھوڑے پر چڑھا اور میں پیادہ ان کے پیچھے پڑا یہاں تک کہ میں نے کسی کو ان میں سے نہ دیکھا سو وہ سورج ڈوبنے سے پہلے پہاڑ کے ایک درے کی طرف پھرے جس میں پانی تھا جس کو ذی قرد کہا جاتا تھا انہوں نے اس سے پانی پیا اور وہ پیاسے تھے سو ان کو وہاں سے ہٹایا یہاں تک کہ انہوں نے دو گھوڑے گھاٹی پر چھوڑے تو میں ان کو ہانکتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے مانند اس قصے کی اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! حکم ہو تو میں سو سوار مسلمانوں میں سے چنوں اور ان کے پیچھے پڑوں پس نہ باقی رہے ان میں سے کوئی خبر دینے والا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ ان لوگوں کی مہمانی ہوتی ہو گی ان کی قوم میں اور مراد یہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے شہروں میں پہنچے اور ان پر اترے پس اب وہ ان کے واسطے جانور ذبح کرتے ہیں اور ان کو کھلاتے ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر ہم مدینے کی طرف پھرے تو ایک روایت میں ہے کہ میں سب سے پہلے مدینے میں پہنچا پس قسم ہے اللہ کی کہ نہ ٹھہرے

ہم مگر تین دن یہاں تک کہ ہم خیبر کی طرف نکلے اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج ہمارے سواروں میں بہتر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ ہے اور آج ہمارے پیادوں میں بہتر سلمہ رضی اللہ عنہ ہے پھر حضرت ﷺ نے مجھ کو پیادہ اور سوار دونوں کا حصہ دیا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے پیچھے چڑھایا تو مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ مجھ کو اپنے پیچھے چڑھایا عضباء پر اور ذکر کیا اس نے قصہ انصاری کا جو سلمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوڑا تھا یعنی تا کہ دیکھیں کون آگے بڑھتا ہے؟۔

فائدہ: اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سخت دوڑنا جنگ میں اور ڈرانا ساتھ آواز بلند کے اور تعریف کرنا آدمی کا اپنے آپ کی جب کہ ہو دلاور تا کہ رعب ڈالے اپنے دشمن کے دل میں اور مستحب ہونا ثناء کا دلاور پر اور جس میں فضیلت ہو خاص کر نزدیک کام نیک کے تا کہ وہ زیادہ دلاوری حاصل کرے اور محل اس کا وہ ہے جس جگہ کسی فتنے کا خوف نہ ہو یعنی یہ خوف نہ ہو کہ وہ تعریف کرنے سے پھول جائے گا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے دوڑنا آپس میں پاؤں پر کہ دیکھیں کون آگے بڑھتا ہے؟ اور نہیں اختلاف ہے اس کے جائز ہونے میں بغیر عوض کے اور اسی طرح ساتھ عوض کے پس صحیح یہ ہے کہ یہ صحیح نہیں، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ. باب ہے بیان میں جنگ خیبر کے۔

فائدہ: خیبر اوپر وزن جعفر کے ہے اور وہ ایک بڑا شہر ہے اس میں کئی کھیتیاں ہیں مدینے سے آٹھ برید پر ہے شام کی طرف اور ذکر کیا ہے ابو عبید بکری نے کہ نام رکھا گیا ہے ساتھ ایک مرد کے عمالقہ میں سے جو اس میں اترا تھا کہا ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے نکلے حضرت ﷺ بیچ باقی محرم کے ساتویں سال ہجری میں پس گھیرا اس کو چند اور دس دن یہاں تک کہ اس کو صفر میں فتح کیا اور روایت کی ہے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مسور اور مروان سے کہا دونوں نے کہ پھرے حضرت ﷺ حدیبیہ سے سو آپ پر سورہ فتح اتری درمیان مکے اور مدینے کے سو اللہ نے اس میں آپ کو خیبر دیا ساتھ قول اپنے کے ﴿وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ﴾ یعنی وعدہ دیا تم کو اللہ نے بہت غنیمتوں کا پس جلدی دیں تم کو یہ یعنی خیبر پس آئے مدینے میں بیچ ذی الحجہ کے اور مدینے میں ٹھہرے یہاں تک کہ خیبر کی طرف چلے محرم میں اور ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ ٹھہرے حضرت ﷺ مدینے میں بیس راتیں یا مانند ان کے پھر خیبر کی طرف نکلے اور حکایت کی ہے ابن تین نے ابن حصار سے کہ وہ چھٹے سال کے اخیر میں تھا اور یہ منقول ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں اور راجح ان سے وہ ہے جس کو ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس طور کے کہ جس نے چھٹا سال بولا ہے بنا کی ہے اس نے اس پر کہ ابتدا سال کی ہجرت کے حقیقی مہینے سے ہے اور وہ ربیع الاول ہے۔ (فتح)

۳۸۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ ۳۸۷۴۔ حضرت سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ

مَّالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ.

خیبر کے سال حضرت ﷺ کے ساتھ نکلے یہاں تک کہ جب ہم صہباء میں پہنچے اور وہ ایک جگہ ہے نزدیک خیبر کے اس سے نیچے تو حضرت ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی پھر کھانا منگوایا سو نہ لایا گیا آپ کے پاس مگر ستو سو حضرت ﷺ نے اس کے بھگونے کا حکم دیا سو بھگویا گیا پھر حضرت ﷺ نے کھایا اور ہم نے بھی کھایا پھر مغرب کی نماز کی طرف کھڑے ہوئے سو آپ نے کلی کی اور ہم نے بھی کلی کی پھر حضرت ﷺ نے نماز پڑھی اور وضو نہ کیا یعنی نیا وضو نہ کیا پہلے وضو سے نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ اشارہ ہے طرف اس کی کہ جس راہ سے خیبر کی طرف نکلے تھے وہ صہباء کی راہ تھی۔ (فتح)

٣٨٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَاغْفِرْ فِدَآءً لَّكَ مَا أَبْقَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا وَأَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَبَيْنَا وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّآئِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللَّهُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللَّهِ

٣٨٧٥۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے سو ہم رات کو چلے تو ایک مرد نے قوم میں سے عامر کو کہا اے عامر! کیا تو ہم کو اپنے کچھ اشعار نہیں سناتا؟ اور عامر شاعر مرد تھا سو وہ اترا اس حال میں کہ لوگوں کے واسطے راگ گاتا تھا کہتا تھا کہ الٰہی اگر تیری رحمت نہ ہوتی تو ہم دین کی راہ نہ پاتے اور نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے سو بخش ہم کو ہم آپ کے واسطے قربان جو ہم نے باقی چھوڑا اور قدموں کو جمادے اگر ہم کفار سے ملیں یعنی لڑائی کے وقت قدم نہ ہٹے اور ڈال دے ہم پر تسکین بیشک جب ہم ناحق کی طرف بلائے جاتے ہیں تو ہم نہیں مانتے اور قصد کیا انہوں نے ہم کو ساتھ پکارنے کے ساتھ آواز بلند کے اور طلب کی فریاد رسی اوپر ہمارے یعنی نہ ساتھ مردانگی کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے یہ اونٹ ہانکنے والا کہ آہنگ سے راگ گاتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں فرمایا اللہ اس کو رحمت کرے تو ایک مرد نے

لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهٖ فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ مَسَآءَ الْيَوْمِ الَّذِىْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى أَىِّ شَىْءٍ تُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى أَىِّ لَحْمٍ قَالُوْا لَحْمِ حُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ أَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيْرًا فَتَنَاوَلَ بِهٖ سَاقَ يَهُوْدِىٍّ لِيَضْرِبَهٗ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهٖ فَأَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ رَاٰنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِىْ قَالَ مَا لَكَ قُلْتُ لَهٗ فَدَاكَ أَبِىْ وَأُمِّىْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهٗ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهٗ إِنَّ لَهٗ لَأَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ إِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِىٌّ مَّشٰى بِهَا مِثْلَهٗ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ نَشَأَ بِهَا.

اصحاب میں سے کہا کہ واجب ہوئی یعنی بہشت یا مغفرت یا شہادت' یا حضرت! کیوں نہیں نفع مند کیا آپ نے ہم کو اس کے ساتھ پھر ہم اہل خیبر کے پاس آئے اور ان کو گھیرا یہاں تک کہ پہنچی ہم کو بھوک سخت پھر اللہ نے اس ان پر فتح کیا سو جب لوگوں کو شام ہوئی جس دن خیبر ان پر فتح ہوا تو انہوں نے بہت آگ جلائی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیسی آگ ہے کس چیز پر جلاتے ہیں؟ لوگوں نے کہا گوشت پر فرمایا کس گوشت پر؟ کہا گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت پر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو نکال کے پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ ڈالو تو ایک مرد نے کہا کہ یا حضرت! حکم ہو تو گوشت کو نکال کے پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھو ڈالیں؟ فرمایا ایسا ہی کرو یعنی گوشت نکال کے پھینک دو اور ہانڈیوں کو دھو ڈالو سو جب لوگوں نے صف باندھی اور عامر کی تلوار چھوٹی تھی سو اس نے اس کو لیا تا کہ ایک یہودی کی پنڈلی کو مارے سو اس کی تلوار کی نوک پھر کر عامر کے گھٹنے میں لگی سو وہ اس زخم کے سبب سے فوت ہوا۔ راوی نے کہا کہ پھر جب لوگ فتح خیبر سے پھرے تو سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو دیکھا اس حال میں کہ آپ میرا ہاتھ پکڑے تھے فرمایا کیا حال ہے تیرا؟ میں نے آپ ﷺ سے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان لوگ گمان کرتے ہیں کہ عامر کا کیا ضائع ہوا کہ اس کو اس کے ہتھیار نے قتل کیا کافر کے ہاتھ سے شہید نہیں ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ اس کا عمل ضائع ہوا بیشک اس کو دوہرا ثواب ہے اور اپنی دو انگلیوں کو جوڑا بیشک وہ البتہ غازی اور مجاہد ہے کم ہے عرب میں سے کہ چلا ہو زمین پر یا مدینے میں مثل اس کی۔

فائدہ: ایک نے عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے کچھ شعر ہم کو سناؤ تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا تھا کہ شعر سناؤ اور یہ جو کہا کہ فداء لك تو یہ کلام مشکل ہے اس واسطے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں نہیں کہا جاتا کیونکہ معنی فداء لك کے یہ ہیں کہ ہم قربان ہوتے ہیں آپ پر ساتھ جانوں اپنی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قربان ہونا اس کے حق میں تصور کیا جاتا ہے جس پر فنا ہونا جائز ہو اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یہ ایک کلمہ ہے کہ اس کا ظاہر مراد نہیں ہوتا بلکہ مراد اس کے ساتھ محبت اور تعظیم ہے ساتھ قطع کرنے نظر کے ظاہر لفظ سے اور بعض کہتے ہیں کہ مخاطب ساتھ اس شعر کے حضرت ﷺ ہیں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ نہ پکڑو ہم کو اوپر تقصیروں ہماری کے جو آپ کے حق میں اور آپ کی مدد میں ہم سے صادر ہوئیں بنابریں اس کے پس قول اس کا اللھم نہیں قصد کی گئی ہے ساتھ اس کے دعا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شروع کیا ساتھ اس کے کلام کو اور مخاطب ساتھ قول شاعر کے لولا انت حضرت ﷺ ہیں اخیر تک اور وارد ہوتا ہے اس پر قول اس کا اس کے بعد فانزل سکینة علینا و ثبت الاقدام ان لاقینا اس واسطے کہ یہ دعا ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے اور احتمال ہے کہ معنی یہ ہوں کہ آپ اپنے رب سے سوال کریں کہ ہم پر چین کو اتارے اور ہمارے قدموں کو جمادے اور یہ جو کہا ما اتقینا تو یہ اکثر راویوں کے نزدیک ساتھ تشدید ت کے ہے کہ اس کے بعد قاف ہے اور معنی اس کے ہیں جو چھوڑا ہم نے حکموں سے اور ما ظرفیہ ہے اور واسطے اصیلی وغیرہ کے ساتھ ہمزہ قطع کے ہے پھر اس کے بعد ب ساکن ہے یعنی جو چھوڑا ہم نے اپنے پیچھے اس قسم سے جو کمایا ہم نے گناہوں سے یا جو باقی رکھا ہم نے اپنے گناہوں سے اور اس سے توبہ نہیں کی اور واسطے قابسی کے مالقینا ہے یعنی جو پایا ہم نے ممنوع چیزوں سے اور یہ جو کہا انا اذا صیح بنا اتینا یعنی ہم آتے ہیں جب بلائے جاتے ہیں طرف قتال یا حق کی اور ایک روایت میں ابینا ہے یعنی جب ہم ناحق کی طرف بلائے جاتے ہیں تو ہم باز رہتے ہیں اور یہ جو فرمایا کہ کون ہے یہ اونٹ ہانکنے والا تو ایک روایت میں ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ لَے سے گانے لگے اور اونٹوں کو ہانکتے تھے اور یہ ان کی عادت تھی جب چاہتے تھے کہ اونٹ خوش دل ہو کر چلیں تو اونٹوں کو ہانکتے تھے اور لَے سے گاتے تھے اس حال میں اور یہ جو فرمایا کہ اللہ اس کو رحمت کرے تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تجھ کو بخشے کہا اور نہیں بخشش مانگی حضرت ﷺ نے واسطے کسی آدمی کے خاص کر کے مگر وہ شہید ہوا اور ساتھ اس زیادتی کے ظاہر ہوگا بھید بیچ قول اس مرد کے کس واسطے نہیں نفع دیا آپ نے ہم کو ساتھ اس کے اور معنی اس قول کے یہ ہیں کہ کس واسطے نہیں باقی رکھا آپ نے اس کو تا کہ ہم کو اس کی دلاوری سے فائدہ ہوتا اور تمتع کے معنی ہیں فائدہ اٹھانا ایک مدت تک اور یہ قول عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے گویا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے قول یرحمه الله سے سمجھا تھا کہ عامر جنگ خیبر میں شہید ہوگا اس واسطے کہا کہ اگر آپ اس کو باقی رکھتے تو ہم اس کی دلاوری سے فائدہ اٹھاتے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے ہم کو اس دعا میں شریک کیوں نہیں کیا اور یہ جو کہا

کہ ہم کو سخت بھوک پہنچی تو اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ عامر کی تلوار چھوٹی تھی انھوں نے اس کو لیا تا کہ یہودی کی پنڈلی کو مارے تو ایک روایت میں ہے کہ جب ہم خیبر میں پہنچے تو ان کا بادشاہ مرحب تلوار لے کر نکلا کہتا تھا کہ خیبر والوں کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں یعنی میں بہادر ہوں پہننے والا ہتھیاروں کا پہلوان تجربہ کار ہوں تو عامر اس سے لڑنے کے واسطے اکیلا نکلے اور کہا خیبر والے جانتے ہیں کہ میں عامر ہوں پہننے والا ہتھیاروں کا پہلوان مست ہوں سو دونوں نے ایک دوسرے کو تلوار ماری تو مرحب کی تلوار عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال میں پڑی یعنی ڈھال کے سبب سے عامر رضی اللہ عنہ کو تلوار نہ لگی تو عامر رضی اللہ عنہ نے اس کو نیچے سے تلوار ماری سو عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار پھر کر خود عامر رضی اللہ عنہ کو لگی تو وہ اس کے سبب سے فوت ہوئے اور ایک روایت میں ہے فرمایا کہ وہ شہید ہے اور اس کا جنازہ پڑھا۔ (فتح) اور قتیبہ کی روایت میں مشی بھا کے بدلے نشأ بھا آیا ہے یعنی اس پر جوان ہوا۔

۳۸۷۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدِ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى خَيْبَرَ لَيْلًا وَّكَانَ إِذَا أَتٰى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَّمْ يُغِرْ بِهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾.
(الصافات: ۱۷۷).

۳۸۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو خیبر میں پہنچے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی قوم پر رات کو آتے تھے تو صبح تک ان کے نزدیک نہیں جاتے تھے یعنی بلکہ تمام رات ٹھہرے رہتے جب صبح ہوتی تھی تو ان پر جا پڑتے تھے سو جب صبح ہوئی تو یہود اپنے بیلچوں اور ٹوکروں کے ساتھ نکلے یعنی ساتھ ہتھیاروں کھیتی کے بے خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے سو جب یہود خیبر نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہا یہ محمد ہیں قسم ہے اللہ کی یہ محمد ہیں ساتھ لشکر کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیبر خراب ہوا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اُن لوگوں کی جو ڈرائے گئے۔

فائدہ: اور اس حدیث کے اکثر طریقوں میں تکبیر کا لفظ زیادہ ہے یعنی کہا اللہ اکبر کہا سہیلی نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے تفاؤل یعنی نیک فال لینی درست ہے اس واسطے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈھانے کے آلات دیکھے تو اس سے نکالا کہ ان کا شہر عنقریب خراب ہو جائے گا اور احتمال ہے کہ کہا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ طریق وحی کے اور تائید کرتا ہے اس کی قول آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعد اس کے جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح ان لوگوں کی کہ ڈرائے گئے۔ (فتح)

۳۸۷۷۔ أَخْبَرَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا

۳۸۷۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم صبح کو خیبر

ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَبَّحْنَا خَيْبَرَ بُكْرَةً فَخَرَجَ أَهْلُهَا بِالْمَسَاحِيْ فَلَمَّا بَصُرُوْا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّاللَّهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ فَأَصَبْنَا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَإِنَّهَا رِجْسٌ.

میں پہنچے تو خیبر والے بیلچوں کے ساتھ نکلے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ محمد ﷺ آئے قسم ہے اللہ کی محمد ﷺ آئے ساتھ لشکر کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا' اللہ اکبر یعنی اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اُن لوگوں کی جو ڈرائے گئے سو ہم نے گدھوں کا گوشت پایا یعنی اور اس کو پکایا تو حضرت ﷺ کے منادی نے پکارا کہ بیشک اللہ اور اس کا رسول تم کو منع کرتے ہیں گدھوں کے گوشت سے اس واسطے کہ بیشک وہ نجس ہے یعنی حرام ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں جو کہا کہ ہم صبح کو خیبر میں پہنچے تو یہ پہلی حدیث کی مخالف نہیں کہ وہ رات کے وقت وہاں پہنچے تھے اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ اس کے پاس آئے اور اس سے دور سو رہے پھر صبح کے وقت اس کی طرف سوار ہوئے اور صبح کی اس میں ساتھ لڑنے اور غنیمت کے اور یہ جو کہا کہ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ تو یہ دلالت کرتا ہے اوپر جواز جمع کرنے اسم اللہ کے ساتھ غیر اس کے بیچ ضمیر واحد کے پس رد کیا جاتا ہے اس کے ساتھ اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا واسطے خطیب کے کہ تو برا خطیب ہے واسطے کہنے اس کے ہے وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰی۔ (فتح)

۳۸۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَآءَهٗ جَآءٍ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ فَسَكَتَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ أُكِلَتِ الْحُمُرُ فَسَكَتَ ثُمَّ أَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ أُفْنِيَتِ الْحُمُرُ فَأَمَرَ مُنَادِيًا

۳۸۷۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے تو حضرت ﷺ چپ رہے پھر وہ دوسری بار آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ گدھے کھائے گئے پھر حضرت ﷺ چپ رہے پھر وہ تیسری بار آپ ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ گدھے فنا ہوئے یعنی اگر گدھے کھائے گئے تو رفتہ رفتہ کوئی باقی نہ رہے گا تو حضرت ﷺ نے

فَنَادٰی فِی النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ فَأُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ وَإِنَّهَا لَتَفُوْرُ بِاللَّحْمِ.

منادی کو حکم دیا تو اس نے لوگوں میں پکار دیا کہ بیشک اللہ اور اس کا رسول منع کرتے ہیں تم کو گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کھانے سے سو ہانڈیاں الٹائی گئیں اور حالانکہ وہ گوشت سے جوش مارتی تھیں۔

فائدہ: اور احتمال ہے کہ جھکائی گئی ہوں یہاں تک کہ انڈیلا گیا جو ان میں تھا۔

۳۸۷۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ قَرِيْبًا مِّنْ خَيْبَرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ ﴿إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾ فَخَرَجُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ إِلٰى دَحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ لِّثَابِتٍ يَّا أَبَا مُحَمَّدٍ أَنْتَ قُلْتَ لِأَنَسٍ مَّا أَصْدَقَهَا فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَّأْسَهٗ تَصْدِيْقًا لَّهٗ.

۳۸۷۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز خیبر کے نزدیک اندھیرے میں پڑھی پھر فرمایا اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر جب ہم کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح ان لوگوں کی جو ڈرائے گئے سو وہ نکلے کوچوں میں دوڑتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لڑنے والے جوانوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی، غلام بنایا اور تھیں صفیہ رضی اللہ عنہا قیدیوں میں وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا سو عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد! تو نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا مہر دیا تھا؟ تو ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنا سر ہلایا واسطے تصدیق اس کی کے یعنی ہاں میں نے پوچھا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں بڑا اختصار ہے اس واسطے کہ اس سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ قتل اور قید کرنا واقعہ ہوا ہے پیچھے غنیمت حاصل کرنے کے یعنی بغیر توقف کے اوپر ان کے حالانکہ اس طرح نہیں پس تحقیق ذکر کیا ہے ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند اور دس دن کا محاصرہ کیے رہے اور بعض کہتے ہیں کہ اس سے زیادہ اور تائید کرتا ہے اس کی قول اس کا پہلی حدیث میں کہ ان کو سخت بھوک پہنچی کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر دراز ہونے مدت گھیرنے کے اس واسطے کہ اگر اسی دن فتح ہوتی تو نہ واقع ہوتا واسطے ان کے یہ یعنی پہنچنا بھوک کا اور بیچ حدیث سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آتی ہیں علی رضی اللہ عنہ کے قصے میں وہ چیز ہے جو اس کی تاکید کرتی ہے اور اسی طرح ہے بیچ

حدیث سہل رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیچ قصے اس شخص کے جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا تھا اور یہ جو کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا قیدیوں میں تھیں تو ایک روایت میں ہے کہ دحیہ رضی اللہ عنہ آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! مجھ کو باندیوں سے ایک لونڈی دیجیے فرمایا جا اور ایک لونڈی پکڑ لے اس نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو لیا پھر ایک مرد آیا اس نے کہا یا حضرت! دی آپ نے دحیہ رضی اللہ عنہ کو صفیہ جو قریظہ اور نضیر کے سردار کی بیٹی ہے وہ آپ کے سوا کسی کے لائق نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو بلاؤ دحیہ رضی اللہ عنہ اس کو لائے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ باندیوں میں سے اس کے علاوہ اور لونڈی پکڑ لے اور وہ کنانہ بن ربیع کے نکاح میں تھی اور پکڑی آئی ساتھ اس کے چچیری بہن اس کی جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دحیہ سے پھیر لیا تو اس کے بدلے اس کو صفیہ کی چچیری بہن دی کہا سہیلی نے کہ نہیں معارضہ ہے درمیان ان حدیثوں کے اس واسطے کہ لیا تھا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ رضی اللہ عنہ سے پہلے تقسیم ہونے غنیمت کے اور جو اس کو اس کے عوض میں دی تھی وہ بطور بیع کے نہیں تھی میں کہتا ہوں کہ مسلم میں ہے کہ صفیہ دحیہ رضی اللہ عنہ کے حصے میں واقع ہوئیں اور نیز اسی میں ہے کہ خریدا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ سے سات غلام دے کر پس اولیٰ طریق تطبیق میں یہ ہے کہ مراد ساتھ حصے اس کی کے اس جگہ حصہ اس کا ہے کہ اختیار کیا تھا اس نے اس کو واسطے نفس اپنے کے اور اس کا بیان یوں ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا کہ اس کو کوئی لونڈی دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دی یہ کہ قیدیوں میں سے لونڈی لے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ وہ بیٹی ان کے بادشاہ کی ہے تو ظاہر ہوا واسطے آپ کے یہ کہ نہیں وہ اس قسم سے کہ دحیہ رضی اللہ عنہ کو بخشی جائے واسطے بہت ہونے ان لوگوں کے کہ اصحاب میں تھے مانند دحیہ کی اور اوپر اس سے اور واسطے کم ہونے کے باندیوں میں مثل صفیہ کے اپنی نفاست اور عمدگی میں پس اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دحیہ رضی اللہ عنہ کو صفیہ کے ساتھ خاص کرتے تو بعض اصحاب کے دلوں کا بدل جانا یعنی حسد کرنا ممکن تھا پس تھا مصلحت عام میں سے پھیر لینا اس کا اس سے اور خاص ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ اس کے اس واسطے کہ اس میں سب کی رضامندی تھی اور یہ ہبہ میں رجوع کرنے کے قبیل سے نہیں اور بہر حال بولنا شراء کا عوض پر سو بطورِ مجاز کے ہے اور شاید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس کی چچیری بہن دی تھی سو اس کا دل خوش نہ ہوا تو دیا اس کو من جملہ قیدیوں سے زیادہ اوپر اس کے اور نزدیک ابن سعد کے انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صفیہ دحیہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ آئیں تو لوگ صفیہ کی تعریف کرنے لگے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منگوایا اور دی دحیہ رضی اللہ عنہ کو بدلے اس کے وہ چیز کہ راضی ہوا وہ ساتھ اس کے اور باقی قصہ اس کا بارھویں حدیث میں آئے گا۔ (فتح)

۳۸۸۰۔ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَبَى النَّبِيُّ

۳۸۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو باندی پکڑا سو اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا تو ثابت رضی اللہ عنہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ فَأَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ ثَابِتٌ لِأَنَسٍ مَّا أَصْدَقَهَا قَالَ أَصْدَقَهَا نَفْسَهَا فَأَعْتَقَهَا.

مہر دیا؟ کہا اس کا نفس اس کو مہر دیا یعنی اس کو آزاد کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی۔

۳۸۸۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْاٰخَرُوْنَ إِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَّا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقِيْلَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ

۳۸۸۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے ملے سو دونوں گروہ آپس میں لڑے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف پھرے یعنی بعد فارغ ہونے کے لڑائی سے اس دن اور دوسرے لوگ اپنے لشکر کی طرف پھرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کسی کافر کو لشکر سے جدا ہوا ہو اور نہ کسی اکیلے کو مگر کہ اس کے پیچھے پڑتا تھا اور اس کو تلوار سے مار ڈالتا تھا تو کسی کہنے والے نے کہا کہ نہیں کفایت کی آج ہم میں سے کسی نے جیسے کفایت کی فلانے نے یعنی وہ ایسا لڑا ہے کہ کافروں کو اس کے مقابل ہونے کی طاقت نہیں رہی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار ہو بیشک وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی تو یہ بات اصحاب کو بہت بھاری معلوم ہوئی اور کہا کہ اگر یہ شخص دوزخی ہے تو ہم میں سے بہشتی کون ہے تو مسلمانوں میں سے ایک مرد نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اس کی حقیقت حال دریافت کرتا ہوں سو وہ اس کے ساتھ نکلا جب وہ کھڑا ہوتا تھا تو وہ بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو جاتا تھا اور جب وہ دوڑتا تھا تو وہ بھی اس کے ساتھ دوڑتا تھا تو راوی نے کہا سو وہ مرد سخت زخمی ہوا سو اس نے مرنے میں جلدی کی سو اس نے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی نوک اپنی چھاتی میں رکھی پھر تلوار پر تکیہ کیا اور اپنا بوجھ اس پر ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو وہ مرد اس کے ساتھ والا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا سو اس

فَخَرَجْتُ فِيْ طَلَبِهٖ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ کہا وہ مرد جس کا آپ نے ابھی ابھی ذکر کیا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے اور لوگوں کو یہ بات بھاری معلوم ہوئی تو میں نے کہا کہ میں تمہارے واسطے اس کے ساتھ ہوتا ہوں تا کہ اس کی حقیقت حال معلوم کروں سو میں اس کی تلاش میں نکلا پھر وہ سخت زخمی ہوا سو اس نے جلدی مرنا چاہا سو اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنی چھاتی میں رکھی پھر اپنا وزن اس پر ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے اس کے نزدیک فرمایا کہ البتہ بعض آدمی ظاہر لوگوں کی نظروں میں بہشتیوں کے کام کرتا ہے اور حالانکہ وہ دوزخیوں میں سے ہے اور البتہ بعض آدمی ظاہر لوگوں کی نظروں میں دوزخیوں کے کام کرتا ہے اور حالانکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے۔

فائدہ: نہیں واقف ہوا میں اس پر کہ یہ کون سی جنگ تھی لیکن وہ مبنی ہے اس پر کہ جو قصہ کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے وہ متحد ہے ساتھ اس قصے کے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ یہ واقعہ خیبر میں تھا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے سیاق میں ہے کہ جس مرد نے اپنے آپ کو مارا تھا اس نے اپنی تلوار پر تکیہ کیا تھا یہاں تک کہ اس کی پیٹھ سے نکلی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیاق میں ہے کہ اس نے اپنے ترکش سے تیر نکالا اور اس سے اپنے آپ کو ذبح کیا اس واسطے میل کی ہے ابن تین نے اس طرف کہ یہ واقعہ متعدد ہے اور ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ ذبح کیا ہو اس نے اپنے نفس کو ساتھ تیر کے اور اس سے اس کی روح نہ نکلی ہو اگرچہ ہو مرنے کے قریب ہوا ہو سو تکیہ کیا ہو اس نے اپنی تلوار پر واسطے جلدی مرنے کے اور کہتے ہیں کہ اس کا نام قزمان تھا۔ (فتح)

۳۸۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

۳۸۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر میں حاضر ہوئے تو فرمایا حضرت ﷺ نے بیچ حق ایک مرد کے جو اسلام کا دعویٰ کرتا تھا یعنی کہتا تھا کہ میں مسلمان ہوں کہ یہ

شَهِدْنَا خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّمَّنْ مَّعَهٗ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتّٰى كَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوٰى بِيَدِهٖ إِلٰى كِنَانَتِهٖ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهٗ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَأَذِّنْ أَنَّهٗ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ تَابَعَهٗ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ شَبِيْبٌ عَنْ يُّوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُنَيْنًا وَّقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهٗ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَعِيْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

دوزخیوں میں سے ہے سو جب لڑنے کا وقت آیا او رلڑائی شروع ہوئی تو وہ سخت لڑا یہاں تک کہ اس کو زخم بہت لگے تو قریب تھا کہ بعض لوگ شک کریں یعنی حضرت ﷺ کے اس قول میں کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی ایسا غازی کیونکر دوزخی ہوگا سو پایا اس مرد نے درد زخم کا سو اس نے اپنا ہاتھ ترکش کی طرف جھکایا اور اس سے تیر نکالے اور اس سے اپنے نفس کو ذبح کیا تو چند مسلمان دوڑے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت اللہ نے آپ کی بات کو سچا کیا فلانے نے اپنا سینا کاٹا اس نے اپنے آپ کو مار ڈالا حضرت ﷺ نے فرمایا اسے فلانے اٹھ کھڑا ہو اور لوگوں میں پکارو کے بیشک نہ جائے گا بہشت میں کوئی سوائے ایمان دار کے بیشک اللہ مدد کرتا ہے اس دین کی گنہگار آدمی سے یعنی ساتھ قرنان مذکور کے جس کا ذکر پہلی حدیث میں ہے' متابعت کی ہے شعیب کی معمر نے زہری سے اور کہا شعیب نے یونس سے اس نے روایت کی زہری سے کہا خبر دی مجھ کو ابن مسیب رحمہ اللہ اور عبدالرحمٰن نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم حنین میں حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے اور کہا ابن مبارک رحمہ اللہ نے یونس سے اس نے روایت کی زہری سے اس نے سعید سے اس نے حضرت ﷺ سے متابعت کی ہے ابن کیسان کی صالح نے زہری سے۔

فائدہ: یہ جو کہا شهدنا حنينا تو مراد بخاری کی اس سے یہ ہے کہ یونس مخالف ہوا ہے معمر اور شعیب کا پس ذکر کیا اس نے بدلے خیبر کے لفظ حنین کا اور یہ جو کہا کہ ابن مبارک نے کہا الخ تو مراد یہ ہے کہ موافق ہوا ہے شعیب کا لفظ حنین میں اور مخالف ہوا ہے اس کی اسناد میں اور یہ جو کہا کہ متابعت کی ہے اس کی صالح نے تو مراد ساتھ متابعت کے یہ ہے کہ صالح نے متابعت کی ہے ابن مبارک کی یونس سے بیچ ترک کرنے نام جنگ کے نہ باقی متن میں اور نہ اسناد میں اور بخاری کی کاری گری چاہتی ہے اس کو کہ شعیب اور معمر کی روایت راجح ہے اور اشارہ کیا اس نے اس طرف کہ باقی روایتیں احتمال رکھتی ہیں اور یہ اس کی عادت ہے مختلف روایتوں میں کہ جب اس کے نزدیک کوئی چیز راجح ہوتی ہے تو اس پر اعتماد کرتا ہے اور باقی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور نہیں مستلزم ہے یہ قدح کو روایت راجح میں اس واسطے کہ شرط اضطراب کی یہ ہے کہ اختلاف کی وجہیں برابر ہوں پس نہ ترجیح پائے گی کوئی چیز اس سے اور کہا مہلب نے کہ یہ مردان لوگوں میں سے تھا کہ معلوم کروایا ہم کو حضرت ﷺ نے کہ جاری ہوئی ہے اس پر وعید گنہگاروں کی اور نہیں لازم آتا اس سے کہ جو آدمی اپنے آپ کو مار ڈالے اس کو دوزخی کہا جائے اور کہا ابن تین نے کہ احتمال ہے کہ ہو قول حضرت ﷺ کا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی اگر اللہ اس کو نہ بخشے اور احتمال ہے کہ جب اس کو زخم پہنچا ہو تو اس نے ایمان میں شک کیا ہو یا اپنے آپ کو مارنے کو حلال جانا ہو اور کافر ہو کے مرا ہو اور تائید کرتا ہے اس کی قول حضرت ﷺ کا باقی حدیث میں کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں کوئی سوائے مسلمان کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن منیر نے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ فاجر کے عام ہے اس سے کہ کافر ہو یا فاسق اور نہیں معارض ہے اس کو یہ حدیث حضرت ﷺ کی کہ ہم مشرک سے مدد نہیں چاہتے اس واسطے کہ یہ حدیث محمول ہے اس شخص کے حق میں جس کا کفر ظاہر ہو یعنی کھلم کھلا کافر ہو یا یہ حدیث منسوخ ہے اور اس حدیث میں خبر دینا ہے حضرت ﷺ کا ساتھ غیب کی چیزوں کے اور یہ آپ کے کھلم کھلا معجزوں سے ہے اور یہ کہ جائز ہے خبر دینا نیک مرد کو ساتھ فضیلت کے کہ اس میں ہو اور اس کو ظاہر کرنا۔

تنبیہ: ایک روایت میں ہے کہ پکارنے والے عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور تطبیق یہ ہے کہ دونوں نے مختلف طرفوں میں پکارا تھا۔ (فتح)

٣٨٨٣۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

٣٨٨٣۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے جنگ خیبر کی یا کہا کہ جب حضرت ﷺ خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگ ایک نالے پر بلند ہوئے سو پکار پکار کے اللہ اکبر کہنے لگے یعنی اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے نہیں کوئی لائق عبادت کے سوائے اس کے تو حضرت ﷺ نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ النَّاسُ عَلٰى وَادٍ فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيْرِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَّهُوَ مَعَكُمْ وَأَنَا خَلْفَ دَآبَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَنِيْ وَأَنَا أَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِيْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.

فرمایا اے لوگو! نرمی کرو اپنی جانوں پر یعنی شور نہ کرو تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے تم تو سننے والے نزدیک کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ موجود ہے اور میں حضرت ﷺ کی سواری کے پیچھے کھڑا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو سنا اور میں کہتا تھا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ یعنی نہیں طاقت پھرنے کی گناہ سے اور نہ قوت بندگی کی مگر اللہ کی توفیق کے ساتھ' حضرت ﷺ نے فرمایا' اے عبداللہ بن قیس! میں نے کہا میں حاضر ہوں فرمایا کیا میں تجھ کو نہ بتلا دوں ایک خزانہ بہشت کے خزانوں سے؟ میں نے کہا کیوں نہیں' یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر قربان' فرمایا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

فائدہ: اس سیاق سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ وہ خیبر کی طرف جاتے تھے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ خیبر سے پھرے تھے اس واسطے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خیبر فتح ہونے کے بعد آئے تھے جیسا کہ ان کی حدیث میں واضح طور سے آئے گا بنا بریں اس کے پس حدیث میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ جب حضرت ﷺ خیبر کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو فتح کیا اور فارغ ہو کے وہاں سے پھرے اور شرح متن کی کتاب الدعوات میں آئے گی۔ (فتح)

٣٨٨٤۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ مَّا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ فَقَالَ هٰذِهٖ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِيْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ أُصِيْبَ سَلَمَةُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ.

٣٨٨۴۔ حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں زخم کا نشان دیکھا میں نے کہا اے ابو مسلم! یہ کیسا زخم ہے؟ کہا کہ یہ زخم ہے کہ جنگ خیبر کے دن ان کو پہنچا تھا تو لوگوں نے کہا کہ زخمی ہوا سلمہ سو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا حضرت ﷺ نے اس زخم کی جگہ میں تین بار دم کیا سو نہیں درد ہوا مجھ کو اس میں اب تک۔

فائدہ: نفث نفخ سے اوپر ہے اور تفل سے نیچے ہے اور کبھی ہوتا ہے بغیر لعاب کے برخلاف تفل کے اور کبھی ہوتا ہے ساتھ لعاب ہلکی کے برخلاف نفخ کے۔

۳۸۸۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ الْتَقَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُشْرِكُونَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَاقْتَتَلُوا فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي الْمُسْلِمِينَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَيْفِهِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَا أَجْزَأَ أَحَدٌ مَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالُوا أَيُّنَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ إِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَأَتَّبِعَنَّهُ فَإِذَا أَسْرَعَ وَأَبْطَأَ كُنْتُ مَعَهُ حَتَّى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نِصَابَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَجَآءَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

۳۸۸۵۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ اپنی بعض جنگوں میں مشرکوں سے ملے سو دونوں گروہ آپس میں لڑے پھر ہر قوم اپنے لشکر کی طرف پھری اور مسلمانوں میں ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کسی اکیلے اور تنہا کو مشرکوں میں سے کہ اس کے پیچھے لگتا تھا اور اس کو تلوار سے قتل کرتا تھا سو کسی نے کہا کہ یا حضرت! نہیں کفایت کی کسی نے جیسی کفایت کی فلاں نے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو اصحاب نے کہا کہ اگر یہ دوزخی ہے تو ہم میں سے بہشتی کون ہے؟ تو ایک مرد نے مسلمانوں میں سے کہا کہ البتہ میں اس کا پیچھا کرتا ہوں سو جب وہ دوڑا اور آہستہ چلا تو میں اس کے ساتھ رہوں گا یہاں تک کہ زخمی ہوا سو اس نے جلدی مرنا چاہا تو اس نے اپنی تلوار کا پھل زمین پر رکھا اور اس کی نوک یا دھار اپنی چھاتی میں رکھی پھر اپنا وزن اس پر ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا سو وہ مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بیشک اللہ کے رسول ہیں، حضرت ﷺ نے فرمایا اس کہنے کا کیا سبب ہے؟ سو اس نے آپ ﷺ کو خبر دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا بیشک بعض آدمی البتہ بہشتیوں کے کام کرتا ہے ظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ وہ دوزخیوں میں سے ہے اور البتہ بعض آدمی دوزخیوں کے کام کرتا ہے ظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ وہ بہشتیوں میں سے ہے۔

۳۸۸۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ

۳۸۸۶۔ حضرت ابو عمران سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے جمعے کے دن لوگوں کی طرف نظر کی سو ان پر سیاہ چادریں

نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُوْدُ خَيْبَرَ.

دیکھیں تو کہا گویا کہ وہ اس وقت خیبر کے یہود ہیں۔

فائدہ: طیلسان صوف کی چادر ہوتی ہے سیاہ اور اس حدیث سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ یہود صوف کی چادریں پہنتے تھے اور ان کے علاوہ اور لوگ جن کو انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا وہ ان کو بہت نہیں پہنتے تھے سو جب بصرہ میں آئے تو ان کو دیکھا کہ سیاہ چادریں بہت پہنتے ہیں تو تشبیہ دی ان کو ساتھ یہود خیبر کے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ طیالسی چادر کا پہننا منع ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد طیالسہ سے چادریں ہیں اور انس رضی اللہ عنہ نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کے رنگ سے انکار کیا تھا اس واسطے کہ وہ زرد رنگ تھیں۔ (فتح)

۳۸۸۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَحِقَ بِهٖ فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِيْ فُتِحَتْ قَالَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا أَوْ لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلٌ يُّحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ يُفْتَحُ عَلَيْهِ فَنَحْنُ نَرْجُوْهَا فَقِيْلَ هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ.

۳۸۸۷۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ جنگ خیبر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہے اور ان کی آنکھیں دکھ رہی تھیں انھوں نے کہا کہ کیا میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہوں سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے سو جب پھر وہ رات آئی جس کی صبح خو خیبر فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل جھنڈا دوں گا اس مرد کو یا فرمایا کہ البتہ کل لے جھنڈا وہ مرد جس کو اللہ اور رسول چاہتے ہیں اس کے ہاتھوں پر اللہ فتح کرے گا سو ہم اس کے امیدوار تھے یعنی ہر ایک شخص اس کا امیدوار تھا کہ یہ دولت مجھ کو نصیب ہو سو کسی نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نشان دیا سو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی۔

فائدہ: گویا علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے انکار کیا اپنے نفس پر بیچ پیچھے رہنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پس یہ بات کہی اور بہر حال قول اس کا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جا ملے سو احتمال ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر میں پہنچنے سے پہلے جا ملے ہوں اور احتمال ہے کہ خیبر میں پہنچنے سے پیچھے ملے ہوں اور یہ جو فرمایا کہ البتہ میں کل جھنڈا دوں گا تو واقع ہوا ہے اس روایت میں اختصار اور وہ احمد اور نسائی وغیرہ کے نزدیک بریدہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہا کہ جب جنگ خیبر کا دن ہوا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو اس کے ہاتھ پر فتح نہ ہوئی پھر اس سے اگلے دن عمر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو ان کے ہاتھ پر بھی فتح نہ ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں کل جھنڈا دوں گا اس شخص کو اور اس باب میں دس اصحاب سے زیادہ سے روایت آئی ہے بیان کیا ہے ان کو حاکم نے اکلیل میں اور ابونعیم اور بیہقی نے دلائل نبوت میں

اور جھنڈا نشان ہے کہ پہچانی جاتی ہے ساتھ اس کے جگہ صاحب لشکر کی اور کبھی اٹھاتا ہے سردار لشکر کا اور کبھی دیتا ہے لشکر کے آگے چلنے والے کو اور روایت کی ہے یہ حدیث ابن عدی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور اس میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نشان میں کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا تھا۔ (فتح)

۳۸۸۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يَّفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُّعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَقِيْلَ هُوَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسَلُوْا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ.

۳۸۸۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر کے دن فرمایا کہ البتہ میں کل یہ جھنڈا دوں گا اس مرد کو جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح کرے گا وہ اللہ اور رسول سے محبت رکھتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت رکھتے ہیں تو رات کو اصحاب میں چرچا اور اختلاف رہا کہ دیکھیے یہ دولت کس کو ملے پھر جب صبح ہوئی تو اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہر ایک شخص امیدوار تھا کہ نشان اس کو ملے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ اصحاب نے عرض کیا کہ یا حضرت! ان کی آنکھیں بیمار ہیں فرمایا ان کو بلاؤ سو وہ لائے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں پر لعاب مبارک لگائی اور ان کے واسطے دعا کی اسی وقت اچھے ہو گئے یہاں تک کہ جیسے ان کو کوئی دکھ نہ تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نشان دیا تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا میں اُن سے لڑوں یہاں تک کہ ہماری طرح ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلا جا اپنے طور پر یہاں تک کہ تو ان کے میدان میں پہنچے پھر ان سے اسلام کی درخواست کر اور بتلا ان کو جو ان پر اللہ کا حق واجب ہے بیچ اس کے پس قسم ہے اللہ کی البتہ اللہ کا ہدایت کرنا ایک مرد کو تیرے سبب سے تیرے واسطے بہتر ہے تجھ کو سرخ اونٹ ملنے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم اس کے امیدوار تھے تو مسلم کی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نہیں چاہی

سرداری مگر اُس دن اور بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ نہ تھا ہم میں سے کوئی مرد کہ اس کے واسطے حضرت ﷺ کے نزدیک قدر ہو مگر کہ امید رکھتا تھا کہ یہ مرد وہی ہو یہاں تک کہ میں نے اس کے واسطے گردن دراز کی سو حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کی آنکھیں دکھتی تھی حضرت ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا پھر نشان ان کو دیا اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو علی رضی اللہ عنہ کے بلانے کے واسطے بھیجا تو میں ان کو کھینچتے لایا حضرت ﷺ نے ان کی آنکھ پر لعاب لگائی ان کو اسی وقت صحت ہوگئی اور یہ جو کہا کہ کسی نے کہا کہ یہ علی رضی اللہ عنہ ہیں تو اس روایت میں اختصار ہے اور بیان اس کا بیچ روایت ایاس بن سلمہ رضی اللہ عنہ کے ہے نزدیک مسلم کے اور بیچ حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے جو اس کے بعد ہے کہ صبح کے وقت اصحاب حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے ہر ایک امیدوار تھا کہ یہ دولت اس کو ملے سو فرمایا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں فرمایا ان کو بلا لاؤ اور البتہ ظاہر ہو چکا ہے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ وہی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لائے تھے اور شاید علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ خیبر میں حاضر تھے لیکن نہ قادر ہوئے اوپر مباشرت لڑائی کے واسطے دکھنے آنکھوں کے سو حضرت ﷺ نے ان کو بلا بھیجا پس حاضر ہوئے اس مکان سے جس میں اترے تھے یا مدینے سے ان کو بلایا تو وہ عین لڑائی کے وقت حاضر ہوئے یہ سلمہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح ہے جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پہلے ہے اور اب یہاں سے سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح شروع ہوتی ہے یہ جو کہا کہ اچھی ہوگئی تو حاکم کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے میرا سر اپنی گود میں رکھا پھر میری آنکھ میں اپنی لعاب مبارک لگائی اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ نہ درد ہوا علی رضی اللہ عنہ کو آنکھ میں اس کے بعد یہاں تک کہ فوت ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نہیں درد ہوا مجھ کو اس میں اس وقت تک اور طبرانی میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے واسطے دعا کی کہ الٰہی! دور کر اس سے گرمی اور سردی کو سو نہیں پایا میں نے دکھ اُن کا آج تک اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کو جھنڈا دیا تو ان کے ہاتھ پر فتح ہوئی تو ایک روایت میں ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ فتح کیا اس پر اللہ نے خیبر اور فدک کو اور وہاں کی کھجوریں لائے اور اختلاف ہے خیبر کے فتح ہونے میں کہ کیا قہر اور غلبے کے ساتھ تھا یا صلح سے اور بیچ حدیث عبدالعزیز بن صہیب کے انس رضی اللہ عنہ سے تصریح ہے ساتھ اس کے کہ خیبر قہر اور غلبے سے فتح ہوا تھا اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن عبدالبر نے اور رد کیا ہے اس نے اس پر جو کہتا ہے کہ صلح سے فتح ہوا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل ہوا شبہ اس شخص پر جو کہتا ہے کہ صلح سے فتح ہوا تھا ساتھ دو قلعوں کے جن کو سپرد کیا تھا ان کے رہنے والوں نے واسطے بچانے اپنے خونوں کے اور وہ ایک قسم ہے صلح سے لیکن نہیں واقع ہوا یہ مگر ساتھ گھیرنے اور لڑنے کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ شبہ ہے کہ اس میں قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے کہ حضرت ﷺ نے لڑائی کی خیبر والوں سے پس غالب ہوئے کھجور کے درختوں پر اور تنگ کیا ان کو طرف محل کی پس صلح کی انہوں نے

آپ ﷺ سے اس شرط پر کہ نکالے جائیں اس سے اور واسطے حضرت ﷺ کے ہے سونا اور چاندی اور حلقہ اور واسطے ان کے ہے وہ چیز کہ ان کے اونٹ اٹھاسکیں اس شرط پر کہ نہ چھپائیں کسی چیز کو اور نہ غائب کریں آخر حدیث تک اور اس کے اخیر میں ہے کہ پس ان کی عورتوں اور بال بچوں کو لونڈی اور غلام بنایا اور تقسیم کیا ان کے مالوں کو اصحاب میں واسطے توڑنے عہد کے اور ارادہ کیا کہ ان کو وطن سے نکال دیں تو انہوں نے کہا کہ حکم ہو تو ہم اس زمین میں رہیں اس میں محنت کریں اور کھیتی کریں روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور بیہقی وغیرہ نے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابوالاسود نے مغازی میں عروہ رضی اللہ عنہ سے بنا بریں اس کے پس تھی واقع ہوئی صلح پھر انہوں نے صلح توڑ ڈالی پس زیادہ ہوا اثر صلح کا پھر احسان کیا ان پر ساتھ ترک قتل کے اور باقی رکھا ان کو واسطے مزدوری کے زمین میں کہ اس میں محنت کریں اور جو پیدا ہو آدھوں آدھ بانٹ لیں نہیں واسطے ان کے اس میں ملک اور اسی واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو خیبر سے نکال دیا جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے مزارعت میں پس اگر ان کی زمین پر ان سے صلح کی ہوتی تو اُس سے نکالے نہ جاتے اور پہلے گزر چکا ہے کہ حجت پکڑنا طحاوی کا اس پر کہ خیبر کا بعض حصہ صلح سے فتح ہوا تھا ساتھ اس چیز کے کہ روایت کیا ہے اس کو خود طحاوی نے اور ابوداؤد نے بشیر بن یسار کے طریق سے کہ جب حضرت ﷺ نے خیبر کو تقسیم کیا تو اس کا آدھا اپنی حاجتوں کے واسطے رکھا اور آدھا مسلمانوں میں تقسیم کیا اور اس حدیث کے موصول اور مرسل ہونے میں اختلاف ہے اور وہ ظاہر ہے اس میں کہ اس کا بعض حصہ صلح سے فتح ہوا' واللہ اعلم۔ اور یہ جو فرمایا کہ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو تو واقع ہوا ہے بیچ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسلم کے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں کس چیز پر لوگوں سے لڑوں؟ فرمایا لڑ اُن سے یہاں تک کہ گواہی دیں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور بیشک محمد ﷺ اس کا بندہ اور رسول ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قول اس کے کہ ان کو دعوت دو اس پر کہ دعوت شرط ہے لڑائی کے جائز ہونے میں اور اختلاف اس میں مشہور ہے سو بعض کہتے ہیں کہ مطلق شرط ہے اور یہ روایت مالک رضی اللہ عنہ سے ہے برابر ہے کہ اس سے پہلے ان کو دعوت پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو مگر یہ کہ مسلمانوں پر جلدی آپڑیں اور بعض کہتے ہیں کہ مطلق شرط نہیں اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اور ایک روایت اس سے یہ ہے کہ نہ لڑائی کی جائے اس شخص سے جس کو دعوت نہیں پہنچی یہاں تک کہ ان کو دعوت دیں اور بہر حال جس کو پہلے دعوت پہنچ چکی ہو تو اس کو لوٹنا جائز ہے بغیر دعوت کے اور یہ مقتضی حدیثوں کا ہے اور محمول کیا جائے گا جو سہل رضی اللہ عنہ کی حدیثوں میں ہے استحباب پر اس دلیل سے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر والوں کو لوٹا جب کہ اذان نہ سنی اور تھا یہ جب کہ پہلے پہل ان پر جا پڑے اور تھا قصہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اس کے بعد کا اور حنفیوں سے روایت ہے کہ جائز ہے لوٹنا ان کو مطلق یعنی برابر ہے کہ اس سے پہلے ان کو دعوت پہنچ چکی ہو یا نہ پہنچی ہو لیکن مستحب ہے دعوت دینی اور یہ جو فرمایا کہ تیرے سبب سے ایک مرد کا ہدایت پانا بہتر ہے تم کو سرخ اونٹ سے تو اس

سے پکڑا جاتا ہے کہ کافر سے اُلفت کرنی تا کہ مسلمان ہو اولیٰ ہے اس کے قتل کی طرف جلدی کرنے سے اور سرخ اونٹ جو کہا تو یہ اونٹ کے خوب رنگوں میں سے ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ تیرے واسطے ہو اور تو اس کو صدقہ کرے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق رحمہ اللہ نے ابورافع رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہم علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دے کر بھیجا سو ایک یہودی مرد نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مارا اور ان کی ڈھال گرا دی تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دروازے کا کواڑ لیا اور اس کو اپنے نفس کے واسطے ڈھال بنایا اور اس کو ہاتھ میں لیے رہے یہاں تک کہ اللہ نے ان پر فتح کیا سو البتہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا سات مردوں میں ان کا آٹھواں تھا یعنی ہم آٹھ مرد تھے ہم کوشش کرتے تھے کہ اس کواڑ کو پلٹا دیں سو ہم اس کو نہ پلٹا سکے اور واسطے حاکم کے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دن کواڑ کو اٹھایا اور وہ تجربہ کیا گیا بعد اس کے سو نہ اٹھا سکے اس کو چالیس مرد اور دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ سات مردوں نے اس کے پلٹانے میں کوشش کی تھی اور چالیس نے اس کے اٹھانے میں کوشش کی تھی اور فرق دونوں صورتوں میں ظاہر ہے اگرچہ نہ ہو مگر ساتھ اختلاف حال ابطال اور پہلوانوں کے اور مسلم کی ایک حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ مرحب نکلا سو اس نے کہا کہ خیبر والے جانتے ہیں کہ میں مرحب ہوں تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے سو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے سر پر تلوار ماری اور اس کو قتل کر ڈالا اور اس کے ہاتھوں پر فتح ہوئی اور جس قلعے کو علی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا اس کا نام قموص تھا اور وہ ان کے سب قلعوں میں بڑا قلعہ تھا اور اسی قلعے میں سے باندی پکڑی آئیں صفیہ بیٹی حیی کی۔ (فتح)

۳۸۸۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهٗ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَآءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا رَسُوْلُ

۳۸۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر میں آئے سو جب اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قلعہ فتح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صفیہ رضی اللہ عنہا کی خوبی کا ذکر ہوا اور البتہ اس کا خاوند مارا گیا تھا اور تھی وہ دلہن یعنی اس کی شادی تازہ ہوئی تھی پس پسند کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ذات اپنی کے اور اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ جب ہم سد الصہباء (مقام) میں پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے تصرف میں لائے پھر بنایا گیا حیس چمڑے کے چھوٹے دستر خوان میں پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنے اردگرد والوں کو اجازت دے پس تھا یہ ولیمہ صفیہ رضی اللہ عنہا پر پھر ہم مدینے کی طرف چلے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اس کے واسطے

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ صَغِيرٍ ثُمَّ قَالَ لِي اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَتَهُ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهُ بِعَبَآءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهُ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ.

اپنے پیچھے چادر سے گھیرا کیا یعنی تا کہ لوگوں سے پردہ کریں پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھے اور اپنا گھٹنا نیچے رکھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا اپنا پاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنے پر رکھ کر سوار ہوئیں۔

فائدہ: اس قلعے کا نام قموص تھا اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے خاوند کا نام کنانہ بن ربیع تھا اور اس کے قتل ہونے کا سبب وہ چیز ہے جو بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب چھوڑا گیا جو چھوڑا گیا اہل خیبر میں سے اس شرط پر کہ نہ چھپائیں اپنے مالوں سے کچھ چیز اور اگر کریں تو نہ ان کے واسطے ذمہ ہے اور نہ عہد ہے سو چھپائی انہوں نے مشک کہ اس میں حیی بن اخطب کا مال اور زیور تھا کہ اس نے اس کو اپنے ساتھ خیبر کی طرف اٹھایا تھا اس کے متعلق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ مال خرچ ہو گیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرصہ تھوڑا گزرا ہے اور مال بہت تھا یعنی اس تھوڑے سے عرصے میں اس قدر زیادہ مال کس طرح خرچ ہو گیا پھر اس کے بعد وہ مال ایک ویران زمین میں پایا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی الحقیق کے دونوں بیٹوں کو مار ڈالا دونوں میں سے ایک صفیہ کا خاوند تھا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی ذات کے واسطے پسند کیا تو روایت کیا ہے احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھیں صفیہ صفی سے اور محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ تھا نکالا جاتا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ ساتھ مسلمانوں کے اور صفی لیا جاتا تھا واسطے آپ کے پانچویں حصے میں سے ہر چیز سے پہلے اور شعبی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حصہ تھا اس کا نام صفی تھا جو چاہتے تھے لیتے تھے خواہ غلام خواہ لونڈی خواہ گھوڑا چھانٹ لیتے تھے اس کو پانچویں حصے میں اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کرتے تھے تو آپ کے واسطے ایک حصہ تھا لیتے تھے اس کو جس جگہ سے چاہتے تھے اور تھیں صفیہ اس حصے سے اور صہباء ایک جگہ کا نام ہے ایک برید خیبر سے اور باقی شرح اس حدیث کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۳۸۹۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ عَلٰى

۳۸۹۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی راہ میں تین دن صفیہ رضی اللہ عنہا پر ٹھہرے یہاں تک کہ اس کے ساتھ دخول کیا اور تھیں صفیہ رضی اللہ عنہا ان بیویوں میں جن پر پردہ کیا گیا۔

صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيْقِ خَيْبَرَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى أَعْرَسَ بِهَا وَكَانَتْ فِيْمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ.

فائدہ: مراد یہ ہے کہ جس جگہ میں حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ دخول کیا تھا اس جگہ میں حضرت ﷺ تین دن ٹھہرے یہ مراد نہیں کہ تین دن چلے پھر اس کے ساتھ دخول کیا اس واسطے کہ سوید بن نعمان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہو چکا ہے کہ صہباء خیبر کے قریب ہے۔ (فتح)

۳۸۹۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ وَّمَا كَانَ فِيْهَا إِلَّا أَنْ أَمَرَ بِلَالًا بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأَلْقٰى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ قَالُوْا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدٰى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ.

۳۸۹۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے اور خیبر کے درمیان تین دن ٹھہرے بنا کی گئی ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا کے یعنی دونوں ایک خیمہ میں اکٹھے ہوئے سو میں نے مسلمانوں کو حضرت ﷺ کے ولیمہ کی طرف بلایا اور اس میں نہ روٹی تھی اور نہ گوشت اور نہ تھا اس میں کچھ مگر یہ کہ حکم دیا بلال رضی اللہ عنہ کو ساتھ بچھانے دستر خوان چمڑے کے سو بچھائے گئے سو ان پر کھجوروں اور پنیر اور گھی کو ڈالا تو مسلمانوں نے کہا کہ کیا وہ ایک ہے مسلمانوں کی ماؤں میں سے یا آپ کی لونڈیوں میں سے ہے؟ یعنی حضرت ﷺ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے بیوی بنایا ہے یا لونڈی رکھا ہے' کہا انہوں نے کہ اگر اس کو پردہ کیا تو وہ ایک ہے مسلمانوں کی ماؤں میں سے اور اگر اس کو پردہ نہ کیا تو وہ آپ کی لونڈیوں میں سے ہے سو جب آپ ﷺ نے کوچ کیا تو اس کو اپنے پیچھے بٹھایا اور اس پر پردہ کھینچا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۸۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا

۳۸۹۲۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر کو گھیرے تھے سو ایک آدمی نے تھیلی پھینکی جس میں چربی تھی تو میں جلدی سے اس کے لینے کو اٹھا سو میں نے مڑ کر دیکھا تو اچانک حضرت ﷺ کھڑے ہیں تو میں شرمایا۔

مُحَاصِرِیْ خَیْبَرَ فَرَمٰی إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيْهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِاٰخُذَهٗ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الخمس میں گزر چکی ہے۔

۳۸۹۳۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَّسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ أَكْلِ الثُّوْمِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ نَهٰى عَنْ أَكْلِ الثُّوْمِ هُوَ عَنْ نَافِعٍ وَّحْدَهٗ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ عَنْ سَالِمٍ.

۳۸۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن لہسن کے کھانے سے اور گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کھانے سے، لہسن کے کھانے کی نہی صرف نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے اور گدھوں کے گوشت کے کھانے کی نہی سالم رحمہ اللہ سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ذبائح میں آئے گی اور مستفاد ہوتا ہے جمع کرنے سے درمیان نہی کے کھانے لہسن کے سے اور گوشت گدھوں کے سے جواز استعمال کرنے لفظ کا اپنی حقیقت اور مجاز میں اس واسطے کے گدھوں کا گوشت حرام ہے اور لہسن کا کھانا مکروہ ہے اور تحقیق جمع کیا ہے درمیان دونوں کے ساتھ لفظ نہی کے پس استعمال کیا اس کو اس کی حقیقت میں اور وہ حرام کرنا ہے اور اس کے مجازی معنی میں اور وہ کراہت ہے۔ (فتح)

۳۸۹۴۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ.

۳۸۹۴۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں کے متعہ سے اور گھر کے گدھوں کے گوشت کھانے سے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ حدیث میں تقدیم وتاخیر ہے اور درست یہ ہے کہ خیبر کے دن منع فرمایا گھر کے گدھوں کے گوشت کھانے سے اور منع کیا عورتوں کے متعہ سے اور نہیں دن خیبر کا ظرف واسطے متعہ عورتوں کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوا جنگ خیبر میں متعہ کرنا ساتھ عورتوں کے اور مفصل بیان اس کا کتاب النکاح میں آئے گا۔ (فتح) اور متعہ یہ

ہے کہ نکاح کرے مرد کسی عورت سے ایک مدت معین تک جیسے مثلا کہے کہ نکاح کیا میں نے تجھ سے ایک مہینے یا دو مہینے تک یا ایک سال یا دو سال تک۔

۳۸۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۳۸۹۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کے کھانے سے۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔

۳۸۹۶۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَّسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۳۸۹۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کے گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۳۸۹۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ وَرَخَّصَ فِي الْخَيْلِ.

۳۸۹۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت سے اور رخصت دی گھوڑوں (کے گوشت) میں۔

۳۸۹۸۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَّوْمَ خَيْبَرَ فَإِنَّ الْقُدُوْرَ لَتَغْلِيْ قَالَ وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ فَجَآءَ مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَأْكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا وَّأَهْرِيْقُوْهَا قَالَ ابْنُ

۳۸۹۸۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن ہم کو بھوک پہنچی سو البتہ ہانڈیاں جوش مارتی تھیں اور بعض ہانڈیاں پک گئی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنے والا آیا سو اس نے کہا کہ گدھوں کے گوشت سے کچھ چیز نہ کھاؤ اور اس کو گرا دو ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے چرچا کیا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا اس واسطے کہ

أَبِيْ أَوْفٰى فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ نَهٰى عَنْهَا الْبَتَّةَ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ.

اس سے پانچواں حصہ اللہ اور رسول کا نہیں نکالا گیا تھا اور بعضوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قطعا منع کیا اس واسطے کہ وہ گندگی کھاتے ہیں۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کتاب الخمس میں کہ بعض اصحاب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قطعا منع کیا ہے اور کہا شیبانی نے کہ میں سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ملا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس سے قطعا منع فرمایا ہے یعنی اس واسطے کہ وہ گندگی کھاتے ہیں اور اس کی شرح کتاب الذبائح میں آئے گی۔

۳۸۹۹۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابُوْا حُمُرًا فَطَبَخُوْهَا فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ.

۳۸۹۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ تھے سو انہوں نے گدھے پائے سو ان کو ذبح کر کے پکایا تو حضرت ﷺ کے پکارنے والے نے پکارا کہ ہانڈیوں کو الٹا دو (اور جو ان میں ہے گرا دو)۔

۳۹۰۰۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ وَابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُوْرَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ. حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۳۹۰۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے خیبر کے دن فرمایا اور حالانکہ اصحاب نے ہانڈیوں کو کھڑا کیا تھا یعنی چڑھایا تھا کہ ہانڈیوں کو اُلٹا دو (تا کہ گر جائے جو ان میں ہے)۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ کی مانند پہلی روایت کے۔

۳۹۰۱۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِيَ الْحُمُرَ الْأَهْلِيَّةَ نِيْئَةً

۳۹۰۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو جنگ خیبر میں حکم دیا کہ گدھوں کا گوشت پھینک دیں کچا اور پکا پھر حضرت ﷺ نے ہم کو اس کے بعد اس کے کھانے کی اجازت نہیں دی۔

وَنَضِيجَةً ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ.

فائدہ: اس میں اشارہ ہے کہ اس کی حرمت بدستور اور ہمیشہ رہی یعنی کبھی اس کا کھانا حلال نہیں ہوا اور اس کا مفصل بیان کتاب الذبائح میں آئے گا۔ (فتح)

۳۹۰۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَا أَدْرِي أَنَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ كَانَ حَمُوْلَةَ النَّاسِ فَكَرِهَ أَنْ تَذْهَبَ حَمُوْلَتُهُمْ أَوْ حَرَّمَهُ فِي يَوْمِ خَيْبَرَ لَحْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ.

۳۹۰۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کے گدھوں گوشت سے منع کیا اس سبب سے کہ وہ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برا جانا کہ لوگوں کا بار بردار دور ہو یا اس کو مطلق حرام کیا خیبر کے دن گھر کے گدھوں کے گوشت سے۔

۳۹۰۳۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا قَالَ فَسَّرَهُ نَافِعٌ فَقَالَ إِذَا كَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَهُ ثَلَاثَةُ أَسْهُمٍ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُ فَرَسٌ فَلَهُ سَهْمٌ.

۳۹۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کے واسطے دو حصے بانٹے اور پیادے کے واسطے ایک حصہ بانٹا عبیداللہ نے کہا کہ نافع رحمہ اللہ نے اس کی تفسیر کی سو کہا کہ اگر مرد کے ساتھ گھوڑا ہو تو اس کے واسطے تین حصے ہیں اور اگر اس کے ساتھ گھوڑا نہ ہو تو اس کے واسطے صرف ایک حصہ ہے۔

فائدہ: اس کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۹۰٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ

۳۹۰۴۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور عثمان دونوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے تو ہم نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے پانچویں حصے میں سے مطلب کی اولاد کو دیا اور ہم کو نہیں دیا اور حالانکہ ہم اور وہ برادری میں آپ کے ساتھ برابر ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاشم کی اولاد اور مطلب کی اولاد تو ایک چیز ہی ہے جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا

بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ مِّنْكَ فَقَالَ إِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَّلَمْ يَقْسِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ وَّبَنِيْ نَوْفَلٍ شَيْئًا.

اور حضرت ﷺ نے عبد شمس اور نوفل کی اولاد کو کچھ نہ دیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے۔

۳۹۰۵۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ لِيْ أَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُوْ بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُوْ رُهْمٍ إِمَّا قَالَ بِضْعٌ وَّإِمَّا قَالَ فِيْ ثَلَاثَةٍ وَّخَمْسِيْنَ أَوِ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِيْ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ وَكَانَ أُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا يَعْنِيْ لِأَهْلِ السَّفِيْنَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ وَدَخَلَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَّهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلٰى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَآئِرَةً وَّقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلٰى حَفْصَةَ وَأَسْمَآءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِيْنَ رَاٰى أَسْمَآءَ مَنْ

۳۹۰۵۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضرت ﷺ کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے سو ہم ہجرت کر کے آپ ﷺ کی طرف چلے میں اور میرے بھائی اور میں ان میں چھوٹا تھا ایک دونوں میں ابو بردہ تھا اور دوسرا ابو رہم تھا یا کہا ساتھ چند اور یا کہا ساتھ ترپن یا باون مردوں کے اپنی قوم سے سو ہم کشتی میں سوار ہوئے تو ہماری کشتی نے ہم کو حبش کے ملک میں نجاشی کی طرف ڈالا سو موافقت کی ہم نے جعفر بن ابی طالب سے یعنی حبش کی زمین میں سو ہم ان کے ساتھ ٹھہرے یہاں تک کہ ہم سب آئے سو موافقت کی ہم نے حضرت ﷺ سے جب کہ آپ نے خیبر فتح کیا اور بعض لوگ ہم کو کہتے تھے یعنی کشتی والوں کو کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی اور اسماء رضی اللہ عنہا بیٹی عمیس کی (اور وہ ان لوگوں میں سے تھی جو ہمارے ساتھ آئے) حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی کے پاس زیارت کو آئی اور البتہ اس نے نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی ان لوگوں میں جنہوں نے ہجرت کی سو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور ان کے پاس اسماء رضی اللہ عنہا بیٹھی تھی سو جب عمر رضی اللہ عنہ نے اسماء رضی اللہ عنہا کو دیکھا تو کہا کہ یہ کون ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا اسماء رضی اللہ عنہا بیٹی عمیس کی عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا یہ حبشیہ ہے کیا بحریہ ہے؟ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا ہاں، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی سو ہم

هٰذِهِ قَالَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ الْبَحْرِيَّةُ هٰذِهِ قَالَتْ أَسْمَآءُ نَعَمْ قَالَ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَآئِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِيْ دَارٍ أَوْ فِيْ أَرْضِ الْبُعَدَآءِ الْبُغَضَآءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِيْ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَايْمُ اللّٰهِ لَا أَطْعَمُ طَعَامًا وَّلَا أَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى أَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَأَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَسْأَلُهٗ وَاللّٰهِ لَا أَكْذِبُ وَلَا أَزِيْغُ وَلَا أَزِيْدُ عَلَيْهِ فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا قُلْتِ لَهٗ قَالَتْ قُلْتُ لَهٗ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَيْسَ بِأَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهٗ وَلِأَصْحَابِهٖ هِجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّلَكُمْ أَنْتُمْ أَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسٰى وَأَصْحَابَ السَّفِيْنَةِ يَأْتُوْنِيْ أَرْسَالًا يَسْأَلُوْنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا شَيْءٌ هُمْ بِهٖ أَفْرَحُ وَلَا أَعْظَمُ فِيْ أَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ قَالَتْ

حضرت ﷺ کے ساتھ زیادہ تر حق دار ہیں تم سے یعنی قرب اور فضیلت میں تو اسماء رضی اللہ عنہا غضب ناک ہوئی اور کہا ہرگز نہیں قسم ہے اللہ کی تم حضرت ﷺ کے ساتھ تھے تمہارے بھوکے کو کھانا دیتے تھے اور تمہارے جاہل کو نصیحت کرتے تھے یعنی ظاہر اور باطن میں تمہاری حفاظت کرتے تھے اور ہم اجنبیوں اور دشمنوں کی زمین میں تھے حبش کے ملک میں اور یہ حال ہمارا اللہ اور رسول کی محبت کے سبب سے تھا اور قسم ہے اللہ کی نہ میں کھانا کھاتی ہوں اور نہ پانی پیتی ہوں یہاں تک کہ ذکر کروں حضرت ﷺ سے جو تو نے کہا اور ہم تکلیف پاتے تھے اور ڈرائے جاتے تھے اور میں یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر کروں گی اور آپ سے پوچھوں گی اور قسم ہے اللہ کی نہ میں جھوٹ بولتی ہوں اور نہ بے فرمانی کرتی ہوں اور نہ اس پر کچھ زیادہ کرتی ہوں یعنی میں اس گفتگو میں کمی بیشی نہ کروں گی ہو بہو آپ ﷺ سے بیان کروں گی سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت! بیشک عمر رضی اللہ عنہ نے ایسا ایسا کہا' حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے اس سے کیا کہا تھا اس نے عرض کیا کہ میں نے اس سے ایسا ایسا کہا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ تم سے زیادہ تر میرا حق دار نہیں اس کو اور اس کے ساتھ والوں کو ایک ہجرت کا ثواب ہے اور تم کو اے کشتی والو! دو ہجرتوں کا ثواب ہے۔ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ دیکھا میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور کشتی والوں کو کہ فوج فوج میرے پاس آتے تھے مجھ سے یہ حدیث پوچھتے تھے نہ تھی کوئی چیز دنیا میں سے کہ وہ اس کے ساتھ زیادہ تر خوش ہوں اور نہ عظیم تر ان کے دلوں میں اس سے جو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے کہا یعنی تم کو دوہری ہجرت کا ثواب ہے۔

أَسْمَآءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَبَا مُوْسٰى وَإِنَّهُ لَيَسْتَعِيْدُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنِّيْ. قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ أَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْأَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْاٰنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَأَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ أَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ وَإِنْ كُنْتُ لَمْ أَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ إِذَا لَقِيَ الْخَيْلَ أَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ إِنَّ أَصْحَابِيْ يَأْمُرُوْنَكُمْ أَنْ تَنْظُرُوْهُمْ.

ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ میں نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور حالانکہ وہ مجھ سے یہ حدیث دوہرانی چاہتا تھا۔ اور روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں البتہ آواز پہچان جاتا ہوں اشعری لوگوں کی قرآن پڑھنے کی جب وہ رات کو داخل ہوتے ہیں اور میں ان کے مکان پہچانتا ہوں رات کو ان کے قرآن کی آواز سے اگرچہ دن کو میں نے اترنے کے وقت ان کے مکان نہیں دیکھے اور اسی قوم سے ایک شخص حکیم ہے کہ جب سواروں سے یا دشمنوں سے ملتا ہے تو ان سے کہتا ہے کہ ہمارے لوگ تم سے کہتے ہیں کہ ذرا سی ہم کو فرصت دو یا تھوڑا انتظار کرو یعنی ہم بھی تیار ہیں لڑنے کو آتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکلنے کی خبر پہنچی اور ہم یمن میں تھے تو ظاہر اس کا یہ ہے کہ نہیں پہنچا ان کو حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مگر ہجرت سے بہت مدت پیچھے اور یہ اس وقت ہے اگر مخرج سے مراد بعثت ہو یعنی پیغمبر ہونے کی خبر پہنچی اور اگر مراد ہجرت ہو تو احتمال ہے کہ ان کو دعوت اسلام پہنچی ہو اور وہ مسلمان ہو کر اپنے شہروں میں ٹھہرے رہے ہوں یہاں تک کہ انہوں نے ہجرت کو پہچانا اور اس کا قصد کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اتنی مدت انہوں نے دیر کی یا اس واسطے کہ ان کو اس کی خبر نہ پہنچی اور یا واسطے معلوم کرنے ان کے ساتھ اس چیز کے کہ تھے مسلمان بیچ اس کے لڑنے سے ساتھ کفار کے پھر جب ان کو صلح کی خبر پہنچی تو بے خوف ہوئے اور طلب کیا پہنچنا طرف آپ کے اور تحقیق روایت کی ہے ابن مندہ نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نکلے یہاں تک کہ ہم مکے میں آئے میں اور میرا بھائی اور ابو رہم اور ابو عامر بن قیس اور محمد بن قیس اور ابو بردہ اور پچاس مرد اشعریوں میں سے اور چھ مکہ سے پھر سمندر میں نکلے یہاں تک کہ ہم مدینے میں پہنچے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان اس چیز کے کہ صحیح میں ہے وہ مکے میں گزرے مدینے کی طرف چلنے کی حالت میں اور جائز ہے کہ مکے میں داخل ہوئے ہوں اس واسطے کہ یہ آنا ان کا صلح کی حالت میں تھا اور ایک روایت میں ہے کہ وہ پچاس اشعری تھے اور وہ اس کی قوم ہے پس شاید زائد اس پر وہ اور اس کے بھائی تھے پس جس نے دو کہا اس کی مراد وہ شخص ہیں جن کا ذکر باب کی حدیث میں ہے یعنی ابو بردہ اور ابو رہم اور جس نے تین یا زیادہ کہا ہے تو بنا بر اختلاف کے ہے بیچ عدد اس شخص کے کہ اس کے ساتھ تھے اس کے بھائیوں سے اور یہ جو کہا کہ ہم ان

کے ساتھ ٹھہرے رہے تو اختصار کیا ہے بخاری نے یہاں کئی باتوں کو جن کو خمس میں بیان کیا ہے اور وہ یہ ہیں کہ کہا جعفر رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو یہاں بھیجا ہے اور حکم دیا ہے ہم کو ساتھ ٹھہرنے کے اس جگہ سو تم بھی ہمارے ساتھ ٹھہرو سو ہم ان کے ساتھ ٹھہرے اور یہ جو کہا یہاں تک کہ ہم مدینے میں آئے تو ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ حضرت ﷺ نے عمرو بن امیہ کو نجاشی کی طرف بھیجا کہ جعفر اور اس کے ساتھ والوں کا سامان درست کر دے اس نے ان کا سامان درست کر دیا اور ان کی عزت کی پھر ان کو عمرو بن امیہ خیبر میں لایا اور یہ جو کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کو پایا تو فرض خمس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو مال غنیمت میں سے حصہ دیا اور نہ دیا کسی کو کہ فتح خیبر میں حاضر نہ تھا اس سے کچھ مگر اس کو جو اس میں حاضر ہوا مگر ہماری کشتی والوں کو ساتھ جعفر اور اس کے ساتھیوں کے کہ ان کو حصہ دیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو دینے سے پہلے مسلمانوں سے کلام کیا مسلمانوں نے ان کو اپنے ساتھ شریک کیا اور حبشیہ اس کو اس واسطے کہا کہ وہ حبش میں رہی تھی اور اس کو بحریہ اس واسطے کہا کہ وہ سمندر میں سوار ہوئے اور یہ جو فرمایا کہ تمہارے واسطے دو ہجرتوں کا ثواب ہے تو شعبی سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا یا حضرت اصحاب ہم پر فخر کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ تم پہلے مہاجروں میں سے نہیں ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ تم کو دو ہجرتوں کا ثواب ہے پہلی بار تم نے حبش کے ملک میں ہجرت کی پھر دوسری بار مدینے کی طرف ہجرت کی اور ظاہر فضیلت دینا ان کا ہے غیروں پر مہاجرین سے لیکن اس سے مطلق تفضیل لازم نہیں آتی یعنی ہر وجہ سے بلکہ حیثیت مذکورہ سے یعنی یہ فضیلت جزوی ہے اور یہ جو کہا کہ جب رات کو داخل ہوتے ہیں اپنے مکانوں میں یعنی جب کہ نکلتے ہیں طرف مسجد کی یا طرف کسی اور شغل کے پھر پھرتے ہیں اور داخل ہوتے ہیں اپنے مکانوں میں اور اس سے معلوم ہوا کہ رات کے وقت قرآن کا پکار کر پڑھنا مستحب ہے لیکن محل اس کا وہ ہے جب کہ کسی کو ایذا نہ دے یا ریا کا خوف نہ ہو اور یہ جو کہا کہ جب وہ سواروں سے ملتا ہے تو احتمال ہے کہ مراد اس سے مسلمانوں کے سوار ہوں اور اشارہ کرتا ہے ساتھ اس کے طرف اس کی کہ اس کے ساتھ پیادے تھے تو وہ سواروں کو حکم کرتا تھا کہ ان کا انتظار کریں تاکہ سب اکٹھے ہو کر دشمن کی طرف چلیں اور یہ معنی ٹھیک ہیں اور کہا ابن تین نے کہ اس کی کلام کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھی اللہ کی راہ میں لڑنے کو دوست رکھتے ہیں اور نہیں پروا کرتے اس چیز کی کہ پہنچی ان کو۔

۳۹۰۷۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِیْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَنِ افْتَتَحَ خَيْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ يَقْسِمْ لِأَحَدٍ

۳۹۰۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے بعد اس کے کہ آپ نے خیبر کو فتح کیا سو آپ نے ہمارے واسطے غنیمت سے حصہ بانٹا اور نہ تقسیم کیا واسطے کسی کے جو فتح میں حاضر نہ ہوا تھا سوائے ہمارے یعنی اشعری لوگوں کے اور جو ان کے ساتھ تھے اور جعفر رضی اللہ عنہ

لَمْ يَشْهَدِ الْفَتْحَ غَيْرَنَا. کے اور جو اس کے ساتھ تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئے یعنی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھیوں کے اور پہلے گزر چکا ہے فرض خمس میں برید سے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں تقسیم کیا حضرت ﷺ نے واسطے کسی کے کہ فتح خیبر میں حاضر نہ ہوا اس سے کچھ چیز مگر واسطے اس شخص کے کہ آپ کے ساتھ حاضر ہوا مگر ہماری کشتی والوں کے واسطے ساتھ جعفر کے اور اس کے ساتھ والوں کے کہ تقسیم کیا واسطے ان کے ساتھ غازیوں کے اور اس حدیث کی شرح اس جگہ گزر چکی ہے اور وارد ہوتی ہے اس حصر پر وہ چیز کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آئندہ آتی ہے۔ (فتح)

۳۹۰۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ ثَوْرٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ مَّوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ وَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَّلَا فِضَّةً إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَآئِطَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى وَادِي الْقُرٰى وَمَعَهٗ عَبْدٌ لَّهٗ يُقَالُ لَهٗ مِدْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهٗ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَآئَهٗ سَهْمٌ عَآئِرٌ حَتّٰى أَصَابَ ذٰلِكَ الْعَبْدَ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيْئًا لَّهُ الشَّهَادَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِيْ أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَجَآءَ رَجُلٌ حِيْنَ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ

۳۹۰۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا سو نہ غنیمت پائی ہم نے چاندی اور سونا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ غنیمت پائی ہم نے گائیں اور اونٹ اور اسباب کئی قسم کے اور باغ پھر ہم حضرت ﷺ کے ساتھ وادی قریٰ (نام ہے ایک جگہ کا نزدیک مدینے کے) کی طرف پھرے اور حضرت ﷺ کے ساتھ اپنا ایک غلام تھا اس کو مدعم کہا جاتا تھا تحفہ بھیجا تھا اس کو واسطے آپ کے ایک مرد نے ضباب کی اولاد سے سو جس حالت میں کہ وہ حضرت ﷺ کا کجاوہ اتارتا تھا کہ اچانک اس کی طرف ایک تیر آیا جس کا مارنے والا معلوم نہ تھا یہاں تک کہ اس غلام کو لگا تو لوگوں نے کہا کہ اس کو شہادت مبارک ہو یعنی وہ شہید ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یوں نہیں قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ بیشک وہ چادر کہ اس نے خیبر کے دن غنیمت میں سے لی تھی تقسیم ہونے سے پہلے وہ اس کے بدن پر بھڑک رہی ہے آگ ہو کر سو ایک مرد ایک یا دو تسمے لایا جب کہ اس نے حضرت ﷺ سے یہ بات سنی سو اس نے کہا کہ یہ چیز ہے جس کو میں نے غنیمت میں سے لیا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک تسمہ ہے یا دو تسمے ہیں آگ سے یعنی اگر تو نہ دیتا تو آگ

فَقَالَ هٰذَا شَیْءٌ کُنْتُ أَصَبْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَّارٍ.

ہو کر تسمہ تجھ کو جلاتا۔

فائدہ: یہ جو کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا تو مراد یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس کو فتح کیا اس واسطے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنگ خیبر میں حضرت ﷺ کے ساتھ نہ تھے بلکہ خیبر فتح ہونے کے بعد حضرت ﷺ کے پاس آئے وقت تقسیم ہونے غنیمت کے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مدینے میں آیا اور حضرت ﷺ خیبر میں تھے اور حضرت ﷺ نے سباع کو خلیفہ بنایا تھا پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے سو ہم نے خرچ راہ لیا یہاں تک کہ ہم خیبر میں آئے اور حالانکہ حضرت ﷺ نے خیبر کو فتح کر لیا تھا حضرت ﷺ نے مسلمانوں سے کلام کیا تو انہوں نے ہم کو اپنے حصوں میں شریک کیا اور تطبیق درمیان اس کے اور درمیان اس حصر کے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جو پہلے گزری یہ ہے کہ مراد ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ ہے نہیں حصہ دیا کسی کو نہ حاضر ہوا لڑائی میں بغیر رضامندی چاہنے کے غازیوں میں سے مگر واسطے کشتی والوں کے اور لیکن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی پس نہ حصہ دیا ان کو مگر مسلمانوں کی رضا مندی سے اور ایک روایت میں ہے کہ غنیمت پائی ہم نے مال اور کپڑے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسباب اور کپڑے مال نہیں اور ابن اعرابی سے منقول ہے کہ مال عرب کے نزدیک صامت اور ناطق ہے پس صامت یعنی چپ رہنے والا چاندی سونا ہے اور جوہر اور ناطق یعنی بولنے والا اونٹ' گائے' بکری ہے اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قصے میں باغ کو مال کہا ہے چنانچہ اس نے کہا کہ میں نے اس سے باغ خریدا پس تحقیق وہ باغ وہ مال ہے جس کو میں نے پہلے پہل اسلام میں جمع کیا پس ظاہر یہ ہے کہ مال وہ ہے جس کے واسطے قیمت ہو تو اس میں ہر قسم کا مال داخل ہوتا ہے پس مال سے مراد مویشی اور باغات ہیں جو باب کی روایت میں مذکور ہیں اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ چاندی' سونا اس واسطے کہ اس سے پہلے اس کی نفی کر دی ہے اور یہ جو کہا کہ اس پر آگ بھڑک رہی ہے تو احتمال ہے کہ یہ مراد حقیقتاً ہو بایں طور کے ہو بہو وہ چادر آگ ہو جائے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ سبب ہے واسطے عذاب آگ کے اکا ور اسی طرح ہے قول تسمے میں اور اس حدیث میں تعظیم اوپر غلول کی ہے یعنی غنیمت میں خیانت کرنے کا بڑا عذاب ہے اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے وادی قریٰ والوں کو گھیرا اور اس کو فتح کیا اور یہ خبر اہل تیما کو پہنچی تو انہوں نے آپ سے صلح کی اور اس حدیث میں قبول کرنا امام کا ہے ہدیہ کو پس اگر ہو واسطے کسی امر کے خاص ہو ساتھ اس کے نفس میں اگر والی نہ ہو تو جائز ہے اس کو تصرف کرنا بیچ اس کے جس طرح چاہے نہیں تو نہ تصرف کرے بیچ اس کے مگر واسطے مسلمانوں کے اور اسی تفصیل پر محمول ہوگی یہ حدیث کہ سرداروں کے تحفے غلول ہیں پس خاص ہوگا یہ وعید ساتھ اس شخص کے جو لے اس کو پس تنہا نفع اٹھائے ساتھ اس کے اور کسی کو اس میں سے نہ دے اور مخالفت کی ہے اس میں

بعض حنفیوں نے پس کہا کہ جائز ہے اس کو تنہا فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے اس دلیل سے کہ اگر وہ ہدیہ دینے والے کو وہ چیز پھیر دے تو جائز ہے اور اگر وہ ہدیہ مسلمانوں کے واسطے نے کا مال ہوتا تو اس کو اس کا پھیر دینا جائز نہ ہوتا اور اس حجت پکڑنے میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں اور کچھ بیان اس کا ہبہ کے اخیر میں گزر چکا ہے۔ (فتح)

۳۹۰۹۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ زَيْدٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا أَنْ أَتْرُكَ اٰخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَلٰكِنِّيْ أَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُوْنَهَا.

۳۹۰۹۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہ اس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے خبردار ہو قسم ہے اللہ کی اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ چھوڑوں میں پچھلے لوگوں کو برابر محتاج اُن کے پاس کچھ چیز نہ ہو تو نہ فتح ہوتا مجھ پر کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو تقسیم کر دیتا یعنی حاضرین میں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا لیکن میں ان کو چھوڑتا ہوں واسطے ان کے بطور خزانہ کہ اس کے خراج کو بانٹیں۔

فائدہ: مطلب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ جو شہر اور گاؤں مجھ پر فتح ہوتے ہیں اگر میں ان کو حاضرین میں تقسیم کر دوں جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تو جو گاؤں جس کے حصہ میں آئے گا وہ اس کا مالک ہو جائے گا اس کے سوا اور کسی کا اس میں حق نہ رہے گا پس جو لوگ مجھ سے پچھلے زمانہ میں پیدا ہوں گے اور مسلمان ہوں گے وہ محتاج رہیں گے ان کے پاس کچھ چیز نہ ہوگی اس واسطے میں نے ان کو وقف ابدی یعنی ہمیشہ کے واسطے وقف کر دیا ہے کہ قیامت تک مسلمانوں کو ان کے خراج سے فائدہ پہنچتا رہے اور محض محتاج نہ رہیں۔

۳۹۱۰۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ.

۳۹۱۰۔ حضرت اسلم سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر پچھلے مسلمانوں کے حال کا لحاظ نہ ہوتا تو نہ فتح ہوتا ان پر کوئی گاؤں مگر کہ میں اس کو تقسیم کر دیتا جیسے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا۔

فائدہ: اور دار قطنی کی روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں ایک سال تک زندہ رہا تو میں ادنیٰ لوگوں کو اعلیٰ لوگوں کے ساتھ ملا دوں گا یعنی ادنیٰ اعلیٰ سب کو ایک برابر کر دوں گا کوئی محتاج نہ رہے گا۔

۳۹۱۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۳۹۱۱۔ حضرت عنبسہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ وَسَأَلَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِي سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُعْطِهِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ وَا عَجَبَاهُ لِوَبْرٍ تَدَلّٰى مِنْ قَدُوْمِ الضَّأْنِ.

حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا کہ خیبر کی غنیمت سے مجھ کو حصہ دیں سعید بن عاص کے بعض بیٹے یعنی ابان بن سعید نے حضرت ﷺ سے کہا کہ یا حضرت! اس کو نہ دیجیے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ قاتل ہے ابن قوقل کا یعنی نعمان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کا تو ابان بن سعید نے کہا کہ اے عجب ہے ایک بلے پر کہ اترا قدوم ضان سے۔

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ سَعِيدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَانَ عَلٰى سَرِيَّةٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ قِبَلَ نَجْدٍ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدِمَ أَبَانُ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحَهَا وَإِنَّ حُزْمَ خَيْلِهِمْ لَلِيْفٌ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَا تَقْسِمْ لَهُمْ. قَالَ أَبَانُ وَأَنْتَ بِهٰذَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ رَأْسِ ضَأْنٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَانُ اجْلِسْ فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ.

اور ذکر کیا جاتا ہے زبیدی سے اس نے روایت کی زہری سے کہا خبر دی مجھ کو عنبسہ ابن سعید نے کہ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا خبر دیتا ہے سعید بن عاص کو کہ وہ اس وقت معاویہ کی طرف سے مدینے پر حاکم تھا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے ابان کو ایک چھوٹے لشکر پر سردار کر کے مدینے سے نجد کو بھیجا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سو ابان اور اس کے ساتھی حضرت ﷺ کے پاس خیبر میں آئے اس کے بعد کہ حضرت ﷺ نے اس کو فتح کیا اور ان کے گھوڑوں کی باگیں کھجور کے چھلکے سے تھیں یعنی نہایت بے سامان تھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا حضرت! ان کو حصہ نہ دیجیے کہا ابان نے تو یہ بات کہتا ہے یا تو ساتھ اس مرتبے کے ہے نزدیک حضرت ﷺ کے باوجودیکہ تو نہ حضرت ﷺ کے گھر والوں میں سے ہے اور نہ آپ کی قوم میں سے اور نہ آپ کے شہر میں سے اے بلے کہ ضان کی چوٹی سے اترا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے ابان بیٹھ جا اور نہ حصہ بانٹا حضرت ﷺ نے ان کے واسطے۔

فائدہ: قدوم کے معنی ہیں طرف اور ضان ایک پہاڑ ہے واسطے قوم دوس کے اور دوس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوم کا نام ہے اور یہ جو کہا کہ اے حیوان تو کہا خطابی نے کہ مراد ابان کی حقارت کرنا ہے واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اور یہ کہ وہ اس

لائق نہیں کہ اشارہ کرے ساتھ دینے اور نہ دینے کے اور یہ کہ وہ کم قدرت ہے لڑائی پر۔ (فتح)

۳۹۱۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ اَنَّ اَبَانَ بْنَ سَعِيْدٍ اَقْبَلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ وَّقَالَ اَبَانُ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاعَجَبًا لَّكَ وَبْرٌ تَدَاْدَاَ مِنْ قَدُوْمِ ضَاْنٍ يَّنْعٰى عَلَيَّ امْرَاً اَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِيَدِيْ وَمَنَعَهٗ اَنْ يُّهِيْنَنِيْ بِيَدِهٖ.

۳۹۱۲۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابان بن سعید حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا سو آپ کو سلام کیا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! یہ قاتل ہے ابن قوقل کا تو ابان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ عجب ہے تجھ کو اے بلے کہ اترا قدوم ضان سے عیب کرتا ہے مجھ پر ایک مرد کو یعنی ابن قوقل کو کہ اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے اکرام کیا یعنی شہادت کے درجے کو پہنچایا اور روکا اس کو اس سے کہ اہانت کرے مجھ کو اس کے ہاتھ سے یعنی وہ مسلمان تھا اور میں اس وقت کافر تھا پس اگر وہ مجھ کو اس حالت میں مار ڈالتا تو میری اہانت ہوتی اور میں جہنمی ہوتا سو اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے شہادت نصیب کی کہ وہ اس وقت مسلمان تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جہاد میں گزر چکی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حدیث مقلوب ہے اس واسطے کہ پہلی روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حصہ مانگا تھا اور ابان نے منع کے ساتھ اشارہ کیا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ ابان نے مانگا تھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے منع کے ساتھ اشارہ کیا تھا اور تحقیق ترجیح دی ہے ذہلی نے دوسری روایت کو اور تائید کرتا ہے اس کی دافع ہونا تصریح کا بیچ روایت اس کی کے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ابان بیٹھ جا اور تقسیم کیا واسطے ان کے اور احتمال ہے کہ تطبیق دی جائے درمیان دونوں کے بایں طور کہ احتمال ہے کہ ہر ایک نے ابان اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اشارہ کیا ہو کہ دوسرے کو حصہ نہ دیں اور دلالت کرتا ہے اس پر یہ کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ابان پر حجت پکڑی کہ وہ ابن قوقل کا قاتل ہے اور ابان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر حجت پکڑی کہ اس کو لڑائی کی قوت نہیں کہ اس کے سبب سے زیادہ حصہ لینے کا مستحق ہو پس ہوگا اس میں قلب اور تحقیق سلامت ہے روایت سعید کی اس اختلاف سے کہ اس میں قسمت کے سوال کا بالکل ذکر نہیں، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۹۱۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَتْ اِلٰى

۳۹۱۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا اپنا حصہ مانگنے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے جو عطا کیا تھا اللہ نے آپ کو بغیر لڑائی کے مدینے میں اور فدک میں اور جو باقی رہا

أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْهِ
بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَّمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ
فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ
إِنَّمَا يَأْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أُغَيِّرُ
شَيْئًا مِّنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ
يَّدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ
فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ
فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ
فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَّلَمْ
يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَّصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَانَ
لِعَلِيٍّ مِّنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا
تُوُفِّيَتِ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ
فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِيْ بَكْرٍ وَّمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ
يَكُنْ يُّبَايِعُ تِلْكَ الْأَشْهُرَ فَأَرْسَلَ إِلٰى أَبِيْ
بَكْرٍ أَنِ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا أَحَدٌ مَّعَكَ كَرَاهِيَةً
لِّمَحْضَرِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُ
عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّمَا

تھا خیبر کے پانچویں حصے سے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہم پیغمبر لوگ میراث نہیں
چھوڑتے ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں جو ہم نے چھوڑا وہ
اللہ کی راہ میں صدقہ ہے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ محمد ﷺ
کی آل یعنی بیویاں اور اولاد اس مال سے کھائیں گے یعنی
بقدر کھانے کے پائیں گی اور قسم ہے اللہ کی بیشک میں
حضرت ﷺ کے صدقے سے کچھ چیز نہ بدلوں گا اپنے پہلے
حال سے کہ تھے اس پر حضرت ﷺ کے زمانے میں اور جو کام
حضرت ﷺ اس میں کرتے تھے وہی میں بھی کروں گا یعنی
میں اپنی طرف سے اس میں کچھ کمی بیشی نہ کروں گا سو صدیق
اکبر رضی اللہ عنہ نے انکار کیا یہ کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس سے کچھ چیز دیں
تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس میں صدیق رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئیں سو
ان کی ملاقات ترک کی سو نہ کلام کیا ان سے یہاں تک کہ فوت
ہوئیں اور حضرت ﷺ کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں سو جب
فوت ہوئیں تو ان کے خاوند علی رضی اللہ عنہ نے ان کو رات کے وقت
دفنایا اور صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے کا حال نہ بتلایا اور ان کا
جنازہ پڑھا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں کو علی
مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ تھی سو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو
علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی توجہ نہ پائی سو طلب کی صلح ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ کی اور بیعت کی ان کی اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان
مہینوں میں یعنی فاطمہ کی زندگی میں بیعت نہ کی تھی سو
صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس آؤ اور اور کوئی
تمہارے ساتھ نہ آئے واسطے مکروہ جاننے کے کہ عمر
فاروق رضی اللہ عنہ حاضر ہوں تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ تم
اکیلے ان کے پاس نہ جانا یعنی تا کہ نہ چھوڑیں تمہاری تعظیم

عَسَيْتَهُمْ أَنْ يَّفْعَلُوْا بِيْ وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَقَالَ إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا أَعْطَاكَ اللّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا سَاقَهُ اللّٰهُ إِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ اسْتَبْدَدْتَّ عَلَيْنَا بِالْأَمْرِ وَكُنَّا نَرٰى لِقَرَابَتِنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبًا حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا أَبِيْ بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ وَأَمَّا الَّذِيْ شَجَرَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الْأَمْوَالِ فَلَمْ آلُ فِيْهَا عَنِ الْخَيْرِ وَلَمْ أَتْرُكْ أَمْرًا رَّأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهٗ فِيْهَا إِلَّا صَنَعْتُهٗ فَقَالَ عَلِيٌّ لِأَبِيْ بَكْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِيَّةَ لِلْبَيْعَةِ فَلَمَّا صَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ الظُّهْرَ رَقِيَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَكَرَ شَأْنَ عَلِيٍّ وَتَخَلُّفَهٗ عَنِ الْبَيْعَةِ وَعُذْرَهٗ بِالَّذِيْ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ أَبِيْ بَكْرٍ وَحَدَّثَ أَنَّهٗ لَمْ يَحْمِلْهُ عَلَى الَّذِيْ صَنَعَ نَفَاسَةً عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ وَّلَا إِنْكَارًا لِّلَّذِيْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ وَلٰكِنَّا نَرٰى لَنَا فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ نَصِيْبًا فَاسْتَبَدَّ عَلَيْنَا فَوَجَدْنَا فِيْ أَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا أَصَبْتَ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلٰى عَلِيٍّ قَرِيْبًا حِيْنَ

سے جو تمہارے واسطے واجب ہے صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو ان سے امید نہیں کہ میری تعظیم نہ کریں قسم ہے اللہ کی البتہ میں ان کے پاس جاؤں گا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر کہا کہ البتہ پہچانی ہم نے بزرگی تمہاری اور جو تم کو اللہ نے دیا فضائل سے اور نہیں حسد کرتے ہم تجھ سے خلافت پر لیکن استقلال کیا تم نے ہم پر ساتھ امر کے یعنی تم نے ہم سے خلافت میں مشورہ نہ لیا اور ہم گمان کرتے تھے بہ سبب قرابت ہماری کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ ہم کو خلافت میں حصہ ہے یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پھر جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کلام کیا تو کہا قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت میرے نزدیک بہت پیاری ہے اپنی قرابت کے جوڑنے سے اور بہر حال جو جھگڑا کہ میرے اور تمہارے درمیان ان مالوں میں واقع ہوا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متروکہ میں سو میں نے اس میں نیکی سے قصور نہیں کیا اور نہیں چھوڑا میں نے کوئی امر کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہو مگر کہ میں نے اس کو کیا سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری بیعت کے واسطے وعدہ کا وقت دوپہر سے پیچھے یعنی میں دوپہر سے پیچھے تمہاری بیعت کروں گا سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر چڑھے پس کلمہ شہادت پڑھا اور ذکر کیا حال علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا اور پیچھے رہنا ان کا بیعت سے اور عذر ان کا جو انہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آگے کیا پھر استغفار کیا پھر علی رضی اللہ عنہ نے کلمہ شہادت پڑھا پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں بزرگی بیان کی اور ذکر کیا اس کی فضیلت کو اور سبقت کو اسلام میں اور بیان کیا کہ تحقیق شان

رَاجَعَ الْأَمْرَ الْمَعْرُوْفَ.

یہ ہے کہ نہیں باعث ہوا اس کو اس پر جو اس نے کیا حسد کرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اور نہ انکار کرنا واسطے اس چیز کے کہ فضیلت دی اس کو اللہ نے ساتھ اس کے لیکن ہم گمان کرتے تھے کہ ہم کو خلافت میں حصہ ہے اور نہ مشورہ لیا انہوں نے ہم سے سو ہم کو اپنے دلوں میں اس کا رنج ہوا سو خوش ہوئے اس کے ساتھ مسلمان اور کہا کہ تم نے ٹھیک کہا تو مسلمان لوگ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب ہوئے یعنی ان کے دوست ہوئے جب کہ انہوں نے نیک کام کی طرف رجوع کیا یعنی داخل ہوئے جس میں لوگ داخل ہوئے تھے یعنی بیعت میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرض الخمس میں گزر چکی ہے اور اس طریق میں ایک زیادتی ہے جو وہاں مذکور نہیں ہوئی اس کی شرح یہاں بیان ہوتی ہے یہ جو کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے چھ مہینے زندہ رہیں تو یہی ہے صحیح قول ان کے زندہ رہنے میں پیچھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تین مہینے زندہ رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ستر دن اور بعض کہتے ہیں کہ آٹھ مہینے اور بعض کہتے ہیں کہ دو مہینے اور یہ جو کہا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو رات کے وقت دفنایا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے کا حال نہ بتلایا تو ابن سعد کی روایت میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھا اور کئی طریقوں سے روایت ہے کہ وہ رات کو دفنائی گئیں اور تھا یہ دفنانا رات کا بہ سبب وصیت کرنے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطے ارادے زیادتی کے پردہ ہونے میں یعنی اس واسطے کہ رات کو بہت پردہ ہوتا ہے اور شاید علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے کا حال نہ بتلایا اس واسطے کہ انہوں نے گمان کیا ہوگا کہ یہ بات ان سے چھپی نہ رہے گی اور نہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اس پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مرنا معلوم نہیں ہوا اور اس پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا اور اسی طرح جو مسلم وغیرہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رات کو دفنانا منع ہے سو یہ حدیث محمول ہے اوپر حالت اختیار کے اس واسطے کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ مگر یہ کہ لاچار ہو اس کی طرف آدمی اور یہ جو کہا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں لوگوں کو علی رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ تھی تو مراد یہ ہے کہ لوگ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی خاطر اور لحاظ سے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے تھے سو جب وہ فوت ہو گئیں اور ان کے مرنے کے بعد بھی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر نہ ہوئے تو لوگوں نے ان کی عزت کرنے میں قصور کیا یعنی ان کی عزت کرنا چھوڑ دی واسطے ارادے داخل ہونے ان کے اس چیز میں جس میں لوگ داخل ہوئے اسی واسطے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اخیر حدیث میں کہ جب علی رضی اللہ عنہ

نے آکر بیعت کی تو لوگ ان کے قریب ہوئے جب کہ رجوع کیا امر معروف میں اور گویا کہ تھے معذور رکھتے ان کو مسلمان پیچھے رہنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں واسطے مشغول ہونے ان کے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اور تسلی کرنے ان کے اس چیز سے کہ وہ اس میں تھیں رنج اور غم سے اپنے باپ پر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس واسطے کہ جب وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوئیں بہ سبب نہ دینے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جو انہوں نے ان سے میراث کا حصہ مانگا تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مناسب جانا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہوں بیچ ترک کرنے ملاقات کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے اور کہا مازری نے کہ عذر واسطے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے بیچ پیچھے رہنے ان کے باوجود اس چیز کے کہ عذر کیا خود حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یہ ہے کہ کفایت کرتا ہے بیچ بیعت امام کے یہ کہ واقع ہو اہل حل اور عقد سے اور نہیں واجب ہے جمع کرنا تمام کا اور نہ یہ لازم ہے کہ ہر ایک اس کے پاس حاضر ہو اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھے بلکہ کفایت کرتا ہے لازم کر لینا اس کی فرمانبرداری کا اپنے اوپر اور تابع ہونا واسطے اس کے ساتھ اس طور کے کہ اس کی مخالفت نہ کرے اور تھا یہ حال حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا کہ نہیں واقع ہوا اس سے مگر پیچھے رہنا حاضر ہونے سے نزدیک ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اور ذکر کیا ہے میں نے سبب اس کا اور یہ جو کہا واسطے مکروہ جاننے اس کے کہ عمر رضی اللہ عنہ حاضر ہوں تو سبب اس کا یہ ہے کہ لوگوں کو معلوم تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ مزاج کے کڑے ہیں اور بات چیت میں سخت گو ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نرم مزاج تھے سو خوف کیا انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے سے بہت ہونا عتاب کا جو پہنچاتا ہے کبھی طرف خلافت اس چیز کے کہ قصد کی ہے انہوں نے صلح سے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے یعنی ہمیشہ ذکر کرتے رہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے کہا مازری نے اور شاید علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نہیں مشورہ لیا ان سے بڑے بڑے کاموں میں جن میں ایسے آدمی سے مشورہ لینا واجب تھا یا اشارہ کیا اس کی طرف کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان سے عقد خلافت میں پہلے مشورہ نہیں لیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عذر یہ ہے وہ ڈرے کہ اگر بیعت میں دیر ہوئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی اختلاف پیدا ہو واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی تھی انصار سے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیچ حدیث سقیفہ کے پس نہ انتظار کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کا اور یہ جو کہا اُن مالوں سے یعنی جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا از مین خیبر وغیرہ سے اور مدینے میں جو اللہ نے آپ کو عطا کیا وہ بنی نضیر اور قریظہ کی زمین تھی کہا قرطبی نے جو غور کرے اس چیز میں کہ واقع ہوئی درمیان علی رضی اللہ عنہ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باہم عتاب اور عذر کرنے سے اور اس چیز کو کہ بغل گیر ہے یہ انصاف کو تو پہچان لے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کی بزرگی کا اقرار کرتے تھے اور یہ کہ دل ان کے متفق تھا اوپر تعظیم اور محبت کے اگرچہ طبع بشری بھی کبھی غالب ہو جاتی تھی لیکن دیانت اس کو رد کرتی ہے اور البتہ تمسک کیا ہے رافضیوں نے ساتھ پیچھے رہنے علی رضی اللہ عنہ کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت

سے یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں اور ان کا ہذیان اس میں مشہور ہے اور اس حدیث میں وہ چیز ہے جو ان کی حجت کو دفع کرتی ہے اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ابتداء امر میں بیعت کی تھی اور صحیح کہا ہے اس حدیث کو ابن حبان وغیرہ نے اور مسلم میں زہری سے واقع ہوا ہے کہ ایک مرد نے اس سے کہا کہ نہیں بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہاں تک کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں زہری نے کہا نہیں اور نہ کسی نے بنی ہاشم میں سے لیکن ضعیف کہا ہے اس حدیث کو بیہقی نے ساتھ اس طور کے کہ زہری نے اس کو مسند نہیں کیا اور روایت موصولہ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے صحیح تر ہے اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے بایں طور کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دوبارہ بیعت کی واسطے پکا کرنے پہلی بیعت کے واسطے دور کرنے اس چیز کے کہ واقع ہوئی بہ سبب میراث کے جیسا کہ پہلے گزرا اور بنا بریں اس کے پس محمول ہوگا قول زہری کا کہ نہیں بیعت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ان دنوں میں اوپر ارادے ملازمت کے واسطے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اور حاضر ہونے کے نزدیک ان کے اور وہ چیز کہ مانند اس کے ہے اس واسطے کہ ایسے آدمی کا ایسے آدمی کی ملاقات کو ترک کرنا وہم دلاتا ہے ناواقف آدمی کو کہ وہ بہ سبب ناراض ہونے اس کے ہے ساتھ خلافت اس کی کے پس مطلق بولا جس نے اس کو مطلق بولا اور اسی سبب سے ظاہر کی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے وہ بیعت جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مرنے کے بعد واقع ہوئی واسطے دور کرنے اس شبہے کے۔ (فتح)

٣٩١٤۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَرَمِیٌّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُمَارَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا الْاٰنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ.

٣٩١٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہم نے کہا کہ اب ہم کھجوروں سے پیٹ بھریں گے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ خیبر میں کھجوروں کے بہت درخت ہیں اور اس میں اشارہ ہے کہ وہ اس کے فتح ہونے سے پہلے تنگ گزران تھے اسی واسطے ان کو اتنی خوشی ہوئی۔

٣٩١٥۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا شَبِعْنَا حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ.

٣٩١٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ نہیں کھایا ہم نے پیٹ بھر کے یہاں تک کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا۔

فائدہ: یہ حدیث تائید کرتی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کو جو اس سے پہلے ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْتِعْمَالِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حاکم بنانا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر والوں پر۔

وَسَلَّمَ عَلٰى أَهْلِ خَيْبَرَ.

فائدہ: یعنی فتح ہونے کے بعد اس کے پھلوں کو بڑھانے کے واسطے۔

۳۹۱۶۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآئَهُ بِتَمْرٍ جَنِيبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَنَأْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِالصَّاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيبًا وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ سَعِيدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَا بَنِي عَدِيٍّ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلٰى خَيْبَرَ فَأَمَّرَهُ عَلَيْهَا وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ مِثْلَهُ.

۳۹۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو خیبر کا حاکم کر کے بھیجا سو وہ عمدہ قسم کی کھجور جس کو جنیب کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا خیبر کی سب کھجوریں ایسی عمدہ ہوتی ہیں؟ اس نے کہا نہیں قسم ہے اللہ کی یا حضرت! بلکہ ہم ناقص کھجور دو صاع دے کر ایک صاع عمدہ کھجور لیتے ہیں اور تین صاع دے کر دو صاع لیتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کر بلکہ ناقص کھجور کو چاندی کے درہموں سے بیچ ڈالا کر پھر درہموں سے عمدہ قسم کی کھجور خرید لیا کر اور کہا عبدالعزیز نے عبدالمجید سے اس نے روایت کی سعید سے کہ حدیث بیان کی اس سے ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عدی کے بھائی کو کہ انصار میں سے ہے خیبر کی طرف سو اس کو خیبر کا حاکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بیوع کے اخیر میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مُعَامَلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ خَيْبَرَ.

باب ہے بیان میں معاملہ کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر والوں سے۔

۳۹۱۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۹۱۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین اور درخت یہود کو دیئے اس پر کہ اس میں محنت کریں اور کھیتی کریں اور ان کے واسطے آدھا

وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ أَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا.

حصہ اس چیز کا ہے جو اس سے پیدا ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مزارعت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الشَّاةِ الَّتِيْ سُمَّتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس بکری کے کہ زہر ڈالی گئی بیچ اس کے واسطے حضرت ﷺ کے خیبر میں روایت کیا ہے اس مضمون کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس نے روایت کی ہے حضرت ﷺ سے

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو حضرت ﷺ کی وفات میں مذکور ہے اور اس کا ذکر وہاں آئے گا۔

۳۹۱۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيْهَا سُمٌّ.

۳۹۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو ہدیہ بھیجی گئی واسطے حضرت ﷺ کے ایک بکری جس میں زہر ملی تھی۔

فائدہ: یہاں یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث جزیہ کے اخیر میں گزر چکی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جمع کرو واسطے میرے جو یہود یہاں رہتے ہیں اور اس کی شرح طب میں آئے گی اور کہا ابن اسحاق نے کہ جب فتح خیبر کے بعد حضرت ﷺ کو اطمینان ہوا تو زینب حارث کی بیٹی نے آپ کے واسطے ایک بکری بھنی ہوئی تحفہ بھیجی اور اس نے کسی سے پوچھا تھا کہ بکری کا کون عضو آپ ﷺ کو زیادہ تر محبوب ہے؟ کہا گیا کہ بکری کا ہاتھ تو اس نے اس میں بہت زہر ڈالی سو جب حضرت ﷺ نے بکری کا ہاتھ لیا تو اس سے ایک بوٹی لے کر منہ میں چبائی اور اس کو نہ نگلا اور کھایا یا ساتھ آپ کے بشر بن براء نے اس سے ایک لقمہ نگلا پس ذکر کیا قصہ اور یہ کہ حضرت ﷺ نے اس سے درگزر کی اور بشر اس کے سبب سے مرگیا بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک یہودی عورت نے حضرت ﷺ کے واسطے ایک زہر دار بکری تحفہ بھیجی حضرت ﷺ نے اس سے کھایا اور اپنے اصحاب کو اس سے کھلایا اور اصحاب سے فرمایا کہ باز رہو اس واسطے کہ اس میں زہر ہے اور حضرت ﷺ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو نے اس میں زہر کیوں ملایا اس کا کیا باعث ہے؟ اس نے کہا میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اگر تو پیغمبر ہوگا تو اللہ تجھ کو اطلاع دے گا اور اگر تو (معاذ اللہ) جھوٹا ہوگا تو لوگ تجھ سے آرام پائیں گے کہا زہری نے وہ مسلمان ہوگئی حضرت ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا کہا معمر نے اور لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کو مار ڈالا تھا

کہا بیہقی نے احتمال ہے کہ پہلے اس کو چھوڑ دیا ہو پھر جب بشر اس کے لقمے سے مر گیا تو حضرت ﷺ نے اس کو مار ڈالا اور ساتھ اس کے جواب دیا ہے سہیلی نے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس واسطے چھوڑ دیا تھا کہ آپ اپنی ذات کے واسطے کسی سے بدلا نہیں لیتے تھے پھر اس کو بشر کے قصاص میں مار ڈالا۔ میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ پہلے اس کو اس واسطے چھوڑا ہو کہ وہ مسلمان ہوگئی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اس کے قتل میں دیر کی بشر کے مرنے تک اس واسطے کہ اس کے مرنے سے تحقیق ہوا واجب ہونا قصاص کا ساتھ شرط اس کی کے اور واقدی نے زہری سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ تو نے اس میں زہر کیوں ڈالی ہے؟ اس نے کہا کہ تم نے میرے باپ اور چچا اور خاوند اور بھائی کو قتل کیا اور اس کے خاوند کا نام سلام بن مشکم تھا اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ وہ مرحب کی بھتیجی تھی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس عورت نے کہا کہ اب مجھ کو ظاہر ہوا کہ آپ بیشک سچے ہیں اور میں گواہ کرتی ہوں آپ کو اور سب حاضرین کو کہ میں آپ کے دین پر ہوں اور یہ کہ نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور البتہ شامل ہوا ہے قصہ خیبر کا بہت حکموں پر ایک حکم ان میں سے جائز ہونا قتال کفار کا ہے حرام کے مہینوں میں اور لوٹنا اس شخص کا کہ جس کو دعوت اسلام کی پہنچ چکی ہو بغیر ڈرانے کے اور بانٹنا غنیمت کا حصوں پر اور کھانا اس کھانے کا جو مشرکین سے پایا جائے بانٹنے سے پہلے واسطے اس کے جو اس کا محتاج ہو اس شرط سے کہ اس کو جمع نہ کرے اور نہ کسی اور کو دے اور مدد لشکر کی جب حاضر ہو بعد موقوف ہونے لڑائی کے اس کو حصہ دیا جائے اگر راضی ہو لشکر جیسا کہ واقع ہوا واسطے جعفر اور اشعریوں کے اور جب کہ لشکر راضی نہ ہو تو اس کو حصہ نہ دیا جائے جیسا کہ واقع ہوا واسطے ابان بن سعید اور اس کے ساتھیوں کے اور ساتھ اس کے تطبیق ہوتی ہے درمیان حدیثوں کے اور ان میں سے ایک حکم گھر کے پلے ہوئے گدھوں کے گوشت کا حرام کرنا ہے اور جس چیز کا گوشت کھانا حلال نہ ہو ذبح کرنے سے پاک نہیں ہوتا اور حرام کرنا عورتوں کے متعہ کا اور جائز ہونا مساقات اور مزارعت کا یعنی بٹائی پر زمین دینا اور آدھا یا تہائی چوتھائی کا حصہ ٹھہرا لینا اور ثابت ہوتا ہے عقد صلح اور پیمان کا اُن لوگوں سے جن پر بدگمانی ہو اور یہ کہ جو مخالفت کرے ذمی کافروں میں سے اس چیز کو کہ شرط کی گئی ہے اوپر اس کے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے اور اس کا خون معاف ہے یعنی اگر اس کو کوئی مسلمان مار ڈالے تو اس پر قصاص نہیں آتا اور یہ کہ اگر کوئی شخص غنیمت میں سے کچھ چیز لے تقسیم ہونے سے پہلے تو وہ اس کا مالک نہیں ہوتا اگرچہ اس کے حق سے کم ہو اور یہ کہ امام کو اختیار ہے بیچ اس زمین کے جو قہر اور غلبے سے فتح ہو کہ چاہے اس کو تقسیم کرے یا نہ کرے اور یہ کہ جائز ہے جلا وطن کرنا اہل ذمہ کا جب کہ ان کی کچھ حاجت نہ ہو اور یہ کہ جائز ہے شادی کرنی ساتھ بیوی کے سفر میں اور کھانا اہل کتاب کے کھانوں سے اور قبول کرنا تحفے ان کے کا ہے اور اکثر یہ احکام اپنے بابوں میں مذکور ہیں، واللہ الهادی للصواب۔

بَابُ غَزْوَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ. — باب ہے بیان میں جنگ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے۔

فائدہ: زید رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے آزاد کیے ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے باپ تھے۔

۳۹۱۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلٰى قَوْمٍ فَطَعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلِهٖ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ خَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهٗ.

۳۹۱۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک قوم پر سردار کیا تو بعض لوگوں نے اس کی سرداری میں طعن کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ کرتے ہو اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں تو البتہ تم تو اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعنہ کرتے تھے اس سے پہلے اور قسم ہے اللہ کی البتہ زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور وہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا اور البتہ یہ اسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی کے اخیر میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے سو تم تو اس کے باپ کی سرداری میں بھی طعنہ کرتے تھے اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگیں کیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ہم پر سردار کرتے تھے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو طبرانی وغیرہ نے اس میں سے ساتویں جنگ بنی فزارہ کے چند لوگوں کی طرف تھی اور اس کا بیان یوں ہے کہ زید رضی اللہ عنہ اس سے پہلے تجارت کے واسطے نکلا تھا سو بنی فزارہ کے چند لوگ اس پر دوڑے سو انہوں نے اس کا سب اسباب چھین لیا اور اس کو مارا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ لشکر دیا سو زید رضی اللہ عنہ ان پر غالب ہوا اور ام فرقہ کو مار ڈالا وہ ایک عورت تھی اس کا نام فاطمہ تھا ربیعہ کی بیٹی تھی اس کے خاوند کا نام مالک تھا اور وہ ان میں سردار تھی پس کہتے ہیں کہ زید رضی اللہ عنہ نے اس کو دو گھوڑوں کی دم سے باندھ کر گھسیٹا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی اور اس کی بیٹی بڑی خوبصورت تھی وہ قید ہوئی اور شاید یہی جنگ مراد ہے بخاری کی۔ (فتح)

بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ. — باب ہے بیان میں عمرہ قضا کے۔

فائدہ: اگر کوئی سوال کرے کہ یہ عمرہ ہے اس کو جنگوں میں کیوں ذکر کیا تو کہا علماء نے کہ اس کو جنگ کہنے کی یہ وجہ ہے جو ذکر کی ہے موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ابن شہاب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نکلے تیار ہو کر ساتھ ہتھیاروں اور لڑنے والوں کے واسطے اس خوف کے کہ قریش سے دغا واقع ہو یہ خبر قریش کو پہنچی وہ گھبرا گئے سو مکرز (قریش کا وکیل) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آ ملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خبر دی کہ ہم اپنی شرط پر قائم ہیں اور یہ کہ نہ داخل ہوں گے ہم

مکہ میں ساتھ ہتھیاروں کے مگر ساتھ تلواروں کے ان کے غلافوں میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہم نکلے ہیں اس شکل سے واسطے احتیاط کے تو مکرز کو یقین ہوا حضرت ﷺ ہتھیاروں کو ایک جماعت اصحاب کے ساتھ حرم سے باہر چھوڑ گئے یہاں تک کہ پھریں اور نہیں لازم آتا بولنے جنگ کے سے واقع ہونا لڑائی کا اور کہا ابن اثیر نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ داخل کیا ہے بخاری نے عمرہ قضا کو مغازی میں اس واسطے کہ اس کا سبب جنگ حدیبیہ تھا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ سبب نام رکھنے اس کے ساتھ عمرہ قضا کے یعنی اس کا نام عمرہ قضا کیوں رکھا گیا سو بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ چیز ہے جو واقع ہوئی مقاضاۃ سے درمیان مشرکین اور مسلمانوں کے صلح نامہ سے جو ان کے درمیان حدیبیہ میں لکھا گیا پس مراد ساتھ قضا کے فیصلہ ہے جس پر صلح واقع ہوئی اور اسی واسطے کہا جاتا ہے اس کو عمرہ قضیہ کہا اہل لغت نے **قاضی فلانا عاهده** یعنی قاضی فلانا کے معنی ہیں عہد کیا فلاں سے **وقاضاه عاوضه** یعنی اور قاضی کے معنی یہ بھی ہیں کہ اس کو معاوضہ دیا پس احتمال ہے کہ نام رکھنا اس کا ساتھ اس کے واسطے دو امروں کے ہو کہا ہے اس کو عیاض نے اور ترجیح دیتا ہے دوسری وجہ کو نام رکھنا اس کا قصاص اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمَاتُ قِصَاصٌ﴾ سہیلی نے کہا کہ نام رکھنا اس کا عمرہ قصاص اولیٰ ہے اس واسطے کہ یہ آیت اس کے حق میں اتری۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابن جریر وغیرہ نے مجاہد سے اور اسی طرح مروی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا سہیلی نے کہ نام رکھا گیا عمرہ قضا اس واسطے کہ صلح کی اس میں حضرت ﷺ نے قریش سے نہ اس واسطے کہ وہ قضا ہے اس عمرے سے جس سے روکے گئے اس واسطے کہ وہ فاسد نہیں ہوا تھا کہ اس کی قضا واجب ہو بلکہ پورا عمرہ تھا اسی واسطے علماء نے حضرت ﷺ کے چار عمرے گنے ہیں جیسے کہ پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی حج میں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ بلکہ یہ عمرہ پہلے عمرے سے قضا تھا اور گنا گیا عمرہ حدیبیہ کا عمروں میں واسطے ثابت ہونے اجر کے بیچ اس کے نہ اس لیے کہ وہ کامل ہو گیا تھا اور یہ خلاف مبنی ہے اوپر اختلاف کے بیچ واجب ہونے قضا کے اس شخص پر جو عمرے کا احرام باندھے اور خانے کعبے میں جانے سے روکا جائے پس کہا جمہور نے کہ واجب ہے اس پر قربانی اور نہیں قضا اوپر اس کے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے عکس اس کا ہے اور احمد سے ایک روایت میں ہے کہ نہ اس پر قربانی لازم ہے اور نہ قضا اور ایک روایت میں ہے کہ لازم ہے اس پر قربانی اور قضا اور جمہور کی حجت یہ آیت ہے ﴿فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ﴾ یعنی اگر تم روکے جاؤ تو جو میسر ہو ہدی سے، اور حجت ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ عمرہ لازم ہو جاتا ہے ساتھ شروع کرنے کے پس جب روکا جائے تو جائز ہے واسطے اس کے تاخیر کرنا اس کا یعنی جائز ہے اس کو ادا کرنا ساتھ دیر کے پس جب روکنا دور ہوا اور راہ کھل جائے تو اس کو ادا کرے اور نہیں لازم آتا حلال ہونے سے درمیان دو احراموں کے ساقط ہونا قضا کا اور جو اس کو واجب کرتا ہے اس کی حجت وہ چیز ہے جو واقع ہوئی واسطے اصحاب کے اس واسطے کہ انہوں نے قربانیوں کو ذبح کیا

جس جگہ میں روکے گئے اور عمرہ کیا آئندہ سال میں اور قربانی کے جانور اپنے ساتھ ہانک لائے اور جو اس کو واجب نہیں کہتا اس کی حجت یہ ہے کہ حلال ہونا ان کا ساتھ حصر کے نہیں موقوف ہے اوپر ذبح کرنے قربانی کے بلکہ جس کے ساتھ قربانی تھی اس سے فرمایا کہ اس کو ذبح کرے اور جس کے ساتھ قربانی نہیں تھی اس کو حکم دیا کہ سر منڈوائے کہا ابن اسحاق نے کہ نکلے حضرت ﷺ ذی قعدہ میں مثل اس مہینے کے جس میں مشرکوں نے حضرت ﷺ کو روکا تھا عمرہ قضا کا احرام باندھ کر بدلے اس عمرے کے جس سے روکے گئے تھے اسی طرح ذکر کیا ہے اہل مغازی نے کہ حضرت ﷺ عمرہ قضا کی طرف ذی قعدہ میں نکلے اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمرہ قضیہ ذی قعدہ میں تھا اور کہا حاکم نے اکلیل میں کہ حدیثیں اس باب میں متواتر وارد ہوئی ہیں کہ جب ذی قعدہ کا چاند نظر آیا تو حضرت ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ اپنی قضا عمرے کے واسطے احرام باندھیں اور یہ کہ نہ پیچھے رہے کوئی ان میں سے جو حدیبیہ میں حاضر ہوا سو سب لوگ نکلے مگر جو شہید ہوا اور ان کے سوائے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ عمرے کو نکلے پس تھی گنتی ان کی دو ہزار سوائے عورتوں کے اور لڑکوں کے اور اس کا نام عمرہ صلح بھی رکھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تو اس کے چار نام ہوئے قضا اور قضیہ اور قصاص اور صلح۔ (فتح)

ذَكَرَهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

یعنی ذکر کیا ہے اس کو انس رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے۔

فائدہ: مراد ساتھ اس کے وہ حدیث ہے جس کو عبدالرزاق نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ داخل ہوئے حضرت ﷺ کے میں عمرہ قضا میں۔

۳۹۲۰۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبٰى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا لَا نُقِرُّ لَكَ بِهٰذَا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَّلٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ أَنَا رَسُوْلُ

۳۹۲۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذی قعدہ میں عمرے کا قصد کیا یعنی چھٹے سال ہجری میں سو کفار مکہ نے آپ کو کے میں جانے سے روکا اور کہا کہ ہم آپ کو کے میں نہیں جانے دیں گے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے ان سے صلح کی اس پر کہ آپ ﷺ کے میں تین دن ٹھہریں یعنی آئندہ سال کو سو جب انہوں نے صلح نامہ لکھا یعنی اس کے لکھنے کا ارادہ کیا تو لکھا یہ یعنی مافی الذہن وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد ﷺ اللہ کے رسول نے کفار قریش نے کہا کہ ہم اس کا اقرار نہیں کرتے کہ تو اللہ کا رسول ہے اور اگر ہم جانتے کہ تو اللہ کا رسول ہے تو ہم تجھ کو کسی چیز سے منع نہ کرتے لیکن تو

اللّٰهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ امْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللّٰهِ لَا أَمْحُوْكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَّا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَّتْبَعَهُ وَأَنْ لَّا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهٖ أَحَدًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِيْ يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَّزَيْدٌ وَّجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا وَقَالَ عَلِيٌّ أَلَا تَتَزَوَّجُ بِنْتَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ.

محمد ﷺ بیٹا عبداللہ کا ہے یعنی لکھ یہ وہ چیز ہے جس پر صلح کی محمد بن عبداللہ نے حضرت ﷺ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد ﷺ بیٹا عبداللہ کا ہوں یعنی دونوں صفتیں آپس میں لازم ہیں جدا نہیں ہوتیں برابر ہیں کہ دونوں ذکر کی جائیں یا ایک پھر آپ ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دے، علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ سو حضرت ﷺ نے صلح نامہ لیا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اور حالانکہ حضرت ﷺ خوب نہیں لکھنا جانتے تھے سو حضرت ﷺ نے لکھا، یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد ﷺ بن عبداللہ نے کہ مکے میں ہتھیاروں کو نہ لائیں مگر اس طرح کہ تلواریں غلافوں میں ہوں اور یہ کہ مکے والوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں اگر کوئی ارادہ کرے کہ آپ ﷺ کے ساتھ جائے اور یہ کہ اگر کوئی آپ کے اصحاب میں سے مکے میں رہنا چاہے تو اس کو منع نہ کریں سو جب حضرت ﷺ (آئندہ سال کو) مکے میں داخل ہوئے اور مدت گزر گئی یعنی ٹھہرنے کی کہ تین دن قرار پائی تھی تو کفار قریش حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے ساتھی سے کہہ یعنی حضرت ﷺ کو کہ ہمارے شہر سے یعنی مکے سے نکلو کہ البتہ مدت گزر گئی سو حضرت ﷺ مکے سے نکلے سو حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی آپ ﷺ کے ساتھ ہوئی پکارتی تھی اے چچا اے چچا! سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے اس کو لیا اور اس کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لے اپنے چچا کی بیٹی کو سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کجاوے میں اٹھایا سو علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اس کی پرورش میں جھگڑے یعنی ہر ایک چاہتا تھا کہ اس کو میں پالوں حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس کو لیتا

ہوں اور حالانکہ وہ میری چچیری بہن ہے، جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری چچیری بہن ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں ہے اور زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری بھتیجی ہے سو حکم دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ واسطے خالہ اس کی کے اور فرمایا کہ خالہ بمقام ماں کے ہے اور علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں اور جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہے اور زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی اور ہمارا آزاد کردہ ہے علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح نہیں کرتے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی مجھ پر حلال نہیں کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب انہوں نے صلح نامہ لکھا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکھو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو سہیل (کافروں کے وکیل) نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کیا چیز ہے لیکن جو ہم پہچانتے ہیں بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اور یہ جو علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس کو نہیں مٹاؤں گا تو شاید انہوں نے سمجھا ہوگا کہ یہ امر ایجاب کے واسطے نہیں اسی واسطے باز رہے اس کے بجا لانے سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھ کو دکھلا حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے آپ کو دکھلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے ہاتھ سے مٹایا اور نسائی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ خبردار ہو تیرے ساتھ بھی یہی معاملہ واقع ہوگا اور تو اس کو کرے گا لاچار ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ واقع ہوئی واسطے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے دن دونوں منصفوں کے سو اسی طرح واقع ہوا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوب لکھ نہیں سکتے تھے تو احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی جگہ قَاضٰی عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ لکھا اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ ظاہر اس روایت کے ابو الولید باجی نے سو اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے لکھا بعد اس کے کہ خوب نہ لکھنا جانتے تھے سو اندلس کے علماء نے اس کو اس زمانے میں برا کہا اور اس کو زندیق ٹھہرایا اور کہا کہ یہ قول اس کا قرآن کے مخالف ہے سو حاکم وقت نے ان کو جمع کیا تو غالب ہوا ابو الولید اوپر ان کے ساتھ اس چیز کے کہ تھی نزدیک اس کے معرفت سے اور حاکم سے کہا کہ یہ قرآن کے مخالف نہیں بلکہ لیا جاتا ہے قرآن کے مفہوم سے اس واسطے کہ وہ قید ہے

نفی کے ساتھ اس چیز کے کہ قرآن کے اترنے سے پہلے ہے پس اللہ نے فرمایا ﴿وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْ مِنْ قَبْلِهٖ وَلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ﴾ یعنی نہ تھا تو پڑھتا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے اور اس کے بعد کہ ثابت ہوا امی ہونا آنحضرت ﷺ کا اور قرار پایا ساتھ اس کے معجزہ آپ کا اور بے خوف ہوئے شک سے بیچ اس کے تو نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ پہچانیں کتابت کو اس کے بعد بغیر تعلیم کے پس یہ اور معجزہ ہوگا اور کہا ابن دحیہ نے کہ ایک جماعت علماء کی ابوالولید کو اس میں موافق ہوئے ہیں اور اسی طرح روایت ہے مجاہد وغیرہ سے کہ حضرت ﷺ نے لکھا بعد اترنے قرآن کے اوپر آپ کے کہا عیاض نے کہ وارد ہوئے ہیں آثار جو دلالت کرتے ہیں اوپر پہچاننے حروف خط کے اور خوب تصویر ان کی کے اور وہ آثار اگرچہ ان سے ثابت نہیں کہ حضرت ﷺ نے لکھا ہے لیکن نہیں بعید ہے کہ آپ کو لکھنے کا علم دیا گیا ہو اس واسطے کہ آپ کو ہر چیز دی گئی ہے اور جواب دیا ہے جمہور نے اس کے ساتھ کہ یہ حدیثیں ضعیف ہیں اور قصے حدیبیہ سے کہ قصہ ایک ہے اور کاتب اس میں علی رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ تصریح کی ہے مسور کی حدیث میں کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہی نے صلح نامہ لکھا تھا اور کتب کے معنی ہیں کہ حکم کیا ساتھ لکھنے کے اور یہ بہت ہے حدیثوں میں جیسا کہ کَتَبَ الی قیصر و کتب الی کسری یعنی لکھا یعنی حکم دیا لکھنے کا قیصر اور کسریٰ کی طرف اور یا اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو مٹایا پھر علی رضی اللہ عنہ کو دیا سو علی رضی اللہ عنہ نے لکھا اور اگر اس کو اپنے ظاہر پر محمول کیا جائے تو نہیں لازم آتا لکھنے اسم مبارک کے سے اس دن میں حالانکہ آپ خوب نہ لکھنا جانتے تھے یہ کہ لکھنے کے عالم ہوں اور امی نہ رہیں اس واسطے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ لکھنا نہیں جانتے لیکن بعض لفظوں کی صورت کو پہچانتے ہیں اور ان کو اپنے ہاتھ سے خوب لکھنا جانتے ہیں خاص کر ناموں کو اور نہیں نکلتا وہ ساتھ اس کے امی ہونے سے مثل بہت بادشاہوں کے اور احتمال ہے کہ جاری ہوا ہو ہاتھ آپ ﷺ کا ساتھ لکھنے کے اس وقت اور حالانکہ آپ لکھنا نہیں جانتے تھے پس نکلا مکتوب موافق مراد کے پس ہوگا معجزہ دوسرا اس وقت میں خاص کر اور نہیں نکلتے ساتھ اس کے اپنے امی ہونے سے اور ساتھ اسی کے جواب دیا ہے ابوجعفر سمنانی نے جو ایک امام اصول کے ہیں اشاعرہ میں سے اور تابع ہوا ہے اس کا ابن جوزی اور کہا سہیلی نے کہ اس پر یہ شبہ آتا ہے کہ اندریں صورت حضرت ﷺ امی نہیں رہتے حالانکہ آپ امی ہیں اور سہیلی کے اس قول میں بڑی نظر ہے یعنی یہ قول اس کا ٹھیک نہیں ہے اور یہ جو کہا کہ جب مدت گزر گئی یعنی گزرنے کے قریب ہوئی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نکلے تو ایک روایت میں ہے کہ جب چوتھا دن ہوا تو سہیل اور حویطب آپ ﷺ کے پاس آئے سو دونوں نے کہا کہ ہم تم کو اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ تم ہماری زمین سے نکل جاؤ سو رد کیا اس پر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے تو حضرت ﷺ نے اس کو چپ کرایا اور کوچ کا حکم دیا اور حاکم کی روایت میں ہے کہ شاید حضرت ﷺ داخل ہوئے تھے اول دن میں پس نہ پورے ہوئے تین دن مگر بیچ مانند اس وقت کے چوتھے دن سے جس میں داخل ہوئے تھے

ساتھ تلفیق کے یعنی کچھ پہلے دن سے لیا اور کچھ چوتھے دن سے لے کر تیسرا دن پورا کیا اور حضرت ﷺ اول دن میں آئے تھے قریب آنے اس وقت کے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا نام عمارہ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے حمزہ رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھائی بنایا تھا اور عمارہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی اپنی ماں کے ساتھ مکے میں تھی اور یہ جو اس نے کہا اے چچا! اے چچا! تو گویا اس نے خطاب کیا حضرت ﷺ کو اس کے ساتھ واسطے تعظیم آپ کی کے نہیں تو وہ حضرت ﷺ کے چچا کی بیٹی ہے یا بہ نسبت اس کے کہ اگرچہ نسبت میں آپ کے چچا کی بیٹی تھی لیکن حمزہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے اور تحقیق برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس کے اوپر ساتھ قول اس کے واسطے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہ اپنی چچیری بہن کو لے اور یہ جو کہا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ جھگڑے تو تھا جھگڑنا ان کا اس کے بعد کہ مدینے میں آئے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تجھ کو کس نے نکالا؟ کہا کہ ایک مرد نے آپ کے گھر والوں سے اور نہیں حکم کیا تھا حضرت ﷺ نے ساتھ نکلنے اس کی کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ برقرار رکھا ان کو حضرت ﷺ نے اس کے لینے پر باوجودیکہ حضرت ﷺ نے مشرکین سے شرط کی تھی کہ مکے والوں میں کسی کو ساتھ نہ لے جائیں گے اگر کوئی نکلنا چاہے اس واسطے کہ انہوں نے اس کو طلب نہ کیا اور نیز پہلے گزر چکا ہے شروط میں اور آئندہ بھی آئے گا کہ مسلمان عورتیں اس عہد میں داخل نہیں تھیں لیکن اترا قرآن اس میں بعد پھرنے ان کے طرف مدینے کی اور ایک روایت میں ہے کہ جھگڑنے کے ساتھ ان کی آوازیں بلند ہوئیں سو حضرت ﷺ نیند سے جاگے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری چچیری بہن ہے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میرے نکاح میں حضرت ﷺ کی بیٹی ہے اور وہ اس کی زیادہ تر حق دار ہے اور واسطے ہر ایک کے ان تینوں میں سے شبہ تھا رہے زید رضی اللہ عنہ پس واسطے بھائی ہونے کے جس کو ذکر کیا اور اس واسطے کہ اسی نے اس کو پہلے مکے سے نکالا تھا اور اسی طرح علی رضی اللہ عنہ پس اس واسطے کہ وہ اس کے چچیرے بھائی تھے اور اٹھایا اس کو ساتھ بیوی اپنی کے یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اور اسی طرح جعفر رضی اللہ عنہ پس اس واسطے کہ وہ اس کے چچیرے بھائی تھے اور اس کی خالہ ان کے نکاح میں تھی پس ترجیح پائے گی یہی جانب جعفر رضی اللہ عنہ کی ساتھ جمع ہونے قرابت مرد اور عورت کے اس سے سوائے دوسروں کے اور یہ جو کہا کہ خالہ یعنی ماں کی بہن بمقام ماں کے ہے یعنی اس حکم خاص میں اس واسطے کہ وہ قریب ہوتی ہے مہربانی اور شفقت میں اور ہے بیچ اس کے واسطے اس شخص کے کہ گمان کرتا ہے کہ خالہ وارث ہوتی ہے بھانجی کی اس واسطے کہ ماں وارث ہوتی ہے اور یہ جو ایک روایت میں ہے کہ خالہ ماں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ بمقام ماں کے ہے نہ یہ کہ وہ حقیقی ماں ہے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ خالہ پرورش میں مقدم ہے پھوپھی پر اس واسطے کہ صفیہ عبدالمطلب کی بیٹی یعنی اس لڑکی کی پھوپھی اس وقت موجود تھیں اور جب مقدم کی گئی خالہ پھوپھی پر باوجودیکہ وہ قریب تر ہے سب عصبوں میں عورتوں میں سے تو مقدم ہوگی اس کے غیر پر بطریق اولیٰ اور لیا جاتا ہے

اس سے مقدم کرنا ماں کی قرابتوں کا باپ کی قرابتوں پر اور احمد سے روایت ہے کہ پھوپھی مقدم ہے خالہ پر پرورش میں اور جواب دیا گیا ہے اس قصے سے کہ پھوپھی نے پرورش طلب نہیں کی اور اگر کہا جائے کہ خالہ نے بھی طلب نہیں کی تو کہا جائے گا کہ اس کے خاوند نے تو طلب کی تھی پس جس طرح کہ جائز ہے واسطے قرابتی پروردوں کے یہ کہ منع کرے پرورده کو جب کہ وہ نکاح کرے پس اسی طرح جائز ہے واسطے خاوند کے بھی کہ منع کرے اس کو لینے اس کے سے پس جب واقع ہوئی رضا تو ساقط ہوا حرج اور اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں تعظیم ناطہ جوڑنے کی ساتھ اس طور کے کہ واقع ہوا جھگڑا درمیان بڑوں کے بیچ پہنچنے کی طرف اس کے اور یہ کہ حاکم بیان کرے دلیل حکم کی واسطے جھگڑنے والے کے اور یہ کہ خصم اپنی حجت بیان کرے اور یہ کہ پرورش کرنے والی عورت جب نکاح کرے ساتھ قریبی پروردوں کے تو اس کی پرورش کا حق ساقط نہیں ہوتا جب کہ پرورش کی گئی عورت ہو واسطے لینے کے ساتھ ظاہر اس حدیث کے کہا ہے اس کو احمد نے اور نیز اس سے روایت ہے کہ نہیں فرق ہے درمیان عورت اور مرد کے اور نہیں شرط ہے کہ محرم ہو لیکن شرط ہے کہ ہو امن میں اور لڑکی کو شہوت نہ ہو اور نہیں ساقط ہوتا حق پرورش کا مگر جب کہ نکاح کرے اجنبی سے اور معروف شافعیہ اور مالکیہ سے شرط ہے ہونا خاوند کا دادا پروردوں کا اور جواب دیا ہے انہوں نے اس قصے سے بایں طور کہ پھوپھی نے پرورش طلب نہیں کی تھی اور یہ کہ راضی ہوا تھا خاوند ساتھ ٹھہرنے اس کی کے نزدیک اس کے اور ہر وہ شخص کہ طلب کی پرورش اس کی واسطے اس کے تھی نکاح میں پس ترجیح پائی جعفر کی جانب نے اس واسطے کہ اس نے اس کی خالہ سے نکاح کیا تھا اور یہ جو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرا اور میں تیرا ہوں یعنی نسب میں اور دامادی میں اور پہلے مسلمان ہونے میں اور محبت میں اور سوائے اس کے اور نہیں مراد ہے محض قرابت نہیں تو جعفر رضی اللہ عنہ بھی اس میں ان کا شریک ہے اور یہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میری صورت اور سیرت میں مشابہ ہے تو اس میں جعفر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور صورت میں تو اور اصحاب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے یعنی جعفر رضی اللہ عنہ کے سوا اور بھی بہت اصحاب تھے جن کی صورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتی تھی اور وہ دس سے زیادہ ہیں ان میں سے ہیں حسنین اور فاطمہ رضی اللہ عنہم اور لیکن مشابہ ہونا خصلت اور سیرت میں پس یہ خصوصیت ہے واسطے جعفر رضی اللہ عنہ کے مگر یہ کہ کہا جائے کہ حاصل ہوا ہے مثل اس کی واسطے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وہ چیز ہے جو اس کو چاہتی ہے لیکن یہ صریح نہیں جیسا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور یہ بڑی فضیلت ہے واسطے جعفر رضی اللہ عنہ کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ﴿اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہے یعنی ایمان میں اور ہمارا مولا ہے یعنی اس جہت سے کہ آپ نے اس کو آزاد کیا تھا اور پہلے گزر چکا ہے کہ مولیٰ قوم کا قوم میں سے ہے پس واقع ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خوش کرنا سب کے دلوں کا اگرچہ جعفر رضی اللہ عنہ کے واسطے حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کا حکم کیا اور حاصل اس کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درحقیقت حکم

خالہ کے واسطے کیا تھا اور جعفر رضی اللہ عنہ تابع ہے واسطے اس کے اس واسطے کہ تھا وہ قائم بیچ طلب کرنے کے واسطے اس کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر وہ لڑکی ہمیشہ جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس رہی یہاں تک کہ شہید ہوا سو وصیت کی جعفر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ کی طرف پھر وہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس رہی یہاں تک کہ بالغ ہوئی سو علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہا کہ آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح کیجیے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے اور رضاعت کی بحث نکاح کے ابتدا میں آئے گی۔ (فتح)

۳۹۲۱۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهٗ وَحَلَقَ رَأْسَهٗ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلٰى أَنْ يَّعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ سِلَاحًا عَلَيْهِمْ إِلَّا سُيُوْفًا وَّلَا يُقِيْمَ بِهَا إِلَّا مَا أَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا أَنْ أَقَامَ بِهَا ثَلَاثًا أَمَرُوْهُ أَنْ يَّخْرُجَ فَخَرَجَ.

۳۹۲۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عمرے کے واسطے نکلے تو کفار قریش آپ ﷺ کے اور خانے کعبے کے درمیان حائل ہوئے یعنی مانع ہوئے سو حضرت ﷺ نے اپنی قربانی ذبح کی اور اپنا سر منڈایا حدیبیہ میں اور صلح کی ان سے اس پر کہ آئندہ سال میں عمرہ کریں اور نہ اٹھائیں ان پر ہتھیار سوائے تلواروں کے (اپنے غلافوں میں) اور نہ ٹھہریں اس میں مگر جتنا مکے والے چاہیں یعنی تین دن سو حضرت ﷺ نے آئندہ سال میں عمرہ کیا سو داخل ہوئے مکے میں جس طرح ان سے صلح کی تھی سو جب اس میں تین دن ٹھہرے تو کفار مکہ نے آپ ﷺ سے کہا کہ ہمارے شہر سے نکلو تو حضرت ﷺ مکے سے نکلے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اور مسلم کی روایت میں ہے کہ کفار مکہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ پچھلا دن ہے تیرے ساتھی کی شرط سے سو اس سے کہہ کہ یہاں سے نکل تو حضرت ﷺ نکلے۔

۳۹۲۲۔ حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ إِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ

۳۹۲۲۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ میں عروہ کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے پاس بیٹھے ہیں پھر عروہ نے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے کتنے عمرے کیے ہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ چار ایک ان میں سے رجب میں تھا پھر ہم نے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرْبَعًا ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ قَالَ عُرْوَةُ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ أَرْبَعَ عُمَرٍ فَقَالَتْ مَا اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةً إِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهُ وَمَا اعْتَمَرَ فِيْ رَجَبٍ قَطُّ.

عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسواک کرنے کی آواز سنی، عروہ نے کہا اے ماں مسلمانوں کی کیا تم نہیں سنتی ہو جو ابو عبدالرحمٰن (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کیے ایک ان کا رجب میں تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس میں حاضر تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب کے مہینے میں کبھی عمرہ نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے ابواب میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

۳۹۲۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ سَمِعَ ابْنَ أَبِيْ أَوْفٰى يَقُوْلُ لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِيْنَ وَمِنْهُمْ أَنْ يُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۳۹۲۳۔ حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا یعنی عمرۃ القضا تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں سے اور ان کے لڑکوں سے پردہ کیا اس خوف سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جب مکے میں آئے تو خانے کعبے کا طواف کیا سو ہم آپ پر پردہ کرتے تھے بیوقوفوں اور لڑکوں سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کا احرام باندھا سو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے تو طواف کیا سو ہم نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طواف کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صفا اور مروہ پر آئے اور ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے (اور سب نے صفا اور مروہ کی سعی کی) کہا اور تھے ہم پردہ کرتے آپ کو اہل مکہ سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی آپ کو تیر مارے۔ (فتح)

۳۹۲٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَأَمَرَهُمُ

۳۹۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مکے میں آئے یعنی عمرہ قضا میں تو مشرکوں نے کہا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ تم پر ایک قوم آئی ہے جن کو مدینے کے بخار نے دبلا اور سست کر ڈالا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ تین پھیروں میں جلدی چلیں کندھے ہلا کر اور دونوں رکنوں کے درمیان معمولی چال سے

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَامِهِ الَّذِي اسْتَأْمَنَ قَالَ ارْمُلُوا لِيَرَى الْمُشْرِكُوْنَ قُوَّتَهُمْ وَالْمُشْرِكُوْنَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ.

چلیں یعنی یمانی رکنوں کے درمیان اور نہ منع کیا آپ کو کسی چیز نے یہ کہ حکم دیں ان کو جلدی چلنے کا سب پھیروں میں مگر شفقت کرنے نے اوپر ان کے اور زیادہ کیا ہے ابن سلمہ نے ایوب سے اس نے روایت کی سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جب آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سال میں جس میں امان مانگی تو فرمایا کہ پہلوانوں کی طرح جلد چلو تا کہ مشرکین اصحاب کی قوت کو دیکھیں اور مشرکین قعیقعان (ایک پہاڑ ہے مکہ میں) کی طرف تھے۔

فائدہ: اور ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ جب اصحاب دونوں رکنوں کے درمیان مشرکین سے چھپتے تھے تو اپنی معمولی چال چلتے تھے اور جب مشرکین ان پر جھانکتے تھے تو جلدی چلتے تھے کندھے ہلا کر جیسے پہلوان چلتے ہیں اور آئندہ آتا ہے کہ مشرکین قعیقعان کی طرف تھے اور وہ بلند ہوتا ہے دونوں شامی رکنوں پر اور جو اس پر تھا وہ نہ دیکھ سکتا تھا اس کو جو دونوں یمانی رکنوں کے درمیان تھا اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مشرکین نے کہا کہ تم نے گمان کیا تھا کہ بخار نے ان کو سست کر ڈالا ہے البتہ یہ لوگ قوی تر اور مضبوط ہیں۔ (فتح)

۳۹۲۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ.

۳۹۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جلدی چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے طواف میں اور درمیان صفا اور مروہ کے تا کہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائیں۔

۳۹۲۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّبَنَى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَّمَاتَتْ بِسَرِفَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ وَزَادَ ابْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي نَجِيْحٍ

۳۹۲۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے تھے اور بنا کی یعنی خلوت کی ساتھ اس کے اور حالانکہ حلال تھے یعنی احرام میں نہ تھے اور فوت ہوئیں میمونہ رضی اللہ عنہا سرف میں اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نکاح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے عمرہ قضا میں۔

وَأَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَطَآءٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَآءِ.

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح میمونہ رضی اللہ عنہا سے کیا تھا اور ابو الاسود کی مغازی میں عروہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر رضی اللہ عنہ کو میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا تا کہ اس سے نکاح کا پیغام کریں تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے اپنی طرف سے عباس رضی اللہ عنہ کو اختیار دیا اور اس کی بہن ام الفضل رضی اللہ عنہا عباس رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھی تو عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا نکاح کر دیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سرف (ایک جگہ کا نام ہے) میں اس کے ساتھ بنا کی اور اللہ کی تقدیر سے اس کے بعد سرف ہی میں فوت ہوئیں اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ابورہم کے نکاح میں تھی۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ. باب ہے بیان میں جنگ موتہ کے شام کی زمین سے۔

فائدہ: ابن اسحاق نے کہا کہ موتہ ایک جگہ کا نام ہے قریب بلقاء کے اور اس کے غیر نے کہا کہ وہ دو منزلوں پر ہے بیت المقدس سے اور کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ ہے کہ شرحبیل بن عمرو غسانی نے اور وہ بادشاہ روم کی طرف سے شام پر حاکم تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو مار ڈالا جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کی طرف بھیجا تھا اور ایلچی کا نام حارث تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار آدمی کا لشکر تیار کر کے اس کی طرف بھیجا آٹھویں سال ہجری میں (فتح) اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار کیا۔

۳۹۲۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِيْ هِلَالٍ قَالَ وَأَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَقَفَ عَلٰى جَعْفَرٍ يَوْمَئِذٍ وَّهُوَ قَتِيْلٌ فَعَدَدْتُّ بِهِ خَمْسِيْنَ بَيْنَ طَعْنَةٍ وَّضَرْبَةٍ لَيْسَ مِنْهَا شَيْءٌ فِيْ دُبُرِهٖ يَعْنِيْ فِيْ ظَهْرِهٖ.

۳۹۲۷۔ حضرت ابن ابی ہلال سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو نافع رحمہ اللہ نے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو خبر دی کہ وہ کھڑے ہوئے اس دن جعفر رضی اللہ عنہ پر اور وہ شہید کیا گیا تھا سو میں نے اس کے بدن پر نیزے اور تلوار کے پچاس زخم گنے کوئی زخم ان میں سے اس کی پیٹھ پر نہ تھا ان میں سے کوئی زخم بیچ حالت پیٹھ دینے کے بلکہ سب زخم سامنے آنے کی حالت میں تھے۔

فائدہ: یہ جو کہا اور خبر دی مجھ کو نافع نے تو یہ معطوف ہے محذوف چیز پر اور تائید کرتا ہے محذوف ہونے پر اس کا قول کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس دن جعفر رضی اللہ عنہ پر کھڑے ہوئے اور حالانکہ نہیں گزرا ہے اس سے پہلے اشارہ جنگ موتہ کی طرف اور میں نہیں دیکھتا کہ کسی شارح نے اس پر تنبیہ کی ہے سو میں نے اس کو تلاش کیا یہاں تک کہ اس کی مراد کھولی پس پایا میں نے باب جامع الشہادتین میں سعید بن منصور کی سنن میں سعید بن ابی ہلال سے کہ اس کو خبر پہنچی کہ ابن رواحہ

پس ذکر کیا شعر اس کا کہا اس نے پس جب مسلمان کافروں سے ملے تو لیا جھنڈے کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ شہید ہوا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا وہ بھی شہید ہوا پھر جھنڈے کو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا وہ بھی شہید ہوا پھر جھنڈے کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لیا اور پھرا ساتھ مسلمانوں کے حمیت پر اور واقد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مشرکوں کو تیروں سے مارا یہاں تک کہ اللہ نے مسلمانوں کو فتح دی اور کافروں کو شکست دی کہا ابن ابی ہلال نے اور خبر دی مجھ کو نافع نے پس ذکر کی یہ روایت جس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور اس کے آخر میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا سعید بن ابی ہلال نے اور مجھ کو خبر پہنچی کہ البتہ دفنائے گئے اس دن جعفر رضی اللہ عنہ اور زید رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ایک قبر میں یعنی پس معلوم ہوا کہ محذوف یہ سارا قصہ ہے جو سنن سعید میں ہے۔ (فتح)

۳۹۲۸۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَّإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنْتُ فِيْهِمْ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلٰى وَوَجَدْنَا مَا فِيْ جَسَدِهٖ بِضْعًا وَّتِسْعِيْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَّرَمْيَةٍ.

۳۹۲۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ موتہ میں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو سردار کیا سو فرمایا کہ اگر زید رضی اللہ عنہ مارا جائے تو جعفر رضی اللہ عنہ سردار ہے اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی مارا جائے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سردار ہے عبداللہ نے کہا کہ میں بھی اس جنگ میں ان کے ساتھ تھا سو ہم نے جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا یعنی بعد اس کے کہ مارا گیا سو ہم نے اس کو مقتولوں میں پایا اور پائے ہم نے اس کے بدن میں چند اور نوے زخم نیزے اور تیر کے۔

فائدہ: احمد اور نسائی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیروں کا لشکر بھیجا اور فرمایا کہ تمہارا سردار زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہے اور اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو تو جعفر رضی اللہ عنہ سردار ہے پس ذکر کیا ساری حدیث اور بخاری نے اس حدیث کو یہاں مختصر بیان کیا ہے اور پوری روایت یوں ہے کہ پس وہ دشمن سے ملے تو زید رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو وہ لڑا یہاں تک کہ مارا گیا پھر اس کو جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا اور ابوداؤد کی حدیث میں بنی مرہ کے ایک مرد سے روایت ہے کہا قسم ہے اللہ کی جیسے میں دیکھتا ہوں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو کہ اپنے گھوڑے سے گرا سو اس کی کونچیں کاٹ ڈالی گئیں پھر لڑا یہاں تک کہ مارا گیا پھر لیا جھنڈے کو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پھر اپنے گھوڑے پر آگے بڑھا پھر اتر کر لڑا یہاں تک کہ مارا گیا پھر لیا جھنڈے کو ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ نے اور کہا کہ صلاح کر کے کسی کو سردار بناؤ لوگوں نے اس کو کہا کہ تم ہی

سردار بن جاؤ اس نے کہا نہ پھر مشورہ کر کے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سردار بنایا اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ جب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا تو ثابت بن اقرم رضی اللہ عنہ کو جھنڈا دیا گیا اس نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیا اور کہا کہ تم مجھ سے لڑائی کو زیادہ جانتے ہو اور یہ جو کہا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے بدن پر چند اور نوے زخم تھے تو یہ ظاہرا مخالف ہے پہلی روایت کے کہ اس کے بدن پر پچاس زخم تھے اور تطبیق یہ ہے کہ عدد کے واسطے کبھی مفہوم نہیں ہوتا یا زیادتی باعتبار اس چیز کے ہے کہ پائے گئے اس میں تیروں کے زخم سے اس واسطے کہ یہ پہلی میں مذکور نہیں یا پچاس مقید ہیں ساتھ ہونے ان کے اس طور سے کہ کوئی زخم ان میں سے اس کی پیٹھ پر نہ تھا پس کبھی ہوتے ہیں باقی اس کے باقی بدن میں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس نے پیٹھ پھیری ہو اور یہ محمول ہے اس پر کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تیر اس کے پیچھے کی طرف سے آئے یا دونوں طرف سے لیکن تائید کرتا ہے پہلے احتمال کی جو معمر کی روایت میں ہے کہ سب زخم اس کی اگلی طرف میں تھے اور یہ جو کہا کہ کوئی زخم ان میں سے اس کی پیٹھ پر نہ تھا تو اس میں بیان ہے بہت دلاوری اس کی کا اور سامنے ہونے اس کے کا طرف کافروں کی یعنی ایسا بہادر تھا کہ کافروں کے سامنے رہا کہ اس نے جنگ میں پیٹھ نہیں پھیری۔ (فتح)

۳۹۲۹۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَّأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ.

۳۹۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو زید رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور ابن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر دی پہلے اس سے کہ ان کی خبر آئے کہ لیا جھنڈے کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہوا پھر جعفر رضی اللہ عنہ نے جھنڈے کو لیا سو وہ بھی شہید ہوا پھر لیا جھنڈے کو ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے سو وہ بھی شہید ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو جاری تھے یہاں تک کہ لیا جھنڈے کو ایک تلوار نے اللہ کی تلواروں میں سے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح نصیب کی۔

فائدہ: ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ پھر لیا جھنڈے کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اور نہ تھا وہ سرداروں سے اور وہ اپنے نفس کا سردار تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی وہ ایک تلوار ہے تیری تلواروں میں سے سو تو اس کی مدد کرے گا سو اسی دن سے خالد رضی اللہ عنہ کا نام سیف اللہ رکھا گیا یعنی اللہ کی تلوار اور ایک روایت میں ہے کہ پھر لیا جھنڈے کو سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے سو اللہ نے ان کو فتح دی اور ایک روایت میں ہے پھر لیا جھنڈے کو خالد رضی اللہ عنہ نے سرداری کے بغیر اور مراد نفی اس بات کی ہے کہ اس کا نام کھول کر نہیں لیا گیا تھا نہیں تو تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ سب

لشکر نے اس کی سرداری پر اتفاق کیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کو یہ بات خوش نہ لگی کہ وہ ان کے پاس ہوتے واسطے اس کے کہ دیکھی انہوں نے فضیلت شہادت کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد کو تین دن مہلت دی پھر ان کو بلایا اور کہا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر نہ رونا پھر حضرت ﷺ نے اس کے بیٹوں کو منگوایا اور ان کے سر منڈائے پھر ان کے واسطے دعا کی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے کے مرنے کی خبر دینی جائز ہے اور نہیں ہوتی یہ اس نعی سے جس سے منع کیا گیا ہے اور اس کی تقریر جنازے میں گزر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز ہے معلق کرنا سرداری کا ساتھ شرط کے اور والی کرنا چند سرداروں کا ساتھ ترتیب کے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا منعقد ہوتی ہے سرداری فی الحال یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ وہ فی الحال منعقد ہو جاتی ہے لیکن ساتھ شرط ترتیب کے اور بعض کہتے ہیں کہ منعقد ہوتی ہے واسطے ایک غیر معین کے اور متعین ہوتی ہے واسطے اس کے جس کو معین کرے امام ساتھ ترتیب کے اور بعض کہتے ہیں کہ فقط پہلے کے واسطے منعقد ہوتی ہے اور لیکن دوسرا پس بطریق اختیار کے ہے اور اختیار امام کا مقدم ہے اس کے غیر پر اس واسطے کہ وہ عام لوگوں کی بھلائی کو خوب پہچانتا ہے اور یہ کہ جائز ہے خود بخود سردار بننا لڑائی میں بغیر سردار بنانے کے کہا طحاوی نے یہ اصل ہی لیا جاتا ہے اس سے کہ واجب ہے مسلمانوں پر یہ کہ آگے کریں ایک مرد کو جب کہ امام حاضر نہ ہو کہ اس کی جگہ میں قائم ہو یہاں تک کہ حاضر ہو اور اس میں جائز ہونا اجتہاد کا ہے حضرت ﷺ کے زمانے میں اور اس میں نشانی ظاہر ہے پیغمبری کی نشانیوں سے اور فضیلت ظاہر ہے واسطے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے اور واسطے اس کے جو مذکور ہے اصحاب سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کے مرنے کی خبر دی تو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں کہ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ جنگ موتہ والوں کی خبر لایا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مجھ کو خبر دے اور اگر تو چاہے تو میں تجھ کو خبر دیتا ہوں یعلی نے کہا کہ آپ مجھ کو خبر دیجیے حضرت ﷺ نے اس کو ان کی خبر دی تو اس نے کہا کہ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا کہ آپ نے ان کی حدیث سے ایک حرف نہ چھوڑا اور کہتے ہیں کہ جنگ موتہ میں کافر ایک لاکھ تھے۔ (فتح)

۳۹۳۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِيْ عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ لَمَّا جَآءَ قَتْلُ ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۳۹۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابن حارثہ رضی اللہ عنہ اور جعفر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے مرنے کی خبر آئی تو حضرت ﷺ مسجد میں بیٹھے غمناک معلوم ہوتے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور میں دروازے کے سوراخ سے دیکھتی تھی سو ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! جعفر کی عورتیں نوحہ کر کے روتی ہیں حضرت ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاَنَا اَطَّلِعُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِىْ مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اَىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ نِسَآءَ جَعْفَرٍ قَالَ وَذَكَرَ بُكَآئَهُنَّ فَاَمَرَهُ اَنْ يَّنْهَاهُنَّ قَالَ فَذَهَبَ الرَّجُلُ ثُمَّ اَتٰى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ اَنَّهٗ لَمْ يُطِعْنَهٗ قَالَ فَاَمَرَ اَيْضًا فَذَهَبَ ثُمَّ اَتٰى فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا فَزَعَمَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاحْثُ فِىْ اَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ اَرْغَمَ اللّٰهُ اَنْفَكَ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَآءِ.

نے اس کو حکم دیا کہ ان کو منع کرے سو وہ مرد گیا پھر آیا سو کہا کہ البتہ میں نے ان کو منع کیا تھا وہ کہنا نہیں مانتیں حضرت ﷺ نے اس کو پھر حکم دیا کہ ان کو جا کر منع کرے وہ گیا پھر آیا اور کہا قسم ہے اللہ کی البتہ عورتیں ہم پر غالب ہو گئیں یعنی رونے سے باز نہیں آتی ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا ان کے منہ میں خاک ڈال دے عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے کہا اللہ تیرے ناک کو خاک آلود کرے سو قسم ہے اللہ کی تو نہیں کہ کرے جو تجھ کو حضرت ﷺ نے حکم دیا اور نہیں چھوڑا تو نے حضرت ﷺ کو رنج سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ جب ابن حارثہ رضی اللہ عنہ وغیرہ کے مرنے کی خبر آئی تو احتمال ہے کہ ہو مراد آنا خبر کا اوپر زبان قاصد کے جو لشکر کے نزدیک سے آیا اور احتمال ہے کہ مراد آنا خبر کا ہو جبرئیل علیہ السلام کی زبان پر جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث انس رضی اللہ عنہ کی جو اس سے پہلے ہے اور یہ جو کہا کہ غمناک معلوم ہوتے تھے یعنی اس واسطے کہ ڈالی ہے اللہ نے آپ میں رحمت اور یہ قضا کے ساتھ راضی ہونے کو مخالف نہیں اور اس سے لیا جاتا ہے کہ ظاہر ہونا غم کا آدمی پر جب کہ اس کو کوئی مصیبت پہنچے نہیں نکالتا اس کو صابر اور راضی ہونے سے جب کہ اس کا دل باطمینان ہو بلکہ کبھی کہا جاتا ہے کہ جو مصیبت کے ساتھ غمناک اور برانگیختہ ہو اور اپنے نفس کو رضا اور صبر پر مجبور کرے تو اس کا درجہ بلند تر ہے اس سے جو نہ پرواہ کرے ساتھ واقع ہونے مصیبت کے بالکل اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے اور جعفر رضی اللہ عنہ کی عورتوں سے مراد اس کی بیویاں نہیں اس واسطے کہ اسماء بنت عمیس کے سوائے اس کے اور کوئی بیوی نہ تھی بلکہ مراد وہ عورتیں ہیں جو اس کی طرف منسوب تھیں اور یہ جو کہا کہ عورتیں ہم پر غالب ہو گئیں یعنی بیچ نہ بجا لانے حکم حضرت ﷺ کے اور یہ اس واسطے ہے کہ یا تو نہیں تصریح کی تھی اس نے واسطے ان کے ساتھ نہی شارع کے اس سے سو محمول کیا عورتوں نے اس کے امر کو وہ اپنی طرف سے کہتا ہے یا محمول کیا انہوں نے امر کو تنزیہ پر سو بدستور وہ روتی رہیں یا اس واسطے کہ وہ شدت مصیبت کی وجہ سے نہ قادر ہوئیں اوپر ترک کرنے رونے کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ

ہے کہ نہی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوئی ہے اس قدر سے جو زائد ہے محض رونے پر مانند نوحہ کرنے کی اور مثل اس کی اسی واسطے حکم دیا اس مرد کو ساتھ تکرار نہی کے اور بعید جانا ہے اس کو بعضوں نے اس جہت سے کہ صحابیہ عورتیں نہیں دائم رہتی ہیں حرام کام پر بعد تکرار نہی کے اور شاید انہوں نے نوحہ کرنا چھوڑ دیا ہوگا اور تھی غرض اس مرد کی اکھاڑنا مادے کا جڑ سے سو انہوں نے اس کا کہا نہ مانا لیکن قول حضرت ﷺ کا کہ ان کے منہ میں خاک ڈال دو دلالت کرتا ہے کہ وہ بدستور روتی رہیں اور قائم رہیں حرام کام پر اور یہ جو کہا کہ نہیں چھوڑا تو نے حضرت ﷺ کو تو مراد عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ ہے کہ وہ مرد اس پر قادر نہیں اور جب قادر نہیں تو اس نے رنج دیا اپنے آپ کو اور جس کو مخاطب کرتا ہے ایک چیز میں جس کے دور کرنے پر قادر نہیں اور شاید مرد نے امر سے وجوب نہ سمجھا کہا قرطبی نے کہ نہ تھا حکم واسطے مرد کے ساتھ اس کے اپنی حقیقت پر لیکن تقدیر اس کی یہ ہے کہ اگر تو اس پر قادر ہو تو یہ ان کو چپ کرا دے گا اگر تو اس کو کرے نہیں تو نرمی کرنی اولیٰ ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے عقاب کرنا اس شخص پر جو منع کیا جائے برے کام سے اور وہ اس سے باز نہ آئے بلکہ اس پر اڑا ہی جائے ساتھ اس چیز کے کہ اس کے لائق ہو اور کہا نووی نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی کلام کے معنی یہ ہیں کہ تو قاصر ہے قائم ہونے سے ساتھ اس چیز کے کہ حکم دیا تجھ کو حضرت ﷺ نے عورتوں کے منع کرنے سے پس لائق ہے کہ خبر دے تو حضرت ﷺ کو ساتھ قصور اپنے کے اس سے کہ مجھ سے یہ کام نہیں ہو سکتا تا کہ حضرت ﷺ دوسرے کو بھیجیں اور تو رنج سے آرام پائے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں بیان کرنا اس چیز کا کہ وہ اولیٰ ہے ساتھ مصیبت زدہ شکلوں کے اور مشروع ہونا ماتم پرسی کا ہے او پر شکل اس کی کے اور لازم کرنا آرام اور ثابت ہونے کا اور اس میں جواز نظر اس شخص کی کا ہے جس کے شان سے محجوب ہونا ہے دروازے کے سوراخ سے اور لیکن عکس اس کا پس ممنوع ہے اور اس میں اطلاق دعا کا ہے ساتھ ایسے لفظ کے کہ نہ قصد کرے داعی واقع ہونے اس کے کو ساتھ اس شخص کے جس پر دعا کی اس واسطے کہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے مراد اس سے اس کی حقیقت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جاری ہوئی ہے عادت عرب کی ساتھ بولنے اس لفظ کے بیچ جگہ خندہ زنی کے ساتھ اس شخص کے کہ کہا جاتا ہے واسطے اس کے اور وجہ مناسبت کی بیچ قول حضرت ﷺ کے کہ ان کے مونہوں میں خاک ڈال دے سوائے ان کی آنکھوں کے باوجودیکہ محل رونے کا آنکھیں ہیں اشارہ ہے کہ نہیں واقع ہوئی ہے نہی محض رونے سے بلکہ قدر زائد سے اوپر اس کے چلانے اور نوحہ کرنے سے۔ (فتح)

٣٩٣١۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِیْ بَکْرٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ إِسْمَاعِیْلَ بْنِ أَبِیْ خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَیَّا ابْنَ

٣٩٣١۔ حضرت عامر سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سلام کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو کہتے تھے سلام تجھ پر اے بیٹے دو پر والے کے۔

جَعْفَرٍ قَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِي الْجَنَاحَيْنِ.

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی جعفر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں اور یہ کہ وہ دونوں پر اس کو اس کے دونوں ہاتھوں کے کٹ جانے کے بدلے میں ملے تھے جنگ موتہ میں جب کہ لیا اس نے جھنڈے کو اپنے دائیں ہاتھ سے سو وہ کٹ گیا پھر اس نے اس کو اپنے بائیں ہاتھ سے لیا وہ بھی کٹ گیا اور یہ کہ روایت کی ہے نسفی نے بخاری سے کہ ہر دو طرف والے کو جناح کہا جاتا ہے اور یہ کہ اشارہ کیا اس نے کہ پر اس قصے میں اپنے ظاہر پر نہیں کہا سہیلی نے کہ نہیں مراد ہے جَنَاحَانِ سے دو پر مانند دو پر پرندے کے جیسے کہ سبقت کرتا ہے وہم اس کی طرف اس واسطے کہ آدمی کی صورت سب صورتوں سے اشرف اور اکمل ہے پس مراد ساتھ جناحین کے صفت ملکی اور قوت روحانی ہے جو جعفر رضی اللہ عنہ کو ملی تھی اور تحقیق تعبیر کی ہے قرآن کے عضد سے ساتھ جناح کے واسطے توسع کے بیچ اس آیت کے ﴿وَاضْمُمْ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ﴾ کہا علماء نے فرشتوں کے پروں میں کہ وہ صفتیں ہیں ملکی نہیں سمجھی جاتی ہیں مگر ساتھ معائنہ کے پس تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام کے چھ سو پر ہیں اور نہیں معلوم ہے کہ کسی جانور پرندے کے تین پر ہوں چہ جائیکہ اس سے زیادہ ہوں اور جب کہ نہیں ثابت ہوئی کوئی حدیث ان کی کیفیت کے بیان میں تو ہم ان کے ساتھ ایمان لاتے ہیں بغیر بحث کرنے کے ان کی حقیقت سے انتہی۔ اور یہ قول سہیلی کا ہم نہیں مانتے اور جو اس نے علماء سے نقل کیا ہے وہ دلالت میں صریح نہیں واسطے اس چیز کے کہ دعویٰ کیا ہے اس نے یعنی اس کے دعویٰ میں صریح نہیں اور نہیں ہے کوئی مانع حمل کرنے سے ظاہر پر مگر اسی جہت سے کہ ذکر کیا ہے اس کو معہود سے اور وہ قبیل قیاس کرنے غائب کے سے ہے حاضر پر اور یہ ضعیف ہے اور آدمی کی صورت کا سب صورتوں سے افضل ہونا نہیں منع کرتا محمول کرنے خبر کے کو اس کے ظاہر پر اس واسطے کہ صورت آدمی کی باقی ہے پر ہونے کی حالت میں اور تحقیق روایت کی ہے بیہقی نے دلائل میں مرسل عاصم بن عمرو سے کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے دو پر یاقوت کے ہیں اور جبرئیل علیہ السلام کے پروں کے حق میں ہے کہ وہ موتیوں کے ہیں روایت کیا ہے اس کو ابن مندہ نے ورقہ کے ترجمے میں۔ (فتح)

٣٩٣٢ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يَقُولُ لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَةٌ.

٣٩٣٢ـ حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ میں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سنا کہتے تھے کہ البتہ جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں سو نہ باقی رہی میرے ہاتھ میں مگر ایک تلوار یمنی۔

٣٩٣٣ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا

٣٩٣٣ـ حضرت قیس سے روایت ہے کہ میں نے خالد بن

يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ يَقُوْلُ لَقَدْ دُقَّ فِيْ يَدِيْ يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ وَّصَبَرَتْ فِيْ يَدِيْ صَفِيْحَةٌ لِّيْ يَمَانِيَةٌ.

ولید رضی اللہ عنہ کو سنا کہتے تھے کہ البتہ جنگ موتہ کے دن میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹیں اور صبر کیا میرے ہاتھ میں ایک تلوار یمنی نے۔

فائدہ: اور یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ مسلمانوں نے اس میں بہت مشرکوں کو قتل کیا تھا اور تحقیق روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد نے عوف بن مالک کی حدیث سے کہ ایک یمنی مرد نے اس جنگ میں اس کا ساتھ دیا اس نے ایک رومی کو مارا اور اس کا اسباب لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ اسباب بہت ہے اس نے اس سے چھین لیا اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خالد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی سو یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ تھا یہ معاملہ اس کے بعد کہ قائم ہوا خالد رضی اللہ عنہ سرداری کے ساتھ اور یہ ترجیح دیتا ہے اس کو کہ نہیں اقتصار کیا خالد رضی اللہ عنہ نے اوپر اکٹھے کرنے مسلمانوں کے اور ان کے چھڑانے کے بلکہ اپنے ہاتھ سے لڑے پس ممکن ہے تطبیق کما تقدم یعنی پہلے خالد رضی اللہ عنہ نے کافروں پر حملہ کیا کافروں کو شکست ہوئی خالد رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا نہ کیا بلکہ مسلمانوں کو اکٹھا کر کے پیچھے پھیرنے کو غنیمت سمجھا۔

٣٩٣٤۔ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ أُخْتُهُ عَمْرَةُ تَبْكِيْ وَا جَبَلَاهُ وَا كَذَا وَا كَذَا تُعَدِّدُ عَلَيْهِ فَقَالَ حِيْنَ أَفَاقَ مَا قُلْتِ شَيْئًا إِلَّا قِيْلَ لِيْ آنْتَ كَذٰلِكَ.

۳۹۳۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بیماری کی شدت سے بیہوشی ہوئی تو اس کی بہن عمرہ نے رونا شروع کیا کہتی تھی اے پہاڑ! اے ایسے! اے ایسے! اس کی صفتیں گنتی تھی جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ نہیں کہی تو نے کوئی چیز مگر کہ مجھ کو کہا گیا کہ کیا تو ایسا ہے؟۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی بیمار پرسی کو گئے اس کو بیہوشی ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الہی! اگر اس کی موت قریب ہے تو اس کی موت کو اس پر آسان کر نہیں تو اس کو شفا دے اس نے بیماری سے کچھ خفت پائی سو کہا کہ فرشتے نے ایک لوہے کا گرز اٹھایا اور کہتا تھا کہ کیا تو اس طرح ہے؟ اگر میں ہاں کہتا تو ریزہ ریزہ کر ڈالتا مجھ کو ساتھ اس کے۔ اور ابونعیم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے سو اس نے اس کو اپنے اوپر رونے سے منع کیا اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا نکتہ بیچ اس کے قول کے دوسری روایت میں کہ جب وہ مر گیا تو وہ اس پر بالکل نہ روئی واسطے بجا لانے اس کے حکم کے اور ساتھ اس زیادتی کے یعنی جب وہ مر گیا تو اس پر بالکل نہ روئی ظاہر ہوگا نکتہ بیچ داخل کرنے اس حدیث کے اس باب میں اور بادجہ ہوگا رد اس شخص پر جو کہتا ہے کہ نہیں مناسبت ہے واسطے داخل کرنے اس

حدیث کے اس باب میں اس واسطے کہ عبداللہ کا مرنا اس بیماری میں نہ تھا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ أُغْمِيَ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهٰذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَيْهِ.

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو بیہوشی ہوئی پھر یہی مضمون بیان کیا (جو پہلی حدیث میں ہے اور زیادہ کیا) سو جب وہ مر گیا تو اس کی بہن اس پر نہ روئی۔

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ.

باب ہے بیان میں بھیجنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو طرف حرقات کی کہ ایک قبیلہ ہے قوم جہینہ میں سے۔

فائدہ: حرقات منسوب ہے طرف حرقہ کی اور اس کا نام جہیش بن عامر ابن ثعلبہ بن مودعہ بن جہینہ ہے اور نام رکھا گیا اس کا حرقہ اس واسطے کہ جلایا تھا اس نے ایک قوم کو ساتھ قتل کے اور اس میں مبالغہ کیا۔ (فتح) اور جمع لانا حرقات کا باعتبار تعدد قبیلوں کے ہے۔

۳۹۳۵۔ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ ظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أُسَامَةُ أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

۳۹۳۵۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا یعنی ان کے مارنے کو سو ہم نے صبح کے وقت ان پر چڑھائی کی سو ہم نے ان کو شکست دی سو میں اور ایک انصاری ان کے ایک مرد کو ملے سو جب ہم نے اس کو گھیرا تو اس نے لا الہ الا اللہ زبان سے کہا سو انصاری نے اپنے آپ کو روکا اور میں نے اس کو اپنا نیزہ مارا یہاں تک کہ اس کو مار ڈالا سو جب ہم مدینے میں آئے تو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اسامہ! کیا تو نے اس کو مار ڈالا لا الہ الا اللہ کہنے کے بعد میں نے کہا اس نے بچاؤ کے واسطے کلمہ پڑھا تھا یعنی وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا تھا سو ہمیشہ رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بار بار کہتے اس بات کو یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ میں اس دن سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

فائدہ: یعنی تا کہ مسلمان کے مارنے کا گناہ میرے ذمہ نہ ہوتا مقصود آرزو اس اسلام کی ہے کہ اس میں ارتکاب قتل کا

گناہ نہ ہونہیں اس حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ لشکر کا سردار تھا جیسا کہ ظاہر ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے اور تحقیق ذکر کیا اہل مغازی نے چھوٹا لشکر غالب بن عبداللہ لیثی کا اور یہ رمضان میں ساتویں سال ہجری میں ہے اور کہتے ہیں کہ تحقیق اسامہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا مرد کو اس چھوٹے لشکر میں پس اگر ثابت ہو کہ اسامہ رضی اللہ عنہ لشکر کا سردار تھا تو جو کام بخاری نے کیا ہے وہ ٹھیک ہے اس واسطے کہ نہیں سردار ہوا مگر بعد شہید ہونے اپنے باپ کے جنگ موتہ میں اور یہ رجب میں ہے آٹھویں سال میں اور اگر نہ ثابت ہو کہ وہ اس کا سردار تھا تو ترجیح پائے گی وہ چیز جو کہی ہے اہل مغازی نے سیاقی شرح حدیث الباب فی کتاب الدیات، ان نشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۳۹۳۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَّخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَّرَّةً عَلَيْنَا أَبُوْ بَكْرٍ وَّمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَّخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبَعْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ عَلَيْنَا مَرَّةً أَبُوْ بَكْرٍ وَّمَرَّةً أُسَامَةُ

۳۹۳۶۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگیں لڑیں اور نکلا میں اس چیز میں کہ بھیجتے تھے لشکروں سے نو جنگوں میں ایک بار صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہم پر سردار تھے اور ایک بار اسامہ رضی اللہ عنہ۔

۳۹۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَّغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا.

۳۹۳۷۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگیں لڑیں اور جنگ لڑی میں نے ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یعنی زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہم پر سردار کیا تھا۔

۳۹۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ

۳۹۳۸۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات جنگیں لڑیں پس ذکر کیا جنگ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ قَالَ يَزِيْدُ وَنَسِيْتُ بَقِيَّتَهُمْ.

خیبر کو اور حدیبیہ کو اور حنین کو اور جنگ قرد کو کہا یزید راوی نے کہ مجھ کو باقی جنگیں یاد نہیں رہیں۔

فائدہ: رہی جنگ سلمہ رضی اللہ عنہ کی ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس پہلے گزر چکا ہے بیان ان کا بیچ بیان جنگ حدیبیہ کے اور تحقیق ذکر کیا ہے اس نے ان میں سے باب کی حدیث کے اخیر طریقے میں خیبر کو اور حدیبیہ کو اور دن حنین کو اور دن قرد کو اور یزید نے اس کے اخیر میں کہ باقی جنگیں مجھ کو یاد نہیں رہیں اور باقی جنگیں جو یزید کو یاد نہیں رہیں سو وہ جنگ فتح مکہ کی ہے اور جنگ طائف کی اس واسطے کہ اگرچہ وہ دونوں جنگیں حنین میں ہیں لیکن وہ اس کے غیر ہیں اور جنگ تبوک کی اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب جنگوں سے آخری جنگ ہے پس یہ ہیں سات جنگیں جیسا کہ ثابت ہوا ہے اکثر روایتوں میں اگرچہ پہلی روایت یعنی روایت حاتم بن اسماعیل کی جس میں نو جنگوں کا ذکر ہے محفوظ ہے پس شاید اس نے گنا ہے جنگ وادی القریٰ کو جو خیبر کے پیچھے واقع ہوا اور نیز شاید اس نے عمرہ قضاء کو بھی جنگ شمار کر لیا ہے جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے بخاری کی کاری گری سے پس پوری ہوئیں ساتھ اس کے نو جنگیں اور لیکن بعوث یعنی جن جنگوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف نہیں لے گئے پس چھوٹا لشکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ہے طرف بنی فزارہ کے جیسا کہ صحیح مسلم میں ثابت ہو چکا ہے اور بھیجنا چھوٹے لشکر کا طرف بنی کلاب کے ذکر کیا ہے اس کو ابن سعد نے اور بھیجنا آپ کا طرف حج کے نویں سال میں اور لیکن اسامہ رضی اللہ عنہ پس بھیجا گیا پہلے پہل اس جنگ میں جس کا ذکر حدیث باب میں ہے پھر بیچ سریہ اُبنیٰ کے اور وہ بلقاء کے اطراف میں ہے پس واقف ہوئے ہم ان میں سے پانچ چھوٹے لشکروں پر جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے باقی چار رہے پس چاہیے کہ استدراک کیا جائے ان کا اہل مغازی پر اس واسطے کہ نہیں ذکر کیا انہوں نے سوائے اس کے کہ ذکر کیا ہے اس کو میں نے بعد انتہائی کوشش کے اور احتمال ہے کہ اس میں حذف ہو تقدیر اس کی یہ ہے ومرة علینا غیرهما یعنی ایک بار ان کا غیر ہم پر سردار تھا۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ. باب ہے بیان میں جنگ فتح مکہ کے۔

فائدہ: اور اس کا سبب یہ ہے کہ قریش نے توڑ ڈالا وہ عہد جو حدیبیہ میں ان کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان واقع ہوا تھا یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنگ کی اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ اس عہد میں ایک یہ شرط بھی قرار پائی تھی کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد اور عہد میں داخل ہونا چاہے سو چاہیے کہ داخل ہو اور جو قریش کے عہد میں داخل ہونا چاہے تو چاہیے کہ داخل ہو سو داخل ہوئے بنو بکر یعنی ابن عبد مناة قریش کے عہد میں اور داخل ہوئے خزاعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کہا ابن اسحاق نے اور جاہلیت کے وقت بنو بکر اور خزاعہ کے درمیان کئی معرکے اور

لڑائیاں ہو چکی تھیں پس باز رہے اس سے جب کہ ظاہر ہوا اسلام پھر جب واقع ہوئی صلح تو خروج کیا نوفل نے بنی بکر سے یہاں تک کہ شب خون کیا خزاعہ کو ان کے ایک پانی پر جس کو وتیر کہا جاتا تھا اور ایک مرد کو ان میں سے مار ڈالا اور بیدار ہوئے واسطے ان کے خزاعہ سو دونوں گروہ آپس میں لڑے یہاں تک کہ داخل ہوئے حرم میں اور نہ چھوڑا انہوں نے لڑائی کو اور مدد دی قریش نے بنو بکر کو ساتھ ہتھیاروں کے اور لڑائی کی بعضوں نے ساتھ ان کے رات کو چھپے پھر جب لڑائی ہو چکی تو نکلا عمرو بن سالم خزاعی یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حضرت ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے سو اس نے آ کر حضرت ﷺ سے مدد چاہی حضرت ﷺ نے مکے کی طرف چڑھائی کی اور مکہ کو فتح کیا۔ (فتح)

وَمَا بَعَثَ حَاطِبُ بْنُ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور بیان میں اس چیز کے کہ بھیجا حاطب رضی اللہ عنہ نے مکہ والوں کی طرف کہ خبر دیتے تھے ان کو ساتھ قصہ جنگ حضرت ﷺ کے طرف ان کی یعنی ان کو کہلا بھیجا کہ حضرت ﷺ تم سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے عروہ سے کہ جب حضرت ﷺ نے مکہ کی طرف چڑھائی کا ارادہ کیا تو حاطب نے قریش کی طرف لکھا ان کو خبر دیتے تھے کہ حضرت ﷺ تمہارے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہیں پھر اس نے وہ خط مزینہ کی ایک عورت کو دیا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میرا اسامان تیار کر اور کسی کو اس کی خبر نہ دے سو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پس ان کے بعض حال کو خلاف دستور پایا پس کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ کیا ہے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے حال کہا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں ٹوٹی صلح جو ہمارے اور ان کے درمیان واقع ہوئی تھی سو یہ بات حضرت ﷺ سے ذکر ہوئی حضرت ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا کہ پہلے انہوں نے دغا کیا پھر حکم دیا ساتھ بند کرنے راہوں کے سو بند کیے گئے پس پوشیدہ ہوئی خبر اہل مکہ پر۔ (فتح)

۳۹۳۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ رَافِعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا

۳۹۳۹۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو اور زبیر رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ کو بھیجا سو فرمایا کہ چلو یہاں تک کہ روضہ خاخ میں پہنچو کہ البتہ وہاں ایک عورت شتر سوار ہے اس کے پاس خط ہے اس سے وہ خط لے آؤ سو ہم چلے گھوڑے دوڑاتے یہاں تک کہ ہم اس جگہ میں آئے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک عورت شتر سوار ہے ہم نے کہا کہ اے عورت! خط نکال اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں، ہم

ظَعِيْنَةٌ مَّعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْا مِنْهَا قَالَ
فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰى بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰى أَتَيْنَا
الرَّوْضَةَ فَإِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ قُلْنَا لَهَا
أَخْرِجِي الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِيْ كِتَابٌ
فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ
قَالَ فَأَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَأَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا فِيْهِ مِنْ
حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلٰى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ أَمْرِ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا
هٰذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ إِنِّيْ
كُنْتُ امْرَأً مُّلْصَقًا فِيْ قُرَيْشٍ يَقُوْلُ كُنْتُ
حَلِيْفًا وَّلَمْ أَكُنْ مِّنْ أَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ
مَّعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ لَّهُمْ قَرَابَاتٌ
يَّحْمُوْنَ أَهْلِيْهِمْ وَأَمْوَالَهُمْ فَأَحْبَبْتُ إِذْ
فَاتَنِيْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ أَنْ أَتَّخِذَ
عِنْدَهُمْ يَدًا يَّحْمُوْنَ قَرَابَتِيْ وَلَمْ أَفْعَلْهُ
ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِيْ وَلَا رِضًا بِالْكُفْرِ بَعْدَ
الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعْنِيْ أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا
الْمُنَافِقِ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَّمَا
يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا
فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ

نے کہا کہ البتہ تو خط نکالے گی یا ہم تیرے کپڑے اُتار دیں
گے یعنی اگر خط نکالتی ہے تو فبہا نہیں تو ہم تجھ کو ننگا کر دیں گے
تا کہ حقیقت حال کھل جائے سو اس نے خط کو اپنی چوٹی سے
نکالا سو ہم اس خط کو حضرت ﷺ کے پاس لائے سو اچانک
اس میں لکھا تھا یہ خط حاطب کی طرف سے ہے مکہ کے مشرکین
لوگوں کی طرف اس حال میں کہ خبر دیتا تھا ان کو ساتھ بعض
امور حضرت ﷺ کے یعنی حضرت ﷺ تمہاری طرف چڑھائی
کا ارادہ رکھتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا اے حاطب! کیا
ہے یہ لکھنا تیرا؟ حاطب رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! مجھ پر جلدی نہ
کیجیے یعنی ساتھ سزا دینے میرے کے اور حکم کرنے کے ساتھ
نفاق میرے کے بیشک میں ایک شخص ہوں ملا ہوا قریش میں
یعنی میں ان کا ہم قسم ہوں اور میں خاص ان میں سے نہیں
ہوں اور جو آپ کے ساتھ مہاجرین میں سے ہیں ان کے
واسطے مکہ میں قرابتی ہیں مشرکین میں جو ان کے بال بچوں اور
مالوں کی نگہبانی کرتے ہیں سو میں نے چاہا جب کہ فوت ہوئی
مجھ سے قرابت نسب کی بیچ قریش کے یہ کہ لوں میں نزدیک
ان کے ہاتھ انعام کا یعنی ان پر کوئی احسان رکھوں کہ وہ اس
کے سبب سے میرے قرابتیوں کی مکے میں نگہبانی کریں اور ان
کو ستائیں نہیں اور نہیں کیا میں نے یہ کام واسطے مرتد ہونے
کے اپنے دین سے اور نہ واسطے راضی ہونے کے ساتھ کفر کے
بعد اسلام کے سو حضرت ﷺ نے فرمایا خبردار ہو بیشک اس
نے تم کو سچ کہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت!
حکم ہو تو اس منافق کو مار ڈالوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ
بیشک حاطب رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں موجود تھا شاید کہ اللہ بدر
والوں کو خوب جان چکا ہے سو اللہ نے ان سے فرمایا کہ کرو جو

فَأَنْزَلَ اللّٰهُ السُّوْرَةَ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾. (الممتحنة:١)

تمہارا جی چاہے میں تو تم کو بخش چکا سو اللہ نے یہ سورہ اتاری اے ایمان والو! نہ پکڑو میرے دشمن اور اپنے دشمن یعنی کافروں کو دوست اس حال میں کہ ڈالتے ہو تم طرف ان کی دوستی کو یعنی پہنچاتے ہو اس کی طرف ان کی اس کے اس قول تک ﴿فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے بعض اہل مغازی نے کہ اس خط کی عبارت یہ تھی بہر حال حمد اور صلوۃ کے بعد اے قریش کے گروہ! پس تحقیق حضرت ﷺ آتے ہیں تم پر ساتھ لشکر کے کہ مانند رات کی ہے جو چاہتا ہے مثل سیل کے پس قسم ہے اللہ کی اگر حضرت ﷺ اکیلے تم پر آتے تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو فتح دیتا اور ان کے واسطے اپنا وعدہ پورا کرتا سو سنبھالو اپنے آپ کو والسلام۔ اور واقدی کی روایت میں ہے کہ لکھا تھا حاطب رضی اللہ عنہ نے طرف سہیل بن عمرو کے اور صفوان بن امیہ کے اور عکرمہ کے کہ پکارا ہے حضرت ﷺ نے لوگوں میں ساتھ جہاد کے اور میں گمان کرتا ہوں کہ تمہارا ارادہ رکھتے ہیں اور میں نے چاہا کہ میں تم پر احسان کروں۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ.

جنگ فتح مکہ کی رمضان میں تھی۔

فائدہ: یعنی آٹھویں سال ہجری میں اور اس کا بیان کتاب الصیام میں گزر چکا ہے اور اسی جگہ گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ دسویں رمضان کو مدینے سے نکلے اور ابن اسحاق نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو رہم کو مدینے پر حاکم کیا یعنی مکے کو چلتے وقت۔

٣٩٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ قَالَ وَسَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَخْبَرَهٗ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيْدَ الْمَآءَ الَّذِيْ

٣٩٤٠۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کی جنگ رمضان میں کی اور دوسری روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت ﷺ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ پہنچے کدید میں کہ چشمہ ہے درمیان قدید اور عسفان کے تو حضرت ﷺ نے روزہ کھول ڈالا یعنی بعد عصر کے سورج غروب ہونے سے پہلے سو حضرت ﷺ ہمیشہ افطار کیے رہے یعنی آپ نے اس کے بعد کوئی روزہ نہ رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ تمام ہوا۔

بَيْنَ قُدَيْدٍ وَّعُسْفَانَ أَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى انْسَلَخَ الشَّهْرُ.

٣٩٤١۔ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ الْآلَافِ وَّذٰلِكَ عَلٰى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَنِصْفٍ مِنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَّعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى مَكَّةَ يَصُوْمُ وَيَصُوْمُوْنَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ وَهُوَ مَآءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوْا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْآخِرُ فَالْآخِرُ.

۳۹۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رمضان میں مدینے سے نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار مرد تھے اور یہ جنگ حضرت ﷺ کے مدینے کی طرف ہجرت کرنے سے ساڑھے آٹھ سال پیچھے تھی سو حضرت ﷺ اور جو آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان تھے مکے کو چلے حضرت ﷺ روزہ رکھتے تھے اور جو آپ کے ساتھ مسلمان تھے وہ بھی روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ جب کدید میں پہنچے اور کدید ایک چشمہ ہے درمیان عسفان اور قدید کے تو حضرت ﷺ نے روزہ کھول ڈالا اور لوگوں نے بھی روزہ کھول ڈالا، کہا زہری نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ کے پچھلے فعل کو لیا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی ہجرت سے ساڑھے آٹھ سال پیچھے تو یہ وہم ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ ساڑھے سات سال ہجرت سے پیچھے تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے وہم ہونے جنگ فتح کے سے آٹھویں سال میں اور ربیع الاول کے درمیان سے رمضان کے درمیان تک برابر آدھا برس ہے پس خلاصہ یہ ہے کہ وہ ساڑھے سات برس ہیں اور ممکن ہے تو جیہ روایت معمر کی یعنی جس میں ساڑھے آٹھ سال کا ذکر ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ مبنی ہے اوپر تاریخ کے ساتھ اول سال کے محرم سے پس جب داخل ہوئے دوسرے سال سے دو یا تین مہینے تو بولا گیا اس پر سال بطور مجاز کے نام رکھنے بعض کے سے ساتھ نام کل کے اور واقع ہوگا یہ بیچ اخیر مہینے ربیع الاول کے اور اسی جگہ سے رمضان کے مہینے تک آدھا سال ہے کہا جائے کہ تھا اخیر شعبان اس سال کا اخیر سات برس اور آدھے برس کا ربیع الاول سے سو جب رمضان داخل ہوا تو دوسرا سال داخل ہوا اور اول سال کا صادق آتا ہے اس پر کہ وہ اس کا سر ہے پس صحیح ہوگا کہ وہ ساڑھے آٹھ سال کے سر پر تھا اور روزے کی شرح کتاب الصیام میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٣٩٤٢۔ حَدَّثَنِي عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ

۳۹۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ رمضان میں جنگ حنین کی طرف نکلے اور لوگ مختلف تھے بعض

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ إِلٰى حُنَيْنٍ وَّالنَّاسُ مُخْتَلِفُوْنَ فَصَآئِمٌ وَّمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهٖ دَعَا بِإِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ أَوْ مَآءٍ فَوَضَعَهٗ عَلٰى رَاحَتِهٖ أَوْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُوْنَ لِلصُّوَّامِ أَفْطِرُوْا وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

روزے دار تھے اور بعض روزے دار نہ تھے سو جب حضرت ﷺ اپنی سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھے تو دودھ یا پانی منگوایا سو اس کو اپنی ہتھیلی یا سواری پر رکھا پھر لوگوں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ پانی پیتے ہیں تو بے روزوں نے روزے داروں سے کہا کہ روزہ کھول ڈالو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نکلے حضرت ﷺ سال فتح مکہ کے یعنی یہ واقعہ پانی پینے کا روزے میں سال فتح مکہ کے تھا جب کہ رمضان میں مدینے سے چل کر کدید میں پہنچے اور یہ حدیث مرفوع اور مرسل دونوں طور سے آئی ہے۔

فائدہ: کہا اسماعیلی نے کہ یہ مشکل ہے اس واسطے کہ جنگ حنین فتح مکہ کے بعد تھا پس یہ محتاج ہے طرف تامل کی اس واسطے کہ ذکر کیا ہے بخاری نے اس سے پہلے کہ حضرت ﷺ مدینے سے مکے کی طرف نکلے اور اسی طرح حکایت ہے داؤدی سے کہ اس نے کہا صواب یہ ہے انہ خرج الی مکۃ یعنی ٹھیک اس طرح سے کہ حضرت ﷺ مکے کی طرف نکلے یا دراصل خیبر تھا پس تصحیف ہوگئی میں کہتا ہوں کہ محمول کرنا اس کا خیبر پر مردود ہے اس واسطے کہ نکلنا اس کی طرف رمضان میں نہ تھا اور اس کی تاویل ظاہر ہے اس واسطے کہ مراد اس کے قول کے ساتھ کہ طرف حنین یعنی جو واقع ہوا پیچھے فتح مکہ کے اس واسطے کہ جب واقع ہوا وہ پیچھے اس کے متصل تو بولا کہ نکلے طرف اس کی۔ (فتح)

۳۹۴۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَآءٍ مِّنْ مَّآءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِّيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّقُوْلُ صَامَ رَسُوْلُ

۳۹۴۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے رمضان میں سفر کیا سو آپ نے روزہ رکھا یہاں تک کہ عسفان میں پہنچے پھر پانی کا برتن منگوا کر دن کو پانی پیا تاکہ وہ لوگوں کو دکھلائیں سو آپ نے روزہ کھول ڈالا یہاں تک کہ مکے میں آئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ حضرت ﷺ نے سفر میں روزہ رکھا اور نہیں بھی رکھا سو جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

بَابٌ أَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ.

حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن کس جگہ جھنڈا گاڑا؟۔

فائدہ: یعنی بیان اس جگہ کا کہ گاڑا گیا اس میں جھنڈا حضرت ﷺ کا آپ کے حکم سے۔

۳۹۴۴۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا خَرَجَ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَّحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَّبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى أَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ فَإِذَا هُمْ بِنِيْرَانٍ كَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ مَا هٰذِهٖ لَكَأَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ نِيْرَانُ بَنِيْ عَمْرٍو فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ عَمْرٌو أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ فَرَاٰهُمْ نَاسٌ مِّنْ حَرَسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكُوْهُمْ فَأَخَذُوْهُمْ فَأَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ احْبِسْ أَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْخَيْلِ حَتّٰى يَنْظُرَ إِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَآئِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمُرُّ كَتِيْبَةً كَتِيْبَةً عَلٰى أَبِيْ سُفْيَانَ

۳۹۴۴۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ فتح مکہ کے سال مدینے سے چلے یعنی مکے کو تو یہ خبر کفار قریش کو پہنچی سو ابو سفیان اور حکیم اور بدیل حضرت ﷺ کی خبر دریافت کرنے نکلے سو سامنے چلے یہاں تک کہ مرالظہران میں پہنچے سو اچانک انہوں نے الاؤ دیکھے جیسے عرفہ کی کے الاؤ ہیں ابوسفیان نے کہا یہ الاؤ کیسے ہیں؟ البتہ وہ ایسے ہیں جیسے عرفہ کے الاؤ ہیں بدیل نے کہا کہ قبیلہ بنی عمرو کے الاؤ ہیں ابو سفیان نے کہا کہ بنی عمرو اس سے کمتر ہیں سو دیکھا ان کو چند لوگوں نے حضرت ﷺ کے چوکیداروں میں سے سو ان کو پایا اور ان کو پکڑ کر حضرت ﷺ کے پاس لائے سو ابو سفیان مسلمان ہوا سو جب چلا تو حضرت ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ روک رکھ ابوسفیان کو گھوڑوں کے ہجوم کے پاس تا کہ مسلمانوں کے لشکر کو دیکھے سو عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو روک رکھا اور قبیلے حضرت ﷺ کے ساتھ گزرنے لگے لشکر لشکر ابوسفیان پر گزرتا تھا سو ایک لشکر گزرا تو ابوسفیان نے کہا کہ اے عباس! یہ گروہ کون ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ قوم غفار ہے ابوسفیان نے کہا مجھ کو ان لوگوں سے کیا کام یعنی مجھ کو ان سے دشمنی نہیں پھر قوم جہینہ کا گروہ گزرا پھر ابوسفیان نے اسی طرح کہا پھر سعد بن ہذیم کی قوم گزری پھر ابوسفیان نے اسی طرح کہا پھر سلیم کی قوم گزری پھر ابوسفیان نے اسی طرح کہا یہاں تک کہ

فَمَرَّتْ فَمَرَّتْ كَتِيبَةٌ قَالَ يَا عَبَّاسُ مَنْ هٰذِهِ قَالَ هٰذِهِ غِفَارُ قَالَ مَا لِيْ وَلِغِفَارَ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمَرَّتْ سُلَيْمُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى أَقْبَلَتْ كَتِيبَةٌ لَمْ يَرَ مِثْلَهَا قَالَ مَنْ هٰذِهِ قَالَ هٰؤُلَاءِ الْأَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا أَبَا سُفْيَانَ الْيَوْمَ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ يَا عَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَآءَتْ كَتِيبَةٌ وَهِيَ أَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ وَرَايَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَلَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ أَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَا قَالَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ كَذَبَ سَعْدٌ وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيهِ الْكَعْبَةُ قَالَ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهُ بِالْحَجُوْنِ قَالَ عُرْوَةُ وَأَخْبَرَنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هَا هُنَا أَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ قَالَ وَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ أَنْ

ایک بڑا لشکر سامنے سے آیا کہ ابوسفیان نے اس کی مانند نہ دیکھا تھا ابوسفیان نے کہا یہ کون گروہ ہے؟ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ انصاری لوگ ہیں ان کے سردار اور علم بردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ تھے تو سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوسفیان! آج قتل کا دن ہے آج کعبے میں لڑنا حلال ہوگا۔ ابوسفیان نے کہا اے عباس! خوش ہے دن ہلاک ہونے کا پھر ایک لشکر آیا اور وہ اور لشکروں سے کمتر تھا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان پر گزرے تو ابوسفیان نے کہا کہ آپ نے سعد کا قول نہیں سنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے کیا کہا؟ ابوسفیان نے کہا اس نے ایسا ایسا کہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سعد رضی اللہ عنہ نے غلط کہا لیکن یہ دن تو وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبے کی تعظیم کروائے گا اور اس دن میں کعبے پر غلاف چڑھایا جائے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آپ کا جھنڈا حجون (ایک جگہ ہے معروف قریب مقبرے مکے کے) میں گاڑا جائے کہا عروہ نے پس خبر دی مجھ کو نافع بن جبیر نے کہا سنا میں نے عباس رضی اللہ عنہ کو زبیر رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا اے ابوعبداللہ! اس جگہ حکم کیا تھا تجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا گاڑنے کا کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ مکے کی بالائی جانب سے داخل ہو کدا کی طرف سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کدا کی طرف سے داخل ہوئے سو مارے گئے اس دن خالد رضی اللہ عنہ کے سواروں سے دو مرد حُبیش اور کرز رضی اللہ عنہما۔

يَدْخُلَ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَآءٍ وَّدَخَلَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُدًا فَقُتِلَ
مِنْ خَيْلِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ
يَوْمَئِذٍ رَّجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ الْاَشْعَرِ وَكُرْزُ
بْنُ جَابِرِ الْفِهْرِيُّ.

فائدہ: یہ حدیث امام بخاری رشتیہ نے مرسل روایت کی ہے اور نہیں دیکھا میں نے اس کو کسی طریق سے عروہ سے موصول اور مقصود بخاری کا اس سے وہ چیز ہے کہ باب باندھا ہے ساتھ اس کے اور وہ اخیر حدیث کا ہے اس واسطے کہ وہ موصول ہے عروہ سے اس نے روایت کی ہے نافع سے اس نے عباس رضی اللہ عنہ اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے اور یہ جو کہا کہ یہ خبر قریش کو پہنچی تو اس کا ظاہر یہ ہے کہ پہنچی ان کو خبر پہلے نکلنے ابوسفیان اور حکیم کے اور ابن اسحاق وغیرہ کے نزدیک ہے پھر مدینے سے کوچ کیا اور گھوڑوں کو لے کر چلے یہاں تک کہ مرالظہر ان میں اترے اور قریش کو ان کا حال معلوم نہ ہوا اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے حکم سے راہیں بند کی گئیں اور کے والوں سے یہ خبر پوشیدہ کی گئی تو ابوسفیان نے حکیم سے کہا کہ کیا تو میرے ساتھ سوار ہو کر چلتا ہے شاید ہم خبر کو ملیں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نہیں جنگ کی حضرت ﷺ نے قریش سے یہاں تک کہ بھیجا ان کی طرف ضمرہ کو کہ اختیار دے ان کو تین چیزوں کا یہ کہ دیت دیں قتل خزاعہ کی یا بری ہوں بکر کی قسم سے یا توڑیں عہد ان کی طرف برابر سو ضمرہ ان کے پاس آیا اور ان کو اختیار دیا انہوں نے کہا کہ نہ ہم دیت دیتے ہیں اور نہ ہم بری ہوتے ہیں لیکن ہم عہد کو توڑتے ہیں سو پھرا ضمرہ ساتھ اس پیغام کے پس بھیجا قریش نے ابوسفیان کو واسطے تجدید عہد کے پس یہ جو کہا کہ یہ خبر قریش کو پہنچی یعنی غالب ہوا ان کے گمان پر نہ یہ کہ کسی نے ان کو حقیقتاً خبر پہنچائی اور یہ جو کہا کہ مرالظہر ان میں پہنچے یعنی رات کے وقت پس بلند ہوئے پہاڑی پر سو اچانک انہوں نے دیکھا کہ ساری وادی میں الاؤ روشن ہیں اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس رات میں اصحاب کو حکم دیا سو انہوں نے دس ہزار جگہ آگ لگائی اور یہ جو کہا جیسے وہ عرفہ کی آگ ہے تو گویا یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کی کہ جاری تھی ساتھ اس کے عادت ان کی جلانے بہت آگوں کے سے عرفہ کی رات میں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کے چوکیداروں نے ان کو پکڑا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے کچھ سوار اپنے آگے بھیجے کہ جاسوسوں کو پکڑ لائیں اور خزاعہ راہ پر تھے کسی کو گزرنے نہیں دیتے تھے سو جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے تو سواروں نے ان کو رات میں پکڑا پھر عباس رضی اللہ عنہ ابوسفیان کو حضرت ﷺ کے پاس لائے حضرت ﷺ ایک خیمے میں تھے حضرت ﷺ نے فرمایا اے ابوسفیان! مسلمان ہو جا اس نے کہا میں لات عزیٰ کو کیا کروں؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو کہا اگر تو خیمے سے باہر ہوتا تو اس کو کبھی نہ

کہتا سو ابوسفیان مسلمان ہوا اور یہ جو فرمایا کہ روک رکھ ابوسفیان کو تو موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر ابوسفیان پھر گیا تو شاید پھر کافر ہو جائے سو میں اس کو روک رکھتا ہوں یہاں تک کہ آپ اس کو اللہ کی فوجیں دکھلا دیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا ابوسفیان نے کہا کیا دغا ہے؟ اے ہاشم کی اولاد! عباس رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں لیکن مجھ کو تجھ سے ایک کام ہے سو تو صبح کرے اور اللہ کی فوجوں کو دیکھے اور جو اللہ نے مشرکوں کے واسطے تیار کیا ہے اس کو ایک جگہ میں روک رکھا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور سوائے اس کے نہیں کہ روکا اس کو اس جگہ واسطے ہونے اس جگہ کے تنگ تا کہ دیکھے تمام لوگوں کو اور کوئی اس کی نظر سے خالی نہ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پکار دیا تھا کہ چاہیے کہ ظاہر کرے ہر قبیلہ جو اس کے ساتھ ہے ہتھیاروں اور تیاری سے اور آگے کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکروں کو اور یہ جو ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن ہلاک ہونے کا ہے تو کہا خطابی نے کہ آرزو کی ابوسفیان نے یہ کہ اس کے واسطے قوت ہوتی اور اپنی قوم کو بچاتا اور ان سے رد کرتا اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ دن غضب کا ہے واسطے حرم کے اور اہل کے اور ان کی مدد کرنے کے جو اس پر قادر ہو اور ایک روایت میں ہے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ دن قتل کا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے جھنڈے کو لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا پھر اس کے بیٹے کو دیا تا کہ اس کی دل شکنی نہ ہو اور یہ جو کہا کہ سعد رضی اللہ عنہ نے جھوٹ کہا تو اس میں بولنا کذب کا ہے اوپر خبر دینے کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوگی اگرچہ اس کے قائل نے اس کو اپنے گمان غالب پر بنا کیا ہو اور یہ جو کہا کہ یہ دن ہے اس میں کعبے کی تعظیم ہوگی تو یہ اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ظاہر کرنے اسلام کے سے اور اذان دینے بلال رضی اللہ عنہ کے سے اس کی پشت پر اور سوائے اس کے اس قسم سے کہ دور کی گئی اس میں سے بتوں سے اور مانند ان کی سی تصویروں وغیرہ سے اور یہ جو کہا کہ اس میں کعبے کو غلاف چڑھایا جائے گا تو کہتے ہیں کہ قریش رمضان میں کعبے کو غلاف چڑھایا کرتے تھے سو اتفاقا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی دن موافق پڑا اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے کی بالائی جانب سے داخل ہو تو یہ مخالف ہے صحیح حدیثوں کے جو آئندہ آتی ہیں کہ خالد رضی اللہ عنہ مکے کے زیریں حصے سے داخل ہوا اور یہ جو کہا کہ اس دن خالد رضی اللہ عنہ کے سواروں سے دو مرد مارے گئے تو موسیٰ بن عقبہ کے مغازی میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ چلا یہاں تک کہ مکے کی زیریں حصے سے مکے میں داخل ہوا اور تحقیق جمع ہوئے تھے وہاں قوم بنو بکر اور بنو حارث اور کچھ لوگ ہذیل سے اور مختلف قوموں سے جن سے قریش نے مدد لی تھی سو انہوں نے خالد رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی خالد رضی اللہ عنہ ان سے لڑا وہ بھاگے اور قوم بنو بکر سے تقریبا بیس آدمی مارے گئے اور ہذیل سے تین یا چار یہاں تک کہ پہنچی ساتھ ان کے لڑائی مسجد کے دروازے تک یہاں تک کہ داخل ہوئے گھروں میں اور چڑھ گیا ایک گروہ ان میں سے پہاڑوں پر اور چلایا ابوسفیان کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرے اور اپنا ہاتھ روکے پس وہ پناہ میں ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی فرمایا یہ کیا ہے اور حالانکہ میں نے لڑنے سے منع کر دیا تھا لوگوں نے کہا ہم گمان کرتے ہیں کہ

قریش نے خالد رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی اور پہلے انہوں نے لڑائی کی تو اس کو لڑنے سے کوئی چارہ نہ ہوا پھر جب اطمینان ہوا تو حضرت ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو کیوں لڑا تھا اور حالانکہ میں نے تم کو لڑنے سے منع کیا تھا۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پہلے انہوں نے لڑائی شروع کی اور ہمارے درمیان ہتھیار چلائے اور میں نے اپنا ہاتھ روکا جتنا روک سکا حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ کا حکم بہتر ہے اور طبرانی کی روایت میں ہے کہ خالد رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ستر آدمی کو قتل کیا اور حضرت ﷺ نے اپنے سرداروں کو حکم دیا تھا کہ نہ ماریں کسی کو مگر جو ان سے لڑے لیکن حضرت ﷺ نے معاف کیا خون چند آدمیوں کا جن کا نام جدا جدا لیا اور وہ آٹھ مرد یہ ہیں' ابن خطل اور عبداللہ بن ابی سرح اور عکرمہ بن ابی جہل اور حویرث بن نقید اور مقیس بن صبابہ اور ہبار بن اسود اور حارث بن طلاطل اور کعب بن زہیر اور عورتوں کا نام فتح الباری میں مذکور ہے اور ایک ان میں سے ہند ہے ابوسفیان کی عورت سو بعض ان میں سے مسلمان ہوئے اور بعض کفر کی حالت میں مارے گئے اور ابن خطل کا اس باب میں ذکر آئے گا اور روایت کی ہے احمد اور مسلم اور نسائی وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ سامنے سے آئے اور آپ نے ایک طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور دوسری طرف زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ابوعبیدہ کو ان لوگوں پر بھیجا جو بغیر ہتھیاروں کے تھے تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے ابوہریرہ! بلا واسطے میرے انصار کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو بلایا وہ آئے اور آپ ﷺ کے گرد گھومے حضرت ﷺ نے فرمایا ان سے کیا تم دیکھتے ہو طرف اوباشوں قریش کی اور ان کے تابعداروں کی پھر ایک ہاتھ کو دوسرے پر پھیرا یعنی ان کو کاٹ ڈالو یہاں تک کہ صفا پر مجھ سے ملو سو ہم چلے اور جس کو ان میں سے ہم نے چاہا قتل کیا پھر ابوسفیان آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! قریش ہلاک ہوئے ان کے جوان لڑکے مارے گئے اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنا دروازہ بند کرلیا وہ پناہ میں ہے اور تحقیق تمسک کیا ہے ساتھ اس قصے کے جو کہتا ہے کہ مکہ قہر اور غلبے سے فتح ہوا اور یہ قول اکثر کا ہے اور شافعی سے روایت ہے کہ وہ صلح سے فتح ہوا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی اس امان دینے سے اور واسطے نسبت کرنے اس کے گھروں کی طرف اہل اس کے اور اس واسطے کہ وہ تقسیم نہیں ہوا اور اس واسطے کہ غازی لوگ اس کے گھروں کے مالک نہیں ہوئے نہیں تو جائز ہوتا نکالنا گھر والوں کا گھروں سے اور حجت پہلوں کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے تصریح حکم کرنے کے سے ساتھ لڑنے کے اور واقع ہونا اس کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ساتھ تصریح کرنے حضرت ﷺ کے کہ مکے میں لڑنا ایک گھڑی میرے واسطے درست ہوا اور منع کرنا حضرت ﷺ کا آپ کی پیروی کرنے سے بیچ اس کے یعنی حضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ اس امر میں میری کوئی پیروی نہ کرے اور جواب دیا ہے انہوں نے ترک قسمت سے ساتھ اس کے کہ وہ نہیں لازم پکڑتا نہ فتح ہونے کو ساتھ قہر کے پس تحقیق کبھی فتح کیا جاتا ہے شہر قہر سے اور احسان کیا جاتا ہے اس کے اہل پر اور چھوڑے جاتے ہیں واسطے ان کے گھر ان کے اور غنیمتیں ان کی اس واسطے کہ جو زمین غنیمت کی جائے اس کا تقسیم کرنا متفق علیہ نہیں بلکہ

خلاف ثابت ہے صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور جو ان سے پیچھے ہیں اور تحقیق فتح کیے گئے اکثر شہر غلبے سے پس نہیں تقسیم ہوئے
اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تھا باجود اکثر اصحاب کے اور تحقیق زیادہ ہوا مکہ اس سے
ساتھ ایک امر کے کہ ممکن ہے کہ دعویٰ کیا جائے خاص ہونے اس کے کا ساتھ اس کے کہ سوائے باقی شہروں کے اور وہ
یہ ہے کہ وہ عبادت کا گھر ہے اور سب خلقت کے عبادت کرنے کی جگہ ہے اور تحقیق بنایا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے ادب
والا گھر برابر ہے اس میں شہری اور جنگلی اور بہر حال قول نووی کا کہ حجت پکڑی ہے شافعی نے ساتھ حدیثوں مشہورہ کے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مرالظہر ان میں صلح کی پہلے داخل ہونے سے مکے میں پس اس میں نظر ہے اس واسطے کہ
جس کی طرف اس نے اشارہ کیا ہے اگر مراد اس کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے واسطے اس کے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
سے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ پناہ میں ہے کما تقدم اور اسی طرح قول اس کا جو مسجد میں داخل ہو وہ پناہ میں
ہے جیسا کہ ابن اسحاق کے نزدیک ہے پس تحقیق نہیں نام رکھا جاتا اس کا صلح مگر جب التزام کرے جو اشارہ کیا گیا ہے
اس کی طرف بند رہنے کو قتال سے اور جو صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے وہ ظاہر ہے اس میں کہ قریش نے اس کا التزام
نہیں کیا اس واسطے کہ وہ لڑائی کے واسطے تیار تھے جیسا کہ ثابت ہو چکا ہے کہ قریش نے اپنے اوباشوں کو اٹھایا اور کہا کہ
ہم ان کو آگے کرتے ہیں پس اگر ان کو فتح ہوئی تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور اگر یہ مارے گئے تو ہم اسے یعنی
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیں گے جو اس نے ہم سے مانگا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اوباش قریش کی طرف دیکھتے ہو پھر
ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ان کو کاٹ ڈالو یہاں تک کہ مجھ سے صفا پر ملو سو جس کو ہم نے ان میں سے مارنا چاہا اس کو مار ڈالا
اور اگر مراد اس کی ساتھ صلح کے واقع ہونا عقد کا ہے ساتھ اس کے تو یہ منقول نہیں اور میں نہیں گمان کرتا کہ اس نے
ارادہ کیا ہو مگر احتمال پہلا اور اس میں وہ چیز ہے جو میں نے ذکر کی اور جو کہتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امان دی اس
کی دلیل ایک یہ بھی ہے جو ابن اسحاق کے نزدیک واقع ہوئی ہے بیچ سیاق قصے فتح کے کہ پس عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ
شاید میں پاؤں بعض لکڑی لانے والوں کو یا دودھ والے کو یا کسی کام والے کو کہ مکے میں آئے اور ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ٹھہرنے کی خبر دے تا کہ آپ کی طرف نکل کر آپ سے پناہ چاہیں پہلے اس سے کہ داخل ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں
غلبے سے پھر بعد قصے ابوسفیان کے کہا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ امن میں ہے اور اسی کی مانند واقع ہوا ہے
نزدیک موسیٰ بن عقبہ کے اور اس میں تصریح ہے ساتھ عام ہونے امان کے پس تھی یہ امان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واسطے ہر
ایک شخص کے کہ نہ لڑے اہل مکہ میں سے پس اس جگہ سے کہا ہے شافعی نے کہ تھا مکہ امن دیا گیا اور نہیں فتح ہوا تھا غلبے
سے اور امان مانند صلح کے ہے اور بہر حال جو لڑنے کے واسطے پیش ہوئے یا وہ لوگ جو نکالے گئے پناہ سے اور حکم ہوا ان
کے قتل کرنے کا اگرچہ کعبے کے پردوں سے پناہ لیں پس نہیں لازم پکڑتا یہ اس کو کہ مکہ غلبے سے فتح ہوا اور ممکن ہے تطبیق
درمیان حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیچ حکم کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قتال کے اور درمیان حدیث باب کے بیچ امن

دینے حضرت ﷺ کے واسطے ان کے ساتھ اس طور کے کہ ہو امن دینا معلق ساتھ شرط کے اور وہ ترک کرنا قریش کا ہے کھل کر لڑنے کو پس جب جدا جدا ہوئے طرف گھروں اپنے کے اور راضی ہوئے ساتھ امان مذکور کے کہ نہیں لازم پکڑتا ان کے اوباشوں کا لڑنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس کو کہ مکہ غلبے سے فتح ہوا ہو اس واسطے کہ اعتبار اصول کا ہے نہ تابعداروں کا اور ساتھ اکثر کے نہ ساتھ کمتر کے اور باوجود اس کے نہیں اختلاف ہے اس میں کہ نہیں جاری ہوئی اس میں تقسیم غنیمت کی اور نہ قید ہوا کوئی مکے والوں میں سے ان لوگوں میں سے جو لڑنے میں شامل ہوا اور ابوداؤد میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے فتح مکہ کے دن کوئی چیز لوٹی تھی اس نے کہا نہیں اور میل کی ہے ایک گروہ نے ان میں سے ہے ماوردی کہ بعض حصہ مکہ کا غلبے سے فتح ہوا واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے قصے خالد رضی اللہ عنہ کے سے جو مذکور ہوا اور حق یہ ہے کہ صورت فتح ہونے اس کے کی صورت غلبے کی تھی اور معاملہ اہل اس کے کا معاملہ اس شخص کا تھا جو داخل ہوا ساتھ امان کے اور منع کیا ہے ایک جماعت نے ان میں سے ہے سہیلی مترتب ہونے عدم تقسیم اس کی کو اور عدم جواز بیع گھروں ان کے کو اور کرائے پر دینے اس کے کو اس پر کہ وہ صلح سے فتح ہوا بہر حال اول وجہ پس اس واسطے کہ امام کو اختیار ہے بیچ تقسیم کرنے زمین کے درمیان غازیوں کے جب کہ کھینچی جائے کفار سے اور درمیان باقی رکھنے اس کے بطور وقف کے مسلمانوں پر اور نہیں لازم آتا اس سے منع ہونا بیچنا گھروں کا اور کرائے پر دینا ان کا اور لیکن دوسری وجہ پس کہا بعض نے کہ نہیں داخل ہوتی زمین بیچ حکم مالوں کے اس واسطے کہ جو پہلے لوگ تھے جب وہ کافروں پر غالب ہوتے تھے تو مالوں کو نہ لوٹتے تھے پس آسمان سے آگ اترتی تھی اور مالوں کو کھا جاتی تھی اور ہوتی تھی زمین واسطے ان کے عام طور سے جیسا کہ اللہ نے فرمایا ﴿اُدْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾. (المائدۃ: ۲۱) اور یہ مسئلہ مشہور ہے اس کو ہم اور دراز نہیں کرتے وقد تقدم كثير من مباحث دور مكة فی باب توريث دور مكة۔ (فتح)

۳۹۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ يَقُوْلُ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَتِهٖ وَهُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِيْ لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ.

۳۹۴۵۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے فتح مکہ کے دن حضرت ﷺ کو دیکھا اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ ﷺ سورہ فتح پڑھتے تھے ترجیع سے یعنی حلق میں حرف کو دہراتے تھے اور معاویہ راوی نے کہا کہ اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ میرے گرد جمع ہو جائیں گے تو البتہ میں ترجیع کرتا جیسے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ترجیع کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ شعبہ کہتا ہے کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کس طرح ہے ترجیع اس کی کہا آ آ آ تین بار اور ایک روایت میں ہے کہ البتہ پڑھتا میں ساتھ اس خوش آوازی کے کہ حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ پڑھا۔

٣٩٤٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِىْ حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيْلٌ مِّنْ مَّنْزِلٍ ثُمَّ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ قِيْلَ لِلزُّهْرِيِّ وَمَنْ وَّرِثَ أَبَا طَالِبٍ قَالَ وَرِثَهُ عَقِيْلٌ وَّطَالِبٌ قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِيْ حَجَّتِهِ وَلَمْ يَقُلْ يُوْنُسُ حَجَّتِهِ وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ.

٣٩٤٦۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے فتح مکہ کے دن کہا یا حضرت! آپ کل کہاں اتریں گے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا عقیل نے ہمارے واسطے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ پھر فرمایا کہ وارث نہیں ہوتا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا کسی نے زہری سے کہا کہ ابو طالب کے ترکے کا کون وارث ہوا تھا کہا کہ عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے کہا معمر راوی نے زہری سے آپ کل کہاں اتریں گے ان پر حج میں اور یونس نے نہ حج کا ذکر کیا اور نہ فتح کے زمانہ کا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ یا حضرت آپ کل کہاں اتریں گے؟ تو اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے تو پہلے گزر چکا ہے حج میں زہری کی روایت میں ساتھ اس لفظ کے کہ عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے اور جعفر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اس کے وارث نہ ہوئے اس واسطے کہ یہ دونوں اس وقت مسلمان ہو چکے تھے اور عقیل اور طالب اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے انتہی۔ اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر مقدم ہونے حکم کے بیچ ابتدا اسلام کے اس واسطے کہ ابو طالب ہجرت سے پہلے مر گیا تھا اور احتمال ہے کہ جب ہجرت واقع ہوئی اس وقت عقیل اور طالب ابو طالب کے ترکہ پر غالب ہوئے ہوں اور تحقیق رکھا تھا ابو طالب نے ہاتھ اپنا عبداللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کے ترکہ پر اس واسطے کہ وہ اس کا بھائی تھا اور تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزدیک ابو طالب کے بعد مرنے اپنے دادے عبدالمطلب کے پھر جب ابو طالب مر گیا پھر ہجرت واقع ہوئی اور نہ مسلمان ہوا طالب اور متاخر ہوا اسلام عقیل کا تو غالب ہوئے وہ دونوں ابو طالب کے ترکہ پر اور مر گیا طالب پہلے بدر سے اور متاخر ہوا عقیل پھر جب اسلام کا حکم قرار پایا کہ مسلمان کافر کے ترکہ کا وارث نہیں ہوتا تو بدستور ابوطالب کا ترکہ عقیل کے ہاتھ میں رہا پس اشارہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اور عقیل نے ان سب گھروں کو بیچ ڈالا تھا اور اختلاف ہے بیچ برقرار رکھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیل کو اس چیز پر کہ خاص ہوا وہ ساتھ اس کے سو بعض کہتے ہیں کہ بطور احسان کے اس کے واسطے چھوڑا اور بعض کہتے ہیں تالیف قلب کے واسطے چھوڑا اور بعض کہتے ہیں کہ واسطے صحیح رکھنے تصرفات جاہلیت کے جیسے

کہ ان کے نکاح صحیح ہوتے ہیں اور یہ جو کہا کہ کیا عقیل نے ہمارے واسطے کوئی گھر چھوڑا ہے؟ تو اس میں اشارہ ہے کہ اگر عقیل کوئی چھوڑتا تو حضرت ﷺ اس میں اترتے اور اس میں تعاقب ہے خطابی کا جس جگہ اس نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ ان میں نہ اترے اس واسطے کہ وہ ایسے گھر تھے جن کو ہجرت کے ساتھ اللہ کے واسطے چھوڑا تھا سو نہ مناسب جانا حضرت ﷺ نے یہ کہ رجوع کریں کسی چیز میں جس کو اللہ کے واسطے چھوڑا اور اس کی کلام میں نظر ہے جو پوشیدہ نہیں اور ظاہر تر وہ ہے جو میں نے پہلے بیان کیا اور یہ کہ تحقیق جو چیز کہ خاص ہے ساتھ ترک کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ٹھہرنا مہاجر کا ہے اس شہر میں جس میں ہجرت کی نہ مجرد اترنا اس کا اس گھر میں کہ اس کا ملک ہے جب کہ ٹھہرے اس میں اتنی مدت جس کی اس کو اجازت ہے اور وہ حج کی عبادت کے دن ہیں اور تین دن اس کے بعد، واللہ اعلم۔ (فتح)

۳۹۴۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلُنَا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ إِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَيْفُ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

۳۹۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اترنے کی جگہ ان شاء اللہ جب کہ اللہ نے مکے کو فتح کیا خیف نامی بنی کنانہ کا ٹیلا ہے جس جگہ کفار قریش آپس میں ہم قسم ہوئے تھے کفر پر۔

فائدہ: یعنی جب کہ قریش نے باہم قسم اٹھائی تھی کہ بنی ہاشم سے کسی چیز کی خرید وفروخت نہ کریں اور نہ اُن سے شادی بیاہ کریں اور ان کو پہاڑ کے ایک درے میں روکا اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۳۹۴۸۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَرَادَ حُنَيْنًا مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ.

۳۹۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے جنگ حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا کہ ہمارے اترنے کی جگہ کل ان شاء اللہ خیف نامی بنی کنانہ کا ٹیلہ ہے جس جگہ قریش آپس میں ہم قسم ہوئے تھے۔

فائدہ: جب کہ جنگ حنین کا ارادہ کیا یعنی بیچ جنگ فتح مکہ کے اس واسطے کہ جنگ حنین جنگ فتح مکہ کے پیچھے واقع ہوئی تھی اور البتہ پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث حج میں زہری کی روایت سے ساتھ اس لفظ کے جب کہ مکے میں جانے کا ارادہ کیا اور ان دونوں روایتوں میں مخالفت نہیں ساتھ تطبیق مذکور کے لیکن اس جگہ اس کو اس لفظ سے روایت کیا نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِيْ كِنَانَةَ یعنی کل ہم خیف نامی بنی کنانہ کے ٹیلے پر اتریں گے اور جب آپ نے یہ حدیث

فرمائی اس وقت آپ منیٰ میں تھے اور یہ دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ حدیث اپنے حج میں فرمائی تھی نہ فتح مکہ میں پس یہ مشابہ ہے ساتھ اس حدیث کے جو اس سے پہلے ہے بیچ اختلاف کے اور احتمال رکھتی ہے تعدد کا واللہ اعلم کہتے ہیں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے اس جگہ پر اترنا اختیار کیا تا کہ یاد پڑے کہ یہاں کافروں نے کفر پر کمر باندھی تھی سو شکر کریں اللہ کا اس چیز پر کہ انعام کی اللہ نے اوپر آپ کے فتح عظیم سے اور قدرت پانے سے مکے میں داخل ہونے پر کھلم کھلا تا کہ کافر شرمندہ ہوں اور خاک آلود ہو ناک ان لوگوں کی جنہوں نے کوشش کی بیچ نکالنے حضرت ﷺ کے مکے سے اور واسطے مبالغہ کرنے کے بیچ درگذر کے ان لوگوں سے جنہوں نے برا کیا اور مقابلہ کرنا ان کا ساتھ انعام اور احسان کے اور یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ (فتح)

٣٩٤٩۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوهُ قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا نُرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا.

٣٩٤٩۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن مکے میں داخل ہوئے اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھی سو جب آپ ﷺ نے اس کو اتارا تو ایک مرد آپ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ ابن خطل کعبے کے پردے پکڑے ہے حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو مار ڈال اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ اس دن احرام سے نہ تھے اور اللہ خوب جانتا ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس وہ قتل کیا گیا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ قتل کرنے ابن خطل کے اور حالانکہ وہ کعبے کے پردے پکڑے تھا اس پر کہ کعبہ نہیں پناہ دیتا اس شخص کو کہ واجب ہو اس کا مار ڈالنا اور یہ کہ جائز ہے مار ڈالنا اس شخص کا کہ واجب ہو مارنا اس کا حرم میں اور اس استدلال میں نظر ہے اس واسطے کہ تمسک کیا ہے مخالفوں نے ساتھ اس کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے یہ اس گھڑی میں جس میں حضرت ﷺ کو مکے میں لڑنا حلال ہوا اور البتہ تصریح کی حضرت ﷺ نے ساتھ اس کے کہ حرمت اس کی پھر آئی جیسے پہلے تھی اور وہ گھڑی جس میں حضرت ﷺ کے واسطے مکے میں لڑنا حلال ہوا تھا وہ فتح کے دن کی صبح سے اس کے عصر تک تھی جیسا کہ واقع ہوا ہے نزدیک احمد کے اور عمر بن شبیہ نے کتاب مکہ میں سائب بن یزید سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے کعبے کے پردوں کے نیچے سے ابن خطل کو نکالا اور اس کی گردن ماری باندھ کر درمیان زمزم اور مقام ابراہیم کے اور فرمایا کہ نہ قتل ہو گا قوم قریش سے کوئی ذلیل اور قید سے اس دن کے بعد اور اس کے راوی سب ثقہ ہیں لیکن ابو معشر کے حق میں کلام ہے۔ (فتح)

۳۹۵۰۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلَاثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعُنُهَا بِعُوْدٍ فِي يَدِهِ وَيَقُوْلُ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾. (الإسراء:۸۱) ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ﴾. (السباء:۴۹).

۳۹۵۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہوئے اور خانے کعبے کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو چوکنے لگے ایک لکڑی سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی اور فرماتے تھے کہ آیا حق اور نکل بھاگا ناحق آیا حق اور باطل نہ کسی چیز کو از سر نو پیدا کرتا ہے اور نہ کسی چیز کو دوہراتا ہے۔

فائدہ: اور طبرانی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ پس نہ باقی رہا کوئی بت سامنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مگر کہ اپنی پیٹھ پر گر پڑا باوجودیکہ وہ زمین پر ثابت تھے اور شیطان نے ان کے پاؤں سیسے سے مضبوط کیے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا واسطے ذلیل کرنے بتوں کے اور ان کے پوجنے والوں کے اور واسطے ظاہر کرنے اس بات کے کہ نہ وہ نفع دیتے ہیں اور نہ نقصان کرتے ہیں اور نہ کسی چیز کو اپنی جان سے ہٹا سکتے ہیں اور نصب وہ بت ہیں جو اللہ کے سوا پوجنے کے واسطے کھڑے کیے جاتے تھے۔ (فتح)

۳۹۵۱۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْآلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأُخْرِجَ صُوْرَةُ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ فِي أَيْدِيْهِمَا مِنَ الْأَزْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللهُ لَقَدْ عَلِمُوْا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْبَيْتِ وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوْبَ وَقَالَ

۳۹۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں تشریف لائے تو خانے کعبے میں داخل ہونے سے انکار کیا اور حالانکہ اس میں بت تھے سو حکم دیا ان کے نکال ڈالنے کا سو نکالے گئے پس نکالی گئی صورت ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی اور ان کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے مشرکین مکہ پر البتہ ان کو معلوم ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے کبھی تیروں سے فال نہیں لی پھر خانے کعبے میں داخل ہوئے اور بیت اللہ کی کونوں میں تکبیر کہی اور اس میں نماز نہ پڑھی۔

وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: ازلام وہ تیر تھے کہ کفار نیکی بدی میں ان کے ساتھ فال لیتے تھے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ ان کے پس اوندھے ڈالے گئے اپنے مونہوں پر اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ مشرکوں کا ناس کرے ابراہیم علیہ السلام نے تو کبھی پانسوں سے فال نہیں لی پھر زعفران منگایا اور ان صورتوں کو لگا کر مٹایا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس مکان میں تصویریں ہوں اس میں نماز پڑھنی مکروہ ہے واسطے ہونے اس کے جگہ گمان شرک کی اور تھا اکثر کفر پہلی امتوں کا تصویروں کی جہت سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے میں جا کر سب تصویروں کو مٹا ڈالیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سب تصویروں کو مٹا ڈالا اور اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ خانے کعبے میں داخل ہوئے اور اس میں ابراہیم علیہ السلام کی صورت دیکھی اور اس کو پانی سے مٹا ڈالا تو یہ حدیث محمول ہے کہ جس نے اس کو پہلے مٹایا تھا کچھ اثر اس کا اس پر پوشیدہ رہا تھا اور ابن عائذ کی مغازی میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی ماں کی صورت باقی رہی تھی یہاں تک کہ دیکھا ان کو اس شخص نے جو غسان کے نصاریٰ سے مسلمان ہوا پھر جب ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے خانے کعبے کو ڈھایا یعنی از سرنو بنانے کے واسطے تو دونوں جاتی رہیں ان کا کوئی نشان باقی نہ رہا اور بعض کہتے ہیں کہ کعبے کے جلائے جانے کے وقت جاتی رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے ان لوگوں پر جو ایسی چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جن کو پیدا نہیں کر سکتے اور باقی شرح حدیث کی حج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ دُخُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ.

داخل ہونا نبی ﷺ کا مکے میں بالائی جانب سے۔

فائدہ: یعنی وقت فتح کرنے اس کے اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن داخل ہوئے بڑی عاجزی سے۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّمَعَهٗ بِلَالٌ وَّمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سامنے آئے حضرت ﷺ فتح کے دن مکے کے بالائی جانب سے اپنی اونٹنی پر سوار تھے اپنے پیچھے اسامہ رضی اللہ عنہ کو چڑھائے تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ تھے کعبے کے دربانوں سے یہاں تک کہ اونٹنی کو مسجد میں بٹھایا سو حضرت ﷺ نے

حَتّٰى اَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ فَمَكَثَ فِيْهِ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَّرَآءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَاَلَهٗ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ.

طلحہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبے کی چابی لائے (تو اس نے چابی لا کر دروازہ کھولا) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہت ٹھہرے رہے پھر باہر تشریف لائے سو لوگ آگے پیچھے دوڑے سو سب سے پہلے پہل ابن عمر رضی اللہ عنہما داخل ہوئے سو بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے کھڑا پایا اور اس سے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ سو اشارہ کیا اس نے اس جگہ کی طرف جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو اس سے یہ پوچھنا یاد نہ رہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ خانے کعبے کی چابی لائے عبدالرزاق اور طبرانی نے زہری سے مرسل روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن عثمان بن طلحہ سے کہا کہ میرے پاس چابی لا وہ گیا اس نے بہت دیر کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے منتظر تھے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے موتیوں کی طرح پسینہ ٹپکتا تھا اور فرماتے تھے کس چیز نے اس کو روکا؟ سو ایک مرد اس کی طرف دوڑا اور چابی عثمان کی ماں کے پاس تھی وہ کہتی تھی کہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے چابی لی تو تم کو کبھی نہ دیں گے سو وہ ہمیشہ اس سے مانگتا رہا یہاں تک کہ اس نے چابی دی وہ اس کو لایا اور خانے کعبے کا دروازہ کھولا گیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوئے پھر باہر تشریف لائے اور پانی پلانے کی جگہ کے پاس بیٹھے تو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی قوم ہم سے نصیب میں زیادہ تر نہیں کہ ہم کو پیغمبری اور سقایہ اور چابی برداری ملی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی اس بات کو مکروہ جانا پھر عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر چابی دی اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترے اور لوگ مطمئن ہوئے تو نکلے یہاں تک کہ خانے کعبے میں آئے اور اس کے گرد طواف کیا پھر جب طواف سے فارغ ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا کر اس سے چابی لی اور کعبے کا دروازہ کھول کر اس کے دروازے پر کھڑے ہوئے پھر کہا کہ اے گروہ قریش کے تم کو کیا گمان ہے کہ میں تمہارے ساتھ کروں گا؟ انہوں نے کہا کہ بہتر بھائی کا بیٹا فرمایا جاؤ تم آزاد ہو پھر بیٹھے تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جمع کرو ہمارے واسطے دربانی کو اور پانی پلانے کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کو چابی دی اور فرمایا کہ لے یہ ہمیشہ تیرے پاس رہے گی اور میں نے یہ تم کو نہیں دی لیکن اللہ نے تم کو دی نہ چھینے گا تم سے کوئی مگر ظالم روایت کیا

ہے اس کو ابن اسحاق اور ابن عائذ نے اور ایک روایت میں ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ کی اولاد کہتے تھے کہ نہ کھولیں گے کعبے کو مگر وہی سو حضرت ﷺ نے اس سے چابی لی اور اس کو اپنے ہاتھ سے کھولا۔ (فتح)

۳۹۵۲۔ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ الَّتِي بِأَعْلٰى مَكَّةَ تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ وَوُهَيْبٌ فِيْ كَدَاءٍ.

۳۹۵۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہوئے کدا کی طرف سے جو مکے کی بالائی جانب میں ہے۔

۳۹۵۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ أَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ.

۳۹۵۳۔ حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح کے دن مکے کی بالائی جانب سے داخل ہوئے کدا کی طرف سے۔

بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ.

باب ہے بیان میں اس جگہ کے جس میں حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن اترے تھے۔

۳۹۵۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحٰى غَيْرَ أُمِّ هَانِيءٍ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِيْ بَيْتِهَا ثُمَّ صَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ قَالَتْ لَمْ أَرَهُ صَلّٰى صَلَاةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ.

۳۹۵۴۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ نہیں خبر دی ہم کو کسی نے کہ اس نے حضرت ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو سوائے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے سو بیشک اس نے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن اس کے گھر میں غسل کیا پھر آٹھ رکعتیں پڑھیں ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے حضرت ﷺ کو کہ کوئی نماز اس سے زیادہ تر ہلکی پڑھی ہو سوائے اس کے کہ رکوع سجود کو پورا کرتے تھے۔

فائدہ: پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ محصب میں اترے تھے اور اس حدیث میں ہے کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر میں اترے تھے اور اکلیل میں ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فتح کے دن میرے پاس اترے تھے اور اس میں کوئی مخالفت نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ اس کے گھر میں اترے تھے پھر پھرے اس جگہ کی طرف جہاں آپ ﷺ کا خیمہ گاڑا گیا تھا نزدیک شعب ابی طالب کے اور وہ جگہ وہ ہے جس میں مشرکوں نے مسلمانوں کو بند کیا

تھا اور روایت کی ہے واقدی نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے اترنے کی جگہ جب کہ اللہ ہم پر مکے کو فتح کرے گا وہ ٹیلا ہے جس جگہ ہم قسم ہوئے کفار کفر پر مقابل درے ابو طالب کے جس جگہ انہوں نے ہم کو بند کیا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے کے گھروں میں داخل ہوئے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور شاید بخاری نے اس کے واسطے بیاض چھوڑا ہوگا پس نہ متفق ہوا واسطے اس کے واقع ہونا اس چیز کا کہ اس کے مناسب ہے۔ (فتح)

۳۹۵۵۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِی الضُّحٰی عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ رُکُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ.

۳۹۵۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع اور سجود میں کہتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ یعنی پاک ہے تو اے اللہ! اے ہمارے رب! اور ساتھ حمد تیری کے الٰہی مجھ کو بخش دے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے اور وجہ داخل ہونے اس کے اس جگہ وہ چیز ہے جو تفسیر میں آئے گی کہ نہیں پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اس کے بعد کہ اتری آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ مگر کہ اس میں یہ دعا کہتے تھے۔ (فتح)

۳۹۵۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کَانَ عُمَرُ یُدْخِلُنِیْ مَعَ أَشْیَاخِ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا الْفَتٰی مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَآءٌ مِّثْلُهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ قَالَ فَدَعَاهُمْ ذَاتَ یَوْمٍ وَّدَعَانِیْ مَعَهُمْ قَالَ وَمَا رُئِیْتُهٗ دَعَانِیْ یَوْمَئِذٍ إِلَّا لِیُرِیَهُمْ مِّنِّیْ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِیْ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا﴾ حَتّٰی خَتَمَ

۳۹۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مجھ کو (اپنی مجلس میں) بدری بزرگوں کے ساتھ داخل کرتے تھے تو بعض نے کہا کہ تم اس جوان کو ہمارے ساتھ کیوں داخل کرتے ہو اور ہمارے بیٹے اس کی مانند ہیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیشک یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کی فضیلت تم کو معلوم ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن ان کو بلایا اور مجھ کو بھی ان کے ساتھ بلایا اور نہیں گمان کرتا میں ان کو کہ بلایا مجھ کو اس دن مگر تا کہ ان کو میری بعض فضیلت دکھلائیں سو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا کہتے ہو تم اس آیت کی تفسیر میں کہ جب آئی مدد اللہ کی اور فتح اور

السُّوْرَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ أُمِرْنَا أَنْ نَّحْمَدَ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرَهٗ إِذَا نُصِرْنَا وَفُتِحَ عَلَيْنَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نَدْرِىْ أَوْ لَمْ يَقُلْ بَعْضُهُمْ شَيْئًا فَقَالَ لِيْ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَذَاكَ تَقُوْلُ قُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُوْلُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ اللّٰهُ لَهٗ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ فَذَاكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ قَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

دیکھے تو لوگوں کو کہ داخل ہوتے ہیں اللہ کے دین میں فوج فوج ؟ یہاں تک کہ سورہ کو ختم کیا سو کہا بعض نے کہ ہم کو حکم ہوا کہ اللہ کی حمد کریں اور اس سے بخشش مانگیں جب کہ ہم کو مدد ہوئی اور فتح نصیب ہوئی اور بعض نے کہا کہ ہم کو اس کے معنی معلوم نہیں اور بعض نے کچھ بھی نہ کہا تو عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اے ابن عباس! کیا اسی طرح تم کہتے ہو؟ میں نے کہا نہیں کہا سو تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہے یعنی مراد اس سورہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ہے جو اللہ نے آپ کو معلوم کروائی جب آئی اللہ کی مدد اور فتح مکہ کی تو یہ نشانی تیری موت کی ہے پس پاکی بول اپنے رب کی خوبیاں اور بخشش مانگ اس سے بیشک وہ ہے معاف کرنے والا کہا عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں جانتا میں اس سے مگر جو تم جانتے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

۳۹۵۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ أَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ إِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِّيْ أَيُّهَا الْأَمِيْرُ أُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ يَوْمَ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ وَأَبْصَرَتْهُ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ إِنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ أَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا

۳۹۵۷۔ حضرت ابو شریح سے روایت ہے کہ اس نے عمرو بن سعید سے کہا اور وہ لشکروں کو مکے کی طرف بھیجتا تھا اے سردار مجھ کو حکم ہو تو میں تجھ سے ایک حدیث بیان کروں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ سے اگلے دن فرمائی میرے دونوں کانوں نے اس کو سنا اور میرے دل نے اس کو یاد رکھا اور میری دونوں آنکھوں نے آپ کو دیکھا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کلام کیا بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا کہ بے شک مکہ اللہ نے حرام کیا ہے آدمیوں نے اس کو حرام نہیں کیا سو جو مرد کہ اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو اس کو حلال نہیں کہ اس میں خون کو بہائے یعنی کسی کو قتل کرے اور نہ مکے کا درخت کاٹے اور اگر کوئی مکے میں خون

يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَإِنْ أَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهُ إِنَّ اللّٰهَ أَذِنَ لِرَسُوْلِهِ وَلَمْ يَأْذَنْ لَكُمْ وَإِنَّمَا أَذِنَ لِيْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْأَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَقِيْلَ لِأَبِيْ شُرَيْحٍ مَّاذَا قَالَ لَكَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ أَنَا أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ يَا أَبَا شُرَيْحٍ إِنَّ الْحَرَمَ لَا يُعِيْذُ عَاصِيًا وَّلَا فَارًّا بِدَمٍ وَّلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَرْبَةُ الْبَلِيَّةُ.

کرنا درست جانے پیغمبر ﷺ کے قتل کرنے کی دلیل سے تو اس سے کہہ دو کہ البتہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا تھا اور تم کو حکم نہیں دیا اور مجھ کو بھی دن کی ایک ساعت میں اجازت ہوئی پھر اس کی حرمت پلٹ آئی آج جیسی کل تھی اور چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں تو کسی نے ابو شریح سے پوچھا کہ عمرو نے تجھ کو کیا کہا؟ کہا اس نے کہا اے ابو شریح! میں اس کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں بیشک حرم نہیں پناہ دیتا گنہگار کو اور نہ خونی کو اور نہ تقصیری کو۔

فائدہ: عمرو کا یہ کلام ظاہر میں حق ہے لیکن مراد اس کی اس سے باطل ہے اس واسطے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کوئی خون نہیں کیا تھا اور نہ کوئی گناہ جو موجب حد ہو۔

۳۹۵۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ إِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ.

۳۹۵۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا فتح مکہ کے دن فرماتے تھے اور آپ ﷺ مکے میں تھے کہ بیشک اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید وفروخت حرام کی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بیع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ مَقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ.

ٹھہرنا حضرت ﷺ کا مکہ میں فتح کے دنوں میں۔

۳۹۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۵۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ دس دن ٹھہرے ہم نماز کو قصر کرتے تھے۔

عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلَاةَ.

۳۹۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ.

۳۹۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم انیس دن مکے میں ٹھہرے دو رکعتیں پڑھتے تھے یعنی نماز کو قصر کرتے تھے۔

۳۹۶۱۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُو شِهَابٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ نَقْصُرُ الصَّلَاةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَإِذَا زِدْنَا أَتْمَمْنَا.

۳۹۶۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں انیس دن ٹھہرے ہم نماز کو قصر کرتے تھے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ہم قصر کرتے ہیں انیس دن تک یعنی جب کہ انیس دن تک ٹھہریں اور جب ہم انیس دن سے زیادہ ٹھہرتے ہیں تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

فائدہ: ظاہراً یہ دونوں حدیثیں یعنی انس رضی اللہ عنہ کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی آپس میں معارض ہیں اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث تو حجۃ الوداع میں ہے اس واسطے کہ حجۃ الوداع ہی ہے وہ سفر جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں دس دن ٹھہرے تھے اس واسطے کہ چوتھے دن داخل ہوئے اور چودھویں دن نکلے اور بہر حال حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پس وہ فتح مکہ میں ہے اور پہلے بیان کیا ہے میں نے اس کو باب قصر الصلوۃ میں اور وارد کی ہے میں نے اس جگہ تصریح ساتھ اس کے کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حجۃ الوداع میں ہے اور شاید داخل کیا ہے اس کو بخاری نے اس باب میں واسطے اشارہ کرنے اس چیز کی طرف کہ میں نے ذکر کی اور واقع ہوا ہے بیچ روایت اسماعیلی کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں دس دن ٹھہرے نماز کو قصر کرتے تھے اور اسی طرح ہے بیچ باب قصر الصلوۃ کے اور وجہ سے یحییٰ بن ابی اسحاق سے نزدیک بخاری کے اور وہ میرے قول کی تائید کرتی ہے اس واسطے کہ مدت ٹھہرنے ان کے کی بیچ سفر فتح کے یہاں تک کہ مدینے کی طرف پھرے اسی دن سے زیادہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے اور ساقط ہوا ہے نسفی کی روایت میں سے پس ہو گئیں حدیثیں اس کی منجملہ پہلے باب کے اور مناسبت اس کی واسطے اس کے ظاہر نہیں اور شاید بخاری نے اس کے واسطے بیاض چھوڑا ہوگا کہ اس میں ترجمہ لکھے پس نہ اتفاق ہوا اور مناسب واسطے ترجمہ اس کے وہ شخص ہے جو فتح مکہ میں حاضر ہوا۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ

ابن شہاب سے روایت ہے کہ خبر دی مجھ کو عبداللہ بن

شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهٗ عَامَ الْفَتْحِ.

ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال اس کے منہ پر ہاتھ پھیرا تھا۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے عبداللہ بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اس نے ایک رکعت وتر پڑھی۔

۳۹۶۲۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُنَيْنٍ أَبِيْ جَمِيْلَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَزَعَمَ أَبُوْ جَمِيْلَةَ أَنَّهٗ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ مَعَهٗ عَامَ الْفَتْحِ.

۳۹۶۲۔ زہری سے روایت ہے اس نے روایت کی سنین ابی جمیلہ سے کہا زہری نے خبر دی ہم کو ابو جمیلہ نے اور ہم ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے کہا ابو جمیلہ نے کہا کہ بیشک اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا اور فتح مکہ کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلا یعنی واسطے جہاد کے۔

۳۹۶۳۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ لِيْ أَبُوْ قِلَابَةَ أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهٗ قَالَ فَلَقِيْتُهٗ فَسَأَلْتُهٗ فَقَالَ كُنَّا بِمَآءٍ مَمَرَّ النَّاسِ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُوْنَ يَزْعُمُ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَهٗ أَوْحٰى إِلَيْهِ أَوْ أَوْحَى اللّٰهُ بِكَذَا فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ وَكَأَنَّمَا يُقَرُّ فِيْ صَدْرِيْ وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُوْلُوْنَ اتْرُكُوْهُ وَقَوْمَهٗ فَإِنَّهٗ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ وَبَدَرَ أَبِيْ قَوْمِيْ بِإِسْلَامِهِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ

۳۹۶۳۔ حضرت ایوب سے روایت ہے اس نے روایت کی ابو قلابہ سے اس نے عمرو بن سلمہ سے ایوب کہتا ہے کہ ابو قلابہ نے مجھ سے کہا کہ کیا تو عمرو سے نہیں ملتا کہ تو اس سے حال پوچھے کہ تم کس طرح مسلمان ہوئے؟ کہا سو میں اس سے ملا میں نے اس سے پوچھا عمرو نے کہا کہ ہم چشمہ پر تھے لوگوں کیگزر گاہ میں اور ہم پر سواروں کا قافلہ گزرتا تھا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جاتے وقت سو ہم اُن سے پوچھتے تھے کہ کیا حال ہے لوگوں کا کیا حال ہے لوگوں کا کیا حال ہے اس مرد کا سو کہتے تھے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے اس کو بھیجا ہے اس کی طرف وحی کی اللہ نے اس طرح وحی کی سو میں اس کلام کو یاد رکھتا تھا سو جیسے میرے سینے میں پڑھا جاتا ہے یعنی جمع ہو جاتا اور عرب کے لوگ اپنے مسلمان ہونے میں فتح مکہ کے منتظر تھے کہ اگر مکہ فتح ہو گیا تو ہم مسلمان ہو جائیں گے نہیں تو نہیں پس کہتے تھے کہ اس کو اپنی قوم کے ساتھ چھوڑ دو سو بیشک اگر وہ

جِئْتُكُمْ وَاللّٰهِ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا وَصَلُّوْا صَلَاةَ كَذَا فِيْ حِيْنِ كَذَا فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ أَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ أَكْثَرُكُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَكْثَرَ قُرْاٰنًا مِنِّيْ لِمَا كُنْتُ أَتَلَقَّى مِنَ الرُّكْبَانِ فَقَدَّمُوْنِيْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ وَأَنَا ابْنُ سِتٍّ أَوْ سَبْعِ سِنِيْنَ وَكَانَتْ عَلَيَّ بُرْدَةٌ كُنْتُ إِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّيْ فَقَالَتْ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ أَلَا تُغَطُّوْا عَنَّا اِسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِيْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِيْ بِذٰلِكَ الْقَمِيْصِ.

ان پر غالب ہوا تو وہ سچا پیغمبر ہے سو جب مکہ فتح ہوا تو ہر قوم نے مسلمان ہونے میں جلدی کی اور میرے باپ نے اپنی قوم کے ساتھ مسلمان ہونے میں جلدی کی پھر جب حضرت ﷺ کے پاس سے آیا تو کہا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ میں سچے پیغمبر کے نزدیک سے تمہارے پاس آیا ہوں سو فرمایا کہ فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو اور فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو یعنی پانچوں وقت کی نماز بتلائی سو جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے اذان دیا کرے اور چاہیے کہ جو تم میں زیادہ قرآن جانتا ہو وہ امام بنے سو انہوں نے دیکھا سو مجھ سے زیادہ قرآن کسی کو یاد نہ تھا اس واسطے کہ میں راہ چلنے والے سواروں سے قرآن سیکھتا تھا سو انہوں نے مجھ کو اپنا امام بنایا اور میری عمر چھ یا سات برس کی تھی اور مجھ پر ایک چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تھا تو وہ مجھ سے سمٹ جاتی تھی تو ایک عورت نے قوم میں سے کہا کہ کیا ہم سے اپنے قاری کے چوتڑ نہیں ڈھانکتے؟ سو انہوں نے کپڑا خرید کر میرے واسطے ایک کرتا بنایا سو میں کسی چیز سے ایسے خوش نہیں ہوا جیسے میں اس کرتے سے خوش ہوا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اللہ نے اس طرح وحی کی تو مراد حکایت کرنا اس چیز کی ہے کہ تھے خبر دیتے ان کو لوگ ساتھ اس کے اس چیز سے کہ سنا تھا اس کو قرآن سے اور یہ جو کہا کہ کیا حال ہے اس مرد کا؟ یعنی اور کیا حال ہے عرب کا ساتھ اس کے؟ اور ابوداؤد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں لڑکا یاد رکھنے والا تھا سو میں نے قرآن میں سے بہت کچھ یاد کر لیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں کسی مجمع میں حاضر نہیں ہوا مگر کہ میں ان کا امام تھا اور اس حدیث میں حجت ہے واسطے شافعیہ کے بیچ جائز ہونے امامت اس لڑکے کے کہ تمیز رکھتا ہو فرض نماز میں یعنی اگرچہ نابالغ ہو اور اس مسئلے میں اختلاف مشہور ہے اور نہیں انصاف کیا اس شخص نے جو کہتا ہے کہ یہ کام انہوں نے اپنے اجتہاد سے کیا تھا اور حضرت ﷺ کو اس پر اطلاع نہیں ہوئی اس واسطے کہ وہ شہادت نفی کی ہے اور اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتی ہے تقریر وحی کے زمانے میں ناجائز چیز پر جیسا کہ استدلال کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ نے واسطے جائز ہونے

عزل کے اس وجہ سے کہ انہوں نے اس کو حضرت ﷺ کے زمانے میں کیا اور اگر منع ہوتا تو قرآن میں اس سے منع کیا جاتا اور اسی طرح نہیں انصاف کیا اس شخص نے جو استدلال کرتا ہے ساتھ اس کے کہ نماز میں ستر کا ڈھانکنا نہیں شرط ہے واسطے صحیح ہونے اس کے بلکہ وہ سنت ہے اور کافی ہے بغیر اس کے اس واسطے کہ یہ واقعہ حال کا ہے پس احتمال ہے کہ ہو بعد معلوم کرنے ان کے ساتھ حکم کے۔ (فتح)

٣٩٦٤۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِیْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰی أَخِيْهِ سَعْدٍ أَنْ يَّقْبِضَ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ وَقَالَ عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِیْ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِی الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهٖ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهٗ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِیْ وَقَّاصٍ هٰذَا ابْنُ أَخِیْ عَهِدَ إِلَیَّ أَنَّهُ ابْنُهٗ قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا أَخِیْ هٰذَا ابْنُ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِهٖ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَی ابْنِ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ هُوَ أَخُوْكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهٗ وُلِدَ عَلٰی فِرَاشِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

٣٩٦٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد کو وصیت کی تھی یہ کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا لے لے اور کہا عتبہ نے کہ بیشک وہ میرا بیٹا ہے سو جب حضرت ﷺ فتح کے دن مکے میں تشریف لائے تو سعد نے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا لیا اور اس کو حضرت ﷺ کے سامنے لایا اور عبد بن زمعہ بھی اس کے ساتھ آیا سو ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اس نے مجھ کو وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے عبد بن زمعہ نے کہا یا حضرت! یہ میرا بھائی ہے زمعہ کا بیٹا ہے اس کے بچھونے پر پیدا ہوا سو حضرت ﷺ نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کی طرف نظر کی سو اچانک دیکھا کہ وہ سب لوگوں میں عتبہ کے ساتھ زیادہ تر مشابہ ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے عبد بن زمعہ وہ واسطے تیرے ہے اور تیرا بھائی ہے اس سبب سے کہ وہ اس کے بستر پر پیدا ہوا اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے سودہ اس سے پردہ کر بہ سبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی عتبہ کے ساتھ' ابن شہاب کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لڑکا بستر والے کا ہے اور زنا کرنے والے کو پتھر ہے' ابن شہاب نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو پکار کر کہتے تھے یعنی اس پچھلے حکم کو کہ لڑکا بستر والے کا ہے اور زانی کو پتھر ہے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّكَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَصِيْحُ بِذٰلِكَ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس کے یہاں اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ قصہ فتح مکے کے بعد واقع ہوا ہے۔

۳۹۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ يَّسْتَشْفِعُوْنَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيْهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُكَلِّمُنِيْ فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ قَالَ أُسَامَةُ اِسْتَغْفِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ خَطِيْبًا فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّمَا أَهْلَكَ النَّاسَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا ثُمَّ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۶۵۔ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چوری کی جنگ فتح میں سو اس کی قوم گھبرا کر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس آئی سفارش چاہنے کو یعنی اقامت حد میں سو جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے حق میں سفارش کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ رنگین ہوا سو فرمایا کہ کیا تو مجھ سے کلام کرتا ہے ایک حد میں اللہ کی حدوں میں سے اُسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میرے واسطے بخشش مانگیے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر سے پیچھے خطبے کو کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا حمد وصلوٰۃ کے بعد پس سوائے اس کے کچھ نہیں ہے کہ اسی نے تو ہلاک کر ڈالا ان کو جو تم سے پہلے تھے کہ جب ان میں کوئی معزز اور رئیس چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے بے سزا دیئے اور جب اُن میں کوئی غریب مسکین چوری کرتا تو اس پر چوری کی حد قائم کرتے یعنی اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے اور قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی چوری کرے تو البتہ اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالوں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس عورت کے ہاتھ کاٹنے

بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَقُطِعَتْ يَدُهَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا بَعْدَ ذٰلِكَ وَتَزَوَّجَتْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَأْتِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کا سو اس کا ہاتھ کاٹا گیا سو خوب رہی توبہ اس کی اس کے بعد اور اس نے نکاح کیا' کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو وہ اس کے بعد میرے پاس آتی تھی سو میں اس کی حاجت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچاتی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی صورت مرسل کی طرح ہے لیکن اس کے اخیر میں وہ چیز ہے جو چاہتی ہے کہ وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے واسطے قول عروہ کے اس کے اخیر میں کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ اس کے بعد میرے پاس آتی تھی سو میں اس کی حاجت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچاتی تھی اور غرض اس کی اس جگہ اشارہ کرنا ہے کہ یہ قصہ فتح مکہ میں واقع ہوا۔ (فتح)

٣٩٦٦۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُجَاشِعٌ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَخِيْ بَعْدَ الْفَتْحِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُكَ بِأَخِيْ لِتُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ ذَهَبَ أَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا فَقُلْتُ عَلٰى أَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ قَالَ أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْإِيْمَانِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ مَعْبَدًا بَعْدُ وَكَانَ أَكْبَرَهُمَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ.

٣٩٦٦۔ حضرت مجاشع سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی کو لایا میں نے کہا یا حضرت! میں اپنے بھائی کو آپ کے پاس لایا ہوں تا کہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت والے ثواب کو لے گئے جو اس میں تھا میں نے کہا آپ اس سے کس چیز پر بیعت کرتے ہیں فرمایا میں اس سے اسلام اور ایمان اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں (ابو عثمان کہتا ہے) سو میں اس کے بعد ابو سعید سے ملا اور وہ دونوں میں بڑا تھا سو میں نے اس سے یہ حدیث پوچھی اس نے کہا مجاشع سچا ہے۔

٣٩٦٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ انْطَلَقْتُ بِأَبِيْ مَعْبَدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَايِعَهُ عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا أُبَايِعُهُ عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ أَبَا مَعْبَدٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ

٣٩٦٧۔ حضرت مجاشع سے روایت ہے کہ میں اپنے بھائی ابو معبد کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت پر بیعت کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گزر چکی ہجرت واسطے ہجرت والوں کے یعنی ہجرت کا ثواب وہی لے گئے میں اس سے بیعت کرتا ہوں اسلام اور جہاد پر پھر میں ابو معبد سے ملا (یہ ابو عثمان راوی کا قول ہے) سو میں نے اس سے یہ حدیث پوچھی اس نے کہا مجاشع سچا ہے۔

عَنْ مُجَاشِعٍ أَنَّهُ جَآءَ بِأَخِيْهِ مُجَالِدٍ.

فائدہ: ہجرت کا بیان جہاد کی ابتدا میں گزر چکا ہے۔

۳۹۶۸۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُهَاجِرَ إِلَى الشَّامِ قَالَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ فَانْطَلِقْ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ فَإِنْ وَّجَدْتَّ شَيْئًا وَّإِلَّا رَجَعْتَ وَقَالَ النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ أَوْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

۳۹۶۸۔ مجاہد سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ شام کی طرف ہجرت کروں انھوں نے کہا نہیں ہے ہجرت لیکن جہاد ہے سو چل اور اپنے آپ کو پیش کر یا خبردار کر پس اگر تو کوئی چیز پائے یعنی جہاد سے تو کر نہیں تو پھر آ اور دوسری روایت میں ہے کہ مجاہد کہتا ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہیں ہجرت آج یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مثل اس کے۔

۳۹۶۹۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِيْ لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.

۳۹۶۹۔ مجاہد سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ نہیں ہجرت فتح مکہ کے بعد۔

۳۹۷۰۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِيْنِهِ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَنْ يُّفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا

۳۹۷۰۔ عطاء سے روایت ہے کہ میں نے عبید کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کی عبید نے ان سے ہجرت کا حکم پوچھا' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آج ہجرت نہیں (بلکہ حال یوں ہے) کہ مسلمان اپنا دین لے کر اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتا تھا فتنے فساد کے خوف سے بہر حال آج کے دن پس اللہ نے اسلام کو غالب کیا سو مسلمان اپنے رب کی عبادت کرے جہاں چاہے لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الْإِسْلَامَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَآءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

٣٩٧١۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللّٰهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِيْ وَلَمْ تَحْلِلْ لِيْ قَطُّ إِلَّا سَاعَةً مِّنَ الدَّهْرِ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ إِلَّا الْإِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَإِنَّهُ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوْتِ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ حَلَالٌ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِ هٰذَا أَوْ نَحْوِ هٰذَا رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٣٩٧١۔ مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکہ کے دن کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بیشک اللہ نے مکے کو حرام کیا جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا پس وہ حرام ہے ساتھ حرام کرنے اللہ کے قیامت تک نہ مجھ سے پہلے کسی کو اس میں لڑنا حلال ہوا اور نہ مجھ سے پیچھے کسی کو حلال ہو گا اور نہیں حلال ہوا مجھ کو اس میں لڑنا کبھی مگر ایک گھڑی بھر زمانے سے سو اس کا شکار جانور نہ ہانکا جائے اور اس کا درخت نہ توڑا جائے اور اس کا سبزہ نہ کاٹا جائے اور اس کی گری پڑی چیز کو لینا درست نہیں مگر جو اس کو لوگوں میں مشہور کرے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! مگر اذخر کی گھاس کاٹنے کی اجازت دیجیے اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی چارہ اس سے واسطے لوہار کے اور گھروں کے کہ ان کی چھتوں پر ڈالا جاتا ہے سو حضرت ﷺ چپ رہے پھر فرمایا کہ مگر اذخر کا کاٹنا درست ہے اور روایت ہے ابن جریج سے اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو عبدالکریم نے عکرمہ سے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مثل اس کی اور روایت کیا ہے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے یعنی خطبہ مذکورہ کو اور موصول کیا ہے اس کو کتاب العلم میں اور اول حدیث کا یہ ہے کہ بیشک اللہ نے مکے سے ہاتھی والوں کو روکا اور اپنے پیغمبر کو اور مسلمانوں کو اس پر غالب کیا اور اس کی شرح اسی جگہ گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور دن حنین کے جب اترائے تم اپنی بہتات پر پھر نہ ہٹایا اس نے تم سے کچھ

شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾.

اور تنگ ہوگئی تم پر زمین ساتھ اپنی فراخی کے پھر پھرے تم پیٹھ دے کر پھر اتاری اللہ نے اپنی طرف سے تسکین اپنے رسول پر غفور رحیم تک۔

فائدہ: حنین ایک وادی ہے ذی المجاز کے پہلو میں قریب طائف کے درمیان اس کے اور درمیان مکہ کے چند اور دس میل ہیں عرفات کی جہت سے کہا ابو عبید بکری نے نام رکھا گیا ساتھ اسم حنین بن قانیہ کے کہا اہل مغازی نے نکلے حضرت ﷺ طرف حنین کے چھ شوال کو اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان سے دو راتیں باقی تھیں اور تطبیق دی ہے بعض نے ساتھ اس طور کے کہ شروع کیا آپ نے ساتھ نکلنے کے رمضان کے اخیر میں اور چلے چھ شوال کو اور تھا پہنچنا آپ کا اس کی دسویں کو اور اس کا سبب یہ ہے کہ مالک بن عوف نضری نے جمع کیا ہوازن کے قبیلوں کو اور موافقت کی اس کو اس پر ثقفیوں نے اور قصد کیا لڑنے کا مسلمانوں سے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی تو حضرت ﷺ نے ان کی طرف چڑھائی کی اور روایت کی ہے عمرو بن شبہ نے کتاب مکہ میں عروہ سے کہ اس نے ولید کو لکھا بہر حال حمد وصلوۃ کے بعد پس تحقیق تم نے مجھ کو لکھا ہے فتح مکہ کا قصہ پوچھنے کو سو اس نے ذکر کیا واسطے اس کے وقت اس کا سو حضرت ﷺ اس سال مکے میں آدھا مہینہ ٹھہرے اس سے زیادہ نہ ٹھہرے یہاں تک کہ آپ کو خبر آئی کہ قوم ہوازن اور ثقیف حنین میں اترے ہیں حضرت ﷺ سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان کا رئیس عوف بن مالک ہے اور ابو داؤد میں سہل بن حنظلہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف چلے اور سیر کو دراز کیا سو ایک مرد آیا اس نے کہا کہ میں تمہارے آگے چلا تھا یہاں تک کہ میں نے فلاں فلاں پہاڑ پر جھانکا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ہوازن اپنے اونٹوں اور بکریوں کے ساتھ حنین میں جمع ہوئے ہیں تو حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا کہ یہ کل مسلمانوں کی غنیمت ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ جو کہا کہ دن حنین کے تو روایت کی ہے یونس بن بکیر نے بیچ زیادات المغازی کے کہ ایک مرد نے حنین کے دن کہا کہ نہ مغلوب ہوں گے ہم آج کم ہونے کے سبب سے تو یہ بات حضرت ﷺ پر دشوار گزری سو شکست ہوئی اور یہ جو کہا کہ پھر تم بھاگے پیٹھ دے کر تو اس کا بیان باب کی حدیثوں کی شرح میں آئے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۹۷۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ رَأَيْتُ بِيَدِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفٰى ضَرْبَةً قَالَ ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قُلْتُ شَهِدْتَّ حُنَيْنًا قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ.

۳۹۷۲۔ اسماعیل سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں زخم کا نشان دیکھا (سو میں نے کہا کہ یہ نشان کیسا ہے؟) اس نے کہا یہ زخم مجھ کو حضرت ﷺ کے ساتھ حنین کے دن لگا تھا میں نے کہا کہ کیا تو جنگ حنین میں حاضر تھا؟ اس نے کہا ہاں اور اس سے پہلے بھی۔

فائدہ: اور مراد اس کی ساتھ ماقبل کے وہ چیز ہے جو حنین کے پہلے ہے جنگوں سے اور اول جگہ حاضر ہونے اس کے

کی حدیبیہ ہے اور واقف ہوا میں اسکی بعض حدیثوں میں اس چیز پر جو دلالت کرتی ہے کہ وہ جنگ خندق میں بھی موجود تھا اور وہ خود بھی صحابی ہے اس کا باپ بھی صحابی ہے۔ (فتح)

۳۹۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَآءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَتَوَلَّيْتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يُوَلِّ وَلٰكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ وَأَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرَأْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

۳۹۷۳۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ اس کے پاس ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ اے ابو عمارہ! (یہ براء رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا تم نے حنین کے دن پیٹھ پھیری تھی سو براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لیکن میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گواہی دیتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن جلدی کی جلد باز مسلمانوں نے سو قوم ہوازن نے ان کو تیروں سے مارا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان اس کی باگ پکڑے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: ہوازن ایک بڑی قوم ہے عرب کی قوموں میں سے اس میں کئی شاخیں ہیں اور یہ جو براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہر حال میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پیٹھ نہیں پھیری تو اقرار ہے جواب براء رضی اللہ عنہ کا اثبات فرار کو واسطے ان کے یعنی اس کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب بھاگ گئے تھے لیکن سب کے سب نہیں بلکہ جو حدیثیں کہ اس قصے میں وارد ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب نہیں بھاگے تھے اور مراد اس کی یہ ہے کہ اطلاق شامل کا سب کو شامل ہے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی واسطے ظاہر روایت دوسری کے اور ممکن ہے تطبیق درمیان دوسری اور تیسری کے ساتھ محمول کرنے معیت کے اوپر اس چیز کے کہ پہلے شکست کی ہے سو جلدی کی طرف مستثنیٰ کرنے اس کے کی پھر اس کو واضح کیا اور ختم کیا حدیث اپنی کو ساتھ اس طور کے کہ اس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تر سخت کوئی نہ تھا اور احتمال ہے کہ سائل نے لیا ہو تعمیم کو اس آیت سے ﴿ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ﴾ سو بیان کیا براء رضی اللہ عنہ نے واسطے اس کے کہ یہ وہ عام ہے جس سے مراد خصوص ہے اور جو مسلمان اس دن بھاگ گئے تھے ان کا عذر یہ ہے کہ دشمن گنتی میں ان سے دو گنے تھے اور اکثر اور تحقیق بیان کیا ہے شعبہ نے تیسری حدیث میں بیچ اسراء مذکور کے کہا کہ قوم ہوازن تیر انداز تھی سو انہوں نے ان کو تیروں سے مارا تو جلد باز مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے بیچ سبب شکست ان کی کے امر دوسرا اور وہ یہ ہے کہ مالک بن عوف ہوازن وغیرہ کو لے کر مسلمانوں سے پہلے حنین میں جا اترا سو وہ مستعد اور تیار ہو بیٹھے وادی کی تنگ جگہوں میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب صبح اندھیرے میں آئے یہاں تک کہ اس میں اترے تو ان کے آگے سوار اٹھے اور ان پر حملہ کیا اور مسلمان الٹے

بھاگے اور مسلم وغیرہ میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے مکے کو فتح کیا پھر ہم نے حنین کا جہاد کیا سو آئے مشرکین خوب صفیں باندھ کر پہلے سواروں کی صف تھی پھر پیادہ لڑنے والوں کی پھر عورتوں کی پیچھے ان کے پھر بکریاں پھر اونٹ کہا اور ہم بہت آدمی تھے اور ہمارے سواروں کی دائیں طرف میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے سو ہمارے پیچھے پناہ پکڑتے تھے سو کچھ دیر نہ ہوئی کہ ہمارے سوار اکھڑ گئے اور بھاگے گنوار اور جن کو تو جانتا ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ سامنے آئی قوم ہوازن ساتھ بال بچوں اپنے کے اور اونٹوں اپنے کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مرد تھے اور آپ کے ساتھ نومسلم تھے سو بھاگے لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا باقی رہے اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جماعت اصحاب رضی اللہ عنہم کی ثابت رہی سو دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ باقی رہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا آگے بڑھے دشمن کی طرف منہ کیے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت رہے تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے یا تنہا ہونا بہ سبب مباشرت لڑائی کے ہے اور ابوسفیان وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتے تھے ساتھ تھامنے خچر کے اور مانند اس کی۔ کے اور روایت کی ہے ترمذی نے ساتھ سند حسن کے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ البتہ ہم نے اپنے آپ کو حنین کے دن دیکھا اور نہ تھے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سو آدمی یعنی سو سے کم تھے اور یہ اکثر عدد ہے جس پر میں واقف ہوا کہ حنین کے دن ثابت رہے اور حاکم وغیرہ کی روایت میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ میں جنگ حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹھ پھیری اور مہاجرین اور انصار میں سے اسی مرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت رہے سو ہم اپنے قدموں پر قائم رہے ہم نے پیٹھ نہیں پھیری اور یہی ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے اپنی تسکین اُتاری ان میں سے ہیں عباس رضی اللہ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور علی رضی اللہ عنہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ربیعہ رضی اللہ عنہ اور اُسامہ رضی اللہ عنہ اور ایمن رضی اللہ عنہ اور مہاجرین سے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ وغیرہم اور کہا طبری نے کہ منع وہ بھاگنا ہے جس میں پھرنے کی نیت نہ ہو اور بہر حال موافق ہونا واسطے کثرت کے پس وہ مانند پناہ پکڑنے کے ہے طرف ایک گروہ کے اور یہ جو کہا کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خچر کی چوٹی تھامے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ مشرکین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر تھے اور ابوسفیان اس کو کھینچتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خچر سے اترے اور مدد مانگی کہا علماء نے بیچ سوار ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر پر اس دن دلالت ہے اوپر نہایت دلاوری اور ثابت رہنے کے اور مدد مانگی یعنی کہا الٰہی! اپنی مدد اتار اور مسلم میں عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا سو میں اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ ایک دم نہیں چھوڑا سو مسلمان پیٹھ دے کر بھاگے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر کو ایڑ لگانے لگے عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اور میں اس کی لگام پکڑے تھا اس کو روکتا تھا تاکہ جلدی نہ کرے اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی رکاب پکڑے تھا اور ممکن ہے تطبیق کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ پہلے اس کی باگ پکڑے تھا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایڑ لگا کر مشرکین کی طرف ہانکا تو عباس رضی اللہ عنہ

ڈرے اور اس کی لگام کو روکنے کے واسطے پکڑا اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے اس کی لگام چھوڑ کر اس کی رکاب پکڑی واسطے تعظیم عباس رضی اللہ عنہ کے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ شعر پڑھا تو علماء نے اس کے کئی جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ یہ غیر کی نظم ہے اور تھا اس میں اَنْتَ النَّبِیُّ لَا كَذِبْ اَنْتَ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ پس ذکر کیا اس کو ساتھ لفظ انا کے دونوں جگہوں میں اور ایک یہ کہ نہیں ہوتا ہے شعر یہاں تک کہ تمام ہو قطعہ اور یہ تھوڑے کلمے ہیں اور ان کا نام شعر نہیں رکھا جاتا اور ایک یہ کہ یہ کلام وزن کے ساتھ نکلا ہے اور نہیں قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے شعر کا اور یہ جواب اعدل ہے سب جوابوں سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلام میں دادا کا نام لیا اپنے باپ کا نام نہیں لیا تو گویا کہ یہ واسطے مشہور ہونے عبدالمطلب کے ہے لوگوں میں اس واسطے کہ اس کی عمر بڑی تھی اور لوگوں میں نیک نام تھا برخلاف عبداللہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ کے کہ وہ جوانی کی حالت میں مر گئے تھے اسی واسطے اکثر عرب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدالمطلب کا بیٹا بلاتے تھے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ لوگوں میں مشہور تھا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں ایک مرد پیدا ہوگا (جو پیغمبر ہوگا) لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے گا اور اللہ اس کے ہاتھ پر خلقت کو ہدایت کرے گا اور خاتم الانبیاء ہوگا اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دادا کا نام لیا تا کہ یاد کرے اس کو جو اس کو پہچانتا تھا اور البتہ یہ ان کے درمیان مشہور تھا اور ذکر کیا ہے اس کو سیف بن ذی یزن نے قدیم زمانے میں واسطے عبدالمطلب کے پہلے اس سے کہ نکاح کرے عبداللہ کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں آمنہ سے اور مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ کرنا تھی اپنے اصحاب کو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ضرور غالب ہوں گے اور انجام آپ کا فتح ہوگی تا کہ قوی ہوں دل ان کے جب پہچانیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہیں بھاگے نہیں اور یہ جو فرمایا کہ اس میں کچھ جھوٹ نہیں تو اس میں اشارہ ہے کہ صفت نبوت کے ساتھ جھوٹ محال ہے پس گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اور پیغمبر جھوٹ نہیں بولتا سو میں جھوٹا نہیں اس بات میں جو کہتا ہوں تا کہ بھاگوں اور مجھ کو یقین ہے کہ جو اللہ نے مجھ کو مدد کا وعدہ دیا ہے وہ حق ہے پس نہیں جائز ہے مجھ پر بھاگنا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ میں سچ مچ پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خچر کو ایڑ لگا کر کفار کی طرف چلایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عباس! پکارو درخت والوں کو یعنی جن لوگوں نے جنگ حدیبیہ میں درخت کے نیچے جانبازی کی بیعت کی تھی عباس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی سو میں نے بہت بلند آواز سے پکارا کہ کہاں ہیں درخت والے؟ کہا پس قسم ہے اللہ کی جب انہوں نے میری آواز سنی تو پھرے جیسے گائے اپنے بچوں کی طرف پھرتی ہے سو کہا انہوں نے لبیک لبیک یعنی ہم حاضر ہیں خدمت میں حاضر ہیں سو مسلمان اور کافر آپس میں لڑنے لگے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر پر سوار تھے جیسے کوئی لڑائی کی طرف دوڑتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وقت ہے تنور کے بھڑکنے کا یعنی تنور جنگ خوب گرم ہوا بہت گھمسان کی لڑائی ہوئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سنگریزے کفار کی طرف پھینکے پھر

فرمایا کہ کفار بھاگے قسم ہے رب کعبہ کی سو ہمیشہ میں ان کا کام پست دیکھتا رہا یہاں تک کہ ان کو شکست ہوئی۔ (فتح)

٣٩٧٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قِيْلَ لِلْبَرَآءِ وَأَنَا أَسْمَعُ أَوَلَّيْتُمْ مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا كَانُوْا رُمَاةً فَقَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

۳۹۷۴۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے کہا اور میں سنتا تھا کہ کیا تم جنگ حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھاگ گئے تھے سو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پیٹھ نہیں پھیری اس کا سبب یوں ہے کہ قوم ہوازن تیر انداز تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

٣٩٧٥۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِّنْ قَيْسٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَّإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمُ انْكَشَفُوْا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَآئِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ قَالَ إِسْرَآئِيْلُ وَزُهَيْرٌ نَّزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَغْلَتِهِ.

۳۹۷۵۔ ابو اسحاق سے روایت ہے کہ اس نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ قیس کے ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ کیا تم حنین کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے تھے براء رضی اللہ عنہ نے کہا لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو نہیں بھاگے قوم ہوازن تیر انداز تھی اور جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگے سو ہم غنیمتوں پر پڑے سو انہوں نے ہم کو سامنے سے تیر مارے (اور مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے) اور البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اپنی سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان اس کی لگام پکڑے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں، کہا اسرائیل اور زہیر نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر سے اترے۔

فائدہ: یعنی ان دونوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کے اخیر میں اتنا لفظ زیادہ کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خچر سے اترے اور مسلم میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مشرکوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خچر سے اترے اور مٹی کی ایک مٹھی لے کر کافروں کے سامنے ہوئے اور ان کے مونہوں میں ماری سو نہیں پیدا کیا اللہ نے ان میں سے کوئی آدمی مگر کہ اس کی دونوں آنکھوں کو مٹی سے بھر دیا ساتھ اس مٹھی کے سو بھاگے کافر شکست کھا کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ کافروں کی طرف مٹھی پھینکی ایک بار مٹی کی اور ایک بار کنکروں کی ایک

بار خچر کے اوپر اور ایک بار اس سے اتر کے خچر پر اپنے ساتھی سے مٹی لے کر ماری اور اتر کے اپنے ہاتھ سے مٹھی لے کر ماری پس یہ ہے وجہ تطبیق کی درمیان مختلف حدیثوں کے اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں خوب ادب کرنا کلام میں اور اشارہ ہے طرف حسن سوال کے ساتھ خوب جواب کے اور مذمت خود پسندی کی اور یہ کہ جائز ہے منسوب کرنا اپنے آپ کو طرف باپ دادوں کے اگرچہ کفر کی حالت میں مر گئے ہوں اور نہی اس سے محمول ہے اس چیز پر کہ لڑائی سے خارج ہو اور مثل اس کی ہے رخصت اترانے کی لڑائی میں سوائے غیر اس کی کے اور جواز تعرض کا طرف ہلاک ہونے کی اللہ کی راہ میں اور نہیں کہا جاتا کہ حضرت ﷺ کو اللہ کی مدد کا یقین تھا اور وہ حق ہے اس واسطے کہ ابو سفیان رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ ثابت رہا آپ ﷺ کی خچر کی لگام پکڑے اور نہیں وہ یقین میں مثل حضرت ﷺ کی اور البتہ شہید ہوا اس حالت میں ایمن اور اس میں سوار ہونا خچر کا ہے واسطے اشارہ کے طرف زیادہ ثابت رہنے کے اس واسطے کہ سواری نر کی جگہ گمان تیاری کے ہے واسطے بھاگنے کے اور پیٹھ دینے کے اور جب کہ سردار لشکر کا ثابت رکھے اپنے نفس کو اوپر نہ بھاگنے کے تو ہوگا یہ زیادہ تر باعث واسطے تابعداروں اس کے اوپر ثابت رہنے کے اور اس میں مشہور کرنا رئیس کا ہے اپنے نفس کو واسطے مبالغہ کے دلاوری میں اور بے پرواہی کے ساتھ دشمن کے۔ (فتح)

۳۹۷۶۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ وَّزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَآءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعِيَ مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيْثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوْا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۳۹۷۶۔ حضرت مروان اور مسور رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کھڑے ہوئے یعنی خطبہ کے واسطے جب کہ آپ ﷺ کے پاس ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کر آئے سو انہوں نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ ہمارے مال اور قیدی ہم کو پھیر دیں تو حضرت ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ تم میرے ساتھ کے لشکر کو دیکھتے ہو اور میرے نزدیک سچی بات بہت پسند ہے سو تم دو چیزوں سے ایک چیز اختیار کر و یا جورو لڑکی لو یا مال اور البتہ میں نے تمہارا انتظار کیا تھا اور حضرت ﷺ نے چند اور دس راتیں ان کا انتظار کیا جب کہ طائف سے پلٹے سو جب ظاہر ہوا واسطے ان کے کہ حضرت ﷺ نہیں پھیر دینے والے ان کو مگر ایک چیز تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنی جورو لڑکی لینا اختیار کرتے ہیں تو حضرت ﷺ مسلمانوں میں کھڑے ہوئے سو اللہ کی تعریف کی جو اس کے لائق ہے پھر فرمایا کہ حمد اور صلوۃ کے بعد بات تو یہ ہے کہ تمہارے بھائی آئے توبہ کر

وَسَلَّمَ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ رَادٍّ إِلَيْهِمْ إِلَّا إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَإِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ إِخْوَانَكُمْ قَدْ جَآءُوْنَا تَآئِبِيْنَ وَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ أَنْ أَرُدَّ إِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يُّطَيِّبَ ذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ أَحَبَّ مِنْكُمْ أَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَهٗ إِيَّاهُ مِنْ أَوَّلِ مَا يُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَا نَدْرِيْ مَنْ أَذِنَ مِنْكُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ أَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوْهُ أَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَأَذِنُوْا هٰذَا الَّذِيْ بَلَغَنِيْ عَنْ سَبْيِ هَوَازِنَ.

کے یعنی مسلمان ہوئے ہیں اور البتہ میں نے یہ بہتر جانا ہے کہ ان کے قیدی ان کو پھیر دوں سو جس شخص کو تم میں سے یہ بات اچھی لگے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی اپنے حصے کے قیدی بے عوض پھیر دے اور جو شخص تم سے چاہے کہ اپنے حصے پر ڈٹا رہے یہاں تک کہ ہم اس کو بدلا دیں اس مال سے جو ہم کو اول اللہ عنایت کرے تو چاہیے کہ اس پر عمل کرے یعنی بے شرط عوض کے دے تو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم اس میں خوش ہوئے یعنی قیدیوں کے پھیر دینے میں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نہیں جانتے کہ تم لوگوں میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں دی سو تم پلٹ جاؤ کہ تمہارے چودھری تمہارا حال ہم سے بیان کریں سو ان کے چودھریوں نے ان سے کلام کیا پھر حضرت ﷺ کی طرف پھرے سو انہوں نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ بیشک وہ راضی ہوئے اور اجازت دی، کہا زہری نے یہ ہے جو پہنچا ہم کو ہوازن کے قیدیوں کے حال سے۔

فائدہ: فتح مکہ کے بعد جنگ حنین میں ہوازن کی قوم سے حضرت ﷺ لڑے ہوازن کو شکست ہوئی ان کے جورو لڑکے پکڑے آئے اور ان کا مال بھی قابو میں آیا اول حضرت ﷺ نے چند اور دس دن ان کا انتظار کیا کہ اگر وہ قوم مسلمان ہوں تو ان کے قیدی اور مال ان کو پھیر دیں اتنے دن ان کے قیدی اور مال مسلمانوں میں تقسیم نہ کیے جب ان کے آنے میں دیر ہوئی تو حضرت ﷺ نے ان کے مال اور قیدی لشکر میں تقسیم کر دیئے اس کے بعد وہ لوگ جو مسلمان ہوئے آئے اور اپنے مال اور قیدی مانگنے لگے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک چیز اختیار کرو یا قیدی یا مال'

انہوں نے اپنے قیدی لینے اختیار کیے حضرت ﷺ نے سب لشکر کو راضی کر کے ان کے جورو لڑکے پھیر دیئے۔

فائدہ: بیان کیا ہے اس قصے کو موسیٰ بن عقبہ نے ساتھ درازی کے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ شوال میں طائف سے جعرانہ کی طرف پھرے اور وہاں ہوازن کے قیدی تھے اور ہوازن کے ایلچی مسلمان ہو کے حضرت ﷺ کے پاس آئے ان میں انیس مردان کے سرداروں میں سے تھے سو وہ مسلمان ہوئے اور حضرت ﷺ سے بیعت کی پھر حضرت ﷺ سے کلام کیا سو کہا کہ یا رسول اللہ جو قیدی تم نے پائے ان میں ہماری مائیں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے واسطے لوگوں سے مانگوں گا اور البتہ تمہارے مال اور بچے جورو لڑکے تقسیم ہو چکے ہیں سو دو چیزوں میں سے کون چیز تمہارے نزدیک محبوب تر ہے قیدی یا مال؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہماری جورو لڑکی ہم کو محبوب تر ہیں اور نہیں کلام کرتے ہم بکری میں اور نہ اونٹ میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بنی ہاشم کے واسطے ہے وہ تمہارے واسطے ہے اور میں تمہارے واسطے مسلمانوں سے کلام کروں گا سو تم ان سے کلام کرو اور اپنے اسلام کو ظاہر کرو سو جب حضرت ﷺ ظہر کی نماز پڑھی تو وہ کھڑے ہوئے سو ان کے خطیبوں نے کلام کیا سو بہت عمدہ کلام کیا اور رغبت دلائی مسلمانوں کو اپنے قیدیوں کے پھیر دینے میں پھر ان کے بعد حضرت ﷺ کھڑے ہوئے سو ان کی سفارش کی اور مسلمانوں کو اس کی رغبت دلائی اور فرمایا کہ جو بنی ہاشم کا حصہ تھا سو میں نے ان کو پھیر دیا اور ان کا خطیب جس نے خطبہ پڑھا تھا زہیر بن صرد تھا اور یہ جو فرمایا کہ میں نے تمہارا انتظار کیا تھا یعنی قیدیوں کے تقسیم کرنے میں دیر کی تھی تا کہ تم حاضر ہو سو تم نے دیر کی اور حضرت ﷺ قیدیوں کو بے تقسیم کے چھوڑ کر طائف کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو محاصرہ کیا پھر اس سے جعرانہ کی طرف پھرے پھر اس جگہ میں غنیمت کے مال کو تقسیم کیا پھر اس کے بعد ہوازن کے ایلچی آئے تو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کیا کہ میں نے تقسیم میں دیر کی تھی تا کہ تم آؤ سو تم نے دیر کی یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ تم نہیں آتے سو میں نے قیدیوں کو تقسیم کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ بعض لوگوں نے کہا کہ ہم اپنا حصہ نہیں دیتے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تم میں سے اپنا حصہ رکھنا چاہے تو اس کے واسطے بدلے ہر آدمی کے چھ چھ حصے ہیں اس مال سے کہ اللہ ہم کو اول عنایت کرے تو سب نے اپنے اپنے حصے کے قیدی ان کو پھیر دیئے یعنی ان کے جورو لڑکے ان کو پھیر دیے۔ (فتح)

۳۹۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

۳۹۷۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب ہم جنگ حنین سے پلٹے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے نذر کا حکم پوچھا جو کفر کی حالت میں مانی تھی اعتکاف (ایک رات کا یعنی میں نے کفر کی حالت میں نذر مانی تھی کہ ایک رات اعتکاف کروں گا) سو حضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا اس

قَالَ لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اِعْتِكَافٍ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَفَائِهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کے پورا کرنے کا۔

فائدہ: اور تحقیق واقع ہوئی ہے بعض کی روایتوں میں وہ چیز جو بہت مناسب ہے واسطے مقصود باب کے جیسے کہ عنقریب بیان اس کا آئے گا اور بہر حال باقی الفاظ پہلی روایت کے ہیں سو روایت کیا اس کو بخاری نے فرض الخمس میں ساتھ اس لفظ کے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں نے کفر کی حالت میں نظر مانی تھی کہ ایک رات اعتکاف کروں گا سو حکم دیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے پورا کرنے کا اور عمر رضی اللہ عنہ نے حنین کے قیدیوں سے دو لونڈیاں پائیں اور ان کو مکے کے بعض گھروں میں رکھا اور ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تھا عمر رضی اللہ عنہ پر اعتکاف ایک رات کا کفر کی حالت میں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں اترے تو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ اعتکاف کریں۔ میں کہتا ہوں اور تھا اترنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جعرانہ میں بعد پھرنے آپ کے طائف سے ساتھ اتفاق کے اور اسی طرح قیدی حنین کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تقسیم کیے بعد پھرنے کے اس سے اور مسلم وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تھے بعد پھرنے کے طائف سے سو کہا کہ یا حضرت! میں نے کفر کی حالت میں نذر مانی تھی کہ ایک دن بیت اللہ میں اعتکاف کروں گا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جا اور ایک دن اعتکاف کر اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو ایک لونڈی خمس میں دی تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوازن کے قیدی آزاد کر دیئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبداللہ! جا اور اس لونڈی کو چھوڑ دے اور شامل ہے یہ سیاق اوپر زائد فائدوں کے اور ساتھ اس کے پہچانی گئی وجہ داخل ہونے اس حدیث کے جنگ حنین کے باب میں اور ایک روایت میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب میں طواف کر کے پھرا تو میں نے دیکھا کہ لوگ دوڑتے ہیں میں نے کہا کیا حال ہے تمہارا؟ انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جورو لڑکے پھیر دیئے۔ اور نذر کا بیان آئندہ آئے گا اور یہ جو بخاری نے کہا قَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ حَمَّادٍ الخ تو مراد اس کی یہ ہے کہ بعض نے اس حدیث کو حماد بن زید سے موصول

روایت کیا ہے اور بعض نے اس کو ایوب سے موصول بیان کیا ہے۔ (فتح)

۳۹۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِينَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَّرَآئِهِ عَلٰى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَأَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَّجَدْتُ مِنْهَا رِيحَ الْمَوْتِ ثُمَّ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَأَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ رَجَعُوا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَّهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقُلْتُ مَنْ يَّشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ فَقَالَ مَا لَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلٰى أَسَدٍ مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۳۹۷۸۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ حنین کے سال نکلے یعنی فتح مکہ کے بعد سو جب ہم کافروں سے ملے یعنی لڑنے کے واسطے تو مسلمانوں کے قدم اٹھ گئے (اور لیث کی روایت آئندہ میں مطلق آیا ہے کہ ان کو شکست ہوئی لیکن اس قصے کے بعد ذکر کیا ہے اس کو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اور براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ سب نہیں بھاگے تھے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ایک جماعت اصحاب کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت رہی تھی) سو میں نے ایک مشرک مرد کو دیکھا کہ تحقیق غالب ہوا ہے ایک مرد مسلمان پر اور ایک اور مشرک چاہتا ہے کہ اس مسلمان کو غافل پا کر پکڑے سو میں نے اس کو اس کے پیچھے سے اس کی گردن کے پٹھے پر تلوار ماری سو میں نے اس کی زرہ کاٹ ڈالی جس کو وہ پہنے تھا (اور پہنچی تلوار طرف ہاتھ اس کے سو اس کو کاٹ ڈالا یعنی سارے ہاتھ کو مونڈھے تک) سو اس نے میری طرف منہ کیا اور مجھ کو ایسا بھینچا کہ میں نے اس کی سختی سے موت کی بو پائی یعنی میں قریب المرگ ہوا پھر وہ مر گیا سو اس نے مجھ کو چھوڑ دیا پھر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا سو میں نے کہا کیا حال ہے لوگوں کا کہ بھاگتے ہیں اس نے کہا اللہ کا حکم ہے یعنی یہ مصیبت جو ان کو پہنچی اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر سے ہے پھر لوگ پھرے یعنی طرف کافروں کی اور ان سے لڑے اور کافروں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کو فتح ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے یعنی فتح ہونے کے بعد سو فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مارے اور اس کے مارنے کے گواہ بھی ہوں یعنی اگرچہ ایک ہی ہو تو اس کے اسباب اور ہتھیار کا مالک ہونے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطِهِ فَأَعْطَانِيْهِ فَابْتَعْتُ بِهٖ مَخْرَفًا فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَإِنَّهٗ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهٗ فِي الْإِسْلَامِ.

والا ہے سو میں نے کہا اپنے دل میں کہ میرے واسطے کون گواہی دے گا پھر میں بیٹھا حضرت ﷺ نے پھر اسی طرح فرمایا سو میں نے اٹھ کر کہا کہ میری گواہی کون دے گا پھر میں بیٹھا پھر حضرت ﷺ نے اسی طرح فرمایا پھر میں اٹھ کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا اے ابو قتادہ؟ سو میں نے آپ ﷺ کو خبر دی تو ایک مرد نے کہا کہ یہ سچا ہے اور اس کا اسباب میرے پاس ہے اور اس کو میری طرف سے راضی کیجیے یعنی اس کو اس اسباب کا عوض دیجیے تا کہ یہ میرے واسطے ہو سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا یوں نہ چاہیے قسم ہے اللہ کی اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ اللہ کے شیروں میں سے شیر کی طرف یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے کہ لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی رضا مندی کے واسطے سو تجھ کو اس کا اسباب دیں حضرت ﷺ نے اس مرد کو فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا سو اس کا اسباب اس کو دے دے اس نے وہ اسباب مجھ کو دیا تو میں نے اس سے بنی سلمہ کے قبیلے میں ایک باغ خریدا سو بیشک وہ پہلا مال ہے جس کو میں نے پہلے پہل اسلام میں جمع کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میری کون گواہی دے گا تو ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ نے اس کی گواہی دی سو احتمال ہے کہ اس نے اس کو دوسری بار پایا ہو اس واسطے کہ دوسری روایت میں ہے کہ پھر میں بیٹھا پھر میرے دل میں آیا سو میں نے اپنا حال بیان کیا اور یہ جو کہا اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ الخ تو یہ جواب ہے شرط مقدر کا دلالت کرتا ہے اس پر صَدَقَ فَأَرْضِهٖ تو گویا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ سچا ہے اس میں کہ اسباب کا مالک یہ ہے تو اس وقت نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ طرف اسباب کے سو اس کا اسباب تجھ کو دیں اور یہ جو کہا لا یعمد یعنی نہ قصد کریں گے حضرت ﷺ ایک مرد کی طرف جیسے وہ شیر ہے دلاوری میں لڑتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سو اس کا حق لے کر تجھ کو دیں بغیر اس کی رضا مندی کے اور یہ جو کہا کہ اس کا اسباب یعنی اس کے مقتول کا پس اضافت اس کی طرف باعتبار اس کے ہے کہ وہ اس کا مالک ہو اور یہ جو فرمایا کہ اس کو دے دے تو یہ امر واسطے اس شخص کے ہے جس نے اقرار کیا تھا کہ اس کا اسباب میرے پاس ہے۔

تنبیہ: انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں واقع ہوا ہے کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ خطاب کیا تھا وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے روایت کیا ہے اس کو احمد نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ قوم ہوازن حنین کے دن آئے پس ذکر کیا سارا قصہ کہا سو اللہ نے مشرکوں کو شکست دی سو نہ تلوار سے مارا گیا اور نہ نیزے سے زخم کیا گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فرمایا کہ جو مسلمان کسی کافر کو مارے اس کے اسباب کا مالک وہی ہے سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس دن بیس کافروں کو مارا اور ان کا اسباب لیا کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے میں نے ایک کافر کو گردن کے پٹھے پر تلوار ماری اس پر زرہ تھی اس کا اسباب ایک اور شخص نے لیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی نہ قصد کرے گا اللہ طرف ایک شیر کی اللہ کے شیروں سے لیکن راجح یہ قول ہے کہ یہ بات ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہی تھی اور احتمال ہے کہ پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہی پھر اس کی تقویت کے واسطے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی کہی ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِيْ مُحَمَّدٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَخْتِلُهُ مِنْ وَّرَآئِهِ لِيَقْتُلَهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِيْ يَخْتِلُهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِيْ وَأَضْرِبُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا ثُمَّ أَخَذَنِيْ فَضَمَّنِيْ ضَمًّا شَدِيْدًا حَتّٰى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ تَرَكَ فَتَحَلَّلَ وَدَفَعْتُهُ ثُمَّ قَتَلْتُهُ وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُوْنَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ لَهُ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللّٰهِ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلٰى قَتِيْلِيْ فَلَمْ أَرَ

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو میں نے ایک مسلمان مرد کو دیکھا کہ ایک مشرک سے لڑتا ہے اور ایک اور مشرک چاہتا ہے کہ اس کو غافل پا کر پیچھے سے مار ڈالے سو میں دوڑا اس کی طرف جو اس سے دغا کیا چاہتا تھا سو اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا کہ مجھ کو مارے اور میں نے اس کے ہاتھ کو مار کر کاٹ ڈالا پھر اس نے مجھ کو سخت بھینچا یہاں تک کہ میں نے اس سے موت کا خوف کیا پھر اس نے مجھ کو چھوڑ دیا اور سست ہو گیا اور میں نے اس کو ہٹایا پھر میں نے اس کو مار ڈالا اور مسلمان بھاگے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگا سو اچانک میں نے دیکھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسلمانوں میں ثابت ہیں یعنی جو نہ بھاگے تھے سو میں نے ان سے کہا کہ کیا حال ہے لوگوں کا؟ کہا اللہ کی تقدیر پھر مسلمانوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی فتح ہونے کے بعد کہ جو قائم کرے گواہ کسی مقتول پر جس کو اس نے قتل کیا ہو تو اس کا اسباب اسی کے واسطے ہے سو میں کھڑا ہوا تا کہ اپنے مقتول پر گواہ کو تلاش کروں سو میں نے کوئی نہ دیکھا جو میری گواہی دے سو میں بیٹھا پھر میرے دل میں آیا سو میں

أَحَدًا يَّشْهَدُ لِيْ فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِيْ فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ جُلَسَآئِهِ سِلَاحُ هٰذَا الْقَتِيْلِ الَّذِيْ يَذْكُرُ عِنْدِيْ فَأَرْضِهِ مِنْهُ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ كَلَّا لَا يُعْطِهِ أُصَيْبِغَ مِنْ قُرَيْشٍ وَّيَدَعَ أَسَدًا مِّنْ أُسْدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَيَّ فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ.

نے اپنا حال حضرت ﷺ سے ذکر کیا تو ایک مرد نے حضرت ﷺ کے پاس بیٹھنے والوں سے کہا کہ ہتھیار اس مقتول کے جس کا ذکر کرتا ہے میرے پاس ہیں سو اس کو میری طرف سے راضی کر دیجیے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یوں نہیں اس کو نہ دیں حیوان ضعیف کو قریش سے اور چھوڑیں شیر کو اللہ کے شیروں سے جو لڑتا ہے اللہ اور رسول کی طرف سے کہا سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور وہ ہتھیار مجھ کو دیئے سو میں نے اس سے باغ خریدا سو وہ اول مال تھا جس کو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

بَابُ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ.

باب ہے بیان میں جنگ اوطاس کے۔

فائدہ: اوطاس ایک وادی ہے ہوازن کے ملک میں اور وہ جگہ جنگ حنین کی ہے کہا ہے اس کو عیاض نے اور بعض اہل سیر کا مذہب یہی ہے اور راجح یہ ہے کہ اوطاس کی وادی اور ہے اور جنگ حنین کی وادی اور ہے اور خوب ظاہر کرتا ہے اس کو جو اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ تھی لڑائی بیچ وادی حنین کے اور یہ کہ جب ہوازن بھاگے تو ایک گروہ ان میں سے طائف کی طرف پھرا اور ایک گروہ اوطاس کی طرف پھرا سو جو لوگ اوطاس کی طرف بھاگ گئے تھے حضرت ﷺ نے ان کی طرف لشکر بھیجا جس کے پیشوا ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ تھے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث باب کی پھر حضرت ﷺ اپنے لشکروں کے ساتھ طائف کی طرف متوجہ ہوئے۔

٣٩٧٩ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ أَبَا عَامِرٍ عَلٰى جَيْشٍ إِلٰى أَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَّهَزَمَ اللّٰهُ أَصْحَابَهُ قَالَ أَبُوْ مُوْسٰى وَبَعَثَنِيْ مَعَ أَبِيْ عَامِرٍ فَرُمِيَ أَبُوْ عَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهِ رَمَاهُ

٣٩٧٩ـ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ حنین سے فارغ ہوئے تو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سردار کر کے اوطاس کی طرف بھیجا سو ابو عامر درید (ایک کافر مشہور کا نام ہے) سے ملا (اور آپس میں لڑے) سو درید مارا گیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھیجا یعنی ان لوگوں کی طرف جنہوں نے اوطاس کی طرف پناہ لی سو ابو عامر رضی اللہ عنہ کو گھٹنے میں تیر لگا ایک مرد جشمی

جُشَمِیٌّ بِسَهْمٍ فَأَثْبَتَهُ فِیْ رُكْبَتِهٖ فَانْتَهَیْتُ إِلَیْهِ فَقُلْتُ یَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَأَشَارَ إِلٰی أَبِیْ مُوْسٰی فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِی الَّذِیْ رَمَانِیْ فَقَصَدْتُ لَهٗ فَلَحِقْتُهٗ فَلَمَّا رَاٰنِیْ وَلّٰی فَاتَّبَعْتُهٗ وَجَعَلْتُ أَقُوْلُ لَهٗ أَلَا تَسْتَحْیِیْ أَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَیْنِ بِالسَّیْفِ فَقَتَلْتُهٗ ثُمَّ قُلْتُ لِأَبِیْ عَامِرٍ قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهٗ فَنَزَا مِنْهُ الْمَآءُ قَالَ یَا ابْنَ أَخِیْ أَقْرِئِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ وَقُلْ لَّهٗ اِسْتَغْفِرْ لِیْ وَاسْتَخْلَفَنِیْ أَبُوْ عَامِرٍ عَلَی النَّاسِ فَمَكُثَ یَسِیْرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَیْتِهٖ عَلٰی سَرِیْرٍ مُّرْمَلٍ وَّعَلَیْهِ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ رِمَالُ السَّرِیْرِ بِظَهْرِهٖ وَجَنْبَیْهِ فَأَخْبَرْتُهٗ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ أَبِیْ عَامِرٍ وَّقَالَ قُلْ لَّهٗ اِسْتَغْفِرْ لِیْ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَیْدٍ أَبِیْ عَامِرٍ وَّرَأَیْتُ بَیَاضَ إِبْطَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَوْقَ كَثِیْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِیْ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ ذَنْبَهٗ وَأَدْخِلْهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مُدْخَلًا كَرِیْمًا قَالَ أَبُوْ بُرْدَةَ إِحْدَاهُمَا لِأَبِیْ عَامِرٍ وَّالْأُخْرٰی لِأَبِیْ مُوْسٰی.

نے اس کو تیر مارا اور اس کو اس کے گھٹنے میں بٹھایا سو میں اس کے پاس پہنچا سو میں نے کہا اسے چچا کس نے تجھ کو تیر مارا؟ اس نے ابو موسیٰ کی طرف اشارہ کیا سو کہا کہ یہ ہے قاتل میرا جس نے مجھ کو تیر مارا سو میں نے اس کا قصد کیا سو میں اس سے جا ملا جب اس نے مجھ کو دیکھا تو بھاگا سو میں اس کے پیچھے پڑا اور میں نے کہنا شروع کیا کہ کیا تجھ کو شرم نہیں آتی کیا تو کھڑا نہیں ہوتا سو وہ کھڑا ہوا اور ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو تلوار ماری سو میں نے اس کو قتل کیا میں نے ابو عامر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ نے تیرے قاتل کو مار ڈالا اس نے کہا اس تیر کو کھینچ میں نے اس کو کھینچا تو اس کے زخم سے پانی جاری ہوا کہا اے بھتیجے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میرے واسطے بخشش مانگیں اور ابو عامر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو لوگوں پر خلیفہ کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد مر گیا سو میں پھرا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تھے ایک چار پائی پر جو رسیوں سے بنی تھی اور اس پر بستر تھا تحقیق چار پائی کی رسیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ اور دونوں پہلوؤں میں اثر کیا تھا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک میں رسیوں کے نشان پڑ گئے تھے سو میں نے آپ کو اپنے حال اور ابو عامر کے حال سے خبر دی اور کہا اس نے کہا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا کہ میرے واسطے مغفرت مانگیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور وضو کیا اور پھر دونوں ہاتھ اٹھائے سو کہا کہ الٰہی بخش دے عبید اللہ ابو عامر کو اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی پھر فرمایا الٰہی! بلند کر اس کے مرتبے کو قیامت کے دن اپنی مخلوق اور آدمیوں پر میں نے کہا اور میرے واسطے بھی بخشش مانگیے سو فرمایا کہ یا اللہ! عبداللہ بن قیس کو اس کے

گناہ بخش دے اور داخل کر اس کو قیامت کے دن جگہ بزرگ
میں' ابو بردہ راوی نے کہا کہ دونوں سے ایک دعا ابو عامر کے
واسطے تھی اور ایک ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے واسطے۔

فائدہ: درید کے قاتل میں اختلاف ہے ابن اسحاق نے کہا کہ وہ ربیعہ بن رفیع ہے اور روایت کی ہے بزار نے ساتھ سند حسن کے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قاتل زبیر بن عوام ہے اور اس کا لفظ ہے کہ جب مشرکوں کو شکست ہوئی تو درید بن صمہ چھ سو آدمی کو لے کر ایک ٹیلے پر چڑھ گیا سو انہوں نے ایک لشکر دیکھا درید نے کہا اس کو میرے واسطے چھوڑ و انہوں نے اس کو چھوڑا تو اس نے کہا کہ یہ قضاعہ کا گروہ ہے اور نہیں کچھ ڈر تم پر اس کی مانند ایک اور لشکر دیکھا تو کہا کہ یہ سلیم کا قبیلہ ہے پھر ایک سوار اکیلا دیکھا سو کہا کہ اس کو میرے واسطے چھوڑ و یعنی میں تم کو بتلاتا ہوں یہ کون ہے پھر کہا کہ یہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے اور وہ تم کو مارنے والا ہے اور اپنی جگہ سے نکالنے والا ہے زبیر رضی اللہ عنہ نے مڑ کر ان کو دیکھا سو کہا کہ یہ لوگ اس جگہ کیوں ہیں سو وہ ان کی طرف پھرا اور ایک جماعت اس کے ساتھ ہوئی سو اس نے ان میں سے تین سو آدمی کو قتل کیا اور درید کا سر کاٹ کر اپنے آگے رکھا اور تھا درید شاعر مشہور اور کہتے ہیں کہ جب وہ مارا گیا اس وقت ایک سو بیس برس کا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ ایک سو ساٹھ برس کا تھا اور یہ جو کہا کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوا کے وضو کیا الخ تو اس سے سمجھا جاتا ہے کہ مستحب ہے پاک ہونا واسطے ارادے دعا کے اور اٹھانا ہاتھوں کا دعا میں برخلاف اس شخص کے جو خاص کرتا ہے اس کو ساتھ استقاء کے' وسیاتی بیان ذلك فی کتاب الدعوات۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ الطَّآئِفِ فِيْ شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ قَالَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ.

باب ہے بیان میں جنگ طائف کے شوال میں آٹھویں سال میں کہا ہے اس کو موسیٰ بن عقبہ نے۔

فائدہ: طائف ایک شہر ہے بڑا مشہور اس میں کھجور اور انگور کے بہت درخت ہیں کے سے دو تین منزل پر حد مشرق کی طرف واقع ہے کہتے ہیں کہ اصل اس کی یہ ہے یہ جبرائیل علیہ السلام نے اکھاڑا تھا اس باغ کو جو تھا واسطے اصحاب صریم کے پھر اس کو لے کر مکے کی طرف چلا اور اس کے ساتھ خانے کعبے کے گرد گھوما پھر اُتارا اس کو جس جگہ طائف ہے پس نام رکھا گیا اس جگہ کا ساتھ طائف کے اور پہلے یہ باغ صنعاء کے اطراف میں تھا اور نام اس زمین کا وج ہے نام رکھی گئی ساتھ نام ایک مرد کے اور وہ ابن عبدالجن ہے عمالقہ سے اور وہ پہلے پہل اس میں اترا تھا اور چلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف حنین سے پھرنے کے بعد اور روکا غنیمتوں کو جعرانہ میں اور تھا مالک بن عوف نضری کھینچے والا ہوازن کا جب بھاگا تو طائف میں داخل ہوا اور اس کا ایک قلعہ تھا کئی میلوں پر طائف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے جاتے ہوئے اس پر گزرے سو اس کو ڈھایا۔ (فتح)

۳۹۸۰۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُمَيَّةَ يَا عَبْدَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هَؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ الْمُخَنَّثُ هِيتٌ.

۳۹۸۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک مخنث یعنی زنانہ مرد تھا سو میں نے اس سے سنا کہ عبداللہ بن ابی امیہ سے کہتا تھا اے عبداللہ! کیا تو نے دیکھا کہ اگر کل اللہ نے طائف کو تم پر فتح کیا تو لازم پکڑ اوپر اپنے غیلان کی بیٹی کو کہ وہ سامنے آتی ہے ساتھ چار کے اور پیٹھ پھیر کر جاتی ہے ساتھ آٹھ کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اندر آیا کریں تمہارے پاس یہ مخنث زنانے مرد، کہا ابن جریج نے مخنث کا نام ہیت تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نکاح میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ ذکر گھیرنا طائف کا ہے اسی واسطے وارد کیا دوسرے طریق کو بعد اس کے جس جگہ اس میں کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن طائف کو گھیرے ہوئے تھے اور عبداللہ بن ابی امیہ بھائی ہے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا اور شہید ہوا عبداللہ طائف میں اس کو تیر لگا وہ اس سے شہید ہوا۔ (فتح)

حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهَذَا وَزَادَ وَهُوَ مُحَاصِرُ الطَّائِفِ يَوْمَئِذٍ.

حدیث بیان کی ہم سے محمود نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے ہشام سے اس کے ساتھ اور زیادہ کیا اس میں یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دن طائف کو گھیرے تھے۔

۳۹۸۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْأَعْمَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا حَاصَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ إِنَّا قَافِلُونَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوا نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً نَقْفُلُ فَقَالَ اغْدُوا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ

۳۹۸۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کو گھیرا تو ان سے کوئی چیز نہ پائی تو فرمایا کہ ہم مدینے کی طرف پلٹنے والے ہیں ان شاء اللہ تو یہ بات اصحاب پر گراں گزری اور کہا کہ ہم جاتے ہیں بے فتح کیے اس کے اور ایک بار کہا نقفل یعنی بدلے قافلون کے پس فرمایا صبح کو جنگ پر جاؤ سو اصحاب صبح کے وقت جنگ پر گئے سو ان کو زخم پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ہم ان شاء اللہ پلٹنے والے ہیں سو یہ بات اصحاب کو خوش لگی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے۔

فَقَالَ إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً فَتَبَسَّمَ قَالَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الْخَبَرَ كُلَّهُ.

فائدہ: ذکر کیا ہے اہل مغازی نے کہ جب طائف والے قلعے میں محصور ہوئے اور تحقیق تیار کی تھی انہوں نے اس میں وہ چیز جو ان کو ایک سال کے گھیرے کے واسطے کفایت کرے سو انہوں نے مسلمانوں پر گرم لوہا پھینکا اور ان کو تیروں سے مارا اور ایک جماعت کو زخمی کیا حضرت ﷺ نے نوفل سے مشورہ پوچھا اس نے کہا کہ وہ ثعلب ہیں جحر میں یعنی لومڑ ہیں سوراخ میں اگر آپ ٹھہریں تو ان کو پکڑ لیں گے اور اگر ان کو چھوڑ دیں گے تو وہ آپ کو کچھ نقصان نہیں کر سکتے سو حضرت ﷺ نے ان سے کوچ کیا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدت گھیرنے ان کے کی چالیس دن تھی اور بعض کچھ کم وبیش کہتے ہیں اور یہ جو کہا کہ یہ بات اصحاب پر گراں گزری تو بیان کیا سبب اس کا ساتھ قول اپنے کے کہ ہم جاتے ہیں بے فتح کیے اس کے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ جب خبر دی ان کو حضرت ﷺ نے ساتھ پھرنے کے بغیر فتح کے تو یہ بات ان کو خوش نہ لگی سو جب حضرت ﷺ نے یہ حال دیکھا تو حکم دیا ان کو ساتھ لڑنے کے سو نہ فتح ہوئی واسطے ان کے اور ان کو بہت زخم لگے اس واسطے کہ طائف والوں نے ان کو قلعے کی دیوار کے اوپر سے مارا سو کافروں کے تیر مسلمانوں کو پہنچتے تھے اور مسلمانوں کے تیر کافروں کے پاس نہیں پہنچتے تھے اس واسطے کہ وہ قلعے پر تھے سو جب انہوں نے یہ دیکھا تو ان کو ظاہر ہوا کہ پلٹ جانا ٹھیک ہے سو جب حضرت ﷺ نے دوسری بار پلٹنے کا حکم دیا تو اس وقت ان کو خوش لگا پس اسی واسطے حضرت ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا سفیان نے ایک بار فتبسم یعنی ضحک کے بدلے اور کہا حمیدی نے حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے ساری حدیث ساتھ خبر کے یعنی حمیدی نے اس کو بغیر عنعنہ کے ذکر کیا ہے۔

۳۹۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَبَا بَكْرَةَ وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّآئِفِ فِيْ أُنَاسٍ فَجَآءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۸۲۔ حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے سعد رضی اللہ عنہ سے سنا اور سعد رضی اللہ عنہ وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل اللہ کی راہ میں تیر مارا اور سنا میں نے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ طائف کے قلعے پر چڑھا تھا ساتھ چند لوگوں کے سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو دونوں نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور کو باپ بتلائے اور وہ جانتا ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو اس

يَقُولُ مَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ وَقَالَ هِشَامٌ وَأَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَوْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَأَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ قُلْتُ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ حَسْبُكَ بِهِمَا قَالَ أَجَلْ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ وَعِشْرِيْنَ مِنَ الطَّائِفِ.

پر بہشت حرام ہے یعنی جو جان بوجھ کر اپنا باپ چھوڑ کر دوسرے کو باپ بتلائے وہ شخص بہشت سے بے نصیب ہے اور کہا ہشام نے خبر دی ہم کو معمر نے عاصم سے اس نے روایت کی ابو العالیہ سے یا ابو عثمان سے کہا سنا میں نے سعد اور ابو بکرہ سے دونوں نے روایت کی حضرت ﷺ سے عاصم کہتا ہے میں نے ابو العالیہ سے کہا کہ البتہ گواہی دی ہے نزدیک تیرے دو مردوں نے کہ کافی ہیں تجھ کو دونوں یعنی صدق میں اس نے کہا ہاں اسی طرح ہے بہر حال ایک دونوں میں سے پس وہ شخص ہے جس نے پہلے پہل اللہ کی راہ میں تیر مارا لیکن دوسرا پس اترا طرف حضرت ﷺ کے تیسواں طائف کے قلعے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح فرائض میں آئے گی اور غرض اس سے ذکر ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور نام اس کا نفیع بن حارث ہے اور تھا غلام حارث بن کلدہ کا پس اترا طائف کے قلعے سے ساتھ ابو بکرہ کے پس اسی واسطے کنیت رکھا گیا ابو بکرہ روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ سند کے کہ اس کا کچھ ڈر نہیں ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور تھا ان لوگوں سے جو طائف کے قلعے سے اترے ان کے غلاموں سے اور یہ جو کہا کہ وہ قلعے پر چڑھا تھا تو یہ نہیں مخالف ہے اترنے کی روایت کو اس واسطے کہ معنی یہ ہیں کہ پہلے وہ اس کے نیچے سے اوپر چڑھا پھر اس سے اترا اور یہ جو کہا کہ کہا ہشام نے الخ تو غرض امام بخاری رحمہ اللہ کی اس سے بیان کرنا عدد اُن لوگوں کا ہے کہ پہلی روایت میں مجمل چھوڑے گئے اس واسطے کہ اس میں اناس کا لفظ ہے یعنی چند آدمیوں میں اور اس روایت میں بیان کر دیا کہ وہ تیس مرد تھے۔

۳۹۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَلَا تُنْجِزُ لِيْ مَا وَعَدْتَنِيْ فَقَالَ لَهُ أَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ

۳۹۸۴۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس تھا اور حضرت ﷺ جعرانہ میں اترے تھے مکے اور مدینے کے درمیان اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے سو ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ کیا آپ نہیں پورا کرتے جو مجھ سے دینے کا وعدہ کیا تھا؟ یعنی حنین کی غنیمت سے حضرت نے فرمایا (بہشت کی) بشارت لے اس نے کہا آپ نے مجھ سے ابشر بہت بار کہا یعنی آپ بشارت بہت دیا کرتے ہو کچھ مال بھی دو تو

أَبْشِرْ فَأَقْبَلَ عَلٰى أَبِيْ مُوْسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاقْبَلَا أَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهٗ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا وَأَبْشِرَا فَأَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَآءِ السِّتْرِ أَنْ أَفْضِلَا لِأُمِّكُمَا فَأَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَآئِفَةً.

حضرت ﷺ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ پر متوجہ ہوئے بصورت غضبناک سو فرمایا کہ البتہ اس شخص نے بشارت کو نہیں لیا تم دونوں بشارت کو قبول کرو انہوں نے کہا ہم نے بشارت قبول کی پھر حضرت ﷺ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور اس میں دونوں ہاتھ اور منہ کو دھویا اور اس میں کلی ڈالی پھر فرمایا تم دونوں اس پانی کو پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈالو اور تم کو خوشخبری ہو سو دونوں نے پیالہ لیا اور کیا جو حضرت ﷺ نے فرمایا تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے پکارا کہ کچھ اپنی ماں کے واسطے باقی چھوڑ و یعنی میرے واسطے تو دونوں نے اس کے واسطے اس سے کچھ پانی چھوڑا۔

فائدہ: جعرانہ ایک جگہ کا نام ہے درمیان طائف اور مکے کے اور مکے کی طرف قریب تر ہے اور کہا فاکہی نے کہ اس کے اور مکے کے درمیان ایک برید کا فاصلہ ہے اور کہا باجی نے کہ اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے اور یہ جو کہا کہ کیا آپ میرا وعدہ پورا نہیں کرتے جو آپ نے مجھ سے کیا تھا؟ سو احتمال ہے کہ وعدہ اس کے ساتھ خاص ہو اور احتمال ہے کہ عام ہو اور اس نے اپنا حصہ غنیمت سے جلد طلب کیا ہو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ حنین کی غنیمتیں جمع کی جائیں اور آپ ﷺ لشکر لے کر طائف کی طرف متوجہ ہوئے تھے پھر جب طائف سے پھرے تو غنیموں کو تقسیم کیا اسی واسطے واقع ہوا ہے بہت لوگوں کے حق میں جو تازہ اسلام لائے تھے دیر سے جاننا غنیمت کا اور فی الحال طلب کرنا تقسیم اس کی کا اور یہ جو فرمایا ابشر یعنی خوشی ہو تجھ کو ساتھ قریب ہونے تقسیم کے یا ساتھ بڑے ثواب کے اوپر صبر کرنے کے اور اس حدیث سے ابو عامر رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔ (فتح)

٣٩٨٤۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَطَآءٌ أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلٰى بْنِ أُمَيَّةَ أَخْبَرَهٗ أَنَّ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِيْ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهٖ مَعَهٗ فِيْهِ

٣٩٨٤۔ حضرت یعلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتا تھا آرزو تھی کہ میں حضرت ﷺ کو وحی اترنے کی حالت میں دیکھوں کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ جعرانہ میں تھے آپ ﷺ پر کپڑا تھا کہ جس کے ساتھ آپ ﷺ کو سایہ کیا گیا تھا اس میں آپ ﷺ کے ساتھ چند اصحاب تھے کہ اچانک ایک دیہاتی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس پر جبہ تھا اور وہ خوشبو سے لتھڑا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ کیا فرماتے ہیں اس مرد

نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ إِذْ جَآئَهٗ أَعْرَابِیٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِیْ رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِیْ جُبَّةٍ بَعْدَمَا تَضَمَّخَ بِالطِّيْبِ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلٰى يَعْلٰى بِيَدِهٖ أَنْ تَعَالَ فَجَآءَ يَعْلٰى فَأَدْخَلَ رَأْسَهٗ فَإِذَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّیَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِیْ يَسْأَلُنِیْ عَنِ الْعُمْرَةِ اٰنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِیَ بِهٖ فَقَالَ أَمَّا الطِّيْبُ الَّذِیْ بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِیْ عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِیْ حَجِّكَ.

کے حق میں جس نے عمرے کا احرام باندھا ہو جبہ میں بعد خوشبو لگانے کے؟ یعنی اس حالت میں عمرہ کرنا درست ہے یا نہیں؟ سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے یعلی کی طرف اشارہ کیا کہ آ سو یعلی آیا سو اس نے اپنے سر کو اس پردے میں داخل کیا تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اترنے کی صورت دیکھے سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ وحی کی شدت سے سرخ ہو گیا ہے سوتے آدمی کی طرح آواز کرتے ہیں گھڑی بھر آپ کی یہی حالت رہی پھر وہ حالت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے موقوف ہوئی سو فرمایا کہاں ہے جس نے مجھ سے ابھی عمرے کا حال پوچھا تھا؟ سو وہ مرد تلاش کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا سو فرمایا جو خوشبو تجھ کو لگی ہے اس کو تین بار دھو ڈال اور لیکن جبہ سو اس کو اتار ڈال پھر کر اپنے عمرے میں جو تو اپنے حج میں کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عمرے کے باب میں گزر چکی ہے۔

۳۹۸۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِی النَّاسِ فِی الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوْا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِیْ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِیْ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِیْ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا اللّٰهُ

۳۹۸۵۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول کو حنین کے دن غنیمت دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان لوگوں میں تقسیم کیا جن کے دل پر چائے گئے اور انصار کو کچھ چیز نہ دی سو گویا کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض ہوئے جب کہ نہ پہنچی ان کو وہ چیز جو لوگوں کو پہنچی یا فرمایا گویا وہ ناراض ہوئے جب کہ نہ پہنچا ان کو جو لوگوں کو پہنچا (یہ راوی کا شک ہے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر خطبہ پڑھا سو فرمایا اے گروہ انصار کے کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا سو اللہ نے تم کو میرے سبب سے دین کی راہ بتلائی اور تم متفرق تھے سو اللہ نے تمہاری آپس میں الفت اور محبت کر دی میرے سبب سے اور تم محتاج تھے سو اللہ نے تم کو مال دار کر دیا میرے سبب سے

وَرَسُوْلُهٗ أَمَنُّ قَالَ مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيْبُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمَنُّ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا أَتَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى رِحَالِكُمْ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّشِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ.

جس بار حضرت ﷺ کچھ چیز فرماتے تھے تو انصار کہتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر احسان کرنے والے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم کو کیا چیز روکتی ہے کہ حضرت کو جواب دو کہ ہاں اسی طرح ہے جس طرح فرماتے ہیں جب حضرت ﷺ کچھ فرماتے تھے تو انصار کہتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر احسان کرنے والا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا گر تم چاہو تو کہو کہ آپ ہمارے پاس آئے اس طرح اور اس طرح یعنی آپ نے ہم کو ہدایت کی اور مالدار کر دیا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے جائیں یعنی مال دنیا کے اور تم اپنے گھروں کی طرف حضرت ﷺ کو لے جاؤ اگر ہجرت نہ ہوتی تو البتہ میں انصاریوں میں سے ایک مرد ہوتا یعنی انصاری اصحاب مجھ کو ایسے پیارے ہیں کہ اگر ہجرت کی صفت مجھ میں موجود نہ ہوتی تو میں اپنی ذات کو انصاریوں میں شمار کرتا اور اگر لوگ چلتے وادی میں یا پہاڑ کی راہ تو البتہ میں انصار کی وادی اور راہ میں چلتا اور انصار نیچے کا کپڑا ہیں جو بدن سے لگا ہوتا ہے اور لوگ اوپر کا کپڑا ہیں بیشک تم میرے بعد پاؤ گے اپنے سوائے اوروں کو مقدم یعنی تمہارے سوائے اور لوگوں کو حکومت ملے گی سو تم صبر کرتے رہنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملو یعنی میرے بعد قیامت تک ریاست اور حکومت کا حوصلہ نہ کرنا اور اس کی حرص نہ کرنا۔

فائدہ: یہ جو کہا لما افاء الله على رسوله الخ تو مراد یہ ہے کہ دیں اللہ نے حضرت ﷺ کو غنیمتیں ان لوگوں کی جن سے حنین کے دن لڑے اور اصل فے کا رد اور رجوع ہوتا ہے اور اسی قسم سے نام رکھا گیا ہے سائے کا بعد زوال کے فے اس واسطے کہ وہ پھرا ہے ایک جانب سے طرف دوسری جانب کے پس گویا کہ کفار کے مالوں کا نام فے رکھا گیا اس واسطے کہ وہ درحقیقت مسلمانوں کے واسطے تھے کیونکہ ایمان اصل ہے اور کفر اس پر طاری ہے پس جب غالب ہوں کفار کسی چیز پر مال سے تو بطور تعدی کے ہے پھر جب مسلمان اس کو ان سے لوٹیں تو گویا کہ پھرا ان کی

طرف جوان کا تھا اور پہلے گزر چکا ہے قریب کہ حضرت ﷺ نے حکم دیا ساتھ روکنے غنیموں کے جعرانہ میں سو جب طائف سے پھرے تو پانچویں ذی قعدہ کو جعرانہ میں پہنچے اور تھا سبب بیچ تاخیر کرنے تقسیم غنیمت کے جو مسور کی حدیث میں گزر چکا ہے واسطے اس امید کے کہ مسلمان ہو جائیں اور وہ چھ ہزار آدمی تھے عورتیں اور لڑکے اور اونٹ چوبیس ہزار تھے اور بکریاں چالیس ہزار تھیں اور یہ جو کہا کہ لوگوں میں تقسیم کیا یعنی غنیموں کو اور زہری کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ مردوں کو سوسو اونٹ دیتے تھے اور مراد ساتھ مؤلفۃ القلوب کے قریشی چند لوگ ہیں جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے ان کا اسلام ضعیف تھا اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ مراد کے ساتھ مؤلفۃ القلوب کے جو زکوۃ کے مستحق لوگوں میں سے ایک قسم ہیں سو بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ ان کے کفار ہیں کہ ان کو زکوۃ میں سے مال دیا جائے واسطے رغبت دلانے کے اسلام میں اور بعض کہتے ہیں مسلمان ہیں کہ ان کے واسطے تابعدار ہیں کفار یعنی غلام اور خادم تاکہ ان کو الفت دلائیں اور بعض کہتے ہیں وہ مسلمان ہیں جو پہلے پہل اسلام میں داخل ہوئے تاکہ جگہ پکڑے اسلام ان کے دلوں میں اور بہر حال مراد ساتھ مؤلفۃ القلوب کے اس جگہ پس یہ پچھلی قسم ہے واسطے قول حضرت ﷺ کے زہری کی روایت میں کہ البتہ میں دیتا ہوں ان مردوں کو جو تازہ مسلمان ہوئے ہیں اور انس رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ میں واقع ہوا ہے کہ تقسیم کیا اس کو قریش میں اور مراد ساتھ ان کے وہ لوگ ہیں کہ مکہ فتح ہوا اور وہ اس میں موجود تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دیا طلقا اور مہاجرین کو اور مراد ساتھ طلقا کے وہ لوگ ہیں کہ حاصل ہوا حضرت ﷺ سے ان پر احسان دن فتح مکہ کے قریش سے اور ان کے تابعداروں سے اور مراد ساتھ مہاجرین کے وہ لوگ ہیں جو فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے اور مدینے کی طرف ہجرت کی اور وہ چالیس سے زیادہ ہیں اور یہ جو کہا کہ انصار کو کچھ چیز نہ دی تو یہ ظاہر ہے کہ یہ عطا اور انعام تمام غنیمت میں سے تھا یعنی پانچواں حصہ نکالنے سے پہلے اور ترجیح دی ہے قرطبی نے اس بات کو کہ حضرت ﷺ نے ان کو اپنے پانچویں حصے میں سے دیا تھا اور پہلا قول معتمد ہے اور باب کے اخیر حدیث میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو ہم بلائے جاتے ہیں اور غنیمت ہمارے سواوروں کو دی جاتی ہے اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ عطا مذکور سب غنیمت میں سے تھا نہ خمس سے جیسا کہ قرطبی نے کہا اور باب کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ اللہ اپنے رسول کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپکتے ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر خطبہ پڑھا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو ایک خیمے میں جمع کیا ان کے سواء اور کسی کو اس میں نہ آنے دیا سو جب جمع ہوئے تو حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تم سے پہنچی ہے؟ تو انصار کے عقلمندوں نے کہا کہ ہمارے رئیسوں اور اشرافوں نے تو یہ بات نہیں کہی بعض نوعمروں نے البتہ یہ بات کہی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ چپ رہے تو یہ محمول ہے اس پر کہ بعض چپ رہے اور بعضوں نے جواب دیا اور یہ جو فرمایا

کہ میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا تو مراد اس جگہ گمراہی شرک کی ہے اور مراد ساتھ ہدایت کے ایمان ہے اور حضرت ﷺ نے بہت عمدہ ترتیب سے ان نعمتوں کو بیان کیا جو اللہ نے آپ کے ذریعہ سے ان کو دی تھیں سو پہلے ایمان کی نعمت کو شروع کیا جس کے برابر کوئی چیز دنیا کی نہیں پھر الفت کی نعمت کو بیان کیا اور وہ اعظم ہے مال کی نعمت سے اس واسطے کہ مال خرچ کیا جاتا ہے واسطے حاصل کرنے اس کے اور کبھی حاصل نہیں ہوتی اور انصار ہجرت سے پہلے آپس میں ایک دوسرے کے نہایت دشمن تھے واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی تھی درمیان ان کے جنگ بعاث وغیرہ سے پس دور ہوا یہ سب اسلام کے ساتھ جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو خرچ کرتا جو زمین میں ہے تمام تو نہ الفت دیتا درمیان ان کے دلوں کے لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت ڈالی اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے تو کہتے اور تم سچے تھے کہ آپ ہمارے پاس آئے اس حالت میں کہ جھٹلائے گئے تھے سو ہم نے آپ کو سچا جانا اور ذلیل کیے گئے سو ہم نے آپ کی مدد کی اور تنہا سو ہم نے آپ کو جگہ دی اور محتاج سو ہم نے آپ سے سلوک کیا انصار نے کہا بلکہ اللہ اور رسول نے ہم پر احسان کیا اور احمد کی روایت میں ہے کہ ایک انصاری نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ کیا میں تم کو نہیں بتلایا کرتا تھا کہ اگر کام سیدھے ہو گئے تو البتہ اوروں کو مقدم کریں گے تو انہوں نے اس پر سخت رد کیا یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی آخر حدیث تک اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا واسطے تواضع کے آپ سے اور انصاف کے نہیں تو درحقیقت حجت بالغہ اور منت ظاہرہ ان سب چیزوں میں واسطے حضرت ﷺ کے ہے اوپر ان کے اس واسطے کہ اگر نہ ہوتی ہجرت آپ کی ان کی طرف اور رہنا آپ کا نزدیک تو البتہ نہ ہوتا درمیان ان کے اور درمیان ان کے غیر کے کچھ فرق اور حالانکہ تنبیہ کی حضرت ﷺ نے اس پر اپنے اس قول کے ساتھ کہ کیا تم راضی نہیں؟ آخر تک پس تنبیہ کی ان کو اس چیز پر کہ غافل ہوئے اس سے عظمت اس چیز کی سے کہ خاص ہوئے ساتھ اس کے احسان سے بہ نسبت اس چیز کے کہ حاصل ہوئی واسطے غیر ان کے اسباب دنیا فانی کے سے اور یہ جو کہا کہ اپنے گھروں کی طرف لے جاؤ تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی جس چیز کے ساتھ تم پھرتے ہو وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ لوگ اس کے ساتھ پھرتے ہیں تو اصحاب نے کہا یا حضرت! بیشک ہم راضی ہوئے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ حضرت ﷺ نے ان کو بلایا کہ ملک بحرین ان کو جاگیر لکھ دیں کہ ہو واسطے ان کے خاص آپ کے بعد سوائے اور لوگوں کے اور وہ اس دن افضل اس چیز کا تھا کہ فتح ہوئے آپ پر زمین سے سو انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ ہم کو دنیا کی حاجت نہیں اور یہ جو کہا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصاریوں سے ایک مرد ہوتا تو خطابی نے کہا کہ مراد اس کلام کے ساتھ الفت دلانا انصار کا ہے اور خوش کرنا ان کے دلوں کا اور تعریف کرنا ان کی ان کے دین پر یعنی ان کا دین بہت عمدہ ہے یہاں تک کہ راضی ہوئے حضرت ﷺ کہ ان میں سے ایک ہوں اگر نہ ہوتی وہ چیز جو منع کرتی ہے آپ کو ہجرت سے کہ نہیں جائز ہے بدلانا اس کا اور نسبت آدمی کی واقع ہوتی ہے کئی

وجہ پر بعض وجہ ان میں سے منسوب ہوتا ہے طرف ولادت کی اور شہر کی اور اعتقاد کی اور کسب کی اور نہیں شک ہے کہ نہیں ارادہ کیا حضرت ﷺ نے منتقل ہونے کا اپنے باپ دادوں کے نسب سے اس واسطے کہ وہ محال ہے اور لیکن نسبت اعتقادی پس نہیں ہیں کوئی معنی واسطے انتقال کے بیچ اس کے اور نہ باقی رہیں مگر پچھلی دو قسمیں اور مدینہ انصار کا گھر تھا اور ہجرت اس کی طرف امر واجب تھا یعنی اگر نہ ہوتی یہ بات کہ نسبت ہجریہ کے ترک کرنے کی مجھ کو گنجائش نہیں تو البتہ میں تمہارے گھر کی طرف منسوب ہوتا اور کہا ابن جوزی نے کہ نہیں مراد ہے حضرت ﷺ کی بدلانا نسبت اپنی کا اور نہ مٹانا ہجرت اپنی کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد حضرت ﷺ کی یہ ہے کہ اگر نہ ہوتی وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے ہجرت کرنے سے تو البتہ منسوب ہوتے مدینے کی طرف اور نصرت دین کی طرف پس تقدیر یہ ہے کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ نسبت ہجرت کی طرف نسبت دینی ہے نہیں گنجائش ہے چھوڑنا اس کے کی ساتھ غیر اس کے کی تو البتہ میں تمہارے گھر کی طرف منسوب ہوتا اور کہا قرطبی نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ موسوم ہوتا میں تمہارے نام کے ساتھ اور منسوب ہوتا تمہاری طرف جیسا کہ منسوب ہوتے تھے ساتھ ہم قسم ہونے کے لیکن خصوصیت ہجرت کی پہلے گزر چکی ہے سو میں اس سے باز رہا اور وہ اعلیٰ اور اشرف ہے پس نہ بدلے گی ساتھ غیر اس کے اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ البتہ ہوتا میں انصار میں سے احکام میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر نہ ہوتی یہ بات کہ ہجرت کا ثواب بہت بڑا ہے تو البتہ میں اختیار کرتا کہ ہو ثواب میرا ثواب انصار کا اور نہیں ارادہ کیا حضرت ﷺ نے ظاہر نسب کا ہرگز اور بعض کہتے ہیں کہ اگر نہ ہوتا التزام کرنا میرا ساتھ شرطوں ہجرت کی اور ایک ان میں سے ترک کرنا اقامت کا ہے مکے میں زیادہ تین دن سے تو البتہ میں اختیار کرتا کہ انصار میں سے ہوں سو مباح ہوتا واسطے میرے یہ اور وادی انصار کے معنی پست جگہ کے ہیں اور مراد اس جگہ شہر ان کا ہے اور مراد حضرت ﷺ کی اس کے ساتھ اور مابعد اس کے کی تنبیہ کرنا ہے اوپر بہت ہونے اس چیز کے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے ان کے ثواب نصرت سے اور قناعت سے ساتھ اللہ کے رسول کے دنیا سے اور جس کی یہ صفت ہو پس حق اس کا یہ ہے کہ اس کی راہ چلنا چاہیے اور اس کی چال کی پیروی کرنا چاہیے اور کہا خطابی نے جب کہ عادت یہ تھی کہ آدمی اپنے اترنے اور کوچ کرنے میں اپنی قوم کے ساتھ ہوتا ہے اور مکے مدینے کی زمین میں وادیاں اور درے بہت ہیں اور جب سفر میں راہیں جدا جدا ہوں تو ہر قوم ان میں سے ایک راہ چلتی ہے سو حضرت ﷺ نے ارادہ کیا کہ وہ انصار کے ساتھ ہوں اور یہ جو کہا کہ انصار شعار ہیں تو یہ لطیف استعارہ ہے واسطے نہایت قریب ہونے ان کے آپ سے اور یہ کہ وہ آپ ﷺ کے خاص رفیق اور باطنی دوست ہیں اور یہ کہ وہ قریب تر ہیں ساتھ آپ کے غیروں سے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی رحم کر انصار پر اور انصار کے بیٹوں پر اور انصار کے پوتوں پر تو انصار رونے لگے یہاں تک کہ اپنی داڑھیوں کو تر کیا اور کہا کہ ہم راضی ہوئے ساتھ حضرت ﷺ کے تقسیم اور حصے

میں اور اثرۃ کے معنی ہیں تنہا ہونا ساتھ چیز مشترک کے اس شخص کے بغیر جو اس میں شریک ہو اور معنی یہ ہیں کہ تنہا ہو گا وہ ان پر ساتھ اس چیز کے کہ ان کے واسطے اس میں اشتراک ہے استحقاق میں اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ فضیلت دے اپنے آپ کو تم پر فئی میں اور یہ جو کہا صبر کرو یعنی صبر کرو یہاں تک کہ مرو سو بیشک تم مجھ کو حوض کے پاس پاؤ گے پس حاصل ہو گا واسطے تمہارے انصاف اس شخص سے جس نے تم پر ظلم کیا اور ثواب بڑا صبر پر اور حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے کہ پہلے گزرے قائم کرنا حجت کا مدعی پر اور لاجواب کرنا اس کو حق کے ساتھ اس کی طرف ضرورت کے وقت اور خوب ادب کرنا انصار کا بیچ چھوڑنے ان کے جھگڑے کو اور مبالغہ کرنا حیا میں اور بیان اس کا کہ جو بات ان سے منقول ہے وہ ان کے نوعمروں سے صادر ہوئی ہے ان کے بزرگوں اور بوڑھوں سے نہیں ہوئی اور اس حدیث میں بڑی فضیلت ہے ان کے واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس حدیث میں ان کی نہایت تعریف کی اور یہ کہ بڑا تنبیہ کرے چھوٹے کو اس چیز پر کہ غافل ہے اس سے اور ظاہر کرے واسطے اس کے وجہ شبہ کی تا کہ پھرے حق کی طرف اور اس میں عتاب کرنا ہے اور عذر کرنا اور اقرار کرنا قصور کا اور اس میں نشانی ہے پیغمبری کی نشانیوں سے واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے کہ میرے بعد تم اپنے سوا دوسروں کے لیے تقدیم دیکھو گے سو جیسا آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح واقع ہوا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ انہوں نے صبر نہ کیا اور یہ کہ جائز ہے امام کے واسطے زیادہ دینا بعض لوگوں کو بعض سے بیچ مصارف غنیمت کے اور یہ کہ جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ دے مال فئی کو اس سے واسطے مصلحت کے اور یہ کہ جو طلب کرے حق اپنا دنیا سے تو اس پر اس میں کچھ عتاب نہیں اور یہ کہ مشروع ہے خطبہ نزدیک اس کام کے کہ نیا پیدا ہو برابر ہے کہ خاص ہو یا عام اور یہ کہ جائز ہے تخصیص بعض مخاطبین کی خطبے میں اور اس میں تسلی دینا ہے اس شخص کو جس کو کوئی چیز دنیا سے فوت ہو اس چیز سے کہ حاصل ہوئی ہے واسطے اس کے ثواب آخرت سے اور ترغیب ہے اوپر طلب کرنے ہدایت کے اور الفت کے اور غنا کے اور یہ کہ منت واسطے اللہ اور اس کے رسول کے ہے مطلق اور مقدم کرنا جانب آخرت کا دنیا پر اور صبر کرنا اس چیز سے کہ اس سے فوت ہو تا کہ جمع ہو یہ واسطے صاحب اس کے آخرت میں اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (فتح)

٣٩٨٦۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ حِیْنَ أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا أَفَآءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ فَطَفِقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

٣٩٨٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عطا کیا اللہ نے اپنے رسول پر جو عطا کیا ہوازن کے مالوں سے سو حضرت ﷺ بعض مردوں کو سو سو اونٹ دینے لگے تو چند انصاریوں نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ آپ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور حالانکہ ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو حضرت ﷺ

وَسَلَّمَ يُعْطِي رِجَالًا الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدْعُ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ فَقَالَ فُقَهَآءُ الْأَنْصَارِ أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا وَأَمَّا نَاسٌ مِنَّا حَدِيْثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوْا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَآئِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيْثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالْأَمْوَالِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى رِحَالِكُمْ فَوَاللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهِ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ رَضِيْنَا فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَجِدُوْنَ أُثْرَةً شَدِيْدَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي عَلَى الْحَوْضِ قَالَ أَنَسٌ فَلَمْ يَصْبِرُوْا.

کو ان کی گفتگو کی خبر ہوئی سو حضرت ﷺ نے صرف انصار کو بلا کر چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا اور ان کے سوائے اور کسی کو ان کے ساتھ نہ بلایا سو جب جمع ہوئے تو حضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ کیا بات ہے جو مجھ کو تمہاری طرف سے پہنچی؟ تو انصار کے عقلمندوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہمارے دانا لوگوں نے تو کچھ بات نہیں کہی لیکن ہمارے نوجوانوں نے کہا ہے کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے کہ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے اور ان کے خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہے ہیں سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ میں دیتا ہوں بعض مردوں نو مسلموں کو ان کے دلوں کو بہلاتا ہوں کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ مالوں کو لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف حضرت ﷺ کو لے جاؤ پس قسم ہے اللہ کی البتہ جو چیز تم لے کر پھرتے ہو بہتر ہے اس چیز سے کہ لوگ لے کر پھرتے ہیں انصار نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہم راضی ہوئے سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عنقریب تم اپنے سوائے دوسروں کے لیے سخت تقدیم پاؤ گے سو صبر کرتے رہو یہاں تک کہ اللہ اور اس کے رسول سے ملو سو بیشک میں حوض کوثر پر ہوں گا' کہا انس رضی اللہ عنہ نے سو انہوں نے صبر نہ کیا۔

۳۹۸۷۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا

۳۹۸۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب فتح مکہ کا دن ہوا تو حضرت ﷺ نے غنیموں کو قریش کے درمیان تقسیم

كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَآئِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ فَغَضِبَتِ الْأَنْصَارُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ.

کیا سو انصار ناراض ہوئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے جائیں اور تم حضرت ﷺ کو لے جاؤ؟ انصار نے کہا کیوں نہیں فرمایا کہ اگر لوگ ایک راہ چلیں تو میں انصاریوں کی راہ چلوں۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے نزدیک قابسی کے کہ قریش کی غنیمتیں اور یہ خطا ہے اس واسطے کہ اس سے وہم پیدا ہوتا ہے جب مکہ فتح ہوا تو قریش کی غنیمتیں تقسیم ہوئیں اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد اس کے قول کے ساتھ یوم فتح مکہ زمانہ فتح مکہ کا ہے اور یہ سارے برس کو شامل ہے اور جب کہ تھی جنگ حنین پیدا ہونے والی جنگ مکہ سے تو نسبت کی گئی اس کی طرف اور یہی تقریر کی ہے اسماعیلی نے سو کہا کہ مراد غنیموں سے حنین کی غنیمتیں ہیں اس واسطے کہ فتح مکہ کے وقت کوئی غنیمت نہیں ہوئی تھی کہ بانٹی جاتی لیکن حضرت ﷺ نے حنین کی جنگ لڑی فتح مکہ کے بعد انہیں دنوں میں اور تھا سبب بیچ جنگ حنین کے فتح ہونا مکہ کا اس واسطے کہ پہنچنا طرف لڑائی ان کی کے تھا ساتھ فتح مکہ کے۔ (فتح)

۳۹۸۸۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ الْتَقٰى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ آلَافٍ وَّالطُّلَقَآءُ فَأَدْبَرُوْا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ نَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَعْطَى الطُّلَقَآءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوْا فَدَعَاهُمْ فَأَدْخَلَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ

۳۹۸۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو حضرت ﷺ قوم ہوازن سے ملے یعنی میدان جنگ میں اور حضرت ﷺ کے ساتھ دس ہزار مرد اور نو مسلم تھے (یعنی جن پر حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن احسان کیا اور ان کو قید نہ کیا مانند ابوسفیان وغیرہ کے) سو لوگوں نے جنگ سے پیٹھ دی حضرت ﷺ نے فرمایا اے گروہ انصار کے انہوں نے کہا یا حضرت ہم بار بار خدمت میں حاضر ہیں اور ہم آپ کے آگے حاضر ہیں سو حضرت ﷺ اترے سو فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں سو مشرکوں کو شکست ہوئی سو حضرت ﷺ نے طلقا اور مہاجرین کو مال دیا اور انصاریوں کو کچھ نہ دیا تو انہوں نے کہا (کہ حضرت ﷺ قریش کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے) سو ان کو بلایا پس ان کو ایک خیمے میں

يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَاخْتَرْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

داخل کیا سو فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ اونٹ اور بکریاں لے جائیں اور تم حضرت ﷺ کو لے جاؤ اگر لوگ ایک راہ چلیں اور انصار اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ اختیار کروں گا۔

۳۹۸۹۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ إِنَّ قُرَيْشًا حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيبَةٍ وَإِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَجْبُرَهُمْ وَأَتَأَلَّفَهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بُيُوتِكُمْ قَالُوا بَلَى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ.

۳۹۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چند انصاریوں کو جمع کیا سو فرمایا کہ قریش کی قوم کو نئی مصیبت پڑی ہے تازہ کفر کو چھوڑا ہے سو میں نے چاہا کہ انعام دوں اور ان سے لگاوٹ کروں کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے کر پھریں اور تم اپنے گھروں کی طرف حضرت ﷺ کو لے کر پھرو اگر اور لوگ ایک راہ چلیں اور انصاری اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ چلوں گا۔

۳۹۹۰۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ مَا أَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَى مُوسَى لَقَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۳۹۹۰۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے حنین کی غنیمت تقسیم کی تو ایک انصاری مرد نے کہا کہ اس تقسیم سے اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں سو میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ کا چہرہ سرخ ہو گیا پھر فرمایا کہ اللہ کی رحمت ہو موسیٰ علیہ السلام پر البتہ وہ اس سے بھی زیادہ تر تکلیف دیئے گئے تھے پھر انہوں نے صبر کیا۔

۳۹۹۱۔ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ حُنَیْنٍ اٰثَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا أَعْطَی الْأَقْرَعَ مِائَةً مِّنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَی عُیَیْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَعْطَی نَاسًا فَقَالَ رَجُلٌ مَّا أُرِیْدَ بِهٰذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللّٰهِ فَقُلْتُ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰی قَدْ أُوْذِیَ بِأَکْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ.

۳۹۹۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت دینے کے واسطے چند لوگوں کو اختیار کیا سو اونٹ اقرع کو دیئے اور سو عیینہ کو دیے اور چند اور لوگوں کو بھی سو سو اونٹ دیئے (یعنی سفیان بن حرب کو اور صفوان بن امیہ کو اور مالک بن عوف کو اور علقمہ بن علاثہ کو اور سوائے ان کے کو) سو ایک مرد نے کہا کہ اس تقسیم سے کچھ اللہ کی رضا مندی مقصود نہیں میں نے کہا البتہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دوں گا (تو میں نے جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ رحمت کرے موسیٰ علیہ السلام پر البتہ وہ تو اس سے بھی زیادہ تر تکلیف دیئے گئے تھے سو اس نے صبر کیا۔

فائدہ: اس حدیث میں جواز کمی وبیشی کرنے کا ہے تقسیم میں اور منہ پھیرنا جاہل سے اور درگزر کرنا تکلیف سے اور پیروی کرنا ان لوگوں کی جو پہلے گزرے ہیں اپنے جیسوں سے۔

۳۹۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَیْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ حُنَیْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَیْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِیِّهِمْ وَمَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ اٰلَافٍ وَّمِنَ الطُّلَقَآءِ فَأَدْبَرُوْا عَنْهُ حَتّٰی بَقِیَ وَحْدَهٗ فَنَادٰی یَوْمَئِذٍ نِدَآئَیْنِ لَمْ یَخْلِطْ بَیْنَهُمَا الْتَفَتَ عَنْ یَّمِیْنِهٖ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ یَّسَارِهٖ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّیْكَ یَا

۳۹۹۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگ حنین کا دن ہوا تو آگے بڑھی قوم ہوازن اور غطفان وغیرہم ساتھ اپنے اونٹوں اور جورو لڑکوں کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مرد اور طلقاء تھے سو انہوں نے پیٹھ پھیری یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تنہا باقی رہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن دو بار پکارا ان کو آپس میں نہ ملایا یعنی جدا جدا پکارا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول اپنی دائیں طرف دیکھا سو فرمایا اے گروہ انصار کے انہوں نے کہا یا حضرت! ہم حاضر ہیں آپ کو خوشخبری ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں پھر اپنے بائیں طرف دیکھا سو فرمایا اے گروہ انصار کے انہوں نے کہا یا حضرت ہم حاضر ہیں آپ کو خوشخبری ہو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید خچر پر سوار تھے سو آپ اترے سو فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس

رَسُوْلَ اللّٰهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَآءَ فَنَزَلَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَآئِمَ كَثِيْرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِيْنَ وَالطُّلَقَآءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا كَانَتْ شَدِيْدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعٰى وَيُعْطَى الْغَنِيْمَةَ غَيْرُنَا فَبَلَغَهٗ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكُمْ فَسَكَتُوْا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ تَحُوْزُوْنَهٗ إِلٰى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلٰى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ هِشَامٌ قُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيْبُ عَنْهُ.

کا رسول ہوں سو مشرکوں کو شکست ہوئی اور حضرت ﷺ نے اس دن بہت غنیمتیں پائیں سو ان کو مہاجرین اور طلقاء میں تقسیم کیا اور انصار کو ان سے کچھ نہ دیا سو انصار نے کہا کہ جب کوئی مشکل ہوتی ہے تو ہم بلائے جاتے ہیں اور غنیمت ہمارے سوا دوسروں کو دی جاتی ہے سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو ان کو ایک خیمے میں جمع کیا اور فرمایا کہ اے گروہ انصار کے کیا بات ہے جو مجھ کو پہنچی؟ وہ چپ رہے سو فرمایا اے گروہ انصار کے کیا تم اس بات سے راضی نہیں کہ لوگ دنیا کا مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کو لے جاؤ انصاریوں نے کہا کیوں نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا اگر لوگ ایک راہ چلیں اور انصاری اور راہ چلیں تو میں انصاریوں ہی کی راہ لوں ہشام کہتا ہے میں نے کہا اے ابوحمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا تو اس موقع میں حاضر تھا؟ اس نے کہا اور میں اس سے کہاں غائب تھا؟۔

بَابُ السَّرِيَّةِ الَّتِيْ قِبَلَ نَجْدٍ.

بیان ہے اس چھوٹے لشکر کا جو نجد کی طرف بھیجا تھا۔

فائدہ: سریہ ایک ٹکڑا ہے لشکر کا اس سے نکلتا ہے اور اسی کی طرف پھرتا ہے اور سریہ وہ لشکر ہے جو رات کو نکلے اور وہ ایک سو سے پانچ سو تک ہوتا ہے اور اگر پانچ سو سے زیادہ ہو تو اس کو منسر کہتے ہیں اور اگر آٹھ سو سے زیادہ ہو تو اس کو جیش کہتے ہیں اور جو ان کے درمیان ہو اس کو ہبطہ کہتے ہیں اور اگر چار ہزار سے زیادہ ہو تو اس کو جحفل کہتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کو جیش جرار کہتے ہیں اور خمیس بڑے لشکر کو کہتے ہیں اور جو جدا ہو سریہ سے اس کو بعث کہتے ہیں اور دس کو اور جو اس سے اوپر ہو عشیرہ کہتے ہیں اور چالیس کو عصبہ کہتے ہیں اور تین سو تک مقنب کہتے ہیں اور اگر زیادہ ہو تو اس کو جمرہ کہتے ہیں اور ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے بعد جنگ طائف کے اور اہل مغازی نے کہا کہ وہ فتح مکہ کے واسطے متوجہ ہونے سے پہلے تھا اور ابن سعد نے کہا کہ شعبان میں تھا آٹھویں سال تھا اور بعض کہتے ہیں کہ رمضان میں تھا اور اس کا سردار ابوقتادہ رضی اللہ عنہ تھا اور وہ پچیس آدمی تھے اور انہوں نے غطفان کے دو سو اونٹ اور دو

ہزار بکری حاصل کی۔ (فتح)

۳۹۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا فَبَلَغَتْ سِهَامُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعْنَا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا.

۳۹۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر نجد کی طرف بھیجا سو میں بھی اس میں تھا سو ہمارے حصے بارہ بارہ اونٹ آئے اور ہم کو ایک ایک اونٹ حصے سے زیادہ ملا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح خمس میں گزر چکی ہے اور بیچ ذکر کرنے اس کے پیچھے حدیث ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے اشارہ ہے طرف ایک ہونے دونوں کے۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ.

بھیجنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو قبیلے بنی جذیمہ کی طرف۔

فائدہ: یعنی ابن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کے اور یہ بعث تھا بعد فتح ہونے مکے کے شوال میں پہلے نکلنے کے حنین کی طرف نزدیک تمام اہل مغازی کے اور وہ مکے سے نیچے تھے یلملم کی طرف کہا ابن سعد نے کہ بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو تین سو پچاس مرد مہاجرین اور انصار کے ساتھ اسلام کی طرف بلانے کو نہ کہ لڑنے کو جب کہ بھیجا اس کو طرف یمن کے۔

۳۹۹٤۔ حَدَّثَنِي مَحْمُودٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ح و حَدَّثَنِي نُعَيْمٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ

۳۹۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی قوم کی طرف بھیجا سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا اور کہا کہ مسلمان ہو جاؤ تو وہ بخوبی یہ بات نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہوئے سو وہ یوں کہنے لگے کہ ہم نے دین بدلا ہم نے دین بدلا یعنی مسلمان ہوئے اس واسطے کہ کافر مسلمانوں کو صابی کہتے تھے سو خالد رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہر ایک مسلمان کو ہم میں سے ایک قیدی دیا یہاں تک کہ جب ایک دن ہوا تو خالد رضی اللہ عنہ نے ہر ایک مرد کو حکم دیا کہ اپنے قیدی کو مار ڈالے سو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں

يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا أَسِيْرَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيْرِيْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِيْ أَسِيْرَهُ حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَّرَّتَيْنِ.

اپنے قیدی کو نہیں ماروں گا اور نہ کوئی میرے ساتھیوں سے اپنے قیدی کو مارے گا یہاں تک کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوئے سو ہم نے آپ سے یہ حال کہا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور فرمایا کہ الٰہی میں تیرے روبرو بیزاری ظاہر کرتا ہوں خالد کے کام سے دو بار فرمایا۔

فائدہ: یہ جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ بخوبی یہ بات نہ کہہ سکے کہ ہم مسلمان ہوئے الخ تو یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جو حدیث کا راوی ہے دلالت کرتا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کے قول سے سمجھا کہ مراد ان کی حقیقی اسلام تھا اور تائید کرتا ہے سمجھنے اس کے کی یہ کہ جو اس وقت میں مسلمان ہوتا تھا قریشی اس کو صابی کہتے تھے یہاں تک کہ یہ لفظ مشہور ہوا اور اس کو ذم کی جگہ میں بولتے تھے اسی واسطے جب ثمامہ مسلمان ہوا اور عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں آیا تو کفار مکہ نے اس سے کہا کہ تو صابی ہوا ثمامہ نے کہا نہیں بلکہ میں مسلمان ہوا سو جب مشہور ہوا یہ کلمہ ان سے بیچ جگہ اسلمت کے یعنی کفار کی مراد صابی کہنے سے یہ ہوتی تھی کہ تو مسلمان ہوا تو اس واسطے استعمال کیا اس کو ان لوگوں نے جن کو خالد رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور خالد رضی اللہ عنہ نے اس لفظ کو ظاہر پر محمول کیا اس واسطے کہ قول ان کا صبأنا اس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ ہم نکلے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف اور نہ کفایت کی خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ یہاں تک کہ کھل کر کہیں کہ ہم مسلمان ہوئے اور کہا خطابی نے احتمال ہے کہ عیب کیا ہو ان پر خالد رضی اللہ عنہ نے واسطے پھرنے ان کے لفظ اسلام سے اس واسطے کہ اس نے ان سے سمجھا کہ انہوں نے عار کے سبب سے اسلام کا لفظ نہیں بولا اور دین کی طرف فرمانبردار نہیں ہوئے پس قتل کیا ان کو تاویل کر کے ان کے قول کی اور یہ جو کہا کہ اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ کوئی میرے ساتھیوں سے مارے گا تو اس میں جواز قسم کا ہے اوپر نفی فعل غیر کے جب کہ اس کی فرمانبرداری کا پکا اعتقاد ہو اور یہ جو فرمایا کہ میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں تو خطابی نے کہا کہ انکار کیا اس پر حضرت ﷺ نے جلدی کرنے سے اور ترک کرنے تحقیق کے سے بیچ کام ان کے کی پہلے اس سے کہ معلوم کرے مراد کو ساتھ قول ان کے صبانا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا ان لوگوں کی طرف جاؤ اور کفر کا امر اپنی قسموں کے نیچے بناؤ سو حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ ان کے پاس آئے اور ان کے ساتھ مال تھا سو نہ باقی رہا کوئی مگر کہ اس کی دیت دی۔ (فتح)

بَابٌ سَرِيَّةُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ إِنَّهَا

باب ہے بیان میں چھوٹے لشکر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے اور علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ

سَرِيَّةُ الْأَنْصَارِ. چھوٹا لشکر انصار کا ہے۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اصل ترجمہ کے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے احمد اور ابن ماجہ اور ابن خزیمہ وغیرہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہا بھیجا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز رضی اللہ عنہ کو ایک چھوٹے لشکر پر کہ میں بھی اس میں تھا یہاں تک کہ جب بعض راہ میں پہنچے تو حکم دیا ایک گروہ کو لشکر سے اور ان پر عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو سردار کیا اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے یہ قصہ اور ذکر کیا ہے کہ اس کا سبب یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ بعض حبشی لوگ جدے والوں سے لڑنے کا قصد رکھتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز کو تین سو مردوں کے ساتھ ان کی طرف بھیجا ربیع الاول میں نویں سال سو وہ ایک جزیرہ میں پہنچا سو جب وہ سمندر سے پار اترا تو وہ بھاگ گئے پھر جب پھرا تو بعض لوگوں نے اپنے گھر والوں کی طرف جلدی کی تو حکم دیا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں پر جنہوں نے جلدی کی کہ آگ میں کودیں اور یہ جو کہا کہ بعض کہتے ہیں کہ وہ سریہ انصار کا ہے تو یہ اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ اس کے طرف احتمال تعدد قصے کے اور یہی ہے جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے اس واسطے کہ دونوں کا سیاق مختلف ہے اور دونوں کے سردار کا نام بھی مختلف ہے اور آگ میں داخل ہونے کے حکم کا سبب بھی مختلف ہے، وسیاتی فی التفسیر۔ (فتح)

۳۹۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوْهُ فَغَضِبَ فَقَالَ أَلَيْسَ أَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا فَجَمَعُوْا فَقَالَ أَوْقِدُوْا نَارًا فَأَوْقَدُوْهَا فَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَهَمُّوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَّيَقُوْلُوْنَ فَرَرْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَمَا زَالُوْا حَتّٰى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ

۳۹۹۵۔ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر کہیں جہاد کو بھیجا اور انصاری مرد کو ان کا سردار بنایا اور لشکر کو حکم دیا کہ اس کا کہا ماننا سو وہ کسی کام سے لشکر پر غضب ناک ہوا کہا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تم کو حکم نہیں دیا تھا کہ میری فرمانبرداری کرنا انہوں نے کہا کیوں نہیں کہا میرے واسطے لکڑیاں جمع کرو انہوں نے لکڑیاں جمع کیں اس نے کہا آگ جلاؤ انہوں نے آگ جلائی پھر اس نے کہا کہ اس میں کود پڑو سو بعض نے اس میں کودنے کا قصد کیا اور بعض بعض کو روکنے لگے اور کہا کہ ہم لوگ اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگے ہیں یعنی ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ دوزخ کی آگ کے خوف سے کہا ہے سو وہ ہمیشہ ایک دوسرے کو روکتے رہے یہاں تک کہ آگ بجھ گئی اور اس کا غصہ ختم ہو گیا سو یہ خبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اس میں کودتے تو قیامت تک اس سے نہ نکلتے فرمانبرداری تو نیک کام

دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ میں چاہیے۔

الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کبھی اس سے نہ نکلتے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمیشہ قیامت تک اس میں پڑے رہتے یعنی اس میں کودنا گناہ ہے اور گنہگار آگ کا مستحق ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اگر حلال جان کر اس میں داخل ہوتے تو البتہ اس سے کبھی نہ نکلتے اسی بنا پر عبارت میں ایک قسم ہے بدیع کی قسموں سے اور وہ استخدام ہے اس واسطے کہ ضمیر اس کے قول لَوْ دَخَلُوْهَا میں واسطے اس آگ کے ہے جس کو انہوں نے جلایا تھا اور ضمیر بیچ قول اس کے مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اَبَدًا واسطے آگ آخرت کے ہے اس واسطے کہ کیا انہوں نے وہ کام کہ منع کیے گئے تھے اور ظاہر یہ احتمال ہے کہ ضمیر واسطے اس آگ کے ہے جس کو انہوں نے جلایا تھا یعنی انہوں نے گمان کیا کہ اگر وہ اس میں داخل ہوتے بہ سبب فرمانبرداری اپنے سردار کے تو وہ ان کو نقصان نہ پہنچاتی سو حضرت ﷺ نے ان کو خبر دی کہ اگر وہ اس میں داخل ہوتے تو جل کر مر جاتے پس نہ نکلتے اور مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو آگ سے باز رہے تھے ان کو حضرت ﷺ نے خوب کہا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ اگر کوئی سردار تم کو گناہ کا حکم دے تو اس کی فرمانبرداری نہ کرو اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں یہ کہ جاری ہوتا ہے حکم غصے کی حالت میں جو اس کے شرع کے مخالف نہ ہو اور یہ کہ غصہ عقل والوں کو ڈھانک لیتا ہے اور یہ کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا چھڑاتا ہے آگ سے واسطے قول ان کے کہ ہم آگ سے حضرت ﷺ کی طرف بھاگے ہیں اور حضرت ﷺ کی طرف بھاگنا اللہ کی طرف بھاگنا ہے اور اللہ کی طرف بھاگنا ایمان پر بولا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿فَفِرُّوْا إِلَى اللّٰهِ﴾ یعنی اللہ کی طرف بھاگو اور یہ کہ امر مطلق نہیں عام ہوتا ہے سب حالوں کو اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ سردار کی تابعداری کریں سو حمل کیا انہوں نے اس کو عام حالات پر یہاں تک کہ غصے کی حالت میں بھی اور گناہ کا حکم کرنے کی حالت میں بھی سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان کر دیا کہ حاکم کی تابعداری تو صرف نیک کام میں ہے گناہ میں نہیں وسياتی مزید لهذه المسئلة فی كتاب الاحكام ان شاء الله تعالىٰ اور استنباط کیا ہے اس سے شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ تمام اس امت سے نہیں جمع ہوں گے خطا پر واسطے منقسم ہونے لشکر کے دو قسموں میں بعض پر آگ میں کودنا آسان ہوا پس اس نے اس کو اطاعت جانا اور بعض نے ان میں سے حقیقت امر کی سمجھی اور یہ کہ تابعداری صرف نیک کام میں ہے پس ہوا اختلاف ان کا سبب واسطے رحمت سب کے کہا اور اس حدیث میں ہے کہ جس کی نیت صادق ہو نہیں واقع ہوتا ہے مگر خیر میں اور اگر بدی کا قصد کرے تو اللہ اس پر نگاہ رکھتا ہے اور جو اللہ پر توکل کرے اللہ اس کو کفایت کرتا ہے۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ أَبِيْ مُوْسٰى وَمُعَاذٍ إِلَى الْيَمَنِ بھیجنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف

قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. حجۃ الوداع سے پہلے۔

فائدہ: شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے ساتھ قید کرنے کے ساتھ ماقبل حجۃ الوداع کے طرف اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی بعض حدیثوں میں کہ وہ یمن سے پھرے اور حضرت ﷺ کو مکے میں حجۃ الوداع میں ملے لیکن قبلیت نسبتی امر ہے اور البتہ میں نے پہلے بیان کیا ہے زکوۃ میں معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں کہ ان کا یمن کی طرف بھیجنا کب تھا اور احمد نے معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ نے اس کو یمن کی طرف بھیجا تو اس کے ساتھ نکلے وصیت کرتے اور معاذ رضی اللہ عنہ سوار تھے اور ایک روایت میں معاذ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ جب حضرت ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ میں تجھ کو ایک قوم کی طرف بھیجتا ہوں جن کے دل نرم ہیں سو اپنے تابعداروں کو ساتھ لے کر اپنے نافرمانوں سے لڑ اور نزدیک اہل مغازی کے ہے کہ تھا بھیجنا ان کا ربیع الآخر میں نویں سال ہجری میں۔ (فتح)

۳۹۹۶۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا مُوْسٰى وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ وَبَعَثَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا عَلٰى مِخْلَافٍ قَالَ وَالْيَمَنُ مِخْلَافَانِ ثُمَّ قَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا فَانْطَلَقَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِلٰى عَمَلِهٖ وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا إِذَا سَارَ فِيْ أَرْضِهٖ كَانَ قَرِيْبًا مِّنْ صَاحِبِهٖ أَحْدَثَ بِهٖ عَهْدًا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَسَارَ مُعَاذٌ فِيْ أَرْضِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ صَاحِبِهٖ أَبِيْ مُوْسٰى فَجَآءَ يَسِيْرُ عَلٰى بَغْلَتِهٖ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيْهِ وَإِذَا هُوَ جَالِسٌ وَّقَدِ اجْتَمَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهٗ قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلٰى عُنُقِهٖ فَقَالَ لَهٗ مُعَاذٌ يَّا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ أَيُّمَ هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ إِسْلَامِهٖ قَالَ لَا أَنْزِلُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَالَ إِنَّمَا جِيْءَ بِهٖ لِذٰلِكَ فَانْزِلْ قَالَ مَا

۳۹۹۶۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا کہا اور بھیجا ہر ایک کو دونوں میں سے یمن سے یمن کے ایک حصہ پر اور یمن کے دو حصے ہیں (ایک اونچی جگہ میں ہے اور ایک نیچی جگہ میں) پھر فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سخت نہ پکڑو اور خوشی سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ اور ہر ایک دونوں میں سے اپنی حکومت کی جگہ کی طرف چلا گیا اور ہر ایک دونوں میں سے جب اپنی زمین میں چلتا تھا اور اپنے ساتھی سے قریب ہوتا تھا تو اس کی ملاقات کو تازہ کرتا تھا اور اس کو سلام کرتا تھا سو چلے معاذ رضی اللہ عنہ اپنی زمین میں قریب اپنے ساتھی ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے سو آئے اس حال میں کہ اپنی خچر پر سوار تھے یہاں تک کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور اچانک ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیٹھے تھے اور لوگ ان کے پاس جمع تھے اور اچانک دیکھا کہ ان کے پاس ایک مرد ہے اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن میں بندھے ہیں تو معاذ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اے عبداللہ بن قیس! یہ کیا ہے؟ یعنی اس کے ہاتھ کیوں بندھے ہیں؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شخص اسلام کے بعد مرتد ہو گیا

أَنْزِلُ حَتّٰی يُقْتَلَ فَأَمَرَ بِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ قَالَ أَتَفَوَّقُهٗ تَفَوُّقًا قَالَ فَكَيْفَ تَقْرَأُ أَنْتَ يَا مُعَاذُ قَالَ أَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ فَأَقُوْمُ وَقَدْ قَضَيْتُ جُزْئِيْ مِنَ النَّوْمِ فَأَقْرَأُ مَا كَتَبَ اللّٰهُ لِيْ فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِيْ كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِيْ.

ہے کہا میں نہیں اترتا یہاں تک کہ قتل کیا جائے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ صرف اسی واسطے لایا گیا ہے سو تم اترو کہا میں نہیں اترتا یہاں تک کہ قتل کیا جائے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کے مارنے کا حکم دیا وہ مارا گیا پھر معاذ رضی اللہ عنہ سواری سے اترے پھر کہا اے عبداللہ! تو قرآن کو کس طرح پڑھتا ہے؟ کہا میں اس کو ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں رات کو اور دن کو کچھ نہ کچھ گھڑی بہ گھڑی کہا اس نے اور اے معاذ! تو کس طرح پڑھتا ہے؟ کہا میں پہلی رات کو سوتا ہوں پھر پچھلی رات کو عبادت کے واسطے کھڑا ہوتا ہوں اور حالانکہ میں اپنا سونے کا حصہ ادا کر چکا ہوں سو میں پڑھتا ہوں جو اللہ نے میرے واسطے لکھا سو میں ثواب کے واسطے سوتا ہوں جیسے ثواب کے واسطے کھڑا ہوتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی صورت مرسل کی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ اس کے پیچھے سعید بن ابی بردہ کے طریق کو لایا ہے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے اور وہ ظاہر ہے متصل ہونے میں اور اگرچہ وہ متعلق ہے ساتھ سوال کے اشربہ سے لیکن غرض اس سے ثابت کرنا اس قصے کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن کی طرف بھیجا اور یہی ہے مقصود باب کا پھر قوی کیا اس کو ساتھ طریق طارق بن شہاب کے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنی قوم کی طرف بھیجا، الحدیث اور وہ اگرچہ متعلق ہے ساتھ مسئلہ اہلال (تلبیہ واحرام) کے لیکن وہ بھی ثابت کرتا ہے بھیجنے کے اصل قصے کو جو مقصود ہے اس جگہ میں پھر قوی کیا معاذ رضی اللہ عنہ کے قصے کو ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیچ وصیت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اس کے جب کہ بھیجا اس کو یمن کی طرف اور ساتھ روایت عمرو بن میمون کے معاذ رضی اللہ عنہ سے اور اس کے ساتھ مراد بھی ثابت کرنا اصل قصے بعث معاذ رضی اللہ عنہ کا ہے یمن کی طرف اگرچہ سیاق حدیث کا اور معنی میں ہے اور شامل ہے یہ باب کئی حدیثوں پر پہلے حدیث اصل بھیجنے کی یمن کی طرف اور عنقریب آئے گا بیچ بیان توبہ طلب کرنے مرتدوں کے طریق حمید بن ہلال کے سے اس نے روایت کی ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے اس نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے سبب بھیجنے اس کے کا یمن کی طرف اور اس کا لفظ یہ ہے کہ میں آیا اور میرے ساتھ دو اشعری مرد تھے اور دونوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم کو تحصیل زکوۃ وغیرہ پر حاکم بنائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ہرگز حاکم نہیں بناتے اپنے عمل پر جو اس کا ارادہ کرے لیکن اے ابو موسیٰ! تو یمن کی طرف جا پھر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ کیا اور مخلاف کے معنی اقلیم (صوبہ) ہیں اور معاذ رضی اللہ عنہ کی جہت اونچی تھی

جانب عدن کے اور اس کے حکومت سے شہر جند تھا اور واسطے اس کے اس جگہ ایک مسجد ہے جو آج تک مشہور ہے اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی جہت نیچے تھی اور یہ جو کہا بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا تو نکتہ بیچ لانے کے ساتھ لفظ بشارت کے اور وہ اصل ہے اور ساتھ لفظ تنفیر کے اور وہ لازم ہے اور لایا ساتھ اس چیز کے کہ اس کے بعد ہے ساتھ عکس کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ انذار کی مطلق نفی نہیں ہو سکتی برخلاف تنفیر کے کہ اس کی مطلق نفی ہو سکتی ہے پس کفایت کی ساتھ اس چیز کے کہ لازم آتا ہے اس سے مرتد ہونا اور وہ تنفیر ہے پس گویا کہ کہا گیا کہ اگر تم ڈراؤ تو چاہیے کہ ہو بغیر تنفیر کے اور یہ جو کہا کہ اپنے ساتھی کی ملاقات کو تازہ کرتا تھا تو ایک روایت میں ہے جو آئندہ آتی ہے کہ وہ دونوں آپس میں ملاقات کرنے لگے سو معاذ رضی اللہ عنہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کو آئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے واسطے تکیہ ڈالا اور کہا کہ اترو اور یہ جو کہا اور حالانکہ میں اپنے سونے کا حصہ ادا کر چکا ہوں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس نے رات کو کئی حصے کیا تھا ایک حصہ سونے کے واسطے مقرر کیا تھا اور ایک حصہ قرآن پڑھنے اور عبادت کرنے کے واسطے ٹھہرایا تھا اور یہ جو کہا فَاحْتَسَبْتُ الخ تو یہ ساتھ صیغہ ماضی کے ہے اور بعض کی روایت میں ساتھ لفظ مضارع کے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ طلب کرتا ہے ثواب کو راحت میں جیسے کہ طلب کرتا ہے اس کو مشقت میں اس واسطے کہ جب قصد کیا جائے ساتھ آرام کے مدد کرنا عبادت پر تو حاصل ہوتا ہے ثواب۔

تَنْبِیْه: تھا بھیجنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جنگ تبوک سے پھرنے کے بعد اس واسطے کہ حاضر ہوئے وہ ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جنگ تبوک میں کما سیاتی بیانہ ان شاء اللہ تعالٰی اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ تھے عالم سمجھ بوجھ والے بڑے دانا اور اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حاکم نہ بناتے اور اگر حکم کو اس کے غیر کے سپرد کیا ہوتا تو نہ محتاج ہوتے طرف وصیت کرنے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ وصیت کی اس کو ساتھ اس کے اسی واسطے اعتماد کیا اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اور بہر حال خارجی اور رافضی لوگ سو ان کے حق میں طعنہ کرتے ہیں اور نسبت کرتے ہیں ان طرف ان کی غفلت اور بے سمجھی کو یعنی کہتے ہیں کہ ان کو کچھ سمجھ بوجھ نہ تھی واسطے اس چیز کے کہ صادر ہوئی اس سے بیچ منصفی صفین کے کہا ابن عربی وغیرہ نے کہ حق یہ ہے کہ نہیں صادر ہوا اس سے جو تقاضا کرے وصف کرنے اس کے کو ساتھ اس کے اور غایت اس چیز کے جو واقع ہوئی اس سے یہ ہے کہ ان کے اجتہاد نے ان کو اس طرف پہنچایا کہ ٹھہرایا جائے امر خلافت کا شوریٰ ان لوگوں کے درمیان کہ باقی رہے اکابر اصحاب اہل بدر سے اور مانند ان کے سے واسطے اس چیز کے کہ دیکھا اختلاف سخت درمیان دونوں گروہ کے صفین میں پھر اس کا جو انجام ہوا سو ہوا۔ (فتح)

۳۹۹۷۔ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ

۳۹۹۷۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یمن کی طرف بھیجا سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَسَأَلَهُ عَنْ أَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا فَقَالَ وَمَا هِيَ قَالَ الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لِأَبِي بُرْدَةَ مَا الْبِتْعُ قَالَ نَبِيذُ الْعَسَلِ وَالْمِزْرُ نَبِيذُ الشَّعِيرِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ رَوَاهُ جَرِيرٌ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

شرابوں کا حکم پوچھا جو بنائے جاتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا وہ شرابیں کیا چیز ہیں؟ یعنی ان کا کیا نام ہے؟ کہا بتع اور مزر سعید کہتا ہے میں نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہا بتع کیا چیز ہے؟ کہا شہد کا نچوڑ اور مزر جو کا نچوڑ ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ لانے والی چیز حرام ہے' روایت کیا ہے اس حدیث کو جریر اور عبدالواحد نے شیبانی سے اس نے روایت کی ہے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے یعنی ان دونوں نے اس کو سعید کے ذکر کے بغیر روایت کیا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاشربہ میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۹۹۸۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهُ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَا نَبِيَّ اللَّهِ إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ الْمِزْرُ وَشَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ لِأَبِي مُوسَى كَيْفَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَالَ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَعَلَى رَاحِلَتِي وَأَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَنَامُ وَأَقُومُ فَأَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا أَحْتَسِبُ قَوْمَتِي وَضَرَبَ فُسْطَاطًا فَجَعَلَا يَتَزَاوَرَانِ فَزَارَ مُعَاذٌ أَبَا مُوسَى فَإِذَا رَجُلٌ مُوثَقٌ فَقَالَ مَا هَذَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَهُودِيٌّ أَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ فَقَالَ مُعَاذٌ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ تَابَعَهُ

۳۹۹۸۔ حضرت سعید اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہا کہ حضرت ﷺ نے اس کے دادے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو فرمایا کہ لوگوں سے نرمی اور آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوشی سناؤ اور نفرت نہ دلاؤ اور آپس میں ایک دوسرے کا کہا مانو تو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! ہماری زمین میں شراب ہے جو کی اس کو مزر کہتے ہیں اور شراب ہے شہد کی اس کو بتع کہتے ہیں' حضرت ﷺ نے فرمایا ہر مستی لانے والی چیز حرام ہے سو دونوں چلے سو معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو قرآن کس طرح پڑھتا ہے؟ کہا کھڑے اور بیٹھے اور اپنی سواری پر اور ہمیشہ پڑھتا رہتا ہوں اس کو ساعت بساعت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو سوتا بھی ہوں اور قرآن پڑھنے کے واسطے کھڑا بھی ہوتا ہوں سو میں ثواب طلب کرتا ہوں اپنے سونے میں جیسا ثواب طلب کرتا ہوں اپنے کھڑے ہونے میں اور خیمہ گاڑا سو دونوں ایک دوسرے کی ملاقات کرنے لگے سو معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی ملاقات کی تو اچانک انہوں نے دیکھا کہ ایک مرد بندھا ہے سو

الْعَقَدِيُّ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ وَكِيعٌ وَالنَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ.

کہا کہ اس کے بندھنے کا کیا سبب ہے؟ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہودی ہے مسلمان ہوا تھا پھر مرتد ہو گیا' معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا البتہ میں اس کی گردن ماروں گا' متابعت کی ہے مسلم کی عقدی اور وہب نے شعبہ سے اور کہا وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے شعبہ سے اس نے روایت کی سعید سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اس کے دادا سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اس کو جریر نے شیبانی سے اس نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے یعنی مسلم اور عقدی اور وہب نے اس کو شعبہ سے مرسل روایت کیا ہے اور وکیع اور نضر اور ابوداؤد نے اس کو شعبہ سے موصول روایت کیا ہے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اس حدیث کو بخاری نے مرسل مطول اس میں قصہ ہے دونوں کے بھیجنے کا اور ذکر شرابوں کا اور قصہ یہودی کا اور پوچھنا معاذ رضی اللہ عنہ کا قرأت سے کما اشرنا الیہ سابقا۔

۳۹۹۹۔ حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ هُوَ النَّرْسِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ عَائِذٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَرْضِ قَوْمِي فَجِئْتُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِيخٌ بِالْأَبْطَحِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ إِهْلَالًا كَإِهْلَالِكَ قَالَ فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا قُلْتُ لَمْ أَسُقْ قَالَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَاسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَفَعَلْتُ حَتَّى مَشَطَتْ لِي امْرَأَةٌ مِنْ

۳۹۹۹۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنی قوم کی زمین کی طرف بھیجا سو میں آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی ابطح میں بٹھائی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عبداللہ بن قیس! کیا تو نے حج کیا ہے؟ میں نے کہا' ہاں یا حضرت! فرمایا تو نے احرام کس طرح باندھا ہے؟ میں نے کہا اس طور سے حاضر ہوں خدمت میں بار بار حاضر ہوں احرام باندھا میں نے مانند احرام آپ کے کی فرمایا تو قربانی اپنے ساتھ لایا ہے؟ میں نے کہا میں قربانی اپنے ساتھ نہیں لایا فرمایا بیت اللہ کا طواف کر اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ پھر احرام اتار ڈال سو میں نے کیا جیسا آپ نے فرمایا یہاں تک کہ کنگھی کی میرے سر کو ایک عورت نے بنی قیس کی عورتوں سے سو ہم اس پر عمل کرتے رہے کہ قربانی کے بغیر احرام اتار ڈالتے تھے یہاں تک کہ

نِسَآءِ بَنِیْ قَیْسٍ وَّمَکُثْنَا بِذٰلِكَ حَتّٰی اسْتُخْلِفَ عُمَرُ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

۴۰۰۰۔ حَدَّثَنِیْ حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَكَرِیَّآءَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ یَحْیَی بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَیْفِیٍّ عَنْ أَبِیْ مَعْبَدٍ مَّوْلٰی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِیْنَ بَعَثَهٗ إِلَی الْیَمَنِ إِنَّكَ سَتَأْتِیْ قَوْمًا مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلٰی أَنْ یَّشْهَدُوْا أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ كُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِیَآئِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰی فُقَرَآئِهِمْ فَإِنْ هُمْ طَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَإِیَّاكَ وَكَرَآئِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَإِنَّهٗ لَیْسَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ طَوَّعَتْ طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لُغَةٌ طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ.

۴۰۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا تو اس کو فرمایا کہ البتہ تو عنقریب اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں یعنی یہود ونصاریٰ سو جب تو ان کے پاس جائے تو ان کو بلا تا کہ گواہی دیں اس کی کہ کوئی اللہ کے سوا عبادت کے لائق نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں سو اگر وہ اس بات میں تیرا کہا مانیں تو ان کو خبر دار کر اس سے کہ اللہ نے ہر دن رات میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو ان کو خبر دار کر اس سے کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے کہ ان کے مالدار لوگوں سے لی جائے اور ان کے محتاجوں کو پھیر دی جائے سو اگر وہ اس میں بھی تیرا کہا مانیں تو بچتے رہنا ان کے عمدہ مال سے یعنی زکوٰۃ میں جانور چن چن کر عمدہ قسم نہ لینا اور ڈرتے رہنا مظلوم کی بد دعا سے سو بات تو یوں ہے کہ مظلوم کی دعا میں اور اللہ تعالیٰ میں کچھ آڑ نہیں یعنی مظلوم کی دعا جلد قبول ہوتی ہے کسی پر ظلم نہ کرنا، کہا ابو عبداللہ نے طوعت وطاعت واطاعت ایک لغت ہے طعت وطعت اطعت کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ طعت الخ تو مراد بخاری کی اس کے ساتھ تفسیر کرنا اس آیت کی ہے ﴿فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِیْهِ﴾ اپنی عادت کی بنا پر قرآن سے غریب لفظ کی تفسیر کرنے کے لیے جب کہ حدیث کے لفظ کے موافق ہو کہا ابن تین نے کہ جب کسی کا حکم بجا لائے تو کہتے ہیں اطاعہ اور جب کسی کام میں اس کے موافق ہو تو کہا جاتا ہے طاوعہ اور کہا ازہری نے کہ طوع نقیض کرہ کی ہے اور طاع لہ کے معنی

میں فرمانبردار ہوا اور کہا یعقوب بن سکیت نے کہ طاع اور اطاع کے ایک معنی ہیں اور حاصل یہ ہے کہ طاع اور اطاع ہر ایک دونوں میں سے استعمال کیا جاتا ہے لازم اور متعدی یا تو ساتھ ایک معنی کے مِثْلَ بَدَءَ اللّٰهُ الْخَلْقَ اور اَبْدَأَهٗ کی اور یا داخل ہوتا ہے ہمزہ واسطے متعدی کرنے کے اور لازم میں واسطے صیرورت (ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونے کے لیے) کے یا بغل گیر ہوتا ہے متعدی ساتھ ہمزہ کے اور فعل کے معنی کو جو لازم ہے اس واسطے کہ اکثر لغت کے عالموں نے تفسیر کی ہے اطاع کی ساتھ معنی نرمی اور انقاد کے یعنی فرمانبردار ہوا اور یہی لائق ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس جگہ اگرچہ غالب رباعی میں متعدی ہوتا ہے اور ثلاثی میں لازم ہوتا ہے اور طعت اول ساتھ پیش طا کے ہے اور دوسرا ساتھ زیر کے اور تیسرا ساتھ فتح کے ساتھ زیادہ ہمزہ کے یعنی یہ لفظ تینوں طرح سے آیا ہے۔

٤٠٠١۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ أَنَّ مُعَاذًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَأَ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيْمَ زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَرَأَ مُعَاذٌ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ فَلَمَّا قَالَ ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ قَرَّتْ عَيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيْمَ.

۴۰۰۱۔ حضرت عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں آئے تو یمن والوں کو صبح کی نماز پڑھائی سو یہ آیت پڑھی کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جانی دوست ٹھہرایا تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی' زیادہ کیا ہے معاذ نے شعبہ سے اس نے روایت کی حبیب سے اس نے روایت کی سعید سے اس نے عمرو سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا سو معاذ رضی اللہ عنہ نے صبح کی نماز میں سورہ نساء پڑھی سو جب یہ آیت پڑھی کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا جانی دوست ٹھہرایا تو ایک مرد نے اس کے پیچھے سے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوئی۔

فائدہ: یعنی اس کو خوشی حاصل ہوئی اور یہاں یہ شبہ آتا ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نے اس مرد کو نماز میں کلام کرنے پر برقرار کیوں رکھا اور اس کو نماز دوہرانے کا حکم کیوں نہ دیا اور جواب دیا گیا ہے اس سے ساتھ اس کے کہ یا تو اس واسطے کہ جو حکم سے جاہل ہو وہ معذور ہوتا ہے یا معاذ رضی اللہ عنہ نے اس کو نماز دوہرانے کا حکم دیا ہوگا لیکن منقول نہیں ہوا یا قائل ان کے پیچھے تھا اور نماز میں ان کے ساتھ داخل نہیں ہوا تھا اور یہ جو کہا کہ زیادہ کیا ہے معاذ رضی اللہ عنہ نے تو مراد ساتھ زیادتی کے قول اس کا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور نہیں ہے مخالفت دونوں روایتوں میں اس واسطے کہ معاذ رضی اللہ عنہ تو یمن میں اسی وقت آئے تھے جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص کر بھیجا پس قصہ ایک ہے اور دلالت کی

حدیث نے اس پر کہ وہ نماز پر سردار تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ وہ مال پر بھی سردار تھے اور پہلے گزر چکی ہے زکوٰۃ کے بیان میں وہ چیز جو اس کو واضح کرتی ہے۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

باب ہے بیان میں بھیجنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف حجۃ الوداع سے پہلے۔

فائدہ: تحقیق ذکر کی ہے بخاری نے باب کے اخیر میں حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی کہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے مکے میں حجۃ الوداع میں اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور تحقیق روایت کی ہے احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا تو میں نے کہا یا حضرت! آپ مجھ کو ایسے لوگوں کی طرف بھیجتے ہیں جو مجھ سے عمر میں بڑے ہیں اور میں کم عمر ہوں میں قضا نہیں جانتا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور کہا الٰہی! اس کی زبان کو ثابت رکھ اور اس کے دل کو ہدایت کر اور فرمایا کہ اے علی! جب تیرے پاس دو جھگڑنے والے بیٹھیں تو نہ حکم کر درمیان ان کے یہاں تک کہ دوسرے کا کلام سنے پس ذکر کی حدیث۔ (فتح)

۴۰۰۲۔ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهُ فَقَالَ مُرْ أَصْحَابَ خَالِدٍ مَنْ شَآءَ مِنْهُمْ أَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيُقْبِلْ فَكُنْتُ فِيْمَنْ عَقَّبَ مَعَهُ قَالَ فَغَنِمْتُ أَوَاقِ ذَوَاتِ عَدَدٍ.

۴۰۰۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر اس کے بعد اس کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور فرمایا کہ خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے کہہ دینا کہ جو اُن میں سے تیرے ساتھ پلٹ جانا چاہے تو چاہیے کہ پلٹ جائے اور جو آگے آنا چاہے سو چاہیے کہ آئے سو میں ان لوگوں میں تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پلٹ گئے سو مجھ کو بہت اوقیے غنیمت میں ہاتھ آئے۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن کی طرف بھیجا تھا یہ بھیجنا تھا ان کا بعد پھرنے ان کے طائف سے اور بانٹنے غنیموں کے جعرانہ میں اور یہ جو کہا کہ تیرے ساتھ پلٹ جائے کچھ حصہ لشکر کا بعد پھرنے جنگ سے تا

کہ پھر دشمن سے جہاد کریں اور کہا ابن فارس نے کہ جہاد کرنا ہے بعد جہاد کے اور جو میرے واسطے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ اس سے عام تر ہے اور اس کا اصل یہ ہے کہ خلیفہ لشکر کو ایک طرف بھیجے ایک مدت تک پھر جب مدت گزر جائے اور ان کے سوا دوسروں کو بھیجے سو جو پہلے لشکر سے چاہے کہ دوسرے لشکر کے ساتھ پلٹ جائے تو اس کے اس پلٹنے کو تعقیب کہتے ہیں۔

تنبیہ: بخاری نے اس حدیث کو مختصر وارد کیا ہے اور روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور اس میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ کہا براء رضی اللہ عنہ نے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو اس کے ساتھ پلٹ گئے سو جب ہم قوم کفار سے قریب ہوئے تو وہ ہماری طرف نکلے سو علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ہم کو نماز پڑھائی اور ہم نے ایک صف باندھی پھر ہمارے آگے بڑھے اور ان پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پڑھا سو قوم ہمدان تمام مسلمان ہوئے، علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کے اسلام کا حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خط پڑھا تو سجدے میں گرے پھر اپنا سر اٹھایا اور فرمایا کہ سلام ہو ہمدان پر۔ (فتح)

۴۰۰۳۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مَنْجُوْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلٰى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ أَلَا تَرٰى إِلٰى هٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

۴۰۰۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تا کہ غنیمت سے پانچواں حصہ لیں یعنی جو پانچواں حصہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے اور میں علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا تھا اور حالانکہ انہوں نے غسل کیا سو میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تو اس کی طرف نہیں دیکھتا کہ اس نے کیا کیا سو جب ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تو میں نے آپ سے یہ حال ذکر کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے بریدہ! کیا تو علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا ہے؟ میں نے کہا ہاں! فرمایا اس شخص سے دشمنی مت رکھو اس واسطے کہ اس کا حصہ خمس میں اس سے زیادہ ہے۔

فائدہ: اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو خالد رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تا کہ خمس کو تقسیم کریں اور اس کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے قیدیوں میں سے ایک لونڈی چھانٹ لی اور احمد کی روایت میں ہے کہ میں علی رضی اللہ عنہ کا ایسا دشمن ہوا کہ کسی کا نہ ہوا اور میں نے ایک قریشی مرد سے محبت کی اور نہ محبت کی میں نے اس سے مگر اس واسطے کہ وہ علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتا تھا سو ہم نے کفار کے جو رو لڑکے قیدی پائے سو خالد رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لکھا کہ کسی کو بھیجیں جو غنیمت کا پانچواں حصہ لے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہماری

طرف بھیجا اور قیدیوں میں ایک لونڈی تھی وہ سب قیدیوں سے افضل تھی سو علی رضی اللہ عنہ نے پانچواں حصہ لیا اور تقسیم کیا پھر علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور ان کے بالوں سے پانی ٹپکتا تھا میں نے کہا اے ابوالحسن! اس نہانے کا کیا سبب ہے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے لونڈی کی طرف نہیں دیکھا کہ وہ پانچویں حصے میں واقع ہوئی ہے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے حصے میں آئی پھر علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئی سو میں نے اس سے جماع کیا (تو یہ میرا نہانا اس سبب سے ہے) اور یہ جو کہا کہ اے بریدہ! کیا تو علی سے دشمنی بہت رکھتا ہے؟ تو ایک روایت میں ہے اور اگر تو اس سے محبت رکھتا ہے تو اس سے زیادہ محبت رکھ اور یہ جو فرمایا کہ اس کا حصہ خمس میں اس سے زیادہ ہے تو ایک روایت میں ہے کہ قسم ہے اس کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ علی رضی اللہ عنہ کا حصہ خمس میں افضل ہے لونڈی سے سو نہ تھا کوئی محبوب تر نزدیک میرے علی رضی اللہ عنہ سے اور احمد کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہ رکھ کہ بیشک وہ میرا ہے اور میں اس کا اور وہ ولی تمہارا ہے میرے بعد اور ایک روایت میں ہے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ سرخ ہو گیا فرمایا کہ جس کا میں ولی ہوں اس کا علی بھی ولی ہے کہا ابوذر ہروی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دشمنی رکھی صحابی نے علی رضی اللہ عنہ سے اس واسطے کہ اس نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے غنیمت سے لونڈی لی سو اس نے گمان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے غنیمت میں خیانت کی پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معلوم کروایا کہ اس نے اپنے حق سے کم لیا ہے تو اس نے علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی انتہی۔ اور یہ تاویل خوب ہے لیکن بعید کرتا ہے اس کو ابتدا حدیث کا جو روایت کیا ہے احمد نے سو شاید دشمنی رکھنے کا سبب کچھ اور تھا اور دور ہوا ساتھ منع کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ان کے دشمنی ان کی سے اور یہاں ایک شبہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے استبراء رحم کے بغیر لونڈی سے جماع کیوں کیا؟ اور اسی طرح اپنے واسطے اپنا حصہ کیوں تقسیم کیا؟ لیکن جواب پہلے شبہ کا پس یہ ہے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ وہ لونڈی کنواری تھی یا بالغ نہیں تھی اور علی رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ ایسی لونڈی کا استبراء نہیں کیا جاتا جیسے کہ اس کے سوا کا اور بعض اصحاب بھی اس کی طرف پھرے اور جائز ہے کہ حیض آیا ہو اس کو بعد واقع ہونے اس کے علی رضی اللہ عنہ کے حصے میں پھر ایک دن رات کے بعد حیض سے پاک ہو گئی ہو پھر علی رضی اللہ عنہ نے اس سے جماع کیا ہو اور نہیں ہے سیاق میں وہ چیز کہ اس کو دفع کرے اور بہر حال بانٹنا غنیمت کا پس جائز ہے ایسی صورت میں واسطے اس شخص کے کہ وہ شریک ہے اس چیز میں کہ تقسیم کرتا ہے اس کو مانند امام کے جب کہ تقسیم کرے درمیان رعیت کے اور وہ ان میں سے ہو پس اسی طرح ہے وہ شخص جس کو امام اپنا قائم مقام بنائے اور تحقیق جواب دیا ہے خطابی نے ساتھ ثانی کے یعنی دوسرے شبہ سے اور جواب دیا ہے اس نے پہلے اعتراض سے کہ احتمال ہے کہ کنواری ہو یا بالغ نہ ہوئی ہو اور ان کے اجتہاد نے ان کو اس طرف پہنچایا ہو کہ اس کے استبراء کی حاجت نہیں اور پکڑا جاتا ہے حدیث سے جواز لونڈی پکڑنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر برخلاف نکاح کرنے کے اوپر اس کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر دوسرا نکاح کرنا درست نہیں ان کی زندگی میں واسطے اس چیز کے

کہ واقع ہوئی ہے بیچ مسور کی حدیث کے کتاب النکاح میں۔ (فتح)

٤٠٠٤۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَلَا تَأْمَنُوْنِيْ وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَآءِ يَأْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَآءِ صَبَاحًا وَمَسَآءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَّتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ قَالَ لَا لَعَلَّهُ أَنْ يَّكُوْنَ يُصَلِّيْ فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِّنْ مُّصَلٍّ يَّقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِيْ قَلْبِهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَمْ أُوْمَرْ أَنْ

۴۰۰۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے کا ٹکڑا بھیجا رنگے چمڑے میں کہ نہ خالص کیا گیا تھا کان کی مٹی سے یعنی کچا سونا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چار شخصوں کے درمیان بانٹا درمیان عیینہ اور اقرع بن حابس اور زید الخیل کے اور چوتھا علقمہ ہے یا عامر تو ایک صحابی نے کہا کہ ہم اس کے زیادہ حق دار ہیں ان لوگوں سے تو یہ گفتگو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو فرمایا کہ کیا تم مجھ کو امین نہیں ٹھہراتے اور حالانکہ میں امین ہوں اس کا جو آسمانوں میں ہے یعنی اللہ کا آتی ہے میرے پاس خبر آسمان کی صبح وشام تو کھڑا ہوا ایک مرد گہری آنکھوں والا ابھرے رخساروں والا اونچے ماتھے والا گھنی داڑھی والا منڈے سر والا تہہ بند اٹھائے سو اس نے کہا یا حضرت! اللہ سے ڈرو (برابر بانٹو) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر خرابی پڑے کہ کیا میں نہیں لائق تر سب زمین والوں سے یہ کہ ڈروں اللہ سے؟ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! حکم ہو تو اس کو مار ڈالوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ شاید یہ نماز پڑھتا ہو۔ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہت نمازی ہیں کہ زبان سے کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں یعنی بہت لوگ نماز پڑھتے ہیں اور زبان سے کچھ کہتے ہیں اور ان کے دل میں کچھ اور ہے یعنی منافق ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ مجھ کو اس کا حکم نہیں ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں سوراخ کروں اور نہ اس کا حکم ہے کہ ان کے پیٹوں کو چیروں۔ راوی نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور وہ پیٹھ دینے والا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق شان یہ ہے کہ اس کی نسل سے ایک قوم پیدا ہو

أَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَّتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَّا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَأَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ.

گی کہ قرآن کو پڑھیں گے تر زبان سے یعنی ذوق سے پڑھیں گے ان کے گلوں کے نیچے نہ اترے گا یعنی دل میں قرآن کی تاثیر نہ ہوگی زبان سے پڑھیں گے اس پر عمل نہ کریں گے وہ لوگ نکل جائیں گے دین سے جیسے تیر نکل جاتا ہے شکار سے۔ راوی کہتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو قتل کروں گا قوم ثمود کا قتل کرنا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ثمود کے بدلے عاد کا ذکر آیا ہے اور اسی کو ترجیح ہے۔ اقرع اور عیینہ وغیرہ یہ چاروں نجد کے ملک میں رئیس تھے تازہ اسلام لائے تھے حضرت ﷺ نے وہ کچا سونا انہیں کو دیا دل داری کے واسطے اور یہ جو کہا کہ ایک صحابی نے کہا تو ایک روایت میں ہے کہ قریش اور انصار ناراض ہوئے اور کہا کہ حضرت ﷺ نجد کے رئیسوں کو دیتے ہیں اور ہم کو نہیں دیتے فرمایا میں ان سے لگاوٹ کرتا ہوں اور یہ جو کہا کہ میں اللہ کا امین ہوں تو یہ حضرت ﷺ نے اس خارجی کے قول کے پیچھے کہا تھا جو اس کے بعد مذکور ہے۔

تنبیہ: یہ قصہ اور ہے اور جو قصہ جنگ حنین میں گزر چکا ہے وہ اور ہے یعنی جس میں ذکر ہے کہ انصار کے نوجوانوں نے کہا کہ اللہ حضرت ﷺ کو بخشے الخ اور یہ جو کہا کہ سر منڈے والا تو توحید میں آئے گا کہ خارجیوں کی نشانی سارے سر منڈانا ہے اور سلف کے لوگ اپنے بالوں کو بڑھاتے تھے ان کو منڈاتے نہیں تھے اور خارجیوں کا طریقہ سارے سر کا منڈانا تھا اور یہ شخص بنی تمیم کی قوم میں سے تھا اس کا نام ذوالخویصرہ تھا **کما تقدم صریحا فی علامات النبوۃ وسیاتی فی کتاب المرتدین** اور یہ جو کہا کہ شاید وہ نماز پڑھتا ہو تو بعض کہتے ہیں اس میں دلالت ہے اس پر کہ جو نماز کو چھوڑ دے اس کو قتل کیا جائے اور اس میں نظر ہے اور یہ جو کہا کہ مجھ کو حکم نہیں ہوا کہ لوگوں کے دلوں میں سوراخ کروں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھ کو تو صرف اس کا حکم ہوا ہے کہ ان کے ظاہر کاموں کو لوں کہا قرطبی نے کہ حضرت ﷺ نے اس کے مارنے سے منع کیا اگرچہ اس کا قتل کرنا واجب ہو چکا تھا تا کہ لوگ چرچا نہ کریں اس کا کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے خاص کر جو نماز پڑھتا ہو **کما تقدم نظیرہ فی قصۃ عبداللہ بن ابی** کہا مازری نے احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس مرد سے نبوت میں طعن نہ سمجھا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نسبت کی ہو اس نے حضرت ﷺ کی ترک عدل کی طرف تقسیم میں اور یہ کبیرہ گناہ نہیں اور پیغمبر لوگ کبیرہ گناہوں سے بالاجماع معصوم ہیں اور صغیرہ گناہوں کا پیغمبروں سے واقع ہونا جائز ہے یا نہیں سو اس میں اختلاف ہے اور یہ جو کہا کہ دین سے نکل جائیں گے تو ایک روایت میں ہے کہ اسلام سے نکل جائیں گے اور اس

میں رد ہے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ دین کے معنی اس جگہ فرمانبرداری کے ہیں یعنی امام کی فرمانبرداری سے نکل جائیں گے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ دین کے اس جگہ اسلام ہے جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تفسیر آچکی ہے اور صادر ہوا ہے یہ کلام بیچ مقام زجر کے اور یہ کہ وہ اپنے اس فعل کے سبب سے اسلام سے نکل جائیں گے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے اور وہ غیب کی خبروں میں سے ہے جن کی حضرت ﷺ نے خبر دی سو واقع ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور یہ جو فرمایا کہ البتہ اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو قتل کروں گا تو یہ مشکل ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خالد رضی اللہ عنہ کو ان کے اصل کے مارنے سے منع کیا تو جواب دیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ مراد حضرت ﷺ کی پانا خروج ان کے کا ہے اور لڑنا ان کا مسلمانوں سے تلوار کے ساتھ اور یہ حضرت ﷺ کے زمانے میں ظاہر نہیں ہوا تھا اور پہلے پہل خارجی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ظاہر ہوئے تھے جیسا کہ وہ مشہور ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ خارجیوں کو کافر کہنے پر اور یہ مسئلہ مشہور ہے اصول میں اور کچھ بیان اس کا مرتدوں کے باب میں آئے گا' انشاء اللہ تعالیٰ اور وہ خالص سونا خمس میں سے تھا اور یہ حضرت ﷺ کا خاصہ تھا کہ مصلحت کے واسطے جس قسم کے مصارف میں چاہیں اس کو خرچ کریں۔ (فتح)

٤٠٠٥۔ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا أَنْ يُقِيمَ عَلٰى إِحْرَامِهِ زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسِعَايَتِهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ قَالَ وَأَهْدٰى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا.

٤٠٠٥۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اپنے احرام پر ثابت رہے یعنی جب کہ یمن سے مکے میں آئے اور ان کے ساتھ قربانی کے جانور تھے زیادہ کیا ہے محمد بن بکر نے ابن جریج سے کہا عطاء نے کہ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو آئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ ولایت اپنی کے کہ خمس غنیمت لینے کے واسطے یمن میں سردار بنا کر بھیجے گئے تھے تو حضرت ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اے علی! تو نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ کہا جس کا حضرت ﷺ نے احرام باندھا' فرمایا کہ قربانی کا جانور ہانک لا اور بدستور احرام باندھے رہ' کہا راوی نے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے واسطے ہدی لائے۔

٤٠٠٦۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ حَدَّثَنَا بَكْرٌ أَنَّهُ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ

٤٠٠٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا یعنی قران کیا کہا حضرت ﷺ نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ فَقَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَأَهْلَلْنَا بِهِ مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيٌ فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِّنَ الْيَمَنِ حَاجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَ أَهْلَلْتَ فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ قَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَمْسِكْ فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا.

کے ساتھ حج کا احرام باندھا سو جب مکے میں آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی نہ ہو تو چاہیے کہ اس کو عمرہ بنائے یعنی عمرہ کر کے احرام اتار ڈالے پھر حج کے دنوں میں نیا احرام باندھ کر حج ادا کرے اور حضرت ﷺ کے ساتھ قربانی تھی سو حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے حج کو آئے حضرت ﷺ نے فرمایا تو نے کس چیز کا احرام باندھا ہے؟ کہا احرام باندھا میں نے جس کا حضرت ﷺ نے احرام باندھا حضرت ﷺ نے فرمایا اپنے احرام پر قائم رہ اس واسطے کہ ہمارے ساتھ قربانی ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ ذِي الْخَلَصَةِ.

باب ہے بیان میں جنگ ذی الخلصہ کے۔

فائدہ: ذوالخلصہ نام ہے اس گھر کا جس میں بت تھا اور بعض کہتے ہیں کہ گھر کا نام خلصہ تھا اور بت کا نام ذوالخلصہ تھا اور حکایت کی ہے مبرد نے کہ ذوالخلصہ کی جگہ جامع مسجد ہو گئی ہے واسطے ایک شہر کے جس کو عبلات کہا جاتا ہے خثعم کی زمین سے۔

۴۰۰۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا بَيَانٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَنَفَرْتُ فِيْ مِائَةٍ وَخَمْسِيْنَ رَاكِبًا فَكَسَرْنَاهُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ.

۴۰۰۷۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کفر کے زمانے میں ایک گھر تھا اس کو ذوالخلصہ اور کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کہتے ہیں سو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے؟ سو میں ڈیڑھ سو سوار لے کر جلدی نکلا سو ہم نے اس کو ڈھایا اور اس کے پاس جس کافر کو پایا مارا پھر میں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی حضرت ﷺ نے ہمارے واسطے اور احمس کے واسطے دعائے خیر فرمائی۔

فائدہ: اور اگلی حدیث میں ہے کہ وہ گھر خثعم میں تھا اور خثعم ایک قبیلہ ہے مشہور منسوب ہیں طرف خثعم بن انمار کی اور نسب ان کا پہنچتا ہے ربیعہ بن نزار کے بھائی معز بن نزار کی طرف جو جد ہے قریش کا اور البتہ واقع ہوا ہے ذکر ذی

الخلصہ کا بیچ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بخاری اور مسلم کے بیچ کتاب الفتن کے مرفوع طور سے کہ نہ قائم ہو گی قیامت یہاں تک کہ چوتڑ مٹکاتی پھریں گی قوم دوس کی عورتیں ذی الخلصہ کے گرد اور وہ ایک بت تھا جس کو دوس کفر کے زمانے میں پوجتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے یہ ہے کہ وہ غیر اس بت کے ہے جو باب کی حدیث میں مراد ہے اس واسطے کہ دوس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوم کا نام ہے اور وہ دوس کی طرف منسوب ہیں اور ان کا نسب ازد کی طرف پہنچتا ہے سو ان کے اور خثعم کے درمیان مخالفت ہے نسب میں بھی اور شہر میں بھی اور ذکر کیا ہے ابن دحیہ نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو ذوالخلصہ مراد ہے اس کو عمرو بن لحی نے مکے میں نیچے کھڑا کیا تھا اور لوگ اس کو ہار پہناتے تھے اور اس کے نزدیک جانور ذبح کرتے تھے اور بہر حال جو خثعم کے واسطے تھا سو البتہ انہوں نے ایک گھر بنایا ہوا تھا اس کو خانے کعبے کی مانند جانتے تھے پس ظاہر ہوا فرق اور اس کو کعبہ یمانیہ اس اعتبار سے کہتے تھے کہ وہ یمن میں تھا اور شامیہ اس کو اس اعتبار سے کہتے تھے کہ انہوں نے اس کا دروازہ شام کے مقابل بنایا ہوا تھا اور یہ جو کہا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا تو یہ طلب ہے متضمن ہے امر کو اور خاص کیا جریر کو اس کے ساتھ اس واسطے کہ وہ اس کی قوم کے شہروں میں تھا اور ان کے رئیسوں میں سے تھا اور مراد راحت کے ساتھ راحت دل کی ہے اور نہ تھی کوئی چیز زیادہ تر رنج دینے والی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو باقی رہنے اس چیز کے سے کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ سوائے اللہ کے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ ان کی طرف جائے اور ان کو تین دن اسلام کی دعوت دے سو اگر وہ اسلام لائیں تو ان سے اسلام کو قبول کرے اور ذی الخلصہ کو ڈھا دے نہیں تو ان میں تلوار چلائے اور یہ جو کہا کہ میں ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ نکلا تو طبرانی کی روایت میں ہے کہ وہ سات سو تھے سو اگر یہ روایت صحیح ہو تو شاید زائد پیادے اور تابعدار تھے اور یہ جو کہا کہ میں نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو دوسری روایت میں ہے کہ جریر کے ایلچی نے آ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تھی سو شاید خبر دینا جریر کی طرف بطور مجاز کے منسوب ہوا ہے۔ (فتح)

۴۰۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی حَدَّثَنَا يَحْيٰی حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرٌ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْ خَثْعَمَ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ فَانْطَلَقْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ وَكَانُوْا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ

۴۰۰۸۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے اور وہ ایک گھر تھا خثعم کی قوم میں اس کو کعبہ یمانیہ کہتے تھے سو میں قوم احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ چلا اور وہ لوگ گھوڑے رکھتے تھے یعنی سواری کی حالت میں ان پر خوب جمے رہتے تھے نیچے نہیں گرتے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے سینے میں مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کی انگلیوں کو اثر پایا

فِیْ صَدْرِیْ حَتّٰی رَأَیْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهٖ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِیًا مَّهْدِیًّا فَانْطَلَقَ اِلَیْهَا فَکَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِیْرٍ وَّالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰی تَرَکْتُهَا کَاَنَّهَا جَمَلٌ اَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِیْ خَیْلِ اَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

اور فرمایا کہ الٰہی! اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے اور اس کو ہدایت کرنے والا اور راہ یاب بنا دے سو جریر اس کی طرف چلا سو وہاں جا کر اس کو ڈھایا اور جلایا پھر کسی کو حضرت ﷺ کی طرف بھیجا یعنی خوشخبری دینے کو سو جریر کے ایلچی نے آ کر کہا قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا نہیں آیا میں آپ کے پاس یہاں تک کہ چھوڑا میں نے اس کو جیسے وہ اونٹ ہے خارش دار یعنی جل کر سیاہ ہو گیا ہے سو حضرت ﷺ نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں برکت کی دعا کی پانچ بار۔

فائدہ: احمس جریر کی قوم کا نام ہے منسوب ہیں احمس بن غوث بن انمار کی طرف اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے پانچ بار دعا کی تو حکمت اس میں مبالغہ ہے پھر ظاہر ہوا میرے واسطے احتمال یہ کہ اول گھوڑوں اور مردوں کے واسطے ایک بار اکٹھی دعا کی ہو پھر ارادہ کیا ہو تاکید کا بیچ مقرر کرنے دعا کے تین بار سو دو بار مردوں کے واسطے دعا کی اور دو بار گھوڑوں کے واسطے دعا کی تا کہ دونوں قسموں میں سے ہر ایک کے واسطے تین تین بار دعا پوری ہو سو اس کا مجموع پانچ بار ہو گا اور یہ جو فرمایا کہ کر دے اس کو ہدایت کرنے والا الخ تو بعض کہتے ہیں کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے اس واسطے کہ نہیں ہوتا ہادی تا کہ ہو مہدی اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کو کامل مکمل کر اور واقع ہوا ہے براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے یہ فرمایا بیچ حال پھیرنے ہاتھ کے اوپر اس کے دو بار میں اور زیادہ کیا ہے کہ برکت کی دعا کی اس کے حق میں اور اس کی اولاد کے حق میں۔ (فتح)

٤٠٠٩۔ حَدَّثَنَا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰی اَخْبَرَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسٍ عَنْ جَرِیْرٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِیْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰی فَانْطَلَقْتُ فِیْ خَمْسِیْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ اَحْمَسَ وَکَانُوْا اَصْحَابَ خَیْلٍ وَّکُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَی الْخَیْلِ فَذَکَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ یَدَهٗ عَلٰی صَدْرِیْ حَتّٰی رَأَیْتُ اَثَرَ یَدِهٖ فِیْ

٤٠٠٩۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تو مجھ کو راحت نہیں دیتا ذی الخلصہ کے ڈھانے سے؟ میں نے کہا کیوں نہیں سو میں قوم احمس کے ڈیڑھ سو سوار کو ہمراہ لے کر چلا اور وہ لوگ گھوڑوں والے تھے اور میں گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتا تھا سو میں نے یہ حال حضرت ﷺ سے کہا حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر مارا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں آپ کے ہاتھ کا اثر دیکھا فرمایا الٰہی! اس کو گھوڑے پر ٹھہرا دے اور اس کے ہدایت کرنے والا اور راہ یاب بنا' جریر رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں اس

صَدْرِیْ وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ قَالَ وَكَانَ ذُو الْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيْلَةَ فِيْهِ نُصُبٌ تُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ قَالَ فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا قَالَ وَلَمَّا قَدِمَ جَرِيْرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ يَّسْتَقْسِمُ بِالْأَزْلَامِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَا هُنَا فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ قَالَ فَبَيْنَمَا هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيْرٌ فَقَالَ لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَوْ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ قَالَ فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيْرٌ رَّجُلًا مِّنْ أَحْمَسَ يُكْنٰى أَبَا أَرْطَاةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِذٰلِكَ فَلَمَّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَرَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ.

کے بعد گھوڑے سے کبھی نہیں گرا کہا اور تھا ذوالخلصہ ایک گھر ہے واسطے قوم خثعم اور بجیلہ کے اس میں بت تھے جو پوجے جاتے تھے وہ اس کو کعبہ کہتے تھے۔ راوی نے کہا سو جریر رضی اللہ عنہ اس کے پاس آیا سو اس کو آگ سے جلایا ور ڈھایا کہا راوی نے اور جب جریر رضی اللہ عنہ یمن میں آئے تو وہاں ایک مرد تھا جو تیروں سے فال لیتا تھا سو کسی نے اس سے کہا کہ حضرت ﷺ کا ایلچی یعنی نائب اس جگہ ہے سو اگر وہ تجھ پر قادر ہوا تو تیری گردن کاٹ ڈالے گا' کہا راوی نے سو جس حالت میں کہ وہ تیروں سے فال لیتا تھا کہ اچانک جریر رضی اللہ عنہ اس پر آ کھڑا ہوا سو کہا کہ البتہ تیروں کو توڑ ڈال اور گواہی دے اس کی کہ نہیں کوئی بندگی کے لائق اللہ کے علاوہ یا البتہ میں تیری گردن کاٹ ڈالوں گا' کہا راوی نے سو اس نے ان کو توڑ ڈالا اور کلمہ شہادت پڑھا پھر جریر رضی اللہ عنہ نے احمس کے ایک مرد کو جس کی کنیت ابوارطاۃ تھی حضرت ﷺ کی طرف بھیجا اس کی خوشخبری دینے کو کہ ہم نے اس کو ڈھایا اور جلا ڈالا سو جب ابوارطاۃ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو عرض کیا کہ یا حضرت قسم ہے اس کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا کہ نہیں آیا میں یہاں تک کہ میں نے اس کو چھوڑا جیسے اونٹ خارش دار۔ کہا راوی نے سو حضرت ﷺ نے احمس کے گھوڑوں اور مردوں کے حق میں پانچ بار دعا فرمائی۔

فائدہ: جب جریر رضی اللہ عنہ یمن میں آئے یہ مشہور ہے ساتھ ایک ہونے قصے اس کے بیچ جنگ ذی الخلصہ کے ساتھ قصے جانے اس کے یمن کی طرف اور شاید جب وہ ذی الخلصہ کے کام سے فارغ ہوا اور اپنا ایلچی حضرت ﷺ کی طرف خوشخبری دینے کو بھیجا تو بدستور یمن کی طرف چلا گیا واسطے اس سبب کے جس کا ذکر باب کے بعد آئے گا اور یہ جو کہا یَسْتَقْسِمُ یعنی طلب کرتا تھا نکالنا غیب اس چیز کا کہ اس کے کرنے کا ارادہ کرتا تھا نیکی سے یا بدی سے اور باب کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ بعض لوگ بدستور اس کے نزدیک تیروں سے فال لیتے رہے یہاں تک کہ منع کیا ان کو اسلام

نے اور شاید جو اس کے بعد اس کے نزدیک فال لیتا تھا اس کو اس کا حرام ہونا نہیں پہنچا یا مسلمان نہ ہوا تھا یہاں تک کہ اس کو جریر نے جھڑکا اور اس حدیث میں دور کرنا اس چیز کا ہے کہ بتلا ہوں اس کے ساتھ لوگ عمارت سے اور غیر اس کے سے برابر ہے کہ آدمی ہو یا کوئی جاندار یا بے جان اور اس میں طلب کرنا میلان قوم کا ہے ساتھ سردار کرنے اس شخص کے کہ وہ ان میں سے ہے اور طلب کرنا میلان کا ہے ساتھ دعا اور ثناء کے اور خوشخبری دینی ساتھ فتح کے او رفضیلت سوار ہونے کی گھوڑے پر لڑائی میں اور قبول کرنا خبر واحد کا اور مبالغہ کرنا دشمن کے زخمی کرنے میں اور فضیلت ہے اس کی اور اس کی قوم کی اور برکت حضرت ﷺ کے ہاتھ کی اور دعا کی اور یہ کہ حضرت ﷺ طاق دعا کرتے تھے اور کبھی تین بار سے زیادہ کرتے تھے اور اس میں تخصیص ہے واسطے عموم قول انس رضی اللہ عنہ کے کہ جب حضرت ﷺ دعا کرتے تھے تو تین بار کرتے تھے پس محمول ہوگا یہ قول انس رضی اللہ عنہ کا اکثر اوقات پر اور شاید تین بار سے زیادہ دعا کرنا کسی سبب کے واسطے ہے جو اس کا تقاضا کرتا ہے اور وہ سبب ظاہر ہے احمس کے حق میں واسطے اس چیز کے کہ اعتماد کیا انہوں نے اس پر مٹانے کفر کے سے اور مدد اسلام کی سے خاص کر ساتھ اس قوم کے کہ وہ ان میں سے تھے۔ (فتح)

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ السُّلَاسِلِ.

باب ہے بیان میں جنگ ذات السلاسل کے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا ذات السلاسل اس واسطے کہ مشرکین مربوط ہوئے بعض طرف بعض کے واسطے اس خوف سے کہ بھاگیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہاں ایک پانی ہے اس کو سلسل کہتے ہیں اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہا وہ وادی القری کے پیچھے ہے اور اس کے اور مدینے کے درمیان دس دن کی راہ ہے اور جمادی الآخر میں تھا آٹھویں سال ہجری میں اور نقل کیا ہے ابن عساکر نے اتفاق اس پر کہ وہ جنگ موتہ کے بعد تھا مگر ابن اسحاق نے۔ (فتح)

وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَّجُذَامَ قَالَهُ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ.

اور وہ جنگ قبیلہ لخم اور جذام کی ہے یعنی یہ جنگ ان دونوں قبیلوں سے ہوئی تھی کہا ہے اس کو اسماعیل بن ابی خالد نے۔

فائدہ: لیکن لخم پس عرب کا ایک بڑا قبیلہ ہے مشہور منسوب ہیں لخم کی طرف اور اسی طرح جذام بھی ایک بڑا قبیلہ ہے مشہور منسوب ہیں عمرو بن عدی کی طرف اور وہ بھائی ہیں لخم کے مشہور قول پر۔

وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ يَّزِيْدَ عَنْ عُرْوَةَ هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ وَّعُذْرَةَ وَبَنِي الْقَيْنِ.

اور کہا ابن اسحاق نے یزید سے اس نے روایت کی عروہ بن زبیر سے کہ وہ جنگ شہروں بلی اور عذرہ اور بنی قین کی ہے۔

فائدہ: یہ تینوں قبیلے خزاعہ کی قوم میں سے ہیں اور اس کی کئی شاخیں ہیں اور ذکر کیا ہے ابن سعد نے کہ ایک جماعت خزاعہ کی جمع ہوئی اور انہوں نے ارادہ کیا کہ مدینے کے قریب ہو جائیں حضرت ﷺ کو خبر پہنچی تو حضرت ﷺ نے

عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو تین سو آدمی پر سردار بنا کر بھیجا اور اس کو سفید نشان دیا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو سو مرد اس کی مدد کو بھیجے اور اس کو حکم دیا کہ عمرو رضی اللہ عنہ سے جا ملے اور یہ کہ دونوں آپس میں نہ جھگڑیں سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ ان کا امام ہو کر ان کو نماز پڑھائے عمرو رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا اور کہا کہ تو تو صرف میری مدد کو آیا ہے اور میں سردار ہوں سو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کا کہا مانا پھر عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو نماز پڑھائی اور پہلے گزر چکا ہے تیمم کے بیان میں کہ عمرو رضی اللہ عنہ کو احتلام ہوا جاڑے کی رات میں سو اس نے غسل نہ کیا اور تیمم کر کے لوگوں کو نماز پڑھائی اور چلا عمرو رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ پامال کیا بلی کے شہروں کو اور اسی طرح ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے مثل اس قصے کے اور روایت کی ہے اسحاق بن راہویہ اور حاکم نے بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو اس جنگ میں حکم دیا کہ آگ نہ جلائیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ چھوڑ اس کو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہم پر سردار نہیں بنایا مگر اس سبب سے کہ اس کو لڑائی کا علم ہے عمر رضی اللہ عنہ اس سے چپ ہوئے پس یہ سبب زیادہ ترصحیح ہے اسناد میں اس سبب سے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے اور روایت کی ہے ابن حبان نے ساتھ اسناد اپنی کے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جنگ ذات السلاسل میں بھیجا سو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آگ نہ جلائیں سو انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کلام کیا سو اس نے کہا کہ جو آگ جلائے گا اس کو اس میں پھینک دوں گا پھر دشمن سے ملے سو ان کو شکست دی پھر مسلمانوں نے چاہا کہ ان کے پیچھے لگیں عمرو رضی اللہ عنہ نے ان کو منع کیا پھر جب اصحاب پھرے تو انہوں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اس نے کہا کہ میں نے مکروہ جانا یہ کہ آگ جلائیں اور دشمن ان کی کمی کو دیکھیں اور میں نے برا جانا کہ ان کے پیچھے پڑیں پس ہو واسطے ان کے مدد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کام کو پسند کیا پھر اس نے کہا یا حضرت! آپ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارا کون ہے؟ الحدیث۔ (فتح)

٤٠١٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوْهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ فِيْ

۴۰۱۰۔ حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو رضی اللہ عنہ کو جنگ ذات السلاسل کے لشکر پر سردار بنا کر بھیجا عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا سو میں وہاں سے فتح کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پھر آیا سو میں نے کہا کہ سب لوگوں سے زیادہ پیارا آپ کے نزدیک کون ہے؟ فرمایا' عائشہ رضی اللہ عنہا میں نے کہا مردوں سے کون زیادہ پیارا ہے؟ فرمایا' اس کا باپ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا' عمر رضی اللہ عنہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے مردوں کو گنا سو میں چپ ہوا واسطے اس خوف کے کہ مجھ کو سب سے

اٰخِرِهِمْ. پیچھے ٹھہرادیں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں وہاں سے پھر کے حضرت ﷺ کے پاس آیا تو بیہقی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنے جی میں کہا کہ نہیں سردار بنایا مجھ کو حضرت ﷺ نے اس قوم پر جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ہیں مگر اس واسطے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک میرا بڑا مرتبہ ہے سو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کے آگے بیٹھا یعنی سو میں نے چاہا کہ حضرت ﷺ سے معلوم کروں کہ آپ کے نزدیک میرا کیا رتبہ ہے سو میں نے کہا یا حضرت! لوگوں میں آپ کے نزدیک بہت پیارا کون ہے؟ آخر حدیث اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ پھر ایسی بات کبھی نہ پوچھوں گا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے سردار بنانا مفضول کا فاضل پر جب کہ ممتاز ہو مفضول ساتھ ایسی صفت کے کہ متعلق ہو ساتھ سرداری کے اور زیادتی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سب مردوں پر اور ان کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کی سب عورتوں پر اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف مناقب میں اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے واسطے سردار بنانے اس کے اس لشکر پر جس میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ تھے اور یہ کہ سردار بنانا اس کو تقاضا نہیں کرتا کہ وہ ان سے افضل ہے لیکن اس کو تقاضا کرتا ہے کہ اس کو ایک طرح سے فضیلت ہے اور روایت کی ہے احمد اور ابن حبان اور حاکم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو کہلا بھیجا کہ میں اپنے کپڑے اور ہتھیار لوں سو فرمایا اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو ایک لشکر پر سردار مقرر کروں سو اللہ تجھ کو غنیمت دے اور سلامت رکھے میں نے کہا میں مال کی محبت کے واسطے مسلمان نہیں ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا خوب ہے نیک مال واسطے نیک مرد کے اور اس میں اشارہ ہے کہ اس کا بھیجنا اس کے مسلمان ہونے کے پیچھے متصل تھا اور اس کا اسلام ساتویں سال میں تھا۔ (فتح)

بَابُ ذَهَابِ جَرِيْرٍ إِلَى الْيَمَنِ. باب ہے بیان میں جانے جریر رضی اللہ عنہ کے یمن کی طرف۔

فائدہ: یعنی جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے طبرانی نے ابراہیم ابن جریر کے طریق سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو یمن کی طرف بھیجا کہ ان سے لڑوں اور ان کو اس کی طرف بلاؤں کہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہیں یعنی سارا کلمہ پس جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ بھیجنا غیر اس بھیجنے کے ہے جس میں اس کو حضرت ﷺ نے ذی الخلصہ کے ڈھانے کے واسطے بھیجا تھا اور احتمال ہے کہ ہو بھیجنا اس کا دو جہتوں کی طرف باترتیب اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے ابن حبان کے نزدیک جریر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اے جریر نہیں باقی رہا جاہلیت کے بتوں سے کوئی گھر مگر ذی الخلصہ کا گھر پس تحقیق یہ مشعر ہے ساتھ بہت تاخیر ہونے اس قصے کے اور آئے گا حجۃ الوداع میں کہ جریر رضی اللہ عنہ اس میں حاضر تھا پس ہوگا بھیجنا اس کا حجۃ الوداع کے بعد پس ڈھایا ذی الخلصہ کو پھر متوجہ ہوا یمن کی طرف اسی واسطے جب پھرا تو اس کو حضرت ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی۔ (فتح)

٤٠١١ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنْتُ بِالْيَمَنِ فَلَقِيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كَلَاعٍ وَّذَا عَمْرٍو فَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ ذُوْ عَمْرٍو لَئِنْ كَانَ الَّذِيْ تَذْكُرُ مِنْ أَمْرِ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلٰى أَجَلِهٖ مُنْذُ ثَلَاثٍ وَّأَقْبَلَا مَعِيَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَدِيْنَةِ فَسَأَلْنَاهُمْ فَقَالُوْا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّالنَّاسُ صَالِحُوْنَ فَقَالَا أَخْبِرْ صَاحِبَكَ أَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَرَجَعَا إِلَى الْيَمَنِ فَأَخْبَرْتُ أَبَا بَكْرٍ بِحَدِيْثِهِمْ قَالَ أَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ لِيْ ذُوْ عَمْرٍو يَا جَرِيْرُ إِنَّ بِكَ عَلَيَّ كَرَامَةً وَّإِنِّيْ مُخْبِرُكَ خَبَرًا إِنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوْا بِخَيْرٍ مَّا كُنْتُمْ إِذَا هَلَكَ أَمِيْرٌ تَأَمَّرْتُمْ فِيْ اٰخَرَ فَإِذَا كَانَتْ بِالسَّيْفِ كَانُوْا مُلُوْكًا يَّغْضَبُوْنَ غَضَبَ الْمُلُوْكِ وَيَرْضَوْنَ رِضَا الْمُلُوْكِ.

۴۰۱۱۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا میں یمن میں تھا سو میں یمن کے دو مردوں یعنی ذا کلاع اور ذا عمرو سے ملا سو میں ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے لگا تو ذو عمرو نے اس سے کہا کہ جو تو اپنے ساتھی یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کرتا ہے اگر سچ ہے تو ان کی وفات پر مدت تین دن گزر چکی ہے اور وہ دونوں میرے ساتھ مدینے کی طرف متوجہ ہوئے یہاں تک کہ جب ہم بعض راہ میں تھے تو ہم کو مدینے کی طرف سے چند سوار نظر آئے سو ہم نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگ باصلح اور درست حال ہیں سو دونوں نے کہا کہ اپنے ساتھی یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خبر کر دینا کہ بیشک ہم آئے اور امید ہے کہ ہم پھر آئیں گے اگر اللہ نے چاہا اور دونوں یمن کی طرف پھر گئے سو میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی بات بتلائی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو ان کو ساتھ کیوں نہ لایا؟ سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہوا تو ذو عمرو نے مجھ سے کہا کہ اے جریر! تیرے سبب سے مجھ کو بزرگی ہے یا تجھ کو مجھ پر بزرگی ہے اور میں تجھ کو ایک خبر بتلاتا ہوں کہ بیشک تم عرب کا گروہ ہو ہمیشہ تم خیر سے رہو گے جب تک تم ہو کہ جب کوئی سردار ہلاک ہو تو دوسرا سردار بنانے میں مشورہ کرتے رہو گے یا اپنی رضا مندی سے دوسرا سردار قائم کرتے رہو گے اور جب سرداری تلوار یعنی قہر اور غلبے سے ہو تمہارے مشورے اور رضا مندی کے بغیر تو بادشاہ ہوں گے غضب ناک ہوں گے جیسے بادشاہ غضب ناک ہوتے ہیں اور راضی ہوں گے جیسے بادشاہ راضی ہوتے ہیں یعنی ان کو خلیفہ نہ کہا جائے گا۔

فائدہ: ذو کلاع اور ذو عمرو دونوں یمن کے بادشاہوں میں سے تھے حضرت ﷺ نے جریر رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف اسلام کی دعوت دینے کو بھیجا وہ دونوں مسلمان ہوئے اور اس کے ساتھ چلے مدینے کی نیت سے کہ وہاں پہنچ کر حضرت ﷺ کی زیارت کریں پھر جب ان کو راہ میں حضرت ﷺ کی وفات کی خبر پہنچی یمن کی طرف پھر گئے پھر دونوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی اور یہ جو ذو عمرو نے کہا کہ اگر تیری یہ بات سچی ہے تو حضرت ﷺ تین دن سے فوت ہو چکے ہیں تو یہ قول ذو عمرو کا اس بنا پر ہے کہ اس کو پرانی کتابوں پر اطلاع تھی اس واسطے کہ یمن میں یہود کی ایک جماعت ٹھہری تھی سو یمن کے بہت لوگ ان کے دین میں داخل ہوئے اور ان سے علم سیکھا اور یہ ظاہر ہے حضرت ﷺ کے قول سے جو آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ اس کو یمن کی طرف بھیجا کہ بیشک تو عنقریب اس قوم کے پاس آئے گا جو کتاب والے ہیں اور کہا کرمانی نے کہ اس نے کسی مدینے سے آنے والے سے پوشیدہ سنا ہو یا وہ کاہن تھا یا وہ مسلمان ہونے بعد ملہم ہو گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ سیاق حدیث کا دلالت کرتا ہے اس پر جو میں نے تقریر کی اس واسطے کہ معلق کیا اس نے اس چیز کو کہ ظاہر ہوئی اس کے واسطے حضرت ﷺ کی وفات سے اس چیز پر کہ خبر دی اس کو جریر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ احوال حضرت ﷺ کے سے اور اگر مستفاد ہوتا غیر اس چیز سے کہ ذکر کی میں نے تو البتہ نہ محتاج ہوتا طرف بنا کرنے اس کے کی اوپر اس کے اس واسطے کہ پہلے دونوں احتمال خبر ہیں محض اور تیسرا احتمال یعنی الہام واقع ہونا ایک چیز کا ہے نفس میں بغیر قصد کے اور طبری کی روایت میں ہے کہ مجھ کو یمن میں ایک عالم نے کہا اور یہ تائید کرتا ہے میرے قول کی اور واسطے اللہ کے حمد اور یہ جو کہا کہ تو ان کو ساتھ کیوں نہیں لایا؟ تو شاید جمع باعتبار ان لوگوں کے ہے جو ان دونوں کے ساتھ تھے تابعداروں اور خادموں سے اور یہ جو کہا کہ جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد زمانہ ہوا تو شاید تھا یہ اس وقت جب کہ ہجرت کی ذو عمرو نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور یعقوب بن شبہ نے روایت کی ہے کہ ذو الکلاع کے ساتھ بارہ ہزار غلام تھے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ان کو میرے ہاتھ میں بیچ ڈال تا کہ مدد لے ان کے ساتھ مشرکوں سے لڑائی پر ذو الکلاع نے کہا کہ وہ سب کے سب آزاد ہیں سو ایک گھڑی میں سب کو آزاد کر دیا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد ذو الکلاع اپنے تابعداروں کو ساتھ لے کر جہاد کو نکلا اور شہید ہوا اور یہ جو اس نے کہا کہ پھر بادشاہ ہوں گے تو یہ دلیل ہے اس پر جو میں نے تقریر کی کہ ذو عمرو کو پرانی کتابوں پر اطلاع تھی اور اشارہ اس کے ساتھ اس کلام کے مطابق ہے اس حدیث کو جو اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہو گی پھر ہوں گے بادشاہ ظالم۔ (فتح) اور اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ پرانی کتابوں اور قدیمی اخباروں میں حضرت ﷺ کا خاص مفصل مذکور تھا اور اہل کتاب میں مشہور تھا اور علماء یہود اور نصاریٰ کو یقیناً معلوم تھا پس یہ بڑی پکی دلیل ہے اوپر صدق نبوت حضرت ﷺ کے اور سخت الزام ہے یہود اور نصاریٰ پر۔

بَابُ غَزْوَةِ سِيفِ الْبَحْرِ وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَأَمِيرُهُمْ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ.

باب ہے بیان میں جنگ کنارے دریا کے اور وہ قریش کے قافلے کا انتظار کرتے تھے اور ان کے سردار ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے ابن سعد وغیرہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قوم جہینہ کے ایک گروہ کی طرف بھیجا اس زمین میں جو دریا کے کنارے سے لگتی ہے ان کے اور مدینے کے درمیان پانچ دن کی راہ ہے اور یہ کہ وہ پھر آئے اور ان کا داؤ نہ لگا اور یہ آٹھویں سال تھا رجب میں اور نہیں مخالف ہے یہ ظاہر اس چیز کے کہ صحیح میں ہے اس واسطے کہ ممکن ہے تطبیق اس طرح کہ دونوں چیزیں مقصود ہوں گی قافلے کا انتظار بھی کرتے ہوں گے اور جہینہ کا اردہ بھی ہو گا لیکن قریش کے قافلے کو آگے بڑھ کر ملنا نہیں متصور یہ کہ ہو اس وقت میں جس کو ابن سعد نے ذکر کیا ہے رجب میں آٹھویں سال اس واسطے کہ وہ اس وقت صلح کی مدت میں تھے بلکہ یہ مقتضی اس چیز کا ہے کہ صحیح میں یہ ہے کہ ہو یہ سریہ چھٹے سال میں یا پہلے اس سے پہلے صلح حدیبیہ کے۔ (فتح)

٤٠١٢ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ فَنِيَ الزَّادُ فَأَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِأَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيلٌ قَلِيلٌ حَتَّى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيبُنَا إِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ مَا تُغْنِي عَنْكُمْ تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِينَ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا إِلَى الْبَحْرِ فَإِذَا حُوتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَأَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ أَمَرَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ أَضْلَاعِهِ فَنُصِبَا ثُمَّ أَمَرَ بِرَاحِلَةٍ

۴۰۱۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر سمندر کے کنارے کی طرف بھیجا اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار بنایا اور وہ تین سو مرد تھے سو ہم نکلے اور ہم بعض راہ میں تھے کہ خرچ راہ تمام ہوا سو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے لشکر کے خرچ جمع کرنے کا حکم دیا سو جمع کیا گیا سو وہ دو تھیلے کھجوریں ہوئیں سو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہم کو ہر روز تھوڑا تھوڑا کھانے کو دیتے تھے یہاں تک کہ وہ بھی نہ رہا سو نہ پہنچتی تھی ہم کو مگر ایک ایک کھجور وہب بن کیسان کہتا ہے میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہا ایک کھجور تمہاری بھوک کو کیا دفع کرتی ہو گی اس نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ پایا ہم نے نہ رہنا اس کا موثر جب کہ نہ رہی یعنی جب وہ بھی نہ رہی تو ہم کو بھوک کے مارے صبر نہ رہا پھر ہم دریا کے کنارے پہنچے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ ایک مچھلی ہے مثل بڑے ٹیلے کی سو لوگوں نے اٹھارہ دن اس کا گوشت کھایا پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی دو پسلیوں کے کھڑا کرنے کا حکم دیا سو کھڑی کی گئیں پھر اونٹ کے کسنے کا

فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا.

حکم دیا سو کسا گیا پھر اس کے نیچے سے گزرا سو ان کو نہ پہنچا یعنی اتنی بڑی مچھلی تھی کہ اس کی پسلی کے نیچے سے اونٹ گزر گیا اور اس کو نہ لگا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ایک کھجور تمہاری بھوک کو کیا دفع کرتی ہوگی تو ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ تم ایک کھجور کو کیا کرتے تھے؟ کہا ہم اس کو چوستے تھے جیسے لڑکا پستان چوستا ہے پھر ہم اس پر پانی پیتے تھے سو ہم کو کفایت کرتی تھی سارا دن رات تک۔ (فتح)

٤٠١٣ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الَّذِیْ حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِائَةِ رَاكِبٍ أَمِيْرُنَا أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ فَأَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى أَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْجَيْشُ جَيْشَ الْخَبَطِ فَأَلْقٰى لَنَا الْبَحْرُ دَآبَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَّادَّهَنَّا مِنْ وَّدَكِهٖ حَتّٰى ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِّنْ أَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ فَعَمَدَ إِلٰى أَطْوَلِ رَجُلٍ مَّعَهٗ قَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً ضِلَعًا مِّنْ أَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ وَأَخَذَ رَجُلًا وَّبَعِيْرًا فَمَرَّ تَحْتَهٗ قَالَ جَابِرٌ وَّكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلَاثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ إِنَّ أَبَا عُبَيْدَةَ نَهَاهُ وَكَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ صَالِحٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ

٤٠١٣۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تین سو سواروں کو بھیجا اور ہمارے سردار ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ تھے ہم قریش کے قافلے کا انتظار کرتے تھے سو ہم سمندر کے کنارے آدھا مہینہ ٹھہرے سو ہم کو سخت بھوک پہنچی یہاں تک کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے سو اس لشکر کا نام جیش الخبط رکھا گیا یعنی لشکر پتے کھانے والا سو سمندر نے ہمارے واسطے ایک چوپایہ پھینکا جس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے آدھا مہینہ اس کا گوشت کھایا اور اس کی چربی سے روغن لیا یہاں تک کہ ہمارے بدن ہماری طرف پھرے یعنی قوت اور موٹاپے میں جیسے کہ پہلے تھے اس کے بعد کہ بھوک سے دبلے ہو گئے تھے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا پھر قصد کیا دراز تر مرد کی طرف اپنے ساتھیوں سے اور کہا سفیان نے ایک بار ایک پسلی اس کی پسلیوں سے سو اس کو کھڑا کیا پھر ایک مرد اور اونٹ کو لیا سو وہ سوار ہو کر اس کے نیچے سے گزرا اور لشکر میں ایک مرد تھا اس نے تین اونٹ ذبح کیے یعنی جب کہ لوگوں کو بھوک لگی پھر تین اونٹ ذبح کیے پھر تین اونٹ ذبح کیے پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کو منع کیا اور عمرو راوی کہتا تھا کہ خبر دی مجھ کو ابو صالح نے کہ قیس بن سعد نے اپنے باپ سے کہا کہ میں لشکر میں تھا سو لوگ بھوکے ہوئے اس نے کہا اونٹ

قَالَ لِأَبِيْهِ كُنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نُهِيْتُ.

ذبح کر قیس نے کہا میں نے ذبح کیا کہا پھر بھوکے ہوئے اس نے کہا اونٹ ذبح کر کہا میں نے ذبح کیا پھر بھوکے ہوئے کہا اونٹ ذبح کر کہا میں نے ذبح کیا کہا پھر بھوکے ہوئے کہا اونٹ ذبح کر قیس نے کہا مجھ کو منع ہوا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم نے پتے کھائے تو ایک روایت میں ہے کہ ہم لاٹھیوں سے پتے جھاڑتے تھے پھران کو پانی میں بھگو کر کھاتے تھے اور یہ دلالت کرتی ہے کہ وہ پتے خشک تھے اور یہ جو کہا کہ اچانک ہم نے ایک مچھلی دیکھی مثل بڑے ٹیلے کے تو اس روایت میں ہے کہ اس کو عنبر کہا جاتا تھا کہا لغت والوں نے کہ عنبر ایک مچھلی ہے بڑی سمندر میں اس کی کھال سے ڈھال بنائی جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ عنبر مشموم اس مچھلی کا گوبر ہے اور کہا ابن سینا نے کہ بلکہ مشموم (خوشبو) سمندر سے نکلتا ہے اور شافعی سے منقول ہے کہ سنا میں نے اس شخص سے جو کہتا تھا کہ میں نے دیکھا عنبر کو اُگا ہوا دریا میں آپس میں لپٹا ہوا مثل گردن بکری کی اور دریا میں ایک چوپایہ ہے اس کو کھاتا ہے اور وہ اس کے واسطے زہر ہے سو وہ اس کو مار ڈالتا ہے اور اس کو پھینکتا ہے سو عنبر اس کے پیٹ سے نکلتا ہے اور کہا ازہری نے کہ عنبر ایک مچھلی ہے جو سمندر میں ہوتی ہے پچاس ہاتھ لمبی ہوتی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جائز ہے کھانا مری ہوئی مچھلی کا وسیاتی البحث فیه فی کتاب الاطعمة ان شاء الله تعالٰی اور یہ جو کہا کہ لوگوں نے اٹھارہ دن اس کا گوشت کھایا تو ایک روایت میں ہے کہ ہم نے آدھا مہینہ اس کا گوشت کھایا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم ایک مہینہ اس پر ٹھہرے اور تطبیق دی گئی ہے درمیان اس اختلاف کے ساتھ اس طور کے کہ جس نے اٹھارہ دن کہا اس نے یاد رکھا جو اس کے غیر نے یاد نہیں رکھا اور جس نے آدھا مہینہ کہا اس نے کسر زائد کو لغو کیا اور جس نے مہینہ کہا اس نے کسر کو پورا کیا یا جوڑا ساتھ اس کے باقی مدت کو جو مچھلی کے پانی سے پہلے تھی اور یہ جو کہا کہ ہم اس کی چربی لیتے تھے تو ایک روایت میں ہے کہ ہم اس کی آنکھ کے سوراخ سے مشکوں کے ساتھ روغن بھرتے تھے سو اٹھایا ہم نے جتنا چاہا سوکھے گوشت سے اور چربی سے مشکوں اور پکھالوں میں اور یہ جو کہا کہ پھر وہ سوار اس کے نیچے سے گزرا اور اس کو نہ پہنچا تو ایک روایت میں ابن اسحاق کے نزدیک ہے پھر حکم کیا ساتھ بہت بڑے اونٹ کے جو ہمارے ساتھ تھا اور دراز تر مرد کے جو ہمارے ساتھ تھا سو وہ سوار ہو کر اس کے نیچے سے گزرا اور اس کا سر اس پسلی کو نہ لگا اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ مرد قیس بن سعد ہے اس واسطے کہ اس کا ذکر اس جنگ میں ہے اور وہ درازی کے ساتھ مشہور تھا اور قصہ اس کا ساتھ معاویہ کے مشہور ہے جب کہ روم کے بادشاہ نے اس کی طرف پاجامہ بھیجا پس ذکر کیا ہے حریری نے جلیس میں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قیس نے ایک رومی مرد کے واسطے اپنا پاجامہ اتارا اور وہ رومی سب رومیوں سے دراز تر تھا سو رومی کا قد اتنا تھا کہ

قیس کے پاجامے کی ایک طرف رومی کے ناک پر تھی اور ایک طرف زمین پر تھی۔ (فتح)

٤٠١٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَّيِّتًا لَّمْ نَرَ مِثْلَهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَّقُوْلُ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدَةَ كُلُوْا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ أَطْعِمُوْنَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ.

۴۰۱۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ ہم نے جیش الخبط کی جنگ کی اور سردار بنائے گئے ہم پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سو ہم سخت بھوکے ہوئے سو سمندر نے ایک مچھلی پھینکی کہ ہم نے اس کے برابر کوئی مچھلی نہیں دیکھی اس کو عنبر کہا جاتا تھا سو ہم نے آدھا مہینہ اس کا گوشت کھایا پھر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی لی سو سوار اس کے نیچے سے گزرا' ابن جریج کہتا ہے سو خبر دی مجھ کو ابو زبیر رضی اللہ عنہ نے اس نے سنا جابر رضی اللہ عنہ سے کہتا تھا کہ کہا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کھاؤ پھر جب ہم مدینے میں آئے تو ہم نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ رزق کو جو اللہ نے نکالا اگر تمہارے ساتھ کچھ ہو تو ہم کو کھلاؤ سو بعض نے آپ کو اس کا گوشت دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھایا۔

فائدہ: اس حدیث میں اور بھی کئی فائدے ہیں مشروع ہونا سلوک کا درمیان لشکر کے وقت واقع ہونے بھوک کے اور یہ کہ کھانے پر جمع ہونا اس کی برکت کا باعث ہے اور اختلاف ہے بیچ سبب نہی ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے قیس کو کیوں منع کیا اس سے کہ بدستور اونٹ ذبح کر کر کے لشکر کو کھلائے سو بعض کہتے ہیں اس خوف سے کہ بار برداری نہ رہے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ قصہ یہ ہے کہ اس نے لشکر کے سوا اور جگہ سے اونٹ خرید کر ذبح کیے تھے اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ لوگوں سے ادھار لے کر ذبح کرتا تھا اور اس کے پاس کچھ مال نہ تھا پس ارادہ کیا سہولت کا اس کے ساتھ اور یہ ظاہر تر ہے۔ (فتح)

بَابُ حَجِّ أَبِيْ بَكْرٍ بِالنَّاسِ فِيْ سَنَةِ تِسْعٍ.

حج کرانا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو نویں سال ہجری میں۔

فائدہ: حق یہ ہے کہ اس میں کچھ اختلاف نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو صرف اس میں واقع ہوا ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کس مہینے میں حج کیا پس ذکر کیا ہے ابن سعد وغیرہ نے مجاہد سے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج ذی قعدہ میں واقع ہوا اور موافق ہوا ہے اس کو عکرمہ بن خالد اور جو ان دونوں کے سوا ہیں ان میں سے بعض تو تصریح کرتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا حج ذوالحجہ میں تھا اور بعض چپ ہیں اور اعتماد اس چیز پر ہے جو مجاہد نے کہی اور ساتھ اس

کے جزم کیا ہے ازرقی نے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حج فرض ہونا حجۃ الوداع سے پہلے تھا اور حدیثیں اس باب میں بہت ہیں اور مشہور ہیں اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس حج کے ساتھ حج فرض اس سے ساقط نہیں ہوا بلکہ یہ حج نفل تھا اور نہیں پوشیدہ ہے ضعیف ہونا اس کا اور اس کی بحث اور جگہ آئے گی کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے ھدی میں اور نیز مستفاد ہوتا ہے قول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے سے باب کی حدیث میں قبل حجۃ الوداع کہ وہ نویں سال تھا اس واسطے کہ حجۃ الوداع دسویں سال میں ہے بالاتفاق اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ نکلنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تھا ذیقعدہ میں اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ اس حج میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین سو اصحاب نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ بیس اونٹنیاں بھیجیں۔ (فتح)

٤٠١٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ أَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَوْمَ النَّحْرِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ.

۴۰۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اس حج میں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سردار بنایا پہلے حجۃ الوداع سے قربانی کے دن ساتھ ایک جماعت کے کہ لوگوں میں پکار دے کہ نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی کافر شرک کرنے والا اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔

٤٠١٦ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ كَامِلَةً بَرَآءَةٌ وَّاٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَآءِ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

۴۰۱۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اخیر سورت جو نازل ہوئی کامل طور سے سورت براءت (التوبہ) ہے اور اخیر سورت کہ نازل ہوئی خاتمہ سورت نساء کا ہے یعنی ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾۔ (النساء:۱۷۶)

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی تفسیر میں آئے گی اور جو کاملہ میں اشکال واقع ہوا ہے اس کا بیان بھی اسی جگہ آئے گا اور صاحب تیسیر القاری نے اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اخیر سورت کہ نازل ہوئی ساتھ تمام اور کمال کے یکبارگی اس کے بعد کہ اس کی تمام آیتیں متفرق طور پر اس سے پہلے نازل ہو چکی تھیں اور یہ نویں سال میں تھا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے

حج کے واسطے مکے میں جانے کے بعد تھا اسی واسطے حضرت ﷺ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ جا کے لوگوں پر یہ سورت پڑھیں اور غرض اس حدیث سے اشارہ ہے اس آیت کے طرف ﴿اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ . (التوبۃ:۲۸) کا اترنا اسی قصے میں تھا اشارہ کیا ہے اس کی طرف اسماعیلی نے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے ساتھ اسناد مرسل کے کہا اتری براءۃ اور حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو حج پر سردار بنا کر بھیجا سو کسی نے کہا کہ اگر آپ اس کے ساتھ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تو خوب ہوتا فرمایا نہ ادا کرے میری طرف سے مگر کوئی مرد میرے اہل بیت سے پھر حضرت ﷺ نے علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ سورت براءۃ کی ابتدا نکال اور منیٰ میں قربانی کے دن لوگوں میں پکار دے جب کہ جمع ہوں اور روایت کی ہے احمد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا میں ساتھ علی رضی اللہ عنہ کے سو میں پکارتا تھا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی اور زید رضی اللہ عنہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت ﷺ نے تجھ کو کس چیز کے ساتھ حج میں بھیجا؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا چار چیز کے ساتھ نہ جائے گا بہشت میں کوئی مگر ایماندار اور نہ گھومے گرد کعبے کے کوئی ننگا اور نہ حج کرے اس برس کے بعد کوئی مشرک اور جو شخص کہ ہو درمیان اس کے اور درمیان حضرت ﷺ کے عہد و پیمان تو اس کا عہد اس کی مدت تک قائم ہے اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اس وجہ سے۔

تنبیہ: واقع ہوا ہے اس جگہ ذکر حج ابو بکر رضی اللہ عنہ کا پہلے وفود کے اور واقعہ یہ ہے کہ ابتدا وفود کے نہیں بعد پھرنے حضرت ﷺ کے جعرانہ سے آٹھویں سال کے اخیر میں اور اس کے پیچھے بلکہ ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ آنا ایلچیوں کا جنگ تبوک کے بعد تھا ہاں اتفاق ہے اس پر کہ یہ سب نویں سال میں تھا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نویں سال کا نام ایلچیوں کا سال ہے اور بیان کیے ہیں ابن سعد نے نام ایلچیوں کے اور وہ ساٹھ سے زیادہ ہیں۔ (فتح)

بَابُ وَفْدِ بَنِيْ تَمِيْمٍ. قوم بنی تمیم کے ایلچیوں کا بیان۔

فائدہ: یعنی تمیم بن مر بن اد بن طابخہ بن الیاس بن مضر بن نزار اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ بنی تمیم کے رئیس حضرت ﷺ کے پاس آئے ان میں سے ہے عطارد ابن حاجب اور اقرع بن حابس اور زبرقان بن بدر سعدی اور عمرو بن امیم اور خباب بن یزید اور نعیم بن یزید اور قیس بن عاصم' کہا ابن اسحاق نے کہ ان کے ساتھ عیینہ بن حصن تھا اور اقرع اور عیینہ دونوں فتح مکہ میں موجود تھے پھر بنی تمیم کے ساتھ تھے سو جب مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت ﷺ کو حجرے کے پیچھے سے پکارا پس ذکر کیا قصہ سارا اور اس کا بیان تفسیر میں آئے گا۔ (فتح)

٤٠١٧ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ صَخْرَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۴۰۱۷۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم سے چند مرد حضرت ﷺ کے پاس آئے اور حضرت ﷺ نے ان کو احکام دین سکھلائے اور ان کے ساتھ

قَالَ أَتٰى نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَرُئِيَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهٖ فَجَآءَ نَفَرٌ مِّنَ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

عمل کرنے والوں کو بہشت کی بشارت دی سو فرمایا کہ اے بنی تمیم بہشت کی) بشارت کو قبول کرو یعنی تم کو بہشت کی بشارت ہو انہوں نے کہا یا حضرت! بیشک آپ نے ہم کو بشارت دی سو ہم کو کچھ مال بھی دو سو حضرت ﷺ کے چہرے پر تغیر معلوم ہوا یعنی واسطے نہ کفایت کرنے ان کے ساتھ بشارت بہشت کے سو چند مرد یمن سے آئے سو فرمایا کہ قبول کرو خوشخبری کو جب کہ نہیں قبول کیا اس کو بنو تمیم نے انہوں نے کہا یا حضرت ہم نے بشارت قبول کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ غَزْوَةُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ بَدْرٍ بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَغَارَ وَأَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا وَّسَبٰى مِنْهُمْ نِسَآءً.

کہا ابن اسحاق نے جنگ عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کی ساتھ بنی عنبر کے کہ قوم بنی تمیم سے ہیں حضرت ﷺ نے اس کو ان کی طرف بھیجا سو اس نے ان کو لوٹا سو ان میں سے چند آدمی پائے اور ان کی چند عورتیں قید کیں۔

فائدہ: اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ عیینہ کے بھیجنے کا سبب یہ ہے کہ بنی تمیم کی قوم نے خزاعہ کے چند آدمیوں کو لوٹا حضرت ﷺ نے عیینہ کے پچاس مرد دے کر ان کی طرف بھیجا نہ ان میں کوئی انصاری تھا اور نہ مہاجر سو اس نے ان میں سے گیارہ مرد قید کیے اور گیارہ عورتیں اور تیس لڑکے سو اس سبب سے ان کے رئیس آئے۔ (فتح)

۴۰۱۸ ۔ حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ بَعْدَ ثَلَاثٍ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهَا فِيْهِمْ هُمْ أَشَدُّ أُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ وَكَانَتْ فِيْهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّهَا مِنْ وَّلَدِ إِسْمَاعِيْلَ وَجَآءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ

۴۰۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں ہمیشہ بنی تمیم سے محبت رکھتا ہوں بعد تین چیزوں کے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنیں ان کو فرماتے تھے کہ میری امت میں وہ نہایت سخت ہیں دجال پر اور ان میں سے ایک عورت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لونڈی تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! اس لونڈی کو آزاد کر دے اس واسطے کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہے اور ان کے زکوۃ کے مال آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ صدقات میری قوم کے ہیں۔

هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمٍ أَوْ قَوْمِيْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العتق میں گزر چکی ہے۔

۴۰۱۹ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهٗ قَدِمَ رَكْبٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ عُمَرُ بَلْ أَمِّرِ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ مَّا أَرَدْتَّ إِلَّا خِلَافِيْ قَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ أَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِيْ ذٰلِكَ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا﴾ . (الحجرات: ١) حَتَّى انْقَضَتْ.

۴۰۱۹۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم سے چند سوار حضرت ﷺ کے پاس آئے تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قعقاع کو سردار بنایئے' کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بلکہ اقرع کو سردار بنایئے کہا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں ارادہ کیا تو نے مگر میری مخالفت کا یعنی مقصود تیرا صرف یہی ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری مراد تیری مخالفت کرنا نہیں سو دونوں آپس میں جھگڑے یہاں تک کہ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں سو اس باب میں یہ آیت اتری کہ آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے یہاں تک کہ آیت تمام و انتم لا تشعرون تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ.

عبدالقیس کے ایلچیوں کے بیان میں۔

فائدہ: عبدالقیس ایک قبیلہ ہے بڑا بحرین کے ملک میں رہتے ہیں منسوب ہیں طرف عبدالقیس بن افصیٰ کے اور جو ہمارے واسطے ظاہر ہوا یہ ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی دو بار حضرت ﷺ کے پاس آئے تھے ایک بار تو فتح مکہ سے پہلے آئے تھے اسی واسطے انہوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر ہیں اور یہ ابتداء میں تھا پانچویں سال یا اس سے پہلے اور تھا گاؤں ان کا بحرین میں اول گاؤں کہ قائم ہوا اس میں جمعہ مدینے کے بعد جیسا کہ باب کے اخیر حدیث میں ثابت ہے اور پہلی بار تیرہ ایلچی تھے اور اس میں ہے کہ انہوں نے ایمان کی کیفیت پوچھی اور شرابوں کے برتنوں کا حکم پوچھا اور ان میں اشج تھا اور حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ بیشک تجھ میں دو عادتیں ہیں جن کو اللہ دوست رکھتا ہے ایک تو حلیمی دوسری آہستگی اور مزیدہ عصری سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ اپنے اصحاب سے بات کرتے تھے کہ اچانک حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ عنقریب ظاہر ہوں گے تم پر اس طرف سے چند سوار کہ وہ سب مشرق والوں سے بہتر ہیں، عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کر اس طرف متوجہ ہوئے سو تیرہ سواروں سے ملے اور ان کو حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ خوشخبری دی پھر ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ حضرت ﷺ

کے پاس پہنچے سو انہوں نے اپنے آپ کو سواریوں سے نیچے ڈالا اور حضرت ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور پیچھے رہا اشج سواریوں میں یہاں تک کہ ان کو بٹھلایا اور ان کا اسباب جمع کیا پھر آرام کے ساتھ آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ میں دو عادتیں ہیں، آخر حدیث تک، روایت کیا ہے اس کو بیہقی وغیرہ نے اور دوسری بار ایلچیوں کے سال میں آئے تھے اور وہ اس وقت چالیس مرد تھے جیسا کہ ابوحیوۃ کی حدیث میں ہے جس کو ابن مندہ نے روایت کیا ہے۔ (فتح)

٤٠٢٠ ـ حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِیُّ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ أَبِیْ جَمْرَةَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِنَّ لِیْ جَرَّةً يُّنْتَبَذُ لِیْ نَبِيْذٌ فَأَشْرَبُهُ حُلْوًا فِیْ جَرٍّ إِنْ أَكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَأَطَلْتُ الْجُلُوْسَ خَشِيْتُ أَنْ أَفْتَضِحَ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا النَّدَامٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ مُّضَرَ وَإِنَّا لَا نَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِیْ أَشْهُرِ الْحُرُمِ حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِّنَ الْأَمْرِ إِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهٖ مَنْ وَّرَآئَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ الْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَإِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءُ الزَّكَاةِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَأَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ مَّا انْتُبِذَ فِی الدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

۴۰۲۰۔ حضرت ابو جمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میرے پاس ایک گھڑا ہے گھڑوں میں کہ اس میں میرے واسطے نبیذ کو بھگویا جاتا ہے سو پیتا ہوں اس کو اس حالت میں کہ میٹھا ہے اگر میں اس سے زیادہ پیوں اور لوگوں کے ساتھ بیٹھوں اور دیر تک بیٹھا رہوں تو رسوا ہونے سے ڈرتا ہوں یعنی اس واسطے کہ مست ہو جاؤں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوش آمدید قوم والے نہ ذلیل ہوں نہ شرمندہ تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! آپ کے اور ہمارے درمیان قوم مضر کے کافر ہیں جو ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں اور ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر حرام مہینوں میں آپ ہم کو خلاصہ امر دین بتلا دیں کہ اگر ہم اس کو عمل میں لائیں تو بہشت میں جائیں اور اپنے پچھلوں کو اس کی طرف بلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے اللہ کے ساتھ ایمان لانا اور تم جانتے ہو کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانا کیا ہے؟ گواہی دینا اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور رمضان کا روزہ رکھنا اور یہ کہ جو غنیمت کا مال پاؤ اس میں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو چار چیزوں سے جو بھگویا جائے کدو میں اور کھجور کی لکڑی کے کریدے برتن میں اور سبز گھڑے میں یعنی

مرتبان وغیرہ میں اور روغن دار برتن میں۔

فائدہ: ایمان کا ذکر اس واسطے کیا کہ وہ اصل ہے سب عبادتوں کا یا خمس کا ذکر چار پر زیادہ ہے اس واسطے کہ یہ اہل جہاد تھے اور غرض اس سے عبدالقیس کے ایلچیوں کا ذکر ہے۔

٤٠٢١ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَّبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِأَشْيَآءَ نَأْخُذُ بِهَا وَنَدْعُوْ إِلَيْهَا مَنْ وَّرَآئَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَّأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ اَلْإِيْمَانِ بِاللّٰهِ شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً وَّإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكَاةِ وَأَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَّأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ.

۴۰۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالقیس کے ایلچی حضرت ﷺ کے پاس آئے سو انہوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! ہم ربیعہ کی قوم سے ہیں اور کفار مضر ہم کو آپ کے پاس آنے سے روکتے ہیں سو ہم آپ کے پاس نہیں پہنچ سکتے مگر حرام کے مہینے میں سو ہم کو کچھ چیزیں فرمائیے کہ ہم ان پر عمل کریں اور اپنے پچھلوں کو ان کی طرف بلائیں حضرت ﷺ نے فرمایا میں تم کو حکم کرتا ہوں چار چیزوں کا اور منع کرتا ہوں چار چیزوں سے ایمان لانا ساتھ اللہ کے گواہی دینی اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور ایک گرہ دی اور نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا ادا کرنا اور یہ کہ جو تم غنیمت کا مال پاؤ اس کا پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ادا کرو اور منع کرتا ہوں تم کو کدو سے اور لکڑی کے برتن سے اور سبز گھڑے سے اور روغنی برتن سے۔

٤٠٢٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ كُرَيْبًا مَّوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَرْسَلُوْا إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَّسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَإِنَّا أُخْبِرْنَا أَنَّكِ تُصَلِّيْهَا وَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ

۴۰۲۲۔ حضرت کریب سے روایت ہے کہ مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اور مسور رضی اللہ عنہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بھیجا سو کہا کہ ہم سب کی طرف سے اُن کو سلام کرنا اور ان سے عصر کے بعد دو رکعتوں کا حال پوچھنا کہ سنت ہیں یا نہیں اور ہم کو خبر ہوئی کہ تم ان کو پڑھتی ہو اور بیشک ہم کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ نے ان سے منع کیا ہے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو مارتا تھا ان کے پڑھنے سے کریب نے کہا سو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گیا اور ان کو پیغام پہنچایا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَكُنْتُ أَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْهُمَا قَالَ كُرَيْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا أَرْسَلُوْنِيْ فَقَالَتْ سَلْ أُمَّ سَلَمَةَ فَأَخْبَرْتُهُمْ فَرَدُّوْنِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا أَرْسَلُوْنِيْ إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْهُمَا وَإِنَّهُ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيَّ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِّنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُوْمِيْ إِلٰى جَنْبِهٖ فَقُوْلِيْ تَقُوْلُ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَمْ أَسْمَعْكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ فَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخِرِيْ فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهٖ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا بِنْتَ أَبِيْ أُمَيَّةَ سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ إِنَّهُ أَتَانِيْ أُنَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ.

نے ان کو خبر دی سو انہوں نے مجھ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پھر بھیجا جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام دے کر بھیجا تھا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا عصر کے بعد دو رکعتوں سے منع کرتے تھے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر میرے پاس اندر آئے اور میرے پاس انصار کی عورتیں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لونڈی کو بھیجا میں نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں کھڑی ہو جا اور کہنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ یا حضرت! کیا میں نے آپ سے نہیں سنا کہ آپ ان دو رکعتوں سے منع کرتے تھے سو میں دیکھتی ہوں کہ آپ ان کو پڑھتے ہیں؟ سو اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے اشارہ کریں تو پیچھے ہٹ جا سو لونڈی نے اسی طرح کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو وہ لونڈی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے ہٹ گئی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے پھرے تو فرمایا اے ابو امیہ کی بیٹی تو نے مجھ سے عصر کے بعد دو رکعتوں کا حال پوچھا ان کا حال یہ ہے کہ عبدالقیس کی قوم سے چند لوگ اسلام کا پیغام لائے تھے اپنی قوم سے سو انہوں نے مجھ کو باز رکھا ظہر کے بعد کی دو رکعتوں سے سو وہ دونوں رکعتیں یہ ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سجود السہو میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ ذکر عبدالقیس کا ہے۔

۴۰۲۳ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ

۴۰۲۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا اول جمعہ کہ پڑھا گیا بعد اس جمعہ کے کہ پڑھا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بیچ مسجد عبدالقیس کے تھا جو اثی میں کہ ایک گاؤں ہے بحرین کے ملک سے۔

فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثٰى يَعْنِيْ قَرْيَةً مِّنَ الْبَحْرَيْنِ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجمعہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ وَفْدِ بَنِيْ حَنِيْفَةَ وَحَدِيْثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ.

باب ہے بیان میں ایلچیوں بنی حنیفہ کے اور حدیث ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ کی۔

فائدہ: بنی حنیفہ ایک قبیلہ ہے بڑا مشہور ان کی جگہ ہے یمامہ میں درمیان مکے اور یمن کے اور بنی حنیفہ کے ایلچی نویں سال آئے تھے جیسا کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق نے اور ذکر کیا ہے واقدی نے کہ وہ سترہ مرد تھے ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا اور بہر حال ثمامہ پس وہ فضلاء صحابہ سے ہے اور اس کا قصہ بنی حنیفہ کے ایلچی سے کچھ زمانہ پہلے ہے اس واسطے کہ قصہ اس کا صریح ہے کہ وہ فتح مکہ سے پہلے تھا اور شاید امام بخاری رحمہ اللہ نے اس قصہ کو اس جگہ ذکر کر دیا ہے۔ (فتح)

٤٠٢٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِيْ خَيْرٌ يَّا مُحَمَّدُ إِنْ تَقْتُلْنِيْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَّإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَّإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ فَتُرِكَ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهُ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ مَا قُلْتُ لَكَ إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ فَتَرَكَهُ حَتّٰى كَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِيْ مَا

۴۰۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کے ملک کی طرف لشکر بھیجا سو وہ بنی حنیفہ کے ایک مرد کو جس کا نام ثمامہ تھا پکڑ لائے اور اس کو مسجد کے ایک ستون میں باندھ دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے سو فرمایا کہ اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے نزدیک خیر ہے اے محمد! اگر تو نے مجھ کو مار ڈالا تو اپنے خونی دشمن کو مارا یعنی میری قوم آپ سے میرے خون کا بدلا لے گی اور اگر احسان کر کے چھوڑ دو گے تو شکر گزار مرد کو چھوڑو گے یعنی میں احسان کا بدلہ ادا کروں گا اور اگر تو مال چاہتا ہے تو جو تیرا جی چاہتا ہے مانگ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تلکہ اگلا دن یعنی دوسرا دن ہوا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس وہ ہے جو میں نے تجھ سے کہا کہ اگر تم احسان کرو گے تو شکر گزار پر احسان کرو گے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ اگلے سے اگلا یعنی تیسرا دن ہوا سو فرمایا کے اے

قُلْتُ لَكَ فَقَالَ أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ إِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَّجْهِكَ فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوْهِ إِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ فَأَصْبَحَ دِيْنُكَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيَّ وَاللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِيْ وَأَنَا أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَا تَرٰى فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهٗ أَنْ يَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَآئِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَلٰكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰهِ لَا يَأْتِيْكُمْ مِّنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَأْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے کہا پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو یعنی قید سے خلاص کر دو سو ثمامہ کھجور کے درختوں میں گیا جو مسجد کے نزدیک تھے اور نہا کر مسجد میں آیا سو کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اے محمد! قسم ہے اللہ کی روئے زمین پر میرے نزدیک تجھ سے زیادہ کوئی دشمن نہ تھا سو البتہ تو میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ پیارا ہو گیا اور قسم ہے اللہ کی میرے نزدیک تیرے دین سے کوئی دین زیادہ تر برا نہ تھا سو اب تیرا دین میرے نزدیک سب دینوں سے پیارا ہو گیا قسم ہے اللہ کی تیرا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے برا تھا سو اب تیرا شہر میرے نزدیک سب شہروں سے پیارا ہو گیا اور بیشک آپ کے لشکر نے مجھ کو پکڑا اور میں عمرے کا ارادہ کر کے چلا تھا اب مجھ کو کیا حکم ہے؟ سو حضرت ﷺ نے اس کو بشارت دی اور عمرہ کرنے کو فرمایا پھر جب کے میں عمرہ کرنے کے واسطے گیا تو کسی کہنے والے نے اس سے کہا کہ تو بے دین ہوا کہا نہیں بلکہ میں محمد رسول اللہ کے ساتھ مسلمان ہوا اور قسم ہے اللہ کی کہ یمامہ سے تمہارے پاس گندم کا ایک دانہ نہ آئے گا یہاں تک کہ حضرت ﷺ اس کی اجازت دیں۔

فائدہ: یہ جو کہا تیرے پاس کیا ہے؟ تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ کیا گمان ہے تیرا مجھ پر کہ میں تیرے ساتھ کیا معاملہ کروں گا تو اس نے جواب دیا کہ میرا گمان آپ کے حق میں نیک ہے کہ آپ میرے ساتھ بھلا کریں گے اس واسطے کہ آپ ظالموں سے نہیں بلکہ معاف اور احسان کرنے والوں سے ہیں اور یہ جو کہا کہ اگر تو مجھ کو مار ڈالے گا تو اپنے خونی دشمن کو مارے گا تو احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کے ذمہ خون ہے اس نے کسی مسلمان کو لڑائی میں مارا ہے پس نہیں ملامت تجھ پر میرے مار ڈالنے میں اور یہ سب تفصیل ہے واسطے قول اس کے کہ میرے

نزدیک خیر ہے اور یہ جو فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو تو ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ فرمایا اے ثمامہ میں نے تجھ کو معاف کیا اور تجھ کو آزاد کیا اور زیادہ کیا ہے ابن اسحاق نے اپنی روایت میں کہ جب ثمامہ قید میں تھا تو جمع کیا واسطے اس کے اصحاب نے جو حضرت ﷺ کے گھر میں تھا کھانے سے اور دودھ سے تو اس سے ثمامہ کی کچھ بھوک دور ہوئی پھر جب مسلمان ہوا تو اس کے پاس کھانا لائے سو اس نے اس میں سے بہت تھوڑا سا کھایا اصحاب نے تعجب کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کافر سات انتڑیوں میں کھاتا ہے اور ایماندار ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور یہ جو کہا کہ اس کو بشارت دی یعنی ساتھ بہتری دنیا اور آخرت کے یا اس کو بہشت کی بشارت دی یا اس کو اس کے گناہ کے مٹ جانے کی بشارت دی اور یہ جو کہا کہ جب مکے میں گیا تو زیادہ کیا ہے ہشام نے کہا مجھ کو خبر پہنچی کہ وہ عمرہ کے واسطے نکلا یہاں تک کہ جب مکے میں پہنچا تو اس نے لبیک کہی سو پہلے پہل وہی لبیک کہتا مکے میں داخل ہوا سو قریش نے اس کو پکڑا اور کہا کہ تو نے ہم پر بڑی جرأت کی اور انہوں نے چاہا کہ اس کو مار ڈالیں تو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس واسطے کہ تم محتاج ہو یمامہ سے اناج کی طرف سو انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور یہ جو کہا کہ نہیں بلکہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ مسلمان ہوا تو گویا کہ اس نے کہا کہ میں دین سے نہیں نکلا اس واسطے کہ بت پرستی کوئی دین نہیں سو جب میں نے اس کو چھوڑا تو میں دین سے نہ نکلا ہوں گا بلکہ نیا پیدا کیا ہے میں نے دین اسلام کو اور یہ جو کہا کہ مسلمان ہوا میں ساتھ محمد ﷺ کے یعنی موافقت کی میں نے حضرت ﷺ سے آپ کے دین پر سو ہم دونوں دین میں ساتھی ہوئے میں ابتداء سے اور حضرت ﷺ ہمیشہ سے اور یہ جو کہا ولا واللہ تو اس میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے کہ قسم ہے اللہ کی نہ میں تمہارے دین کی طرف پھروں گا اور نہ میں تمہارے ساتھ نرمی کروں گا کہ تمہارے پاس یمامہ سے اناج آئے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر یمامہ کی طرف نکلا اور ان کو منع کیا کہ مکے کی طرف کوئی چیز اٹھا کر نہ لے جانا قریش نے حضرت ﷺ کو لکھا کہ آپ برادری سے سلوک کرنے کا حکم کرتے ہیں تو حضرت ﷺ نے ثمامہ کی طرف لکھا کہ ان کی طرف اناج جانے دے اور ثمامہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جائز ہے باندھنا کافر کا مسجد میں اور احسان کرنا قیدی کافر پر اور تعظیم امر عفو کی برا کرنے والے سے اس واسطے کہ ثمامہ نے قسم کھائی کہ حضرت ﷺ کی دشمنی ایک گھڑی میں پلٹ کر محبت ہوگئی جب کہ حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ نیکی کی معاف کرنے اور احسان کرنے سے بغیر عوض کے اور اس میں نہانا ہے نزدیک مسلمان ہونے کے اور یہ کہ احسان دشمنی کو دور کر ڈالتا ہے اور محبت کو جماتا ہے اور یہ کہ کافر جب کسی نیک کام کا ارادہ کرے پھر مسلمان ہو جائے تو اس کے واسطے مشروع ہے کہ اس نیک عمل میں بدستور گزرے اور اس میں مہربانی کرنا ہے ساتھ اس شخص کے کہ اس کے اسلام کی امید ہو قیدیوں سے جب کہ اس میں اسلام کے واسطے کوئی مصلحت ہو خاص کر وہ شخص کہ اس کے اسلام پر اس کی قوم سے بہت لوگ اس کی پیروی کریں اور اس میں بھیجنا چھوٹے لشکر کا طرف شہروں کفار کی اور قید کرنا اس

شخص کا جوان میں سے پکڑا جائے اور اختیار بعد اس کے اس کے قتل کرنے میں یا اس کے زندہ رکھنے میں۔

٤٠٢٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ إِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ أَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا رَأَيْتُ وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيْبُكَ عَنِّيْ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أَرَى الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا أَرَيْتُ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَّأَيْتُ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِيْ شَأْنُهُمَا فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ.

۴۰۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت اپنی قوم کے بہت آدمی ساتھ لے کر مدینے میں آیا سو کہنے لگا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی موت کے بعد مجھ کو اپنی خلافت کا عہدہ دیں کہ میں ملک کا مالک بنوں تو میں ان کا تابعدار بنوں اور مسلمان ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف متوجہ ہوئے یعنی جس جگہ وہ اترا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی کا ٹکڑا تھا یہاں تک کہ مسیلمہ کے سر پر کھڑے ہوئے اس کے ساتھیوں میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چھڑی کا ٹکڑا مانگے گا تو اتنا بھی تجھ کو نہیں دوں گا اور اللہ کے حکم کو جو تیرے حق میں ٹھہر چکا ہے تو اس کو ہرگز نہ ہٹا سکے گا یعنی تجھ کو ہلاک کرے گا اور دونوں جہان میں رسوا کرے گا اور اگر تو اسلام سے پھرا تو اللہ تیری کونچیں کاٹیگا اور بیشک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اور یہ ثابت تجھ کو میری طرف سے جواب دے گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے پھرے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے پوچھا کہ بیشک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا یعنی یہ کس حدیث کی طرف اشارہ ہے سو خبر دی مجھ کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے کنگن دیکھے سو ان کے حال نے مجھ کو غم اور تشویش میں ڈالا یعنی اس واسطے کہ وہ عورتوں کا زیور ہے سو مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ ان کو پھونک مار سو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ اُڑ گئے سو تعبیر کی میں

نے ان دونوں کنگنوں کی ساتھ ان دو جھوٹوں کے کہ میرے
بعد نکلیں گے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

فائدہ: اور مستفاد ہوتا ہے اس قصے سے کہ امام المسلمین خود جائے طرف اس شخص کے جو ارادہ کرتا ہو اس کی ملاقات کا کفار سے جب کہ متعین ہو یہ طریق واسطے مصلحت مسلمین کے اور اس سے لی جاتی ہے استعانت امام کی ساتھ اہل بلاغت کے بیچ جواب اہل عناد کے اور مانند اس کی کے اور اس قصے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے خود دونوں کنگنوں کو پھونک ماری یہاں تک کہ وہ دونوں اُڑ گئے سو بہر حال اسود سو وہ حضرت ﷺ کے زمانے میں مارا گیا اور مسیلمہ حضرت ﷺ کے زمانے میں قائم رہا یہاں تک کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنی خلافت میں قتل کیا سو وہ اس کے مارنے میں حضرت ﷺ کے قائم مقام ہوئے اور لیا جاتا ہے اس سے کہ کنگن اور تمام آلات انواع زیوروں کے جو لائق ہیں ساتھ عورتوں کے تعبیر کیے جاتے ہیں مردوں کے حق میں ساتھ اس چیز کے کہ ان کو رنج میں ڈالے اور باقی بحث اس کی کتاب التعبیر میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٤٠٢٦ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ كَفِّيْ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَأُوْحِيَ اللَّهُ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَآءَ وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ.

۴۰۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ زمین کے خزانے میرے سامنے ہوئے سو سونے کے دو کنگن میری ہتھیلی میں رکھے گئے سو وہ مجھ پر بہت بھارے پڑے اور مجھ کو غم میں ڈالا تو مجھ کو حکم ہوا کہ ان کو پھونک مار میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ جاتے رہے سو میں نے ان دونوں کنگنوں کی تعبیر کی ان دو بڑے جھوٹوں سے جن کے درمیان میں ہوں ایک صنعا والا اور دوسرا یمامہ والا۔

٤٠٢٧ ۔ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رَجَآءٍ الْعُطَارِدِيَّ يَقُوْلُ كُنَّا نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَإِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ أَخْيَرُ مِنْهُ أَلْقَيْنَاهُ وَأَخَذْنَا الْآخَرَ فَإِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَاهُ

۴۰۲۷۔ حضرت ابو رجاء سے روایت ہے کہ ہم پتھروں کو پوجتے تھے سو جب ہم کوئی پتھر پاتے جو اس سے بہتر ہوتا تو پہلے کو پھینک دیتے اور دوسرے کو لے لیتے اور جب ہم کوئی پتھر نہ پاتے یعنی زیادہ سفید یا صاف تو مٹی کا ڈھیر جمع کرتے پھر ہم بکری لا کے اس پر دوہتے یعنی تا کہ پتھر کی نظیر ہو جائے پھر ہم اس کے گرد گھومتے پھر جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو

عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهِ فَإِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا مُنَصِّلُ الْأَسِنَّةِ فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ وَّلَا سَهْمًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ إِلَّا نَزَعْنَاهُ وَأَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ وَّسَمِعْتُ أَبَا رَجَآءٍ يَّقُوْلُ كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا أَرْعَى الْإِبِلَ عَلٰى أَهْلِيْ فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوْجِهِ فَرَرْنَا إِلَى النَّارِ إِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ.

ہم کہتے کہ کھینچنے والا ہے پھلوں (ہتھیاروں) کا یعنی سو نہ ہم کسی نیزے میں لوہا چھوڑتے اور نہ کسی تیر میں لوہا چھوڑتے مگر کہ اس کو اس سے کھینچ ڈالتے سو اس کو پھینک دیتے رجب کا مہینہ مہدی کہتا ہے میں نے ابورجاء سے سنا کہتا تھا کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے میں اس وقت لڑکا تھا اپنے گھر والوں کے اونٹ چراتا تھا سو جب ہم نے حضرت ﷺ کا نکلنا سنا تو ہم آگ کی طرف بھاگے یعنی مسیلمہ کذاب کی طرف۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کھینچے والا پھلوں کا تو تفسیر کی ہے اس کی ساتھ کھینچنے لوہے کے ہتھیاروں سے واسطے سبب حرمت مہینے رجب کے یہ اشارہ ہے طرف چھوڑنے ان کے کی لڑائی کو اس واسطے کہ وہ کھینچتے تھے لوہے کو ہتھیاروں سے حرام کے مہینے میں اور ابورجاء سے روایت ہے کہ کفر کے وقت میں دستور تھا کہ جب حرام کے مہینے آتے تھے تو نیزوں کے پھل اتار ڈالتے تھے لڑائی موقوف ہوتی تھی کوئی کسی کو کچھ نہ کہتا تھا اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ مبعوث ہوئے تو ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ اس قول کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا حال ان کے نزدیک مشہور ہوا اور مراد اس کی ساتھ نکلنے حضرت ﷺ کے یہ ہے کہ غالب ہوئے اپنی قوم قریش پر ساتھ فتح مکہ کے اور نہیں مراد ہے ابتدا ظاہر ہونے آپ کے کا ساتھ نبوت کے اور نہ نکلنا آپ کا مکے سے مدینے کی طرف واسطے دراز ہونے مدت کے درمیان اس کے اور درمیان خروج مسیلمہ کے اور دلالت کرتا ہے قصہ کہ ابورجاء نے بھی مسیلمہ کی بیعت کی تھی ساتھ ان لوگوں کے جنہوں نے اس کی قوم سے مسیلمہ کی بیعت کی اور اس کا سبب یہ تھا کہ بنی تمیم کی قوم مین ایک عورت تھی اس کا نام سجاح تھا اس نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور اس کی قوم سے ایک جماعت اس کے تابع ہوئی پھر اس عورت کو مسیلمہ کا حال پہنچا کہ وہ بھی پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے سو مسیلمہ نے اس کو مکر اور حیلے سے بہلایا یہاں تک کہ اس سے نکاح کیا اور اس عورت کی قوم اور مسیلمہ کی قوم سب مسیلمہ کی فرماں برداری پر جمع ہوئے اور سب نے اس کا حکم مانا۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ.

باب ہے بیان میں قصے اسود عنسی کے۔

۴۰۲۸ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيْطٍ وَّكَانَ فِيْ مَوْضِعٍ اٰخَرَ اسْمُهٗ عَبْدُ اللّٰهِ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ

۴۰۲۸۔ حضرت عبیداللہ سے روایت ہے کہ ہم کو خبر پہنچی کہ مسیلمہ کذاب مدینے میں آیا سو وہ حارث کی بیٹی کے گھر میں اترا اور اس کے نکاح میں حارث کی بیٹی تھی یعنی اپنی عورت کے گھر میں اترا اور وہ ماں ہے عبداللہ بن عامر کی اسی وجہ سے

بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ بَلَغَنَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ فِيْ دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ وَّهِيَ أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ فَأَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّهُوَ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضِيْبٌ فَوَقَفَ عَلَيْهِ فَكَلَّمَهُ فَقَالَ لَهُ مُسَيْلِمَةُ إِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْأَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَهُ لَنَا بَعْدَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذَا الْقَضِيْبَ مَا أَعْطَيْتُكَهُ وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْهِ مَا أُرِيْتُ وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَّسَيُجِيْبُكَ عَنِّيْ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ذَكَرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِيْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيْتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَأُذِنَ لِيْ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزُ بِالْيَمَنِ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ.

مسیلمہ اس کے پاس اترا کہ وہ اس کی عورت تھی سو حضرت ﷺ اس کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے اور وہ وہی ہے جس کو لوگ حضرت ﷺ کا خطیب کہتے تھے اور حضرت ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی سو حضرت ﷺ اس کے سر پر کھڑے ہوئے اور اس سے کلام کیا تو مسیلمہ نے آپ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہاری پیغمبری کو مان لیتا ہوں کہ اپنی زندگی میں تم ملک کے مالک رہو پھر اپنے مرنے کے بعد خلافت کا عہدہ ہمارے واسطے ٹھہراؤ تو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے یہ کھجور کی چھڑی مانگے گا تو یہ بھی تجھ کو نہ دوں گا اور بیشک میں تجھ کو وہی جانتا ہوں جو مجھ کو خواب میں دکھلایا گیا اور یہ ثابت تجھ کو میری طرف سے جواب دے گا سو حضرت ﷺ پھرے، کہا عبیداللہ نے میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت ﷺ کی خواب پوچھی کہ وہ کون سی ہے جس کا حضرت ﷺ نے ذکر کیا؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ کسی نے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے واسطے ذکر کیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ مجھ کو دکھلایا گیا کہ سونے کے دو کنگن میرے دونوں ہاتھوں میں ڈالے گئے سو وہ مجھ پر بہت بھاری پڑے اور میں نے ان کو برا جانا سو مجھ کو حکم ہوا تو میں نے ان کو پھونک ماری سو وہ دونوں اُڑ گئے سو تعبیر کی میں نے ان کنگنوں کی دو بڑے جھوٹوں سے کہ نکلیں گے عبیداللہ نے کہا کہ دونوں میں سے ایک اسود عنسی ہے جس کو فیروز نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر اپنے پیچھے خلافت کا عہدہ ہم کو دو تو یہ مخالف ہے واسطے اس چیز کے جس کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ مسیلمہ نے شرکت کا دعویٰ کیا یعنی کہا کہ ہم اور تم دونوں نبوت میں شریک ہوئے لیکن یہ محمول ہوگا اس پر کہ دعویٰ کیا اس نے اس کا اس کے بعد کہ اپنے ملک کو پلٹ گیا اور مسیلمہ کا قصہ تو پہلے گزر چکا ہے اور بہر حال عنسی اور فیروز پس قصہ اس کا یہ ہے کہ اسود عنسی اور اس کا نام عبہلہ بن کعب ہے اور اس کو ذوالخمار بھی کہا جاتا تھا اس واسطے کہ وہ اپنے منہ کو ڈھانکتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے شیطان کا نام ہے اور اسود عنسی صنعاء میں نکلا تھا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں پیغمبر ہوں اور غالب ہوا اوپر حاکم صنعاء کے یعنی مہاجر بن ابی امیہ کے اور کہتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ گزرا سو جب اس کے برابر آیا تو اس کے گدھے کا پاؤں الجھا گدھا گر پڑا تو اسود نے دعویٰ کیا کہ گدھے نے اس کو سجدہ کیا اور نہ کھڑا ہوا گدھا یہاں تک کہ اس نے اس کو کچھ چیز کان میں کہی سو وہ کھڑا ہوا اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں نعمان بن بزرج سے روایت کی ہے کہ اسود کذاب نکلا اور وہ قبیلہ بنی عنس سے ہے اور اس کے ساتھ دو شیطان تھے ایک کا نام سحیق تھا اور دوسرے کا نام شقیق تھا اور تھے وہ دونوں خبر دیتے اس کو ساتھ ہر چیز کے کہ بیان کرتا لوگوں کے حالات سے اور باذان حضرت ﷺ کی طرف سے صنعاء میں حاکم تھا سو وہ مر گیا اور اسود کے شیطان نے آ کر اس کو خبر دی کہ صنعاء کا حاکم مر گیا تو اسود اپنی قوم کے ساتھ صنعاء کی طرف نکلا اور اس نے باذان کی عورت سے نکاح کیا پس ذکر کیا قصہ بیچ وعدہ کرنے اس عورت کے دادویہ اور فیروز وغیرہ کے ساتھ یعنی پوشیدہ طور پر اُن سے وعدہ کیا کہ تم رات کو آ جانا یہاں تک کہ وہ اسود پر رات کو داخل ہوئے اور باذان کی عورت نے اس کو خالص شراب پلائی یہاں تک کہ مست ہو گیا اور اس کے دروازے پر ہزار چوکیدار تھا تو فیروز اور اس کے ساتھیوں نے دیوار میں نقب زنی کی یہاں تک کہ اندر گھسے سو فیروز نے اس کو قتل کیا اور اس کا سر کاٹ ڈالا اور نکالا عورت کو اور جو چاہا اسباب گھر کے سے اور مدینے میں خبر بھیجی سو حضرت ﷺ کے وقت یہ خبر مدینے میں پہنچی اور کہا عروہ نے کہ حضرت ﷺ کے انتقال سے ایک دن رات پہلے اسود مارا گیا تھا حضرت ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا آپ ﷺ نے اسی دن اصحاب کو خبر دی پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس خبر آئی۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ أَهْلِ نَجْرَانَ. باب ہے بیان میں قصے اہل نجران کے۔

فائدہ: نجران ایک شہر ہے بڑا سات منزل مکے سے یمن کی طرف شامل ہے تہتر گاؤں پر ایک دن کی راہ ہے واسطے سوار جلد چلنے والے کے اسی طرح ہے بیچ زیادات یونس بن بکیر کے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس ایلچی بن کے آئے مکے میں اور وہ اس وقت بیس مرد تھے لیکن دوہرایا ہے اس نے ذکر ان کا مدینے کے ایلچیوں میں سو شاید وہ دوبار آئے ہوں گے اور کہا ابن سعد نے کہ حضرت ﷺ نے ان کی طرف لکھا سو ان کے ایلچی نکلے چودہ مردوں میں ان کے رئیسوں سے۔ (فتح)

۴۰۲۹ ـ حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ أَنْ يُّلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا إِنَّا نُعْطِيْكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِيْنًا وَّلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِيْنًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِيْنًا حَقَّ أَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهٗ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَمِيْنُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ.

۴۰۲۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عاقب اور سید نجران والے حضرت ﷺ کے پاس آئے اس ارادے پر کہ آپ سے مباہلہ کریں سو ایک نے یعنی سید نے اپنے ساتھی سے کہا کہ مباہلہ نہ کر سو قسم ہے اللہ کی کہ اگر وہ پیغمبر ہوا اور ہم نے اس سے مباہلہ کیا تو نہ بھلا ہوگا ہمارا اور نہ ہماری اولاد کا ہمارے پیچھے ان دونوں نے کہا کہ ہم آپ کو دیتے ہیں جو آپ نے ہم سے مانگا اور آپ کسی امانت دار مرد کو ہمارے ساتھ بھیجیں اور نہ بھیجیں ہمارے ساتھ مگر کسی امانت دار کو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ بھیجوں گا تمہارے ساتھ امانت دار مرد کو کہ سچ مچ امانت دار ہے تو حضرت ﷺ کے اصحاب نے اس کے واسطے جھانکا یعنی ہر ایک نے تمنا کی یہ دولت اس کو نصیب ہو سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھ کھڑا ہو اے ابو عبیدہ! سو جب وہ کھڑا ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا یہ ہے معتمد امانت دار اس امت کا۔

فائدہ: لیکن سید پس نام اس کا ایہم تھا اور اس کو شرحبیل بھی کہا جاتا ہے اور وہ ان کا رئیس تھا اور ان کی مجلسوں کا صاحب اور عاقب کا نام عبدالمسیح تھا اور وہ ان کا مشورہ کرنے والا تھا اور ان کے ساتھ ابو الحارث بھی تھا اور وہ ان کا عالم اور مدرس تھا کہا ابن سعد نے کہ حضرت ﷺ نے ان کو اسلام کی طرف بلایا اور اُن پر قرآن پڑھا وہ مسلمان نہ ہوئے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نہیں مانتے جو میں کہتا ہوں تو آؤ مباہلہ کریں سو وہ پلٹ گئے اور ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے کہ سورۂ آل عمران کی اسی آیتیں اس میں اتریں اشارہ کیا اس آیت کی طرف ﴿فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ﴾ الآیۃ اور یہ جو کہا کہ ہمارا بھلا نہ ہوگا الخ تو ابن ابی شیبہ کے نزدیک ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فرشتہ میرے پاس اہل نجران کے ہلاک ہونے کی خوشخبری لایا اگر مباہلہ کریں اور جب صبح کو تشریف لے گئے تو حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مباہلہ کے واسطے اپنے ساتھ لیا اور یہ جو کہا کہ ہم آپ کو دیتے ہیں جو آپ نے ہم سے مانگا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے صلح کی ان سے دو ہزار جوڑے پر ایک ہزار رجب کے مہینے میں اور ایک ہزار صفر کے مہینے میں اور ہر جوڑے کے ساتھ ایک اوقیہ اور ذکر کیا ہے ابن

سعد نے کہ جب وہ پھر کر نجران میں پہنچے تو دونوں مسلمان ہو گئے اور نجران والوں کے قصے میں کئی فائدے ہیں یہ کہ اقرار کافر کا ساتھ پیغمبری کے نہیں داخل کرتا اس کو اسلام میں یہاں تک کہ احکام اسلام کو لازم پکڑے اور یہ کہ جائز ہے جھگڑنا اہل کتاب سے یعنی یہود ونصاریٰ سے اور کبھی واجب ہوتا ہے جب کہ متعین ہو مصلحت اس کی اور یہ کہ مشروع اور جائز ہے مباہلہ کرنا مخالف سے جب کہ اڑ رہے بعد ظاہر ہونے حجت کے اور تحقیق بلایا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی طرف یعنی کسی سے مباہلہ کرنے کو پھر اسی طرح اوزاعی نے بھی کسی کو مباہلہ کی طرف بلایا اور واقع ہوا ہے یہ واسطے ایک جماعت علماء کے اور جو تجربہ کرنے سے معلوم ہوا ہے یہ ہے کہ جو مباہلہ کرے اور حالانکہ جھوٹا ہو تو مباہلہ کے دن سے ایک سال پورا اس پر نہیں گزرتا کہ وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور واقع ہوا یہ واسطے میرے ساتھ ایک شخص کے کہ تھا تعصب کرتا واسطے بعض ملحدوں کے سو وہ اس کے بعد دو مہینوں سے زیادہ نہ ٹھہرا اور اس میں صلح کرنی ہے ذمی کافروں سے اس چیز پر کہ ارادہ کرے امام تقسیم مال کے سے اور جاری ہوتا ہے یہ اوپر ان کے بجائے مقرر کرنے جزیہ کے اس واسطے کہ ہر ایک دونوں میں سے مال ہے جو لیا جاتا ہے کفار سے بطور ذلت کے برس میں اور اس حدیث میں بھیجنا امام کا ہے مرد عالم امانت دار کو طرف اہل صلح کی بیچ مصلحت اسلام کے اور اس میں فضیلت ظاہر ہے واسطے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے۔

٤٠٣٠ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ابْعَثْ لَنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهُ النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ.

۴۰۳۰۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجران والے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے کہا یعنی بعد انکار کرنے کے مباہلہ سے کہ ہمارے ساتھ کسی مرد امانت دار کو بھیجئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ میں بھیجوں گا تمہاری طرف مرد امانت دار کو کہ سچ مچ امانت دار ہے تو لوگوں نے اس کے واسطے جھانکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

٤٠٣١ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ.

۴۰۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک امت کا ایک معتمد امانت دار ہے اور اس امت میں معتمد امانت دار ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری نے اس حدیث کے بعد اس کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس کا سبب وہ

حدیث ہے جو اس سے پہلے ہے۔

بَابُ قِصَّةِ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ. باب ہے بیان میں قصے عمان اور بحرین کے۔

فائدہ: عمان ایک شہر کا نام ہے یمن میں اور بحرین عبدالقیس کا شہر ہے اور کہا شاطبی نے کہ عمان یمن میں ہے نام رکھا گیا ہے ساتھ عمان بن سبا کے منسوب ہے اس کی طرف حلبندی رئیس اہل عمان کا ذکر کیا ہے وثیمہ نے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اس کے پاس گیا حلبندی نے اس کی تصدیق کی اور اس کے ہاتھ پر ایمان لایا اور بعض کہتے ہیں کہ جو عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے وہ حلبندی کے دو بیٹے تھے عیاذ اور جیفر اور تھا یہ خیبر کے بعد ذکر کیا ہے اس کو ابو عمرو نے اور روایت کی ہے طبرانی نے مسور کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایلچی بادشاہوں کی طرف بھیجے پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ بھیجا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو طرف عیاذ اور جیفر کے جو دونوں حلبندی کے بیٹے ہیں جو عمان کا بادشاہ تھا اور اس میں ہے کہ وہ سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے پلٹ آئے مگر عمرو اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور عمرو بحرین میں تھا اور اس میں اشعار ہے ساتھ قریب ہونے عمان کے بحرین سے اور ساتھ قریب ہونے بھیجنے ایلچیوں کے بادشاہوں کی طرف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے سو شاید تھا وہ جنگ حنین کے بعد پس تصحیف کیا گیا اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ ترجمہ کے اس حدیث کی طرف یعنی حدیث طبرانی کی واسطے قول اس کے باب کی حدیث میں پس نہ آیا مال بحرین کا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور روایت کی ہے احمد نے ابو الولید کے طریق سے کہ ہم میں سے ایک مرد نکلا جس کو بیرح بن اسد کہا جاتا تھا سو عمرو نے اس کو دیکھا سو کہا کہ تو کن لوگوں سے ہے اس نے کہا عمان والوں سے وہ اس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس لے گیا صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ اس زمین سے ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ البتہ میں ایک زمین جانتا ہوں کہ اس کو عمان کہا جاتا ہے اس کی ایک طرف سمندر بہتا ہے اگر ان کے پاس میرا ایلچی آتا تو نہ اس کو تیر مارتے اور نہ پتھر۔ (فتح)

٤٠٣٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ سَمِعَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ أَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى

۴۰۳۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اگر بحرین سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح اور اس طرح یعنی چلو بھر بھر کے تین بار دوں گا سو بحرین کے ملک سے مال نہ آیا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے سو جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو انہوں نے پکارنے والے کو حکم دیا سو اس نے پکارا کہ جس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَبِیْ بَکْرٍ أَمَرَ مُنَادِیًا فَنَادٰی مَنْ کَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَیْنٌ أَوْ عِدَةٌ فَلْیَأْتِنِیْ قَالَ جَابِرٌ فَجِئْتُ أَبَا بَکْرٍ فَأَخْبَرْتُهٗ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَیْنِ أَعْطَیْتُكَ هٰکَذَا وَهٰکَذَا ثَلَاثًا قَالَ فَأَعْطَانِیْ قَالَ جَابِرٌ فَلَقِیْتُ أَبَا بَکْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَأَلْتُهٗ فَلَمْ یُعْطِنِیْ ثُمَّ أَتَیْتُهٗ فَلَمْ یُعْطِنِیْ ثُمَّ أَتَیْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ یُعْطِنِیْ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ أَتَیْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ ثُمَّ أَتَیْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ ثُمَّ أَتَیْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِیْ فَإِمَّا أَنْ تُعْطِیَنِیْ وَإِمَّا أَنْ تَبْخَلَ عَنِّیْ فَقَالَ أَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّیْ وَأَیُّ دَآءٍ أَدْوَأُ مِنَ الْبُخْلِ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَّرَّةٍ إِلَّا وَأَنَا أُرِیْدُ أَنْ أُعْطِیَكَ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ جِئْتُهٗ فَقَالَ لِیْ أَبُوْ بَکْرٍ عُدَّهَا فَعَدَدْتُّهَا فَوَجَدْتُّهَا خَمْسَ مِائَةٍ فَقَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَیْنِ.

پر قرض ہو یا جس سے حضرت ﷺ نے کچھ دینے کا وعدہ کیا ہو تو چاہیے کہ میرے پاس آ کر ظاہر کرے، جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سو میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کے ملک سے مال آئے گا تو میں تجھ کو دوں گا اس طرح اور اس طرح تین بار جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دیا یعنی موافق وعدے کے تین بار چلو بھر بھر کر دیا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو اس کے بعد میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور میں نے ان سے مال مانگا سو انہوں نے مجھ کو کچھ نہ دیا پھر میں دوسری بار ان کے پاس آیا سو انہوں نے پھر بھی مجھ کو کچھ نہ دیا پھر میں تیسری بار ان کے پاس آیا سو انہوں نے مجھ کو پھر بھی کچھ نہ دیا تو میں نے کہا کہ میں نے تمہارے پاس تین بار آ کر مال مانگا سو تم نے مجھ کو کچھ نہیں دیا سو یا تو مجھ کو کچھ دو اور یا تم مجھ سے بخل کرتے ہو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے کہا کہ تو مجھ سے بخل کرتا ہے اور کون بیماری زیادہ تر ہلاک کرنے والی ہے بخل سے یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تین بار فرمایا نہیں منع کیا میں نے عطا کو تجھ سے کسی بار مگر کہ میں چاہتا تھا کہ تجھ کو دوں یعنی میرا نہ دینا بخل کے سبب سے نہ تھا لیکن میں تجھ کو خمس سے دیتا ہوں کہ وہ میرا حق ہے اور عمرو سے روایت ہے اس نے روایت کی محمد بن علی سے کہا سنا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہتے تھے کہ میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ دونوں ہاتھ بھر کر درہموں کو گن میں نے ان کو گنا سو میں نے ان کو پانچ سو پایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اتنے دو بار اور گن لے یعنی ہزار درہم۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کفالہ اور خمس وغیرہ میں گزر چکی ہے۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانچواں حصہ

اللہ اور رسول ﷺ کا حضرت ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلیفہ کا حق ہے۔

بَابُ قُدُوْمِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ.

باب ہے بیان میں آنے اشعریوں کے اور یمن والوں کے۔

فائدہ: یہ عطف عام کا ہے خاص پر اس واسطے کہ اشعری لوگ بھی یمن والوں میں سے ہیں اور اس کے باوجود ظاہر ہوا واسطے میرے یہ کہ بیچ مراد کے ساتھ اہل یمن کے اور خصوصیت ہے اور وہ چیز وہ ہے کہ ذکر کروں گا میں اس کو قصے زید بن نافع حمیری کے سے کہ وہ حمیر کے چند آدمیوں میں ایلچی بن کے آیا اور ساتھ اللہ کے ہے توفیق۔ (فتح)

وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ.

اور کہا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں۔

فائدہ: یہ حدیث کا ٹکڑا ہے اس کا اول یہ ہے کہ اشعری لوگ جب لڑائی میں محتاج ہوتے ہیں تو جو ان کے پاس ہوتا ہے اس کو جمع کرتے ہیں پھر آپس میں برابر بانٹتے ہیں سو وہ میرے ہیں اور میں ان کا ہوں اور یہ حدیث شرکت میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی اسی جگہ گزر چکی ہے اور مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ وہ لوگ میرے ہیں مبالغہ ہے بیچ متصل ہونے طریق ان کے اور اتفاق کرنے ان کے اوپر اطاعت کے۔ (فتح)

٤٠٣٣ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَأَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نَرَى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَأُمَّهٗ إِلَّا مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهٗ.

٤٠٣٣۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرا بھائی یمن سے آئے یعنی حضرت ﷺ کے پاس نہ دیکھتے تھے ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو اور اس کی ماں کو مگر حضرت ﷺ کے گھر والوں سے بہت داخل ہونے ان کے سے اور لازم پکڑنے ان کے سے حضرت ﷺ کو۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

تنبیہ: تھا آنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا پاس حضرت ﷺ کے نزدیک فتح خیبر کے جب کہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس مکے میں آئے ہجرت سے پہلے پھر انھوں نے حبش کے ملک کی طرف ہجرت کی پہلی بار پھر دوسری بار جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے اور صحیح یہ ہے کہ وہ مدینے کے ارادے سے کشتی میں سوار ہوا سو آندھی نے ان کو حبش کے ملک میں ڈالا سو وہ اس جگہ جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکٹھے ہوئے پھر ان کے ساتھ

حضرت ﷺ کے پاس آئے اور اسی بنا پر پس ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ تا کہ جمع کرے اس چیز کو کہ واقع ہوئی ہے اوپر شرط اس کی کے بعوث اور سرایا اور وفود سے اگرچہ ان کی تاریخ مختلف ہو اسی واسطے ذکر کیا ہے اس نے جنگ سیف البحر کا ساتھ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے اور وہ مدت فتح مکہ سے پہلے تھی اور میرا گمان تھا کہ قول اس کا واہل الیمن عطف عام کا ہے خاص پر پھر ظاہر ہوا میرے واسطے کہ اس علم کے واسطے بھی خصوصیت ہے اور یہ کہ مراد اس کے ساتھ بعض یمن والے ہیں نہ سارے اور وہ ایلچی حمیر کے ہیں کہ ایاس بن عمیر حمیری چند آدمیوں کے ساتھ ایلچی بن کے حضرت ﷺ کے پاس آیا سو انہوں نے کہا حضرت ﷺ سے کہ ہم آپ کے پاس دین سیکھنے کو آئے ہیں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ ترجمہ شامل ہے دو گروہ پر اور نہیں مراد ہے جمع ہونا ان کا ایلچی بن کے آنے میں اس واسطے کہ اشعریوں کا آنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا ساتویں سال میں وقت فتح ہونے خیبر کے اور حمیر کے ایلچیوں کا آنا نویں سال میں تھا اور وہ سال ایلچیوں کا ہے اور اسی واسطے جمع ہوئے ساتھ بنو تمیم کے۔ (فتح)

٤٠٣٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ أَبُوْ مُوْسٰى أَكْرَمَ هٰذَا الْحَيَّ مِنْ جَرْمٍ وَّإِنَّا لَجُلُوْسٌ عِنْدَهٗ وَهُوَ يَتَغَدّٰى دَجَاجًا وَّفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ فَدَعَاهُ إِلَى الْغَدَآءِ فَقَالَ إِنِّيْ رَأَيْتُهٗ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَقَالَ هَلُمَّ فَإِنِّيْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُهٗ فَقَالَ إِنِّيْ حَلَفْتُ لَا اٰكُلُهٗ فَقَالَ هَلُمَّ أُخْبِرْكَ عَنْ يَّمِيْنِكَ إِنَّا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَأَبٰى أَنْ يَّحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ أَنْ لَّا يَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أُتِيَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا أَبَدًا فَأَتَيْتُهٗ

۴۰۳۴۔ حضرت زہدم سے روایت ہے کہ جب ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سردار بن کر کوفہ میں آئے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تو انہوں نے اس جرم کے قبیلے کی تعظیم کی (اور زہدم بھی جرم سے تھا) اور میں اس کے پاس بیٹھا تھا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ مرغ کا گوشت کھاتے تھے اور مجلس میں ایک شخص بیٹھا تھا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو کھانے کی طرف بلایا اس نے کہا کہ میں نے اس کو گندگی کھاتے دیکھا سو میں نے اس کو مکروہ جانا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اس کو کھاتے تھے اس نے کہا کہ بیشک میں نے قسم کھائی کہ اس کو نہ کھاؤں گا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا آ میں تجھ کو خبر دوں تیری قسم سے کہ کیا کرنا چاہیے اس کا بیان یوں ہے کہ ہم چند اشعری لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو ہم نے آپ سے جہاد کے واسطے سواری مانگی تو حضرت ﷺ نے قسم کھائی کہ ہم کو سواری نہ دیں گے پھر حضرت ﷺ کو کچھ دیر نہ ہوئی کہ آپ کے پاس غنیمت کے اونٹ آئے سو حضرت ﷺ نے ہم کو پانچ اونٹ دینے کا حکم دیا جب ہم نے ان کو لے لیا تو ہم نے کہا

فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّكَ حَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا قَالَ أَجَلْ وَلٰكِنْ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا.

کہ ہم نے حضرت ﷺ کو آپ کی قسم یاد نہیں دلائی۔ اس کے بعد ہمارا کبھی بھلا نہ ہو گا سو میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا میں نے کہا یا حضرت! آپ نے ہم کو سواری نہ دینے کی قسم کھائی تھی اور پھر آپ نے ہم کو سواری دی ہے یعنی کیا آپ قسم کو بھول گئے؟ فرمایا ہاں میں نے قسم کھائی تھی اور میں بھولا نہیں لیکن میں نہیں قسم کھاتا کسی چیز پر پھر اس کے خیر کو اس سے بہتر جانوں مگر کہ کرتا ہوں اس چیز کو جو اس سے بہتر ہے یعنی اور کفارہ دے کر قسم کو توڑ ڈالتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث سے اس شخص کا جواب حاصل ہوا جس نے قسم کھائی تھی کہ میں مرغ کا گوشت نہیں کھاؤں گا اور اس حدیث کی شرح کتاب الاطعمہ میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

٤٠٣٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَخْرَةَ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيُّ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ جَآءَتْ بَنُوْ تَمِيْمٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبْشِرُوْا يَا بَنِيْ تَمِيْمٍ قَالُوْا أَمَّا إِذْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُوْ تَمِيْمٍ قَالُوْا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

۴۰۳۵۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قوم بنی تمیم کے لوگ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بہشت کی بشارت لو اے بنو تمیم! تو انہوں نے کہا کہ جب آپ نے ہم کو بشارت دی تو ہم کو کچھ مال بھی دو حضرت ﷺ کا چہرہ سرخ ہوا پھر چند لوگ یمن والوں سے آئے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بشارت کو قبول کرو جب کہ بنی تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انہوں نے کہا یا حضرت! ہم نے بشارت قبول کی۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ یمن کے چند لوگ آئے سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قبول کرو بشارت کو۔ (فتح)

٤٠٣٦ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا

۴۰۳۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایمان ادھر ہے اور اپنے ہاتھ سے یمن کی طرف

شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ هَا هُنَا وَأَشَارَ بِيَدِهٖ إِلَى الْيَمَنِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الْإِبِلِ مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ.

اشارہ کیا اور بے رحمی اور سخت دلی اُن لوگوں میں ہے جو شور کرنے والے ہیں اونٹوں کی دم کے پاس جس جگہ سے شیطان کے دو سینگ نکلتے ہیں ربیعہ اور مضر کی قوم میں۔

فائدہ: مدینے سے مشرق کی طرف یہ دونوں قومیں رہتی تھیں نہایت سخت لوگ تھے اور مراد شیطان کے دونوں سینگوں سے اس کے سر کے دونوں طرف ہیں اس واسطے کہ وہ سورج کے چڑھنے کی جگہ کے مقابل کھڑا ہوتا ہے سو جب سورج چڑھتا ہے تو اس کے دو سینگوں میں ہوتا ہے۔

٤٠٣٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوْبًا الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِيْ أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ فِيْ أَهْلِ الْغَنَمِ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے پاس یمن والے آئے ہیں ان کے دل کے پردے پتلے ہیں اور ان کے دل نرم ہیں عمدہ ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمنی ہے اور بڑائی مارنا اور تکبر کرنا اونٹ والوں میں ہے اور غریبی اور چین بکری والوں میں ہے اور کہا سلیمان نے میں نے ذکوان سے سنا یعنی سلیمان کا سماع ذکوان سے ثابت ہے۔

٤٠٣٨ - حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ وَالْفِتْنَةُ هَا هُنَا هَا هُنَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

۴۰۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمدہ ایمان یمن کا ہے اور فتنہ وفساد ادھر سے ہے یعنی مشرق کی طرف سے اور ادھر سے شیطان کا سینگ یعنی سر کا کنارہ نکلتا ہے۔

٤٠٣٩ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

۴۰۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ أَضْعَفُ قُلُوبًا وَأَرَقُّ أَفْئِدَةً الْفِقْهُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ.

نے فرمایا کہ آئے تمہارے پاس یمن والے ان کے دل نرم ہیں اور ان کے دل کے پردے پتلے ہیں فقہ یمن کی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ آئے تمہارے پاس یمن والے تو یہ خطاب اصحاب کے واسطے ہے جو مدینے میں تھے اور یہ جو کہا کہ فتنہ وفساد ادھر سے ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے تو اس کی شرح فتن میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اور باقی مطالب کی شرح بدء الخلق میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں اشارہ کر دیا ہے کہ قول حضرت ﷺ کا کہ تمہارے پاس یمن والے آئے رد کرتا ہے اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ مراد اس قول کے ساتھ اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ انصار لوگ ہیں اور بے شک ذکر کیا ہے ابن صلاح نے قول ابو عبید وغیرہ کا کہ معنی حضرت ﷺ کے اس قول کے کہ ایمان یمن کا ہے یہ ہیں کہ ایمان کے پیدا ہونے کی جگہ مکے سے ہے اس واسطے کہ مکہ تہامہ سے ہے اور تہامہ یمن سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد مکہ اور مدینہ ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے یہ کلام تبوک میں فرمایا تھا سو بہ نسبت تبوک کے مدینہ یمن کی طرف ہے اور تیسرے معنی یہ ہیں کہ مراد ان کے ساتھ انصار ہیں اس واسطے کہ وہ یمنی ہیں اصل میں پس نسبت کیا گیا ایمان ان کی طرف واسطے ہونے ان کے انصار حضرت ﷺ کے اور کہا ابن صلاح نے اگر حدیث کے لفظوں میں غور کرتے تو اس تاویل کی طرف محتاج نہ ہوتے اس واسطے کہ قول حضرت ﷺ کا اتاکم اهل الیمن خطاب ہے واسطے لوگوں کے اور ان میں سے انصار لوگ ہیں پس متعین ہوا کہ جو لوگ آئے تھے وہ ان کے غیر ہیں کہا اور معنی حدیث کے صفت بیان کرنا ہے ان لوگوں کی جو آئے ساتھ قوت ایمان کے اور کمال اس کی کے اور نہیں ہے کوئی مفہوم واسطے اس کے پھر کہا کہ مراد وہ لوگ ہیں جو اس وقت موجود ہیں ان میں سے نہ کل یمن والے ہر زمانے میں انتہی۔ اور نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ ہو مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے الایمان یمان وہ چیز کہ عام تر ہے اس معنی سے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن صلاح اور ابو عبید نے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قول اس کا ایمان شامل ہے ہر شخص کو کہ منسوب ہے یمن کی طرف ساتھ بستی کے اور ساتھ قبیلے کے لیکن ظاہر تر یہ ہے کہ مراد اس کے ساتھ وہ شخص ہے جو منسوب ہے ساتھ بسنے کے بلکہ وہی ہے مشاہد ہر زمانے میں احوال رہنے والوں جہت یمن کے سے اور جہت شمال کے سے سو یمن کی طرف کے لوگ اکثر نرم دل اور نرم بدن ہوتے ہیں اور شمال کی طرف کے لوگ اکثر سخت دل اور سخت بدن ہوتے ہیں اور وارد کیا ہے بخاری نے ان حدیثوں کو اشعریوں کے حق میں اس واسطے کہ وہ یمن والوں سے ہیں قطعا اور شاید اشارہ کیا ہے بخاری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ مدینے میں تھے اچانک کہا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اور آئے یمن والے ان کے دل پاک ہیں ان کی

بندگی خوب ہے عمدہ ایمان یمن کا ہے اور فقہ یمنی ہے اور حکمت بھی یمنی ہے روایت کیا ہے اس کو بزار نے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا ظاہر ہوتے ہیں تم پر یمن والے جیسے وہ بادل ہیں وہ دل ہیں وہ سب زمین والوں سے بہتر ہیں کہا خطابی نے وہ نرم دل اس واسطے ہیں کہ فواد دل کا پردہ ہے سو جب پتلا ہوتا ہے تو پہنچ جاتا ہے قول طرف اس چیز کی جو اس کے پیچھے ہے یعنی دل میں اور جب پردہ موٹا ہوتا ہے تو وہ اندر نہیں پہنچا سکتا۔ (فتح)

٤٠٤٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا مَّعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَجَآءَ خَبَّابٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَيَسْتَطِيْعُ هٰؤُلَاءِ الشَّبَابُ أَنْ يَّقْرَءُوْا كَمَا تَقْرَأُ قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ شِئْتَ أَمَرْتُ بَعْضَهُمْ يَقْرَأُ عَلَيْكَ قَالَ أَجَلْ قَالَ اِقْرَأْ يَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَيْدُ بْنُ حُدَيْرٍ أَخُوْ زِيَادِ بْنِ حُدَيْرٍ أَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ أَنْ يَّقْرَأَ وَلَيْسَ بِأَقْرَئِنَا قَالَ أَمَا إِنَّكَ إِنْ شِئْتَ أَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَوْمِكَ وَقَوْمِهِ فَقَرَأْتُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ مَرْيَمَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى قَالَ قَدْ أَحْسَنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا أَقْرَأُ شَيْئًا إِلَّا وَهُوَ يَقْرَؤُهُ ثُمَّ الْتَفَتَ إِلٰى خَبَّابٍ وَّعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِهٰذَا الْخَاتَمِ أَنْ يُّلْقٰى قَالَ أَمَا إِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَيَّ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَلْقَاهُ رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.

۴۰۴۰۔ حضرت علقمہ سے روایت ہے کہ ہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے سو خباب آیا سو اس نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن یہ جوان بھی قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسے تو پڑھتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبردار ہو اگر تو چاہے تو میں کسی کو کہتا ہوں کہ تیرے آگے قرآن پڑھے اس نے کہا ہاں کہا پڑھ اے علقمہ! تو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو علقمہ کو پڑھنے کا حکم کرتا ہے اور حالانکہ وہ ہم سے زیادہ قاری نہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو اگر تو چاہے تو میں تجھ کو خبر دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری قوم اور اس کی قوم کے حق میں فرمایا علقمہ کہتا ہے سو میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیتیں پڑھیں کہا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تو کس طرح دیکھتا ہے؟ یعنی اس نے قرآن کیسا پڑھا؟ اس نے کہا خوب پڑھا ہے کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نہیں پڑھتا میں کوئی چیز مگر کہ وہ اس کو پڑھتا ہے پھر اس نے خباب رضی اللہ عنہ کی طرف پھر کر دیکھا اور اس کے ہاتھ میں سونے کی انگشتری تھی سو کہا کہ کیا اس انگوٹھی کے پھینکنے کا وقت نہیں پہنچا خباب رضی اللہ عنہ نے کہا خبردار ہو بیشک تو آج کے بعد اس کو میرے ہاتھ میں کبھی نہ دیکھے گا سو اس نے اس کو پھینک دیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تجھ کو خبر دوں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری قوم اور اس کی قوم کے حق میں فرمایا تو گویا یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نخع پر ثناء کی اس واسطے کہ علقمہ نخعی ہے اور بنی اسد کی مذمت کی اور زیاد اسدی ہے پس لیکن ثناء کرنا نخع پر پس روایت کیا ہے اس کو احمد وغیرہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبیلے نخعی کے واسطے دعا کی یا کہا ان کی ثناء کی میں نے آرزو کی

کہ میں بھی ایک مردان میں سے ہوتا اور بہر حال مذمت کرنا حضرت ﷺ کا واسطے بنی اسد کے پس پہلے گزر چکی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ قوم جہینہ وغیرہ بہتر ہیں قوم بنی اسد سے اور نخعی منسوب ہے طرف نخع کی کہ ایک قبیلہ ہے مشہور یمن میں اور خطاب کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے خباب رضی اللہ عنہ کو کہ تو کس طرح دیکھتا ہے؟ اس واسطے کہ اول انھوں نے ان سے سوال کیا تھا اور انہی نے کہا کہ خوب پڑھا اور یہ جو کہا کہ جو میں پڑھتا ہوں سو علقمہ پڑھتا ہے تو اس میں بڑی فضیلت ہے واسطے علقمہ کے اس واسطے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی گواہی دی کہ وہ قرأت میں اس کے برابر ہے اور اس حدیث میں فضیلت ہے واسطے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے اور خوبی نرمی اس کے وعظ اور تعلیم میں اور یہ کہ بعض اصحاب پر بعض احکام پوشیدہ رہتے تھے پھر جب اس پر تنبیہ کی جاتی تھی تو اس کی طرف رجوع کرتے اور شاید خباب رضی اللہ عنہ کا اعتقاد یہ تھا کہ مردوں کے واسطے سونے کی انگوٹھی پہننی یہ نہی واسطے تنزیہ کے ہے سو تنبیہ کی اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کے حرام ہونے پر تو وہ جلدی اس کی طرف پھرے۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ دَوْسٍ وَّالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ.

باب ہے بیان میں قصے دوس اور طفیل بن عمرو دوسی کے۔

فائدہ: دوس ایک قوم ہے یمن میں طفیل اس قوم میں سے تھا اور طفیل بن عمرو کو لوگ ذوالنور بھی کہتے تھے اس واسطے کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہوا تو حضرت ﷺ نے اس کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے عرض کیا کہ میرے واسطے کوئی نشانی معین کریں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الہٰی! اس کے واسطے روشنی کر تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور بلند ہوا تو اس نے کہا کہ اے رب! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں یہ پیغمبر کے برابر ہے تو وہ پھر کر اس کی کوکھ کی ایک طرف میں جا ٹھہرا اور تھا روشنی کرتا اندھیری رات میں ذکر کیا ہے اس کو ہشام نے دراز قصے میں اور اس میں ہے کہ اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی سو اس کا باپ مسلمان ہوا اور اس کی ماں مسلمان نہ ہوئی اور تنہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کا حکم قبول کیا میں کہتا ہوں کہ یہ دلالت کرتا ہے اوپر قدیم ہونے اسلام اس کے۔ (فتح)

٤٠٤١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَّأْتِ بِهِمْ.

۴۰۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! دوس کی قوم ہلاک ہوئی نافرمان ہوئے اسلام سے انکار کیا سو آپ دعا کیجیے اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے سو حضرت ﷺ نے فرمایا الہٰی! دوس کی قوم کو ہدایت کر اور ان کو میرے پاس لا۔

فائدہ: حضرت ﷺ نے جیسے ہی دعا کی تھی اسی کے مطابق واقع ہوا پس ذکر کیا ہے ابن کلبی نے کہ حبیب بن عمرو ابن حثمہ دوس کی قوم کا حاکم تھا اور اسی طرح اس کا باپ بھی اس سے پہلے اور اس کی عمر تین سو برس کی تھی اور حبیب کہا کرتا تھا کہ البتہ میں جانتا ہوں کہ خلق کے واسطے کوئی خالق ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے سو جب اس نے حضرت ﷺ کا حال سنا تو آپ کی طرف نکلا اور اس کے ساتھ پچھتر مرد تھے اس کی قوم سے سو وہ مسلمان ہوا اور اس کے ساتھی بھی سب مسلمان ہوئے اور ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے کہ طفیل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں شہید ہوئے اجنادین میں۔ (فتح)

٤٠٤٢ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ يَا لَيْلَةً مِّنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ وَأَبَقَ غُلَامٌ لِّي فِي الطَّرِيقِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ فَقُلْتُ هُوَ لِوَجْهِ اللهِ فَأَعْتَقْتُهُ.

۴۰۴۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں حضرت ﷺ کے پاس آیا تو میں نے کہا اے رات فریاد ہے تیری درازی اور رنج سے اس کے باوجود کہ تو نے مجھ کو دار الحرب سے نجات دی اور میرا غلام راہ میں بھاگا سو جب میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ سے بیعت کی سو جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا تھا کہ اچانک غلام ظاہر ہوا تو حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! یہ تیرا غلام ہے؟ تو میں نے کہا کہ وہ اللہ کے واسطے آزاد ہے سو اس کو آزاد کر دیا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب العتق میں گزر چکی ہے اور مقصود ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا سکوت ہے درازی اور رنج شب فراق کی سے اور اس روایت میں ہے کہ میرا غلام بھاگا اور یہ اس روایت کے مخالف نہیں جو عتق میں گزر چکی ہے کہ ایک نے اپنے ساتھی کو گم کیا اس واسطے کہ ابق کی روایت نے گم کرنے کی وجہ کی تفسیر کی اور یہ کہ گم کرنے والے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تھے برخلاف غلام اس کے اور لیکن آنا اس کا اور یہ جو کہا کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس پھر آیا تو یہ بھی اس کا مخالف نہیں اس واسطے کہ وہ محمول ہے اس پر کہ اس نے بھاگنے سے رجوع کیا اور اسلام کی برکت سے اپنے سردار کی طرف پھر آیا اور احتمال ہے کہ ابق کے معنی یہ ہوں کہ اس نے راہ گم کی پس نہ مخالفت ہوگی دونوں روایتوں میں۔ (فتح)

بَابُ قِصَّةِ وَفْدِ طَيِّءٍ وَّحَدِيثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ.

باب ہے بیان میں قصے ایلچیوں طی کے اور حدیث عدی بن حاتم کی۔

فائدہ: یعنی ابن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امرء القیس بن عدی طائی منسوب طرف طے بن اود بن یشجب بن

عریب بن زید بن کہلان بن صبا کے کہتے ہیں اس کا نام جلہمہ تھا پس نام رکھا گیا طی اس واسطے کہ اول اسی نے کنوئیں کو گول کیا تھا اور احمد نے اس کے اول میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنی قوم کے چند لوگوں کے ساتھ آیا تو وہ مجھ سے منہ پھیرنے لگے تو میں نے سامنے ہو کر اس سے کہا کہ کیا تو مجھ کو پہچانتا ہے پس ذکر کی حدیث مثل بخاری اور مسلم کے۔ (فتح)

٤٠٤٣ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ أَتَيْنَا عُمَرَ فِيْ وَفْدٍ فَجَعَلَ يَدْعُوْ رَجُلًا رَجُلًا وَّيُسَمِّيْهِمْ فَقُلْتُ أَمَا تَعْرِفُنِيْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ بَلٰى أَسْلَمْتَ إِذْ كَفَرُوْا وَأَقْبَلْتَ إِذْ أَدْبَرُوْا وَوَفَيْتَ إِذْ غَدَرُوْا وَعَرَفْتَ إِذْ أَنْكَرُوْا فَقَالَ عَدِيٌّ فَلَا أُبَالِيْ إِذًا.

۴۰۴۳۔ حضرت عدی بن حاتم سے روایت ہے کہ ہم ایلچیوں میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے یعنی ان کی خلافت میں سو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایک مرد کو بلانا شروع کیا اور ان کا نام لیا یعنی پہلے اس سے کہ ان کو بلائیں تو میں نے کہا اے امیر المومنین! کیا تم مجھ کو نہیں پہچانتے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں تو مسلمان ہوا جب وہ کافر ہوئے اور تو حاضر ہوا جب انہوں نے اسلام کو پیٹھ دی اور تو نے عہد کو پورا کیا جب کہ انہوں نے دغا کیا اور تو نے اسلام کی حقانیت پہچانی جب کہ انہوں نے انکار کیا تو عدی نے کہا سو اس وقت مجھ کو کچھ پرواہ نہیں یعنی جب کہ تم میرا قدر پہچانتے ہو تو میں نہیں پرواہ کرتا جب کہ تم نے میرے غیر کو مجھ پر مقدم کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہاں تو مسلمان ہوا جب کہ وہ کافر ہوئے الخ تو اشارہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے ساتھ اوپر وفا کرنے عدی کے ساتھ اسلام کے اور صدقہ کے بعد فوت ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ کہ اس نے اپنے تابعداروں کو مرتد ہونے سے منع کیا اور یہ مشہور ہے نزدیک اہل علم بالفتوح کے اور روایت کی ہے احمد نے بیچ سبب اسلام عدی کے کہ اس نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں نے اس کو برا جانا تو میں چلا نہایت دوسری طرف زمین کے جو روم سے لگتی ہے پھر میں نے وہاں ٹھہرنے کو برا جانا میں نے کہا اگر میں اس کے پاس جاؤں سو اگر وہ جھوٹا ہوگا تو مجھ پر پوشیدہ نہ رہے گا سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان ہو جا دونوں جہان میں سلامت رہے گا میں نے کہا میرا ایک دین ہے اور وہ نصرانی پس ذکر کیا مسلمان ہونا اس کا اور روایت کی ہے ترمذی نے عدی بن حاتم سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ عدی بن حاتم ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پہلے کہتے تھے کہ میں امید رکھتا ہوں یہ کہ اللہ اس کے ہاتھ کو میرے ہاتھ میں ڈالے۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

❀ ...... ❀ ...... ❀

فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۸

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ.

بَابُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. باب ہے بیان میں حجۃ الوداع کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے جابر رضی اللہ عنہ نے اپنی حدیث دراز میں حجۃ الوداع کی صفت میں جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نو سال ٹھہرے یعنی جب ہجرت کر کے مدینے میں آئے حج نہ کیا پھر پکارا گیا لوگوں میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کا ارادہ رکھتے ہیں سو یہ خبر سن کے بہت لوگ مدینہ میں آئے سب یہی چاہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں (آخر تک) اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کرنے سے پہلے تین حج کیے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ماجہ اور حاکم نے میں کہتا ہوں یہ مبنی ہے اوپر عدد وفود انصار کے طرف گھاٹی کے جو منیٰ میں ہے بعد حج کے اس واسطے کہ وہ تین بار کے میں آئے پہلی بار آپس میں وعدہ کیا پھر دوسری بار آئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت اولیٰ کی پھر تیسری بار آئے تو بیعت ثانی کی جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا اول ہجرت میں اور اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس سے کوئی حج نہیں کیا تھا اور تحقیق روایت کی ہے حاکم نے ثوری سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے کئی حج کیے اور ابن جوزی نے کہا کہ ان کی گنتی معلوم نہیں اور کہا ابن اثیر نے نہایہ میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت سے پہلے ہر سال حج کیا کرتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچیسویں ذی قعدہ کو مدینے سے نکلے اور روایت کیا ہے اس کو بخاری نے حج میں اور مسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے مانند اس کے اور جزم کیا ہے ابن حزم نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن مدینے سے نکلے اور اس میں نظر ہے کہ ذی حج کا پہلا دن قطعا جمعرات کا دن تھا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وقوف عرفہ میں جمعہ کے دن تھا پس متعین ہوا کہ مہینے کا پہلا دن جمعرات تھا پس نہیں صحیح ہے کہ ہو نکلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دن جمعرات کے بلکہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ ہو دن جمعہ کا لیکن ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے ظہر کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے میں چار رکعتیں پڑھیں اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعتیں پڑھیں پس دلالت کی اس نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلنا جمعہ کے دن نہ تھا پس باقی رہا مگر یہ کہ نکلنا آپ کا دن ہفتے کے اور جو کہتا ہے کہ ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے سو اس کا قول محمول ہے اس پر کہ اگر مہینہ تیس دن کا ہو سو اتفاقاً وہ مہینہ انتیس دن کا ہوا سو ذی الحجہ کا پہلا دن جمعرات کا دن ہوگا

بعد گزرنے چار رات کے نہ پانچ کے اور ساتھ اس کے حاصل ہو گی تطبیق حدیثوں میں۔ (فتح)

پھر بخاری نے اس باب میں سترہ حدیثیں ذکر کی ہیں اُن میں سے اکثر کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور عنقریب بیان کروں گا میں اس کو ساتھ زیادہ فائدوں کے۔ (فتح)

٤٠٤٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلَّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِيْ رَأْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَأَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ إِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذِهٖ مَكَانَ عُمْرَتِكِ قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ أَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ أَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِّنًى وَأَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَإِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا.

۴۰۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حجۃ الوداع میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو ہم نے عمرے کا احرام باندھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو تو چاہیے کہ حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھے پھر نہ حلال ہو یہاں تک کہ دونوں سے یکبارگی حلال ہو سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکے میں آئی اور مجھ کو حیض آتا تھا اور نہ میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور نہ صفا اور مروہ کی سعی کی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی یعنی اپنے حال کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا سر کھول ڈال اور کنگھی کر اور حج کا احرام باندھ اور عمرہ چھوڑ دے تو میں نے ایسا ہی کیا سو جب ہم نے حج ادا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یعنی میرے بھائی کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا تو میں نے وہاں سے عمرے کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بدلے عمرے تیرے کے ہے کہ تو نے چھوڑا تھا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا انہوں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی پھر حلال ہوئے احرام سے پھر منیٰ سے پھرنے کے بعد دوسرا طواف کیا اور لیکن جنہوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا سو انہوں نے ایک ہی طواف کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٥ ـ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ قَالَ هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ مَحِلُّهَا إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ﴾ وَمِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْحَابَهُ أَنْ يَّحِلُّوْا فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قُلْتُ إِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَّرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ.

۴۰۴۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب خانے کعبے کا طواف کرے یعنی جس نے مطلق عمرے کا احرام باندھا برابر ہے کہ قارن ہو یا متمتع تو البتہ احرام سے حلال ہو جاتا ہے ابن جریج راوی کہتا ہے میں نے عطاء سے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ کس جگہ سے یعنی کس دلیل سے کہا ہے؟ عطاء نے کہا اس آیت کی دلیل سے کہ پھر جگہ حلال ہونے اس کے کی خانے کعبے کی طرف ہے اور حکم کرنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اپنے اصحاب کو یہ کہ حلال ہوں حجۃ الوداع میں میں نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ وقوف عرفہ کے بعد تھا کہا اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما اعتقاد کرتے تھے کہ وقوف عرفات سے پہلے احرام اتارنا بھی درست ہے اور پیچھے بھی درست ہے۔

فائدہ: اور یہ مذہب مشہور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور اس کی بحث حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٦ ـ حَدَّثَنِیْ بَيَانٌ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا عَنْ أَبِیْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَآءِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ كَيْفَ أَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِإِهْلَالٍ كَإِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِّنْ قَيْسٍ فَفَلَتْ رَأْسِیْ.

۴۰۴۶۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحاء میں آیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے حج کا احرام باندھا ہے؟ میں نے کہا ہاں فرمایا کہ تو نے کس طرح احرام باندھا ہے؟ اس نے کہا یہ کہ میں حاضر ہوں خدمت میں ساتھ احرام کے مانند احرام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خانے کعبے کے گرد گھوم اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ پھر احرام اتار ڈال سو میں نے خانے کعبے کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی پھر میں قبیلہ قیس کی ایک عورت کے پاس آیا سو اس نے میرے سر کو کنگھی کی اور میری جوئیں نکالیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٧ ـ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ

۴۰۴۷۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنی بیویوں کو

عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يَّحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ فَمَا يَمْنَعُكَ فَقَالَ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَسْتُ أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ هَدْيِيْ.

حکم دیا کہ احرام اتار ڈالیں حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو آپ کو احرام اتارنے سے کیا مانع ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے گوند وغیرہ سے اپنے سر کے بال جمائے اور اپنی قربانی کے گلے میں جوتیوں کا ہار ڈالا سو میں حلال نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اپنی قربانی ذبح کروں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٤٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَّدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ أَدْرَكَتْ أَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَّسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِيْ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ.

۴۰۴۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں فتویٰ پوچھا جب کہ فضل رضی اللہ عنہ عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے سو اس نے کہا کہ یا حضرت! بیشک اللہ کے فرض نے کہ اس کے بندوں پر ہے حج کے امر میں پایا میرے باپ کو اس حال میں کہ بہت بوڑھا ہے یعنی وہ بڑھاپے میں مسلمان ہوا سواری پر ٹھہر نہیں سکتا سو کیا کفایت کرتا ہے کہ میں اس کی طرف سے حج کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں کفایت کرتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے اور وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے تصریح کرنے راوی کے کہ یہ واقعہ حجۃ الوداع میں ہی تھا۔

٤٠٤٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۰۴۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال سامنے سے آئے اور حالانکہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنی اونٹنی قصواء پر اپنے پیچھے چڑھائے ہوئے تھے اور آپ کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَآءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ حَتّٰى أَنَاخَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ ائْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ فَجَآئَهُ بِالْمِفْتَاحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ ثُمَّ أَغْلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ وَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُوْلَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَآئِمًا مِّنْ وَّرَآءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلّٰى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ وَكَانَ الْبَيْتُ عَلٰى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ سَطْرَيْنِ صَلّٰى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهٖ وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِیْ يَسْتَقْبِلُكَ حِيْنَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ قَالَ وَنَسِيْتُ أَنْ أَسْأَلَهٗ كَمْ صَلّٰى وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِیْ صَلّٰى فِيْهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَآءُ.

ساتھ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے نزدیک اونٹنی بٹھلائی پھر عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کعبے کی چابی ہمارے پاس لاؤ یعنی سو وہ چابی لایا اور آپ کے واسطے کعبے کا دروازہ کھولا گیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسامہ رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کعبے کے اندر داخل ہوئے اور اندر سے دروازہ بند کیا سو بہت دیر اس کے اندر ٹھہرے پھر باہر تشریف لائے سو لوگ اندر داخل ہونے کے واسطے جھپٹے سو میں ان سے پہلے داخل ہوا تو میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے کے پیچھے کھڑے پایا سو میں نے اس سے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی؟ اس نے کہا کہ ان دو اگلے ستونوں کے درمیان اور خانہ کعبہ چھ ستونوں پر تھا دو حصے اگلی سطر سے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی اور کعبے کے دروازے کو اپنی پیٹھ پیچھے کیا اور سامنے ہوئے اپنے منہ سے اس جگہ کو کہ تیرے سامنے ہے جب کہ تو کعبہ کے اندر داخل ہوا یعنی نماز پڑھی درمیان اس جگہ کے کہ تیرے سامنے ہوتی ہے اور درمیان دیوار کے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اور بلال رضی اللہ عنہ سے یہ بات پوچھنی بھول گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور جس جگہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اس کے پاس سرخ پتھر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے اور مرمر ایک قسم کا پتھر ہوتا ہے نفیس اور یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کعبے کی بنا بدلی گئی اور مناسبت اس حدیث کی ساتھ باب حجۃ الوداع کے ظاہر نہیں اس واسطے کہ یہ حدیث تصریح ہے کہ یہ قصہ فتح مکہ کے سال تھا اور مکہ کا فتح ہونا آٹھویں سال تھا اور حجۃ الوداع دسویں سال تھا اور اس باب کی سب حدیثوں میں تصریح ہے ساتھ حجۃ الوداع کے اور ساتھ حجۃ النبی کے اور وہ حجۃ الوداع ہے۔ (فتح)

۴۰۵۰ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَأَبُوْ

۴۰۵۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کو حجۃ الوداع میں حیض ہوا تو

سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقُلْتُ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا وہ ہم کو روکنے والی ہے؟ یعنی کوچ سے سو میں نے کہا کہ یا حضرت! بیشک اس نے طواف زیارت کر لیا ہے اور خانے کعبے کے گرد گھوم لیا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا پس چاہیے کہ چلے یعنی مدینے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٥١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِيْ مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ فَأَطْنَبَ فِيْ ذِكْرِهٖ وَقَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَنْذَرَ أُمَّتَهٗ أَنْذَرَهٗ نُوْحٌ وَّالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ وَإِنَّهٗ يَخْرُجُ فِيْكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ شَأْنِهٖ فَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلٰى مَا يَخْفٰى عَلَيْكُمْ ثَلَاثًا إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَإِنَّهٗ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ أَلَا إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا أَلَا هَلْ

۴۰۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم آپس میں حجۃ الوداع کی گفتگو کرتے تھے اور حالانکہ حضرت ﷺ ہمارے درمیان تھے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کے کیا معنی ہیں اور اس کو حجۃ الوداع کن معنوں سے کہا گیا سو حضرت ﷺ نے اللہ کی حمد کی اور تعریف کی پھر مسیح دجال کا ذکر کیا سو اس کا حال بہت لمبا بیان کیا اور فرمایا کہ اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس نے امت کو ڈرایا یعنی دجال سے ڈرایا اس سے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو اور پیغمبروں نے کہ ان کے بعد تھے اور یہ کہ وہ تم میں نکلے گا سو اگر اس کا حال تم پر پوشیدہ ہے تو نہیں پوشیدہ تم پر یہ کہ بیشک تمہارا رب کانا نہیں اور بیشک دجال دائیں آنکھ کا کانا ہے اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور خبر دار ہو بیشک اللہ نے حرام کیے تم پر تمہارے خون اور مال جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہارے شہر میں اس تمہارے مہینے میں یعنی مکے میں اور ذی حجہ کے مہینے میں عرفہ کا دن حرام ہے اس میں زیادتی کسی طرح درست نہیں اسی طرح اپنی جانوں اور مالوں کو جانو کسی کو دوسرے مسلمان کا ناحق

بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلَاثًا وَّيْلَكُمْ أَوْ وَيْحَكُمْ انْظُرُوْا لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

جان سے مارنا اور مال چھینا درست نہیں فرمایا خبردار ہو کیا میں نے تم کو اللہ کا پیغام پہنچایا؟ لوگوں نے کہا ہاں! فرمایا الٰہی! گواہ رہنا یہ آپ نے تین بار فرمایا کہ تم کو خرابی نظر کرو میرے پیچھے پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کے کیا معنی ہیں تو گویا کہ وہ ایک چیز ہے کہ ذکر کیا ہے اس کو حضرت ﷺ نے سو اصحاب نے اس کے ساتھ گفتگو کی اور نہ سمجھا انہوں نے کہ مراد ساتھ وداع کے وداع ہونا حضرت ﷺ کا ہے یہاں تک کہ حضرت ﷺ نے اس کے بعد تھوڑے دنوں میں انتقال فرمایا تو اس وقت انہوں نے حجۃ الوداع کا مطلب سمجھا اور البتہ واقع ہوا ہے حج میں منیٰ کے خطبے کے بیان میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس حدیث میں کہ حضرت ﷺ نے لوگوں کو وداع کیا اور میں نے وہاں بیان کیا ہے جو واقع ہوا ہے نزدیک بیہقی کے کہ سورۂ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی بیچ درمیان دنوں تشریق کے سو حضرت ﷺ نے پہچانا کہ وہ وداع ہے یعنی دنیا سے پس سوار ہوئے اور لوگوں کو جمع کیا پس ذکر کیا خطبے کو اور یہ جو کہا کہ حمد اور تعریف کی تو یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ یہ سب خطبہ حجۃ الوداع میں تھا اور البتہ ذکر کیا ہے خطبے کو حجۃ الوداع میں ایک جماعت اصحاب نے اُن میں سے کسی نے دجال کا ذکر نہیں کیا مگر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بلکہ اقتصار کیا ہے تمام نے اوپر حدیث اِنَّ اَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ الحدیث کے۔ (فتح)

٤٠٥٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَّأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَّاحِدَةً لَّمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرٰى.

۴۰۵۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انیس جنگیں لڑیں اور یہ کہ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد فقط ایک حج کیا یعنی حجۃ الوداع اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا کہا ابو اسحاق نے اور دوسرا مکے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہجرت کے بیان میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ آپ نے ہجرت کے بعد ایک حج کیا یعنی حجۃ الوداع اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا یعنی اور نہ اس سے پہلے کوئی حج کیا مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے نفی حج اصغر کی اور وہ عمرہ ہے پس نہیں صحیح ہے یہ نفی اس واسطے کہ عمرہ کیا ہے آپ ﷺ نے پہلے اس سے قطعا اور یہ جو کہا کہ ابو اسحاق نے اور مکے میں دوسرا تو یہ موصول ہے ساتھ اسناد مذکور کے اور غرض ابو اسحاق کی یہ ہے کہ جو کہا

آپ ﷺ نے ہجرت سے پہلے حج کیا تھا لیکن اقتصار کرنا اپنے قول آخری پر وہم پیدا کرتا ہے کہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے پہلے صرف ایک ہی حج کیا اور کوئی نہیں کیا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ حضرت ﷺ نے ہجرت سے پہلے کئی بار حج کیا بلکہ جس میں کچھ شک نہیں یہ ہے کہ حضرت ﷺ ہجرت سے پہلے جتنی مدت مکے میں رہے آپ ﷺ نے کبھی کوئی حج نہیں چھوڑا اس واسطے کہ کفار قریش کفر کی حالت میں کوئی حج نہیں چھوڑتے تھے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فقط وہ شخص ان میں سے اس سے باز رہتا تھا جو مکے میں نہ ہوتا یا اس کو ضعف مانع ہوتا اور جب کہ وہ بے دین ہونے کی حالت میں حج کے قائم رکھنے پر حرص کرتے تھے اور اس کو اپنا فخر جانتے تھے جس کے ساتھ وہ سب عرب پر مختار تھے تو کس طرح گمان کیا جائے گا ساتھ حضرت ﷺ کے کہ آپ حج نہیں کرتے تھے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت ﷺ کو نبوت سے پہلے زمانے میں دیکھا کہ آپ عرفات میں کھڑے تھے یعنی موسم میں اور یہ اللہ کی توفیق سے ہے واسطے آپ کے اور ثابت ہو چکی ہے دعوت دینا آپ کی عرب کی قوموں کو اسلام کی طرف منیٰ میں تین سال پے در پے جیسا کہ بیان کیا ہے میں نے اس کو بیچ باب ہجرت کے۔ (فتح)

٤٠٥٣ ۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِجَرِيْرٍ اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.

۴۰۵۳۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جریر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لوگوں سے کہہ چپ رہیں سو فرمایا میرے پیچھے پلٹ کر کافر نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردنیں ماریں۔

فائدہ: اس حدیث میں دلیل ہے اوپر وہم کرنے اس شخص کے جو گمان کرتا ہے کہ اسلام جریر رضی اللہ عنہ کا حضرت ﷺ کی وفات سے چالیس دن پہلے تھا اس واسطے کہ حجۃ الوداع حضرت ﷺ کی وفات سے پہلے اسی (۸۰) دن سے زیادہ تھا اور البتہ ذکر کیا ہے جریر رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ حج کیا۔ (فتح)

٤٠٥٤ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

۴۰۵۴۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ گھوم کر اپنی اصلی حالت پر ویسا ہو گیا جیسا اس دن تھا جب کہ اللہ نے زمین و آسمان بنائے تھے برس بارہ مہینے کا ہے اس میں سے چار مہینے حرام ہیں یعنی ان میں لڑنا درست نہیں تین مہینے تو برابر لگے ہوئے ہیں ذو القعدہ اور ذو الحجہ اور

وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثَةٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَآئَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُوْنَ أَوْعٰى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ يَقُوْلُ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ.

محرم ہیں اور چوتھا مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے پیچھے ہے فرمایا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب دانا ہیں سو آپ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے پہلے نام کے سوائے کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا ذی الحجہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب دانا ہیں سو آپ ﷺ چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے پہلے نام کے سوا کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا یہ مکہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، فرمایا: یہ کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں، سو چپ رہے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اس کے پہلے نام کے سوا کوئی اور نام اس کا رکھیں گے فرمایا کیا یہ قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، فرمایا البتہ تمہارے خون اور مال اور آبروئیں تم پر حرام ہیں جیسے اس تمہارے دن کو حرمت ہے اس تمہاری بستی میں اس تمہارے مہینے میں اور عنقریب تم اپنے رب کو ملے گے یعنی قیامت میں سو تمہارے عمل تم سے پوچھے گا سو میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ تم لوگوں سے بعض بعض کی گردن ماریں خبردار ہونا چاہیے کہ جو لوگ اس وقت حاضر ہیں وہ غائب لوگوں کو یہ حکم پہنچا دیں سو شاید کہ بعض شخص حکم پہنچایا گیا زیادہ یاد رکھنے والا ہو بعض سننے والوں سے سو محمد بن سیرین جب اس کو ذکر کرتا تو کہتے تھے کہ سچ فرمایا حضرت ﷺ نے پھر فرمایا خبردار ہو کیا میں نے اللہ کا حکم پہنچایا؟ دو بار فرمایا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں سو ان چار مہینوں کی حرمت مدت سے چلی آتی ہے سو مکے کے کافروں کا دستور تھا کہ جب ان کو لڑنا یا لوٹنا منظور ہوتا تو ان مہینوں کو بدل ڈالتے جیسے محرم میں لڑتے تو صفر کا نام محرم

رکھتے اس طرح ان بدبختوں نے مہینوں کو خلط ملط کر ڈالا تھا مہینوں کا اصل حساب ٹھیک نہیں رہا تھا جس سال حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو ذی الحجہ کا مہینہ دونوں حساب سے ٹھیک پڑا اصل کے حساب سے بھی اور کافروں کے حساب سے بھی تب حضرت ﷺ نے حج کے موسم میں ہزاروں آدمیوں کے سامنے یہ حدیث فرمائی یعنی اب زمانہ گردش کھا کر اصل حساب پر ٹھیک ہو گیا ہے اب کوئی اس حساب کو نہ بگاڑے عرب میں مضر ایک قوم کا نام تھا وہ رجب کے مہینے کو بہت مانتے تھے اس واسطے رجب کو ان کی طرف نسبت کیا اور یہ جو آیت میں ہے مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ تو بعض کہتے ہیں کہ حکمت بیچ ٹھہرانے محرم کے اول سال کی یہ ہے کہ حاصل ہو ابتدا ساتھ مہینے حرام کے اور ختم ہو ساتھ مہینے حرام کے اور سال کے بیچ میں بھی حرام کا مہینہ ہوا اور وہ رجب ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سال کے اخیر میں حرام کے دو مہینے پے در پے آتے ہیں واسطے ارادے فضیلت دینے خاتمہ کے اور عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ (فتح)

٤٠٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ أُنَاسًا مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالُوْا لَوْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ أَيَّةُ اٰيَةٍ فَقَالُوْا ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾. (المائدة:٣) فَقَالَ عُمَرُ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَيَّ مَكَانٍ أُنْزِلَتْ أُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ.

۴۰۵۵۔ حضرت طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ چند یہودیوں نے کہا کہ اگر یہ آیت ہمارے درمیان اترتی تو ہم اس دن کو عید ٹھہراتے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ کون سی آیت ہے؟ انہوں نے کہا یہ آیت کہ آج کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا اور پوری کیں تم پر اپنی نعمتیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ البتہ میں جانتا ہوں جس جگہ یہ آیت اتری اور حالانکہ حضرت ﷺ عرفات میں کھڑے تھے یعنی عرفے کے دن کہ وہ ہماری عید کا دن ہے۔

فائدہ: باب الایمان میں یہ حدیث اس لفظ سے گزر چکی ہے کہ ایک مرد یہودی نے کہا اور میں نے وہاں بیان کیا کہ مراد ساتھ اس کے کعب احبار رضی اللہ عنہ ہے اور اس میں اشکال ہے اس جہت سے کہ وہ مسلمان ہو چکا تھا اور جائز ہے کہ اس نے مسلمان ہونے سے پہلے پوچھا ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہوا یمن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر حضرت ﷺ کی زندگی میں پس اگر یہ ثابت ہو تو احتمال ہے کہ جن یہودیوں نے سوال کیا تھا وہ کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوال پر جمع ہوئے ہوں اور سوال اس کا خود کعب رضی اللہ عنہ نے کیا ہو پس جمع ہوں گی سب روایتیں اور باقی شرح اس کی کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

فائدہ: کامل کیا میں نے واسطے تمہارے دین تمہارا ساتھ اس طور کے کہ میں نے کفایت کی تم کو تمہارے دشمن سے

اور غالب کیا تم کو اوپر اس کے جیسے کہ بادشاہ کہتے ہیں کہ آج ہمارا ملک ہمارے واسطے کامل ہوا یعنی کفایت کیے گئے ہم اس شخص سے جس سے ہم ڈرتے تھے یا کامل کی میں نے واسطے تمہارے وہ چیز جس کی تم کو حاجت ہے اپنی تکلیف میں تعلیم حلال اور حرام سے اور واقف کرنے سے اوپر احکام اسلام کے اور قوانین قیاس کے۔ (ق)

٤٠٥٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ وَّمِنَّا مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ وَّأَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَأَمَّا مَنْ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى يَوْمَ النَّحْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَّقَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ مِّثْلَهٗ.

۴۰۵۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کو نکلے سو ہم میں سے بعض نے عمرے کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا اور بعض نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا سو جن لوگوں نے صرف حج یا حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا تھا سو نہ حلال ہوئے یہاں تک کہ قربانی کا دن ہوا یعنی دسویں ذوالحجہ کو انہوں نے احرام اُتارا اور دوسری روایت میں مالک سے اتنا زیادہ ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں نکلے اور تیسری روایت میں بھی مالک سے اسی طرح ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری نے اس حدیث کو مالک سے ساتھ کئی طریقوں کے دو طریقوں میں ان سے حجۃ الوداع کا ذکر ہے اور یہی مقصود ہے ترجمہ باب سے۔

٤٠٥٧ ۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ عَادَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَّجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰى وَأَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَةٌ لِّيْ

۴۰۵۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں میری خبر پوچھنے کو تشریف لائے ایک بیماری سے جس سے میں قریب الموت ہوا سو میں نے کہا یا حضرت! مجھ کو بیماری سے جو نوبت پہنچی آپ دیکھتے ہیں اور میری ایک بیٹی ہے اس کے سوائے کوئی میرا وارث نہیں سو کیا میں دو تہائی مال خیرات کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پھر میں نے کہا کہ آدھا مال خیرات کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا قُلْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهٖ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَأُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً وَّلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَّيُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَآئِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَثٰى لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.

فرمایا کہ نہ پھر میں نے کہا کہ تہائی مال خیرات کروں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا اور تہائی بھی خیرات کے واسطے بہت ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر اور جو کچھ کہ خرچ کرے گا اللہ کی رضا مندی کے واسطے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہاں تک کہ جو لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی ثواب تجھ کو ملے گا میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے چھوڑا جاؤں گا فرمایا تو ہرگز پیچھے نہ چھوڑا جائے گا پس تو کوئی ایسا عمل نہ کرے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہو مگر اس کے سبب تیرا درجہ اور بلندی زیادہ ہوگی اور شاید کہ تو پیچھے چھوڑا جائے گا یعنی تیری زندگی بہت ہوگی یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت گروہ اور نقصان پائیں گے تجھ سے اور لوگ۔ الٰہی! جاری اور قائم رکھ میرے اصحاب کی ہجرت کو اور نہ پھیر ان کو ایڑیوں کے بل لیکن نہایت محتاج سعد بن خولہ ہے حضرت ﷺ اس کے واسطے غمناک ہوئے یہ کہ پھر کے میں آ کر مرا یعنی واسطے مرنے اس کے اس زمیں میں جس سے ہجرت کی۔

فائدہ: پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی وصایا میں اور تقریر واقع ہونے اس کے کی حجۃ الوداع میں اور یہاں توجیہ اس شخص کی جو کہتا ہے یہ واقعہ حجۃ الوداع میں تھا اور وجہ تطبیق کی درمیان دونوں روایتوں کے جس کے دوہرانے کی حاجت نہیں۔ (فتح)

۴۰۵۸۔ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ

۴۰۵۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنا سر منڈایا۔

رَأْسَهُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

٤٠٥٩ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَأُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ.

۴۰۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سر منڈایا حضرت ﷺ نے حجۃ الوداع میں اور آپ کے چند اصحاب نے اور بعض نے بال کتروائے۔

فائدہ: اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٦٠ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيْرُ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ.

۴۰۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ سامنے آئے گدھے پر سوار اور حضرت ﷺ منیٰ میں کھڑے لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے حجۃ الوداع کے دن سو گدھا کچھ صف کے آگے چلا پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما اس سے اترے اور لوگوں کے ساتھ صف میں کھڑے ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز کے بیان میں گزر چکی ہے۔

٤٠٦١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا شَاهِدٌ عَنْ سَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ.

۴۰۶۱۔ حضرت ہشام بن عروہ سے روایت ہے اس نے روایت کی اپنے باپ عروہ سے کہا پوچھے گئے اُسامہ رضی اللہ عنہ اور میں موجود تھا حضرت ﷺ کے چلنے سے حجۃ الوداع میں یعنی کس طرح چلتے تھے؟ اس نے کہا کہ میانہ چال چلتے تھے اور جب خالی جگہ پاتے تھے تو بہت جلد چلتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٤٠٦٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ

۴۰۶۲۔ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حجۃ الوداع میں حضرت ﷺ کے ساتھ مغرب اور عشاء جمع

ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ أَنَّ أَبَا أَيُّوْبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ جَمِيْعًا.

کر کے پڑھی۔

فائدہ: اس کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ تَبُوْكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ.

باب ہے بیان میں جنگ تبوک کے اور وہ جنگ عسرت کی ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری نے اس باب کو بعد ترجمہ حجۃ الوداع کے اور یہ خطا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ یہ ناقلین کی غلطی ہے اس واسطے کہ جنگ تبوک رجب کے مہینے میں تھی نویں سال پہلے حجۃ الوداع سے بالاتفاق اور تبوک ایک جگہ ہے مشہور اور وہ اس راہ کے نصف پر واقع ہے جو مدینے سے دمشق کو جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ مدینے سے چودہ منزل ہے اور یہ جو کہا کہ وہ جنگ عسرت کی ہے اور باب کی پہلی حدیث میں قول ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا ہے فی جیش العسرۃ اور یہ ماخوذ ہے اس آیت سے ﴿اَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ﴾. (التوبة:۱۱۷) یعنی جو لوگ تابع ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنگی کی ساعت میں اور مراد اس سے جنگ تبوک ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ کسی نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہم کو تنگی کی ساعت کا حال بتلاؤ؟ کہا ہم تبوک کی طرف نکلے سخت قحط میں سو ہم کو پیاس پہنچی روایت کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور عبدالرزاق کی تفسیر میں ابن عقیل سے روایت ہے کہ نکلے سخت گرمی میں اور سواریاں کم تھیں سو لوگ پیاس کے مارے اونٹ ذبح کرتے تھے اور اس کی اوجھڑی میں جو پانی ہوتا اس کو پیتے تھے پس تھی یہ تنگی پانی کی اور سواریوں میں اور خرچ میں پس نام رکھا گیا جنگ تنگی کی اور واقع ہوا ہے نام رکھنا اس کا ساتھ تبوک کے صحیح حدیثوں میں اُن میں سے ایک حدیث مسلم کی ہے کہ بیشک تم کل تبوک کے چشمے پر پہنچو گے روایت کیا ہے اس کو احمد اور بزار نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا اس کا تبوک واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو مردوں کو جو چشمے کی طرف آگے بڑھ گئے تھے مازلتما تبو کا نہا منذ الیوم یعنی ہمیشہ تم اس کو کھودتے رہو گے آج سے کہا ابن قتیبہ نے پس اسی سبب سے نام رکھا گیا چشمے کا تبوک اور بوک مانند کھودنے کے ہے اور حدیث مذکورہ مالک اور مسلم کے ساتھ غیر اس لفظ کے ہے روایت کیا ہے اس کو دونوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ وہ تبوک کے سال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اللہ نے چاہا تو کل تم تبوک کے چشمے پر پہنچو گے سو جو اس کی طرف جائے تو چاہیے کہ اس کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے سو ہم اس کے پاس آئے اور حالانکہ دو مرد اس کی طرف آگے بڑھ گئے تھے اور چشمہ تسمے کی طرح کچھ پانی سے چمکتا تھا سو ذکر کی حدیث اس بیان

میں کہ حضرت ﷺ نے اس کا کچھ پانی لے کر اپنا منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے پھر اس کو اسی میں پھیر ڈالا پھر جوش مارا چشمے نے ساتھ بہت پانی کے اور اس کے اور مدینے کے درمیان شام کی طرف سے چودہ منزل کا فاصلہ ہے اور اس کے اور دمشق کے درمیان گیارہ منزل کا فاصلہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے جو ذکر کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ نے کہ مدینے میں شام سے سوداگر آئے سو انہوں نے خبر دی کہ رومیوں نے بہت لشکر جمع کیے ہیں اور قوم لخم اور جذام وغیرہ عرب کے نصرانی ان کے ساتھ جا شریک ہوئے اور ان کا اگلا لشکر بلقا کی طرف پہنچا سو حضرت ﷺ نے لوگوں کو نکلنے کی طرف بلایا اور ان کو جنگ کی جہت بتلائی کما سیاتی فی الکلام علی حدیث کعب بن مالك اور روایت کی ہے طبرانی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ عرب کے نصاریٰ نے ہرقل (بادشاہ روم) کو لکھا کہ یہ مرد جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا تھا مر گیا اور پہنچے ان کو بہت قحط سو ان کے مال ہلاک ہوئے سو اس نے ایک بڑے رئیس کو چالیس ہزار آدمی ساتھ دے کر بھیجا سو حضرت ﷺ کو یہ خبر پہنچی اور لوگوں کے واسطے قوت نہ تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے شام کی طرف قافلہ تیار کیا تھا سو کہا کہ یا حضرت! یہ دو سو اونٹ اللہ کی راہ میں ساتھ پالانوں اور جھولوں اپنے کے اور دو سو اوقیے ہیں سو میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نقصان نہ کرے گا عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی عمل اس کے بعد اور اسی طرح روایت کی ہے اس کو ترمذی اور حاکم نے اور ذکر کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے شرف المصطفیٰ میں اور بیہقی نے دلائل میں عبدالرحمٰن بن غنم سے کہ یہودیوں نے کہا اے ابوالقاسم! تو سچا ہے تو شام میں جا کہ وہ پیغمبروں کی زمین ہے اور اسی زمین میں خلقت کا حشر ہوگا سو حضرت ﷺ نے تبوک پر چڑھائی کی آپ کا ارادہ فقط شام کا تھا سو جب تبوک میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل کی کئی آیتیں اتاریں ﴿وَإِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا﴾. (الإسراء: ۷٦) الآیہ یعنی البتہ وہ قریب تھے کہ پھسلا دیتے تجھ کو اس زمین سے کہ نکال دیں تجھ کو یہاں سے اور اس کی سند حسن ہے باوجود اس کے مرسل ہونے کے۔ (فتح)

٤٠٦٣ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَصْحَابِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ إِذْ هُمْ مَعَهُ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ أَصْحَابِيْ أَرْسَلُوْنِيْ إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا

۴۰۶۳۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے ساتھیوں نے مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں ان کے واسطے آپ سے سواری مانگوں جب وہ آپ کے ساتھ تنگی کے لشکر میں تھے اور وہ جنگ تبوک کی ہے سو میں نے کہا یا حضرت! میرے ساتھیوں نے مجھ کو آپ کے پاس بھیجا ہے تا کہ آپ ان کو سواری دیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی میں تجھ کو سواری نہ دوں گا اور میں نے آپ کو پایا اس حالت میں کہ آپ ﷺ غضبناک تھے اور میں نے معلوم نہ کیا

أَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَّوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِيْنًا مِّنْ مَّنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَّخَافَةِ أَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى أَصْحَابِيْ فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُّنَادِيْ أَيْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهٗ فَقَالَ أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْكَ فَلَمَّا أَتَيْتُهٗ قَالَ خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِيْنَئِذٍ مِّنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلٰى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ أَوْ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ فَانْطَلَقْتُ إِلَيْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَدَعُكُمْ حَتّٰى يَنْطَلِقَ مَعِيْ بَعْضُكُمْ إِلٰى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَظُنُّوْا أَنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَّمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ إِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَّلَنَفْعَلَنَّ مَا أَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ أَبُوْ مُوْسٰى بِنَفَرٍ مِّنْهُمْ حَتّٰى أَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعَهٗ إِيَّاهُمْ ثُمَّ

اور میں پھرا غمناک، حضرت ﷺ کے سواری نہ دینے سے اور اس خوف سے کہ حضرت ﷺ اپنے جی میں مجھ پر ناراض ہوئے ہوں سو میں اپنے ساتھیوں کی طرف پھرا سو میں نے ان کو خبر دی جو حضرت ﷺ نے فرمایا سو نہ دیر ہوئی مجھ کو مگر ایک گھڑی چھوٹی کہ اچانک میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو سنا کہ پکارتا ہے کہ کہاں ہے عبداللہ بن قیس! میں نے اس کو جواب دیا اس نے کہا کہ حضرت ﷺ کے پاس چل تجھ کو بلاتے ہیں سو جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لے یہ دو اونٹ کہ ایک رسی میں بندھے ہیں اور یہ دو اونٹ کہ ایک رسی میں بندھے ہیں چھ اونٹوں کی طرف اشارہ کیا جن کو اس وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا سو ان کو اپنے ساتھیوں کے پاس لے جا سو کہہ کہ بیشک اللہ یا فرمایا رسول اللہ ﷺ تم کو اونٹ سواری کے واسطے دیتے ہیں سو تم ان پر سوار ہو جاؤ سو میں ان کو لے کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلا سو میں نے کہا کہ بیشک حضرت ﷺ تم کو ان اونٹوں پر سوار کرتے ہیں لیکن میں تم کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ کوئی تم میں سے میرے ساتھ چلے اس شخص کے پاس جس نے حضرت ﷺ کا کلام سنا تا کہ نہ گمان کرو تم کہ میں نے بیان کی تم سے ایک چیز جو حضرت ﷺ نے نہیں فرمائی یعنی تا کہ تم گمان نہ کرو کہ جھوٹی حدیث بیان کرتا ہے تو انہوں نے مجھ سے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ تو ہمارے نزدیک سچا ہے اور البتہ ہم کریں گے جو تو چاہتا ہے سو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اُن میں سے چند آدمیوں کے ساتھ چلے یہاں تک کہ آئے اُن لوگوں کے پاس جنہوں نے حضرت ﷺ کا کلام سنا تھا یعنی اول حضرت ﷺ کا ان کو سواری نہ دینا پھر اس کے بعد ان کو سواری دینا سو حدیث بیان

إِعْطَآئِهِمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهٖ أَبُوْ مُوْسٰى.

کی انہوں نے اُن سے جس طرح ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے اُن سے حدیث بیان کی تھی۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے اشعری لوگوں کے آنے کے بیان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پانچ اونٹ دیئے اور اس حدیث میں ہے کہ چھ اونٹ دیئے سو یا تو قصہ متعدد ہے یا دو بار کیا ان کو پانچ پر اور یہ جو فرمایا کہ لے یہ دو اونٹ تو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ تین بار فرمایا ہوتا کہ چھ اونٹوں کی گنتی پوری ہو اور راوی نے اس میں اختصار کر دیا ہو یا پہلی بار دو کی طرف اشارہ کیا اور دوسری بار چار کی طرف اشارہ کیا ہو اسواسطے کہ قرین ایک پر بھی صادق آتا ہے اور زیادہ پر بھی اور اس حدیث میں ہے توڑنا قسم کھانے والے کا اپنی قسم کو جب کہ اس کے غیر کو بہتر جانے کما سیاتی البحث فیه اور منعقد ہونا قسم کا ہے غصے کی حالت میں اور میں اس حدیث کے باقی فائدے کتاب الایمان میں بیان کروں گا۔

٤٠٦٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى تَبُوْكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ أَتُخَلِّفُنِيْ فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَآءِ قَالَ أَلَا تَرْضٰى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى إِلَّا أَنَّهٗ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ وَقَالَ أَبُوْ دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ سَمِعْتُ مُصْعَبًا.

۴۰۶۴۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف نکلے اور علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں خلیفہ بنایا علی رضی اللہ عنہ نے کہا کیا آپ مجھ کو لڑکوں اور عورتوں میں چھوڑتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس سے راضی نہیں کہ تو ہو میرے نزدیک بمنزلہ ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک مگر فرق اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں، اور کہا ابوداؤد نے حدیث بیان کی مجھ سے شعبہ نے حکم سے اس نے کہا سنا میں نے مصعب سے۔

فائدہ: مقصود اس تعلیق سے ثابت کرنا سماع حکم کا ہے مصعب سے تاکہ تدلیس کا وہم باقی نہ رہے اور حاکم نے اکلیل میں مرسل روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو میرے گھر والوں کا خلیفہ ہو اور کہا انھیں وعظ کر یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عورتوں کو بلا کر کہا کہ علی رضی اللہ عنہ کا کہا مانو اور سنو۔ (فتح)

٤٠٦٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءً يُخْبِرُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُسْرَةَ قَالَ

۴۰۶۵۔ حضرت یعلی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کی کہا صفوان نے یعلی کہتا تھا کہ یہ جنگ میرے نزدیک میرے سب عملوں سے زیادہ تر معتبر ہے اور مضبوط ہے یعنی اس میں مجھ کو ثواب کی زیادہ امید ہے کہا عطاء نے کہ صفوان نے کہا کہ کہا یعلی نے کہ مرا ایک نوکر تھا سو وہ

كَانَ يَعْلٰى يَقُوْلُ تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ أَعْمَالِيْ عِنْدِيْ قَالَ عَطَآءٌ فَقَالَ صَفْوَانُ قَالَ يَعْلٰى فَكَانَ لِيْ أَجِيْرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْاٰخَرِ قَالَ عَطَآءٌ فَلَقَدْ أَخْبَرَنِيْ صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْاٰخَرَ فَنَسِيْتُهُ قَالَ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوْضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ إِحْدٰى ثَنِيَّتَيْهِ فَأَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَآءٌ وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِيْ فِيْكَ تَقْضَمُهَا كَأَنَّهَا فِيْ فِيْ فَحْلٍ يَقْضَمُهَا.

ایک آدمی سے لڑا تو دونوں میں سے ایک نے دوسرے کا ہاتھ دانتوں سے کاٹا کہا عطاء نے کہ البتہ صفوان نے مجھ کو خبر دی کہ دونوں میں سے کس نے دوسرے کا ہاتھ کاٹا سو میں اس کو بھول گیا ہوں کہا اس کو جس کا ہاتھ کاٹا گیا تھا اس نے اپنا ہاتھ کاٹنے والے کے منہ سے کھینچا سو اس کا اگلا ایک دانت اُکھاڑ ڈالا سو دونوں حضرت ﷺ کے پاس جھگڑتے آئے حضرت ﷺ نے اس کے دانت کا بدلا اکارت کیا یعنی اس کو بدلا نہ دلوایا نہ دیت قصاص عطاء کہتا ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دیتا کہ تو اس کو چباتا جیسے وہ اونٹ کے منہ میں ہے کہ اس کو چبائے۔

فائدہ: اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

بَابُ حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾.

باب ہے بیچ بیان حدیث کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے اور بیچ قول اللہ تعالیٰ کے اور تین شخص پر جو موقوف رکھے گئے۔

٤٠٦٦ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُّحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوْكَ قَالَ كَعْبٌ لَّمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ أَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَّلَمْ يُعَاتِبْ

۴۰۶۶۔ حضرت عبداللہ بن کعب سے روایت ہے اور تھا وہ کھینچنے والا کعب رضی اللہ عنہ کا اس کی اولاد سے جب کہ کعب رضی اللہ عنہ اندھے ہوئے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا حدیث بیان کرتا تھا جنگ تبوک کے قصے سے جب وہ پیچھے رہا یعنی اپنے پیچھے رہنے کے زمانے سے کہا کعب رضی اللہ عنہ نے نہیں پیچھے رہا میں حضرت ﷺ کے ساتھ کسی جنگ میں جو حضرت ﷺ نے لڑی مگر جنگ تبوک میں لیکن میں جنگ بدر میں پیچھے رہا اور نہ عتاب کیا گیا کوئی جو اس سے پیچھے رہا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ قریش کے قافلے کے ارادے سے نکلے کہ اس کو لوٹیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے دشمن کو

أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَّلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِيْ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزَاةِ وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا وَّعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرٌ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ قَالَ كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَّتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنْ سَيَخْفٰى لَهُ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

باہم جمع کیا بغیر وعدے کیے یعنی مسلمانوں اور کافروں کا بدر میں اتفاقاً مقابلہ ہوا کسی کا لڑنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ حضرت ﷺ قافلہ لوٹنے کے ارادے سے نکلے تھے اور کفار قریش اپنا قافلہ بچانے کے واسطے نکلے تھے) اور البتہ میں گھاٹی کی رات حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا جب کہ ہم نے ایک دوسرے سے عہد و پیمان لیا جب کہ بیعت کی ہم نے اسلام پر اور میں نہیں چاہتا کہ مجھ کو اس کے بدلے جنگ بدر ہو اگرچہ جنگ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے میرے حال کی خبر یہ ہے کہ میں ایسا قوی تر اور باسامان تھا کہ کبھی ایسا قوی تر اور باسامان نہ ہوا تھا جبکہ میں اس جنگ میں حضرت ﷺ کے ساتھ سے پیچھے رہا قسم ہے اللہ کی کہ اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں یہاں تک کہ میں نے ان کو اس جنگ میں جمع کیا اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کسی جنگ کا ارادہ نہیں کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر کے ساتھ چھپاتے تھے یعنی ایسا لفظ ذکر کرتے تھے جو دو معنوں کا احتمال رکھتا کہ ایک دوسرے سے قریب ہوتا سو وہم دلاتے کہ وہ قریب کا ارادہ رکھتے ہیں اور حالانکہ آپ کا ارادہ بعید کا ہوتا یہاں تک کہ یہ جنگ تبوک ہوئی جہاد کیا اس کا حضرت ﷺ نے سخت گرمی میں اور متوجہ ہوئے طرف سفر دور کے اور جنگلوں بے آب و گیاہ کے اور بہت دشمنوں کے سو حضرت ﷺ نے اس جنگ کا حال مسلمانوں کو کھول کر بیان کر دیا تا کہ اپنی جنگ کے سامان کو درست کریں سو خبر دی ان کو اس طرف کی جس کا ارادہ رکھتے تھے یعنی تبوک کا اور حضرت ﷺ کے ساتھ مسلمان بہت تھے اور نہ جمع کرتی تھی ان کو کوئی کتاب یاد رکھنے والی یعنی کوئی دفتر نہ تھا جس میں سب کا نام لکھا ہوتا کہ اتنے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ فَطَفِقْتُ أَغْدُوْ لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ أَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهٗ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِيْ حَتّٰى أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِيْ فَعَلْتُ فَلَمْ يُقَدَّرْ لِيْ ذٰلِكَ فَكُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ أَحْزَنَنِيْ أَنِّيْ لَا أَرٰى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ أَوْ رَجُلًا مِّمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَنَظَرُهٗ فِيْ عِطْفِهٖ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَعْبُ بْنُ

تھے یعنی بے شمار تھے سو کوئی مرد نہ تھا کہ غائب ہونا چاہے یعنی حضرت ﷺ کے ساتھ نہ جائے مگر یہ کہ گمان کرتا تھا کہ وہ چھپا رہے گا یعنی بسبب بہت ہونے لشکر کے جب تک کہ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ کی وحی نہ اترے اور حضرت ﷺ نے یہ جنگ اس وقت لڑی جب کہ پھل اور سائے خوب تیار ہوئے تھے اور حضرت ﷺ نے اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ سامان درست کیا سو میں صبح کو جانے لگتا تا کہ میں ان کے ساتھ سامان درست کروں سو میں پھرتا اور حالانکہ میں نے کوئی کام درست نہیں کیا سو میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ میں اس پر قادر ہوں سو ہمیشہ رہا دراز ہونا میرے ساتھ یہ حال کہ اب کر لیتا ہوں تھوڑی دیر ٹھہر کے کر لیتا ہوں یہاں تک کہ لوگوں پہ کوشش سخت ہوئی سو حضرت ﷺ صبح کو روانہ ہوئے اور مسلمان آپ کے ساتھ تھے اور حالانکہ میں نے اپنے سامان سے کوئی چیز درست نہ کی سو میں نے کہا میں آپ کے بعد ایک دو دن سامان درست کر کے ان کو جالوں گا سو میں صبح کو گیا بعد چلے جانے ان کے تا کہ سامان درست کروں سو میں پھرا اس حال میں کہ کوئی چیز درست نہیں کی پھر میں اسی طرح اگلی صبح کو گیا پھر پھرا اور حالانکہ میں نے کوئی چیز درست نہیں کی سو ہمیشہ رہا یہ حال میرا کہ آج چلتا ہوں کل چلتا ہوں یہاں تک کہ انہوں نے جلدی کی اور دور چلے گئے اور جنگ فوت ہوئی اور میں نے قصد کیا کہ کوچ کروں اور ان کو پاؤں کاش! کہ میں یہ کام کرتا سو نہ مقدر ہوا واسطے میرے یہ کام جو کہ تقدیرا چلتے چلتے رہ گیا سو حضرت ﷺ کے جانے کے بعد جب میں لوگوں میں نکلتا تھا اور اُن میں گھومتا تھا تو مجھ کو غمناک کرتا تھا یہ کہ میں نہیں دیکھتا کسی کو مگر اس مرد کو جس پر

مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِيْ أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُوْلُ بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا وَّاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَأْيٍ مِّنْ أَهْلِيْ فَلَمَّا قِيْلَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ أَنِّيْ لَنْ أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ وَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَّكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَآءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْتَذِرُوْنَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ وَكَانُوْا بِضْعَةً وَّثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَآئِرَهُمْ إِلَى اللّٰهِ فَجِئْتُهٗ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِيْ مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلٰى إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ بِعُذْرٍ وَّلَقَدْ أُعْطِيْتُ جَدَلًا وَّلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يُّسْخِطَكَ عَلَيَّ

نفاق کا طعن کیا گیا ہے یعنی منافقوں کے سوا کوئی نظر نہ آتا تھا یا اس مرد کو جس کا اللہ نے عذر قبول کیا ضعیفوں سے اور حضرت ﷺ نے مجھ کو یاد نہ کیا یہاں تک کہ تبوک میں پہنچے۔ فرمایا اور حالانکہ آپ لوگوں میں بیٹھے تھے کہ کیا کیا کعب نے کہ حاضر نہیں؟ تو ایک مرد نے بنی سلمہ میں سے کہا یا حضرت! روکا اس کو اس کی دونوں چادروں نے اور نظر کرنے اس کے نے ان کی خوبی اور عمدگی میں سو معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا برا ہے جو تو نے کہا قسم ہے اللہ کی یا حضرت! نہیں جانتے ہم اس کو مگر نیک سو حضرت ﷺ چپ رہے کہا کعب رضی اللہ عنہ نے سو جب مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ پلٹ کر مدینے کو متوجہ ہوئے ہیں تو میرا قصد حاضر ہوا یعنی میں دل میں سوچنے لگا کہ کیا کرنا چاہیے اور میں جھوٹ کو یاد کرنے لگا اور میں کہنے لگا کہ میں کل کس چیز کے ساتھ آپ کے غضب سے نکلوں اور مدد مانگی میں نے اس پر اپنے گھر والوں کے ہر عاقل سے سو جب مجھ سے کہا گیا کہ حضرت ﷺ تشریف لانے والے ہوئے یعنی قریب آ پہنچے تو جھوٹ مجھ سے دور ہوا اور میں نے پہچانا کہ بیشک میں آپ ﷺ کے غضب سے جھوٹ کے ساتھ کبھی نہیں چھوٹوں گا سو میں نے پکی نیت کی سچ بولنے کی اور حضرت ﷺ صبح کو تشریف لائے اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھتے یعنی اور حضرت ﷺ نے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی پھر لوگوں کے واسطے بیٹھے سو جب حضرت ﷺ نے یہ کام کیا تو جو لوگ پیچھے رہے تھے یعنی منافق لوگ وہ آپ کے پاس آ کر عذر کرنے لگے اور قسم کھاتے اور وہ چند اور اسی آدمی تھے سو حضرت ﷺ نے ان سے ان کے ظاہر کلام کو قبول کیا اور ان

وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَأَرْجُوْ فِيهِ عَفْوَ اللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ وَّاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِيْ حَتّٰى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِيْ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِيَ أَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوْا مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا أُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِيْ أَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى

سے بیعت کی اور ان کے واسطے بخشش مانگی اور ان کے دل کی بات کو اللہ کے سپرد کیا پھر میں بھی حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا سو جب میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا جیسے غضبناک ہنستا ہے پھر فرمایا آگے آ؟ سو میں آیا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کے آگے بیٹھا سو آپ ﷺ نے مجھ کو فرمایا کہ کس چیز نے تجھ کو پیچھے ڈالا اور جہاد سے روکا کیا تو نے سواری خرید نہ لی تھی؟ سو میں نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اللہ کی اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار کے پاس بیٹھتا تو البتہ میں جانتا کہ اس کے غضب سے عذر کے ساتھ نکلوں گا اور البتہ مجھ کو خوش تقریری ملی ہے یعنی جس کے ساتھ میں اس جرم سے پاک ہو سکتا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے جانا کہ اگر میں آج آپ سے جھوٹ بات بیان کروں جس کے ساتھ آپ مجھ سے راضی ہوں تو البتہ عنقریب ہے کہ اللہ آپ کو مجھ پر غضبناک کرے اور اگر میں آپ سے سچ بات بیان کروں جس میں آپ مجھ پر ناراض ہوں تو البتہ میں اللہ کی معافی کی امید رکھتا ہوں قسم ہے اللہ کی مجھ کو کوئی عذر نہ تھا قسم ہے اللہ کی نہ تھا میں کبھی ایسا زیادہ تر قوی اور باسامان اب سے جیسا کہ میں قوی تر اور باسامان تھا جب کہ میں آپ کے ساتھ سے پیچھے رہا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ اس نے تو سچ کہا سو اُٹھ کھڑا ہو یہاں تک کہ اللہ تیرے حق میں کچھ حکم کرے سو میں اٹھ کھڑا ہوا سو قوم بنی سلمہ کے چند مرد اٹھ کر میرے ساتھ ہوئے سو انہوں نے مجھ سے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نہیں جانتے کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو اور البتہ تو عاجز ہوا اس سے کہ حضرت ﷺ کے پاس عذر کرتا جو پیچھے رہنے والوں نے آپ کے پاس عذر کیا اور البتہ حضرت ﷺ کا

ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَطُوْفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ وَّاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ثُمَّ أُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ أَقْبَلَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ أَعْرَضَ عَنِّيْ حَتّٰى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِيْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ يَا أَبَا قَتَادَةَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهٗ فَنَشَدْتُهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهٗ فَنَشَدْتُهٗ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ إِذَا نَبَطِيٌّ مِّنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ مَنْ يَدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ حَتّٰى إِذَا جَآءَنِيْ دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِّنْ مَلِكِ غَسَّانَ فَإِذَا فِيْهِ أَمَّا بَعْدُ

تیرے واسطے استغفار کرنا تیرے گناہ کو کافی تھا پس قسم اللہ کی ہمیشہ رہے مجھ کو ملامت کرتے یہاں تک کہ میں نے ارادہ کیا کہ اپنی پہلی بات سے پھروں اور اپنے نفس کو جھٹلاؤں پھر میں نے ان سے کہا کہ کیا کوئی اور بھی میرے ساتھ اس حال کو ملا ہے؟ یعنی کسی اور کا بھی یہ حال ہے؟ انہوں نے کہا ہاں دو مرد کہ کہا دونوں نے جیسے تو نے کہا سو کہا گیا واسطے ان کے جیسے تجھ کو کہا گیا میں نے کہا وہ دونوں کون ہیں؟ کہا مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما سو انہوں نے میرے واسطے دو نیک مردوں کو ذکر کیا جو جنگ بدر میں موجود تھے کہ ان کی پیروی ہو سکتی ہے سو میں گزرا جب کہ انہوں نے ان کو میرے واسطے ذکر کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم تینوں کی کلام سے خاص کر منع کر دیا سوائے باقی لوگوں کے اُن لوگوں کے درمیان سے جو آپ کے ساتھ سے پیچھے رہے اور لوگوں نے ہم سے پرہیز کیا اور ہمارے واسطے دوسرے رنگ ہوئے گویا یہ آشنا ہی نہ تھے یہاں تک کہ میرے جی میں زمین ناواقف ہوئی سو نہ تھی وہ زمین کہ میں پہچانتا ہوں (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اور ناواقف ہوئے ہمارے واسطے باغ پس نہ تھے وہ باغ جن کو میں پہچانتا ہوں اور ناواقف ہوئے ہمارے واسطے لوگ یہاں تک کہ نہیں تھے وہ جن کو میں پہچانتا ہوں اور جو غمناک ہو وہ اس کو ہر چیز میں پاتا ہے یہاں تک کہ کبھی اس کو اپنے نفس میں بھی پاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو اس سے زیادہ کسی چیز کا فکر نہ تھا کہ میں مر جاؤں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرا جنازہ نہ پڑھیں یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو جائیں اور میں لوگوں سے اس حال میں رہوں پس نہ کلام کرے مجھ سے کوئی ان میں سے اور نہ مجھ پر نماز پڑھے) سو ہم اسی حال پر پچاس

فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا وَهٰذَا أَيْضًا مِّنَ الْبَلَاءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهُ بِهَا حَتّٰى إِذَا مَضَتْ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِّنَ الْخَمْسِيْنَ إِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْنِيْ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ فَقُلْتُ أُطَلِّقُهَا أَمْ مَّاذَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا وَأَرْسَلَ إِلٰى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي الْحَقِيْ بِأَهْلِكِ فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ قَالَ كَعْبٌ فَجَاءَتْ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَّيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَّا يَقْرَبْكِ قَالَتْ إِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلٰى شَيْءٍ وَّاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلٰى يَوْمِهِ هٰذَا فَقَالَ لِيْ بَعْضُ أَهْلِيْ لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ امْرَأَتِكَ كَمَا أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

راتیں ٹھہرے لیکن میرے دونوں ساتھی سو عاجز ہوئے اپنے گھروں میں روتے بیٹھے اور میں تو لوگوں میں زیادہ تر جوان اور مضبوط تھا سو میں نکلتا تھا اور لوگوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا اور کوئی مجھ سے بات نہ کرتا تھا اور میں حضرت ﷺ کے پاس آتا تھا اور آپ کو سلام کرتا تھا اور حضرت ﷺ اپنی مجلس میں ہوتے بعد نماز کے سو میں اپنے جی میں کہتا کہ کیا حضرت ﷺ نے میرے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب نماز پڑھتا سو میں آپ کو نظر چرا کر دیکھتا سو جب میں اپنی نماز پر متوجہ ہوتا تو میری طرف منہ کرتے اور جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو مجھ سے منہ پھیرتے یہاں تک کہ جب دراز ہوا مجھ پر یہ حال لوگوں کے منہ پھیرنے سے تو میں چلا یہاں تک کہ میں ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا اور وہ میرا چچیرا بھائی تھا اور میرے نزدیک سب لوگوں سے بہت پیارا تھا سو میں نے اس کو سلام کیا سو قسم ہے اللہ کی اس نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا سو میں نے کہا اے ابو قتادہ! میں تجھ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھ کو جانتا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں؟ سو وہ چپ رہا پھر میں نے اس کو قسم دی پھر بھی وہ چپ رہا پھر میں نے اس کو قسم دی سو اس نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں سو میری دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور میں پیٹھ دے کر چلا یہاں تک کہ دیوار پر چڑھا کعب رضی اللہ عنہ نے کہا سو جس حالت میں کہ میں بازار میں چلتا تھا کہ اچانک شامیوں میں سے ایک کھیتی کرنے والا مدینے میں اناج بیچنے کو لایا تو اس نے مجھ کو غسان کے بادشاہ کا ایک خط دیا سو اچانک اس میں لکھا تھا کہ

إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ حَتّٰى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَأَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ أَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ بِأَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ أَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ وَآذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ إِلَيَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَسَعٰى سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ فَأَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَآءَنِيَ الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهٗ إِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا أَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِيْ بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ

بہر حال اس کے بعد پس تحقیق شان یہ ہے کہ البتہ مجھ کو خبر پہنچی کہ تیرے ساتھی نے تجھ پر سختی کی اور نہیں گردانا تجھ کو اللہ نے ذلت کے گھر میں اور نہ ضائع کرنے والے میں یعنی جو تیرے حق کو ضائع کرے سو تو ہم کو آ مل ہم تیرے ساتھ سلوک کریں گے سو میں نے کہا جب کہ میں نے اس کو پڑھا اور یہ بھی اللہ کا امتحان ہے سو میں نے اس خط کے ساتھ تنور کا قصد کیا سو میں نے اس کو اس میں جلا دیا یہاں تک کہ گزریں چالیس راتیں پچاس سے تو اچانک حضرت ﷺ کا ایلچی میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ تجھ کو فرماتے ہیں کہ اپنی عورت سے جدا ہو جا میں نے کہا کیا میں اس کو طلاق دوں یا کیا کروں؟ کہا بلکہ اس سے جدا رہ اور اس کے نزدیک نہ جا اور میرے دونوں ساتھیوں کو بھی اسی طرح کہلا بھیجا سو میں نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے گھر والوں سے جا مل اور ان کے پاس رہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس امر میں حکم کرے سو وہ ان میں جا ملی کہا کعب رضی اللہ عنہ نے سو ہلال رضی اللہ عنہ کی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا یا حضرت! ہلال رضی اللہ عنہ یعنی میرا خاوند بہت بوڑھا ہے اس کا کوئی خدمت گار نہیں سو کیا آپ برا جانتے ہیں کہ میں اس کی خدمت کروں؟ فرمایا نہیں میں اس کی خدمت کو برا نہیں جانتا لیکن وہ تیرے نزدیک نہ آئے یعنی تجھ سے صحبت نہ کرے اس نے کہا قسم ہے اللہ کی بیشک اس کو کسی چیز کی طرف حرکت نہیں، قسم ہے اللہ کی ہمیشہ وہ روتا ہے جب سے ہوا حال اس کا جو ہوا آج تک سو میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے کہا کہ اگر تو بھی حضرت ﷺ سے اپنی عورت کے حق میں اجازت مانگے تو شاید تجھ کو اجازت دیں جیسے ہلال رضی اللہ عنہ کی عورت کو اس کی خدمت کرنے کی

فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّانِيْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ وَلَا أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَّرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ قَالَ قُلْتُ أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِيْ بِالصِّدْقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَّا بَقِيْتُ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ

اجازت دی تو میں نے کہا قسم ہے اللہ کی میں حضرت ﷺ سے اس کی اجازت نہیں مانگوں گا اور میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ کیا کہیں جب میں آپ ﷺ سے اس کی اجازت مانگوں اور میں جوان آدمی ہوں سو میں اس کے بعد دس راتیں ٹھہرا یہاں تک کہ ہمارے واسطے پچاس راتیں پوری ہوئیں جب سے حضرت ﷺ نے ہمارے ساتھ کلام سے منع کیا سو جب میں نے فجر کی نماز پڑھی پچاسویں رات کی صبح کو اور میں اپنے ایک گھر کی چھت پر تھا سو جس حالت میں کہ میں بیٹھا تھا اس حال پر جو اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا البتہ تنگ ہوئی مجھ پر میری جان اور تنگ ہوئی مجھ پر زمین باوجود فراخی اپنی کے کہ اچانک میں نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو پہاڑ سلع پر چڑھ کر اپنی بلند آواز سے پکارتا ہے کہ اے کعب! بشارت لے سو میں سجدے میں گرا اور میں نے پہچانا کہ فراخی آئی اور غم دور ہوا اور خبر دی حضرت ﷺ نے ساتھ توبہ قبول کرنے اللہ تعالیٰ کے اوپر ہمارے جب کہ فجر کی نماز پڑھی سو لوگ ہم کو بشارت دینے چلے اور بشارت دینے والے میرے دونوں ساتھیوں کی طرف گئے اور ایک مرد نے گھوڑے کو ایڑ لگا کر میری طرف دوڑایا اور قبیلہ اسلم سے ایک دوڑنے والا دوڑا اور پہاڑ پر چڑھ کے پکارا اور آواز گھوڑے سے بہت جلدی پہنچنے والی تھی سو جب میرے پاس آیا جس کی میں نے آواز سنی مجھ کو خوشخبری دیتا تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس کو پہنائے بدلے بشارت دینے اس کے کی قسم ہے اللہ کی میں اس دن ان دونوں کپڑوں کے سوا کسی چیز کا مالک نہ تھا اور میں نے دو کپڑے مانگ کر پہنے اور میں حضرت ﷺ کی طرف چلا اور لوگ مجھ کو جماعت جماعت ملتے رہے اس حال

ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا وَّإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَّحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيْتُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ فَوَاللّٰهِ مَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِّعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ أَنْ هَدَانِيْ لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَّا أَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾ قَالَ كَعْبٌ وَّكُنَّا تَخَلَّفْنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ فِيْهِ فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾ وَلَيْسَ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ إِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ إِيَّانَا وَإِرْجَآؤُهٗ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ.

میں کہ مجھ کو توبہ کی مبارک بادی دیتے تھے کہتے تھے کہ اللہ کی توبہ تجھ کو مبارک ہو کہا کعب رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہیں آپ کے گرد لوگ ہیں سو اٹھ کھڑا ہوا طرف میری طلحہ رضی اللہ عنہ دوڑتا یہاں تک کہ اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھ کو مبارک دی قسم ہے اللہ کی مہاجرین میں سے اس کے سوا کوئی مرد میری طرف نہ اٹھا اور نہیں بھولتا میں اس خصلت کو طلحہ رضی اللہ عنہ کے واسطے کہ اس نے مجھ کو مبارک بادی دی اور مجھ سے مصافحہ کیا' کہا کعب رضی اللہ عنہ نے سو جب میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور حالانکہ آپ کا چہرہ خوشی سے چمکتا تھا بشارت لے بہت بہتر دن کی جو تجھ پر گزرا جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا میں نے کہا یا حضرت! کیا یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ روشن ہوتا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پہچانتے تھے یعنی خوشی کے وقت چہرے کا روشن ہونا سو جب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بیٹھا تو میں نے کہا یا حضرت! میری توبہ کے شکریہ سے ہے یہ کہ میں اپنے سب مال سے باہر نکلوں اس حال میں کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف خیرات ہے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اپنی توبہ کے شکریہ میں اپنا سب مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات کر دوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے سو وہ تیرے حق میں بہتر ہے میں نے کہا میں رکھتا ہوں اپنا حصہ جو خیبر میں ہے میں نے کہا یا حضرت! سوائے اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سچ بولنے

کے ساتھ نجات دی اور میری توبہ کے شکر یہ سے ہے یہ کہ نہ بات کہوں گا مگر سچ جب تک زندہ رہوں گا پس قسم اللہ کی نہیں جانتا میں کسی مسلمان کو انعام کیا ہو اللہ نے اوپر اس کے سچ بولنے میں جب سے میں نے حضرت ﷺ کے آگے سچ کہا آج تک بہتر اس سے کہ مجھ پر انعام کیا اور نہیں قصد کیا میں نے جھوٹ بولنے کا جب سے میں نے حضرت ﷺ کے آگے سچ کہا آج تک البتہ میں امیدوار ہوں کہ اللہ مجھ کو باقی زندگی میں بھی جھوٹ بولنے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر یہ آیت اتاری البتہ اللہ مہربان ہوا نبی پر اور مہاجرین پر اور انصار پر جو ساتھ رہے نبی ﷺ کے مشکل کی گھڑی میں اس کے بعد کہ قریب ہوئے کہ دل پھر جائیں بعض کے ان میں سے پھر فرمایا اور مہربان ہوا ان تین شخصوں پر جو موقوف رکھے گئے یہاں تک کہ جب تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود فراخی اپنی کے اور تنگ ہوئی ان پر ان کی جان اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ رہو ساتھ سچوں کے سو قسم ہے اللہ کی اللہ نے کبھی کوئی نعمت مجھ پر عطا نہیں کی اس کے بعد کہ مجھ کو اسلام کے واسطے ہدایت کی بہت بڑی میرے دل میں سچ کہنے میرے سے واسطے حضرت ﷺ کے یہ کہ میں نے جھوٹ بولا ہوتا پس ہلاک ہوتا جیسے جھوٹ بولنے والے ہلاک ہوئے سو بیشک اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کے واسطے کہا جب کہ وحی اتاری بدتر اس چیز سے کہ کسی کے واسطے کہا یعنی اللہ نے ان کو نہایت بد کہا سو اللہ تعالیٰ بابرکت نے کہا کہ عنقریب قسمیں کھائیں گے اللہ کی تمہارے پاس جب پھر کر آؤ گے ان کی طرف اللہ کے اس قول تک کہ البتہ اللہ راضی نہیں بے حکم لوگوں سے ، کہا کعب رضی اللہ عنہ نے اور تھے ہم تینوں پیچھے رکھے گئے کام ان لوگوں

کے سے جن کا عذر حضرت ﷺ نے قبول کیا جب کہ انہوں
نے آپ کے پاس قسمیں کھائیں سو حضرت ﷺ نے ان سے
بیعت لی اور ان کے واسطے بخشش مانگی اور حضرت ﷺ نے
ہمارے کام کو موقوف رکھا یہاں تک کہ اللہ اس میں حکم کرے
پس اسی سبب سے کہا اللہ نے اوران تین شخصوں پر جو پیچھے
رکھے گئے اور نہیں مراد ہے اس چیز سے کہ ذکر کیا اللہ نے پیچھے
رہنا ہمارا جنگ سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد پیچھے
رکھنا حضرت ﷺ کا ہے ہم کو اور ڈھیل میں ڈالنا آپ کا ہے
ہمارے کام کو اور لوگوں سے جنہوں نے آپ کے واسطے قسم
کھائی اور آپ کے آگے عذر کیا اور حضرت ﷺ نے ان کا
عذر قبول کیا۔

فائدہ: اور واقع ہوا ہے نزدیک ابن جریر کے طریق یونس کے سے اس نے روایت کی زہری سے حدیث کے شروع میں بغیر اسناد کے کہا زہری نے اور جنگ کی حضرت ﷺ نے تبوک کی اور ارادہ کرتے تھے حضرت ﷺ نصاریٰ عرب اور روم کا شام میں یہاں تک کہ تبوک میں پہنچے تو وہاں چند اور دس راتیں ٹھہرے اور وہاں آپ کو اذرح اور ایلہ کے ایلچی ملے حضرت ﷺ نے ان سے جزیہ پر صلح کی پھر تبوک سے پلٹے اور اس سے آگے نہ بڑھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ﴾ الآیۃ اور وہ تین شخص کہ پیچھے ڈالے گئے ایک جماعت میں انصار سے چند اور اسی مرد ہیں پھر جب حضرت ﷺ پھرے تو ان تینوں نے آپ کے آگے سچ کہا اور اپنے گناہ کا اقرار کیا اور باقی لوگوں نے جھوٹ بولا پس قسم کھائی کہ نہیں روکا ان کو مگر عذر نے حضرت ﷺ نے ان کا عذر قبول کیا اور منع کیا ان تین کی کلام سے اور یہ جو کہا کہ نہ جمع کرتا تھا ان کو کوئی دفتر یاد رکھنے والا تو ایک روایت میں ہے کہ دس ہزار سے زیادہ تھے اور حاکم نے اکلیل میں روایت کی ہے کہ تیس ہزار سے زیادہ تھے اور ساتھ اس گنتی کے جزم کیا ہے ابن اسحاق نے اور واقدی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان کے ساتھ دس ہزار گھوڑا تھا پس محمول ہو گی روایت دس ہزار کی اوپر عدد سواروں کے اور ابو زرعہ رازی سے منقول ہے کہ وہ چالیس ہزار آدمی تھے اور یہ حاکم کی روایت کے مخالف نہیں کہ تیس ہزار سے زیادہ تھے اس واسطے کہ احتمال ہے کہ جس نے چالیس ہزار کہا اس نے کسر کو پورا کیا اور تحقیق ثابت ہو چکا ہے کہ پہلے پہل عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دفتر بنایا اور یہ جو کہا کہ ذکر کیے انہوں نے واسطے میرے دو مرد نیک جو جنگ بدر میں موجود تھے تو استدلال کیا ہے بعض متاخرین نے اس پر کہ وہ دونوں جنگ بدر میں موجود نہ

تھے ساتھ قصے حاطب کے اور یہ کہ حضرت ﷺ نے نہ اس سے سلام وکلام ترک کیا اور نہ اس کو عتاب کیا اس کے باوجود کہ اس نے حضرت ﷺ کا حال مکے والوں کو پوشیدہ لکھ کر بھیجا تھا بلکہ حضرت ﷺ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب کہ انہوں نے اس کے مارنے کا قصد کیا کہ شاید اللہ بدر والوں کے حال پر واقف ہو چکا ہے سو اس نے ان سے کہہ دیا کہ کرو جو تمہارا دل چاہے کہ بیشک میں تم کو بخش چکا ہوں' کہا اور کہاں ہے گناہ پیچھے رہنے کا گناہ جاسوسی کے سے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ استدلال واضح نہیں اس واسطے کہ وہ تقاضا کرتا ہے کہ بدری نزدیک اس کے جب کوئی قصور کرے اگرچہ بڑا ہو تو اس پر اس کو عقاب نہ کیا جائے اور حالانکہ اس طرح نہیں پس یہ عمر میں باوجود ہونے اس کے مخاطب ساتھ قصے حاطب کے پس البتہ انہوں نے قدامہ بن مظعون کو حد میں کوڑے مارے جب کہ انہوں نے شراب پی کما تقدم اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ عقاب کیا حضرت ﷺ نے حاطب رضی اللہ عنہ کو اور نہ اس کی ملاقات ترک کی اس واسطے کہ اس نے آپ کے آگے عذر کیا اس میں کہ اس نے سوائے اس کے نہیں کہ لکھا قریش کو واسطے خوف کے اپنے بیوی لڑکوں پر اور اس نے چاہا کہ ان کے نزدیک احسان پکڑے تو حضرت ﷺ نے اس سبب سے اس کا یہ عذر قبول کیا برخلاف پیچھے رہنے کعب رضی اللہ عنہ کے اور اس کے دونوں ساتھیوں کے کہ ان کے واسطے بالکل کوئی عذر نہ تھا اور یہ جو کہا کہ کیا حضرت ﷺ نے میرے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں؟ تو نہیں جزم کیا کعب رضی اللہ عنہ نے ساتھ ہلانے ہونے کے اور شاید یہ بسبب اس کے ہے کہ وہ شرمندگی سے لگا تار آپ کی طرف نہ دیکھ سکتا تھا اور یہ جو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس کو تنور میں جلایا تو کعب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل دلالت کرتا ہے اوپر قوی ہونے ایمان اس کے اور محبت اس کی کے واسطے اللہ اور رسول کے نہیں تو جو ہو بیچ مثل حال اس کے ہجر اور اعراض سے کبھی ضعیف ہو جاتا ہے اس بوجھ کے اٹھانے سے اور باعث ہوتی ہے اس کو رغبت مرتبے اور مال میں اوپر چھوڑنے اس شخص کے جو اس کو چھوڑے اور خاص کر ساتھ بے خوف ہونے اس کے جو اس کو اپنے پاس بلائے نہ جبر کرتا ہو اس کو اس کے دین کے چھوڑنے پر لیکن جب کہ اس کے نزدیک احتمال تھا کہ نہیں بے خوف ہے وہ مفتون ہونے سے تو مادے کو جڑ سے اکھاڑا اور خط کو جلایا اور اس کو جواب نہ دیا باوجود ہونے اس کے شاعروں سے کہ پیدا کیے گئے ہیں نفس ان کے رغبت پر خاص کر بعد بلانے کے اور رغبت دلانے کے اوپر پہنچنے کے طرف مقصود کے مرتبے اور مال سے اور مال سے خاص کر اس حالت میں کہ اس کو بلانے والا اس کا قرابتی ہو اور باوجود اس کے پس غالب ہوا اس پر دین اس کا اور قوی ہوا نزدیک اس کے یقین اس کا اور ترجیح دی اس نے اس چیز کو کہ وہ اس میں ہے رنج اور عذاب پانے سے اس چیز پر کہ بلایا گیا اس کی طرف آرام اور نعمتوں سے واسطے محبت اللہ اور اس کے رسول کے جیسا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہ ہو اللہ اور رسول محبوب تر نزدیک اس کے ان کے ماسوائے اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کے آگے اپنے حال کی شکایت کی اور کہا کہ ہمیشہ رہا اعراض آپ کا مجھ سے یہاں

تک کہ رغبت کی مجھ میں مشرکوں نے اور یہ جو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے بعض گھر والوں نے مجھ سے کہا تو یہ مشکل ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان تینوں کی کلام سے منع کر دیا تھا تو اس نے کعب رضی اللہ عنہ سے کیوں کلام کیا؟ سو جواب یہ ہے کہ شاید وہ کوئی اس کا بیٹا ہوگا یا کوئی عورت ہوگی اور نہی واقع ہوئی تھی کلام تینوں کی سے واسطے عورتوں کے جو اُن کے گھروں میں تھیں یا جس نے کعب رضی اللہ عنہ سے یہ کلام کیا تھا وہ منافق تھا یا اس کا کوئی خادم تھا اور نہ داخل ہوا تھا نہی میں اور یہ جو کہا کہ میں اس دن اُن دو کپڑوں کے سوا کسی چیز کا مالک نہ تھا یعنی جنس کپڑوں کے سے نہیں تو پہلے گزر چکا ہے کہ اس کے پاس دو سواریاں تھیں اور عنقریب آئے گا کہ کعب رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی کہ اپنے سب مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کرے اور یہ جو کہا کہ تجھ کو بشارت ہو بہتر دن کی جو تجھ پر گزرا جب سے تیری ماں نے تجھ کو جنا تو مشکل ہے یہ اطلاق ساتھ مسلمان ہونے اس کے کی اس واسطے کہ وہ گذرا اس پر اس کے بعد کہ اس کی ماں نے اس کو جنا اور وہ بہتر ہے اس کے سب دنوں سے سو بعض کہتے ہیں کہ وہ مستثنیٰ ہے اصل میں اگرچہ اس کے ساتھ کلام نہیں کیا واسطے نہ پوشیدہ ہونے اس کے اور بہت خوب جواب میں یہ ہے کہ کہا جائے کہ اس کی توبہ کا دن کامل کرنے والا ہے اس کے مسلمان ہونے کے دن کو سو اس کے مسلمان ہونے کا دن اس کی سعادت کی ابتدا ہے اور اس کی توبہ کا دن اس کو کامل کرنے والا ہے سو وہ بہتر ہے اس کے سب دنوں سے اگرچہ اس کے مسلمان ہونے کا دن بہتر ہے پس دن توبہ اس کی کا جو منسوب ہے طرف مسلمان ہونے اس کے کی بہتر ہے اس کے مسلمان ہونے کے دن سے جو اس سے مجرد ہے اور یہ جو کہا کہ جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہے تو اگر کوئی کہے کہ چاند کے ٹکڑے کے ساتھ کیوں تشبیہ دی چاند کے ساتھ کیوں نہ دی تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واسطے بشارت کے ہے طرف جگہ روشنی کے اور وہ ماتھا ہے اور اسی میں ظاہر ہوتی ہے خوشی پس گویا کہ تشبیہ واقع ہوئی ہے بعض چہرے پر پس مناسب ہوا یہ کہ تشبیہ دیا جائے ساتھ بعض چاند کے اور یہ جو کہا کہ ہم خوشی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں پہچانتے تھے تو اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر اس کے کمال شفقت سے اپنی امت پر اور مہربانی سے ساتھ ان کے اور فرح سے جو ان کو خوش کرے اور ایک روایت میں ہے کہ جب میری توبہ اتری تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو میں نے آپ کے دونوں ہاتھ اور گھٹنے چومے اور یہ جو کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اللہ نے کسی مسلمان پر مجھ سے زیادہ انعام کیا ہو تو مراد ساتھ اس کے نفی افضلیت کی ہے نہ مساوات کی اس واسطے کہ دو ساتھی تو کعب کے اس میں شریک تھے اور یہ جو کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھے ہم تینوں شخص پیچھے رکھے گئے تو حاصل اس کا یہ ہے کہ کعب رضی اللہ عنہ نے تفسیر کیا اس آیت کو ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا﴾ یعنی مراد یہ ہے کہ موقوف رکھے گئے اور ان کے کام کو ڈھیل میں ڈالا گیا یہ مراد نہیں کہ وہ جنگ سے پیچھے رکھے گئے اور کہا ابن جریر نے کہ معنی کلام کے یہ ہیں کہ البتہ توبہ کی اللہ تعالیٰ نے ان پر جن کی توبہ قبول کرنے میں دیر ہوئی اور کعب رضی اللہ عنہ کے قصے میں اور بھی کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے

جائز ہے طلب کرنا مال حربی کافروں کا اور جائز ہے جہاد کرنا حرام کے مہینے میں اور تصریح کرنا ساتھ جہت جہاد کے جب نہ تقاضا کرے مصلحت اس کے چھپانے کو اور یہ کہ امام جب عموماً سب لشکر کو نکلنے کے واسطے بلائے تو لازم آتا ہے نکلنا سب کو اور ہر ایک فرد کو ملامت شامل ہوتی ہے اگر پیچھے رہے اور کہا سہیلی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سخت ہوا غضب اس شخص پر جو پیچھے رہا اگرچہ جہاد فرض کفایہ ہے لیکن خاص کر انصار کے حق میں فرض عین ہے اس واسطے کہ انہوں نے اس پر بیعت کی اور مصداق اس کا قول ان کا ہے جب وہ خندق کھودتے تھے **نحن الذین بایعوا محمدا علی الجهاد ما بقینا ابدا** پس ہوگا پیچھے رہنا ان کا اس جنگ سے گناہ کبیرہ اس واسطے کہ وہ مانند توڑنے بیعت کے ہے اور نزدیک شافعیہ کے ایک وجہ ہے کہ جہاد حضرت ﷺ کے زمانے میں فرض عین تھا اس بنا پر پس متوجہ ہوگا عتاب اس شخص پر جو پیچھے رہے مطلق اور ان میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جو عاجز ہو نکلنے سے ساتھ نفس اپنے کے اور مال اپنے کے نہیں ملامت ہے اوپر اس کے اور خلیفہ کرنا اس شخص کا جو قائم مقام ہو امام کے اس کے گھر والوں پر اور ضعیفوں پر اور اس میں ترک کرنا قتل منافقوں کا ہے اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے ترک کرنا زندیق کا جب کہ ظاہر کرے توبہ کو اور جواب دیا ہے اس نے جو جائز رکھتا ہے اس کو کہ ترک قتل حضرت ﷺ کے زمانہ میں واسطے مصلحت تالیف کے تھا اور ان میں بڑائی امر گناہ کی ہے اور تحقیق تنبیہ کی ہے حسن بصری رحمہ اللہ نے اوپر اس کے جیسے کہ روایت کی ہے اس سے ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے کہ کہا حسن بصری رحمہ اللہ نے سبحان اللہ نہیں کھایا ان تین شخصوں نے حرام مال اور نہیں بہایا حرام خون کو اور نہیں فساد کیا زمین میں پہنچی ان کو وہ مصیبت جو تم نے سنی اور تنگ ہوئی ان پر زمین باوجود فراخی اپنی کے پس کیا حال ہوگا اس شخص کا جو بے حیائی اور کبیرہ گناہوں میں واقع ہو اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جو دین میں قوی ہو اس کو سخت مواخذہ ہوتا ہے اس سے کہ ضعیف فی الدین کو ہو اور یہ کہ جائز ہے خبر دینا آدمی کی اپنے گناہ اور قصور سے اور اس کے سبب سے اور جو اس کا انجام ہوا واسطے ڈرانے اور نصیحت غیر کے اور یہ کہ جائز ہے مدح کرنا آدمی کی ساتھ اس چیز کے کہ اس میں ہے بھلائی سے جب کہ فتنے سے امن ہو اور تسلی دینا اپنے نفس کو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں حاصل ہوئی واسطے اس کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے واسطے نظیر اس کی کے اور فضیلت اہل بدر اور عقبہ کی اور قسم کھانا واسطے تاکید کے بغیر طلب کرنے قسم کے اور توریہ مقصد سے اور رد کرنا غیبت کا اور جواز ترک وطی عورت کی ایک مدت اور اس میں ہے کہ جب آدمی کے واسطے بندگی میں فرصت ظاہر ہو تو اس کا حق یہ ہے کہ اس کی طرف جلدی کرے اور اس میں دیر نہ کرے تاکہ اس سے محروم نہ رہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قبول کرو اللہ اور اس کے رسول کا حکم جب کہ تم کو بلائے اور جان رکھو کہ اللہ حائل ہوتا ہے درمیان بندے اور اس کے دل کے اور ہم سوال کرتے ہیں اللہ سے یہ کہ الہام کرے ہم کو جلدی کرنا طرف بندگی کے اور نہ چھینے ہم سے جو ہم کو نعمت عطا کی اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جائز ہے تمنا کرنا اس چیز کی کہ فوت ہو خیر سے اور یہ کہ امام غافل رہے اس شخص

سے جو اس سے پیچھے رہے بعض امروں میں بلکہ اس کو یاد دلا دے تا کہ توبہ کی طرف رجوع کرے اور یہ کہ جائز ہے طعن کرنا مرد میں ساتھ اس چیز کے کہ غالب ہو اوپر اجتہاد طاعن کے اللہ اور اس کے رسول کی جہت سے اور یہ کہ جائز ہے رد کرنا طاعن پر جب کہ غالب ہو اوپر گمان رد کرنے والے کے وہم طاعن کا یا غلطی اس کی اور یہ کہ مستحب ہے واسطے آنے والے کے سفر سے یہ کہ باوضو ہو اور یہ کہ گھر سے پہلے مسجد میں جائے اور نماز پڑھے پھر بیٹھے واسطے لوگوں کے کہ اس کو سلام کریں اور مشروع ہونا سلام کا آنے والے پر اور ملنا اس کا اور حکم کرنا ساتھ ظاہر کے اور قبول کرنا عذروں کا اور یہ کہ مستحب ہے رونا گنہگار کا واسطے افسوس کے اس چیز پر کہ فوت ہوئی اس سے نیکی سے اور ایک فائدہ جاری کرنا احکام کا ہے ظاہر پر اور سپرد کرنا چھپی باتوں کا اللہ کی طرف اور نہ سلام کرنا اس کو جو گناہ کرے اور یہ کہ جائز ہے چھوڑنا ملاقات اس کی کا زیادہ تین دن سے اور بہر حال تین دن سے زیادہ ملاقات چھوڑنے میں جو نہی وارد ہوئی ہے تو وہ محمول ہے اس شخص پر جس کی ملاقات کا چھوڑنا شرعی نہ ہو اور یہ ہنسنا کبھی غصے سے ہوتا ہے جیسا کہ تعجب سے ہوتا ہے اور نہیں خاص ہے ہنسنا ساتھ خوشی کے اور عتاب کرنا بزرگ کا اپنے ساتھیوں کو اور جو اس کے نزدیک ہو ماسوائے غیر اس کے کی اور ان فائدوں میں ایک فائدہ سچ بولنے کا ہے اور نحوست عاقبت جھوٹ بولنے کی اور اُن میں ایک فائدہ عمل کرنا ہے ساتھ مفہوم لقب کے جب کہ گھیرے اس کو قرینہ واسطے فرمانے حضرت ﷺ کے جب کہ حدیث بیان کی آپ سے کعب رضی اللہ عنہ نے کہ اس نے تو سچ کہا اس واسطے کہ یہ مشعر ہے کہ اس کے سوائے سب لوگوں نے جھوٹ بولا لیکن نہیں ہے وہ عام ہر ایک کے حق میں سوائے اس کے اس واسطے کہ مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما نے بھی سچ کہا تھا پس خاص ہوگا جھوٹ ساتھ اس شخص کے کہ اقرار کیا ساتھ قصور اپنے کے اسی واسطے عقاب کیا سچ کہنے والے کو ساتھ تادیب کے جس کا فائدہ عنقریب ظاہر ہوا اور مؤخر کیا جھوٹ بولنے والوں کو واسطے عقاب دراز کے اور حدیث صحیح میں ہے کہ جب اللہ اپنے بندے کے ساتھ نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو جلد سزا دیتا ہے اس کو دنیا میں اور جب اس کے ساتھ بدی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی سزا کو اس سے روک رکھتا ہے اور اس کو دنیا میں سزا نہیں دیتا پس وارد ہوگا قیامت کو ساتھ گناہوں اپنے کے بعض کہتے ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ سختی کی گئی ان تین شخصوں کے حق میں اس واسطے کہ چھوڑا انہوں نے اس چیز کو کہ ان پر واجب تھی بغیر عذر کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا نہیں لائق تھا مدینے والوں اور ان کے گرد والوں کو گنواروں سے کہ پیچھے رہیں حضرت ﷺ کے ساتھ سے اور قول انصار کا کہ ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی جہاد پر جب تک ہم زندہ رہیں گے ہمیشہ اور ان میں ایک فائدہ ٹھنڈا کرنا گرمی مصیبت کا ہے ساتھ پیروی اپنے جیسے کے اور ان میں بڑائی مقدار صدق کی ہے قول میں اور فعل میں اور معلق کرنا سعادت دنیا اور آخرت کا اور نجات کا بدی ان کی سے ساتھ صدق کے اور یہ کہ جو عقاب کیا جائے ساتھ ترک کرنے سلام و کلام کے معذور رکھا جاتا ہے پیچھے رہنے میں جماعت سے اس واسطے کہ مرارہ رضی اللہ عنہ اور ہلال رضی اللہ عنہ اس مدت میں

اپنے گھروں سے نہ نکلے اور ایک فائدہ ساقط ہونا سلام کے جواب کا ہے مہجور پر اس شخص سے کہ اس پر سلام کرے اس واسطے کہ اس کے سلام کا جواب واجب ہوتا تو نہ کہتے کعب رضی اللہ عنہ کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کے جواب میں اپنے ہونٹ ہلاتے ہیں یا نہیں اور ایک فائدہ یہ ہے کہ جائز ہے داخل ہونا مرد کا اپنے ہمسائے اور دوست کے گھر میں بغیر اجازت اس کی کے اور بغیر دروازے کے جب اس کی رضا مندی کو جانے اور ایک فائدہ یہ ہے کہ کہنا مرد کا اللہ اور اس کا رسول خوب دانا ہیں نہ خطاب ہے نہ کلام اور نہیں حانث ہوتا اس کے ساتھ جو قسم کھائے کہ دوسرے سے کلام نہ کرے گا جب کہ نہ نیت کرے اس کے ساتھ اس کے کلام کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے جب کہ پوچھا کیا اس کا کعب رضی اللہ عنہ نے نہیں تو البتہ پہلے گزر چکا ہے کہ جب غسان کے بادشاہ کے ایلچی نے کعب رضی اللہ عنہ کا پتہ پوچھا تو لوگوں نے کعب رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا اور نہ کلام کیا ساتھ قول اپنے کے مثلا کہ یہ کعب ہے واسطے مبالغے کے اس کی ملاقات کے ترک کرنے میں اور اس سے منہ پھیرنے میں اور ان میں ایک فائدہ یہ ہے کہ نماز میں نظر چرا کر دیکھنے سے نماز میں قصور نہیں ہوتا اور مقدم کرنا فرمانبرداری رسول کا اپنے قرابتی کی دوستی پر اور خدمت کرنا عورت کا اپنے خاوند کی اور احتیاط کرنا واسطے دور ہونے کے اس چیز سے کہ اس میں واقع ہونے کا خوف ہو اور یہ کہ جائز ہے جلانا اس چیز کا کہ اس میں اللہ کا نام ہو واسطے مصلحت کے اور یہ کہ مشروع ہے سجدہ شکر کا اور آگے بڑھنا واسطے بشارت دینے نیکی کے اور دینا بشارت دینے والے کو عمدہ چیز جو حاضر ہو نزدیک اس کے جس کے پاس بشارت لائے اور مبارک بادی دینا اس شخص کو جس کو نئی نعمت ہاتھ آئے اور کھڑا ہونا اس کی طرف جب کہ سامنے آئے اور جمع ہونا لوگوں کا امام کے نزدیک بھاری کاموں میں اور خوش ہونا اس کا اس چیز کے ساتھ کہ تابعداروں کو خوش کرے اور مشروع ہونا عاریت کا یعنی کسی سے کوئی چیز مانگ کر لینا جائز ہے اور مصافحہ کرنا آنے والے سے اور کھڑا ہونا واسطے اس کے اور لازم پکڑنا ہمیشگی کرنے کا نیکی پر جس کے ساتھ نفع پائے اور یہ کہ مستحب ہے صدقہ کرنا وقت توبہ کے اور یہ کہ جو نذر مانے خیرات کرنے کی اپنے سارے مال کے ساتھ نہیں لازم آتا اس کو نکالنا سارے مال کے۔ (فتح)

بَابُ نُزُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجْرَ.

باب ہے بیان میں اترنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قوم ثمود کی جگہوں میں۔

فائدہ: اور گمان کیا ہے بعض نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں اترے نہیں صرف وہاں سے گزرے تھے اور رد کرتا ہے اس کو تصریح کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اس کے ساتھ کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم ثمود کے مکانوں میں اترے تو وہاں کے پانی پینے سے منع کیا اور پہلے گزر چکی ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی احادیث الانبیاء میں۔ (فتح)

٤٠٦٧ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

۴۰۶۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قوم ثمود کے ملک میں گزرے تو فرمایا کہ نہ جاؤ

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوْا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى أَجَازَ الْوَادِيَ.

ان کے مکانوں میں جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا کہیں تم پر عذاب نہ پڑے جیسا اُن پر پڑا مگر وہاں خوف سے روتے جاؤ تو مضائقہ نہیں پھر اپنے سر کو ڈھانپا اور جلد چلے یہاں تک کہ وادی سے نکل گئے۔

۴۰۶۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الْمُعَذَّبِيْنَ إِلَّا أَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ.

۴۰۶۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قوم ثمود کے متعلق فرمایا کہ نہ جاؤ ان لوگوں پر جن کو عذاب ہوا مگر یہ کہ تم وہاں سے روتے ہوئے جاؤ تو مضائقہ نہیں کہیں تم پر عذاب پڑے جیسا ان پر پڑا۔

فائدہ: حرف لام بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معنی عن کے ہے اور حذف کیا گیا مقول لہم تا کہ عام ہو ہر سامع کو اور تقدیر یہ ہے کہ قالہ لامتہ عن اصحاب الحجر یعنی فرمایا واسطے اپنی امت کے حجر والوں سے اور وہ قوم ثمود کی ہے نہ داخل ہوں ان لوگوں پر جن کو عذاب ہوا یعنی قوم ثمود پر اور یہ ظاہر ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ (فتح)

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمے کے ہے اور وہ مانند فصل کے ہے پہلے باب سے اس واسطے کہ حدیثیں اس کی متعلق ہیں ساتھ بقیہ قصہ تبوک کے۔

۴۰۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقُمْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَآءَ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ

۴۰۶۹۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے واسطے گئے یعنی اور حاجت سے فراغت کر کے آئے سو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالنے لگا کہا عروہ نے نہیں جانتا میں مغیرہ کو کہا مگر جنگ تبوک میں یعنی یہ واقعہ جنگ تبوک کا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ دھویا اور اپنے دونوں بازو دھونے لگے سو جبے کی آستین آپ پر تنگ ہوئی یعنی اوپر نہ چڑھا سکے سو دونوں بازو اس کے نیچے سے

وَذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ.

نکال کر دھوئے پھر اپنے دونوں موزوں پر مسح کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مسح موزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور میں نے وہاں بیان کیا ہے جس نے اس کو بغیر تردد کے روایت کیا ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے عروہ بن مغیرہ سے کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک کی پس ذکر کی حدیث مسح کی جیسے کہ پہلے گزرا اور زیادہ کیا ہے مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا یہاں تک کہ ہم نے لوگوں کو پایا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو امام بنایا ہے وہ ان کو نماز پڑھاتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھلی رکعت پائی سو جب عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی باقی نماز پوری کرنے کو کھڑے ہوگئے سو لوگ اس سے گھبرائے اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے چاہا کہ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دے۔

٤٠٧٠ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ حَتّٰى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ هٰذِهِ طَابَةُ وَهٰذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

۴۰۷۰۔ حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ تبوک سے آئے یہاں تک کہ جب ہم نے مدینے پر جھانکا یعنی مدینہ نیچے سے نظر آیا تو فرمایا کہ یہ مدینہ طابہ ہے پاک جگہ ہے ناپاک کو رہنے نہیں دیتا اور یہ اُحد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ اور جہاد میں گزر چکی ہے۔

٤٠٧١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ أَقْوَامًا مَّا سِرْتُمْ مَّسِيْرًا وَّلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ

۴۰۷۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے پھرے اور مدینے سے قریب ہوئے سو فرمایا کہ بیشک مدینے میں کچھ لوگ ہیں کہ نہیں چلے تم کوئی راہ اور نہیں کاٹا تم نے کوئی نالہ مگر کہ ثواب میں وہ بھی تمہارے شریک ہوئے اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! اور وہ مدینے میں ہیں فرمایا وہ مدینے میں ہیں ناچاری نے ان کو روکا۔

قَالَ وَهُمْ بِالْمَدِيْنَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ.

فائدہ: اس کی شرح بھی جہاد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كِتَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ.

باب ہے لکھنا حضرت مَلَّاتِیْم کا بادشاہ فارس اور روم کی طرف۔

فائدہ: لیکن کسریٰ پس وہ بیٹا پرویز کا ہے اور پرویز بیٹا ہرمز کا ہے اور وہ بیٹا نوشیروان کا ہے اور وہ کسریٰ کبیر مشہور ہے اور بعض کہتے ہیں کہ جس کی طرف حضرت مَلَّاتِیْم نے لکھا تھا وہ نوشیروان ہے اور اس میں نظر ہے واسطے دلیل اس چیز کے کہ آئندہ آتی ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْم نے خبر دی کہ اس کا بیٹا زربان اس کو قتل کرے گا اور جس کو اس کے بیٹے نے قتل کیا تھا وہ کسریٰ بن پرویز بن ہرمز ہے اور کسریٰ فارس کے بادشاہ کا لقب ہے اور قیصر سے مراد ہرقل ہے اس کا حال کتاب کی ابتدا میں گزر چکا ہے۔

٤٠٧٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلٰى كِسْرٰى مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

۴۰۷۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مَلَّاتِیْم نے اپنا خط عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کسریٰ یعنی فارس کے بادشاہ کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ اس کو بحرین کے حاکم (نائب کسریٰ) کے پاس پہنچا دے (سو اس نے اس کو بحرین کے حاکم کے پاس پہنچایا) اور بحرین کے حاکم نے اس کو کسریٰ کے پاس پہنچایا سو جب کسریٰ نے حضرت مَلَّاتِیْم کا نامہ پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا سو حضرت مَلَّاتِیْم نے ان پر یعنی کسریٰ اور اس کی فوج پر بد دعا کی یہ کہ پارہ پارہ کیے جائیں تمام پارہ پارہ ہونا یعنی جدا جدا اور ٹکڑے کیے جائیں۔

فائدہ: اور عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے سو جب یہ خبر حضرت مَلَّاتِیْم کو پہنچی تو حضرت مَلَّاتِیْم نے فرمایا الٰہی! پارہ پارہ کر دے اس کے ملک کو اور باذان کسریٰ کی طرف سے یمن پر حاکم تھا اس نے اس کو لکھا کہ تو اپنے پاس سے دو مرد اس مرد کے پاس بھیج جو ملک عرب میں پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے سو باذان نے حضرت مَلَّاتِیْم کو لکھا اور اپنے پاس سے دو مرد حضرت مَلَّاتِیْم کے پاس بھیجے تو حضرت مَلَّاتِیْم نے فرمایا کہ اپنے ساتھی یعنی اپنے سردار کو جا کر خبر پہنچاؤ کہ اس رات میں میرے رب نے اس کے بادشاہ کو مار ڈالا اور وہ منگل کی رات تھی جمادی الاولیٰ کی دسویں کو

ساتویں سال ہجری میں اور یہ کہ اللہ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو اس پر غالب کیا اس نے اس کو مار ڈالا اور زہری سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ کسریٰ نے باذان کو لکھا کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ قریش میں سے ایک مرد گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے سو تو اس کے پاس جا کر اس سے توبہ لے اگر توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اس کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دے سو جب باذان آپ کے پاس پہنچا تو مسلمان ہو گیا اور جو فارس کے لوگ اس کے ساتھ تھے وہ بھی مسلمان ہو گئے۔

تنبیہ: جزم کیا ہے ابن سعد نے اس کے ساتھ کہ بھیجنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا کسریٰ کی طرف ساتویں سال ہجرت میں تھا صلح کے زمانے میں یعنی جو صلح کہ حدیبیہ میں قرار پائی تھی اور بخاری کی کاریگری چاہتی ہے کہ وہ نویں سال ہجری میں تھا اس واسطے کہ ذکر کیا ہے اس کو جنگ تبوک کے بعد اور ذکر کی باب کے اخیر میں حدیث سائب رضی اللہ عنہ کی کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک سے پھرے واسطے اشارہ کرنے کے اس چیز کی طرف کہ میں نے ذکر کیا اور البتہ ذکر کیا ہے اہل مغازی نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وغیرہ کو لکھا اور یہ غیر اس بار کے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کے ساتھ اس کی طرف لکھا تھا اس واسطے کہ وہ صلح کے زمانے میں تھا جیسا کہ تصریح کی ہے ساتھ اس کے حدیث میں اور یہ ساتویں سال میں تھا اور واقع ہوا ہے نزدیک مسلم کے انس رضی اللہ عنہ سے کہ لکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر کی طرف اور ہر ظالم ضدی کی طرف اور روایت کی طبرانی نے حدیث مسور کی سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی طرف نکلے سو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ساری خلقت کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا سو میری طرف سے احکام الٰہی ادا کرو اور مجھ پر اختلاف نہ کرو سو بھیجا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کی طرف اور سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ کو ہوذہ بن علی کی طرف یمامہ میں اور علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو منذر بن ساوی کی طرف ہجر میں اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو جیفر اور عیاد کی طرف جو دونوں بیٹے جلندی کے ہیں عمان میں اور دحیہ رضی اللہ عنہ کو قیصر کی طرف اور شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ کو ابن ابی شمر غسانی کی طرف اور عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف سو پھرے سب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے سوائے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے اور یہ نجاشی اور ہے سوائے اس نجاشی کے جو مسلمان ہو گیا تھا۔ (فتح)

٤٠٧٣ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۴۰۷۳۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے جنگ جمل کے دن ایک بات کے ساتھ جو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اس کے بعد کہ قریب تھا کہ جنگ جمل والوں میں ملوں یعنی ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور ان کے ساتھیوں کے اور ان کے ساتھ ہو کر لڑوں کہا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسریٰ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوْا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرٰى قَالَ لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا أَمْرَهُمْ اِمْرَأَةً.

کی بیٹی کو اپنا حاکم بنایا ہے تو فرمایا کہ کبھی بھلا نہ ہوگا اس قوم کا جنہوں نے اپنے کام پر عورت کو حاکم اور مالک بنایا۔

فائدہ: اس حدیث میں تقدیم اور تاخیر ہے اور تقدیر یہ ہے کہ نفع دیا مجھ کو اللہ نے جنگ جمل کے دن ایک بات کے ساتھ جو میں نے حضرت ﷺ سے سنی تھی یعنی اس سے پہلے پس ایام متعلق ہے ساتھ نفعنی کے نہ ساتھ سمعت کے اس واسطے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے اس کو قطعا اس سے پہلے سنا تھا اور مراد ساتھ اونٹ والوں کے وہ لشکر ہے جو عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور اس قصے کا بیان کتاب الفتن میں آئے گا اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بلوائیوں کے ہاتھ شہید ہوئے اور خلافت بیعت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہوئی تو طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ مکے کی طرف نکلے سو دونوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو پایا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کیا تھا سو جمع ہوئی رائے ان کی اوپر متوجہ ہونے کے طرف بصریٰ کے اس حال میں کہ بلاتے تھے لوگوں کو طرف طلب کرنے قصاص عثمان رضی اللہ عنہ کے سو یہ خبر پہنچی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تو علی رضی اللہ عنہ ان کی طرف نکلے پس واقع ہوئی لڑائی جمل کی اور اس جنگ کا نام جنگ جمل رکھا گیا اور منسوب کیا گیا اس اونٹ کی طرف جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس جنگ میں سوار ہوئی تھیں اور وہ اس کے ہودج میں تھیں لوگوں کو اصلاح کی طرف بلاتی تھیں اور قائل لما بلغ کا وہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ ہے اور وہ تفسیر ہے واسطے قول اس کے کی بکلمة اور اس میں اطلاق کلمہ کا ہے اوپر کلام کثیر کے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنے اوپر حاکم بنایا تو کسریٰ کی بیٹی کا نام بوران بنت شیرویہ بن کسریٰ بن پرویز ہے اور اس کا بیان یوں ہے کہ جب شیرویہ نے اپنے باپ کو مار ڈالا کما تقدم تو تھا باپ اس کا جب کہ اس نے پہچانا کہ اس کے بیٹے نے اس کے قتل کے واسطے حیلہ کیا ہے تو حیلہ کیا اس نے اپنے بیٹے کے قتل پر اپنے مرنے کے بعد تو اس نے اپنے بعض خزانوں میں زہر تیار کر کے ایک شیشی میں ڈال دیا اور اس پر لکھ دیا کہ یہ دوائی جماع کے واسطے اکسیر ہے جو اس کو جس قدر کھائے اس کو اتنی مدت جماع کرنے کی طاقت حاصل ہو سو شیرویہ نے وہ لکھا ہوا پڑھا اس کو جماع کا بہت شوق تھا سو اس نے وہ دوائی کھائی اور کھاتے ہی ملک عدم کو روانہ ہوا اور اپنے باپ کے بعد چھ مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہا سو جب وہ مر گیا تو اس نے اپنے پیچھے کوئی بھائی نہ چھوڑا اس واسطے کہ اس نے اپنے بھائیوں کو پہلے ہی مار ڈالا تھا واسطے حرص کے ملک پر اور اس نے کوئی بیٹا بھی اپنے پیچھے نہ چھوڑا اور فارس والوں نے مکروہ جانا کہ بادشاہی ان کے گھر سے نکلے تو انہوں نے شیرویہ کی بیٹی کو بادشاہ بنایا اور اس کا نام بوران تھا خطابی نے کہا کہ اس حدیث میں ہے کہ عورت نہ بادشاہی کی مالک ہوتی ہے اور نہ قضاء کی اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت نہ خود اپنا نکاح کرے اور نہ کسی اور عورت کا نکاح کرے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اور یہ جو کہا کہ عورت بادشاہی اور قضاء کی مالک نہیں ہوتی تو یہ قول جمہور کا ہے

اور جائز رکھا ہے اس کو طبری نے اور یہ ایک روایت ہے مالک سے اور ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ مالک ہوتی ہے حکم کی اس چیز میں کہ جائز ہے اس میں گواہی عورتوں کی اور مناسبت اس حدیث کی واسطے ترجمے کے اس جہت سے ہے کہ وہ تتمہ ہے قصے کسریٰ کا جس نے حضرت ﷺ کا خط پھاڑا تھا سو مقرر کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کو سو اس نے اس کو قتل کیا پھر اس کے بھائی بھی مارے گئے یہاں تک کہ پہنچی نوبت ساتھ ان کے طرف سردار بنانے عورت کے پھر رفتہ رفتہ ان کا ملک برباد ہوا اور بادشاہی ان کے ہاتھ سے جاتی رہی اور پارہ پارہ کیے گئے جیسے حضرت ﷺ نے بد دعا دی تھی۔ (فتح) اور خلاصہ مطلب ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہ جنگ جمل والے اصحاب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاکم بنا کر ان کے ساتھ لڑتے تھے سو میں نے بھی چاہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو کر علی رضی اللہ عنہ سے لڑوں جب مجھ کو یہ حدیث یاد پڑی تو میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ نہ دیا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جن لوگوں پر عورت حاکم ہو ان کا کبھی بھلا نہیں ہوتا' یعنی جب عورت کا حاکم بنانا درست نہیں تو میں عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاکم کیوں مانوں اور ان کا ساتھ کس واسطے دوں؟۔

٤٠٧٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الْغِلْمَانِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً مَّعَ الصِّبْيَانِ.

۴۰۷۴۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یاد کرتا ہوں کہ میں لڑکوں کے ساتھ وداع کے ٹیلے کی طرف نکلا حضرت ﷺ کے ملنے کو۔

٤٠٧٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمَهُ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ.

۴۰۷۵۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں یاد کرتا ہوں کہ میں لڑکوں کے ساتھ حضرت ﷺ کے ملنے کو نکلا ثنیۃ الوداع تک آپ کے جنگ تبوک سے آتے وقت۔

فائدہ: یہ دونوں روایتیں ایک حدیث ہے اور داؤدی نے اس کا انکار کیا ہے اور پیروی کی ہے اس کی ابن قیم نے پس کہا کہ ثنیۃ الوداع مکے کی طرف میں ہے تبوک کی طرف میں نہیں بلکہ اس کے مقابلے میں مانند مشرق اور مغرب کے مگر یہ کہ اس طرف کوئی اور ثنیہ ہو گی اور ثنیہ اس چیز کو کہتے ہیں جو زمین سے اونچی ہو مانند ٹیلے اور پہاڑی کے اور بعض کہتے ہیں کہ ثنیہ پہاڑ کی راہ ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ثنیۃ الوداع کا مکے کی طرف ہونا اس کو مانع نہیں کہ ہو نکلنا مسافر کا طرف شام کے اس کی طرف سے اور یہ بات ظاہر ہے جیسا کہ مکے میں داخل ہونا ایک ثنیہ سے ہے اور نکلنا اور ثنیہ سے ہے اور دونوں پہنچتے ہیں ایک راہ کی طرف۔

تنبیہ: بیچ وارد کرنے اس حدیث کے اخیر میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بھیجنا ناموں کا بادشاہوں کی طرف جنگ تبوک کے سال میں تھا لیکن یہ نہیں دفع کرتا اس شخص کے قول کو جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے صلح کے زمانے میں بادشاہوں کو نامے لکھے مانند قیصر کے اور تطبیق دونوں قول کے درمیان یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے قیصر یعنی روم کے بادشاہ کو دوبار لکھا اور واقع ہوئی ہے تصریح ساتھ اس دوسری بار کے بیچ مسند احمد کے اور لکھا حضرت ﷺ نے اس نجاشی کو جو مسلمان ہوا تھا اور جب وہ مر گیا تو حضرت ﷺ نے اس کا جنازہ پڑھا پھر لکھا اس نجاشی کو جو اس کے بعد اس کا وارث اور قائم مقام ہوا اور وہ کافر تھا اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہر ظالم کی طرف لکھا اس کو اللہ کی طرف بلاتے تھے اور ان میں سے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی کا نام لیا اور یہ وہ نجاشی نہیں جو مسلمان ہو گیا تھا۔ (فتح)

بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهٖ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَّإِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ﴾. (الزمر: ۳۱).

باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کی بیماری اور وفات کے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشک آپ تو مر جائیں گے اور وہ بھی مر جائیں گے پھر تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پاس جھگڑو گے۔

فائدہ: مناسبت اس آیت کی اس باب کے ساتھ آئندہ آئے گی اور باب میں وہ چیز بھی مذکور ہوئی جو دلالت کرتی ہے اور پر جنس بیماری حضرت ﷺ کے کما سیاتی اور بہر حال شروع ہونا بیماری کا پس تھا میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر اور ذکر کیا خطابی نے کہ سوموار کے دن آپ ﷺ کو بیماری شروع ہوئی اور بعض کہتے ہیں کہ ہفتے کے دن اور حاکم نے کہا کہ بدھ کے دن اور حضرت ﷺ کی بیماری کی مدت میں اختلاف ہے اکثر علماء اس پر ہیں کہ حضرت ﷺ تیرہ دن بیمار رہے اور بعض ایک دن زیادہ کہتے ہیں اور بعض کم کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ دس دن بیمار رہے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے سلیمان تیمی نے اپنے مغازی میں اور سب کا اتفاق ہے اس پر کہ حضرت ﷺ کی وفات پیر کے دن ہوئی ربیع الاول میں اور قریب ہے کہ اس پر اجماع ہو لیکن بزار نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ رمضان کی گیارہویں کو فوت ہوئے پھر ابن اسحاق اور جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی وفات ربیع الاول کی بارہویں کو ہوئی اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کے نزدیک ہے کہ حضرت ﷺ ربیع الاول کے چاند چڑھے فوت ہوئے اور ابو مخنف وغیرہ کے نزدیک ہے کہ ربیع الاول کی دوسری کو فوت ہوئے اور اسی پر اعتماد ہے اور

ترجیح دی ہے اس کو سہیلی نے پھر بخاری نے اس باب میں تیس حدیثیں ذکر کی ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذٰلِكَ السُّمِّ.

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس بیماری میں فرمایا جس میں آپ کا انتقال ہوا کہ اے عائشہ! میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا سو یہ وقت اب وہ ہے کہ مجھ کو معلوم ہو چکا اپنی جان کی رگ کا ٹوٹنا اسی زہر سے۔

فائدہ: ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف پاتا ہوں یعنی اپنے پیٹ میں بسبب اس کھانے کے اور حاکم نے ام مبشر سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! آپ اپنے نفس کو کس چیز کی تہمت لگاتے ہیں یعنی یہ بیماری کی شدت آپ کو کس سبب سے ہے؟ سو میں نہیں تہمت لگاتی اپنے بیٹے کو مگر اس کھانے کی جو اس نے خیبر میں کھایا تھا اور اس کا بیٹا بشر مر گیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں بھی اپنی جان کو اسی کھانے کی تہمت لگاتا ہوں اور یہ میری رگ جان کے ٹوٹنے کا وقت ہے اور روایت کی ابن سعد نے ساتھ اسانید متعددہ کے اس بکری کے قصے میں جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے زہر ملایا گیا تھا پس اس کے آخر میں کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد تین برس زندہ رہے یہاں تک کہ آپ کو وہ بیماری ہوئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور ابہر وہ رگ ہے جو دل سے جڑی ہوئی ہے جب ٹوٹ جاتی ہے تو آدمی مر جاتا ہے۔ (فتح)

٤٠٧٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُمَّ مَا صَلّٰى لَنَا بَعْدَهَا حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ.

۴۰۷۶۔ حضرت ام الفضل رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ماں سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ مغرب کی نماز میں سورہ مرسلات پڑھتے تھے پھر اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو نماز نہیں پڑھائی یہاں تک کہ اللہ نے آپ کی روح قبض کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٤٠٧٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ

۴۰۷۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کو اپنے نزدیک بٹھلایا کرتے تھے تو عبدالرحمن

ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهٗ فَقَالَ إِنَّهٗ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْأٰيَةِ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ أَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهٗ إِيَّاهُ فَقَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

بن عوف رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا مثل اس کی ہمارے بھی بیٹے ہیں یعنی پس تم ان کو اپنے پاس کیوں بٹھاتے ہو؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اس جہت سے کہ تو جانتا ہے یعنی وہ اہل علم ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی جب کہ آئی مدد اللہ کی اور فتح یعنی اس سے کیا مراد ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معلوم کروائی یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کے ساتھ معلوم کروا دیا کہ تمہاری موت قریب ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جو تو جانتا ہے سو یہی میں جانتا ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ فتح میں گزر چکی ہے اور زیادہ شرح کتاب التفسیر میں آئے گی اور پہلے گزر چکا ہے حجۃ الوداع میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ سورۂ ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ تشریق کے دنوں میں اتری حجۃ الوداع میں اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب یہ سورہ اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا کہ تو نے مجھ کو میرے مرنے کی خبر دی تو جبرائیل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ آخرت بہتر ہے تجھ کو دنیا سے۔ (فتح)

٤٠٧٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ اشْتَدَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ أَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا مَا شَأْنُهٗ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوْهُ فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ فَقَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ أَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِيْ إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ أُجِيْزُهُمْ

۴۰۷۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہا کہ یہ دن جمعرات کا ہے اور کیا عجیب تھا دن جمعرات کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری کی شدت سو فرمایا کہ میرے پاس کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دوں کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو تو اصحاب نے کاغذ لانے اور نہ لانے میں آپس میں جھگڑا کیا یعنی بعض نے کہا لاؤ اور بعض نے کہا کچھ ضرورت نہیں اور لائق نہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا سو اصحاب نے کہا کیا حال ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا؟ کیا درد سے زبان قابو میں نہیں رہی اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر تحقیق کرو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات تحقیق کرنے لگے یا رد کرنے لگے قول مذکور کو (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک قابو میں نہیں رہی) اس کے قائل پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو نہ چھیڑو جس میں کہ

وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْ قَالَ فَنَسِيتُهَا.

میں اب مشغول ہوں بہتر ہے اس سے جس کو تم پوچھتے ہو اور حضرت ﷺ نے ان کو تین چیزوں کی وصیت کی فرمایا نکال دو مشرکین کو جزیرہ عرب سے اور انعام دیا کرنا ایلچیوں کو جس طرح کہ میں ان کو انعام دیتا ہوں اور تیسری چیز سے حضرت ﷺ چپ رہے یا کہ اس کو فرمایا مگر میں بھول گیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تھا دن جمعرات کا تو استعمال کیا جاتا ہے یہ کلمہ وقت ارادے بڑا جاننے امر کے شدت میں اور تعجب کرنے کے اس سے اور جہاد میں اتنا زیادہ کیا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما رونے لگے یہاں تک کہ ان کے آنسو سے کنکر تر ہوئے اور رونا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا احتمال ہے کہ اس وجہ سے ہو کہ ان کو حضرت ﷺ کی موت یاد آئی سو ان کا غم تازہ ہوا ہو اور احتمال ہے کہ جڑی ہو ساتھ اس کے وہ چیز کہ فوت ہوئی ان کے اعتقاد میں خیر سے جو حاصل ہوتی اگر یہ نوشتہ لکھتے اسی واسطے بولا دوسری روایت میں کہ یہ مصیبت ہے پھر اس میں مبالغہ کیا سو کہا تمام مصیبت اور پہلے گزر چکا ہے جواب اس شخص کا کہ باز رہا اس سے مانند عمر رضی اللہ عنہ کی اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ کو بیماری کی شدت ہوئی تو جہاد میں اتنا زیادہ ہے پانچ شنبے کے دن اور یہ تائید کرتا ہے اس کی کہ حضرت ﷺ کی بیماری کی ابتدا اس سے پہلے ہوئی تھی اور واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ حضرت ﷺ کو موت حاضر ہوئی اور یہ لفظ بطور مجاز کے بولا گیا اس واسطے کہ حضرت ﷺ اس کے بعد پیر کے دن تک زندہ رہے اور مراد نوشتہ لکھنے سے بعض کہتے ہیں کہ خلیفے کا معین کرنا تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اور لفظ اہجر میں بہت گفتگو ہے اور راجح یہ ہے کہ اہجر فعل ماضی ہے ساتھ اثبات ہمزہ استفہام کے اور اس کے اول میں اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے کلام بیمار کی سے بغیر جوڑ اور ربط کے اور نہیں اعتبار کیا جاتا ساتھ اس کے واسطے ہونے فائدہ اس کے اور واقع ہونا اس کا حضرت ﷺ سے محال ہے اس واسطے کہ حضرت ﷺ معصوم ہیں حالت صحت میں اور بیماری میں واسطے دلیل اس آیت کے کہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ اور واسطے قول حضرت ﷺ کے کہ میں نہیں کہتا حالت غضب اور رضا میں مگر حق اور جب یہ معلوم ہوا تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا اس کو اس شخص نے کہ کہا واسطے انکار کے اس شخص پر جس نے توقف کیا بیچ بجا لانے حکم حضرت ﷺ کے ساتھ حاضر کرنے کاغذ اور دوات کے پس گویا کہ اس نے کہا کہ تو کس طرح توقف کرتا ہے کیا تو گمان کرتا ہے کہ وہ اور لوگوں کی طرح اپنی بیماری میں بے فائدہ کلام کرتے ہیں آپ کا حکم بجا لاؤ اور جو طلب کرتے ہیں حاضر کرو اس واسطے کہ وہ نہیں کہتے ہیں مگر حق' کہا قرطبی نے یہ خوب جواب ہے کہا اور احتمال ہے کہ کہا ہو یہ بعض نے واسطے شک کے کہ عارض ہوا واسطے اس کے لیکن یہ بعید ہے اس واسطے کہ باقی اصحاب نے اس پر انکار نہ کیا اس کے باوجود کہ وہ اصحاب کبار میں سے تھے اور اگر اس پر انکار کرتے تو منقول ہوتا اور احتمال

ہے کہ جس نے یہ کہا دہشت اور حیرت سے صادر ہوا ہو جیسے کہ پہنچا بہت اصحاب کو ان میں سے وقت فوت ہونے حضرت ﷺ کے اور اس کے غیر نے کہا احتمال ہے کہ مراد قائل کی یہ ہو کہ آپ کو درد سخت ہے پس بولا لازم کو اور ارادہ کیا ملزوم کا اس واسطے کہ جو ہذیان کہ بیماری کے واسطے واقع ہوتا ہے شدت درد سے پیدا ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ اھجر د فعل ماضی ہو اور مفعول محذوف ہو یعنی آپ نے زندگی کو چھوڑا اور ذکر کیا اس کو ساتھ لفظ ماضی کے واسطے مبالغہ کے بسبب دیکھنے نشانیوں موت کے میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتی ہے واسطے میرے ترجیح تیسرے احتمال کی جس کو قرطبی نے ذکر کیا ہے یعنی مراد شدت درد کی ہے اور ہو گا قائل اس کا بعض وہ شخص جو قریب ہے داخل ہونا اس کا اسلام میں اور اس کو معلوم تھا کہ جس کو درد سخت ہو کبھی مشغول ہوتا ہے ساتھ اس کے لکھنے اس چیز کے سے کہ اس کو کہنا طلب ہے واسطے جواز واقع ہونے اس کے اور اسی واسطے واقع ہوا ہے دوسری روایت میں کہ بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ پر درد غالب ہے اور واقع ہوا ہے نزدیک اسماعیلی کے اس حدیث میں **فقالوا ما شانه یهجر استفهموه** اور تائید کرتا ہے اس کی کہا اس کے بعد **استفهموه** ساتھ صیغہ امر کے ساتھ استفہام کے یعنی امتحان کرو آپ کے حکم کو ساتھ اس طور کے کہ تحقیق کرو آپ سے اس چیز کی جس کا آپ نے ارادہ کیا ہے اور بحث کرو ساتھ آپ کے اس بات میں کہ لکھنا اولیٰ ہے یا نہیں یعنی استفہام کا حکم کرنے سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مراد ہجر سے درد کا سخت ہونا ہے ورنہ صریح حکم میں استفہام کے کوئی معنی نہ تھے اور دوسری روایت میں ہے کہ اصحاب آپس میں جھگڑے سو بعض نے کہا کہ کاغذ لاؤ کہ تمہارے واسطے نوشتہ لکھیں پس یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ بعض اصحاب کا ارادہ پکا تھا حکم بجا لانے کا اور رد کرنے کا اس شخص پر جو اس سے باز رہا اور جب واقع ہوا ان میں اختلاف تو دور ہوئی برکت جیسے کہ جاری ہوئی ہے ساتھ اس کے عادت وقت واقع ہونے جھگڑے کے اور کہا رازی نے کہ اس واسطے کہ کچھ نہیں کہ جائز ہو واسطے اصحاب کے اختلاف کرنا اس نوشتہ کے لکھنے میں باوجود صریح حکم کرنے حضرت ﷺ کے واسطے ان کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ کبھی رفیق ہوئی ہے امروں کو وہ چیز کہ نقل کرتی ہے ان کو وجوب سے پس گویا کہ ظاہر ہوا اس سے قرینہ جس نے دلالت کی اس پر کہ یہ امر وجوب کے واسطے نہیں بلکہ اختیار پر محمول ہے پس مختلف ہوا اجتہاد ان کا اور پکا ارادہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کاغذ کے نہ لانے پر واسطے اس چیز کے کہ قائم ہوا نزدیک ان کے قرینوں سے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے یہ بغیر پختہ عزم کے کہا ہے اور حضرت ﷺ کے لکھنے کا اورادہ یا تو وحی سے تھا اور یا وہ اجتہاد سے اور اسی طرح ترک کرنا ہے آپ کا اس ارادے کو اگر وحی سے تھا تو وحی سے ہوا اور اگر اجتہاد سے تھا تو اجتہاد سے ہوا اور نیز اس میں حجت ہے واسطے اس شخص کے جو قائل ہے ساتھ رجوع کرنے کے طرف اجتہاد کی شرعیات میں اور کہا نووی نے کہ اتفاق ہے علماء کا اس پر کہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا **حسبنا کتاب اللہ** یعنی ہم کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کفایت کرتی ہے ان کی قوت فقہ اور باریک بینی سے ہے اس واسطے کہ وہ ڈرے اس سے کہ

حضرت ﷺ ایسے احکام لکھیں کہ اکثر اوقات لوگ اس سے عاجز ہوں پس مستحق ہوں عقوبت کے واسطے ہونے ان احکام کے منصوص کھلے اور ارادہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ نہ بند ہو دروازہ اجتہاد کا علماء پر اور حضرت ﷺ نے اس بات میں عمر رضی اللہ عنہ پر انکار نہ کیا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ عمر رضی اللہ عنہ کی رائے ٹھیک تھی اور اشارہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ قول اپنے کے حسبنا کتاب اللہ طرف اس آیت کے ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ اور احتمال ہے کہ ہو قصد تخفیف کا حضرت ﷺ سے واسطے اس چیز کے حضرت ﷺ پر درد کی سختی دیکھی اور قائم ہوا نزدیک ان کے قرینہ اس کے ساتھ کہ حضرت ﷺ جس چیز کے لکھنے کا ارادہ کرتے ہیں اس قسم سے نہیں کہ اس کی حاجت ہو اس واسطے اگر اس قسم سے ہوتی تو حضرت ﷺ اس کو ان کے اختلاف کے سبب نہ چھوڑتے اور نہیں معارض ہے اس کو قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کہ مصیبت تمام مصیبت وہ چیز ہے کہ حضرت ﷺ کو لکھنے سے روکا اس واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ قطعاً ان سے زیادہ فقیہ تھے اور کہا خطابی نے کہ نہیں وہم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے غلطی کا اس چیز میں کہ حضرت ﷺ اس کو لکھنا چاہتے تھے بلکہ باز رہنا ان کا محمول ہے اس پر کہ جب دیکھی عمر رضی اللہ عنہ نے وہ چیز کہ حضرت ﷺ اس میں تھے شدت درد سے اور حاضر ہونے موت کے سے تو ڈرے یہ کہ پائیں منافقین راہ طرف طعن کے اس چیز میں کہ حضرت ﷺ اس کو لکھیں اور طرف حمل کرنے اس کے کی اس حالت پر کہ جاری ہوئی ہے عادت اس میں ساتھ واقع ہونے بعض ایسی چیز کے کہ اتفاق کے مخالف ہو پس تھا یہ سبب عمر رضی اللہ عنہ کے توقف کرنے کا نہ یہ کہ انہوں نے جان بوجھ کر حضرت ﷺ کے قول کی مخالفت کی اور نہ یہ کہ جائز رکھا انہوں نے واقع ہونا غلطی کا اوپر آپ کے اللہ کی پناہ اور یہ جو فرمایا کہ مجھ کو نہ چھیڑو الخ تو کہا ابن جوزی وغیرہ نے احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ مجھ کو چھوڑو پس وہ چیز کہ میں اس کو دیکھتا ہوں کرامت اللہ کی سے جو تیار کی ہے اللہ نے واسطے میرے بعد چھوڑ جانے دنیا کے بہتر ہے اس چیز سے کہ میں اس میں ہوں زندگی سے یعنی دنیا کی زندگی سے آخرت کی کرامت بہتر ہے یا یہ معنی ہیں کہ جس چیز میں کہ میں ہوں مراقبہ سے اور سامان درست کرنے سے واسطے ملنے اللہ کے اور فکر کرنے سے بیچ اس کے افضل ہے اس چیز سے کہ سوال کرتے ہو تم مجھ سے بیچ اس کے مباحثہ سے مصلحت سے بیچ لکھنے نوشتہ کے یا نہ لکھنے اس کے کی اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ باز رہنا میرا لکھنے سے بہتر ہے اس چیز سے کہ تم مجھ کو اس کی طرف بلاتے ہو لکھنے سے میں کہتا ہوں اور احتمال ہے اس کے عکس کا یعنی لکھنا میرا بہتر ہے اس کے نہ لکھنے سے بلکہ یہی ظاہر ہے اور بنا بریں پہلے احتمالوں کے ہوگا امر واسطے آزمائش اور امتحان کے پس راہ دکھائی اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کی مراد کی طرف اور ان کے غیر پر پوشیدہ رہی اور کہا ابن بطال نے کہ عمر رضی اللہ عنہ افقہ ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس واسطے کہ کفایت کی انہوں نے قرآن کے ساتھ اور نہ کفایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن کے ساتھ اور تعاقب کیا گیا ہے ابن بطال کا اس کے ساتھ کہ اطلاق اس کا باوجود اس چیز کے پہلے گزری ہے ٹھیک نہیں اس واسطے کہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا

کہ ہم کو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے اس سے ان کی یہ مراد نہیں کہ وہ کفایت کریں گے اس کے ساتھ سنت کے بیان سے یعنی ان کو حدیث رسول ﷺ کی حاجت نہیں رہے گی بلکہ واسطے اس چیز کے کہ قائم ہوا نزدیک ان کے قرینہ سے اور ڈرے اس چیز سے کہ مرتب ہو نوشتہ کے لکھنے پر اس قسم سے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف پس معلوم کیا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ قرآن پر اعتماد کرنا ایسا امر ہے کہ اس پر کوئی چیز مرتب نہیں ہوتی اور لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما پس نہیں کہا جاتا ہے ان کے حق میں کہ انہوں نے قرآن پر کفایت نہیں کی باوجود اس کے کہ وہ قرآن کے عالم ہیں اور زیادہ عالم ہیں لوگوں میں ساتھ اس کی تفسیر اور اس کی تاویل کے لیکن افسوس کیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس چیز پر کہ فوت ہوئی ان سے بیان کرنے سے ساتھ تنصیص کے اوپر اس کے یعنی کھول کر بیان کرنے سے اس واسطے کہ وہ اولیٰ ہے استنباط کرنے سے یعنی مسئلہ نکالنے سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے ان کو تین چیزوں کا حکم دیا یعنی اس حالت میں اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ جس چیز کے لکھنے کا حضرت ﷺ نے ارادہ کیا تھا وہ امر واجب نہ تھا اس واسطے کہ اگر وہ اس قسم سے ہوتا جس کے پہچانے کا آپ کو حکم ہوا تو اس کو نہ چھوڑتے واسطے واقع ہونے ان کے اختلاف کے اور البتہ عقاب کرتا اللہ اس شخص کو جو آپ کے حکم پہچانے کے درمیان مانع ہوا اور البتہ پہنچاتے اس کو ان کے واسطے ساتھ لفظ کے جیسے کہ وصیت کی ان کو ساتھ نکالنے مشرکین کے جزیرہ عرب سے اور سوائے اس کے اور البتہ اس کے بعد کئی دن زندہ رہے اور اصحاب نے کئی چیزیں آپ سے زبانی یاد کیں پس احتمال ہے کہ ہو مجموع ان کا وہ چیز جس کے لکھنے کا ارادہ کیا اور یہ جو فرمایا جیسے کہ میں ان کو انعام دیا کرتا تھا یعنی قریب اس سے اور تھا انعام ایک کا حضرت ﷺ کے زمانے میں ایک اوقیہ چاندی کا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور یہ جو کہا کہ تیسرے سے چپ رہے تو اس کا قائل ابن عیینہ راوی ہے کہا داؤدی نے کہ مراد ساتھ تیسری چیز کے قرآن کے ساتھ وصیت ہے اور کہا مہلب نے کہ مراد اس کے ساتھ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کا سامان درست کرنا ہے اور احتمال ہے کہ یہ مراد ہو کہ میری قبر کو بت نہ ٹھہراؤ اور احتمال ہے کہ نہ ہو وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضرت ﷺ کے قول سے کہ نماز اور جن کے تم مالک ہو۔ (فتح)

٤٠٧٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۰۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کو موت حاضر ہوئی اور گھر میں بہت مرد تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آؤ میں تم کو نوشتہ لکھ دوں کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ پر درد غالب ہے یعنی لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے ہم کو اللہ کی کتاب کفایت کرتی ہے سو گھر

وَسَلَّمَ هَلُمُّوْا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوْا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ قَرِّبُوْا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوْا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُوْلُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالْاِخْتِلَافَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا قَالَ عُبَيْدُ اللهِ فَكَانَ يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ.

والوں نے اختلاف کیا اور آپس میں جھگڑنے لگے سو ان میں سے بعض کہتے تھے کہ لاؤ تمہارے واسطے نوشتہ لکھ دیں تا کہ تم اس تحریر کے بعد کبھی نہ بھٹکو اور بعض اس کے سوا کچھ اور کہتے تھے کہ لکھنا کچھ ضروری نہیں سو جب انہوں نے بے فائدہ کلام اور اختلاف بہت کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اٹھو میرے پاس سے' کہا عبیداللہ نے سو تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے کہ البتہ مصیبت تمام مصیبت وہ چیز ہے جس نے حضرت ﷺ کو اس نوشتہ کے لکھنے سے روکا بسبب اختلاف اور شور کرنے ان کے کی یعنی کاش کہ اصحاب اختلاف اور شور نہ کرتے تا کہ حضرت ﷺ کچھ لکھتے پس تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما طرف خلاف اس چیز کے کہ کہی عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ نے۔

٤٠٨٠ ـ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيْلٍ اللَّخْمِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ أَهْلِهِ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.

۴۰۸۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا سو اس نے کان میں کچھ بات کی سو فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں پھر ان کو بلا کر کان میں کچھ بات کی سو ہنسنے لگیں سو ہم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے اس کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں بات کہی کہ آپ کا انتقال ہوگا اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا سو میں روئی پھر حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں بات کی سو مجھ کو خبر دی کہ آپ کے گھر والوں میں سے میں پہلے آپ کے پیچھے جاؤں گی یعنی اُن میں سب سے پہلے میں ہی مروں گی سو میں ہنسی۔

فائدہ: مسروق کی روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے اول اتنا زیادہ ہے کہ سامنے آئیں حضرت ﷺ کے

فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتیں ان کی چال حضرت ﷺ کی چال کی مانند تھی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خوش ہو میری بیٹی کو پھر ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا پھر ان سے چپکے سے بات کی اور ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے پاس آتی تھیں تو حضرت ﷺ ان کے واسطے اٹھتے تھے اور ان کو چومتے تھے اور ان کو اپنے پاس بٹھاتے تھے اور حضرت ﷺ ان کے پاس جاتے تھے تو وہ بھی اسی طرح کرتی تھیں سو جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس آئیں اور جھک کر آپ کو چومنے لگیں اور اتفاق ہے دونوں روایتوں کا اس پر کہ حضرت ﷺ نے جو ان سے پہلی بار کان میں بات کی تھی وہ یہ تھی کہ آپ کا اس بیماری میں انتقال ہوگا اور اختلاف ہے کہ دوسری بار چپکے سے کیا کہا جس سے وہ ہنسیں سو عروہ کی روایت میں ہے کہ آپ نے ان کو خبر دی تھی کہ آپ کے اہل بیت میں سے وہ آپ کو پہلے ملیں گی اور مسروق کی روایت میں ہے کہ آپ نے ان کو خبر دی تھی کہ وہ بہشتی عورتوں کی سردار ہیں اور راجح یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دوسری بار دونوں باتیں کہیں اس واسطے کہ مسروق کی حدیث شامل ہے زیادتیوں پر جو عروہ کی حدیث میں نہیں اور وہ ثقات ضابطین سے ہے پس اس قسم سے کہ زیادہ کیا ہے مسروق نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے **فقلت ما رأیت کالیوم فرحا اقرب من حزن فسألتها عن ذلك فقالت ماکنت لافشی سر رسول اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حتی توفی** یعنی سو میں نے کہا کہ نہیں دیکھی میں نے آج جیسی خوشی قریب ترغم سے سو میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حال پوچھا سو اس نے کہا کہ میں حضرت ﷺ کا بھید ظاہر نہیں کروں گی یہاں تک کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے پھر میں نے اس سے پوچھا اس نے کہا حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں کہا کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآن کا دور ایک بار کرتے تھے اور اس نے مجھ سے اس سال میں دو بار دور کیا ہے اور میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر یہ کہ میری موت حاضر ہوئی اور بیشک تو میرے اہل بیت میں سے مجھ کو پہلے ملے گی اور یہ جو کہا کہ **ما رأیت کالیوم فرحا** تو اس کے معنی یہ ہیں **ما رأیت کفرح الیوم فرحا** یعنی نہیں دیکھی میں نے آج کی خوشی جیسی کوئی خوشی یا نہیں دیکھی میں نے کوئی خوشی مانند اس خوشی کے جو میں نے آج دیکھی اور قول اس کا **حتی توفی** متعلق ہے ساتھ محذوف کے تقدیر اس کی یہ ہے کہ پس نہ کہی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے میرے واسطے کچھ چیز یہاں تک کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور عروہ نے اس سب زیادتی کو چھوڑ دیا ہے پس کہا اس نے اپنی روایت میں اپنے اس قول کے بعد کہ پس وہ ہنسیں سو ہم نے اس سے یہ حال پوچھا سو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے کان میں کہا کہ آپ کا اس بیماری میں انتقال ہوگا اور احتمال ہے کہ قصہ متعدد ہو اور تائید کرتا ہے اس کی جزم کرنا عروہ کی روایت میں اس کے ساتھ کہ آپ کا اس بیماری میں انتقال ہوگا برخلاف روایت مسروق کی کے کہ اس میں ہے کہ گمان کیا اس کو حضرت ﷺ نے ساتھ طریق استنباط کے اس چیز سے کہ ذکر کیا اس کو قرآن کے دور کرنے سے اور کبھی کہا جاتا ہے کہ نہیں ہے مخالفت درمیان دونوں حدیثوں کے مگر

ساتھ زیادتی کے اور نہیں منع ہے یہ کہ ہو خبر دینا حضرت ﷺ کی اس کے ساتھ کہ وہ سب سے پہلے آپ کو ملیں گی سبب واسطے رونے ان کے یا ہنسنے ان کے کی یکبارگی ساتھ دونوں اعتبار کے پس ذکر کی ہر راوی نے وہ چیز کہ نہیں ذکر کی دوسرے نے اور تحقیق روایت کی ہے نسائی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیچ سبب رونے کے کہ آپ کا انتقال ہوگا اور دوسرے دونوں امر میں اور اس حدیث میں خبر دینا حضرت ﷺ کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ آئندہ واقع ہوگی پس واقع ہوئی جیسے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اس واسطے کہ اتفاق ہے سب کا اس پر کہ حضرت ﷺ کے بعد آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے فاطمہ رضی اللہ عنہا ہی فوت ہوئیں۔ (فتح)

٤٠٨١ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کُنْتُ أَسْمَعُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ نَبِيٌّ حَتّٰى يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ وَأَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ ﴿مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾. (النساء:٦٩) اَلْاٰيَةَ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ خُيِّرَ.

۴۰۸۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں سنا کرتی تھی کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں مرتا کوئی پیغمبر یہاں تک کہ اس کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا جائے سو میں نے حضرت ﷺ سے سنا اپنی مرض الموت میں فرماتے تھے اور حالانکہ آپ کو کوئی چیز حلق میں اٹکی جس کے سبب سے آپ کی آواز بھاری ہوئی فرماتے تھے ساتھ ان کے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا سو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو اختیار ملا ہے۔

فائدہ: وارد کیا ہے اس کو بخاری نے ساتھ طریق عالی کے مختصر اور پوری ساتھ طریق نازل کے پھر وارد کیا اس کو بہت پوری زہری کے طریق سے اس نے روایت کی عروہ سے پس پہلی روایت نازل ہے اور دوسری روایت مسلم کے طریق سے عالی ہے اور یہ جو کہا کہ میں سنا کرتی تھی تو نہیں تصریح کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روایت میں کہ کس شخص سے سنا کرتی تھی اور اگلی روایت میں اس کے ساتھ تصریح کی زہری کے طریق سے اس نے روایت کی عروہ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ تھے حضرت ﷺ فرماتے حالت صحت میں کہ نہیں مرتا کوئی پیغمبر کہ دیکھے ٹھکانا اپنا بہشت میں پھر اس کو اختیار دیا جائے اور احمد نے ابو مویہبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ مجھ کو زمین اور خلد کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں پھر بہشت کی سو مجھ کو اختیار دیا گیا اور درمیان اس کے اور درمیان ملاقات رب اپنے کے اور بہشت کے سو میں نے اختیار کیا اللہ تعالیٰ کے ملنے اور بہشت کو اور عبدالرزاق کے نزدیک مرسل روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو اختیار ملا درمیان اس کے کہ زندہ رہوں یہاں تک کہ دیکھوں جو میری امت پر فتح ہوگا اور درمیان جلدی کرنے کے سو میں نے جلدی اختیار کی اور یہ جو فرمایا ساتھ ان لوگوں کے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا تو احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پیغمبروں سے اور صدیقوں اور شہیدوں سے اللہ تعالیٰ کے قول رفیقا

تک اور ظاہر یہ ہے کہ رفیق مکان کا نام ہے کہ حاصل ہوتی ہے اس میں رفاقت ساتھ پیغمبروں وغیرہ مذکورین کے اور کہا جوہری نے کہ مراد رفیق اعلیٰ سے بہشت ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز کہ واقع ہوئی ہے نزدیک ابن اسحاق کے کہ رفیق اعلیٰ بہشت ہے اور نکتہ اس لفظ کے مفرد لانے میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے ایک مرد کے دل پر اور معنی ہونے ان کے رفیق مدد کرنا ایک دوسرے کی ہے اللہ کی بندگی پر اور نرمی کرنا بعض کے ساتھ بعض کے اور ان حدیثوں میں رد ہے اس شخص پر جو گمان کرتا ہے کہ رفیق کا لفظ راوی کی تغییر ہے ٹھیک رفیع ہے جو آسمان کا ایک نام ہے یعنی اگر رفیع ہوتا تو ان حدیثوں میں رفیق کا لفظ نہ بولا جاتا کہا سہیلی نے حکمت بیچ ختم ہونے کلام حضرت ﷺ کے ساتھ اس لفظ کے یہ ہے کہ وہ شامل ہے توحید کو اور ذکر بالقلب کو تا کہ مستفاد ہو اس سے رخصت واسطے اس کے غیر کے اور یہ کہ نہیں شرط ہے کہ ہو ذکر ساتھ زبان کے اس واسطے کہ بعض لوگوں کو کبھی کوئی چیز بولنے سے مانع ہوتی ہے پس نہیں نقصان کرتی اس کو جب کہ اس کا دل ذکر سے تازہ ہو۔

تنبیہ: کہا سہیلی نے کہ میں نے واقدی کی بعض کتابوں میں پایا کہ پہلے پہل حضرت ﷺ نے جس لفظ کے ساتھ کلام کیا شیر خوارگی کی حالت میں اللہ اکبر ہے اور سب سے آخری لفظ جس کے ساتھ کلام کیا الرفیق الاعلیٰ ہے۔ (فتح)

٤٠٨٢ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرَضَ الَّذِي مَاتَ فِيْهِ جَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى.

۴۰۸۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب مرض الموت سے بیمار ہوئے تو فرمانے لگے میں رفیق اعلیٰ میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔

٤٠٨٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَحِيْحٌ يَقُوْلُ إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُحَيّٰ أَوْ يُخَيَّرَ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِ عَائِشَةَ غُشِيَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهُ نَحْوَ سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى

۴۰۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ صحت کی حالت میں فرماتے تھے تحقیق شان یہ ہے کہ کبھی کوئی پیغمبر نہیں مرتا یہاں تک کہ اپنا مکان بہشت میں نہیں دیکھ لیتا پھر مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے پھر جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی موت قریب ہوئی اور آپ کا سر عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا تو آپ ﷺ کو غش آیا پھر جب ہوش میں آئے تو آپ کی آنکھ گھر کی چھت کی طرف لگ گئی پھر فرمایا الٰہی! عالی رتبے کے رفیقوں کی رفاقت چاہتا ہوں سو میں نے کہا کہ اب ہمارے پاس نہیں رہیں گے سو میں

فَقُلْتُ إِذًا لَّا يُجَاوِرُنَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ حَدِيثُهُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيحٌ.

نے پہچانا کہ یہ وہی حدیث ہے جو آپ ہم سے حالت صحت میں بیان کرتے تھے یعنی نہیں مرتا کوئی پیغمبر مگر کہ اس کو مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے۔

فائدہ: یہ اختیار دینا واسطے عزت پیغمبروں کے ہے ورنہ جو کچھ حکم ہوتا ہے وہی ہوتا ہے اور پیغمبر وہی اختیار کرتے ہیں۔

٤٠٨٤ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلٰى صَدْرِي وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سِوَاكٌ رَّطْبٌ يَّسْتَنُّ بِهِ فَأَبَدَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَصَمْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى ثَلَاثًا ثُمَّ قَضٰى وَكَانَتْ تَقُوْلُ مَاتَ بَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي.

۴۰۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے میرے بھائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آئے اور میں نے آپ کو اپنے سینے سے تکیہ دیا اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مسواک تر تھی کہ اس کے ساتھ مسواک کرتا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیر تک دیکھا اور میں نے معلوم کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کو چاہتے ہیں سو میں نے مسواک لی اور اس کو منہ میں چبا کر جھاڑا اور (پانی) سے پاک وصاف کیا پھر میں نے وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ مسواک کی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ اس سے بہتر کبھی مسواک کی ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک سے فارغ ہوتے ہی معًا اپنے ہاتھ یا انگلی کو اٹھایا پھر تین بار فرمایا عالی رتبے کے رفیق کا ساتھ چاہتا ہوں پھر فوت ہوئے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں اور میری باری میں اور درمیان سحر اور نحر میرے کے یعنی میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان اور یہ کہ جمع کیا اللہ تعالیٰ نے میری تھوک اور آپ کی تھوک کو وقت فوت ہونے آپ کے کی دنیا کے آخری دن میں اور مراد یہ ہے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہنسلی اور سینے کے درمیان تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے راضی ہوئے اور یہ حدیث نہیں مخالف ہے اس حدیث کی جو اس سے پہلے گزری کہ آپ کا سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا اس واسطے کہ وہ محمول ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو اپنی ران سے اپنے سینے کی طرف اٹھایا اور یہ حدیث معارض ہے اس حدیث کے جو

روایت کی ہے حاکم اور ابن سعد نے کئی طریق سے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور آپ کا سر مبارک علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اور اس حدیث کا کوئی طریق شیعہ راوی سے خالی نہیں اس کے ہر طریق میں کوئی نہ کوئی راوی شیعہ موجود ہے پس نہیں التفات کیا جاتا ان کی طرف۔ (فتح) مترجم کہتا ہے اس حدیث کے کل طریقوں اور راویوں کا حال مفصل طور سے فتح الباری میں موجود ہے جو چاہے اس کا مطالعہ کرے۔

٤٠٨٥ ـ حَدَّثَنِيْ حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اشْتَكٰى نَفَثَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِيَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰى وَجَعَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ طَفِقْتُ أَنْفِثُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِيْ كَانَ يَنْفِثُ وَأَمْسَحُ بِيَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ.

۴۰۸۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب بیمار ہوتے تو اپنی جان پر معوذات کے ساتھ دم کرتے اور مسح کرتے دم سے ساتھ ہاتھ اپنے کے سو جب حضرت ﷺ مرض الموت سے بیمار ہوئے تو میں آپ کے بدن مبارک پر معوذات سے دم کرنے لگی جن کے ساتھ آپ دم کرتے تھے اور مسح کرتے تھے میں ساتھ ہاتھ حضرت ﷺ کے اس دم سے۔

فائدہ: یعنی میں آپ کے ہاتھ میں دم کر کے اس کو آپ کے بدن پر پھیرتی تھی نفث کے معنی ہیں دم کیا بغیر تھوک کے یا ساتھ ہلکی تھوک کے اور یہ جو کہا ساتھ معوذات کے یعنی پڑھتی اس کو اس حال میں کہ مسح کرتے تھے اپنے بدن کو وقت پڑھنے اس کے اور طب میں آئے گا قول معمر کا بعد اس حدیث کے کہ میں نے زہری سے کہا کہ کس طرح دم کرے کہا آپ نے دونوں ہاتھ پر دم کرے پھر دونوں ہاتھ سے اپنا منہ ملے اور فضائل قرآن میں ہے کہ جب اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑتے تو اپنے دونوں ہاتھ جمع کرتے اُن پر دم کرتے پھر پڑھتے ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ اور مراد ساتھ معوذات کے یہ تینوں سورتیں ہیں اور سب کو معوذات بطور تغلیب کے کہا گیا اور اسی قول پر اعتماد ہے اور یہ جو کہا کہ میں حضرت ﷺ کے ہاتھ سے مسح کرتی تھی تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ میں آپ کے ہاتھ سے آپ پر دم کرتی تھی اس واسطے کہ آپ کا ہاتھ بہت بابرکت تھا۔ (فتح)

٤٠٨٦ ـ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ

۴۰۸۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ سے سنا اور آپ کی طرف کان لگائے آپ کے فوت ہونے سے پہلے اور حالانکہ آپ اپنی پیٹھ کو مجھ سے تکیہ

أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوْتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ.

دیئے تھے کہتے تھے الٰہی بخش مجھ کو اور رحم کر مجھ پر اور ملا دے مجھ کو بلند مرتبے کے رفیق میں یعنی مجھ کو رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا۔

٤٠٨٧ ـ حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْلَا ذٰلِكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا.

۴۰۸۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بیماری میں جس سے نہ اٹھے کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اگر یہ لحاظ نہ ہوتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ظاہر کی جاتی اس حدیث کے فرمانے کا باعث یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سے ڈرے کہ آپ کی قبر کو مسجد بنایا جائے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے۔

٤٠٨٨ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اِسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بِالَّذِيْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِيْ مَنِ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ الَّذِيْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ

۴۰۸۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی یعنی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو اپنی بیویوں سے اجازت مانگی میرے گھر میں بیماری کاٹنے کی یعنی فرمایا کہ میں تمہارے گھروں میں نہیں گھوم سکتا پس اگر تم چاہو تو مجھ کو اجازت دو تو بیویوں نے آپ کو اجازت دی کہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیماری کاٹیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلے یعنی میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو مردوں کے درمیان یعنی عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور مرد پر تکیہ کیے تھے آپ کے پاؤں زمین پر لکیر کھینچتے تھے یعنی بے طاقتی سے زمین پر گھسٹتے جاتے تھے اٹھا نہیں سکتے تھے کہا عبیداللہ نے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خبر دی اس کی جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ دوسرا

قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِيْ وَاشْتَدَّ بِهٖ وَجَعُهٗ قَالَ هَرِيْقُوْا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّيْ أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ فَأَجْلَسْنَاهُ فِيْ مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى طَفِقَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا بِيَدِهٖ أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى بِهِمْ وَخَطَبَهُمْ.

مرد کون ہے جس کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے میں نے کہا نہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا وہ علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی بیان کرتی تھیں کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف لائے اور آپ کو درد کی شدت ہوئی تو فرمایا بہاؤ میرے اوپر سات مشکیں جن کے دھانے نہ کھلے ہوں تا کہ میں لوگوں کو وصیت کروں سو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے ٹب میں بٹھایا اور ان مشکوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پانی ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ بس عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف نکلے سو ان کو نماز پڑھائی اور خطبہ فرمایا۔

٤٠٨٩ - وَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ وَهُوَ كَذٰلِكَ يَقُوْلُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

۴۰۸۹۔ عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری اتری تو اپنی کملی کو اپنے منہ پر ڈالنے لگے سو جب گھبراتے تو اس کو اپنے منہ سے اٹھاتے سو آپ نے اسی حالت میں فرمایا کہ لعنت اللہ کی یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں ٹھہرایا ڈراتے تھے اپنی امت کو اس چیز سے کہ انہوں نے کیا یعنی بنانے مسجدوں کے سے پیغمبروں کی قبروں پر۔

٤٠٩٠ - أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ وَمَا حَمَلَنِيْ عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهٖ إِلَّا أَنَّهٗ لَمْ يَقَعْ فِيْ قَلْبِيْ أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهٗ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهٗ أَبَدًا وَلَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّهٗ لَنْ يَقُوْمَ أَحَدٌ مَقَامَهٗ إِلَّا

۴۰۹۰۔ خبر دی مجھ کو عبیداللہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ البتہ رجوع کیا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر میں یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کی امامت میں کہ وہ نرم دل ہیں لوگوں کی امامت نہیں کر سکتے اور نہیں باعث ہوا مجھ کو اوپر بہت رجوع کرنے کے آپ سے مگر یہ کہ نہیں واقع ہوا میرے دل میں یہ کہ دوست رکھیں لوگ بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مرد کو کہ آپ کی

تَشَآئَمَ النَّاسُ بِهٖ فَأَرَدْتُ أَنْ يَّعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِىْ بَكْرٍ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ مُوْسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جگہ کھڑا ہو کبھی یعنی خواہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہوں یا کوئی اور یعنی بلکہ مجھ کو یقین تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو آپ کے قائم مقام ہوگا لوگ اس کے دشمن ہو جائیں گے سو میں نے چاہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کو ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پھیریں یعنی اور کسی کو لوگوں کی امامت کرنے کا حکم دیں ابو عبداللہ نے کہا کہ روایت کیا ہے اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کے متعلق ہے ساتھ امامت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے نہ طرف ساری حدیث کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی امامت کے بیان میں گزر چکی ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کے درمیان نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ بریرہ اور ثوبیہ کے درمیان نکلے اور ایک روایت میں ہے کہ فضل اور ثوبان رضی اللہ عنہما کے درمیان نکلے اور تطبیق دی ہے علماء نے درمیان ان روایتوں کے برتقدیر ثابت ہونے ان کے ساتھ اس طور کے کہ آپ کئی بار نکلے تھے اور کئی مردوں پر تکیہ کیا اور یہ جو کہا کہ سات مشکوں سے تو کہا گیا ہے کہ حکمت اس عدد میں یہ ہے کہ اس کے واسطے خاصیت ہے بیچ دور کرنے ضرر زہر اور جادو کے اور باب کے اول میں گزر چکا ہے کہ فرمایا یہ وقت ٹوٹنے رگ میری کا ہے اس زہر سے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس کے بعض اُس شخص نے جو کہتا ہے کہ کتے کا جوٹھا پلید نہیں اور گمان کیا ہے اس نے کہ حکم ساتھ دھونے جوٹھے اس کے سے سات بار صرف واسطے دور کرنے زہر کے ہے جو اس کے لعاب میں ہے اور ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ جو صبح کو سات کھجوریں کھائے قسم عجوہ سے اس کو اُس دن نہ زہر ضرر کرتا ہے نہ جادو اور نسائی میں بیمار پر سات بار سورہ فاتحہ پڑھنا آیا ہے اور اسی طرح کئی دعاؤں کا بھی بیمار پر سات سات بار پڑھنا آیا ہے اور ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں کل کہاں ہوں گا؟ یہ جملہ کئی بار فرمایا سو آپ کی بیویوں نے پہچانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارادہ رکھتے ہیں سوانہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی اپنی باری اپنی بہن عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخشی اور یہ جو کہا کہ پھر لوگوں کی طرف نکلے تو پہلے گزر چکا ہے فضائل ابو بکر رضی اللہ عنہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں خطبہ دیا پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ اگر میں اللہ کے سوا کسی کو اپنا جانی دوست ٹھہراتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ ہی کو ٹھہراتا اور اس میں ہے کہ وہ اخیر مجلس تھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بیٹھے اور مسلم میں جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ واقعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے سے پانچ دن پہلے تھا اس بنا پر پس ہوگا وہ جمعرات کا دن اور شاید تھا یہ اس کے بعد کہ واقع ہوا نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اختلاف اور جھگڑا کما تقدم قریبا اور فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھو اور

شاید حضرت ﷺ نے اس کے بعد کچھ خفت پائی پس نکلے۔ (فتح)

٤٠٩١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِيْ وَذَاقِنَتِيْ فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ اور حالانکہ آپ میری ٹھوڑی اور سینے کے درمیان تھے پس نہیں مکروہ جانتی میں شدت موت کی کسی کے واسطے کبھی حضرت ﷺ کے بعد۔

فائدہ: اس شدت کا بیان باب کی پچھلی حدیث میں آئے گا ذکوان کی روایت سے اس نے روایت کی عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے آگے پانی کا برتن تھا سو آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈال کر اپنے منہ پر پھیرنے لگے فرماتے تھے لا الہ الا اللہ موت کے واسطے سختیاں ہیں اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ الٰہی! مدد کر مجھ کو موت کی سختیوں پر اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے زیادہ سخت درد کسی پر نہیں دیکھا اور ایک روایت میں ہے کہ ہم پیغمبروں کا گروہ ہیں ہمارے واسطے تکلف دوگنی ہوتی ہے جیسے کہ ہمارے واسطے ثواب دوگنا ہوتا ہے۔ (فتح)

٤٠٩٢ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ أَبِيْ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيُّ وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ أَحَدَ الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ تِيْبَ عَلَيْهِمْ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ فَقَالَ النَّاسُ يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللهِ بَارِئًا

۴۰۹۲۔ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے کعب رضی اللہ عنہ ایک مرد تین میں سے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو خبر دی کہ بیشک علی رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس سے نکلے اس بیماری میں جس میں آپ ﷺ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا اے ابوالحسن (یہ علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) کیا حال ہے حضرت ﷺ کا؟ کہا شکر اللہ تعالیٰ کا آپ کو بیماری سے آرام ہے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا سو ان سے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ میرا اعتقاد ہے کہ حضرت ﷺ عنقریب فوت ہوں گے اپنی اس بیماری میں البتہ میں عبدالمطلب کی اولاد کے منہ پہچانتا ہوں

فَأَخَذَ بِيَدِهٖ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهٗ أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفّٰى مِنْ وَّجَعِهٖ هٰذَا إِنِّيْ لَأَعْرِفُ وُجُوْهَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اذْهَبْ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيْمَنْ هٰذَا الْأَمْرُ إِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَإِنْ كَانَ فِيْ غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَأَوْصٰى بِنَا فَقَالَ عَلِيٌّ إِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ بَعْدَهٗ وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نزدیک موت کے یعنی ان کے منہ پر مرنے کے وقت یہ نشانی ظاہر ہوا کرتی ہے اور اب وہ حضرت ﷺ کے چہرے پر ظاہر ہوئی ہے ہم کو حضرت ﷺ کے پاس لے چل سو چاہیے کہ ہم آپ سے پوچھیں کہ آپ کے بعد خلافت کن لوگوں میں ہوگی اگر ہم میں ہوگی تو ہم اس کو جان لیں گے اور اگر ہمارے سوا اور لوگوں میں ہوگی تو بھی ہم کو معلوم ہو جائے گی پس ہم کو وصیت کریں گے کہ کیا کرنا چاہیے تو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر ہم نے حضرت ﷺ سے خلافت مانگی اور حضرت ﷺ نے ہم کو نہ دی تو لوگ ہم کو آپ کے بعد خلافت نہ دیں گے یعنی حجت پکڑیں گے ہم پر ساتھ منع کرنے حضرت ﷺ کے ان کو اور قسم ہے اللہ تعالیٰ کی بیشک میں حضرت ﷺ سے خلافت نہیں مانگوں گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو تین دن کے بعد لاٹھی کا غلام ہوگا تو یہ مراد ہے اس شخص سے جو دوسرے کے تابع ہوتا ہے اور معنی یہ ہیں کہ حضرت ﷺ تین دن کے بعد فوت ہو جائیں گے اور تم کسی دوسرے کے حکم میں ہو جاؤ گے اور یہ عباس رضی اللہ عنہ کی فراست کی قوت سے ہے اور یہ جو کہا کہ البتہ میرا اعتقاد ہے تو کہا ہے اس کو عباس رضی اللہ عنہ نے تجربہ سے واسطے قول اس کے بعد اس کے کہ البتہ میں عبدالمطلب کی اولاد کے منہ موت کے وقت پہچانتا ہوں اور شعبی کے مرسل میں ہے فاوصی لنا کے بدلے کہ نہیں تو ہم کو وصیت کریں گے کہ ہم اس کو آپ کے بعد یاد رکھیں گے اور اس کی ایک روایت میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہمارے سوا کوئی اور بھی اس کی امید رکھتا ہے اور یہ جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت ﷺ سے خلافت نہیں مانگوں گا تو شعبی کے مرسل میں اس کے آخر میں ہے کہ جب حضرت ﷺ کی روح مبارک قبض ہوئی تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہاتھ دراز کر میں تجھ سے بیعت کروں کہ لوگ تجھ سے بیعت کریں علی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ دراز نہ کیا کہا شعبی نے اگر علی رضی اللہ عنہ اس کو مانگتے تو ہوتا بہتر ان کے واسطے ان کے مال اور اولاد سے اور ذہلی کے فوائد میں ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے اس کے بعد سنا کہتے تھے کہ کاش میں عباس رضی اللہ عنہ کا کہا مانتا کاش کہ میں عباس رضی اللہ عنہ کا کہا مانتا اور کہا عبدالرزاق نے کہ معمر ہم کو کہا کرتا تھا کہ دونوں میں ٹھیک رائے کس کی تھی؟ ہم کہتے تھے عباس رضی اللہ عنہ کی تو وہ اس سے انکار کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر

حضرت ﷺ خلافت علی رضی اللہ عنہ کو دیتے اور لوگ ان کو نہ دیتے تو البتہ کافر ہو جاتے۔ (فتح)

۴۰۹۳۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوْفِ الصَّلَاةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ أَنْ يَفْتَتِنُوْا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوْا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ.

۴۰۹۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ مسلمان فجر کی نماز میں تھے پیر کے دن اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کو نماز پڑھاتے تھے کہ اچانک حضرت ﷺ ان کے واسطے ظاہر ہوئے البتہ آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کا پردہ اٹھایا سو اصحاب کی طرف نظر کی اور حالانکہ وہ نماز کی صفوں میں تھے پھر تبسم فرمایا سو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں پر پیچھے ہٹے بغیر اس کے کہ قبلے سے منہ پھیریں تا کہ صف میں پہنچیں اور گمان کیا کہ حضرت ﷺ نماز کی طرف نکلنا چاہتے ہیں سو کہا انس رضی اللہ عنہ نے اور قصد کیا مسلمانوں نے یہ کہ اپنی نماز میں مفتون ہوں یعنی نماز کو توڑ ڈالیں واسطے خوشی کے حضرت ﷺ کے دیدار سے سو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کو اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو پھر حجرے میں اندر گئے اور دروازے پر پردہ لٹکایا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ نے ان کو اس دن نماز نہیں پڑھائی اور بیہقی نے روایت کیا ہے کہ سب سے پچھلی نماز کہ حضرت ﷺ نے ان کو پڑھائی فجر کی نماز تھی تو یہ حدیث صحیح نہیں واسطے حدیث باب کے اور شاید بیہقی کی روایت میں ٹھیک ظہر کی نماز ہو اور جو کہا کہ پردہ لٹکایا تو ایک روایت میں ہے کہ پھر حضرت ﷺ اسی دن فوت ہوئے اور اسماعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب حضرت ﷺ فوت ہوئے تو لوگ رونے لگے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مسجد میں کھڑے ہو کر کہا خبردار! البتہ میں کسی سے نہ سنوں جو کہے کہ حضرت ﷺ فوت ہو گئے اور ایک روایت میں ہے کہ اس دن کے اخیر میں فوت ہوئے اور خدشہ کرتا ہے ابن اسحاق کے جزم میں کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے جب کہ چاشت کی گرمی سخت ہوئی اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ اطلاق آخر کا ساتھ معنی ابتداء دخول کے ہے اور بیچ اول نصف ثانی کے دن سے اور یہ نزدیک وقت رواں کے ہے اور سخت ہوتی ہے گرمی پہلے

چاشت کی اور بدستور رہتی ہے یہاں تک کہ تحقیق ہو زوال سورج کا۔ (فتح)

٤٠٩٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ أَخْبَرَنِيَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلٰى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ إِنَّ مِنْ نِّعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَأَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَيْتُهٗ يَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَرَفْتُ أَنَّهٗ يُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ آخُذُهٗ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهٖ أَنْ نَّعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ وَقُلْتُ أُلَيِّنُهٗ لَكَ فَأَشَارَ بِرَأْسِهٖ أَنْ نَّعَمْ فَلَيَّنْتُهٗ فَأَمَرَّهٗ وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيْهَا مَآءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَهٗ فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهٗ.

۴۰۹۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے مجھ پر یہ ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میرے دن میں اور میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جمع کیا میری تھوک اور حضرت ﷺ کی تھوک کو وقت فوت ہونے آپ کے کی اور اس کا بیان یوں ہے کہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ میرے پاس اندر آئے اور ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نے حضرت ﷺ کو تکیہ دیا تھا سو میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور میں نے پہچانا کہ آپ ﷺ مسواک چاہتے ہیں سو میں نے کہا کہ میں اس کو آپ کے واسطے لوں؟ حضرت ﷺ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں سو میں نے اس کو لیا سو وہ آپ پر سخت ہوئی اور میں نے کہا میں اس کو آپ کے واسطے نرم کر دوں حضرت ﷺ نے اپنے سر مبارک سے اشارہ کیا کہ ہاں، سو میں نے اس کو آپ کے واسطے نرم کیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو دانتوں پر پھیرا اور اس کے ساتھ مسواک کی اور آپ کے آگے چھاگل تھی اس میں پانی تھا سو آپ اپنے دونوں ہاتھ پانی میں داخل کر کے ان کو اپنے منہ پر پھیرنے لگے فرماتے تھے لا الہ الا اللہ بیشک موت کے واسطے سختیاں ہیں یعنی قسم حرارتوں اور تلخیوں طبیعت کی سے پھر حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور یہ کہنا شروع کیا کہ شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں یہاں تک کہ آپ کی روح قبض ہوئی اور آپ کا ہاتھ نیچے گر پڑا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٤٠٩٥ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۴۰۹۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْأَلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَقُوْلُ أَيْنَ أَنَا غَدًا أَيْنَ أَنَا غَدًا يُرِيْدُ يَوْمَ عَائِشَةَ فَأَذِنَ لَهُ أَزْوَاجُهُ يَكُوْنُ حَيْثُ شَآءَ فَكَانَ فِيْ بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ كَانَ يَدُوْرُ عَلَيَّ فِيْهِ فِيْ بَيْتِيْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَإِنَّ رَأْسَهُ لَبَيْنَ نَحْرِيْ وَسَحْرِيْ وَخَالَطَ رِيْقُهُ رِيْقِيْ ثُمَّ قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَّمَعَهُ سِوَاكٌ يَّسْتَنُّ بِهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ أَعْطِنِيْ هٰذَا السِّوَاكَ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَأَعْطَانِيْهِ فَقَضِمْتُهُ ثُمَّ مَضَغْتُهُ فَأَعْطَيْتُهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى صَدْرِيْ.

اپنی مرض الموت میں پوچھتے تھے فرماتے تھے کہ میں کل کہاں ہوں گا، میں کل کہاں ہوں گا؟ مراد یہ تھی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کب ہوگی؟ تو آپ کی بیویوں نے اجازت دی کہ جس جگہ چاہیں رہیں سو حضرت ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہے یہاں تک کہ ان کے پاس فوت ہوئے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو حضرت ﷺ اس دن فوت ہوئے جس میں مجھ پر گھومتے تھے میرے گھر میں سو اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ کی روح مبارک قبض کی اور البتہ آپ کا سر میرے سینے کے درمیان تھا اور میری تھوک آپ کی تھوک سے ملی پھر کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما اندر آئے اور ان کے پاس مسواک تھی کہ اس کے ساتھ مسواک کرتا تھا سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف نظر کی تو میں نے ان سے کہا کہ اے عبدالرحمٰن! مجھے مسواک دے انھوں نے مجھ کو دی سو میں نے اس کو دانتوں سے پکڑ کر چبایا پھر میں نے حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ مسواک کی اور آپ میرے سینے سے تکیہ کیے تھے یعنی میرے سینے سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔

فائدہ: احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی روح نکلی تو میں نے کبھی اس سے زیادہ تر خوشبو نہیں پائی۔

٤٠٩٦ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَكَانَتْ إِحْدَانَا تُعَوِّذُهُ بِدُعَآءٍ إِذَا مَرِضَ فَذَهَبْتُ أُعَوِّذُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَآءِ وَقَالَ فِيْ

۴۰۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت ﷺ میرے گھر میں اور میری باری کے دن میں اور میرے سینے اور ہنسلی کے درمیان اور جب آپ بیمار ہوتے تھے تو ہم میں سے کوئی آپ کے واسطے دعا کے ساتھ پناہ مانگتا تھا تو میں نے آپ کے واسطے پناہ مانگنا شروع کیا حضرت ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ

الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ وَّفِيْ يَدِهٖ جَرِيْدَةٌ رَّطْبَةٌ فَنَظَرَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَنْتُ اَنَّ لَهٗ بِهَا حَاجَةً فَاَخَذْتُهَا فَمَضَغْتُ رَاْسَهَا وَنَفَضْتُهَا فَدَفَعْتُهَا اِلَيْهِ فَاسْتَنَّ بِهَا كَاَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًّا ثُمَّ نَاوَلَنِيْهَا فَسَقَطَتْ يَدُهٗ اَوْ سَقَطَتْ مِنْ يَدِهٖ فَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيْقِيْ وَرِيْقِهٖ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَاَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ.

گزرے اور ان کے ہاتھ میں چھڑی تر تھی سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی سو میں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ کو اس کی حاجت ہے سو میں نے اس کو لے کر اس کا سر چبایا پھر میں نے جھاڑ کر حضرت ﷺ کو دی حضرت ﷺ نے اس کے ساتھ مسواک کی جیسے کہ بہت اچھی مسواک کرتے تھے پھر مجھ کو دی سو آپ کا ہاتھ نیچے گرا یا وہ مسواک آپ کے ہاتھ سے گر پڑی سو اللہ تعالیٰ نے میری اور حضرت ﷺ کی تھوک کو ملا دیا دنیا کے پچھلے دن میں اور آخرت کے پہلے دن میں۔

۴۰۹۷ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَقْبَلَ عَلٰى فَرَسٍ مِّنْ مَّسْكَنِهٖ بِالسُّنْحِ حَتّٰى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَّجْهِهٖ ثُمَّ اَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهٗ وَبَكٰى ثُمَّ قَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ لَا يَجْمَعُ اللّٰهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ اَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِيْ كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ خَرَجَ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اِجْلِسْ يَا عُمَرُ فَاَبٰى عُمَرُ اَنْ يَّجْلِسَ فَاَقْبَلَ

۴۰۹۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو کر آئے اپنے رہنے کی جگہ سے کہ سنح (ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیوی کی جگہ کا نام ہے) میں تھے یہاں تک کہ اترے اور مسجد میں داخل ہوئے سو نہ کلام کیا لوگوں سے یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گئے اور حضرت ﷺ کے دیکھنے کا قصد کیا اور حالانکہ آپ ڈھانکے گئے تھے یمنی چادر سے کہ دھاری دار تھی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے منہ مبارک سے چادر کھولی پھر آپ پر اوندھے گرے سو آپ کو چوما اور روئے پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان قسم ہے اللہ کی اللہ تعالیٰ موت کو آپ پر دو بار جمع نہ کرے گا بہر حال جو موت کہ آپ پر لکھی گئی تھی سو آپ نے اس سے انتقال فرمایا۔ کہا زہری نے اور حدیث بیان کی مجھ سے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اس نے روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ باہر آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے کلام کرتے تھے یعنی لوگوں سے کہتے تھے کہ حضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے سو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے

النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوْا عُمَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَمَّا بَعْدُ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ قَالَ اللّٰهُ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿اَلشَّاكِرِيْنَ﴾ وَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى تَلَاهَا أَبُوْ بَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَمَا أَسْمَعُ بَشَرًا مِّنَ النَّاسِ إِلَّا يَتْلُوْهَا فَأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ عُمَرَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ أَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِيْ رِجْلَايَ وَحَتّٰى أَهْوَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا عَلِمْتُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ.

کہا کہ بیٹھ جا اے عمر! سو عمر رضی اللہ عنہ نے بیٹھنے سے انکار کیا سو لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑا سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا حمد وصلوٰۃ کے بعد جو تم میں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا سو بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو گئے اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا سو بیشک اللہ تعالیٰ زندہ ہے نہیں مرتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں کہ ہو چکے ہیں اس سے پہلے بہت رسول "شاکرین" تک اور کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی البتہ گویا کہ لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری یہاں تک کہ اس کو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پڑھا سو سب لوگوں نے اُن سے یہ آیت لی پس نہ سنتا تھا میں کسی مرد کو لوگوں سے مگر کہ اس کو پڑھتا تھا پس خبر دی مجھ کو سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہ تھی وہ آیت معلوم مجھ کو مگر یہ کہ میں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سنا کہ اس کو پڑھا سو مجھ کو دہشت آئی اور میری ہوش جاتی رہی یہاں تک کہ میرے پاؤں مجھ کو نہ اٹھاتے تھے اور یہاں تک کہ میں زمین پر گر پڑا جب کہ میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے وہ آیت پڑھی جس کے معنی یہ ہیں کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔

فائدہ: اور یہ مراد ہے اس آیت سے کہ ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ یعنی بیشک تو مر جائے گا اور وہ بھی مر جائیں گے اور ایک روایت میں ہے سو میں نے جانا کہ بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مر گئے اور یہ ظاہر ہے اور کہا کرمانی نے کہ اگر تو کہے کہ قرآن میں یہ نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے پھر جواب دیا اس نے ساتھ اس طور کے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے پڑھا اس کو اس سبب سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ میں کہتا ہوں کہ ابن سکن کی روایت نے البتہ ظاہر کی مراد اس واسطے کہ اس کی روایت میں علمت کا لفظ زیادہ ہے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے جانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور احمد کی روایت میں اتنا زیادہ ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے بعد کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فوت ہونے کے بعد کپڑے سے ڈھانکا سو عمر رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ آئے سو دونوں نے اجازت مانگی میں نے ان کو اجازت دی

اور میں نے حضرت ﷺ کے اوپر سے کپڑا کھینچا اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا اور کہا ہائے بیہوشی! پھر دونوں اٹھ کھڑے ہوئے سو جب دروازے کے قریب ہوئے تو کہا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے اے عمر! حضرت ﷺ فوت ہوئے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے تو جھوٹا ہے جب کہ تو مرد فتنہ انگیز ہے بیشک حضرت ﷺ فوت نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کو فنا کرے پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے پردہ اٹھایا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا پس کہا انا للہ و انا الیہ راجعون حضرت ﷺ فوت ہو گئے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عمر رضی اللہ عنہ پر گزرے اور عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ حضرت ﷺ فوت نہیں ہوئے اور فوت نہیں ہوں گے یہاں تک کہ منافقوں کو قتل کریں اور منافقوں نے خوشی ظاہر کی ہے اور اپنے سر اٹھائے تھے یعنی منافق لوگ حضرت ﷺ کا فوت ہونا سن کر خوش ہوئے تھے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد کیا تو نہیں سنتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک تو مر جائے گا اور وہ بھی مر جائیں گے یہاں تک کہ ساری آیت پڑھی پھر یہ آیت پڑھی اور نہیں محمد ﷺ مگر ایک رسول تحقیق گزر چکے ہیں پہلے ان سے بہت رسول اور اس میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا یہ آیت قرآن میں ہے مجھ کو معلوم نہ تھا کہ وہ قرآن میں ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ پس خوش ہوئے مسلمان اور غمناک ہوئے منافق لوگ کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جیسے کہ ہمارے منہ پر پردے پڑے تھے سو دور ہوئے اور اس حدیث میں قوت شجاعت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ہے اور کثرت علم ان کے کی اور تحقیق موافق ہوئے ان کے اس پر عباس رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جیسے کہ ابوالاسود کے مغازی میں عروہ سے ہے کہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ یہ آیت پڑھتے تھے ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾ اور لوگ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی طرف التفات نہیں کرتے تھے اور اکثر اصحاب ان کے برخلاف تھے سو اس سے لیا جاتا ہے کہ کبھی تھوڑے لوگوں کی رائے اجتہاد میں ٹھیک پڑتی ہے اور بہت لوگوں کی رائے اجتہاد میں چوک جاتی ہے پس نہیں متعین ہے ترجیح ساتھ اکثر کے خاص کر جب کہ ظاہر ہو کہ بعض نے بعض کی تقلید کی ہے۔ (فتح)

٤٠٩٨ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَبِيْ عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ.

۴۰۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چوما حضرت ﷺ کو ان کے فوت ہونے کے بعد۔

٤٠٩٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَزَادَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِيْ مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا أَنْ لَّا تَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَاكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَقَالَ لَا يَبْقٰى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهٗ لَمْ يَشْهَدْكُمْ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۰۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں ایک طرف دوا ڈالی بغیر اختیار آپ کے کی آپ کی بیماری میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف اشارہ کرنے لگے کہ میرے منہ میں دوا مت ڈالو سو ہم نے کہا کہ یہ منع کرنا آپ کا اس واسطے ہے کہ بیمار دوا کو مکروہ جانتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوش میں آئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا کہ میرے منہ میں دوا مت ڈالو ہم نے کہا ہم نے سمجھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس واسطے منع کیا ہے کہ بیمار دوا کو مکروہ جانتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ باقی رہے کوئی گھر میں مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے اور میں دیکھتا جاؤں سوائے عباس رضی اللہ عنہ کے کہ وہ تمہارے ساتھ موجود نہ تھے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی زناد نے ہشام سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے زیتون کا تیل پگھلا کر آپ کے منہ میں ڈالا اور اس حدیث میں مشروع ہونا قصاص کا ہے ساتھ تمام اس چیز کے کہ مصیبت پہنچایا جائے ساتھ اس کے آدمی عمدًا اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ سب نے یہ کام نہیں کیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ان کے واسطے عذاب کرنے ان کے اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بجا نہ لائے سو جنہوں نے اپنے ہاتھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ میں دوا ڈالی تھی ان کے حق میں تو سزا کا ہونا ظاہر ہے اور بہر حال جنہوں نے ہاتھ سے نہیں ڈالی تھی سو ان کے منہ میں اس واسطے ڈلوائی کہ انہوں نے دوا ڈالنے والوں کو منع کیوں نہ کیا؟ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا تھا ویسے چاہیے تھا کہ وہ بھی ان کو اس سے منع کرتے اور کہا ابن عربی نے کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ آئیں دن قیامت کے اور حالانکہ ان کے اوپر ان کا حق ہو پس واقع ہوں بڑی مصیبت میں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ ممکن تھا معاف کرنا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ یہ کہ ان کو ادب سکھلائیں تا کہ پھر ایسا کام نہ کریں پس یہ تادیب تھی نہ قصاص تھا نہ بدلہ اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منہ میں دوا ڈالنے کو برا جانا باوجود اس کے کہ آپ اس

کے ساتھ دوا کیا کرتے تھے اس واسطے کہ حضرت ﷺ تحقیق جان چکے تھے کہ آپ اس بیماری میں فوت ہوں گے اور جس کو یہ تحقیق معلوم ہو جائے اس کو دوا کرنا مکروہ ہے۔ میں کہتا ہوں اور اس میں بھی نظر ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ اختیار ملنے اور تحقیق ہونے سے پہلے تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکروہ جانا آپ ﷺ نے دوا کرنے کو اس واسطے کہ وہ آپ کی بیماری کے موافق نہ تھی اس واسطے کہ اصحاب نے گمان کیا تھا کہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہے پس دوا کی انہوں نے جو اس کے موافق تھی اور حالانکہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری نہ تھی جیسے کہ وہ ظاہر ہے حدیث کے سیاق سے جیسے کہ تو دیکھتا ہے واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ روایت کیا ہے ابوزناد کے بیٹے نے ہشام سے الخ تو موصول کیا ہے اس کو محمد بن سعد نے اور اس کا لفظ یہ ہے حضرت ﷺ کو بیماری میں غش آیا سو ہم نے آپ کے منہ میں دوا ڈالی سو جب ہوش میں آئے تو فرمایا یہ ان عورتوں کا کام ہے جو حبشہ کے ملک سے آئیں اور بیشک تم گمان کرتے ہو کہ مجھ کو ذات الجنب کی بیماری ہے اللہ اس کو مجھ پر غالب نہیں کرے گا قسم ہے اللہ کی کہ نہ باقی رہے کوئی گھر میں مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے سو نہ باقی رہا گھر میں کوئی مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی گئی اور ہم نے میمونہ رضی اللہ عنہا کے منہ میں دوا ڈالی اور وہ روزے دار تھیں اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور اسماء رضی اللہ عنہا نے آپ کے منہ میں دوا ڈالنے کا مشورہ دیا تھا اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے ساتھ سند صحیح کے اسماء رضی اللہ عنہا عمیس کی بیٹی سے کہ اول حضرت ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیمار ہوئے سو آپ کو بیماری کی شدت ہوئی یہاں تک کہ آپ کو غش آیا سو بیویوں نے مشورہ کیا کہ حضرت ﷺ کے منہ میں دوا ڈالیں سو انہوں نے حضرت ﷺ کے منہ میں دوا ڈالی جب حضرت ﷺ ہوش میں آئے تو فرمایا یہ کام ان عورتوں کا ہے جو حبشہ کے ملک سے آئی ہیں اور اسماء رضی اللہ عنہا ان میں سے تھیں اصحاب نے کہا کہ ہم گمان کرتے تھے کہ آپ کو ذات الجنب کی بیماری ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ مجھ کو اس کے ساتھ عذاب نہیں کرے گا نہ باقی رہے گا کوئی گھر میں مگر کہ اس کے منہ میں دوا ڈالی جائے سو البتہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے منہ میں دوا ڈالی گئی اور حالانکہ وہ روزے دار تھیں اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت ﷺ ذات الجنب کی بیماری سے فوت ہوئے پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ ممکن ہے تطبیق درمیان دونوں کے کہ ذات الجنب دو بیماریوں کو کہا جاتا ہے ایک ورم حار ہے جو عارض ہوتی ہے اندر کے پردے میں اور دوسری ریح ہے جو پسلیوں کے درمیان بند ہوتی ہے اور منفی اس جگہ پہلی قسم ہے یعنی پہلی قسم کی ذات الجنب حضرت ﷺ کو نہ تھی۔ (فتح)

۴۱۰۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا أَزْهَرُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصٰى إِلٰى عَلِيٍّ

۴۱۰۰۔ حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر ہوا کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ کس نے کہا؟ البتہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا اور بیشک میں آپ کو اپنے سینے سے تکیہ

فَقَالَتْ مَنْ قَالَهُ لَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنِّيْ لَمُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِيْ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ فَمَاتَ فَمَا شَعَرْتُ فَكَيْفَ أَوْصَى إِلَى عَلِيٍّ.

دیئے تھی حضرت ﷺ نے طشت منگوایا سو آپ ڈھیلے ہو کر ایک طرف جھکے سو فوت ہوئے اور مجھ کو معلوم نہ ہوا سو آپ ﷺ نے کس طرح علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی۔

فائدہ: اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ کسی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اور کب ان کو وصیت کی تھی؟ حضرت ﷺ نے طشت منگوایا تا کہ اس میں تھوکیں سو ایک طرف جھکے اور فوت ہوئے۔ (فتح)

٤١٠١ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوْا بِهَا قَالَ أَوْصٰى بِكِتَابِ اللهِ.

۴۱۰۱۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت ﷺ نے وصیت کی تھی؟ اس نے کہا نہیں! میں نے کہا سو کس طرح لکھی گئی لوگوں پر وصیت یا کس طرح ان کو حکم ہوا؟ اس نے کہا حضرت ﷺ نے قرآن کے ساتھ وصیت کی کہ جو اس میں ہے اس کو بجا لاؤ یعنی قرآن سے وصیت کا حکم بھی معلوم ہوتا ہے۔

٤١٠٢ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا أَمَةً إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِيْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً.

۴۱۰۲۔ حضرت عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کوئی دینار اور درہم اور نہ غلام اور نہ لونڈی مگر اپنی سفید خچر پر جس پر سوار ہوتے تھے اور اپنے ہتھیار اور زمین کہ اس کو مسافروں کے واسطے اللہ کی راہ میں وقف کیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی وصایا میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا نہ غلام اور نہ لونڈی یعنی رق میں اس سے معلوم ہوا کہ جو اور حدیثوں میں غلاموں کا ذکر آیا ہے تو وہ مر گئے ہوں گے یا ان کو آزاد کر دیا ہوگا اور سفید خچر وہ تھی جس کو دلدل کہتے تھے جو مقوقس اسکندریہ کے بادشاہ نے آپ ﷺ کو تحفہ بھیجی تھی اور یہ جو کہا کہ ہتھیار اپنے یعنی جو ہتھیار کہ خاص تھے حضرت ﷺ کے پہننے کے مانند تلوار اور نیزے سے اور زرہ کے اور عصا پھل دار کے اور شاید حصر اضافی ہے مبنی ہے اوپر نہ اعتبار کرنے ایسی ویسی چیزوں کے مانند کپڑوں اور اسباب گھر کے ورنہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے کپڑے وغیرہ بھی چھوڑے جیسے کہ اپنی جگہ میں مذکور ہیں اور یہ جو کہا کہ زمین کو اللہ کی راہ میں صدقہ

کر دیا ہے یعنی اس کی منفعت کو خیرات کیا پس حکم ہوا اس کے وقف کا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ حضرت ﷺ نے اس زمین کو اپنی زندگی میں صدقہ جاریہ کیا اس کے قائم رہنے تک پس ہمیشہ رہے گا ثواب اس صدقہ کا ہمیشہ رہنے اس زمین کے اور کہا کرمانی نے کہ وہ آدھی زمین وادی القریٰ کی تھی اور حصہ حضرت ﷺ کا خمس خیبر سے اور حصہ ان کا زمین بنی نضیر سے۔

۴۱۰۳ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَا كَرْبَ أَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى أَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا أَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ يَا أَبَتَاهُ إِلٰى جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ.

۴۱۰۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے تو بیماری کی شدت آپ کو بیہوش کرنے لگی سو کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہائے میرے باپ کی تکلیف کو یعنی آپ کو بیماری کی کیا شدت ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد تیرے باپ پر محنت اور تکلیف نہیں یعنی اس واسطے کہ یہ تکلیف بسبب علائق جسمانی کے ہے اور آج کے بعد میں مر جاؤں گا تو یہ علائق جسمانی قطع ہو جائیں گے سو جب حضرت ﷺ فوت ہوئے تو کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ہائے میرے باپ نے اللہ کا حکم قبول کیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف گئے کہ ان کو اپنے حضور میں بلایا' ہائے میرے باپ اے وہ شخص کے جنت الفردوس ہے اس کی جگہ ہائے میرے باپ ہم اس کی موت کی خبر جبریل علیہ السلام کی طرف پہنچاتے ہیں سو جب حضرت ﷺ دفنائے گئے تو کہا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اے انس! کیا تمہارے دل کو اچھا لگا یہ کہ تم حضرت ﷺ پر مٹی ڈالو؟۔

فائدہ: یہ جو کہا ہائے تکلیف میرے باپ کو تو یہ دلالت کرتا ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی آواز کو بلند نہیں کیا ورنہ اس کو منع کرتے اور کہا خطابی نے گمان کیا ہے بعض نے جو اہل علم میں نہیں گنے جاتے کہ مراد حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ آج کے بعد تیرے باپ پر تکلیف نہیں یہ ہے کہ تکلیف آپ کی تھی واسطے شفقت کے اپنی امت پر واسطے اس چیز کے کہ معلوم کیا آپ نے واقع ہونے فتنوں اور فساد کے سے اور یہ معنی کچھ نہیں اس واسطے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کی شفقت اپنی امت پر آپ کی وفات سے قطع ہو جائے اور واقعہ یہ ہے کہ وہ باقی ہے قیامت تک اس واسطے کہ کہ آپ ﷺ پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں ان لوگوں کی طرف جو آپ کے بعد آئیں گے اور ان کے عمل آپ ﷺ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کلام کے ظاہر معنی مراد ہیں اور مراد کرب

سے فقط وہ چیز ہے کہ پاتے تھے اس کو شدت موت سے اور تھے اس چیز میں کہ پہنچتی تھی آپ کے بدن کو دکھ سے مانند اور آدمیوں کے تا کہ آپ کو ثواب دگنا ہو کما تقدم اور یہ جو کہا کہ جب حضرت ﷺ دفنائے گئے الخ تو اشارہ کیا فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ ان کے عتاب کی طرف اوپر جرأت کرنے ان کے کی اس پر اس واسطے کہ وہ دلالت کرتا ہے اوپر خلاف اس چیز کے کہ ان سے پہچانی تھی نرم ہونے دلوں ان کے سے اوپر آپ کے واسطے شدت محبت ان کی کے ساتھ حضرت ﷺ کے اور سکوت کیا انس رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب سے واسطے رعایت اس کی کے اور اس کی زبان حال کی کہتی تھی کہ ہمارے دل اس کو نہیں چاہتے تھے مگر ہم مجبور ہیں اس کے کرنے پر واسطے بجا لانے حکم آپ کے کی اور البتہ کہا ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس چیز میں کہ روایت کی ہے بزار نے کہ نہ جھاڑے ہم نے اپنے ہاتھ آپ کے دفن سے یہاں تک کہ ہم نے اپنے دلوں کو اجنبی پایا یعنی پایا انہوں نے کہ اپنے دلوں کو بدلے اس چیز سے کہ معلوم کرتے تھے اس کو آپ کی زندگی میں الفت اور صفائی اور نرمی سے واسطے گم ہونے اس چیز کے کہ کھینچتی تھی ان کو ساتھ اس کے تعلیم اور تادیب سے اور مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جائز ہے آہ کھینچی میت پر وقت حاضر ہونے موت اس کی کے ساتھ مانند قول فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واکرب اباہ اور یہ کہ وہ نوحہ کی قسم سے نہیں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ جو کہا واابتاہ الخ تو اس سے لیا جاتا ہے کہ جب میت ان الفاظ کے ساتھ موصوف ہو تو نہیں منع ہے ذکر کرنا ان کا اس کے واسطے مرنے کے بعد برخلاف اس کے جب کہ اس میں ظاہراً ہوں اور باطن میں نہ ہوں یا نہ ثابت ہو موصوف ہونا اس کا ان کے ساتھ پس یہ منع میں داخل ہے۔ (فتح)

بَابُ اٰخِرِ مَا تَكَلَّمَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اخیر بات کے جس کے ساتھ حضرت ﷺ نے کلام کیا۔

٤١٠٤ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ يُوْنُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ فِيْ رِجَالٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ إِنَّهٗ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرَ فَلَمَّا نَزَلَ بِهٖ وَرَأْسُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ غُشِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهٗ إِلَى سَقْفِ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى

۴۱۰۴۔ زہری سے روایت ہے کہ خبر دی ہم کو سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے بہت علم والے مردوں میں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ حالت صحت میں فرماتے تھے کہ تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں فوت ہوتا کوئی پیغمبر یہاں تک کہ دکھایا جاتا ہے مکان اپنا بہشت میں پھر اس کو مرنے جینے میں اختیار دیا جاتا ہے سو جب حضرت ﷺ پر بیماری اتری اور آپ کا سر میری ران پر تھا تو آپ کو غش آیا پھر ہوش میں آئے سو آپ ﷺ نے آنکھ گھر کی چھت کی طرف لگائی یعنی اوپر کو پھر فرمایا الہٰی! شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں سو میں نے کہا

فَقُلْتُ إِذًا لَّا يَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِي كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ قَالَتْ فَكَانَتْ اٰخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى.

کہ اب ہم کو اختیار نہ کریں گے اور میں نے پہچانا کہ یہ وہی حدیث ہے جو حالت صحت میں ہم سے بیان کرتے تھے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اخیر بات جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا یہ ہے الٰہی! شامل کر مجھ کو رفیق اعلیٰ میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ساتویں حدیث میں گزر چکی ہے اور گویا کہ اشارہ کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے ساتھ اس چیز کی طرف کہ پھیلایا ہے اس کو رافضیوں نے لوگوں میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کو خلافت کی وصیت کی اور یہ کہ آپ کا فرض پورا ادا کیا جائے اور جس کو رافضیوں نے لوگوں میں پھیلایا ہے یہ ہے جو عقیلی وغیرہ نے ضعفاء میں سلمان سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! اللہ نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر کہ اس کے واسطے بیان کیا جو اس کے بعد اس کا خلیفہ ہو سو کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے واسطے بھی بیان کیا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر پیغمبر کا ایک وصی ہوتا ہے اور بیشک علی رضی اللہ عنہ میرا وصی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں اور علی رضی اللہ عنہ خاتم الاوصیا ہے لایا ہے ان سب کو ابن جوزی رحمہ اللہ موضوعات میں یعنی یہ حدیثیں سب موضوع ہیں۔

بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یعنی کس سال میں واقع ہوئی؟

٤١٠٥ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرًا.

۴۱۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مکے میں رہے آپ پر قرآن اترتا تھا اور دس سال مدینے میں رہے۔

٤١٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّسِتِّيْنَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ.

۴۱۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فوت ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تریسٹھ برس کے تھے۔

فائدہ: یہ روایت مخالف ہے پہلی روایت کے پس محمول ہوگی او پر لغو کرنے کسر کے اور اکثر وہ چیز کہ کہی گئی آپ کی عمر میں پینسٹھ برس ہیں روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور یہ مخالف ہے واسطے حدیث باب کے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ ساٹھ برس زندہ رہے مگر یہ کہ محمول کیا جائے او پر لغو کرنے کسر کے یعنی جس نے ساٹھ کہا ہے اس نے کسر کا اعتبار نہیں کیا یا او پر قول اس شخص کے جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ تینتالیس برس کی عمر میں پیغمبر ہوئے یعنی تو اس صورت میں تریسٹھ برس کی عمر ہوگی اور یہی معلوم ہوتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت سے کہ حضرت ﷺ مکے میں تیرہ سال رہے یعنی پیغمبر ہونے کے بعد اور فوت ہوئے تریسٹھ برس کی عمر میں اور یہی قول ہے جمہور کا اور حاصل یہ ہے کہ جن اصحاب سے مشہور قول یعنی تریسٹھ سال کے مخالف روایت آئی ہے ان میں سے مشہور قول کی روایت بھی آئی ہے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور انس رضی اللہ عنہ ہیں اور نہیں اختلاف ہے معاویہ رضی اللہ عنہ پر اس میں کہ حضرت ﷺ تریسٹھ برس زندہ رہے اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے سعید بن میتب رحمہ اللہ اور شعبی اور مجاہد نے اور کہا احمد نے کہ یہی ثابت ہے نزدیک ہمارے اور یہ جو کہا زہری نے خبر دی مجھ کو سعید نے مثل اس کی تو احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس نے حدیث بیان کیا اس کو ساتھ اس سند کے یا مرسل کیا اس کو اور مراد ساتھ مثل کے فقط متن ہے۔ (فتح)

بَابٌ. — یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے۔

٤١٠٧ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهُ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ.

۴۱۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فوت ہوئے اور حالانکہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی تیس صاع کے بدلے۔

فائدہ: اور وجہ وارد کرنے اس حدیث کے کی اس جگہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ یہ آپ کے آخر احوال سے ہے اور یہ مناسب ہے عمرو بن حارث کی حدیث کو جو باب کی ابتداء میں مذکور ہے کہ نہیں چھوڑے حضرت ﷺ نے دینار اور نہ درہم۔ (فتح)

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ.

باب ہے بیان میں بھیجنے حضرت ﷺ کے اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو جہاد کے واسطے اپنی اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا

فائدہ: سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مؤخر کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو اس چیز کے واسطے کہ آئی ہے

اُسامہ رضی اللہ عنہ کی تیاری کرنا ہفتے کے دن تھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے سے دو دن پہلے اور تھا ابتدا اس کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیمار ہونے سے پہلے سو بلایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو روم کے جہاد کے واسطے اخیر صفر میں اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو بلایا کہ جا اپنے باپ کے قتل ہونے کی جگہ میں اور ان کو گھوڑوں سے روند ڈال سو البتہ میں نے تجھ کو اس لشکر پر سردار کیا اور شبخون مار کر صبح کو قوم ابنیٰ پر اور جلدی جا سبقت کرے گا تو خیر کو پھر اگر اللہ تجھ کو ان پر فتح دے تو ان میں کم ٹھہرو سو تیسرے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو درد شروع ہوا اور اپنے ہاتھ سے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے واسطے جھنڈا بنایا اس کو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے لیا اور بریدہ رضی اللہ عنہ کو دیا اور جو اسامہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلے ان میں کبار مہاجرین اور انصار تھے مانند ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور سعید رضی اللہ عنہ اور ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ وغیرھم کے اور کلام کیا اس میں ایک قوم نے اُن میں سے عیاش بن ربیعہ ہیں یعنی اُسامہ سرداری کے لائق نہیں اور رد کیا اس پر فاروق رضی اللہ عنہ نے اور خبر دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا اس چیز کے ساتھ کہ مذکور ہے باب کی حدیث میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماری کی شدت ہوئی سو فرمایا اسی حالت میں کہ اُسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ کرو سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہونے سے پیچھے اس کا سامان درست کر دیا سو اسامہ لشکر کو لے کر بیس دن چلا اس طرف جس کا اس کو حکم ہوا تھا اور قتل کیا اپنے باپ کے قاتل کو اور لشکر کے ساتھ سلامت پھرا اور بہت مال غنیمت لایا اور مغازی والوں نے یہ قصہ بہت طویل بیان کیا ہے اور میں نے اس کو چھانٹا ہے اور واقدی میں ہے اس لشکر میں تین ہزار آدمی تھے۔ (فتح)

٤١٠٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمِ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ فَقَالُوْا فِيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِيْ أُسَامَةَ وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ.

۴۱۰۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کا سردار بنایا سو لوگوں نے اس کے حق میں گفتگو کی یعنی کم عمر لڑکے کو بڑے بڑے اصحاب پر سردا کیوں بنایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ بیشک تم نے اُسامہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کچھ کہا ہے اور البتہ اُسامہ رضی اللہ عنہ میرے نزدیک سب آدمیوں سے زیادہ پیارا ہے۔

٤١٠٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَّأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِيْ إِمَارَتِهٖ فَقَامَ

۴۱۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو ان پر سردار بنایا سو لوگوں نے اس کی سرداری میں طعن کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اگر تم اب طعنہ دیتے ہو اُسامہ رضی اللہ عنہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِّلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ.

کی سرداری میں سو البتہ تم اس کے باپ یعنی زید رضی اللہ عنہ کی سرداری میں بھی طعن کرتے تھے اور قسم ہے اللہ کی البتہ زید رضی اللہ عنہ سرداری کے لائق تھا اور بیشک وہ مجھ کو سب لوگوں سے زیادہ پیارا تھا اور البتہ یہ اُسامہ رضی اللہ عنہ اس کے بعد سب لوگوں سے میرے نزدیک زیادہ پیارا ہے۔

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بھی بغیر ترجمے کے ہے۔

٤١١٠ ـ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنِ الصُّنَابِحِيِّ أَنَّهُ قَالَ لَهُ مَتٰى هَاجَرْتَ قَالَ خَرَجْنَا مِنَ الْيَمَنِ مُهَاجِرِيْنَ فَقَدِمْنَا الْجُحْفَةَ فَأَقْبَلَ رَاكِبٌ فَقُلْتُ لَهُ الْخَبَرَ فَقَالَ دَفَنَّا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ خَمْسٍ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ شَيْئًا قَالَ نَعَمْ أَخْبَرَنِيْ بِلَالٌ مُؤَذِّنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ فِي السَّبْعِ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ.

۴۱۱۰۔ حضرت ابو الخیر سے روایت ہے اس نے روایت کی صنابحی سے کہ اس نے اس سے کہا کہ تو نے کب ہجرت کی؟ کہا میں یمن سے ہجرت کر کے نکلا سو ہم جحفہ (ایک جگہ کا نام ہے احرام کے میقاتوں میں سے) میں آئے سو ایک سوار سامنے آیا سو میں نے اس سے کہا کہ خبر بتلا خبر بتلا یعنی کیا خبر لایا ہے سو اس نے کہا کہ ہم نے حضرت ﷺ کو دفنایا مدت پانچ دن سے میں نے کہا کیا تو نے شب قدر کی تعیین میں کچھ چیز حضرت ﷺ سے سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں! خبر دی مجھ کو بلال رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے مؤذن نے کہ وہ ساتویں رات میں ہے پچھلی دس راتوں میں یعنی ستائیسویں رات میں۔

فائدہ: شب قدر کی بحث روزے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے اس بیان میں کہ حضرت ﷺ نے کتنی جنگیں لڑیں؟۔

فائدہ: ختم کیا بخاری نے کتاب المغازی کو ساتھ مانند اس چیز کے کہ شروع کیا اس کو ساتھ اس کے اور زید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح مغازی کے اول میں گزر چکی ہے اور اس جگہ براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ کیا ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کے ساتھ پندرہ جنگیں لڑی اور ابو اسحاق کو حضرت ﷺ کی جنگوں کی تعداد پہچاننے کی بہت حرص تھی پس سوال کیا اس نے زید رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ وغیرہ سے۔ (فتح)

٤١١١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ.

۴۱۱۱۔ ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنی جنگیں لڑیں ہیں؟ اس نے کہا سترہ جنگیں میں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی جنگیں لڑی ہیں؟ کہا انیس جنگیں۔

٤١١٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا الْبَرَآءُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ.

۴۱۱۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پندرہ جنگیں لڑیں۔

٤١١٣ - حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ بْنِ هِلَالٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً.

۴۱۱۳۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سولہ جنگیں لڑیں۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ.

کِتَابُ تَفْسِیْرِ الْقُرْاٰنِ. کتاب ہے بیان میں تفسیر آیتوں قرآن کے۔

فائدہ: تفسیر تفعیل ہے مشتق ہے فسر سے اور فسر کے معنی بیان ہیں اور اصل فسر کی نظر کرنا طبیب کی ہے پیشاب میں تا کہ بیماری کو پہچانے اور اختلاف ہے تفسیر اور تاویل میں کہا ابو عبیدہ اور ایک گروہ نے کہ دونوں کے ایک معنی ہیں اور بعض کہتے ہیں تفسیر بیان کرنا ہے مراد لفظ کی اور تاویل بیان کرنا ہے مراد معنی کی۔ (فتح)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ اِسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَۃِ الرَّحِیْمُ وَالرَّاحِمُ بِمَعْنًی وَاحِدٍ کَالْعَلِیْمِ وَالْعَالِمِ. یعنی رحمٰن اور رحیم دونوں اسم مشتق ہیں رحمت سے اور رحیم اور راحم دونوں کے ایک معنی ہیں مانند علیم اور عالم کے۔

فائدہ: اور رحمت کے معنی لغت میں رافت اور انعطاف ہیں اسی بنا پر پس وصف کرنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس کے مجاز ہے انعام اس کے سے اپنے بندوں پر اور وہ صفت فعل کی ہے نہ صفت ذات کی۔ (فتح)

فائدہ: یہ باعتبار اصل معنی کے ہے نہیں تو فعیل کا صیغہ مبالغہ کے صیغوں میں سے ہے سو اس کے معنی زائد ہیں فاعل کے معنی پر اور کبھی وارد ہوتا ہے صیغہ فعیل کا ساتھ معنی صفت مشبہ کے اور اس میں بھی زیادتی ہے واسطے دلالت کرنے اس کے کی اوپر ثبوت کے برخلاف مجرد اسم فاعل کے کہ وہ حدوث پر دلالت کرتا ہے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ فعیل ساتھ معنی فاعل کے ہے نہ ساتھ معنی مفعول کے اس واسطے کہ کبھی وہ مفعول کے معنی سے آتا ہے پس احتراز کیا اس سے اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا رحمٰن اور رحیم دونوں کے ایک معنی ہیں اور جمع کرنا دونوں کا واسطے تاکید کے ہے یا دونوں ایک دوسرے کے غیر ہیں باعتبار متعلق کے پس وہ رحمٰن ہے دنیا کا اور رحیم ہے آخرت کا اس واسطے کہ رحمت اس کی دنیا میں ایماندار اور کافر سب کو شامل ہے اور آخرت میں ایماندار کے ساتھ خاص ہے اور بعض کہتے ہیں کہ رحیم ابلغ ہے واسطے اس چیز کے چاہتا ہے اس کو صیغہ فعیل کا اور تحقیق یہ ہے کہ جہت مبالغہ کی دونوں کے درمیان مختلف ہے یعنی رحمٰن میں کسی جہت سے مبالغہ ہے اور رحیم میں کسی اور جہت سے اور روایت کی ہے ابن جریر نے عطاء خراسانی سے کہ جب اللہ کے سوا اور کا نام بھی رحمٰن رکھا گیا مانند مسیلمہ کے تو رحیم کا لفظ لایا گیا واسطے قطع کرنے وہم

کے اس واسطے کہ نہیں صفت کیا جاتا ساتھ دونوں کے کوئی سوائے اللہ کے اور مبارک سے روایت ہے کہ رحمن وہ ہے کہ جب اس سے مانگا جائے تو دے اور رحیم وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگے تو غضبناک ہو جائے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ. باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ حق سورہ الحمد کے۔

فائدہ: یعنی فضیلت سے یا تفسیر سے یا عام تر اس سے مع تقیید کے ساتھ شرط اس کی کے ہر وجہ میں۔

وَسُمِّيَتْ اُمُّ الْكِتَابِ لِاَنَّهُ يُبْدَأُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَيُبْدَأُ بِقِرَآءَتِهَا فِي الصَّلَاةِ. یعنی اور نام رکھا گیا ہے فاتحہ کا ام الکتاب اس واسطے کہ وہ قرآنوں کی ابتدا میں لکھی جاتی ہے اور نماز میں پہلے پڑھی جاتی ہے۔

فائدہ: یہ کلام ہے ابو عبیدہ کا بیچ اول مجاز قرآن کے لیکن اس کا لفظ یہ ہے اور واسطے قرآن کی سورتوں کے کئی نام ہیں ان میں سے یہ ہے کہ سورۂ الحمد کا نام ام الکتاب رکھا جاتا ہے اس واسطے کہ ابتدا کیا جاتا ہے اس کے ساتھ قرآن کے اول میں اور اس کی قرأت دوہرائی جاتی ہے سو پڑھی جاتی ہے ہر رکعت میں اور اس کو فاتحہ الکتاب بھی کہا جاتا ہے اس واسطے کہ قرآن کو اس کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے سو سارے قرآن سے پہلے لکھی جاتی ہے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوئی مراد اس چیز سے کہ اختصار کیا ہے اس کو بخاری نے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا اس کا ام الکتاب اس واسطے کہ ماں چیز کی اس کی ابتدا ہے اور اس کا اصل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نام رکھا گیا اس کا ام الکتاب واسطے شامل ہونے اس کے کی اوپر ان معانی کے جو قرآن میں ہیں ثناء سے اللہ پر اور تعبد سے ساتھ امر و نہی کے اور وعدے اور وعید اور اس چیز پر کہ اس میں ہے ذکر ذات سے اور صفات سے اور فعل سے اور واسطے شامل ہونے اس کے اوپر ذکر مبدأ اور معاد اور معاش کے اور سورۂ فاتحہ کے اور بھی بہت نام ہیں جن کو میں نے اور آثار سے جمع کیا ہے کنز اور وافیہ اور شافیہ اور کافیہ اور سورہ الحمد والحمد للہ اور سورۃ الصلوٰۃ اور سورۃ الشفاء والاساس اور سورۃ الشکر اور سورۃ الدعاء۔ (فتح)

وَالدِّيْنُ الْجَزَآءُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ. یعنی ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ میں دین کے معنی بدلہ ہیں نیکی اور بدی میں جیسا تو عمل کرے گا ویسا بدلہ دیا جائے گا۔

فائدہ: اور حاکم نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اصحاب سے روایت کی ہے کہ ﴿مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ دن حساب کا اور دن جزا کا ہے اور دین کے اور بھی بہت معنی ہیں اُن میں سے ہے عادت اور عمل اور حکم اور حال اور خلق اور اطاعت اور قہر اور ملت اور شریعت اور ورع وغیرہ۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِالدِّيْنِ﴾ بِالْحِسَابِ یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ آیت ﴿كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ

﴿مَدِيْنِيْنَ﴾ مُحَاسَبِيْنَ.

بالدِّيْنِ﴾. (الإنفطار:۹) کے دین کے معنی حساب ہیں یعنی ہرگز نہیں بلکہ تم حساب کو جھٹلاتے ہو اور کہا آیت ﴿فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ﴾. (الواقعة:۸٦) میں کہ مدینین کے معنی ہیں حساب کیے گئے یعنی اگر تم کسی کے حکم میں نہیں اور کوئی تمہارا حساب لینے والا نہیں تو کیوں نہیں پھیر لاتے مردے کو اگر تم سچے ہو؟۔

٤١١٤ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أُجِبْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَقَالَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾. (الأنفال:۲٤) ثُمَّ قَالَ لِيْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ قُلْتُ لَهُ أَلَمْ تَقُلْ لَأُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ أَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَالَ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ أُوْتِيْتُهُ.

۴۱۱۴۔ حضرت ابو سعید بن معلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ نے مجھ کو بلایا سو میں نے آپ کا حکم نہ مانا یعنی میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں نے آ کر کہا یا حضرت! میں نماز پڑھتا تھا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں کہ حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جب تم کو بلائے؟ (تو میں نے کہا یا حضرت کیوں نہیں اگر اللہ نے چاہا پھر ایسا نہ کروں گا) پھر حضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ ہے اور افضل ہے پہلے اس سے کہ تو مسجد سے نکلے پھر حضرت ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا سو جب حضرت ﷺ نے نکلنے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ نے نہیں کہا تھا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے بزرگ اور افضل ہے؟ یعنی وہ کون سی سورت ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہے یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی ہے۔

فائدہ: نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ اس حدیث میں تقدیم و تاخیر ہے ابو سعید کا قول یا رسول اللہ انی کنت اصلی اصل میں حضرت ﷺ کے قول الم یقل اللہ ﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾. (الأنفال:۲٤) کے بعد ہے اور کہا کہ گویا اس نے تاویل کی کہ جو نماز میں ہو وہ اس خطاب سے خارج

ہے اور جو تاویل کی ہے قاضی عبدالوہاب اور قاضی ابو الولید نے وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا حکم ماننا نماز میں فرض ہے گنہگار ہوتا ہے آدمی اس کے ترک کرنے سے اور یہ کہ وہ ایک حکم ہے جو حضرت ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ میں کہتا ہوں اور جو داؤدی نے دعویٰ کیا ہے اس پر کوئی دلیل نہیں اور جس کی طرف میل کی ہے دونوں قاضیوں نے مالکیہ سے وہ قول شافعیہ کا ہے اوپر خلاف کے نزدیک ان کے بعد قول ان کے ساتھ واجب ہونے اجابت کے کہ کیا نماز باطل ہوتی ہے یا نہیں؟ اور یہ جو کہا کہ البتہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے افضل ہے تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھ کو ایک سورت سکھاؤں جو نہیں اتری تورات میں اور نہ انجیل میں اور نہ زبور میں اور نہ قرآن میں اس کے برابر کوئی سورت ہے' کہا ابن تین نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ اس کا ثواب بڑا ہے اور سورتوں سے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جواز فضیلت دینے بعض قرآن کے بعض پر اور البتہ منع کیا اس کو اشعری اور ایک جماعت نے اس واسطے کہ مفضول ناقص ہے افضل کے درجے سے اور اللہ کے نام اور صفتوں اور کلام میں نقص نہیں اور جواب دیا ہے علماء نے اس سے ساتھ اس طور کے کہ معنی کم وبیش ہونے کے یہ ہیں کہ بعض قرآن کا ثواب بڑا ہے بعض سے پس تفضیل تو صرف باعتبار معنوں کے ہے نہ صفت کی وجہ سے اور تائید کرتی ہے تفضیل کی آیت ﴿نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں کہ لاتے ہیں ہم بہتر اس سے یعنی منفعت میں اور نرمی میں اور رفعت میں اور یہ جو کہا کہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھ کو ملی تو ایک روایت میں ہے اِنَّهَا السَّبْعُ الْمَثَانِيْ الخ یعنی سورۂ الحمد سبع مثانی ہے اور ایک روایت میں ہے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ السبع المثانی اور اس میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ سبع مثانی کے اس آیت میں ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ﴾ سورۂ فاتحہ ہے اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ مراد ساتھ سبع مثانی کے بڑی سات سورتیں ہیں یعنی اول سورۂ بقرہ سے آخر اعراف تک پھر برأت اور بنا بریں پہلی وجہ کے کہ مراد اس سے سورۂ فاتحہ ہو مراد ساتھ سبع کے آیتیں ہیں اس واسطے کہ فاتحہ کی سات آیتیں ہیں اور یہ قول سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ اس کو مثانی کیوں کہتے ہیں؟ سو بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ ہر رکعت میں دوہرائی جاتی ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ اس کے ساتھ اللہ کی ثناء کی جاتی ہے اور بعض نے کہا اس لیے کہ یہ اس امت کے واسطے مستثنیٰ کی گئی ہے پہلی امتوں پر نہیں اتری۔ کہا ابن تین نے اس میں دلیل ہے اس پر کہ بسم اللہ الخ قرآن کی آیت نہیں اور اس کے غیر نے اس کے برعکس کہا ہے اس واسطے کہ مراد ساتھ الحمد الخ کے ساری سورت ہے اور تائید کرتا ہے اس کی کہ اگر مراد صرف ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ہوتی تو اس کو سبع مثانی نہ کہا جاتا اس واسطے کہ ایک آیت کو سات آیتیں نہیں کہا جاتا پس دلالت کی اس نے کہ مراد اس کے ساتھ ساری سورت اور ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ اس کا ایک نام ہے اور اس میں قوت ہے واسطے تاویل شافعی کے

انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جس جگہ کہا کانوا یفتتحون الصلوة بالحمد لله رب العالمین کہا شافعی نے کہ مراد
اس کے ساتھ ساری سورت ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس کے ساتھ کہ اس سورہ کا نام سورۃ الحمد للہ ہے اس کا
نام ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ نہیں اور یہ حدیث رد کرتی ہے اس تعاقب کو یعنی اس واسطے کہ اس سے ثابت ہے
کہ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ﴾ بھی اس کا نام ہے اور اس حدیث میں ہے کہ امر واسطے فور کے ہے اس واسطے کہ
عتاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو اپنی اجابت کی تاخیر پر اور اس میں استعمال کرنا صیغے عموم کا ہے سب احوال میں‘
کہا خطابی نے اس میں ہے کہ حکم لفظ عام کا یہ ہے کہ جاری ہوا اپنے تمام مقتضیٰ پر اور یہ کہ خاص اور عام جب دونوں
آپس میں مقابل ہوں تو ہوتا ہے عام اُتارا گیا خاص پر اس واسطے کہ شارع نے حرام کیا ہے کلام کو نماز میں عام طور پر
پھر مستثنیٰ کی گئی اس سے اجابت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کی نماز میں اور اس حدیث میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں
ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بلائیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننے سے اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی اسی طرح تصریح کی ہے
ساتھ اس کے ایک جماعت شافعیہ وغیرھم نے اور اس میں بحث ہے واسطے اس احتمال کے کہ آپ کی اجابت یعنی
آپ کا حکم ماننا مطلق واجب ہو برابر ہے کہ مخاطب نمازی ہو یا نمازی نہ ہو بہر حال یہ بات کہ اجابت کے ساتھ نماز
سے نکلتا ہے یا نہیں سو نہیں حدیث میں جو اس کو لازم پکڑے پس احتمال ہے کہ واجب ہو اجابت اگرچہ جواب دینے
والا نماز سے نکلے اور اسی کی طرف میل کی ہے بعض شافعیہ نے اور کہا یہ حکم خاص ہے ساتھ پکارنے کے یا شامل ہے
اس چیز کو کہ عام تر ہے اس سے یہاں تک کہ واجب ہو اجابت آپ کی جب کہ سوال کریں اس میں بحث ہے اور
البتہ جزم کیا ہے ابن حبان نے اس کے ساتھ کہ اجابت اصحاب کی بیچ قصے ذوالیدین کے اسی طرح تھی اور کہا خطابی
نے کہ بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے هی السبع المثانی والقرآن العظیم الذی اوتیته دلالت ہے اس پر کہ فاتحہ عظیم
قرآن ہے اور اس میں بحث ہے واسطے اس احتمال کے کہ آپ کا قول والقرآن العظیم محذوف الخبر ہو اور تقدیر یہ
ہو ما بعد الفاتحہ مثلا یعنی جو فاتحہ کے بعد ہے وہ قرآن عظیم ہے پس ہوگی وصف فاتحہ کی منتہی ساتھ قول آپ کے کی هی
السبع المثانی پھر عطف کیا اوپر قول اپنے کے والقرآن العظیم کو یعنی جو چیز کہ فاتحہ سے زیادہ ہے اور ذکر کیا اس
کو واسطے رعایت نظم آیت کے اور ہوگی تقدیر والقرآن العظیم الذی اوتیته زِیَادَة علی الفاتحة یعنی قرآن عظیم
وہ ہے جو مجھ کو ملا زیادہ فاتحہ سے۔

تنبیہ: اور استنباط کیا جاتا ہے تفسیر سبع مثانی سے ساتھ فاتحہ کے کہ فاتحہ مکی ہے یعنی مکے میں نازل ہوئی اور یہی ہے
قول جمہور کا برخلاف مجاہد کے اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احسان رکھا ہے اس کے ساتھ اپنے پیغمبر پر اور
سورہ حجر بالاتفاق مکی ہے پس دلالت کرتی ہے اس پر کہ سورۂ فاتحہ اس سے پہلے نازل ہوئی کہا حسین بن فضل نے کہ یہ
ہفوہ ہے مجاہد سے اس واسطے کہ علماء سب اس کے مخالف ہیں اور اس میں دلیل ہے اس پر کہ فاتحہ سات آیتیں ہیں اور

نقل کیا گیا ہے اس میں اجماع لیکن حسین بن علی جعفی سے آیا ہے کہ وہ چھ آیتیں ہیں اس واسطے کہ اس نے بسم اللہ کو نہیں گنا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾.

باب ہے بیان آیت ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کے۔

فائدہ: کہا عربی والوں نے کہ لا زائدہ ہے واسطے تاکید معنی نفی کے جو مفہوم ہے غیر سے تاکہ نہ وہم کیا جائے عطف ضالین کا الذین انعمت پر اور بعض کہتے ہیں کہ لا ساتھ معنی غیر کے ہے اور تائید کرتی ہے اس کو قرأت عمر رضی اللہ عنہ کی ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ ذکر کیا ہے اس کو ابو عبیدہ وغیرہ نے ساتھ سند صحیح کے اور وہ تاکید کے واسطے بھی ہے اور روایت کی ہے احمد اور ابن حبان نے عدی بن حاتم کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المغضوب علیھم یہود ہیں اور الضالین نصاریٰ ہیں کہا ابن ابی حاتم نے کہ نہیں جانتا میں درمیان مفسروں کے اختلاف بیچ اس کے، کہا سہیلی نے اور شاہد اس کا یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے یہود کے حق میں ﴿فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾ اور نصاریٰ کے حق میں ﴿قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا﴾۔ (فتح)

٤١١٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَمَنْ وَّافَقَ قَوْلُهٗ قَوْلَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ.

۴۱۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ کہے تو تم آمین کہو اس واسطے کہ جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق پڑ جائے اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح صفۃ الصلوٰۃ میں گزر چکی ہے اور روایت کی احمد اور ابو داؤد اور ترمذی نے وائل بن حجر کی حدیث سے کہا سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھا ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پس کہا آمین اور لمبا کیا اس کے ساتھ اپنی آواز کو اور روایت کی ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اس کی مانند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ.

بیان تفسیر سورۂ بقرہ کا۔

فائدہ: اتفاق ہے اس پر کہ وہ مدینے میں نازل ہوئی اور یہ پہلی سورت ہے کہ اتاری گئی اور آئے گا قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہ نہیں اتری سورۂ بقرہ اور نساء مگر کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور نہیں داخل ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا پر مگر مدینے میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سکھلائے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو نام ساری چیزوں کے۔

٤١١٦ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا إِلٰى رَبِّنَا فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ أَنْتَ أَبُو النَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ أَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَّكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهٗ فَيَسْتَحِيْ اِئْتُوْا نُوْحًا فَإِنَّهٗ أَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَا لَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ فَيَسْتَحِيْ فَيَقُوْلُ اِئْتُوْا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُوْسٰى عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَأَعْطَاهُ التَّوْرَاةَ فَيَأْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحِيْ مِنْ رَّبِّهٖ فَيَقُوْلُ اِئْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوْحَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِئْتُوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۴۱۱۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مسلمان جمع ہوں گے قیامت کے دن یعنی سو غمناک ہوں گے حشر کی مصیبت سے سو کہیں گے کہ اگر ہم سفارش کروائیں اپنے رب کے پاس تو خوب بات ہے سو آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو کہیں گے کہ تم سب آدمیوں کے باپ ہو اللہ نے تم کو اپنے ہاتھ سے بنایا اور اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ کروایا اور تجھ کو ساری چیزوں کے نام سکھلائے سو ہماری سفارش کیجیے اپنے رب کے پاس تا کہ ہم کو اس تکلیف کی جگہ سے راحت دے تو آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کرے گا اپنے گناہ کو سو شرمائے گا اپنے رب سے لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ پہلا رسول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو زمین والوں کی طرف بھیجا سو وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے اپنے سوال کو اپنے رب سے جو اس کو معلوم نہیں سو شرمائے گا اپنے رب سے سو کہے گا کہ تم اللہ تعالیٰ کے دوست یعنی ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ سو وہ ان کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جس سے اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ کلام کیا اور اس کو توراۃ دی سو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں اور یاد کریں گے ناحق خون کرنے کو سو شرمائیں گے یعنی اپنے رب سے اور کہیں گے تم جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے اس کی کلام سے پیدا ہوا یعنی صرف لفظ کن سے پیدا ہوا ان کا باپ

وَسَلَّمَ عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَأْتُوْنِيْ فَأَنْطَلِقُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنَ لِيْ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ يُقَالُ إِرْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَهْ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأَرْفَعُ رَأْسِيْ فَأَحْمَدُهُ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّيْ مِثْلَهُ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِيْ حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَأَقُوْلُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُوْدُ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْاٰنُ يَعْنِيْ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿خَالِدِيْنَ فِيْهَا﴾.

کوئی نہ تھا اور اس کی روح ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے مریم کے شکم میں اپنی روح پھونکی سو وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ میں اس مقام کے لائق نہیں تم جاؤ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں بیشک ان کی اگلی پچھلی بھول چوک سب معاف ہو گئی سو وہ لوگ میرے پاس آئیں گے سو میں چلوں گا یہاں تک کہ اپنے رب سے اجازت مانگوں گا مجھ کو اجازت ملے گی سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں گر پڑوں گا سو اللہ تعالیٰ مجھ کو سجدے میں رہنے دے گا جب تک کہ چاہے گا پھر حکم ہو گا اے محمد! اپنا سر اٹھا اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا اور کہہ سنا جائے گا سفارش کر تیری سفارش قبول ہو گی تو میں اپنا سر اٹھاؤں گا سو میں تعریف کروں گا اپنے رب کی ویسی تعریف کہ میرا رب مجھ کو سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا سو میرے واسطے ایک اندازہ اور مقدار ٹھہرائی جائے گی یعنی اتنے لوگوں کی مغفرت ہو سو میں اتنے لوگوں کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا اپنے رب کی طرف سو جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اسی طرح کروں گا جس طرح پہلی بار کیا تھا پھر میں سفارش کروں گا سو میرے واسطے ایک اندازہ اور حد ٹھہرائی جائے گی سو میں ان کو بہشت میں داخل کروں گا پھر میں پلٹ جاؤں گا چوتھی بار سو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! اب تو دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا مگر وہی جس کو قرآن نے بند کیا یعنی جس کی مغفرت کا قرآن میں حکم نہیں یعنی مشرکین اور کافرین ، کہا ابو عبداللہ یعنی بخاری رحمہ اللہ نے کہ قرآن سے مراد یہ آیت ہے کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

فائدہ: بیان کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے شفاعت کی حدیث کو واسطے قول اہل موقف کے آدم علیہ السلام کو کہ اللہ نے تجھ کو

ساری چیزوں کے نام سکھلائے اور اس میں اختلاف ہے کہ ناموں سے کیا مراد ہے؟ سو بعض کہتے ہیں کہ اس کی اولاد کے نام مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ فرشتوں کے نام مراد ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ جنسوں کے نام ہیں سوائے ان کی انواع کے اور بعض کہتے ہیں کہ ان سب چیزوں کے نام کہ زمین میں ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر چیز کا نام یہاں تک کہ پیالے کا نام بھی بتلا دیا۔ (فتح)

بَابٌ. یہ باب ہے۔

فائدہ: یہ باب بغیر ترجمہ کے ہے۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿إِلَى شَيَاطِيْنِهِمْ﴾ أَصْحَابِهِمْ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ. یعنی کہا مجاہد نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَإِذَا خَلَوْا إِلَى شَيَاطِيْنِهِمْ﴾ کہ مراد شیاطین سے ان کے یار ہیں منافقوں اور مشرکوں سے۔

فائدہ: اور روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بعض یہودی مرد ایسے تھے کہ جب اصحاب سے ملتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے دین پر ہیں اور جب اپنے شیطانوں یعنی یاروں کے پاس جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور متعدی کرنا خلوا کا ساتھ الی کے واسطے نص کرنے کے ہے او پر انفراد کے یعنی اکیلے ہوتے ہیں۔ (فتح)

﴿مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ﴾ اَللّٰهُ جَامِعُهُمْ. یعنی اور ﴿مُحِيْطٌ بِالْكَافِرِيْنَ﴾ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ جمع کرنے والا ہے ان کو دوزخ میں

فائدہ: یہ جملہ معترضہ ہے درمیان جملہ ﴿يَجْعَلُوْنَ أَصَابِعَهُمْ﴾ اور جملہ ﴿يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ﴾ کے۔

﴿عَلَى الْخَاشِعِيْنَ﴾ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا. یعنی آیت ﴿لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ﴾ میں خاشعین سے مراد ایماندار لوگ ہیں جو ثابت ہیں۔

فائدہ: اور کہا ابو العالیہ نے کہ مراد خوف کرنے والے ہیں۔

قَالَ مُجَاهِدٌ ﴿بِقُوَّةٍ﴾ يَعْمَلُ بِمَا فِيْهِ. یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ آیت ﴿خُذُوْا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ﴾ یعنی جو دیا ہم نے تم کو ساتھ قوت کے یعنی ساتھ عمل کرنے کے اس چیز پر کہ اس میں ہے۔

فائدہ: اور کہا ابو العالیہ نے قوت سے مراد طاعت ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ مراد ساتھ اس کے کوشش ہے۔

وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ ﴿مَرَضٌ﴾ شَكٌّ. یعنی اور کہا ابو العالیہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ کی کہ مراد مرض سے شک ہے یعنی ان کے دلوں میں شک ہے۔

فائدہ: اور عکرمہ سے روایت ہے کہ مرض کے معنی ریا ہیں اور کہا قتادہ نے بیچ آیت ﴿فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا﴾ کہ مرض سے مراد نفاق ہے یعنی زیادہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کو نفاق میں۔

﴿صِبْغَةَ﴾ دِيْنٌ. یعنی آیت ﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ﴾ سے مراد اللہ کا دین ہے۔

فائدہ: قتادہ سے روایت ہے کہ یہود اپنے بیٹوں کو یہودی کرنے کے واسطے رنگتے تھے اور اسی طرح نصاریٰ بھی اور اللہ کا رنگ اسلام ہے اور وہ اللہ کا دین ہے جس کے ساتھ نوح علیہ السلام اور اس کے بعد سب پیغمبر بھیجے گئے اور شاید لفظ صبغہ کا واسطے مشاکلت کے ہے اس واسطے کہ نصاریٰ اپنی اولاد کو پیدا ہونے کے وقت رنگتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ وہ ان کو پاک کرتے ہیں سو مسلمانوں کو کہا گیا کہ لازم پکڑو اللہ کے دن کو اس واسطے کہ وہ بہت پاک کرنے والا ہے۔

﴿وَمَا خَلْفَهَا﴾ عِبْرَةٌ لِّمَنْ بَقِيَ. یعنی اور کہا ابوالعالیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا﴾ کہ کیا ہم نے اس قصے کو عبرت واسطے ان لوگوں کے کہ ان کے روبرو تھے۔

فائدہ: یعنی عقوبت واسطے اس چیز کے کہ گزری ان کے گناہوں سے اور ان کے پیچھے والوں کے یعنی عبرت اور دہشت واسطے ان لوگوں کے جو باقی رہے آدمیوں سے۔

﴿لَا شِيَةَ فِيهَا﴾ لَا بَيَاضَ وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسُوْمُوْنَكُمْ﴾ يُوْلُوْنَكُمْ ﴿الْوَلَايَةُ﴾ مَفْتُوْحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ وَهِيَ الرُّبُوْبِيَّةُ إِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ فَهِيَ الْإِمَارَةُ. یعنی آیت ﴿مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا﴾ میں لا شية فيها کے معنی یہ ہیں کہ اس میں سفید نہیں، اور کہا ابوالعالیہ کے غیر نے یعنی قاسم بن سلام نے کہا آیت ﴿يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ﴾ میں کہ یسومونکم کے معنی ہیں یولونکم یعنی اٹھاتے تھے تم کو عذاب پر اور طلب کرتے تھے اس کو تم سے اور ولایت ساتھ فتح واؤ کے مصدر ولا کی ہے اور وہ ربوبیت سے بمعنی ہر چیز کا مالک ہونا اور جب واؤ کو زیر دی جائے تو اس کے معنی سرداری کے ہیں۔

فائدہ: یہ کلام ابوعبیدہ کی ہے آیت ﴿هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ﴾. (الکھف: ٤٤) میں اور ذکر کیا ہے بخاری نے اس کلمے کو اس جگہ اگرچہ سورہ کہف میں ہے نہ سورۂ بقرہ میں تا کہ قوی کرے یسومونکم کی تفسیر کو ساتھ یولونکم کے اور احتمال ہے کہ سوم کے معنی دوام کے ہوں یعنی تم کو ہمیشہ عذاب دیتے تھے۔

وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحُبُوْبُ الَّتِيْ تُؤْكَلُ یعنی اور کہا بعضوں نے کہ جو اناج کہ کھایا جاتا ہے سب

كُلُّهَا فُوْمٌ. فوم ہے۔

فائدہ: یہ محکی ہے عطاء اور قتادہ سے کہ فوم ہر اناج ہے کہ پکایا جائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد وغیرہ سے روایت ہے کہ فوم کے معنی گندم ہیں۔

﴿فَادّٰرَاْتُمْ﴾ اِخْتَلَفْتُمْ وَقَالَ قَتَادَةُ ﴿فَبَآءُوْا﴾ فَانْقَلَبُوْا وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿يَسْتَفْتِحُوْنَ﴾ يَسْتَنْصِرُوْنَ.

یعنی آیت ﴿فَادّٰرَاْتُمْ﴾ کے معنی ہیں اختلاف اور جھگڑا کیا تم نے اس میں، اور کہا قتادہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿فَبَآءُوْا بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ﴾ کے کہ باؤ کے معنی ہیں پھرے یعنی آیت ﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ﴾ میں يَسْتَفْتِحُوْنَ کے معنی ہیں مدد مانگتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کی ہے کہ ابن اسحاق نے سیرت نبوی میں عاصم بن عمر سے اس نے روایت کی اپنے شیخوں سے کہا کہ ہمارے اور یہود کے حق میں یہ آیت اتری اور یہ اس واسطے ہے کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں ان پر غالب تھے سو وہ کہتے تھے کہ عنقریب ایک پیغمبر بھیجا جائے گا اس کا زمانہ قریب ہوا سو ہم اس کے ساتھ ہو کر تم کو قتل کریں گے سو جب اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا اور ہم نے ان کی پیروی کی تو یہود کافر ہوئے آپ کے ساتھ پس یہ آیت اتری۔

﴿شَرَوْا﴾ بَاعُوْا.

یعنی معنی شروا کے آیت ﴿وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖ اَنْفُسَهُمْ﴾ میں باعوا ہے یعنی بہت بری چیز ہے جن پر بیچا انہوں نے اپنی جانوں کو۔

﴿رَاعِنَا﴾ مِنَ الرُّعُوْنَةِ إِذَا أَرَادُوْا أَنْ يُحَمِّقُوْا إِنْسَانًا قَالُوْا رَاعِنًا.

یعنی رَاعِنَا مشتق ہے رعونت سے جب چاہتے تھے کہ کسی آدمی کو حماقت کی طرف منسوب کریں تو کہتے تھے رَاعِنًا۔

فائدہ: میں کہتا ہوں اس شخص کے قول کی بنا پر جو راعنا کو تنوین کے ساتھ پڑھتا ہے یعنی دو زبر کے ساتھ اور یہ قرأت حسن بصری کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صفت ہے واسطے مصدر محذوف کے یعنی نہ کہو قولا راعنا یعنی قول رعونت والا اور احتمال ہے کہ قول تسمیہ شامل ہو یعنی اپنے پیغمبر کا نام راعن نہ رکھو اور راعن احمق ہے اور جمہور نے راعنا کو بغیر تنوین کے پڑھا ہے اس بنا پر کہ وہ فعل امر ہے مراعات سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیے گئے اس سے اس واسطے کہ وہ کلمہ مساوات اور برابری کو چاہتا ہے۔

﴿لَا تَجْزِیْ﴾ لَا تُغْنِیْ.

یعنی آیت ﴿لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ﴾ میں تجزی کے معنی ہیں نہ دور کرے گا کوئی نفس کسی سے کچھ چیز۔

﴿خُطُوَاتِ﴾ مِنَ الْخَطْوِ وَالْمَعْنٰی اٰثَارُہٗ.

یعنی آیت ﴿وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾ میں خطوات مشتق ہیں خطو سے اور اس کے معنی قدم ہیں یعنی نہ پیروی کرو شیطان کے قدموں کی۔

﴿اِبْتَلٰی﴾ اِخْتَبَرَ.

یعنی آیت ﴿وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ﴾ میں ابتلی کے معنی ہیں آزمایا اور جانچا۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ ٹھہراؤ اللہ کے واسطے کوئی شریک اور حالانکہ تم جانتے ہو۔

٤١١٧ - حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ اَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ.

۴۱۱۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا ہے میں نے کہا بیشک یہ تو بڑا گناہ ہے میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ کھائے، میں نے کہا پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التوحید میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی كُلُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾.

یعنی باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ سایہ کیا ہم نے تم پر ابر کا اور اتارا تم پر من اور سلویٰ کھاؤ صاف چیزیں جو دیں ہم نے تم کو اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے رہے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَنُّ صَمْغَةٌ وَّالسَّلْوٰی الطَّيْرُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے کہ من گوند ہے درخت کی اور سلویٰ پرندہ جانور ہے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ من درختوں پر اترتا تھا سو جتنا چاہتے تھے کھاتے تھے اور کہا سدی نے کہ من ترنجبین کی مانند تھا اور قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ من ان پر گرتا تھا جیسے برف گرتی ہے

دودھ سے زیادہ سفید تھا اور شہد سے زیادہ میٹھا اور ان اقوال میں منافات نہیں۔ (فتح)

٤١١٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ.

۴۱۱۸۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھمبی من کی قسم سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی اور ایک روایت میں باب کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ کھمبی من کی قسم سے ہے جو بنی اسرائیل پر اتارا گیا اور اس کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت ذکر کرنے اس کے کی تفسیر میں اور ظاہر ہوا خطابی پر کہ اس نے کہا ہے کہ اس جگہ اس حدیث کے داخل کرنے کی کوئی وجہ نہیں اور البتہ معلوم ہو چکی ہے وجہ داخل کرنے اس کے کی اس جگہ بیچ (فتح)

بَابٌ ﴿وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جب کہا ہم نے داخل ہو اس شہر میں اور کھاؤ اس میں سے جہاں سے چاہو محفوظ ہو کر اور داخل ہو دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو ہمارے گناہ بخش ہم بخشیں گے تقصیریں تمہاری اور زیادہ بھی دیں گے نیکی کرنے والوں کو۔

﴿رَغَدًا﴾ وَاسِعٌ كَثِيْرٌ.

یعنی رغدا کے معنی ہیں فراخ بہت یعنی گزران فراخ اور بعض کہتے ہیں کہ رغدا وہ ہے جس پر حساب نہیں۔

٤١١٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيْلَ لِبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ ﴿ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾ فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى أَسْتَاهِهِمْ فَبَدَّلُوْا وَقَالُوْا حِطَّةٌ حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ.

۴۱۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ داخل ہو دروازے میں سجدہ کر کے اور کہو ہم مغفرت چاہتے ہیں تا کہ ہم تم کو بخشیں سو انہوں نے حکم بدل ڈالا سو دروازے میں داخل ہوئے چوتڑوں کو گھسٹتے اور کہا دانہ بال میں بہتر ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ اعراف میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ﴾. باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو دشمن ہو جبریل علیہ السلام کا۔

فائدہ: بعض نے کہا کہ سبب عداوت کا واسطے جبرئیل علیہ السلام کے یہ ہے کہ اس کو حکم تھا کہ پیغمبری کو ہمیشہ یہود میں رکھے سو اس نے پیغمبری کو ان کے غیروں میں نقل کیا اور بعض کہتے ہیں اس واسطے کہ ان کے بھیدوں پر واقف ہوتا ہے۔ میں کہتا ہوں اور صحیح تر دونوں وجہ سے یہ ہے جو تھوڑی دیر کے بعد آئے گا کہ وجہ عداوت کی یہ ہے کہ وہ ان پر عذاب اتارتا ہے۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَبْرُ وَّمِيْكَ وَسَرَافُ عَبْدُ إِيْلُ اللّٰهُ. اور کہا عکرمہ نے کہ جبر اور میک اور اسراف کے معنی ہیں بندہ اور ایل عبرانی میں اللہ کو کہتے ہیں یعنی اللہ کا بندہ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کا نام عبداللہ ہے اور میکائیل کا نام عبداللہ ہے اور اسرافیل کا نام عبدالرحمٰن ہے۔

٤١٢٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ بِقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ أَرْضٍ يَّخْتَرِفُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّيْ سَآئِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَّا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدُ إِلَى أَبِيْهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ بِهِنَّ جِبْرِيْلُ انِفًا قَالَ جِبْرِيْلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَرَأَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَّأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ

۴۱۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینے میں تشریف لانے کی خبر سنی اور وہ زمیں میں پھل چنتا تھا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کا سوال کرتا ہوں جن کو سوائے پیغمبر کے کوئی نہیں جانتا سو فرمایئے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اور بہشتی لوگ پہلے پہل کیا کھانا کھائیں گے؟ اور کیا چیز بچے کو اپنے باپ یا ماں کی صورت پر کھینچتی ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے مجھ کو ان کی ابھی خبر دی کہا جبریل علیہ السلام نے فرمایا ہاں کہا یہ فرشتہ یہود کا دشمن ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ جو کوئی دشمن ہو جبریل علیہ السلام کا تو کیا نقصان ہے سو اس نے اتار اہے یہ کلام تیرے دل پر بہر حال قیامت کی نشانیوں سے پہلی نشانی تو یہ ہے کہ آگ لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف ہانک لے جائے گی اور پہلا کھانا جس کو بہشتی لوگ کھائیں گے سو مچھلی کی کلیجی کی بڑھی نوک ہو گی اور جب مرد کی منی عورت کی

كَبِدِ حُوتٍ وَإِذَا سَبَقَ مَآءُ الرَّجُلِ مَآءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَآءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ وَّإِنَّهُمْ إِنْ يَّعْلَمُوْا بِإِسْلَامِىْ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِىْ فَجَآءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَىُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالُوْا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَانْتَقَصُوْهُ قَالَ فَهٰذَا الَّذِىْ كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ.

منی پر سبقت اور غلبہ کرے تو مرد لڑکے کو اپنی صورت پر کھینچتا ہے اور جب عورت کی منی مرد کی منی پر سبقت کرے تو عورت لڑکے کو اپنی صورت پر کھینچتی ہے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں ، یا حضرت! یہود قوم بڑے مفتری ہیں اور بیشک اگر وہ جانیں گے کہ میں مسلمان ہوا تو مجھ پر بہتان باندھیں گے یعنی میرے اسلام کے ظاہر ہونے سے پہلے میرا حال ان سے دریافت کیجیے (اور عبداللہ مکان کے اندر چھپ کر بیٹھ گئے) سو یہودی آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیسا شخص ہے تم میں عبداللہ بن سلام؟ تو یہود نے کہا وہ ہم میں افضل ہے اور افضل کا بیٹا ہے اور ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلا بتلاؤ تو اگر عبداللہ مسلمان ہو جائے تو تم بھی مسلمان ہو جاؤ گے؟ یہود نے کہا اللہ اس کو اسلام سے پناہ میں رکھے پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور کہا میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں سو یہود نے کہا یہ شخص ہم میں نہایت برا ہے اور برے شخص کا بیٹا ہے اور ان کو نہایت گھٹایا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! میں اسی بات سے ڈرتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی اکثر شرح پہلے گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ یہ فرشتہ یہود کا دشمن ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ جو کوئی دشمن ہو جبرئیل علیہ السلام کا تو ظاہر سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے آیت پڑھی واسطے رد کرنے قول یہود کے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ آیت اس وقت اتری ہو اور یہی معتمد ہے سو البتہ روایت کیا ہے احمد اور ترمذی اور نسائی نے اس کے نازل ہونے کے سبب میں قصہ سوائے قصے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! ہم آپ

سے سوال کرتے ہیں پانچ چیزوں کا اگر تم ہم کو وہ بتلاؤ گے تو ہم پہچان لیں گے کہ تم پیغمبر ہو پس ذکر کی حدیث اور اس میں ہے کہ انہوں نے سوال کیا اس چیز سے کہ حرام کی یعقوب علیہ السلام نے اپنی جان پر اور پیغمبر کی نشانی سے اور رعد سے اور اس کی آواز سے اور عورت لڑکی لڑکا کس طرح سے جنتی ہے اور کون فرشتہ آسمان سے خبر لاتا ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر عہد و پیمان لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے سوال کیا کہ آپ کے پاس کون فرشتہ خبر لاتا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام فرمایا اور نہیں بھیجا اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر کبھی مگر کہ وہ اس کا دوست ہے تو یہود نے کہا کہ اب ہم تجھ کو نہیں مانتے اگر کوئی اور فرشتہ تیرا دوست ہوتا تو ہم تجھ سے بیعت کرتے اور تجھ کو سچا جانتے فرمایا تم کس سبب سے اس کو سچا نہیں جانتے؟ کہا وہ ہمارا دشمن ہے پس اتری یہ آیت اور ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تورات سنتے تھے اور تعجب کرتے تھے کہ کس طرح تصدیق کرتی ہے قرآن کی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود پر گزرے تو کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی کیا جانتے ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا رسول ہے؟ تو ان کے عالم نے کہا کہ ہاں! کہا پھر تم اس کی پیروی کیوں نہیں کرتے؟ کہا کہ ایک فرشتہ ہمارا دشمن ہے اور وہ اس کی پیغمبری کے ساتھ رفیق ہے پس ذکر کی حدیث اور یہ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر یہ آیت پڑھی پس یہ طریقے بعض بعض کو قوی کرتے ہیں اور دلالت کرتے ہیں اس پر کہ سبب نزول آیت کا قول یہودی مذکور کا ہے نہ قصہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا اور گویا کہ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جبرائیل علیہ السلام یہود کا دشمن ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر یہ آیت پڑھی اس حال میں کہ ذکر کرنے والے تھے اس کے سبب نزول کو واللہ اعلم۔ اور حکایت کی ہے ثعلبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سبب عداوت یہود کا یہ ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے ان کو خبر دی تھی کہ بخت نصر بیت المقدس کو خراب کرے گا تو یہود نے ایک مرد کو بھیجا کہ اس کو مار ڈالے سو پایا اس نے اس کو جوان ضعیف سو جبرائیل علیہ السلام نے اس کو اس کے مارنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے تمہارے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا ہے تو تو اس کے مارنے پر قادر نہیں ہوگا اور اگر اس کے سوائے کوئی اور ہے تو تو اس کو ناحق کیوں مارتا ہے؟ تو اس کو اس نے چھوڑ دیا پھر بخت نصر بڑا ہوا اور اس نے بیت المقدس پر چڑھائی کی اور یہود کو مار ڈالا اور بیت المقدس کو خراب کیا تو وہ جبرائیل علیہ السلام کو اس سبب سے برا جاننے لگے اور ذکر کیا گیا ہے کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ خطاب کیا تھا وہ عبداللہ بن صوریا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ جو ہم منسوخ کرتے ہیں کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں اس کو تو لاتے ہیں بہتر اس سے یا اس کے برابر۔

٤١٢١ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى

۴۱۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کہا عمر

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَقْرَؤُنَا أُبَيٌّ وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ وَإِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ أُبَيٍّ وَذَاكَ أَنَّ أُبَيًّا يَقُوْلُ لَا أَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا﴾.

فاروق رضی اللہ عنہ نے کہ ہم میں زیادہ قاری ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور زیادہ ٹھیک حکم کرنے والے احکام دین میں علی رضی اللہ عنہ ہیں اور البتہ ہم چھوڑتے ہیں بعض قول ابی رضی اللہ عنہ کا اور وہ قول یہ ہے کہ ابی کہتا ہے میں نہیں چھوڑتا کوئی چیز قرآن کی جس کو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو ہم منسوخ کرتے ہیں کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں اس کو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جس کو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے لیا نہیں چھوڑتا میں اس کو واسطے کسی چیز کے اس واسطے کہ اس کے سننے کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے اس کو علم قطعی ساتھ اس کے پس جب خبر دے اس کو کوئی غیر آپ کا آپ سے برخلاف آپ کے تو نہ قائم ہوگا معارض واسطے اس کے یہاں تک کہ قطعی علم کے درجے کو پہنچے اور نہیں حاصل ہوتا ہے اکثر اوقات اور یہ جو کہا کہ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا الخ تو یہ قول عمر رضی اللہ عنہ کا ہے حجت پکڑی اس نے اس کے ساتھ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر اور اشارہ کیا اس کے ساتھ اس کی طرف کہ اکثر اوقات وہ منسوخ آیت پڑھتا ہے یعنی جس کی تلاوت منسوخ ہے اس واسطے کہ اس کو اس کا منسوخ ہونا نہیں پہنچا اور حجت پکڑی ہے عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے جواز وقوع نسخ کے ساتھ اس آیت کے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ہم پر خطبہ پڑھا سو کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو منسوخ کرتے ہیں ہم آیت سے یا بھلا دیتے ہیں اس کو اور نیز ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اکثر اوقات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو وحی اتری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دن میں بھول گئے پس یہ آیت اتری اور استدلال کیا گیا ہے اس آیت کے ساتھ اوپر واقع ہونے نسخ کے برخلاف اس کے جو مخالف ہو سو اس کو منع کیا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا کہ یہ قضیہ شرطیہ ہے نہیں مستلزم ہے وقوع کو اور جواب دیا گیا ہے کہ سیاق اور سبب نزول اس میں تھا اس واسطے کہ وہ اتری اس کے جواب میں جو اس سے منکر ہو۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے اور کہتے ہیں کہ اللہ رکھتا ہے اولاد وہ سب سے نرالا ہے۔

فائدہ: اتفاق ہے اس پر کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے یہود خیبر اور نصاریٰ نجران کے سے اور جو کہتا تھا عرب کے مشرکین سے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں سو اللہ تعالیٰ نے ان پر رد کیا۔ (فتح)

۴۱۲۲ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِيَ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيْبُهُ إِيَّايَ فَزَعَمَ أَنِّيْ لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيْدَهُ كَمَا كَانَ وَأَمَّا شَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لِيْ وَلَدٌ فَسُبْحَانِيْ أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا.

۴۱۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کے بیٹے نے مجھ کو جھٹلایا اور اس کو یہ لائق نہ تھا اور اس نے مجھ کو گالی دی اور اس کو یہ لائق نہ تھا سو میرا جھٹلانا تو اس کے اس قول میں ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کبھی دوسری بار نہ بنائے گا جیسے کہ اس نے مجھ کو پہلی بار بنایا اور لیکن گالی دینا اس کا مجھ کو سو اس کے اس قول میں ہے جو اس نے میرے حق میں کہا کہ اللہ تعالیٰ اولاد رکھتا ہے اور میں پاک ہوں اس سے کہ پکڑوں بیوی یا بیٹا۔

فائدہ: اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے اولاد بتانے کو گالی نام رکھا تو یہ واسطے اس چیز کے ہے کہ اس میں ہے گھٹانے سے اس واسطے کہ اولاد تو بیوی سے ہوتی ہے جو اس کے ساتھ حائل رہے پھر اس کو جنے اور یہ مستلزم ہے اس کو کہ پہلے نکاح ہوا ہو اور ناکح چاہتا ہے باعث کو اوپر اس کے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے ان سب چیزوں سے اور اس کی شرح سورۂ اخلاص میں آئے گی۔

بَابُ ﴿وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى﴾ ﴿مَثَابَةً﴾ يَثُوْبُوْنَ يَرْجِعُوْنَ.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ ٹھہراؤ مقام ابراہیم کو جائے نماز اور مثابۃ مصدر ہے یثوبون کا اور اس کے معنی یہ ہیں کہ پھرتے ہیں اس کی طرف۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا﴾ اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے مثابۃ کی تفسیر میں کہ اس میں آتے ہیں پھر اپنے گھر والوں کی طرف پھر جاتے ہیں پھر اس کی طرف آتے ہیں نہیں پوری کرتے اس سے حاجت۔

۴۱۲۳ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ اللّٰهَ فِيْ ثَلَاثٍ أَوْ وَافَقَنِيْ رَبِّيْ فِيْ ثَلَاثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ إِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ أَمَرْتَ

۴۱۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سے روایت ہے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے موافقت کی اپنے رب سے تین چیزوں میں یا موافقت کی مجھ سے میرے رب نے تین چیزوں میں میں نے کہا یا حضرت! اگر آپ مقام ابراہیم کو جائے نماز ٹھہرائیں تو خوب ہو؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ٹھہراؤ مقام ابراہیم کو جائے نماز اور دوسری یہ کہ میں نے کہا یا حضرت!

أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ قَالَ وَبَلَغَنِيْ مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَآئِهٖ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِّنْكُنَّ حَتّٰى أَتَيْتُ إِحْدٰى نِسَآئِهٖ قَالَتْ يَا عُمَرُ أَمَا فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَآئَهٗ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿عَسٰى رَبُّهٗ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبَدِّلَهٗ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ﴾ اَلْاٰيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ عُمَرَ.

داخل ہوتا ہے آپ پر نیک اور بد یعنی ہر قسم کا آدمی آپ کے پاس آتا ہے سو اگر آپ مسلمانوں کی ماؤں یعنی اپنی بیویوں کو پردے کا حکم فرمائیں تو خوب ہو؟ سو اللہ تعالیٰ نے پردے کی آیت اتاری' کہا اور پہنچا مجھ کو جھڑکنا حضرت ﷺ کا اپنی بعض بیویوں کو سو میں ان کے پاس گیا میں نے کہا اگر تم باز رہو تو بہتر ہے نہیں تو بدل دے گا اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو بہتر تم سے یہاں تک کہ میں آپ کی ایک بیوی کے پاس آیا اس بیوی نے کہا اے عمر! کیا نہیں حضرت ﷺ میں وہ چیز کہ نصیحت کریں اس کے ساتھ اپنی عورتوں کو تا کہ تو ان کو نصیحت کرے یعنی جب خود حضرت ﷺ ہم کو کچھ نہیں کہتے تو پھر تو ہم کو کیوں کہتا ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اگر پیغمبر تم سب کو چھوڑ دے تو قریب ہے کہ اس کا رب بدلے میں اس کو عورتیں تم سے بہتر یقین رکھنے والیاں آخر تک اور کہا ابن ابی مریم نے خبر دی ہم کو یحییٰ بن ایوب نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے حمید نے اس نے کہا سنا میں نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی عمر رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: غرض اس حدیث سے ثابت کرنا سماع حمید کا ہے انس رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: کہا ابن جوزی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ طلب کی عمر رضی اللہ عنہ نے پیروی ساتھ ابراہیم علیہ السلام کے باوجود منع ہونے نظر کے تورات میں اس واسطے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول سنا تھا ﴿اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ اور قول اللہ تعالیٰ کا ﴿اَنِ اتَّبِعْ اِلَّا مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ﴾ پس معلوم کیا اس نے کہ ابراہیم علیہ السلام کی پیروی بھی اسی شریعت سے ہے اور اس واسطے کہ خانہ کعبہ اس کی طرف منسوب ہے اور اس کے دونوں قدم کا نشان مقام میں مانند لکھنے بانی کے ہے بنا میں تا کہ یاد رکھا جائے اس کے ساتھ اس کے مرنے کے بعد پس انہوں نے دیکھا کہ مقام کے پاس نماز پڑھنا مانند پڑھ لینے طواف کرنے والے کے ہے ساتھ خانے کعبے کے نام اس کے بانی کا اور یہ مناسبت لطیف ہے اور ہمیشہ رہا نشان قدم ابراہیم علیہ السلام کا ظاہر موجود مقام میں معروف نزدیک حرم والوں کے اور مؤطا میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مقام کو دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں کا اس میں نشان تھا لیکن وہ نشان لوگوں کے ہاتھ

پھیرنے سے مٹ گیا اور طبری نے قتادہ سے روایت کی ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم ہوا لوگوں کو نماز پڑھنے کا اس کے نزدیک اور نہ حکم ہوا ان کو ہاتھ پھیرنے کا اس کے اوپر اور تھا مقام ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے ملا ہوا بیت اللہ کے ساتھ یہاں تک کہ ہٹایا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کی طرف کہ اب وہ اس میں ہے اور نہیں انکار کیا اصحاب نے عمر رضی اللہ عنہ کے فعل پر اور نہ ان کے پچھلوں نے پس ہو گیا اجماع اور شاید عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا اگر اس کو وہاں رکھا جائے تو لازم آئے گی اس سے تنگی طواف کرنے والوں پر یا نمازیوں پر پس رکھا جائے اس کو ایسی جگہ میں کہ دور ہو ساتھ اس کے حرج اور میسر ہو اس کو یہ اس واسطے کہ اُس نے اشارہ کیا تھا ساتھ ٹھہرانے اس کے جائے نماز اور اسی نے پہلے پہلے اس پر حجرہ بنایا تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب اٹھانے لگا ابراہیم علیہ السلام بنیادیں اس گھر کی اور اسماعیل علیہ السلام اے رب ہمارے! قبول کر ہم سے تو ہی ہے اصل سنتا جانتا۔

اَلْقَوَاعِدُ أَسَاسُهٗ وَاحِدَتُهَا قَاعِدَةٌ.

یعنی قواعد کے معنی ہیں بنیادیں اور یہ جمع ہے اس کا واحد قاعدہ ہے۔

﴿وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ﴾ وَاحِدُهَا قَاعِدٌ.

یعنی اور جو قواعد کا لفظ کہ عورتوں کے حق میں آیا ہے اس کا واحد قاعد ہے بغیر ھا کے۔

فائدہ: کہا طبری نے اختلاف ہے بیچ ان بنیادوں کے جن کو ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نے اٹھایا تھا کہ کیا ان دونوں نے ان کو از سر نو اٹھایا تھا یا وہ اُن سے پہلے تھیں پھر روایت کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ اس سے پہلے تھیں اور روایت کی طبری نے عطاء سے کہ کہا آدم علیہ السلام نے اے رب! میں فرشتوں کی آواز نہیں سنتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے واسطے ایک گھر بنا پھر گھوم گرد اس کے جیسے کہ تو نے فرشتوں کو دیکھا کہ گرد ہوئے اس گھر کے جو آسمانوں میں ہے پس گمان کرتے ہیں لوگ کہ آدم علیہ السلام نے اس کو پانچ پہاڑ سے بنایا اور یہ جو کہا کہ قواعد عورتوں سے الخ تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ جمع کا مشترک ہے اور ظاہر ہوتا ہے فرق ساتھ واحد کے پس جمع عورتوں کی جو بیٹھیں حیض اور استمتاع سے واحد اس کا قاعد ہے بغیر ہا کے اور گر نہ تخصیص ہوتی ان کی اس کے ساتھ تو البتہ ثابت رہتی ہا۔ (فتح)

٤١٢٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

۴۱۲۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے نہیں دیکھا کہ تیری قوم یعنی قریش نے کعبے کو بنایا اور انہوں نے اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے کم کر دیا تو میں نے کہا یا حضرت! آپ اس کو پھر

زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرٰى أَنْ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَاقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اِسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ.

بنائے ابراہیم علیہ السلام کی بنیاد پر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا تو میں یونہی کرتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے تو میں نہیں گمان کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ چھوڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بوسہ دینا ان دونوں رکنوں کا جو حجر اسود سے قریب ہیں مگر اسی واسطے کہ کعبہ ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر پورا نہیں ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ کہو ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور جو اتارا گیا ہماری طرف۔

٤١٤٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا ﴿اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۱۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے اور اس کو مسلمانوں کے واسطے عربی زبان میں بیان کرتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کو نہ سچا جانو اور نہ جھٹلاؤ اور کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور جو ہم پر اترا۔

فائدہ: یعنی جب کہ ہوئی وہ چیز کہ خبر دیتے ہیں تم کو اس کے ساتھ محتمل واسطے اس کے کہ نفس الامر میں سچ ہو اور تم اس کو جھٹلاؤ یا جھوٹ ہو اور تم اس کو سچ جانو تو تم حرج میں پڑو اور نہیں وارد ہوئی نہی جھٹلانے انے ان کے سے اس

چیز میں کہ وارد ہوئی ہے شرع ہمارے برخلاف اس کے اور نہ سچا جاننے ان کے سے اس چیز میں کہ وارد ہوئی ہے شرع ہمارے موافق اس کے تنبیہ کی ہے اس پر شافعی نے اور لیا جاتا ہے اس حدیث سے توقف بحث شروع کرنے سے مشکل چیزوں میں اور جزم کرنا ان میں ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو ظن میں اور اس پر محمول ہوگا جو آیا ہے سلف سے اس میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِىْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے اب کہیں گے بیوقوف لوگ کس چیز نے پھیرا مسلمانوں کو اپنے قبلے سے جس پر وہ تھے تو کہہ اللہ کا ہے مشرق ومغرب چلائے جس کو چاہے سیدھی راہ پر۔

فائدہ: سفیہ کے معنی ہیں کم عقل اور اس میں اختلاف ہے کہ سفہاء سے کون لوگ مراد ہیں سو کہا براء رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور مجاہد رحمہ اللہ نے کہ وہ یہود ہیں روایت کی ہے اُن سے طبری نے اور سدی کے طریق سے روایت کی ہے کہ وہ منافقین ہیں اور مراد سفہاء کے ساتھ کفار اور اہل نفاق اور یہود ہیں لیکن کفار سو کہا انہوں نے جب کہ قبلہ پھیرا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے قبلے کی طرف پھرا اور عنقریب ہمارے دین کی طرف پھرے گا اس واسطے کہ اس نے معلوم کر لیا ہے کہ ہم حق پر ہیں اور بہر حال اہل نفاق سو انہوں نے کہا کہ اگر پہلے حق پر تھا تو جس چیز کی طرف اب انتقال کیا وہ باطل ہے اور اسی طرح بالعکس اور یہود نے کہا کہ پیغمبروں کے قبلے کی مخالفت کی اور اگر پیغمبر ہوتا تو پیغمبروں کے قبلے کی مخالفت نہ کرتا اور جب ان بیوقوفوں کی گفتگو بہت ہوئی تو یہ آیتیں اتریں ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ﴾ سے ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِىْ﴾ تک۔ (فتح)

٤١٢٦ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى اِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَّكَانَ يُعْجِبُهٗ اَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهٗ قِبَلَ الْبَيْتِ وَاَنَّهٗ صَلّٰى اَوْ صَلَّاهَا صَلَاةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَهٗ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ صَلّٰى مَعَهٗ فَمَرَّ عَلٰى اَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ قَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ

۴۱۲۶۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش لگتا تھا کہ آپ کا قبلہ خانے کعبے کی طرف ہو جائے اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز خانے کعبے کی طرف پڑھی اور ایک جماعت نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی سو جن لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تھی ان میں سے ایک مرد نکلا اور ایک مسجد والوں پر گزرا اور وہ رکوع میں تھے اس نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خانے کعبے کی طرف نماز پڑھی سو وہ

لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَ الَّذِيْ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ أَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجَالٌ قُتِلُوْا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾.

بدستور کعبے کی طرف پھر گئے یعنی اسی حالت میں کعبے کی طرف پھر گئے اور نماز کو از سرنو شروع نہ کیا اور تھے وہ لوگ کہ مرے اول قبلے پر پہلے پھرنے سے کعبے کی طرف بہت مرد کہ شہید ہوئے سو ہم نے نہ جانا کہ ہم ان کے حق میں کیا کہیں؟ سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا یقین لانا تحقیق اللہ لوگوں پر شفقت رکھتا مہربان ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت مختار تا کہ تم گواہی دو لوگوں پر اور رسول ہو تم پر گواہ۔

٤١٢٧ ـ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ وَّأَبُوْ أُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِيْرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ وَّقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِأُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا أَتَانَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّأُمَّتُهٗ فَتَشْهَدُوْنَ أَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ ﴿وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾ وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ.

۴۱۲۷۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلایا جائے گا نوح علیہ السلام کو قیامت کے دن تو کہے گا اے رب میرے میں حاضر ہوں تیری خدمت میں اور اطاعت میں سو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو نے اپنی امت کو پیغام پہنچایا تھا؟ یعنی عذاب سے ڈرایا تھا تو نوح علیہ السلام کہے گا کہ ہاں میں نے پیغام سنا دیے تو اس کی امت سے کہا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم کو پیغام پہنچایا تھا؟ تو اس کی امت کے لوگ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے فرمائے گا کہ تیرے دعوے کا کون گواہ ہے جو تیری گواہی دے؟ تو نوح علیہ السلام کہیں گے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کی امت میرے گواہ ہیں سو تم لوگ گواہی دو گے کہ بیشک نوح علیہ السلام نے ان کو پیغام پہنچا دیا تھا اور ہو گا رسول تم پر گواہ سو یہی مطلب ہے اللہ کے اس قول کا اور اسی طرح بنایا ہم نے تم کو امت عادل اور افضل تا کہ تم گواہ ہو لوگوں پر اور رسول تم پر گواہ ہو اور وسط کے معنی ہیں عدل یعنی عادل۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ امت محمد یہ ﷺ کو کہا جائے گا کہ تم نے کس طرح جانا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو پیغام پہنچایا تھا سو وہ کہیں گے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ نے ہم کو خبر دی کہ بیشک پیغمبروں نے پیغام پہنچا دیا تھا سو ہم نے اپنے پیغمبر کو سچا جانا اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کی تعیم سمجھی جاتی ہے سو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت میں کہ ہوں گے گواہ لوگوں پر قیامت کے دن ہوں گے گواہ قوم نوح پر اور قوم ہود پر اور قوم صالح پر او رقوم شعیب پر اور ان کے سوا اور امتوں پر یہ کہ بیشک ان کے پیغمبروں نے ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا او ر یہ کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کو جھٹلایا اور جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی امت سے نہیں مگر کہ وہ چاہے گا ہماری اس امت سے ہو کوئی پیغمبر نہیں جس کو اس کی قوم نے جھٹلایا مگر کہ ہم اس پر گواہ ہوں گے قیامت کے دن یہ کہ بیشک اس نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ جو کہا امۃ وسطا تو کہا طبری نے کہ وسط کے معنی خیار ہیں یعنی مختار اور میری رائے یہ ہے کہ معنی وسط کے آیت میں وہ جزر (تا) ہے جو دو طرف کے درمیان واقع ہوتی ہے اور معنی یہ ہیں کہ وہ وسط ہیں یعنی میانہ رو ہیں واسطے میانہ روی کرنے ان کے دین میں پس نہیں زیادتی کی ہے انہوں نے مانند زیادتی نصاریٰ کی اور نہیں قصور کیا انہوں نے مانند قصور یہود کے میں کہتا ہوں کہ آیت میں جو وسط توسط کے معنی کی صلاحیت رکھتا ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے اور معنی مراد نہ رکھے جائیں جیسے کہ نص کی ہے اس پر حدیث نے کہ وسط کے معنی عدل ہیں پس نہیں مغایرت ہے درمیان حدیث کے اور درمیان مدلول آیت کے یعنی پس حدیث میں وسط کے معنی عادل کے ہیں یعنی کیا ہم نے تم کو امت عادل اور افضل اور مختار اور آیت میں وسط کے معنی میانہ روی کے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ إِيْمَانَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں ٹھہرایا ہم نے قبلے کو جس پر تو تھا یعنی بیت المقدس کو مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کہ کون پیروی کرتا ہے رسول کی اور کون پھر جاتا ہے الٹے پاؤں اور البتہ یہ بات بھاری ہے مگر ان پر جن کو راہ دی اللہ نے اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا یقین لانا البتہ اللہ لوگوں پر شفقت رکھتا مہربان ہے۔

٤١٢٨ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّوْنَ الصُّبْحَ فِيْ مَسْجِدِ قُبَآءٍ إِذْ جَآءَ جَآءٍ فَقَالَ

۴۱۲۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ فجر کی نماز پڑھتے تھے مسجد قباء میں کہ اچانک کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ﷺ پر قرآن اتارا کہ قبلے کی طرف منہ کریں سو کعبہ کی طرف منہ کرو

أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْاٰنًا أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا فَتَوَجَّهُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

سو وہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ إِلٰى ﴿عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ ہم دیکھتے ہیں پھر پھر جانا تیرا منہ آسمان کی طرف یعنی واسطے امید منہ کرنے کے کعبے کی طرف عما تعملون تک۔

٤١٢٩ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِيْ.

۴۱۲۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں باقی رہا کوئی ان لوگوں میں سے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی میرے علاوہ۔

فائدہ: یعنی نماز طرف بیت المقدس کے اور کعبے کے اور اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ انس رضی اللہ عنہ اُن لوگوں میں سے سب سے پیچھے فوت ہوئے جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی اور انس رضی اللہ عنہ کی عمر ایک سو تین برس کی تھی اور ظاہر یہ ہے کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے یہ اور بعض اصحاب جو پیچھے مسلمان ہوئے تھے موجود تھے پھر پیچھے رہے انس رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ جو اصحاب بصرہ میں فوت ہوئے ان سب سے پیچھے یہی فوت ہوئے کہا ہے اس کو علی بن مدینی اور بزار وغیرہ نے اور مراد ساتھ قبلة ترضاها کے کعبہ ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تو لائے کتاب والوں کے پاس ساری نشانیاں تو ہرگز نہ چلیں گے تیرے قبلے پر آخر تک۔

٤١٣٠ ۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ جَآءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَّأُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ

۴۱۳۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ فجر کی نماز پڑھتے تھے مسجد قباء میں کہ اچانک ایک مرد ان کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ البتہ آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترا اور آپ کو حکم ہوا کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا خبردار سو اس کی طرف منہ کرو اور لوگوں کے منہ شام یعنی بیت المقدس کی طرف تھے سو وہ اپنے منہ سے

أَلا فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا بِوُجُوْهِهِمْ إِلَى الْكَعْبَةِ.

کعبے کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَآءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کہ کہ جن کو ہم نے دی ہے کتاب پہچانتے ہیں اس کو جیسے پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو اور بیشک ایک فرقہ ان میں سے چھپاتے ہیں حق کو ممترین تک۔

٤١٣١ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَآءٍ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ إِذْ جَآءَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ.

۴۱۳۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں فجر کی نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ان کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ البتہ آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اترا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کعبے کی طرف منہ کرنے کا سو کعبے کی طرف منہ کرو اور ان کے منہ بیت المقدس کی طرف تھے سو وہ کعبے کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَأْتِ بِكُمُ اللهُ جَمِيْعًا إِنَّ اللهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ہر ایک کے واسطے ایک طرف ہے کہ وہ منہ کرنے والا ہے اس طرف سو تم جلدی کرو نیکیوں میں جس جگہ تم ہو گے اللہ تم کو اکٹھا کر لائے گا بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

٤١٣٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صَرَفَهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ.

۴۱۳۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ یا سترہ مہینے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو کعبے کی طرف پھیرا۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور جس جگہ سے کہ تو نکلے سو منہ کر مسجد حرام کی طرف اور بیشک یہ حق ہے

وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ﴾ شَطْرُهٗ تِلْقَآؤُهٗ.

تیرے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں تمہارے کام سے اور شطرہ کے معنی ہیں اس کی طرف یعنی اس آیت ﴿فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ میں۔

٤١٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَيْنَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ إِذْ جَآءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ فَأُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَاسْتَدَارُوْا كَهَيْئَتِهِمْ فَتَوَجَّهُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ إِلَى الشَّامِ.

۴۱۳۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں صبح کی نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ایک مرد آیا سو اس نے کہا آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا گیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کعبے کی طرف منہ کرنے کا سو اس کی طرف منہ کرو سو وہ بدستور پھر گئے اور خانے کعبے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کا منہ شام کی طرف تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُمَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جس جگہ سے تو نکلے سو منہ کر مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ کہ تم ہوا کرو سو منہ کرو اسی کی طرف تہتدون تک۔

٤١٣٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ إِذْ جَآءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْقِبْلَةِ.

۴۱۳۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ لوگ قباء میں فجر کی نماز پڑھتے تھے کہ اچانک ان کے پاس کوئی آنے والا آیا سو اس نے کہا کہ آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن اتارا گیا اور البتہ آپ کو حکم ہوا کہ کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں سو اس کی طرف منہ کرو اور ان کے منہ بیت المقدس کی طرف تھے سو وہ کعبے کی طرف پھر گئے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں سو جو کوئی حج کرے خانے کعبے

فَلا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾.

کا یا عمرہ کرے تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں کے درمیان اور جو کوئی شوق سے کرے کچھ نیکی تو اللہ قدر دان ہے سب جانتا ہے۔

شَعَآئِرُ عَلَامَاتٌ وَّاحِدَتُهَا شَعِيْرَةٌ.

یعنی شعائر کے معنی علامتیں ہیں اور یہ لفظ جمع کا ہے اور اس کا واحد شعیرۃ ہے۔

فائدہ: یہ قول ابوعبیدہ کا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلصَّفْوَانُ الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِيْ لَا تُنْبِتُ شَيْئًا وَّالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا وَالصَّفَا لِلْجَمِيْعِ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ صفوان (جو آیت كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ میں واقع ہے) کہ معنی پتھر ہیں اور کہا جاتا ہے کہ صفا پتھر ہموار ہے جو کسی چیز کو نہ اگائے اور واحد صفوانۃ ہے اور صفا واسطے جمع کے ہے۔

فائدہ: یہ کلام ابوعبیدہ کا ہے کہ صفوان جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد صفوانۃ ہے اور اس کے اور صفاء کے معنی ایک ہیں یعنی سخت پتھر اور صفا بھی جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد صفانۃ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ صفا اسم جنس ہے فرق کیا جاتا ہے اس کے درمیان اور اس کے واحد کے درمیان تا کہ ساتھ۔ (فتح)

٤١٣٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا﴾ فَمَا أُرٰى عَلٰى أَحَدٍ شَيْئًا أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَلَّا لَوْ كَانَتْ كَمَا تَقُوْلُ كَانَتْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا إِنَّمَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ

۴۱۳۵۔ عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور میں اس دن نوجوان تھا بھلا بتلا تو کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے ہیں سو جو حج کرے کعبے کا یا عمرہ بجا لائے تو گناہ نہیں اس کو کہ طواف کرے ان دونوں کے درمیان سو نہیں دیکھتا میں گناہ کسی پر یہ کہ طواف نہ کرے درمیان دونوں کے یعنی مجھ کو اس آیت سے یوں سمجھ میں آتا ہے کہ جو حج یا عمرہ میں صفا و مروہ کے درمیان طواف نہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہرگز نہیں اگر اس آیت کے یہ معنی ہوتے جیسے تو کہتا ہے تو یہ آیت اس طرح ہوتی کہ نہیں گناہ اس کو جو ان کے درمیان نہ دوڑے یعنی حرف نفی کے ساتھ ہوتی سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ آیت انصار کے حق میں اتری کہ وہ مناۃ بت

حَذْوَ قُدَيْدٍ وَّكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ أَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾.

کے واسطے احرام باندھتے تھے اور مناۃ قدید کے مقابل تھا اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کو گناہ جانتے تھے سو جب اسلام آیا اور انصار مسلمان ہوئے تو انہوں نے حضرت ﷺ سے اس کا حکم پوچھا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں، الخ۔

فائدہ: اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے اس میں بیان ہے سبب نزول اس آیت کا۔

٤١٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كُنَّا نَرٰى أَنَّهُمَا مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ أَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا﴾.

۴۱۳۶۔ حضرت عاصم بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنے کا حکم پوچھا؟ سو انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم گمان کرتے تھے کہ وہ جاہلیت کی رسموں سے ہے سو جب اسلام آیا تو ہم ان سے باز رہے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ صفا اور مروہ' الخ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ أَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ﴾ يَعْنِيْ أَضْدَادًا وَّاحِدُهَا نِدٌّ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو پکڑتے ہیں سوائے اللہ کے اوروں کو دوست اور انداد کے معنی اضداد ہیں اور اس کا واحد ند ہے۔

فائدہ: تفسیر انداد کی اضداد کے ساتھ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اور ند کے معنی ہیں نظیر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ ند کے معنی عدل ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ند کے معنی ہیں اشباہ یعنی مانند۔

٤١٣٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَّقُلْتُ أُخْرٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا

۴۱۳۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک بات فرمائی اور میں نے دوسری بات کہی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو مر گیا اس حالت میں کہ پکارتا تھا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو اس کا شریک جان کر تو وہ دوزخ میں گیا یعنی جو اللہ کے سوا کسی اور کو بھی اس عالم کا

دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَّاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُوْ لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

مالک جانے اور اس کو نفع یا نقصان کا مختار سمجھے تو وہ مشرک دوزخی ہے اور میں نے کہا کہ جو مرگیا اس حالت میں کہ نہ پکارتا تھا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو اس کا شریک جان کر وہ بہشت میں جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنائز میں گزر چکی ہے۔

بَابٌ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ بِالْحُرِّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ ﴿عُفِيَ﴾ تُرِكَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے ایمان والو! لازم ہوا تم پر بدلہ مارے ہوؤں میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام عذاب الیم تک عفی کے معنی ہیں چھوڑا گیا۔

٤١٣٨ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ كَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ﴾ فَالْعَفْوُ أَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ ﴿فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ﴾ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُؤَدِّيْ بِإِحْسَانٍ ﴿ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾ مِمَّا كُتِبَ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ ﴿فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ قَتَلَ بَعْدَ قَبُوْلِ الدِّيَةِ.

۴۱۳۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بنی اسرائیل کی قوم میں بدلہ تھا اور دیت نہ تھی سو اللہ تعالیٰ نے اس امت سے فرمایا کہ لازم ہوا تم پر بدلہ مارے ہوؤں میں آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت سو جن کو معاف ہو اس کے بھائی سے یعنی مسلمان مقتول کے خون سے کچھ چیز تو اس کا حکم پیروی کرنا ہے موافق دستور کے یعنی ولی مقتول کا حسن معاملہ کے ساتھ مطالبہ کرے نہ سختی سے پس عفو یہ ہے کہ قبول کرے دیت کو عمد میں تو پیچھے لگنا ہے موافق دستور کے اور پہنچانا ہے خون بہا کا اس کی طرف خوشی سے یعنی قاتل دیت خوشی سے ادا کرے نہ دیر اور وقت سے یعنی طلب کرے موافق دستور کے اور ادا کرے اچھی طرح سے یہ آسانی ہوئی تمہارے رب کی طرف سے اور مہربانی اس چیز سے کہ لکھی گئی تم سے اگلوں پر سو جو کوئی زیادتی کرے اس کے بعد یعنی قتل کرے قاتل کو دیت قبول کرنے کے بعد تو اس کو دکھ کی مار ہے۔

فائدہ: اس کی شرح دیات میں آئے گی۔

٤١٣٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

۴۱۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ.

فرمایا کہ کتاب اللہ کی قصاص ہے یعنی بدلہ ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے بیچ تفسیر اس آیت کی ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيهِ شَيْءٌ﴾ الخ کہ یہ آیت تفسیر کی محتاج ہے اس واسطے کہ معاف ہونا چاہتا ہے کہ طلب ساقط ہو پس اتباع اور مطالبہ کے کیا معنی؟ اور جواب دیا ہے اس نے اس کے ساتھ کہ معاف کرنا آیت میں محمول ہے معاف کرنے پر بشرط دیت کے پس باوجہ ہوگا اس وقت مطالبہ اور داخل ہوگا اس میں بعض مستحق قصاص کا اس واسطے کہ وہ ساقط ہوتا ہے اور منتقل ہوگا حق نہ معاف کرنے والے کا دیت کی طرف پس مطالبہ کرے گا اپنے حصے کے ساتھ۔ (فتح)

٤١٤٠ ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ السَّهْمِیَّ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الرُّبَیِّعَ عَمَّتَهٗ كَسَرَتْ ثَنِیَّةَ جَارِیَةٍ فَطَلَبُوْا اِلَیْهَا الْعَفْوَ فَاَبَوْا فَعَرَضُوا الْاَرْشَ فَاَبَوْا فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَوْا اِلَّا الْقِصَاصَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُكْسَرُ ثَنِیَّةُ الرُّبَیِّعِ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِیَّتُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِیَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ.

۴۱۴۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع اس کی پھوپھی نے ایک لڑکی کا دانت توڑ ڈالا سو اس کے وارثوں نے اس سے معافی مانگی اس لڑکی کے مالکوں نے نہ مانا پھر انہوں نے ارش یعنی تاوان پیش کیا اس کو بھی انہوں نے نہ مانا پھر وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو انہوں نے کچھ نہ مانا مگر بدلہ لینا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بدلے دانت توڑنے کا حکم دیا تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا یا حضرت! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر بنا کر بھیجا اس کا دانت نہ توڑا جائے گا' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس! قرآن میں حکم بدلہ لینے کا ہے سو اس لڑکی کی قوم تاوان لینے پر راضی ہوئی اور بدلہ معاف کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کر دے یعنی جس چیز پر قسم کھائیں کہ فلاں بات ایسے ہوگی تو ویسے ہی کر دیتا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! لکھا گیا تم پر روزہ رکھنا جیسے لکھا گیا تم سے اگلوں پر شاید کہ تم

الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾. پرہیز گار ہو جاؤ۔

فائدہ: کتب کے معنی ہیں کہ تم پر فرض ہوا اور مراد ساتھ مکتوب فیہ کے لوح محفوظ ہے یعنی اس میں لکھا گیا ہے اور یہ جو کہا کہ جیسے تم سے اگلوں پر فرض ہوا تو اس تشبیہ میں اختلاف ہے کہ کیا وہ حقیقت پر ہے یعنی ہو بہو رمضان کا روزہ اگلوں پر لکھا گیا یا مراد روزہ ہے بغیر وقت اور انداز اس کے کی اس میں دو قول ہیں اور ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ تم سے اگلی امتوں پر بھی فرض کیا تھا اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے اور یہی قول ہے حسن بصری رحمہ اللہ اور سدی اور قتادہ وغیرہ کا اور دوسرا قول یہ ہے کہ تشبیہ واقع ہے نفس روزے پر اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اور مسند کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم اور طبری نے معاذ رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب اور تابعین سے اور زیادہ کیا ہے ضحاک نے کہ ہمیشہ رہا روزہ مشروع نوح علیہ السلام کے زمانے سے اور یہ جو کہا کہ شاید تم پرہیز گار ہو جاؤ تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو تم سے اگلے لوگ تھے ان پر روزے کا فرض ہونا از قسم بارگراں تھا جن کے ساتھ ان کو تکلیف دی گئی اور بہر حال یہ امت پس تکلیف دینا اس کو روزے کے ساتھ اس واسطے ہے تا کہ ہو روزہ سبب واسطے بچنے کے گناہ سے اور حائل ہو درمیان ان کے اور گناہ کے۔ (فتح)

٤١٤١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ عَاشُوْرَآءُ يَصُوْمُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ لَمْ يَصُمْهُ.

۴۱۴۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں لوگ عاشورے کا روزہ رکھتے تھے سو جب رمضان کا روزہ اترا یعنی فرض ہوا تو فرمایا کہ جو چاہے عاشورے کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

٤١٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ عَاشُوْرَآءُ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ.

۴۱۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ رمضان کے روزے کے فرض ہونے سے پہلے عاشورے کا روزہ رکھتے تھے سو جب رمضان کے مہینے کے روزے فرض ہوئے تو فرمایا کہ جو چاہے عاشورے کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

٤١٤٣ ـ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ الْيَوْمَ عَاشُوْرَآءُ

۴۱۴۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ داخل ہوا اس کے پاس اشعث اور وہ کھانا کھاتا تھا سو اشعث نے کہا کہ آج عاشورے کا دن ہے سو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عاشورے کا روزہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے رکھا

فَقَالَ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يَّنْزِلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَادْنُ فَكُلْ.

جاتا تھا سو جب رمضان اترا تو اس کا روزہ چھوڑا گیا سو نزدیک ہو کر کھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کہا اگر تو روزے دار نہیں تو کھا؟ اور نسائی میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عاشورے کا روزہ رکھا کرتے تھے سو جب رمضان کا روزہ فرض ہوا تو نہ ہم کو اس کا حکم ہوا اور نہ اس سے منع ہوا اور ہم اس کا روزہ رکھتے تھے اور اسی طرح مسلم میں ہے اور ستدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ اس پر کہ رمضان کے فرض ہونے سے پہلے عاشورے کا روزہ فرض تھا پھر منسوخ ہوا اور بحث اس کی روزے کے بیان میں گزر چکی ہے اور وارد کرنا اس حدیث کا ترجمہ میں مشعر ہے اس کے ساتھ کہ بخاری کی میل دوسرے قول کی طرف ہے یعنی اگلی امتوں میں رمضان کا روزہ فرض نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر رمضان کا روزہ اگلوں کے واسطے مشروع ہوتا تو حضرت ﷺ اس کا روزہ رکھتے اور اول عاشورے کا روزہ نہ رکھتے اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا عاشورے کا روزہ رکھنا نہ تھا مگر توقیف سے اور نہیں نقصان کرتا ہم کو اختلاف ان کا کہ اس کا روزہ فرض تھا یا نفل۔ (فتح)

٤١٤٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ الْفَرِيْضَةَ وَتُرِكَ عَاشُوْرَآءُ فَكَانَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ لَمْ يَصُمْهُ.

۴۱۴۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت قریش عاشورے کا روزہ رکھتے تھے اور حضرت ﷺ بھی اس کا روزہ رکھتے تھے سو جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو عاشورے کے دن روزہ رکھا اور اس کے روزہ رکھنے کا حکم دیا پھر جب رمضان کا روزہ اترا تو رمضان فرض ہوا اور عاشورے کا روزہ چھوڑا گیا سو جو چاہتا تھا اس کا روزہ رکھتا تھا اور جو چاہتا تھا نہ رکھتا تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ روزہ رکھو کئی دن گنتی کے پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں تو لازم ہے گنتی اور دنوں سے اور جن کو طاقت ہے روزہ رکھنے کی (اور نہ رکھیں) تو بدلہ چاہیے ایک فقیر کا کھانا پھر جو کوئی شوق سے کرے نیکی تو اس کو بہتر ہے اور روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو؟۔

وَقَالَ عَطَآءٌ يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

اور کہا عطاء نے کہ ہر بیماری سے روزہ نہ رکھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مطلق بغیر تقیید کسی بیماری کے۔

فائدہ: روایت کیا ہے اس کو عبدالرزاق نے ابن جریج سے کہ میں نے عطاء سے کہا کہ کس بیماری سے روزہ نہ رکھے؟ کہا ہر بیماری سے روزہ کھولنا جائز ہے میں نے کہا روزہ رکھے جب بیماری اس پر غالب ہو تو کھول ڈالے کہا ہاں اور اختلاف کیا ہے سلف نے اس حد میں کہ جب مکلف آدمی اس حد کو پہنچے تو اس کو روزہ کھولنا جائز ہو اور جمہور اس پر ہیں کہ وہ بیماری ہے کہ جائز کرے اس کے واسطے تیمم کو پانی کے موجود ہونے کے وقت اور وہ اس وقت ہے جب کہ خوف کرے اپنی جان پر اگر بدستور روزہ رکھے رہے یا اپنے کسی عضو پر یا خوف کرے بیماری کے زیادہ ہونے کو جو اس کے ساتھ مشروع ہوئی یا اس کے دراز ہونے کو اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ جب حاصل ہو انسان کے واسطے ایسی حالت کہ مستحق ہو اس کے ساتھ بیماری کے نام کو یعنی اس کو بیمار کہا جائے تو جائز ہے اس کو نہ رکھنا روزے کا اور وہ عطاء کے قول کی مانند ہے اور حسن اور نخعی سے روایت ہے کہ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھ نہ سکے تو روزہ نہ رکھے۔ (فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ فِي الْمُرْضِعِ أَوِ الْحَامِلِ إِذَا خَافَتَا عَلٰى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ أَطْعَمَ أَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا خُبْزًا وَّلَحْمًا وَّأَفْطَرَ قِرَآءَةُ الْعَامَّةِ ﴿يُطِيْقُوْنَهٗ﴾ وَهُوَ أَكْثَرُ.

اور کہا حسن اور ابراہیم نے اس عورت کے حق میں جو لڑکے کو دودھ پلائے اور حاملہ عورت کے حق میں کہ جب دونوں خوف کریں اپنی جان پر یا اپنی اولاد پر تو روزہ نہ رکھیں پھر قضاء کریں اور بہر حال بہت بوڑھا جب روزہ نہ رکھ سکے تو اس کو جائز ہے روزہ نہ رکھنا اس واسطے کہ کھلائی انس رضی اللہ عنہ نے گوشت روٹی ایک محتاج کو اس کے بعد کہ بوڑھے ہوئے یعنی سو برس کی عمر میں ایک سال یا دو سال اور روزہ نہ رکھا اور قرأت عام لوگوں کی یطیقونہ ہے یعنی اطاق یطیق سے اور یہ اکثر ہے۔

٤١٤٥ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ بْنُ إِسْحَاقَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَآءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فَلَا يُطِيْقُوْنَهٗ ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ وَالْمَرْأَةُ

۴۱۴۵۔ حضرت عطاء سے روایت ہے کہ اس نے سنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پڑھتا تھا ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ یعنی ساتھ زبر طاء اور تشدید واؤ کے کہا یعنی جو تکلیف دیئے جائیں روزے کی اور اس کو نہ رکھ سکیں تو فدیہ ہے۔ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت منسوخ نہیں وہ بہت بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے واسطے ہے کہ روزہ نہ رکھ سکیں

الْكَبِيْرَةُ لَا يَسْتَطِيْعَانِ أَنْ يَّصُوْمَا فَيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِّسْكِيْنًا.

پس چاہیے کہ ہر دن کے بدلے ایک محتاج کو کھانا کھلائیں۔

فائدہ: یہ مذہب ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور اکثر علماء اس کے مخالف ہیں اور اس سے پچھلی حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ یہ آیت منسوخ ہے اور یہ قرأت ضعیف کرتی ہے اس شخص کی تاویل کو جو گمان کرتا ہے کہ لا محذوف ہے قرأت مشہور سے اور معنی یہ ہیں کہ وَعَلَى الَّذِيْنَ لَا يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ یعنی جو روزہ نہیں رکھ سکتے ان پر بدلہ ہے اور جواب یہ ہے کہ کلام میں حذف ہے تقدیر اس کی یہ ہے وعلی الذین یطیقونه الصیام اذا افطروا فدیة یعنی جو روزہ رکھ سکتا ہے جب افطار کرے تو اس پر فدیہ ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ ابتداء اسلام میں یہ حکم تھا پھر منسوخ ہوا اور رہا بدلہ واسطے عاجز کے جب کہ روزہ نہ رکھے اور روزے کے بیان میں ابن ابی لیلیٰ کی حدیث گزر چکی ہے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہ جب رمضان کا روزہ اترا تو لوگوں پر روزہ رکھنا دشوار ہوا سو جو لوگ روزہ رکھ سکتے تھے ان میں سے بعض ہر روز ایک دن کا محتاج کو کھانا کھلا دیتے تھے اور روزہ نہیں رکھتے تھے اور ان کو اس کی رخصت ملی تھی پھر منسوخ کیا اس کو اس آیت نے ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت پر نسخ نہیں اس واسطے کہ وہ ٹھہراتے ہیں فدیہ کو اس پر کہ تکلیف دیا جائے ساتھ روزے کے اور وہ اس پر قادر نہ ہو سو روزہ کھول ڈالے اور کفارہ دے اور یہ حکم باقی ہے اور اس حدیث میں حجت ہے شافعی کے واسطے اور اس کے موافقوں کے واسطے کہ بہت بوڑھا اور جو اس کے ساتھ مذکور ہے جب ان پر روزہ دشوار ہو اور روزہ کھول ڈالیں تو ان پر فدیہ ہے برخلاف مالک کے اور جو اس کے موافق ہے اور اختلاف ہے حامل اور مرضع میں اور جو روزہ نہ رکھے بڑھاپے کے سبب سے پھر قوی ہو قضاء کرنے پر اس کے بعد سو کہا شافعی اور احمد نے کہ قضاء کریں اور کھانا کھلائیں اور کہا اوزاعی اور کوفے والوں نے کہ اس پر کھلانا نہیں یعنی صرف قضا کرنا کافی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو کوئی پائے تم میں سے یہ مہینہ تو چاہیے کہ اس کا روزہ رکھے۔

٤١٤٦ ۔ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهٗ قَرَأَ ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ﴾ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ.

۴۱۴۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے یہ آیت پڑھی ﴿فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسَاكِيْنَ﴾ کہا یہ آیت منسوخ ہے۔

فائدہ: یہ صریح ہے بیچ دعویٰ نسخ کے اور ترجیح دی ہے اس کو ابن منذر نے اس آیت کی جہت سے ﴿وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ معنی یہ کہ روزہ رکھو تو تمہارے واسطے بہتر ہے اس واسطے کہ اگر ہوتی یہ آیت بہت بوڑھے کے حق میں جو

روزہ نہ رکھ سکے تو نہ مناسب تھا کہ کہا جاتا کہ روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے باوجود اس کے کہ وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ (فتح)

٤١٤٧ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ﴾ كَانَ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَاتَ بُكَيْرٌ قَبْلَ يَزِيْدَ.

۴۱۴۷۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اتری یہ آیت کہ جو روزہ رکھ سکتے ہیں ان پر بدلہ ہے ایک محتاج کو کھانا کھلانا تو جو چاہتا تھا کہ روزہ نہ رکھے وہ روزہ نہ رکھتا تھا اور بدلہ دیتا تھا یہاں تک کہ اس کی پچھلی آیت اتری سو اس نے اس کو منسوخ کر ڈالا' کہا بخاری نے فوت ہو گیا بکیر یزید سے پہلے۔

فائدہ: یہ حدیث بھی صریح ہے اس کے منسوخ ہونے میں اور صریح تر اس سے وہ حدیث ہے جو ابن ابی لیلیٰ سے پہلے گزری۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی اللہ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے ہو سو معاف کیا تم کو اور درگزر کی تم سے سو اب ملو ان سے اور طلب کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے لکھا ہے۔

٤١٤٨ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوْا لَا يَقْرَبُوْنَ النِّسَآءَ رَمَضَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ رِجَالٌ يَخُوْنُوْنَ أَنْفُسَهُمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿عَلِمَ اللّٰهُ

۴۱۴۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رمضان کا روزہ اترا تو لوگ سارا رمضان اپنی عورتوں سے جماع نہیں کرتے تھے اور بعض لوگ اپنی چوری کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ تعالیٰ نے معلوم کیا کہ تم اپنی چوری کرتے ہو، آخر آیت تک۔

أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ﴾.

فائدہ: روزے کے بیان میں بھی براء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے گزر چکا ہے کہ جب اصحاب سو جاتے تھے تو پھر کھاتے پیتے نہیں تھے اور یہ کہ یہ آیت اس باب میں اتری اور میں نے وہاں بیان کیا ہے کہ آیت دونوں امروں میں اتری اور ظاہر سیاق باب کی حدیث کا یہ ہے کہ جماع تمام رات دن میں منع تھا برخلاف کھانے پینے کے کہ اس کی رات کو اجازت تھی سونے سے پہلے لیکن باقی حدیثیں جو اس باب میں وارد ہیں دلالت کرتی ہیں اوپر نہ ہونے فرق کے کہ جماع بھی رات کو جائز تھا پس محمول ہوگا یہ قول اس کا کہ عورتوں سے جماع نہیں کرتے تھے اکثر اوقات پر یعنی کبھی کبھی کرتے تھے واسطے تطبیق کے حدیثوں میں اور یہ جو کہا کہ تم اپنی چوری کرتے تھے تو ان میں سے ہیں عمر رضی اللہ عنہ اور کعب رضی اللہ عنہ پس روایت کی ہے احمد اور ابوداؤد وغیرہ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہ روزہ تین حالوں پر بدلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو ہر مہینے روزے رکھتے اور عاشورے کا روزہ رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ فرض کیا اور یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو! تم پر روزہ لکھا گیا پس ذکر کی حدیث یہاں تک کہ کہا کہ کھاتے تھے پیتے تھے اور عورتوں سے صحبت کرتے تھے جب تک نہ سوتے پھر جب سو جاتے تو باز رہتے پھر ایک انصاری مرد نے عشاء کی نماز پڑھی پھر سو گیا سو صبح کو اٹھا حالت تکلیف میں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سونے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کیا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ حلال ہوا تم کو روزے کی رات میں بے پردہ ہونا عورتوں سے آخر تک اور ایک روایت میں ہے کہ رمضان میں لوگوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ جب کوئی دن کو روزہ رکھتا اور شام کو سو جاتا تو اس پر کھانا پینا حرام ہو جاتا تھا یہاں تک کہ اگلے دن روزہ کھولتا سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عشاء کے بعد باتیں کر کے پھرے اور اپنی عورت سے جماع کرنا چاہا اس نے کہا کہ میں سو گئی تھی کہا تو جھوٹی ہے پھر اس سے جماع کیا اور اسی طرح کعب رضی اللہ عنہ نے کیا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿يَتَّقُوْنَ﴾ ﴿الْعَاكِفُ﴾ الْمُقِيْمُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کھاؤ اور پیو جب تک کہ صاف نظر آئے تم کو دھاری سفید دھاری سیاہ سے فجر کی پھر پورا کرو روزہ رات تک اور نہ لگو اُن سے جب اعتکاف بیٹھے ہو مسجدوں میں یتقون تک عاکف کے معنی ہیں مقیم۔

فائدہ: مراد اس آیت کی طرف اشارہ ہے ﴿سَوَاءَ نِ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ﴾ یعنی برابر ہے اس میں رہنے والا اور گنوار۔

٤١٤٩ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ أَخَذَ عَدِيٌّ عِقَالًا أَبْيَضَ وَعِقَالًا أَسْوَدَ حَتّٰى كَانَ بَعْضُ اللَّيْلِ نَظَرَ فَلَمْ يَسْتَبِينَا فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادِيْ عِقَالَيْنِ قَالَ إِنَّ وِسَادَكَ إِذًا لَعَرِيضٌ أَنْ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ.

۴۱۴۹۔ حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اونٹ باندھنے کی رسی ایک سفید اور ایک سیاہ لی سو میں نے کچھ رات گئے اس کو دیکھا سو وہ دونوں مجھ کو صاف نظر نہ آئیں سو جب صبح ہوئی تو میں نے کہا یا حضرت! میں نے اپنے تکیے کے نیچے دو رسیاں رکھی تھیں یعنی سو مجھ کو صاف نظر نہیں آئیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا تکیہ بہت چوڑا ہے اگر سفید اور سیاہ رسی تیرے تکیے کے نیچے ہے یعنی اگر دونوں خط تیرے تکیے کے نیچے ہیں تو کوئی چیز اس سے زیادہ چوڑی نہیں یعنی تو احمق ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا مطلب سفید اور سیاہ رسی سے رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

٤١٥٠ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا ﴿الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ أَهُمَا الْخَيْطَانِ قَالَ إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ الْخَيْطَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ.

۴۱۵۰۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا ہے سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے کیا وہ دونوں دھاگے ہیں؟ فرمایا البتہ تیرا سر پچھلی طرف سے بہت چوڑا ہے یعنی تو احمق ہے اگر تو بھی دونوں رسیاں دیکھے بلکہ وہ رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

٤١٥١ ـ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ وَأُنْزِلَتْ ﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ﴾ وَلَمْ يُنْزَلْ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ وَكَانَ رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ الْأَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ

۴۱۵۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت اتری کہ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صاف نظر آئے تم کو سفید رسی سیاہ رسی سے اور نہ اتری من الفجر یعنی اتنا جملہ اس کے ساتھ نہ اترا اور بعض مردوں کا حال یہ تھا کہ جب روزے کا ارادہ کرتے تھے تو کوئی اُن میں سے اپنے پاؤں میں سفید رسی اور سیاہ رسی باندھتا اور ہمیشہ کھاتا رہتا یہاں تک کہ دونوں اس کو صاف نظر آتیں سو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد من الفجر اتارا یعنی سفید اور سیاہ دھاری فجر کی سو انہوں نے معلوم کیا کہ

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَهُ ﴿مِنَ الْفَجْرِ﴾ فَعَلِمُوْا أَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ مِنَ النَّهَارِ.

مراد رات اور دن کی سیاہی اور سفیدی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نیکی یہ نہیں کہ آؤ گھروں میں چھت پر سے یعنی حالت احرام میں لیکن نیکی وہ ہے جو بچتا رہے اور آؤ گھروں میں دروازوں سے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو شاید تم مراد کو پہنچو۔

٤١٥٢ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانُوْا إِذَا أَحْرَمُوْا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ أَبْوَابِهَا﴾.

۴۱۵۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ جب احرام باندھتے تو اپنے گھروں میں چھت پر سے آتے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ نیکی نہیں کہ آؤ گھروں میں ان کی چھت سے الخ۔

فائدہ: ذکر کی بخاری نے یہ حدیث براء رضی اللہ عنہ کی بیچ سبب نزول اس آیت کے اور پہلے گزر چکی ہے اس کی شرح حج میں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد اور ہو جائے دین محض اللہ کے واسطے پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر بے انصافوں پر۔

٤١٥٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا إِنَّ النَّاسَ صَنَعُوْا وَأَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ أَخِيْ فَقَالَا أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ فَقَالَ قَاتَلْنَا حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَّكَانَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ

۴۱۵۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے فتنے میں دو مرد اس کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ بیشک لوگ البتہ ہلاک ہوئے یا کہ وہ چیز کہ دیکھتا ہے تو اختلاف اور فساد سے اور تو عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے سو کیا چیز مانع ہے تجھ کو نکلنے سے کہ تو نکل کر اس فتنے وفساد کو ہٹائے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ منع کرتا ہے مجھ کو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی یعنی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا خون حرام کیا ہے ان دونوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فتنہ؟ سو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا

وَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَزَادَ عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ فُلَانٌ وَّحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ رَجُلًا اَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ تَحُجَّ عَامًا وَّتَعْتَمِرَ عَامًا وَّتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَقَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللّٰهُ فِيْهِ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اِيْمَانٍ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالصَّلَاةِ الْخَمْسِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَاَدَاءِ الزَّكَاةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ قَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدَاهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ﴾ ﴿قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ اِمَّا قَتَلُوْهُ وَاِمَّا يُعَذِّبُوْنَهٗ حَتّٰى كَثُرَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ قَالَ اَمَّا عُثْمَانُ فَكَاَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا اَنْتُمْ فَكَرِهْتُمْ اَنْ تَعْفُوْا عَنْهُ وَاَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ

ہم ان سے لڑے یہاں تک کہ نہ باقی رہا فتنہ فساد اور ہوا دین محض اللہ کے واسطے سو تم چاہتے ہو کہ لڑوں تا کہ فساد ہو اور ہو دین غیر اللہ کے واسطے اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے کہا نافع نے کہ ایک مرد ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! (یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کنیت ہے) کس سبب سے تو ایک سال حج کرتا ہے اور ایک سال عمرہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں نہیں لڑتا البتہ تو نے جانا جو اللہ تعالیٰ نے اس میں رغبت دلائی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے بھائی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانے پر اور پانچ نماز پر اور رمضان کے روزے پر اور زکوٰۃ کے ادا کرنے پر اور خانے کعبے کے حج کرنے پر، اس نے کہا اے ابو عبدالرحمٰن! کیا تو نہیں سنتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کرا دو پھر اگر سرکشی کرے ایک دوسرے پر تو لڑو اس سے جو زیادتی کرے یہاں تک کہ پھر آئے اللہ تعالیٰ کے حکم پر اور لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا اور اس وقت اسلام کم تھا اور مرد اپنے دین میں مبتلا ہوتا تھا یا اس کو مار ڈالتے تھے یا اس کو دکھ دیتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا اور نہ باقی رہا کوئی فساد اس مرد نے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتا ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا عثمان رضی اللہ عنہ سے تو اللہ تعالیٰ نے معاف کیا اور تم نے اس سے معاف کرنے کو برا جانا اور علی رضی اللہ عنہ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چچیرا بھائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہے پس ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا پس کہا کہ یہ ہے گھر اس کا جہاں تم دیکھتے ہو۔

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهٗ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ فَقَالَ هٰذَا بَيْتُهٗ حَيْثُ تَرَوْنَ.

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کرتا جو کوئی امام کی فرمانبرداری سے نکلے اس کے ساتھ لڑنے کو اس نے جہاد کہا اور اس کو اور کفار کے جہاد کو برابر کیا باعتبار اپنے اعتقاد کے اگرچہ ٹھیک اس کے غیر کے نزدیک اس کا خلاف ہے اور یہ کہ جو وارد ہوا ہے جہاد کی ترغیب میں وہ خاص ہے ساتھ لڑائی کفار کے برخلاف لڑائی باغیوں کے اس واسطے کہ وہ اگرچہ جائز ہے لیکن اس کا ثواب کفار کے جہاد کے ثواب کے برابر نہیں خاص کر جب کہ اس کا باعث دنیا کا لالچ ہو اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جب عبدالملک بن مروان ملک کا حاکم بنا تو اس وقت مکے میں لوگوں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ مکے میں خلیفہ ہوئے عبدالملک نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیعت طلب کی اس نے نہ مانا عبدالملک نے حجاج کو لشکر دے کر مکے میں بھیجا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو مکے میں جا کر مار ڈالے سو نابکار نے مکے میں آ کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو مار ڈالا اور بہت فساد کیا اور یہ واقعہ ۷۳ ہجری میں تھا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَأَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوْا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ اَلتَّهْلُكَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نہ ڈالو اپنی جان کو ہلاکت میں اور نیکی کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیکی کرنے والوں کو اور تہلکہ اور ہلاک کے ایک معنی ہیں۔

٤١٥٤ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ ﴿وَأَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِأَيْدِيْكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ.

۴۱۵۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر کہ خرچ کرو اللہ تعالیٰ کی راہ میں الخ کہا اتری یہ آیت خرچ کرنے میں۔

فائدہ: یعنی بیچ نہ خرچ کرنے کے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور یہ جو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے مسلم کی روایت میں مفصل آ چکا ہے روایت کی ہے مسلم وغیرہ نے ابو ایوب وغیرہ سے کہ ہم قسطنطنیہ میں تھے سو روم والوں کی ایک بڑی جماعت نکلی تو ایک مسلمان نے رومیوں کی جماعت پر حملہ کیا یہاں تک کہ ان میں داخل ہوا پھر پھر کر سامنے آیا سو لوگ چلائے کہ سبحان اللہ اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا تو ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہا اے لوگو! تم اس آیت کو اس معنی پر محمول کرتے ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ آیت ہم گروہ انصار کے حق میں اتری جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو عزت دی اور اس کے مددگار بہت ہوئے تو ہم نے آپس میں پوشیدہ کہا کہ ہمارے مال املاک ضائع ہوئے سو اگر ہم

ان میں ٹھہریں اور جو ان سے ضائع ہوا اس کو درست کریں تو خوب ہو سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری سو تھا مراد ہلاکت سے اس آیت میں ٹھہرنا ہمارا جو ہم نے چاہا اور صحیح ہوا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ایک جماعت تابعین سے مانند اس کے اس آیت کی تاویل میں اور ابن ابی حاتم کی ایک روایت میں ہے کہ انصار صدقہ کیا کرتے تھے ایک سال قحط پڑا اور وہ خیرات کرنے سے باز رہے تو یہ آیت اتری اور ابن جریر وغیرہ نے براء سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اس مرد کے حق میں اتری جو گناہ کرتا ہے سو اپنا ہاتھ ڈالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری توبہ قبول نہیں اور پہلا سبب نزول کا ظاہر تر ہے واسطے شروع کرنے آیت کے ساتھ ذکر خرچ کرنے کے پس وہی معتمد ہے اس کے نزول میں لیکن عبرت واسطے عموم لفظ کے ہے۔

مسئلہ: بہر حال حملہ کرنا ایک کا بہت پر سو تصریح کی ہے جمہور نے اس کے ساتھ کہ اگر ہو یہ واسطے بہت دلاوری اس کی کے اور گمان اس کے کی کہ وہ اس کے ساتھ دشمن کو ڈرائے گا یا ابھارے کرے گا مسلمانوں کو اوپر ان کے یا مانند اس کے مقاصد صحیحہ سے تو یہ بہتر ہے اور اگر نمود ہو تو یہ منع ہے خاص کر جب کہ مترتب ہو اس پر سستی مسلمانوں کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ بِهٖ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جو تم میں بیمار ہو یعنی حالت احرام میں یا اس کو سر میں دکھ ہو تو بدلہ ہے۔

٤١٥٥ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلٰى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِيْ هٰذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِيْ مَسْجِدَ الْكُوْفَةِ فَسَأَلْتُهٗ عَنْ فِدْيَةٍ مِّنْ صِيَامٍ فَقَالَ حُمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَنَّ الْجَهْدَ قَدْ بَلَغَ بِكَ هٰذَا أَمَا تَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِّنْ طَعَامٍ وَّاحْلِقْ رَأْسَكَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَّهِيَ لَكُمْ عَامَّةً.

۴۱۵۵۔ حضرت عبداللہ بن معقل سے روایت ہے کہ میں اس کوفہ کی مسجد میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا سو میں نے اس سے فدیہ میں روزے رکھنے کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اٹھایا گیا یعنی حالت احرام میں اور جوئیں میرے منہ پر گرتی تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو گمان نہ تھا کہ تجھ کو ایسی تکلیف پہنچی ہو گی کیا تجھ کو ایک بکری نہ ملے گی؟ میں نے کہا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تین روزے رکھ یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلا ہر محتاج کو ڈیڑھ سیر اور آدھی چھٹانک گندم دے اور اپنا سر منڈا ڈال سو یہ آیت خاص میرے حق میں اتری اور وہ تمہارے واسطے عام ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو فائدہ لے عمرہ سے حج کے ساتھ ملا کر تو لازم ہے اس پر جو آسان ہو قربانی سے۔

٤١٥٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْمُتْعَةِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْاٰنٌ يُّحَرِّمُهٗ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَأْيِهٖ مَا شَآءَ.

۴۱۵۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اتری آیت تمتع کی قرآن میں سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمتع کیا اور نہیں اترا قرآن جو اس کو حرام کرے اور نہ اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا یہاں تک کہ فوت ہوئے کہا ایک مرد نے اپنی رائے سے جو چاہا یعنی عمر رضی اللہ عنہ نے کہ وہ حج اور عمرہ جمع کرنے کو منع کرتے تھے۔

فائدہ: ذکر کی بخاری نے اس باب میں حدیث کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ سبب نزول اس آیت کے اور اس کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾.

باب ہے اس بیان میں اس آیت کے کہ کچھ گناہ نہیں تم پر کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا یعنی حج کے موسم میں۔

٤١٥٧ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَتَأَثَّمُوْا أَنْ يَّتَّجِرُوْا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ ﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ.

۴۱۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ اور مجنہ اور ذو المجاز جاہلیت کے وقت کے بازار تھے کہ لوگ حج کے موسم میں ان میں تجارت کیا کرتے تھے سو انہوں نے گناہ جانا یعنی اسلام لانے کے بعد تجارت کرنے کو حج کے موسم میں تو یہ آیت اتری کہ نہیں تم پر گناہ کہ تلاش کرو فضل اپنے رب کا حج کے موسم میں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر پھرو جہاں سے سب لوگ پھریں یعنی عرفات سے نہ مزدلفہ سے۔

٤١٥٨ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ

۴۱۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور جو ان کا دین رکھتا تھا مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے یعنی نہ عرفات میں

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا كَانَتْ قُرَيْشٌ وَّمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيْضَ مِنهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهُ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ أَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ﴾.

اور لوگ قریش کو حمس کہتے تھے یعنی اپنے دین میں سخت اور باقی سب عرب کے لوگ عرفات میں ٹھہرتے تھے سو جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو حکم دیا کہ عرفات میں آئیں پھر وہاں ٹھہریں پس اس سے پھریں سو یہی مراد ہے اس آیت سے پھر پھرو جہاں سے لوگ پھرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح بھی حج میں گزر چکی ہے۔

٤١٥٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ أَخْبَرَنِيْ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَطَّوَّفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتّٰى يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَإِذَا رَكِبَ إِلٰى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِّنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذٰلِكَ أَيَّ ذٰلِكَ شَآءَ غَيْرَ أَنَّهُ إِنْ لَّمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَذٰلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ كَانَ اٰخِرُ يَوْمٍ مِّنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتّٰى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِّنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلٰى أَنْ يَّكُوْنَ الظَّلَامُ ثُمَّ لِيَدْفَعُوْا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوْا مِنْهَا حَتّٰى يَبْلُغُوْا جَمْعًا الَّذِيْ يَبِيْتُوْنَ بِهِ ثُمَّ لِيَذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا أَوْ أَكْثِرُوا التَّكْبِيْرَ وَالتَّهْلِيْلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوْا ثُمَّ أَفِيْضُوْا فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوْا

۴۱۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ طواف کرے مرد خانے کعبے کا جب تک کہ حلال ہو یعنی کے میں مقیم ہو یا عمرہ کر کے احرام اتار ڈالا ہو یہاں تک کہ حج کا احرام باندھے سو جب عرفہ کی طرف سوار ہو تو قربانی دے جو آسان ہو اس کو اونٹ یا گائے یا بکری جو اس کو اس سے میسر ہو جس کو چاہے لیکن اگر اس کو قربانی میسر نہ ہو تو لازم ہے اس پر تین روزے حج کے دنوں میں اور ان تین روزوں کا وقت عرفہ کے دن یعنی نویں تاریخ سے پہلے ہے اور اگر تینوں دن سے پچھلا دن عرفہ کا ہو تو نہیں ہے اس پر کچھ گناہ پھر چاہیے کہ چلے یہاں تک کہ عرفات میں کھڑا ہو عصر کی نماز سے یہاں تک کہ اندھیرا ہو پھر چاہیے کہ چلیں عرفات سے جب کہ اس سے پھریں یہاں تک کہ پہنچیں مزدلفہ میں جس میں نیکی طلب کی جاتی ہے پھر چاہیے کہ یاد کریں اللہ کو بہت یا کہا تکبیر اور تہلیل بہت کہیں' راوی کو شک ہے پہلے اس سے کہ صبح کرو پھر چلو مزدلفہ سے اس واسطے کہ لوگ پھرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر پھرو جہاں سے لوگ پھرتے ہیں اور بخشش مانگو اللہ

يُفِيضُوْنَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿ثُمَّ أَفِيضُوْا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ حَتّٰى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ.

سے بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے مہربان یہاں تک کہ تم جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ عصر کی نماز سے اندھیرا ہونے تک یعنی حاصل ہو اندھیرا ساتھ ڈوبنے سورج کے اور قولہ عصر کی نماز سے تو احتمال ہے کہ مراد اس کے اول وقت سے ہو اور یہ وقت ہونے سائے چیز کے ہے مثل اس کی اور ہوگا یہ وقت بعد گزر جانے وقت قیلولہ کے اور تمام ہونے راحت کے تا کہ وقوف کرے خوش دل سے اور احتمال ہے کہ مراد عصر کی نماز کے بعد ہو اور حالانکہ وہ پڑھی جاتی ہے نماز ظہر کے بعد جمع تقدیم کے ساتھ اور واقع ہو وقوف اس کے بعد سو اس میں اشارہ ہے طرف لینے افضل چیز کو یعنی اندھیرا ہونے تک وقوف کرنا افضل ہے نہیں تو وقت وقوف کا دراز ہوتا ہے فجر تک اور یہ جو کہا کہ حتی ترموا الجمرة تو یہ غایت ہے قول اس کے کی ثم افیضوا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کوئی ان میں وہ ہے جو کہتا ہے اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں خوبی اور آخرت میں خوبی اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

٤١٦٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ﴿رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾.

۴۱۶۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے یعنی اپنی دعا میں کہ اے رب ہمارے دے ہم کو دنیا میں نعمت اور آخرت میں نعمت اور بچا ہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ﴾ وَقَالَ عَطَآءٌ اَلنَّسْلُ الْحَيَوَانُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے وہ سخت جھگڑالو ہے اور کہا عطاء نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ﴾ کے کہ نسل کے معنی ہیں حیوان یعنی اور ہلاک کرتا ہے کھیتی اور جانوروں کو۔

٤١٦١ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهُ قَالَ أَبْغَضُ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ الْأَلَدُّ الْخَصِمُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۴۱۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک لوگوں میں دشمن بڑا سخت جھگڑالو ہے اور کہا عبداللہ نے حدیث بیان کی مجھ سے سفیان نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابن جریج نے الخ۔

حَدَّثَنِیَ ابْنُ جُرَیْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: غرض اس سے ثابت کرنا سماع سفیان کا ہے ابن جریج سے کہ پہلی سند میں اس نے عن کے ساتھ روایت کی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَأْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ﴾ إِلٰی ﴿قَرِیْبٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ بہشت میں چلے جاؤ اور ابھی تم پر نہیں آئے احوال ان کے جو تم سے آگے گزرے پہنچی ان کو سختی اور تکلیف قریب تک۔

٤١٦٢ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِیْ مُلَیْکَةَ یَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿حَتّٰی إِذَا اسْتَیْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ کُذِبُوْا﴾ خَفِیْفَةً ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ وَتَلَا ﴿حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ﴾ فَلَقِیْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَیْرِ فَذَکَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَعَاذَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا وَعَدَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ مِنْ شَیْءٍ قَطُّ إِلَّا عَلِمَ أَنَّهٗ کَائِنٌ قَبْلَ أَنْ یَّمُوْتَ وَلٰکِنْ لَّمْ یَزَلِ الْبَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتّٰی خَافُوْا أَنْ یَّکُوْنَ مَنْ مَّعَهُمْ یُکَذِّبُوْنَهُمْ فَکَانَتْ تَقْرَؤُهَا ﴿وَظَنُّوْا أَنَّهُمْ قَدْ کُذِّبُوْا﴾ مُثَقَّلَةً.

۴۱۶۲۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا آیت: ﴿حَتّٰی إِذَا اسْتَیْئَسَ الرُّسُلُ﴾ الخ میں کذبوا ساتھ تخفیف ذال کے ہے بغیر تشدید کے یعنی جب ناامید ہوئے پیغمبر لوگ مدد سے اور گمان کیا انہوں نے کہ وہ جھوٹ کہے گئے یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سے جھوٹا وعدہ کیا تھا کہ وہ کافروں پر فتح پائیں گے ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کو اس جگہ لے گیا یعنی سمجھا اس نے اس سے جو سورہ بقرہ کی آیت سے سمجھا یعنی اور وہ سورہ بقرہ کی آیت یہ ہے پڑھی یہ آیت یہاں تک کہ کہے رسول اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے کہ کب آئے گی مدد اللہ کی خبردار! بیشک اللہ کی مدد قریب ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان دونوں آیتوں سے یہی معنی سمجھے کہ پیغمبروں نے مدد کو دور گمان کیا اور اس میں دیر جانی کہ اب اللہ تعالیٰ کی مدد نہیں آئے گی۔ ابن ابی ملیکہ کہتا ہے سو میں عروہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور میں نے اس سے یہ ذکر کیا سو اس نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ قسم ہے اللہ کی نہیں وعدہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے کسی چیز کا کبھی مگر کہ رسول نے یقیناً جانا یہ کہ وہ ہونے والا ہے اس کے

مرنے سے پہلے لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمیشہ رہا یہ ابتلا ساتھ رسولوں کے یہاں تک کہ وہ ڈرے اس سے کہ ان کے ساتھ والے ان کو جھٹلا دیں پھر کافر ہو جائیں سو عائشہ رضی اللہ عنہا اس آیت کو تشدید ذال کے ساتھ پڑھتی تھیں ﴿فَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا﴾۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ یوسف میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو الخ

فائدہ: اختلاف ہے انّٰی کے معنی میں سو بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کیف یعنی جس طرح چاہو اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں حیث یعنی جہاں سے چاہو اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی ہیں متی یعنی جب چاہو اور باعتبار اس اختلاف کے اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ (فتح)

٤١٦٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ فَأَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مَكَانٍ قَالَ تَدْرِيْ فِيْمَ أُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ أُنْزِلَتْ فِيْ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضٰى وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنِيْ أَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﴿فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾ قَالَ يَأْتِيْهَا فِيْ. رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ.

۴۱۶۳۔ حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب قرآن پڑھتے تو کوئی کلام نہ کرتے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوتے سو میں نے ایک دن قرآن ان پر پکڑ رکھا (یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما قرآن کو حافظوں کی طرح یاد پڑھنے لگے) سو انہوں نے سورۂ بقرہ پڑھی یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچے کہا تو جانتا ہے کہ یہ آیت کس چیز میں اتری؟ میں نے کہا کہ نہیں کہا فلاں فلاں امر میں اتری پھر بدستور گزرے اور عبدالصمد سے روایت ہے کہ اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ایوب نے اس نے روایت کی نافع سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں کہ جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہ جماع کرے اس سے بیچ اس کے۔ اور روایت کیا ہے اس کو محمد بن یحییٰ بن سعید نے اپنے باپ سے

اس نے عبیداللہ سے اس نے نافع رحمہ اللہ سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے۔

فائدہ: صحیح بخاری کے سب نسخوں میں اسی طرح واقع ہوا ہے یاتیھا فی یعنی جماع کرے عورت سے اس میں۔ نہیں ذکر کیا گیا مابعد ظرف کا اور وہ مجرور ہے یعنی نہیں مذکور ہوا کہ عورت کی کس چیز میں جماع کرے اگلے فرج میں یا پچھلے فرج میں یعنی دبر میں اور حمیدی نے کہا کہ مراد اگلی شرم گاہ ہے اور یہ نہیں ہے یہ تفسیر موافق واسطے اس چیز کے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نفس روایت میں آئی تھی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نفس روایت میں صریح آ چکا ہے کہ مراد اس آیت میں اجازت دبر میں جماع کرنے کی ہے پس روایت کی ہے اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند اور تفسیر میں ساتھ سند مذکور کے اور کہا بدلے قول اس کے کی یہاں تک کہ ایک جگہ میں پہنچے یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو جاؤ اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو' کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت کس چیز میں اتری؟ میں نے کہا نہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری یہ آیت بیچ حق جماع کرنے کے عورتوں سے ان کی دبر میں یعنی پچھلی شرم گاہ میں اور اسی طرح روایت کیا ہے طبرانی وغیرہ نے اوسط وغیرہ میں اور ابن جریر وغیرہ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت سے دبر میں جماع کیا لوگوں نے اس پر انکار کیا تو یہ آیت اتری اور یہ سبب اس آیت کے نزول میں مشہور ہے اور ابوداؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ کہا اللہ تعالیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخشے اس کو وہم ہوا یہ انصار کا گروہ یہود کے ساتھ تھے ان کے ساتھ ملتے جلتے تھے ان کے بہت کام لیتے تھے اور یہود اپنی عورتوں سے صرف ایک جانب سے جماع کرتے تھے سو انصار نے بھی ان سے یہ فعل سیکھا اور قریش لذت اٹھاتے تھے اپنی عورتوں سے آگے سے اور پیچھے سے اور چت لٹا کر سو ایک قریشی مرد نے ایک انصاری عورت سے نکاح کیا اور وہ اس کے ساتھ اسی طرح کرنے لگا وہ عورت باز رہی یہ خبر لوگوں میں مشہور ہوئی یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور یہ محمول کرنا آیت کا موافق ہے واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہے باب میں بیچ سبب اس آیت کے اور کہا شافعی نے کہ آیت دونوں معنوں کا احتمال رکھتی ہے ایک یہ کہ جس جگہ چاہے جماع کرے خواہ قبل میں یا دبر میں اس واسطے کہ انّٰی ساتھ معنی این کے ہے اور احتمال ہے کہ مراد اس سے کھیتی کی جگہ ہو لیکن حدیث خزیمہ کی ثابت ہے تحریم میں پس قوی ہے حرام ہونا اس کا اور کہا مازری نے کہ اختلاف کیا ہے لوگوں نے اس مسئلے میں اور جو دبر میں جماع کرنے کو جائز جانتا ہے اس نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اور جو حرام جانتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ آیت یہود کے رد میں نازل ہوئی جیسے کہ باب کی حدیث میں ہے جو آتی ہے اور عموم جب نکلے اپنے سبب پر تو بند کیا جاتا ہے نزدیک اس کے نزدیک بعض اہل اصول کے اور اکثر اہل اصول کے نزدیک اعتبار عموم لفظ کا ہے نہ خاص سبب کا اور یہ چاہتا ہے اس کو کہ آیت حجت ہو جواز میں یعنی عورت سے دبر میں

جماع کرنا جائز ہو لیکن وار ہوئی ہیں بہت حدیثیں ساتھ منع کے پس ہوں گی مخصص واسطے عموم قرآن کے اور بیچ تخصیص عموم قرآن کے ساتھ بعد خبر احاد کے اختلاف ہے اور بخاری اور ذہلی اور بزار اور نسائی وغیرہ ایک جماعت اماموں کا یہ مذہب ہے کہ منع میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی مین کہتا ہوں لیکن ان کے طریقے بہت ہیں پس مجموع ان کا صالح ہے واسطے حجت پکڑنے کے ساتھ ان کے اور تائید کرتا ہے حرام ہونے کی یہ امر کہ اگر اباحت کی حدیثوں کو مقدم کریں تو لازم آئے گا کہ وہ مباح ہوا بعد حرام ہونے کے اور اصل عدم اس کا ہے اور جن حدیثوں کی سند صالح ہے ان میں سے ایک حدیث خزیمہ بن ثابت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں نظر کرتا اس کی طرف جو اپنی عورت کی دبر میں جماع کرے روایت کیا ہے اس کو احمد اور نسائی اور ابن ماجہ اور ترمذی وغیرہ نے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن حبان نے اور جب یہ حدیث حجت پکڑنے کے لائق ہے تو صلاحیت رکھتی ہے یہ کہ آیت کے عموم کو خاص کرے اور محمول کرے آیت کو اوپر غیر اس محل کے اس بنا پر کہ انّٰی معنی حَیۡثُ کے ہے اور یہی متبادر ہے طرف سیاق کے اور بے پرواہ کرتا ہے یہ حمل کرنے اس کے سے اور معنی پر جو متبادر نہ ہوں، واللہ اعلم۔ (فتح) اور روایت کیا ہے حاکم نے شافعی کے مناقب میں شافعی سے مناظرہ جو اس کے اور امام محمد بن حسن صاحب اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان اس امر میں واقع ہوا اور یہ کہ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حجت پکڑی اس کی کہ کھیتی تو فقط اگلے ہی شرم گاہ میں ہوتی ہے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا کہ اگلی شرم گاہ کے سوا جو چیز ہے وہ حرام ہوگی؟ محمد نے کہا ہاں تو کہا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھلا بتلاؤ تو کہ اگر اس کی دونوں پنڈلیاں یا اس کے شکن میں جماع کرے تو کیا اس میں بھی کھیتی ہے؟ محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا نہیں کہا پس کیا حرام ہے؟ کہا نہیں' شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر تو کس طرح حجت پکڑتا ہے ساتھ اس چیز کے جس کا تو قائل نہیں اور شاید امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ قدیم قول میں جواز کے قائل تھے اور جدید میں تو اس کو صریح حرام کہا ہے شاید الزام دیا ہو محمد رحمۃ اللہ علیہ کو بطورِ مناظرہ کے اگرچہ اس کے قائل نہ تھے اور اصل مذہب ان کا تحریم ہے۔ (فتح)

٤١٦٤ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ سَمِعْتُ جَابِرًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتِ الْيَهُوْدُ تَقُوْلُ إِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَّرَآئِهَا جَآءَ الْوَلَدُ أَحْوَلَ فَنَزَلَتْ ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ أَنّٰى شِئْتُمْ﴾.

۴۱۶۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود کہتے تھے کہ جب مرد اپنی عورت سے جماع کرے اس کے پیچھے کی طرف سے اگلی شرم گاہ میں تو لڑکا بھینگا پیدا ہوتا ہے سو اتری یہ آیت کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں سو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح سے چاہو۔

فائدہ: اس سیاق سے کبھی وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ موافق ہے واسطے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اور حالانکہ اس طرح نہیں اس واسطے اسماعیلی نے اس کو اس لفظ سے روایت کیا ہے بارکۃ مدبرۃ فی فرجھا من ورائھا یعنی اس

حال میں کہ بیٹھی ہو پیٹھ دے کر اس کی اگلی شرم گاہ میں پیچھے کی طرف سے اور مسلم میں یہ لفظ ہے کہ جب تو جماع کرے اپنی عورت سے اس کی پچھلی طرف سے اس کی اگلی طرف میں اور اس کی ایک اور روایت میں یہ لفظ ہے اذا اتیت المراۃ من دبرھا فحملت یعنی جب تو عورت سے جماع کرے اس کی پچھلی طرف سے پس حاملہ ہو جائے اور قول اس کا پس حاملہ ہو جائے دلالت کرتا ہے اوپر اس کے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ اگلی جانب میں جماع کرے نہ پچھلی جانب میں اور یہ سب رد کرتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تاویل کو جس کے ساتھ اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما پر رد کیا اور البتہ جھٹلایا اللہ تعالیٰ نے یہود کو ان کے گمان میں اور مباح کیا واسطے مردوں کے کہ فائدہ لیں اپنی عورتوں سے جس طرح چاہیں اور جب مجمل اور مفسر معارض ہو تو مفسر کو مقدم کیا جاتا ہے اور حدیث جابر رضی اللہ عنہ کی مفسر ہے پس وہ اولیٰ ہے ساتھ عمل کرنے کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے اور زہری نے اس کی تفسیر میں کہا فی صمام واحد یعنی ایک سوراخ میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو پھر پہنچ چکیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے جب راضی ہوں آپس میں۔

٤١٦٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ كَانَتْ لِيْ أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَأَبٰى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ ﴿فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾.

۴۱۶۵۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو اس کے خاوند نے طلاق دی پھر چھوڑا اس کو یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی پھر اس کے خاوند نے اس سے نکاح کا پیغام بھیجا سو معقل رضی اللہ عنہ نے نہ مانا سو یہ آیت اتری کہ نہ روکو ان کو یہ کہ نکاح کریں اپنے خاوندوں سے۔

فائدہ: اتفاق کیا ہے اہل تفسیر نے اس پر کہ مخاطب ساتھ اس کے عورت کے ولی لوگ ہیں ذکر کیا ہے اس کو ابن خزیمہ نے اور ابن منذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اس مرد کے حق میں ہے کہ اپنی عورت کو طلاق دے اور اس کی عدت گزر جائے پھر اس کے خاوند کو ظاہر ہو کہ اس سے رجوع کرے اور عورت بھی چاہے تو

اس کا ولی اس کو نہ روکے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾. ﴿يَعْفُوْنَ﴾ يَهَبْنَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں وہ انتظار کریں اپنے آپ چار مہینے اور دس دن خبیر تک۔ اور یعفون کے معنی ہیں کہ بخشیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿اِلَّا اَنْ يَّعْفُوْنَ﴾ اور یہ رائے حمیدی کی ہے بر خلاف محمد بن کعب کے کہ اس نے کہا کہ مراد بخشا مردوں کا ہے۔

٤١٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيْبٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ قَدْ نَسَخَتْهَا الْأٰيَةُ الْأُخْرٰى فَلِمَ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَعُهَا قَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْهُ مِنْ مَّكَانِهِ.

۴۱۶۶۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ منسوخ کیا اس کو دوسری آیت نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر تو نے اس کو کیوں لکھا؟ یعنی اور حالانکہ تو نے پہچانا کہ وہ منسوخ ہے یا کہا سو تو نے اس کو لکھے کیوں رہنے دیا؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے بھتیجے! میں قرآن کی کوئی چیز اپنی جگہ سے نہ بدلوں گا۔

فائدہ: ایک روایت میں کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ یعنی جو لوگ مر جائیں تم میں سے اور چھوڑ جائیں عورتیں لازم ہے اُن پر وصیت کرنا اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا یعنی اس کا کیا حکم ہے؟ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دوسری آیت نے اس کو منسوخ کر ڈالا یعنی جو آیت کہ باب میں ہے کہ چار مہینے اور دس دن انتظار کریں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو یہ جواب دیا کہ میں قرآن کی کوئی چیز اپنی جگہ سے نہ بدلوں گا تو اس میں دلیل ہے اس پر کہ قرآن کی آیتوں کی ترتیب توقیفی ہے یعنی شارع کے حکم سے ہے اپنی رائے سے نہیں اور شاید عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ گمان تھا کہ جس آیت کا حکم منسوخ ہے وہ نہ لکھی جائے سو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو یہ جواب دیا کہ یہ لازم نہیں اور پیروی توقیف کی ہے اور واسطے اس کے کئی فائدے ہیں ثواب تلاوت کا اور حکم بجا لانا اس پر کہ سلف میں سے بعض وہ شخص ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ وہ منسوخ نہیں اور

سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا گیا سال سے بعض اس کا اور باقی رہا بعض وصیت کا واسطے اس کے اگر چاہے ٹھہرے جیسے کہ باب میں ہے مجاہد سے لیکن جمہور اس کے برخلاف ہیں اور یہ وہ جگہ ہے کہ واقع ہوا ہے اس میں ناسخ مقدم ترتیب تلاوت میں منسوخ پر اور تحقیق کہا گیا ہے کہ نہیں واقع ہوئی ہے نظیر اس کی مگر اسی جگہ میں اور اس کی بحث آئندہ آئے گی اور کامیاب ہوا میں سوائے اس کے اور کئی جگہوں پر ایک جگہ تو ان میں سے سورہ بقرہ میں ہے اور وہ یہ ہے ﴿فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ اس واسطے کہ وہ محکم ہے تطوع میں تخصیص کرنے والی ہے واسطے عموم آیت ﴿وَحَيْثُ مَا كُنتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ﴾ کے اور یہ بھی تلاوت میں مقدم ہے منسوخ پر اور اس کے سوائے اور بھی کئی جگہ ہیں جن کو میں نے اور جگہ ذکر کیا ہے۔ (فتح)

٤١٦٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ﴾ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَّصِيَّةً إِنْ شَآءَتْ سَكَنَتْ فِيْ وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَّقَالَ عَطَآءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَالَ عَطَآءٌ إِنْ

۴۱۶۷۔ مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں کہا مجاہد نے تھی یہ عدت کہ عدت گزارتی عورت اپنے خاوند کے لوگوں کے پاس واجب یعنی جاہلیت کے وقت عرب میں رسم تھی کہ جب کسی عورت کا خاوند مر جاتا تو وہ اپنے خاوند کے لوگوں کے پاس ایک سال عدت بیٹھتی اور وہ اس کو واجب جانتے تھے کہ اپنے خاوند ہی کے گھر میں سال تک رہے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور چھوڑ جائیں اپنی عورتوں کو تو لازم ہے وصیت کرنا اپنی عورتوں کے واسطے خرچ دینا ایک برس تک نہ نکال دینا سو اگر نکلیں تو نہیں تم پر اے اولیا شوہر کے کچھ گناہ اس چیز میں کہ کریں اپنی جانوں میں موافق دستور کے کہا ٹھہرائی ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے اس کے تمام سال کے سات مہینے اور بیس راتیں وصیت اگر چاہے تو اپنی وصیت یعنی سات مہینے بیس دن میں رہے اور اگر چاہے تو نکلے اور یہی مراد ہے اللہ کے اس قول سے نہ نکال دینا اور اگر نکلیں تو تم پر کچھ گناہ نہیں پس عدت یعنی چار مہینے دس دن بدستور واجب ہے اوپر اس کے گمان کیا ہے اس کو ابن ابی نجیح نے مجاہد سے اور کہا عطاء نے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ منسوخ کیا

شَآءَتِ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَآءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ﴾ قَالَ عَطَآءٌ ثُمَّ جَآءَ الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَآءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ نَحْوَهٗ.

اس آیت نے اس کے عدت بیٹھنے کونزدیک اپنے لوگوں کے سو عدت گزارے جہاں چاہے واسطے دلیل اس آیت کے کہ نہ نکال دینا کہا عطاء نے اگر چاہے تو عدت بیٹھے اپنے خاوند کے لوگوں کے پاس اور اپنی وصیت میں رہے اور اگر چاہے تو نکلے واسطے اس آیت کے سونہیں کوئی گناہ تم پر اس چیز میں کہ کریں، عطاء نے کہا پھر میراث کا حکم اترا یعنی چوتھائی یا آٹھواں حصہ اور رہنا منسوخ ہوا سو عدت گزارے جس جگہ چاہے اور نہیں واجب ہے واسطے اس کے مکان دینا رہنے کو اور روایت ہے محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ورقاء نے ابن ابی نجیح سے اس نے مجاہد سے ساتھ اس کے اور روایت کی ہے ابن ابی نجیح نے اس نے روایت کی عطاء سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا منسوخ کیا اس آیت نے اس کی عدت کاٹنے کو نزدیک گھر والوں اپنے کے پس عدت کاٹے جس جگہ چاہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے نہ نکال دینا مانند اس کے۔

٤١٦٨ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ جَلَسْتُ إِلٰى مَجْلِسٍ فِيهِ عُظْمٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ وَفِيهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى فَذَكَرْتُ حَدِيثَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ فِي شَأْنِ سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَلٰكِنَّ عَمَّهٗ كَانَ لَا يَقُولُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ إِنِّي لَجَرِيءٌ إِنْ كَذَبْتُ عَلٰى رَجُلٍ فِي جَانِبِ الْكُوفَةِ وَرَفَعَ صَوْتَهٗ قَالَ ثُمَّ خَرَجْتُ فَلَقِيتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ

۴۱۶۸۔ محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ایک مجلس میں بیٹھا جس میں انصار کے بزرگ تھے اور ان میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ تھا (سو ذکر کیا لوگوں نے اس کے واسطے حاملہ عورت کو کہ اپنے خاوند کے مرنے کے بعد جنے سو عبدالرحمٰن نے کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں مدت میں زیادہ دراز ہو) سو ذکر کی میں نے حدیث عبدالرحمٰن کی بیچ حال سبیعہ بنت حارث کے (یعنی اور وہ حدیث یہ ہے کہ اس کا خاوند مر گیا اور وہ حاملہ تھی سو اس نے چالیس دن کے بعد بچہ جنا اور حضرت ﷺ سے نکاح کی اجازت مانگی حضرت ﷺ نے اس کو اجازت دی) سو عبدالرحمٰن نے کہا کہ لیکن اس کا چچا یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس کا قائل نہ تھا' ابن سیرین کہتا ہے سو

مَسْعُوْدٍ فِي الْمُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ أَتَجْعَلُوْنَ عَلَيْهَا التَّغْلِيْظَ وَلَا تَجْعَلُوْنَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَآءِ الْقُصْرٰى بَعْدَ الطُّوْلٰى وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ لَقِيْتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ.

میں نے کہا کہ البتہ میں دلیر ہوں اگر میں نے جھوٹ بولا ایک مرد پر جو کوفے کی جانب میں ہے یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہ وہ کوفے میں رہتے تھے اور اپنی آواز بلند کی کہا ابن سیرین نے پھر میں نکلا اور مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملا میں نے کہا کس طرح تھا قول ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس عورت کے حق میں جس کا خاوند مر جائے اور حالانکہ وہ حاملہ ہو؟ سو اس نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ کیا تم اس کے واسطے شدت ٹھہراتے ہو اور اس کے واسطے رخصت نہیں ٹھہراتے ؟ البتہ اتری سورہ نساء چھوٹی لمبی کے بعد۔

فائدہ: مراد سورہ نساء چھوٹی سے سورہ طلاق ہے کہ آیت ﴿أَجَلُهُنَّ أَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ اس میں واقع ہے اور لمبی سے مراد سورہ بقرہ ہے کہ آیت ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ﴾ الخ اس میں ہے اور یہ جو کہا کہ ٹھہراتے ہو تم اس پر شدت الخ یعنی اگر مدت وضع حمل کے چار مہینے دس دن سے زیادہ ہو تو اس صورت میں تم اس پر شدت اور سختی کو جائز رکھتے ہو کہ جب بچہ جنے تب ہی عدت سے باہر آئے گو چار مہینے دس دن کے بعد کتنی مدت پیچھے بچہ جنے اور اگر چار مہینے دس دن سے کم میں بچہ جنے تو اس صورت میں تم اس کو حلال کیوں نہیں جانتے اور اس کو دوسرے نکاح کی اجازت کیوں نہیں دیتے اور باقی شرح اس کی سورہ طلاق کی تفسیر میں آئے گی اور یہ جو کہا کہ عدت اس کی وہ ہے جو دونوں مدت میں زیادہ دراز ہو یعنی اگر چار مہینے دس دن سے کچھ مدت پیچھے بچہ جنے تو عدت اس کی وضع حمل ہے اور اگر چار مہینے دس دن سے پہلے بچہ جنے تو عدت اس کی چار مہینے دس دن ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ نگہبانی کرو سب نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر۔

فائدہ: وسطیٰ تانیث ہے اوسط کی اور اوسط کے معنی ہیں اعدل ہر چیز سے اور نہیں مراد ہے اس کے ساتھ درمیان ہونا دو چیزوں کے اس واسطے کہ فعلیٰ کے معنی تفضیل ہیں اور نہیں بنا کیا جاتا اسم تفضیل مگر اس چیز سے جو قبول کرے زیادتی اور نقصان کو اور وسط بمعنی خیار اور عدل کے ان کو قبول کرتا ہے برخلاف توسط کے کہ وہ ان کو قبول نہیں کرتا۔

٤١٦٩ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

۴۱۶۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ کافروں نے ہم کو بیچ والی نماز سے روکا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا اللہ ان کی قبروں کو اور

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ أَوْ أَجْوَافَهُمْ شَكَّ يَحْيٰى نَارًا.

گھروں کو یا فرمایا ان کے پیٹوں کو (یہ یحییٰ راوی کا شک ہے) آگ سے بھرے۔

فائدہ: یعنی روکا اس کے پڑھنے سے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے ہم کو عصر کی نماز سے باز رکھا اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر آپ نے اس کو مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے اور اختلاف ہے سلف کو کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے کون سی نماز مراد ہے؟ اور دمیاطی نے اس مسئلے میں ایک رسالہ لکھا ہے اس میں اس نے سب اقوال کو جمع کیا ہے علماء سلف کے اس میں بیس اقوال ہیں اول یہ کہ وہ صبح کی نماز ہے یہ قول انس رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کا ہے، دوم یہ ہے وہ ظہر کی نماز ہے یہ قول زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا ہے، سوم یہ کہ وہ عصر کی نماز ہے یہ قول علی رضی اللہ عنہ کا ہے، چہارم یہ کہ مغرب کی نماز ہے یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے، پنجم یہ کہ وہ سب نمازیں ہیں یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے، چھٹا یہ کہ وہ جمعہ کی نماز ہے یہ قول ابن حبیب مالکی کا ہے، ساتواں یہ کہ وہ ظہر ہے سب دنوں میں اور جمعہ ہے جمعہ کے دن، آٹھواں یہ کہ وہ عشاء کی نماز ہے، نواں یہ کہ وہ صبح اور عشاء کی نماز ہے، دسواں یہ کہ وہ صبح اور عصر کی نماز ہے، یارھواں یہ کہ وہ جماعت کی نماز ہے، بارھواں یہ کہ وہ وتر ہیں، تیرھواں یہ کہ وہ خوف کی نماز ہے، چودھواں یہ کہ وہ عید الاضحیٰ یعنی قربانی کی عید کی نماز ہے، پندرھواں یہ کہ وہ عید الفطر کی نماز ہے، سولہواں یہ کہ وہ چاشت کی نماز ہے، سترھواں یہ کہ وہ ایک نماز غیر معین ہے پانچ نمازوں سے، اٹھارواں یہ کہ وہ صبح کی نماز ہے یا عصر کی ساتھ شک کے اور یہ غیر ہے اس قول کا جو پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں تعیین یقین ہے کہ ہر ایک کو دونوں میں سے نماز وسطیٰ کہا جاتا ہے، انیسواں یہ کہ توقف ہے یعنی معلوم نہیں کون ہے، بیسواں یہ کہ رات کی نماز ہے اور قوی یہ ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے واسطے تصریح کرنے کے اس کے ساتھ علی رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی حدیث میں روایت کی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسلم وغیرہ نے اور اسی طرح روایت کی ہے مالک نے حفصہ سے اور جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ عصر کے سوا اور نماز ہے تو ان کی حجت یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کی حدیث میں وصلاۃ العصر کا لفظ واؤ عطف کے ساتھ واقع ہے اور عطف چاہتا ہے مغایر کو اور جواب یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث

سند میں صحیح تر ہے اور یہ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث معارض ہے ساتھ اس کے کہ عروہ کی روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے قرآن میں وھی صلوۃ العصر کا لفظ واقع تھا پس احتمال ہے کہ اس میں واؤ زائد ہو اور ساتھ اس کے کہ قول اس کا والصلوۃ الوسطیٰ والعصر نہیں پڑھا ہے اس کو اس طرح قرآن میں کسی نے اور ترجیح ہے اس قول کو اس کے ساتھ کہ عصر کی نماز حدیث مرفوع میں صریح آ چکی ہے اور روایت کی ہے ترمذی اور نسائی نے زر بن حبیش کے طریق سے کہ ہم نے عبیدہ سے کہا کہ پوچھ علی رضی اللہ عنہ سے کہ صلوٰۃ وسطیٰ کون سی نماز ہے؟ سو علی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم گمان کرتے تھے کہ صبح کی نماز ہے یہاں تک کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جنگ خندق کے دن فرماتے تھے کہ کافروں نے ہم کو نماز وسطیٰ سے باز رکھا عصر کی نماز سے اور یہ روایت دور کرتی ہے اس شخص کے گمان کو جو گمان کرتا ہے کہ لفظ صلوۃ العصر کا مدرج ہے یعنی راویوں سے اور حالانکہ یہ لفظ نص ہے اس میں کہ ہونا اس کا عصر کی نماز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کلام سے ہے اور یہ کہ شبہ اس کا جو کہتا ہے کہ وہ صبح کی نماز ہے قوی ہے لیکن معتمد یہ قول ہے کہ وہ عصر کی نماز ہے اور یہی قول ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اور یہی صحیح ہے ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب سے اور قول احمد کا اور جس کی طرف میل کی ہے اکثر شافعیہ نے واسطے صحیح ہونے حدیث کے بیچ اس کے کہا ترمذی نے کہ یہی قول ہے ابن حبیب اور ابن عربی وغیرہ کا مالکیہ سے اور نیز تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو مسلم نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہا اتری یہ آیت: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلَاةِ الْعَصْرِ﴾ سو ہم نے اس کو پڑھا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر منسوخ ہوئی اور اتری یہ آیت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ ایک مرد نے کہا سو اب وہ عصر کی نماز ہے؟ براء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے تجھ کو خبر دی کہ کس طرح اتری اور یہ جو کہا کہ اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھرے تو اس صورت میں جواز بددعا کا ہے مشرکوں پر ساتھ مثل اس کے اور مشکل ہے یہ حدیث ساتھ اس کے کہ یہ شامل ہے دعا کو جو صادر ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص پر جو اس کا مستحق ہو اور وہ شخص وہ ہے جو شرک کی حالت میں مرے اور نہیں واقع ہوئی ایک شق یعنی گھروں کا آگ سے بھرنا اور بہر حال قبروں کا آگ سے بھرنا سو واقع ہوا ہے اس کے حق میں جو مرا ان سے مشرک ہو کر اور جواب یہ ہے کہ یہ محمول ہے انہیں رہنے والوں پر یعنی مراد وہ ہیں جو ان میں رہتے ہیں اور وہ کافر ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ أَيْ مُطِيْعِيْنَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے قانتین کے معنی ہیں فرمانبردار۔

٤١٧٠ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ

۴۱۷۰۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے کوئی ہم میں سے اپنے بھائی سے اپنی حاجت میں کلام کرتا تھا یہاں تک کہ اتری یہ آیت کہ نگہبانی

أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلَاةِ يُكَلِّمُ أَحَدُنَا أَخَاهُ فِي حَاجَتِهِ حَتَّى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ.

کرو نمازوں پر اور بیچ والی نماز پر اور کھڑے رہو اللہ کے آگے ادب سے سو ہم کو چپ رہنے کا حکم ہوا۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے سو اگر تم کو ڈر ہو تو پیادہ پڑھ لو یا سوار اور جس وقت امن پاؤ تو یاد کرو اللہ کو جیسا کہ تم کو سکھایا جو تم نہیں جانتے تھے۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿كُرْسِيُّهُ﴾ عِلْمُهُ.

یعنی اور کہا ابن جبیر نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿وَسِعَ كُرْسِيُّهُ﴾ کہ کرسی کے معنی ہیں علم اس کا۔

يُقَالُ ﴿بَسْطَةً﴾ زِيَادَةً وَّفَضْلًا.

یعنی کہا جاتا ہے آیت ﴿بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ﴾ کی تفسیر میں کہ بسطة کے معنی ہیں زیادتی اور فضیلت۔

﴿أَفْرِغْ﴾ أَنْزِلْ.

یعنی افرغ کے معنی ہیں اتار۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا﴾۔

﴿وَلَا يَؤُوْدُهٗ﴾ لَا يُثْقِلُهٗ.

یعنی ﴿لَا يَؤُوْدُهٗ﴾ کے معنی ہیں نہیں بھاری ہوتی اوپر اس کے نگہبانی ان کی۔

آدَنِيْ أَثْقَلَنِيْ.

آدنی کے معنی ہیں مجھ پر بھاری گزرا۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿وَلَا يَؤُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا﴾۔

وَالْأَدُ وَالْأَيْدُ الْقُوَّةُ.

یعنی آد اور اید کے معنی ہیں قوت۔

فائدہ: مراد تفسیر اس آیت کی ہے ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ﴾۔

اَلسِّنَةُ نُعَاسٌ.

یعنی معنی سنة کے آیت ﴿لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ﴾ میں اونگھ کے ہیں۔

﴿فَبُهِتَ﴾ ذَهَبَتْ حُجَّتُهٗ.

یعنی اور آیت ﴿فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ﴾ میں بہت کے معنی ہیں اس کی کوئی حجت نہ رہی یعنی لا جواب ہو گیا۔

﴿خَاوِيَةٌ﴾ لَا أَنِيْسَ فِيْهَا.

یعنی خاویة کے معنی ہیں کوئی اس کا ہمدم نہ تھا یعنی

آیت ﴿وَهِيَ خَاوِيَةٌ﴾ میں۔

عُرُوْشُهَا أَبْنِيَتُهَا.

یعنی عروشها کے معنی ہیں اپنی بنیادوں پر یعنی آیت ﴿عَلٰى عُرُوْشِهَا﴾ میں۔

﴿نُنْشِزُهَا﴾ نُخْرِجُهَا.

یعنی معنی ننشزها کے آیت ﴿كَيْفَ نُنْشِزُهَا﴾ میں کہ کس طرح ہم اس کو نکالتے ہیں۔

﴿إِعْصَارٌ﴾ رِيْحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ كَعَمُوْدٍ فِيْهِ نَارٌ.

یعنی آیت ﴿إِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ﴾ میں اعصار کے معنی ہیں آندھی سخت جو زمین سے آسمان کو چلتی ہے مانند ستون کے کہ اس میں آگ ہوتی ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿صَلْدًا﴾ لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿فَتَرَكَهُ صَلْدًا﴾ کہ صلدا کے معنی ہیں کہ اس پر کچھ چیز نہیں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿وَابِلٌ﴾ مَطَرٌ شَدِيْدٌ.

یعنی اور کہا عکرمہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿فَأَصَابَهَا وَابِلٌ﴾ کہ وابل کے معنی ہیں سخت مینہ۔

اَلطَّلُّ النَّدٰى وَهٰذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ.

یعنی طل کے معنی اس آیت میں ﴿فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ﴾ تری ہیں اور یہ مثال مسلمانوں کے عمل کی ہے کہ اللہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے اگر اخلاص کے ساتھ ہو اور دور ہوتا ہے اگر ریا کے ساتھ ہو۔

﴿يَتَسَنَّهْ﴾ يَتَغَيَّرْ.

یعنی آیت ﴿لَمْ يَتَسَنَّهْ﴾ کے معنی ہیں کہ متغیر نہیں ہوا۔

٤١٧١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُصَلِّيْ بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَّتَكُوْنُ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوْا فَإِذَا صَلَّى الَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً اِسْتَأْخَرُوْا مَكَانَ الَّذِيْنَ لَمْ يُصَلُّوْا وَلَا يُسَلِّمُوْنَ

۴۱۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کوئی ان سے خوف کی نماز کی کیفیت پوچھتا تھا تو کہتے تھے کہ آگے بڑھے امام اور ایک گروہ آدمیوں سے سو امام ان کو ایک رکعت پڑھائے اور ان میں ایک گروہ ان کے دشمن کے درمیان رہے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی یعنی دشمن کے مقابلے میں رہیں تا کہ دشمن حملہ نہ کرے سو جب امام کے ساتھ والے ایک رکعت پڑھ چکیں تو یہ پیچھے ہٹ جائیں اُن لوگوں کی جگہ جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور سلام نہ پھیریں اور آگے بڑھیں جنہوں

وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُومُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً بَعْدَ أَنْ يَّنْصَرِفَ الْإِمَامُ فَيَكُونُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الطَّآئِفَتَيْنِ قَدْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَإِنْ كَانَ خَوْفٌ هُوَ أَشَدَّ مِنْ ذٰلِكَ صَلُّوْا رِجَالًا قِيَامًا عَلٰى أَقْدَامِهِمْ أَوْ رُكْبَانًا مُّسْتَقْبِلِي الْقِبْلَةِ أَوْ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِيْهَا قَالَ مَالِكٌ قَالَ نَافِعٌ لَّا أُرٰى عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ذَكَرَ ذٰلِكَ إِلَّا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نے نماز نہیں پڑھی سو وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر پھرے امام یعنی نماز سے ساتھ سلام کے حالانکہ اس نے دونوں رکعت پڑھ لی ہیں پھر ہر ایک دونوں گروہ میں سے کھڑا ہو اور اپنی اپنی ایک رکعت جدا پڑھیں اس کے بعد کہ امام نماز سے پھرے تو ہر ایک گروہ کے دونوں میں سے دو دو رکعت نماز ہوگی اور اگر خوف اس سے بھی زیادہ سخت ہو یعنی جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں تو پیادہ نماز پڑھیں کھڑے اپنے قدموں پر یا سوار قبلے کی طرف منہ ہو یا نہ ہو کہا نافع رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہیں گمان کرتا میں کہ ذکر کیا ہو اس کو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

بَابٌ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ تم میں مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں۔

٤١٧٢ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَيَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ الشَّهِيْدِ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ ﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿غَيْرَ إِخْرَاجٍ﴾ قَدْ نَسَخَتْهَا الْأُخْرٰى فَلِمَ تَكْتُبُهَا قَالَ تَدَعُهَا يَا ابْنَ أَخِيْ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِّنْهُ مِنْ مَّكَانِهٖ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ نَحْوَ هٰذَا.

۴۱۷۲۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ آیت جو سورۂ بقرہ میں ہے کہ جو لوگ مر جائیں اور چھوڑ جائیں عورتیں غیر اخراج تک البتہ منسوخ کر ڈالا ہے اس کو دوسری آیت نے تم اس کو قرآن میں کیوں لکھتے ہو؟ کہا اے بھتیجے! میں اس کو چھوڑتا ہوں کہ میں قرآن کی کوئی چیز اپنی جگہ سے نہ بدلوں گا' کہا حمید نے یا مثل اس کے کہا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ رَبِّ أَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى﴾

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے کہ اے میرے رب! دکھا مجھ کو کیسے تو زندہ کرتا ہے مردوں کو؟۔

﴿فَصُرْهُنَّ﴾ قَطِّعْهُنَّ.

یعنی آیت ﴿فَصُرْهُنَّ اِلَیْکَ﴾ کے معنی یہ ہیں کہ ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر۔

٤١٧٣ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ أَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ إِبْرَاهِيمَ إِذْ قَالَ ﴿رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي﴾.

۴۱۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ شک کرنے کے لائق ہیں جب کہ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب! دکھا مجھ کو کیسے تو زندہ کرتا ہے مردے کو کہا کیا تو نے یقین نہیں کیا؟ کہا کیوں نہیں لیکن اس واسطے کہ دل کو تسکین ہو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَّأَعْنَابٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا کوئی تم میں سے چاہتا ہے کہ اس کے واسطے باغ ہوں تتفکرون تک۔

٤١٧٤ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَسَمِعْتُ أَخَاهُ أَبَا بَكْرِ بْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَوْمًا لِّأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ ﴿أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ﴾ قَالُوا اللَّهُ أَعْلَمُ فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ قُولُوا نَعْلَمُ أَوْ لَا نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي نَفْسِي مِنْهَا شَيْءٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ أَخِي قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلًا

۴۱۷۴۔ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کہا کہ کس چیز میں تم گمان کرتے ہو اس آیت کو کیا دوست رکھتا ہے تم میں سے کوئی یہ کہ ہو اس کا باغ؟ اصحاب نے کہا کہ اللہ خوب جانتا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غضبناک ہو کر کہا کہو ہم جانتے ہیں یا نہیں جانتے' سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میرے جی میں اس سے کچھ چیز ہے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اے بھتیجے! کہہ اور اپنے آپ کو ناچیز نہ جان، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بیان کی گئی ہے مثال واسطے عمل کے، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کون سا عمل؟ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے واسطے عمل کے، کہا عمر رضی اللہ عنہ نے واسطے مرد مالدار کے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ شیطان کو اس کے واسطے اٹھاتا ہے سو

لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ أَیُّ عَمَلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِیٍّ یَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ الشَّیْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِیْ حَتّٰی أَغْرَقَ أَعْمَالَهُ.

گناہ کرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کے نیک عملوں کو ڈبو دیتا ہے یعنی فنا کر ڈالتا ہے۔

فائدہ: ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ کیا کوئی تم میں چاہتا ہے کہ عمر بھر نیک عمل کیا کرے یہاں تک کہ جب اس کی عمر تمام ہو تو اس کو بدبختوں کے عمل کے ساتھ ختم کرے سو اس کو فاسد کرے اور اس حدیث میں دقت فہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے اور قریب ہونے مرتبے اس کے عمر رضی اللہ عنہ سے اور مقدم کرنا اس کا اس کو لڑکپن سے اور ترغیب عالم کی اپنے شاگرد کو ساتھ کلام کرنے کے روبرو اس شخص کے جو اس سے عمر میں بڑا ہو جب کہ اس میں کوئی لیاقت پہچانے واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے اس کی خوش دلی سے اور ترغیب اس کی سے علم میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿لَا یَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر۔

یُقَالُ أَلْحَفَ عَلَیَّ وَأَلَحَّ عَلَیَّ وَأَحْفَانِیْ بِالْمَسْأَلَةِ ﴿فَیُحْفِكُمْ﴾ یُجْهِدُكُمْ.

کہا جاتا ہے أَلْحَفَ عَلَیَّ وَأَلَحَّ عَلَیَّ وَأَحْفَانِیْ بِالْمَسْأَلَةِ یعنی ان تینوں لفظوں کے ایک معنی ہیں اور فیحفکم کے معنی ہیں کوشش کرے تمہارے سوال میں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے جو سورہ محمد میں ہے ﴿إِنْ یَسْأَلْكُمُوْهَا فَیُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا﴾ یعنی اگر تم سے تمہارے مال مانگے اور سوال میں مبالغہ اور کوشش کرے تو تم بخیل ہو جاؤ اور الحافا مصدر ہے بیچ جگہ حال کے اور کیا مراد نفی سوال کی ہے یعنی لوگوں سے بالکل نہیں مانگتے یا مراد یہ ہے کہ خاص لپٹ کر نہیں مانگتے؟ پس نہ نفی ہوگی سوال کی بغیر الحاف کے اس میں احتمال ہے اور دوسرا احتمال اکثر ہے استعمال میں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اگر سوال کریں تو لپٹ کر نہیں مانگتے پس نہ لازم پکڑے گا وقوع کو۔ (فتح)

٤١٧٥ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ شَرِیْكُ بْنُ أَبِیْ نَمِرٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ یَسَارٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِیْ عَمْرَةَ الْأَنْصَارِیَّ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْمِسْکِیْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ

۴۱۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محتاج وہ نہیں جس کو ایک چھوہارا اور دو چھوہارے اور ایک لقمہ اور دو لقمے کی طمع در بدر پھرائے حقیقت میں بیچارہ محتاج تو وہ ہے جو حرام سوال سے رکا رہے اگر تم چاہو تو اس مطلب کو قرآن سے پڑھو کہ لائق دینے کے وہ لوگ ہیں کہ باوجود محتاجی کے لوگوں سے سوال نہیں کرتے لپٹ کر۔

التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ إِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ يَتَعَفَّفُ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ يَعْنِيْ قَوْلَهُ ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَأَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور حلال کیا اللہ نے سودا اور حرام کیا سود۔

اَلْمَسُّ الْجُنُوْنُ.

یعنی اور مس کے معنی ہیں جنون۔

فائدہ: یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ﴾ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سود کھانے والا قیامت کے دن دیوانہ اٹھایا جائے گا۔

٤١٧٦ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْأٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبَا قَرَأَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۱۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں اتریں سود کے حق میں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لوگوں پر پڑھا پھر شراب کی تجارت حرام کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حلال کیا اللہ تعالیٰ نے سودا اور حرام کیا سود تو احتمال ہے کہ ہو تمام اعتراض کفار کے سے اس واسطے کہ انہوں نے کہا ﴿إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا﴾ یعنی پس کیوں حلال ہوا یہ اور کیوں حرام ہوا وہ اور احتمال ہے کہ ہو رد اوپر ان کے اور ہو اعتراض ان کا ساتھ حکم عقل کے اور رد اوپر ان کے ساتھ حکم شرع کے جس کے حکم کو کوئی پیچھے ہٹانے والا نہیں اور اکثر مفسرین دوسرے احتمال پر ہیں اور یہ جو کہا کہ پھر شراب کی تجارت حرام کی تو اس کی توجیہ بیع میں گزر چکی ہے اور یہ کہ شراب کی تجارت کا حرام ہونا واقع ہوا ہے شراب کے حرام ہونے سے بہت مدت پیچھے پس حاصل ہوگا ساتھ اس کے جواب اس شخص کا جو حدیث میں اشکال کرتا ہے اس کے ساتھ کہ سود کی آیتیں ان آیتوں میں ہیں کہ پیچھے اتریں اور شراب بہت مدت اس سے پہلے حرام ہوئی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُذْهِبُهُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مٹاتا ہے اللہ سود کو کہا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے لے جاتا ہے اس کو۔

۴۱۷۷ ـ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ سَمِعْتُ أَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْأٰيَاتُ الْأَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاهُنَّ فِي الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۱۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے سو ان کو لوگوں پر پڑھا مسجد میں سو شراب کی تجارت حرام کی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ فَاعْلَمُوْا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تم نہیں کرتے تو خبردار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور فاذنوا کے معنی ہیں جانو۔

۴۱۷۸ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْأٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ فِي الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

۴۱۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ان پر پڑھا مسجد میں اور شراب کی تجارت حرام کی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلٰى مَيْسَرَةٍ وَّأَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر مفلس ہو تو لازم ہے مہلت دینی جب تک کشائش پائے اور اگر خیرات کر دو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم کو سمجھ ہے۔

فائدہ: یہ خبر ہے ساتھ معنی امر کے یعنی اگر ہو جس پر سود کا قرض ہو تنگ دست تو اس کو مہلت دو مال دار ہونے تک۔

۴۱۷۹ ـ وَ قَالَ لَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَّنْصُوْرٍ وَّالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْأٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ

۴۱۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سورۂ بقرہ کی اخیر کی آیتیں اتریں تو حضرت ﷺ نے ان کو ہم پر پڑھا پھر شراب کی سوداگری حرام کی۔

عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ.

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ڈرو اس دن سے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

٤١٨٠ - حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ بْنُ عُقْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الرِّبَا.

۴۱۸۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ پچھلی آیت جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری سود کی آیت ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب کے مطابق نہیں اور شاید ارادہ کیا ہے امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ کہ تطبیق دے درمیان دونوں قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس واسطے کہ ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے جو باب کی حدیث میں مذکور ہے اور ایک روایت میں اس سے یہ آیا ہے کہ اخیر آیت جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری ﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ﴾ ہے روایت کیا ہے اس کو طبری نے اس سے ساتھ کئی طریقوں کے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد نو دن زندہ رہے اور اس کے غیر سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد اکیس دن زندہ رہے اور طریق تطبیق کا دونوں قول کے درمیان یہ ہے کہ یہ آیت خاتمہ ہے ان آیتوں کا جو سود کے حق میں اتریں اس واسطے کہ وہ ان پر معطوف ہے اور بہر حال جو براء رضی اللہ عنہ سے آئندہ آئے گا کہ اخیر آیت جو اتری ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾ ہے سو اس کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے درمیان تطبیق یوں ہے کہ دونوں آیتیں اکٹھی اتریں پس صادق آتا ہے کہ ہر ایک دونوں میں سے پچھلی ہے بہ نسبت اپنے ماسوا کے اور احتمال ہے کہ ہو آخر آیت سورۂ نساء کی آیت میں مقید اس چیز کے ساتھ کہ متعلق ہے ساتھ میراث کے مثلا برخلاف آیت بقرہ کے اور احتمال ہے عکس کا اور اول کو ترجیح ہے واسطے اس کے کہ بقرہ کی آیت میں ہے اشارہ طرف معنی وفات کے جو مستلزم ہے واسطے خاتمے نزول کے اور حکایت کی ہے ابن عبد السلام نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت مذکورہ کے اترنے کے بعد اکیس دن زندہ رہے۔

تنبیہ: مراد ساتھ آخری آیت کے سود میں تاخر نزول ان آیتوں کا ہے جو سود کے ساتھ متعلق ہیں سورۂ بقرہ سے اور بہر حال حکم سود کے حرام ہونے کا سو اس کا نازل ہونا اس سے پہلے ہے ساتھ مدت دراز کے اس بنا پر کہ دلالت کرتا ہے اس پر قول اللہ تعالیٰ کا سورۂ آل عمران میں احد کے قصے کے بیچ میں کہ اے ایمان والو نہ کھاؤ سود دو گنے پر دو گنا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ظاہر کرو تم اپنے جی کی بات یا اس کو چھپاؤ حساب لے گا تم سے اللہ پھر

وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

بخشے گا جس کو چاہے اور عذاب کرے گا جس کو چاہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

٤١٨١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ حَدَّثَنَا مِسْكِيْنٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ ﴿وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ﴾ الْاٰيَةَ.

۴۱۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق منسوخ ہوئی یہ آیت اگر تم ظاہر کرو اپنے جی کی بات یا اس کو چھپاؤ حساب لے گا تم سے اللہ، آخر آیت تک۔

فائدہ: مجھ کو اس میں توقف ہے کہ یہ روایت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہو اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اس آیت کے منسوخ ہونے کی خبر نہیں ہوئی چنانچہ طبری نے سند صحیح کے ساتھ مرجانہ سے روایت کی ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو اس نے یہ آیت پڑھی ﴿وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ﴾ الآیۃ سو کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہم سے مؤاخذہ کیا تو ہم ہلاک ہو جائیں گے پھر رونے لگے یہاں تک کہ میں نے ان کے رونے کی آواز سنی سو میں اٹھ کر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور میں نے ان سے ذکر کیا جو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا جب کہ اس کو پڑھا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو بخشے البتہ غمناک ہوئے اصحاب جب کہ یہ آیت اتری سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا﴾ یعنی اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی شخص کو مگر بقدر اس کی طاقت کے اور اسی طرح روایت کی ہے احمد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور ممکن ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے اس قصے کو نہ پہچانتے ہوں پھر جب ان کو تحقیق ہوا تو اس کے ساتھ جزم کیا پس ہوگی مرسل صحابی کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اترا اس کی طرف اس کے رب سے یعنی اخیر سورہ تک۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِصْرًا﴾ عَهْدًا.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا﴾ کے کہ اصر کے معنی ہیں عہد و پیمان۔

فائدہ: یہ تفسیر ساتھ لازم کے ہے اس واسطے کہ عہد کو پورا کرنا سخت ہے اور ایک روایت میں ابن جریج سے ہے کہ عہد جس کے ساتھ باہم قائم نہ ہو سکے۔

وَيُقَالُ ﴿غُفْرَانَكَ﴾ مَغْفِرَتَكَ ﴿فَاغْفِرْ

اور کہا جاتا ہے کہ ﴿غفرانک﴾ کے معنی ہیں تیری مغفرت

لَنَا﴾.

یعنی ہم کو بخش دے پس یہ مصدر ہے بیچ جگہ امر کے

٤١٨٢ - حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ مَرْوَانَ الْأَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَحْسِبُهُ ابْنَ عُمَرَ ﴿إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ قَالَ نَسَخَتْهَا الْاٰيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا.

۴۱۸۲۔ حضرت مروان اصفر سے روایت ہے اس نے روایت کی حضرت ﷺ کے ایک صحابی سے میں گمان کرتا ہوں کہ وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہے کہ آیت ﴿إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ﴾ کہ اس کو پچھلی آیت نے منسوخ کر دیا ہے یعنی ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ نے۔

فائدہ: اس کا بیان ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہو چکا ہے اور مراد اس کی اس قول سے کہ اس کو منسوخ کر دیا ہے کہ دور کیا اس چیز کو کہ شامل ہے اس کو آیت شدت اور سختی سے اور بیان کیا آیت نے کہ اگرچہ اس گناہ کے ساتھ محاسبہ واقع ہوا ہے لیکن اس کے ساتھ مؤاخذہ واقع نہیں ہوا اشارہ کیا ہے اس کی طرف طبری نے واسطے بھاگنے کے اثبات دخول نسخ سے خبروں میں اور جواب دیا گیا ہے ساتھ اس طور کے کہ اگرچہ وہ خبر ہے لیکن وہ شامل ہے حکم کو اور جو چیز کہ خبروں سے حکم کو شامل ہو اس میں نسخ کا داخل ہونا ممکن ہے مانند اور احکام کے اور نسخ تو صرف اس چیز میں داخل نہیں ہوتا جو محض خبر ہو حکم کو متضمن نہ ہو مانند خبر دینے کے اس چیز سے کہ پہلے گزر چکی ہے اگلی امتوں کے نبیوں سے اور مانند اس کے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ نسخ کے حدیث میں تخصیص ہو اس واسطے کہ متقدمین تخصیص پر بھی نسخ کا لفظ بولتے ہیں بہت وقت یا مراد محاسبہ سے ساتھ اس چیز کے کہ چھپاتا ہے اس کو آدمی وہ چیز ہے جس پر پکا ارادہ کرے اور اس میں شروع ہو سوائے اس چیز کے کہ اس کے دل میں گزرے اور اس پر ٹھہرے نہیں۔ (فتح)

سُوْرَةُ آلِ عِمْرَانَ

سورۃ آلِ عمران

تُقَاةٌ وَّتَقِيَّةٌ وَّاحِدَةٌ.

یعنی تقاۃ و تقیۃ دونوں لفظ مصدر ہیں ساتھ معنی بچاؤ اور ڈھال کے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾۔

﴿صِرٌّ﴾ بَرْدٌ.

یعنی آیت ﴿كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ﴾ میں صر کے معنی ہیں شدت سردی کی۔

﴿شَفَا حُفْرَةٍ﴾ مِثْلُ شَفَا الرَّكِيَّةِ وَهُوَ حَرْفُهَا.

یعنی آیت ﴿وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ﴾ میں شفا حفرۃ کے معنی ہیں کنارہ گڑھے کا مثل کنارے کچے کنوئیں۔

کے یعنی اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔

﴿تُبَوِّئُ﴾ تتخذ معسکرًا.

یعنی آیت ﴿وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ﴾ میں تبوئ کے معنی ہیں کہ تو لشکر اور لڑائی کی جگہ ٹھہرتا تھا۔

وَالْمُسَوَّمُ الَّذِيْ لَهٗ سِيْمَآءٌ بِعَلَامَةٍ أَوْ بِصُوْفَةٍ أَوْ بِمَا كَانَ.

یعنی آیت ﴿مِنَ الْمَلَآئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ﴾ میں منسوم وہ ہے کہ اس کے واسطے نشانی ہو علامت سے یا پشم سے یا جو چیز کہ ہو۔

﴿رِبِّيُّوْنَ﴾ الْجَمِيْعُ وَالْوَاحِدُ رِبِّيٌّ.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ﴾ کے ربیون جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد ربی ہے۔

﴿تَحُسُّوْنَهُمْ﴾ تَسْتَأْصِلُوْنَهُمْ قَتْلًا.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ﴾ کے کہ ان کو جڑ سے اکھاڑتے ہو قتل کر کے۔

﴿غُزًّا﴾ وَاحِدُهَا غَازٍ.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿اَوْ كَانُوْا غُزًّا﴾ کے کہ غزا جمع ہے یعنی غازی لوگ اس کا واحد غازی ہے

﴿سَنَكْتُبُ﴾ سَنَحْفَظُ.

یعنی اور کہا ابوعبیدہ نے آیت ﴿سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا﴾ کی تفسیر میں کہ سنکتب کے معنی ہیں کہ ہم یاد رکھیں گے۔

﴿نُزُلًا﴾ ثَوَابًا وَّيَجُوْزُ وَمُنْزَلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ كَقَوْلِكَ اَنْزَلْتُهٗ.

یعنی آیت ﴿نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ میں نزلا کے معنی ہیں ثواب اور جائز ہے پڑھنا مُنْزَلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی اتارا گیا اللہ کی طرف سے مانند قول تیرے کے کہ میں نے اس کو اتارا یعنی جائز ہے کہ مصدر ساتھ معنی اسم مفعول کے ہو اور نصب نزلا کی بنا بر مصدر مؤکد کے ہے یا حال کے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَّالْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةُ الْمُطَهَّمَةُ الْحِسَانُ.

یعنی اور کہا مجاہد رحمہ اللہ نے بیچ آیت ﴿وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ﴾ کے کہ مسومۃ کے معنی ہیں موٹے خوبصورت۔

فائدہ: کہا سعید بن جبیر رحمہ اللہ وغیرہ نے کہ مسومۃ کے معنی ہیں چرنے والے۔

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ ﴿وَحَصُوْرًا﴾ لَا يَأْتِي

یعنی اور کہا ابن جبیر رضی اللہ عنہ نے بیچ آیت ﴿وَحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا

النِّسَآءَ.

﴿مِّنَ الصَّالِحِيْنَ﴾ کے کہ اس کے معنی ہیں کہ عورتوں کے پاس نہ آئے۔

فائدہ: اصل حصر کے معنی ہیں حبس کہا جاتا ہے اس کو جو عورتوں کے پاس نہ جائے عام تر اس سے ہو یہ اس کی طبع سے مانند نامرد کی یا اس کے نفس کے مجاہدہ سے ہو اور یہی ممدوح اور مراد ساتھ وصف سید کے یحییٰ علیہ السلام ہیں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ ﴿مِنْ فَوْرِهِمْ﴾ مِنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ.

یعنی اور کہا عکرمہ نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿وَيَأْتُوْكُمْ مِنْ فَوْرِهِمْ﴾ کہ فورھم کے معنی ہیں آئیں تمہارے پاس کافر اپنے غصے اور جوش سے دن بدر کے۔

فائدہ: کہا عکرمہ نے کہ یہ جوش ان کا تھا دن اُحد کے غضبناک ہوئے واسطے اس چیز کے کہ پہنچی ان کو دن بدر کے تکلیف سے۔

وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ﴾ مِنَ النُّطْفَةِ تَخْرُجُ مَيِّتَةً وَّيُخْرِجُ مِنْهَا الْحَيَّ.

یعنی اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ﴾ کے کہ منی نکلتی ہے اس حال میں کہ بے جان ہوتی ہے اور اس سے زندہ پیدا ہوتا ہے یعنی بچہ پیدا ہوتا ہے یعنی اور اس طرح منی بے جان ہے اور زندہ آدمی سے نکلتی ہے۔

اَلْإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ أُرَاهُ إِلٰى أَنْ تَغْرُبَ.

یعنی آیت ﴿فَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ﴾ کے معنی ہیں اول فجر یعنی اول دن اور عشی کے معنی ہیں جھکنا آفتاب کا یہاں تک کہ میرا گمان ہے کہ اس نے کہا کہ ڈوب جائے۔

بَابٌ ﴿مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ﴾ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْحَلَالُ وَالْحَرَامُ ﴿وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ﴾ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿وَمَا يُضِلُّ بِهٖ إِلَّا الْفَاسِقِيْنَ﴾ وَكَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ ﴿وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ وَكَقَوْلِهٖ ﴿وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اس کی بعض آیتیں کھلی ہیں یعنی اور کہا مجاہد نے کہ مراد محکم سے حلال اور حرام ہے اور بعض آیتیں کئی معنی مشتبہ کا احتمال رکھتی ہیں آپس میں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں مانند اس آیت کے کہ نہیں گمراہ کرتا اس کے ساتھ مگر گنہگاروں کو اور مانند اس آیت کے کہ ٹھہراتا ہے اللہ غضب اور رسوائی کو ان لوگوں پر جو نہیں سمجھتے اور مانند اس آیت کے کہ جنہوں نے راہ پائی زیادہ کی ان کو ہدایت۔

فائدہ: یہ تینوں آیتیں متشابہات کی مثال ہیں۔

فائدہ: روایت کی عبد بن حمید نے مجاہد سے بیچ تفسیر آیت: ﴿مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ﴾ کی کہا محکم وہ ہے کہ اس میں حلال اور حرام کا کھلم کھلا بیان ہے اور جو اس کے سوا ہے وہ متشابہ ہے بعض بعض کی تصدیق کرتا ہے یعنی معنی میں ایک دوسرے کے موافق ہیں جو معنی کہ ایک سے معلوم ہوتے ہیں تو گویا ایک کے معنی دوسرے کے معنی کو سچا کرتے ہیں۔

﴿زَيْغٌ﴾ شَكٌّ ﴿اِبْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ﴾ الْمُشْتَبِهَاتِ.

یعنی آیت ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ﴾ میں زیغ کے معنی شک ہیں اور فتنے کے معنی ہیں متشابہات یعنی واسطے سبب طلب کرنے متشابہات کے۔

فائدہ: یعنی تا کہ مبتلا کریں لوگوں کو ان کے دین سے واسطے قادر ہونے ان کے اوپر تحریف ان کی کے طرف مقاصد فاسدہ اپنے کے مانند حجت پکڑنے نصاریٰ کے ساتھ اس کے کہ قرآن ناطق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہے اور چھوڑ دیا ہے انہوں نے اس آیت کو ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ﴾ اور مثل اس آیت کے ﴿اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ﴾۔ (فتح)

﴿وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ﴾ يَعْلَمُوْنَ ﴿يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُو الْاَلْبَابِ﴾.

یعنی اور جو مضبوط علم والے ہیں سو اس کے معنی کو جانتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے اس پر۔

فائدہ: یہ جو مجاہد کا مذہب ہے اس آیت کی تفسیر میں یہ چاہتا ہے کہ واؤ والراسخون میں عاطفہ ہو اوپر معمول استثناء کے اور البتہ روایت کی عبدالرزاق نے ساتھ سند صحیح کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ وہ پڑھتے تھے ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِهٖ﴾ یعنی نہیں جانتا اس کے معنی کو مگر اللہ تعالیٰ اور کہتے ہیں مضبوط علم والے کہ ہم اس پر ایمان لائے پس یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی دلالت کرتی ہے کہ واؤ واسطے استیناف کے ہے یعنی یہاں سے کلام از سر نو شروع ہوتا ہے اس واسطے کہ اس روایت کے ساتھ اگرچہ قرأت ثابت نہیں ہوتی لیکن کم سے کم اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ہو یہ خبر ساتھ سند صحیح کے طرف ترجمان قرآن کے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سو مقدم کیا جائے گا کلام اس کا دوسروں کی کلام پر اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ آیت نے دلالت کی ہے اوپر مذمت اُن لوگوں کے جو متشابہات کی پیروی کرتے ہیں واسطے وصف کرنے ان کے ساتھ زیغ کے اور طلب کرنے فتنے کے اور تصریح کی ہے موافق اس کے باب کی حدیث نے اور دلالت کی ہے آیت نے اوپر مدح اُن لوگوں کے جنہوں نے سپرد کیا علم کو اللہ تعالیٰ کی طرف کہ جیسے کہ مدح کی اللہ نے غیب کے ساتھ ایمان لانے والوں کے۔ (فتح)

۴۱۸۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿هُوَ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيْلِهٖ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيْلَهٗ إِلَّا اللّٰهُ وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَأَيْتِ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَأُولٰئِكِ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ.

۴۱۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی وہی ہے جس نے اتاری تجھ پر کتاب بعض آیتیں اس کی پکی ہیں جو جڑ ہیں کتاب کی اور دوسری ہیں کئی طرف ملتی سو جن کے دل میں شک ہے وہ پیروی کرتے ہیں اس کی جو اس سے ایک دوسرے کی مانند ہیں واسطے طلب کرنے فتنے کے اور طلب کرنے مراد اس کی کے اولوا الالباب تک، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب تو ان کو دیکھے جو پیروی کرتے ہیں قرآن کی متشابہ آیتوں کی تو وہ لوگ وہی ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نام لیا یعنی گمراہ ہیں سو ان سے بچو یعنی ان کی صحبت سے پرہیز کرو اور ان کی بات نہ سنو۔

فائدہ: کہا ابو البقاء نے کہ اصل متشابہ کا یہ ہے کہ ہو درمیان دو کے سو جب بہت چیزیں متشابہ جمع ہوں تو ہو گی ہر ایک ان میں سے متشابہ واسطے دوسری کے پس صحیح ہو گا وصف اس کا ساتھ اس کے کہ وہ متشابہ ہے اور نہیں ہے یہ مراد کہ ایک آیت فی نفسہ متشابہ ہے کہا طبری نے کہا گیا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں اتری جنہوں نے حضرت ﷺ سے جھگڑا کیا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں اور بعض نے کہا کہ اس امت کی مدت کے بارے میں اور دوسری وجہ اولیٰ ہے اس واسطے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے امر کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کے واسطے بیان کر دیا ہے پس وہ معلوم ہے واسطے امت آپ کی کے برخلاف امر اس امت کے اس واسطے کہ اس کا علم بندوں سے پوشیدہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ یہ امت کب تک رہے گی اور اس کی عمر کتنی ہے اور کہا اس کے غیر نے کہ محکم قرآن کی وہ آیت ہے جس کے معنی صاف کھلے ہوں اور متشابہ اس کی نقیض ہے اور نام رکھا گیا محکم واسطے ظاہر ہونے مفردات کلام اس کی کے اور مضبوط ہونے ترکیب اس کی کے اور بعض کہتے ہیں کہ محکم وہ ہے جس کی مراد پہچانی جائے یا ساتھ ظاہر ہونے کے یا ساتھ تاویل کے اور متشابہ وہ جس کا علم اللہ ہی کو معلوم ہے مانند قائم ہونے قیامت کے اور نکلنے

دجال کے اور مانند حروف مقطعات کے سورتوں کی ابتدا میں اور محکم اور متشابہ کی تفسیر میں اور بھی بہت قول ہیں جو دس تک پہنچتے ہیں اور جن کو میں نے ذکر کیا یہ مشہور تر ہیں ان سب میں اور قریب تر ہیں طرف صواب کے اور کہا ابو منصور بغدادی نے کہ صحیح ہمارے نزدیک اخیر قول ہے اور کہا سمعانی نے کہ یہی ہے احسن اور مختار قول اوپر طریق اہل سنت کے اور پہلے قول پر چلے ہیں متاخرین اور کہا طیبی نے کہ مراد ساتھ محکم کے وہ چیز ہے کہ اس کے معنی صاف کھلے ہوں اور متشابہ اس کے برخلاف ہے اس واسطے کہ وہ لفظ کہ معنی کو قبول کرے یا نہ کرے اپنے معنی کے غیر کو قبول کرتا ہے یا نہیں دوسری قسم یعنی جو اور معنی کو قبول نہ کرے وہ نص ہے اور پہلی قسم جو معنی کو قبول کرے خالی نہیں اس سے کہ یا تو اس کی دلالت اس معنی پر راجح ہوگی یا نہیں پہلی قسم کا نام ظاہر ہے اور دوسری قسم یا اس کے مساوی ہوگی یا نہ ہوگی اول مجمل ہے اور ثانی مؤول ہے پس مشترک وہ نص ہے اور ظاہر وہ محکم ہے اور جو مجمل اور مؤول کے درمیان مشترک ہے وہ متشابہ ہے اور بعضوں نے کہا کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ بعض قرآن کا محکم ہے اور بعض متشابہ ہے اور نہیں معارض ہے یہ اس آیت کے ﴿اُحْكِمَتْ اٰيَاتُهٗ﴾ اس واسطے کہ مراد ساتھ احکام کے یہ ہے کہ اس کی نظم مضبوط ہے اور یہ کہ سب حق ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سے اور مراد ساتھ متشابہ کے ایک دوسرے کی مانند ہو حسن سیاق اور نظم میں بھی اور نہیں مراد ہے متشابہ ہونا اس کے معنی کا اس کے سامع پر اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ محکم کے بھی دو معنی ہیں اور متشابہ کے بھی دو معنی ہیں اور کہا خطابی نے کہ متشابہ دو قسم ہے ایک وہ ہے کہ جب پھیری جائے محکم کی طرف اور اعتبار کیا جائے اس کے ساتھ تو پہچانے جائیں اس کے معنی اور دوسری قسم وہ ہے کہ اس کی حقیقت کے معلوم کرنے کی طرف کوئی راہ نہیں اور یہ قسم وہی ہے جس کے پیچھے گمراہی والے لگتے ہیں سو اس کی مراد کو تلاش کرتے ہیں اور اس کی تہہ کو نہیں پہنچتے سو اس میں شک کرتے ہیں سو گمراہ ہو جاتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَاِنِّیْٓ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

٤١٨٤ - حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ إِلَّا وَالشَّیْطَانُ یَمَسُّهٗ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِّنْ مَّسِّ الشَّیْطَانِ إِیَّاهُ إِلَّا مَرْیَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ یَقُوْلُ

۴۱۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوتا مگر کہ شیطان اس کو چھو لیتا ہے جب کہ وہ پیدا ہوتا ہے سو وہ روا ٹھتا ہے چلا کر شیطان کے چھونے سے مگر مریم اور ان کے بیٹے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شیطان نے ہاتھ نہیں لگایا پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر چاہو تو یہ مطلب قرآن سے پڑھ لو کہ کہا ام مریم نے کہ میں تیری پناہ میں دیتی ہو اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے۔

أَبُوْ هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾.

فائدہ: اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور البتہ طعن کیا ہے صاحب کشاف نے اس حدیث کے معنی پر اور توقف کیا ہے اس کی صحت میں پس کہا کہ اگر صحیح ہو یہ حدیث تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر لڑکے کے گمراہ کرنے میں شیطان طمع کرتا ہے مگر مریم اور اس کے بیٹے میں اس واسطے کہ وہ دونوں معصوم تھے اور اسی طرح جو ان دونوں کی صفت میں ہو واسطے دلیل اس آیت کے ﴿إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ﴾ یعنی جو تیرے خالص بندے ہیں ان پر میرا قابو نہ چلے گا اور چلا اٹھنا لڑکے کا شیطان کے ہاتھ لگانے سے خیال دلانا ہے واسطے طمع کرنے اس کے بیچ اس کے جیسے وہ اس کو چھوتا ہے اور اپنا ہاتھ اس پر مارتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو میں بہکاتا ہوں اور بہرحال صفت چھونے کی پس نہیں اور اگر شیطان لوگوں کے چھونے پر مالک ہو تو البتہ بھر جائے دنیا چلانے سے اور کلام اس کا تعاقب کیا گیا ہے ساتھ کئی وجہ کے اور جس کو لفظ حدیث کا چاہتا ہے اس کے معنی میں کوئی اشکال نہیں اور نہیں مخالفت ہے واسطے اس کے کہ ثابت ہو چکا ہے پیغمبروں کے معصوم ہونے سے بلکہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ شیطان کو قدرت دی گئی اوپر چھونے ہر لڑکے کو وقت پیدا ہونے اس کے کی لیکن جو اللہ کے خالص بندوں سے ہو اس کو یہ چھونا بالکل نقصان نہیں کرتا اور خالص بندوں سے مریم اور اس کا بیٹا مستثنیٰ کیا گیا اس واسطے کہ وہ اپنی عادت کے موافق اس کو بھی چھونے لگا سو کوئی چیز اس کے درمیان حائل ہوئی جس نے اس کو چھونے سے روکا پس یہ وجہ ہے خاص ہونے کی اور نہیں لازم آتا اس سے غالب ہونا اس کا ان کے سوا اور خالص بندوں پر اور یہ جو کہا کہ اگر شیطان لوگوں پر مالک ہوتا الخ تو نہیں لازم آتا اس کے ہونے سے کہ ٹھہرایا گیا ہے اس کے واسطے یہ وقت پیدا ہونے بچے کے یہ کہ بدستور رہے یہ تسلط ہر ایک کے حق میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ﴾ لَا خَيْرَ ﴿أَلِيْمٌ﴾ مُؤْلِمٌ مُوْجِعٌ مِنَ الْأَلَمِ وَهُوَ فِيْ مَوْضِعِ مُفْعِلٍ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر اور اپنی قسموں پر قیمت تھوڑی ان کا کچھ حصہ نہیں یعنی نیکی سے اور الیم کے معنی ہیں مؤلم یعنی فعیل ساتھ معنی فاعل کے ہے مشتق ہے الم سے اس کے معنی ہیں درد دینے والا اور وہ بیچ جگہ مفعل کے ہے۔

۴۱۸۵ - حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ

۴۱۸۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو قسم کھائے ساتھ قسم صبر کے یعنی

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ یَمِیْنَ صَبْرٍ لِّیَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَّقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِیْقَ ذٰلِكَ ﴿إِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ﴾ إِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَیْسٍ وَّقَالَ مَا یُحَدِّثُكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِیَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِیْ بِئْرٌ فِیْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِّیْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیِّنَتُكَ أَوْ یَمِیْنُهُ فَقُلْتُ إِذًا یَّحْلِفَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنِ صَبْرٍ یَّقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ وَّهُوَ فِیْهَا فَاجِرٌ لَّقِیَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَیْهِ غَضْبَانُ.

اپنے آپ کو قسم پر بند کرے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کا مال لے سو اللہ تعالیٰ سے ملے گا اس حالت میں کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا سو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ بیشک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر قیمت تھوڑی اُن لوگوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں اور اللہ تعالیٰ اُن سے بات نہ کرے گا آخر آیت تک کہا ابو وائل نے سو اشعث بن قیس اندر آیا اور کہا کہ کیا حدیث بیان کی ہے تم سے ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے؟ ہم نے کہا ایسے ایسے اس نے کہا یہ آیت میرے حق میں اتری میرا ایک کنواں تھا میرے چچیرے بھائی کی زمین میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لا یا اس کی قسم معتبر ہوگی میں نے کہا یا حضرت اب وہ قسم کھائے گا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی قسم کھائے یمین صبر پر کہ اس کے ساتھ مسلمان کا مال لے اور وہ اس میں جھوٹا ہو تو ملے گا اللہ سے اس حال میں کہ اللہ اس پر نہایت غضبناک ہوگا۔

٤١٨٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِیٌّ هُوَ ابْنُ أَبِیْ هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَیْمًا أَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ عَنْ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ أَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا أَقَامَ سِلْعَةً فِی السُّوْقِ فَحَلَفَ فِیْهَا لَقَدْ أَعْطٰی بِهَا مَا لَمْ یُعْطِهٖ لِیُوْقِعَ فِیْهَا رَجُلًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا﴾ إِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ.

۴۱۸۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اسباب بازار میں کھڑا کیا یعنی اس کے بیچنے کے واسطے بازار میں کھڑا ہوا سو اس نے اس کے ساتھ قسم کھائی کہ البتہ وہ اس کے بدلے دیا گیا تھا جو نہیں دیا گیا تھا یعنی خریدار سے کہا کہ مجھ کو اتنی قیمت ملتی ہے یعنی جھوٹی قسم کھائی تا کہ کسی مسلمان کو اس میں ڈالے سو اتری یہ آیت کہ بیشک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر قیمت تھوڑی آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ دونوں حدیثیں شہادات میں گزر چکی ہیں اور نہیں مخالفت ہے درمیان ان دونوں کے اور محمول کیا جائے گا

اس پر کہ یہ آیت دونوں سبب میں اتری اور لفظ آیت کا عام تر ہے اس سے اسی واسطے واقع ہوا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کی ابتدا میں جو اس کو چاہتا ہے۔ (فتح)

٤١٨٧ ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِيْ بَيْتٍ أَوْ فِي الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ إِحْدَاهُمَا وَقَدْ أُنْفِذَ بِإِشْفًى فِيْ كَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَى الْأُخْرٰى فَرُفِعَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَآءُ قَوْمٍ وَّأَمْوَالُهُمْ ذَكِّرُوْهَا بِاللّٰهِ وَاقْرَءُوْا عَلَيْهَا ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ﴾ فَذَكَّرُوْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ.

۴۱۸۷۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں موزہ سیتی تھیں گھر میں یا حجرے میں یعنی حجرے میں جو گھر کے اندر تھا سو دونوں میں سے ایک عورت باہر آئی اور حالانکہ اس کی ہتھیلی میں آر (موچی کے جوتا سینے کا ہتھیار) چبھوئی گئی تھی سو اس نے دوسری عورت پر دعویٰ کیا سو یہ مقدمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف اٹھایا گیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر گواہ کے بغیر صرف دعویٰ پر لوگوں کو دلایا جائے تو بعض لوگ مردوں کے خونوں اور مالوں کا ناحق دعویٰ کریں سو لوگوں کے خون اور مال ضائع ہوں یا دلاؤ اس کو اللہ' یعنی عورت مدعا علیہا کو جھوٹی قسم سے اور اس کے گناہ سے ڈراؤ' اور اس پر یہ آیت پڑھو کہ تحقیق جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے قرار پر قیمت تھوڑی لوگوں نے اس کو نصیحت کی اس نے مان لیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعا علیہ پر تو قسم ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے کہنے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ پڑھو اس پر یہ آیت کہ جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے عہد پر قیمت تھوڑی اس واسطے کہ اس میں اشارہ ہے عمل کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرتا ہے اس پر عموم آیت کا نہ خصوص سبب نزول اس کے کا اور اس میں ہے کہ جس پر قسم متوجہ ہوتی ہے وعظ کیا جائے اس کو ساتھ آیت کے اور جو اس کے مانند ہے۔ (فتح)

بَابٌ ﴿قُلْ يٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ﴾ سَوَآءٍ قَصْدٍ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ اے کتاب والو! آؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے یعنی مسلم ہے یہ کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں سواء کے معنی ہیں قصد یعنی برابر۔

فائدہ: روایت کی طبری نے ابو العالیہ سے کہ مراد ساتھ کلمہ کے لا الہ الا اللہ ہے اور اس پر دلالت کرتا ہے سیاق آیت

کا کہ شامل ہے اس کو قول اس کا الا نعبد و لا نسئلك و لا يتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون الله اس واسطے کہ بیشک یہ سب داخل ہے کلمہ حق کے نیچے اور وہ لا الہ الا اللہ ہے اور اسی بنا پر کلمہ ساتھ معنی کلام کے ہے اور یہ جائز ہے لغت میں پس بولا جاتا ہے کلمہ بہت کلموں پر اس واسطے کہ بعض بعض کے ساتھ جڑ کر ایک کلمے کی قوت میں ہو گئے ہیں برخلاف اصطلاح نحویوں کے کہ وہ کلمہ اور کلام کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ (فتح)

٤١٨٨ - حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوْ سُفْيَانَ مِنْ فِيْهِ إِلٰى فِيَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّامِ إِذْ جِيْءَ بِكِتَابٍ مِّنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دَحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَآءَ بِهٖ فَدَفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ بُصْرٰى إِلٰى هِرَقْلَ قَالَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِّنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَدُعِيْتُ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلٰى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِّنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا فَأَجْلَسُوْنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَجْلَسُوْا أَصْحَابِيْ خَلْفِيْ ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهٖ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ إِنِّيْ سَآئِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ

۴۱۸۸۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا میں چلا یعنی شام کو تجارت کے واسطے اس مدت میں کہ میرے اور حضرت ﷺ کے درمیان حدیبیہ میں صلح قرار پائی تھی کہا سو جس حالت میں کہ ہم شام میں تھے کہ اچانک حضرت ﷺ کا خط ہرقل بادشاہ روم کے پاس لایا گیا اور دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ صحابی اس کو لایا تھا اس نے اس کو بصریٰ کے حاکم کے پاس پہنچایا اس نے اس کو ہرقل کے پاس پہنچایا سو ہرقل نے کہا کہ کیا کوئی اس جگہ ہے اس مرد کی قوم میں سے جو کہتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں؟ لوگوں نے کہا ہاں ابوسفیان نے کہا سو میں بلایا گیا مع چند مردوں قریش کے سو ہم ہرقل کے پاس اندر آئے سو اس نے ہم کو اپنے سامنے بٹھلایا پھر ہرقل نے اپنے ترجمان (جو ایک زبان کو دوسری زبان میں بیان کرے) کو بلایا سو بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہہ کہ میں اس شخص یعنی ابوسفیان سے اس مرد کا کچھ حال پوچھتا ہوں جو اپنے آپ کو پیغمبر کہتا ہے سو اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلاؤ یعنی اگرچہ دستور ہے کہ بادشاہوں کی کچہری میں کوئی کسی کو نہیں جھٹلاتا ان کی تعظیم کے واسطے لیکن ہرقل نے ان کو ایک مصلحت کے لیے اجازت دی کہا ابوسفیان نے قسم ہے اللہ کی کہ اگر مجھ کو یہ ڈر نہ ہوتا کہ میری کذب بیانی مشہور کریں گے تو البتہ میں حضرت ﷺ کے حق میں کچھ جھوٹ بولتا پھر بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھ کہ اس پیغمبر کا نسب تم

الَّذِیْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ فَإِنْ كَذَبَنِیْ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ وَايْمُ اللّٰهِ لَوْلَا اَنْ يُّؤْثِرُوْا عَلَیَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهٗ فِيْكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ اَيَتَّبِعُهٗ اَشْرَافُ النَّاسِ اَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ يَزِيْدُوْنَ اَوْ يَنْقُصُوْنَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهٗ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ تَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالًا يُصِيْبُ مِنَّا وَنُصِيْبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قَالَ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِیْ هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِیْ مَا هُوَ صَانِعٌ فِيْهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَمْكَنَنِیْ مِنْ كَلِمَةٍ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهٖ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ اَحَدٌ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ اِنِّیْ سَاَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهٖ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ اَنَّهٗ فِيْكُمْ ذُوْ حَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِیْ اَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَاَلْتُكَ هَلْ كَانَ فِیْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ اَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ اٰبَآئِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ رَجُلٌ يَّطْلُبُ مُلْكَ

میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ ہم میں نہایت شریف اور عمدہ خاندان سے ہے پھر بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں، بادشاہ نے پوچھا کہ بھلا پیغمبری کے دعوے سے پہلے کبھی اس کو تم جھوٹ کی تہمت بھی لگاتے تھے میں نے کہا نہیں بادشاہ نے پوچھا کہ سردار اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ؟ میں نے کہا بلکہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں بادشاہ نے پوچھا بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں؟ میں نے کہا گھٹتے نہیں بلکہ بڑھتے جاتے ہیں بادشاہ نے پوچھا بھلا کوئی اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے ناخوش ہو کر اس میں داخل ہونے کے بعد؟ میں نے کہا نہیں' بادشاہ نے کہا بھلا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں، بادشاہ نے کہا کہ تمہاری لڑائی اس سے کس طرح ہوئی؟ یعنی کون غالب ہوا؟ میں نے کہا کہ کبھی وہ ہم پر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب ہوتے ہیں' بادشاہ نے کہا بھلا کبھی قول کر کے دغا بھی کرتا ہے؟ میں نے کہا نہیں لیکن اب ہم سے اور اس سے صلح ہوئی ہے ہم کو معلوم نہیں کہ وہ اس مدت صلح میں کیا کرنے والا ہے کہ قول سے پھر جاتا ہے یا نہیں؟ ابوسفیان نے کہا قسم ہے اللہ کی کہ میں اس کلام کے سواء کسی کلام میں کچھ بات نہ ملا سکا' بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں میں اس طرح پیغمبری کا دعویٰ کسی نے آگے بھی کیا ہے یا نہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں' پھر بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ میں نے پوچھا کہ اس کا نسب تم میں کیسا ہے' تو نے کہا وہ ہم لوگوں میں نہایت شریف اور عالی خاندان ہے سو پیغمبر لوگ اسی طرح اپنی قوم میں شریف اور عمدہ خاندان ہوتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا

آبَآئِهِ وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضُعَفَآؤُهُمْ أَمْ
أَشْرَافُهُمْ فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ
أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ
بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ
لَّا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِّيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى
النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللهِ
وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِّنْهُمْ عَنْ دِيْنِهِ
بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ سَخْطَةً لَّهُ فَزَعَمْتَ أَنْ
لَّا وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ
الْقُلُوْبِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ أَمْ يَنْقُصُوْنَ
فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ
حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَزَعَمْتَ
أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوْهُ فَتَكُوْنُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ
وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَّنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُوْنَ مِنْهُ
وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ
الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا
يَغْدِرُ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ
هَلْ قَالَ أَحَدٌ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ
لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ
قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيْلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ
قَالَ بِمَ يَأْمُرُكُمْ قَالَ قُلْتُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ
وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ إِنْ يَّكُ مَا
تَقُوْلُ فِيْهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ
أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ وَلَوْ أَنِّيْ
أَعْلَمُ أَنِّيْ أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَآءَهُ وَلَوْ

کہ اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا تو نے کہا نہیں
میں کہتا ہوں اگر کوئی اس کے باپ دادے میں بادشاہ ہوا ہوتا
تو میں کہتا کہ یہ اپنی نبوت کے پردے میں اپنے باپ دادے
کی بادشاہی چاہتا ہے اور میں نے تجھ سے اس کے تابعداروں
کے حال سے پوچھا کہ غریب لوگ ہیں یا سردار' تو نے کہا بلکہ
غریب ہیں سو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ پہلے غریب لوگ ان
کے تابع ہوتے ہیں یعنی بڑے آدمی غرور سے بے نصیب
رہتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ پیغمبری کے دعوے
سے پہلے بھی کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے تو نے کہا
نہیں' سو میں نے جانا کہ جب وہ آدمیوں پر جھوٹ نہیں
باندھتا تو اللہ تعالیٰ پر کیونکر جھوٹ باندھے گا اور میں نے تجھ سو
پوچھا کہ کوئی اس کے دین سے ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے
اس میں داخل ہونے کے بعد، تو نے کہا کہ نہیں سو یہی حال
ہے ایمان کے نور کا جب کہ اس کے دل میں رچ گیا یعنی
ایمان کی یہی خاصیت ہے کہ اس کو تغیر نہیں ہوتا اور میں نے
تجھ سے پوچھا کہ اس کے تابعدار بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے
ہیں، تو نے کہا بڑھتے جاتے ہیں اور یہی حال ہے ایمان کا کہ
اس کو ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ کمال کو پہنچتا ہے اور میں نے
تجھ سے کہا کیا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہوتی ہے تو نے کہا
کہ ہمارے اور اس کے درمیان لڑائی ہوئی ہے اور لڑائی
تمہارے اور اس کے درمیان ڈولوں کی طرح ہوتی ہے کبھی وہ
تم پر غالب آتا ہے اور کبھی تم اس پر غالب ہوتے ہو سو یہی
دستور ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر
انجام کار ان کو فتح نصیب ہوتی ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا
کہ کبھی دغا بھی کرتا ہے تو نے کہا کہ نہیں سو یہی عادت ہوتی

كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ وَ﴿يَأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَةِ الْكِتَابِ ارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا قَالَ فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ حِيْنَ خَرَجْنَا لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِيْ كَبْشَةَ إِنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا بِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَآءَ الرُّوْمِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ دَارٍ لَّهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَّكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرَّشَدِ اٰخِرَ الْأَبَدِ وَأَنْ يَّثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ إِلَى الْأَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِقَتْ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ إِنِّيْ

ہے پیغمبروں کی کہ وہ ہرگز دغا نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس طرح پیغمبری کا دعویٰ اس سے پہلے بھی کسی نے کیا تھا تو نے کہا کہ نہیں میں کہتا ہوں کہ اگر کسی نے اس سے پہلے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہوتا تو میں یوں جانتا کہ اس شخص نے بھی اگلے قول کی پیروی کی، پھر بادشاہ نے کہا کہ اگر یہ سب باتیں جو تو اس کے حق میں کہتا ہے سچی ہیں تو بیشک وہ شخص پیغمبر ہے اور میں آگے سے جانتا تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہے لیکن مجھ کو گمان نہ تھا کہ تم عرب لوگوں میں ہوگا اور اگر میں جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اس کے دیدار کا عاشق ہوتا اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے قدم دھوتا اور البتہ اس کی سلطنت میرے قدم کے نیچے تک پہنچے گی پھر بادشاہ نے حضرت ﷺ کا خط مانگا تو اس کو پڑھا تو اچانک اس کا یہ مضمون تھا کہ یہ خط ہے اللہ کے رسول کا ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے سلام ہے اس پر جو راہِ راست پر چلا اس کے بعد میں تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے اسلام قبول کرتا کہ تو دین و دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا یعنی ایک ثواب عیسوی دین قبول کرنے کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا اور اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت اور تابعداروں کا گناہ پڑے گا یعنی جب تو مسلمان نہ ہوا تو رعیت بھی مسلمان نہ ہوگی تو ان کی گمراہی کا عذاب بھی تجھ پر ہوگا اور اے کتاب والو! آؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعض کو اللہ کے سوا اپنا رب اور مالک نہ بنائیں سو اگر اہل کتاب توحید

إِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِينِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِي أَحْبَبْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ.

سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الٰہی کے فرمانبردار ہیں سو جب وہ خط پڑھ چکا تو دربار میں آوازیں بلند ہوئیں اور بہت شور وغل ہوا پھر ہم بموجب حکم کے دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب ہم نکالے گئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ محمد ﷺ کا یہ رتبہ پہنچا کہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے سو اس وقت سے ہمیشہ مجھ کو یقین رہا کہ حضرت ﷺ سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو اسلام میں داخل کیا، کہا زہری نے کہ پھر ہرقل نے روم کے سردار بلا کر اپنے ایک مکان میں جمع کیے سو کہا اے گروہ روم کے اگر قیامت تک اپنی ہدایت اور بہتری چاہتے ہو اور اپنی بادشاہی کا قیام چاہتے ہو تو اس پیغمبر پر ایمان لاؤ سو وہ بھڑ کے اور جنگلی گدھوں کی طرح بھاگے سو انہوں نے دروازے بند پائے کہا کہ ان کو میرے پاس لاؤ سو بادشاہ نے ان کو بلایا اور کہا کہ میں نے تو تمہارے دین کی مضبوطی آزمائی تھی شاباش جو بات مجھ کو پسند تھی وہی میں نے تم سے دیکھی پھر ان لوگوں نے بادشاہ کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث کے اس طریقے میں ہرقل اور ابوسفیان کے سوال اور جواب باترتیب واقع ہوئے ہیں جس طور سے کہ واقع ہوئے اور حاصل تمام سوالوں کا ثابت ہونا پیغمبری کی نشانیوں کا تمام میں سو ان میں بعض ایسی ہیں جن کو اس نے اگلی کتابوں سے لیا اور بعض ایسی ہیں جن کو عادت کے ساتھ استقرا کیا اور بدء الوحی میں جوابات بے ترتیب واقع ہوئے ہیں اور یہ جو ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اسے کہہ یعنی ابوسفیان سے میں نے تجھ سے پوچھا ترجمان کی زبان پر اس واسطے کہ ترجمان دوہراتا تھا ہرقل کی کلام کو اور دوہراتا تھا واسطے اس کے ابوسفیان کی کلام کو اور نہیں بعید ہے کہ ہرقل عربی زبان کو سمجھتا ہو لیکن اپنی زبان کے سوا اور زبان میں کلام کرنے کو عار جانتا تھا جیسے کہ جاری ہے یہ عادت عجم کے بادشاہوں کی اور یہ جو ابوسفیان نے کہا کہ ہم کو نماز اور زکوۃ وغیرہ سکھلاتا ہے تو اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں مامور ہرقل کے نزدیک معروف تھیں اسی واسطے اس نے ان کے حقائق سے سوال

نہ کیا اور یہ جو کہا کہ اگر یہ سب باتیں جو تو کہتا ہے سچ ہیں تو بیشک وہ شخص پیغمبر ہے تو جہاد میں واقع ہوا ہے کہ یہ صفت پیغمبر کی ہے اور واقع ہوا ہے بیچ امالی محاملی کے ہشام کے طریق سے اس نے روایت کی ابوسفیان سے کہ بصرے کے حاکم نے اس کو پکڑا اور وہ سوداگری میں تھے پس ذکر کیا قصہ مختصر اور اس کے اخیر میں اتنا زیادہ ہے کہ اس نے مجھ کو خبر دی کہ اگر تو محمد ﷺ کی صورت کو دیکھے تو پہچان لے گا میں نے کہا ہاں سو میں ان کے ایک عبادت خانے میں داخل کیا گیا اس میں بہت تصویریں تھیں سو مجھ کو حضرت ﷺ کی تصویر نظر نہ آئی پھر میں دوسرے عبادت خانے میں داخل کیا گیا سو اچانک میں نے حضرت ﷺ کی تصویر دیکھی ساتھ تصویر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور ابونعیم کے دلائل النبوۃ میں سند ضعیف کے ساتھ روایت ہے کہ ہرقل نے ان کے واسطے ایک ڈبہ سونے کا نکالا اس پر سونے کا تالا تھا سو اس نے اس میں سے ایک ریشم لپیٹا ہوا نکالا کہ اس میں تصویریں تھیں سو ہرقل نے اس کو ان کے سامنے کیا یہاں تک کہ ان سب میں پچھلی حضرت ﷺ کی تصویر تھی تو ہم سب نے کہا کہ یہ تصویر محمد ﷺ کی ہے سو ہرقل نے ان کے واسطے ذکر کیا کہ یہ پیغمبروں کی تصویریں ہیں اور یہ ان کے خاتم ہیں اور یہ جو ہرقل نے کہا کہ مجھ کو معلوم تھا کہ اس وقت میں پیغمبر ظاہر ہوا چاہتا ہے الخ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھ کو معلوم تھا کہ عنقریب ایک پیغمبر اس زمانے میں ظاہر ہوگا لیکن مجھ کو اس کی تعیین معلوم نہ تھی اور گمان کیا ہے بعض شارحین نے کہ اس کو گمان تھا کہ بنی اسرائیل سے ہوگا اس واسطے کہ ان میں بہت پیغمبر پیدا ہوئے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ اعتماد ہرقل کا اس میں تھا اس چیز پر کہ واقف ہوا وہ اس پر اسرائیلی کتابوں سے اور وہ سب تصریح کرنے والی ہیں ساتھ اس کے کہ آخر زمانے میں جو پیغمبر ہوگا وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوگا پس محمول ہوگا قول اس کا لم اکن اظن انه منکم یعنی قریش میں سے اور یہ کہ جو اس نے کہا کہ البتہ میں اس کے دیدار کا عاشق ہوتا تو بدء الوحی میں یہ لفظ ہے لتجشمت لقاءہ یعنی میں تکلیف اٹھا کر اس کے پاس پہنچتا اور اختیار کرتا مشقت کو بیچ اس کے لیکن ڈرتا ہوں کہ اس سے پہلے کاٹا جاؤں اور نہیں ہے کوئی عذر واسطے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس نے حضرت ﷺ کی صفت پہچانی لیکن اس نے اپنے ملک کی حرص کی اور ریاست کے باقی رکھنے میں رغبت کی سو اس کو مقدم کیا اور صحیح بخاری میں یہ صریح آچکا ہے کہ کہا نووی نے کہ اس قصے میں کئی فائدے ہیں ایک یہ کہ جائز ہے خط و کتابت کرنا کفار سے اور بلانا ان کو اسلام کی طرف لڑنے سے پہلے اور اس میں تفصیل ہے سو جس کو دعوت اسلام کی نہ پہنچی واجب ہے ڈرانا اس کا پہلے لڑنے کے نہیں تو مستحب ہے اور ایک فائدہ واجب ہونا عمل کا ہے ساتھ خبر واحد کے ورنہ نہ ہوگا بیچ بھیجنے خط کے تنہا دحیہ کے ساتھ کوئی فائدہ اور ایک یہ کہ واجب ہے عمل ساتھ خط کے جب کہ قائم ہوں قرائن اس کے سچ ہونے پر اور یہ کہ مستحب ہے شروع کرنا خط کا ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے اگرچہ جس کی طرف خط بھیجا گیا ہے کافر ہو اور حدیث میں آیا ہے کہ جو امر ذی شان حمد اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جائے پس وہ ناتمام ہے روایت کیا ہے اس کو ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں

لیکن اس کی سند صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت کے پس روایت مشہور ساتھ لفظ حمد اللہ کے ہے اور اس کے سوا جتنے الفاظ ہیں ان کی سندیں واہیہ ہیں پھر لفظ اگرچہ عام ہے لیکن مراد ساتھ اس کے خصوص ہے اور وہ امر وہ ہے کہ حاجت ہوتی ہے اس میں طرف مقدم کرنے خطبے کے اور بہر حال مراسلات پس نہیں جاری ہوئی ہے عادت شرعیہ اور نہ عرفیہ ساتھ شروع کرنے اس کے الحمد سے اور یہ نظیر ہے اس حدیث کی جو ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو خطبہ کہ اس میں تشہد نہ ہو پس وہ مانند ہاتھ ناقص کے ہے پس شروع کرنا ساتھ الحمد کے اور شرط ہونا تشہد کا خاص ہے ساتھ خطبے کے برخلاف باقی اہم امور کے کہ بعض ان میں سے پوری بسم اللہ کے ساتھ شروع کیے جاتے ہیں اور بعض ساتھ کسی لفظ کے ذکر مخصوص سے مانند تکبیر کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا کوئی خط حمد کے ساتھ شروع نہیں کیا بلکہ بسم اللہ کے ساتھ اور یہ جو کہا کہ مسلمان ہو جا آفات سے سلامت رہے گا تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو اسلام میں داخل ہوا وہ آفات سے سلامت رہتا ہے اس اعتبار سے کہ نہیں خاص ہے یہ ساتھ ہرقل کے جیسا کہ وہ خاص نہیں ساتھ دوسرے حکم کے اور وہ قول اس کا کہ وہ مسلمان ہو جا اللہ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا اس واسطے کہ وہ عام ہے ہر اس شخص کے حق میں کہ اپنے پیغمبر کے ساتھ ایمان لایا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لایا اور دوسری بار جو کہا کہ اسلام لا تو پھر یہ تاکید ہے اور احتمال ہے کہ پہلی بار اسلام لانے سے مراد یہ ہو کہ نہ اعتقاد کر مسیح کے حق میں جو نصاریٰ کرتے ہیں اور اسلام لا دوسری بار یعنی اسلام میں داخل ہو جا۔

تنبیہ: خط میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو یہ نہیں لکھا کہ میری پیغمبری کے ساتھ بھی ایمان لا لیکن شامل ہو گیا ہے آپ کے قول میں کہ سلام اس کو جو راہِ راست پر چلا اور آپ کے اس قول میں کہ میں تجھ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اس واسطے کہ یہ سب شامل ہے دونوں شہادتوں کے اقرار کو اور ازہری نے حکایت کی ہے کہ اریسیین مجوس کی ایک قوم کا نام ہے جو آگ کو پوجتے تھے پس اسی بنا پر اس حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ تم پر گناہ ہے مثل مجوس کے اور یہ جو کہا کہ ہرقل نے روم کے سردار ایک مکان میں جمع کیے تو بدء الوحی میں ہے کہ وہ خود اس مکان کے اوپر بلندی میں تھا سو اس نے ان پر جھانکا اور یہ کام اس نے اس واسطے کیا کہ وہ اپنی جان پر ڈرا کہ کہیں اس کی بات پر انکار کریں اور اس کی قتل کی طرف دوڑ پڑیں اور یہ جو کہا کہ آوازیں بلند ہوئیں تو جہاد میں واقع ہوا ہے کہ جب ہرقل اپنی بات تمام کر چکا تو بلند ہوئیں آوازیں ان کی جو اس کے گرد روم کے سردار تھے اور ان کا بہت شور وغل ہوا سو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کہا لیکن حال کے قرینوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شور ان کا اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے سمجھا کہ ہرقل کی میل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی طرف تھی اور وہ چاہتا تھا کہ اس پر ایمان لائے اور یہ جو کہا کہ آخر الابد یعنی تمہاری بادشاہی قیامت تک رہے اس واسطے کہ اس نے پہچانا پہلی کتابوں سے کہ اس امت کے بعد اور کوئی امت نہیں اور ان کے دین کے بعد اور کوئی دین نہیں اور یہ کہ جو اس میں داخل ہو وہ اپنی جان سے امن میں رہتا ہے سو کہا اس نے

یہ واسطے ان کے اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اس کو سجدہ کیا تو یہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ ان کا دستور تھا کہ اپنے بادشاہوں کو سجدہ کیا کرتے تھے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ زمین چومنے ان کے حقیقتاً اس واسطے کہ جو یہ کرتا ہے اکثر اوقات اس کی صورت سجدہ کرنے والے کی ہو جاتی ہے اور اس حدیث میں اور کئی فائدے ہیں علاوہ ان کے جو پہلے گزرے شروع کرنا ساتھ نام کاتب کے پہلے مکتوب الیہ سے اور اگر مکتوب الیہ کا نام پہلے لکھا جائے تو اس میں بھی کوئی عیب نہیں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ إِلٰى ﴿بِهِ عَلِيْمٌ﴾.

باب ہے تفسیر میں اس آیت کے کہ ہرگز نہ پہنچو گے نیکی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اس چیز سے کہ اس سے محبت رکھتے ہو آخر آیت تک۔

٤١٨٩ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ نَخْلًا وَّكَانَ أَحَبَّ أَمْوَالِهِ إِلَيْهِ بَيْرُحَاءَ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ فَلَمَّا أُنْزِلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ وَّقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي

۴۱۸۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی کھجور کے باغوں میں سب انصاریوں سے زیادہ تر تھے اور اس کے سب مال سے اس کو وہ باغ بہت پیارا تھا جس کا نام بیرحاء تھا اور وہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیتے تھے سو جب آیت تری کہ ہرگز نہ پہنچو گے تم نیکی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اپنے پیارے مال میں سے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو عرض کیا کہ یا حضرت! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہرگز نہیں پاؤ گے تم نیکی کو یہاں تک کہ خرچ کرو اپنے محبوب مال میں سے اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیرحاء بہت پیارا ہے سو میں نے اس کو اللہ کی راہ میں خیرات کیا میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک یعنی میں اس کو آگے بھیج کر جمع کرتا ہوں تا کہ اس کو اللہ کے نزدیک پاؤں سو یا حضرت! جس کو مناسب دیکھیں اس کو دے دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شاباش یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے اور البتہ میں نے سنا جو تو نے کہا اور میں بہتر جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابتیوں میں تقسیم کر دے

الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ مَّالٌ رَّابِحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيٍّ وَأَنَا أَقْرَبُ إِلَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا.

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میں یہ کام کرتا ہوں سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں اور چچیرے بھائیوں میں تقسیم کر دیا' عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے کہا کہ یہ مال جانے والا ہے اور یحییٰ بن یحییٰ نے ہمیں حدیث سنائی کہ میں نے مالک پر پڑھا یہ مال جانے والا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ وہ باغ اس نے حسان اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کو دیا اور مجھ کو کچھ نہ دیا اور حالانکہ میں اس کے نزدیک ان دونوں سے زیادہ قریب تھا۔

فائدہ: اور جن لوگوں نے اس آیت کے ساتھ عمل کیا ان میں سے ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں کہ انہوں نے اس آیت کو پڑھا کہا سو میں نے اپنے نزدیک اپنی لونڈی رومی سے کوئی چیز پیاری نہ پائی سو میں نے کہا کہ وہ اللہ کے واسطے آزاد ہے سو اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اللہ کے لیے دی ہوئی چیز کو پھیر نہیں لوں گا تو البتہ میں اس سے نکاح کرتا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ کہہ لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو؟

٤١٩٠ - حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَأَةٍ قَدْ زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ بِمَنْ زَنٰى مِنْكُمْ قَالُوْا نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا فَقَالَ لَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ الرَّجْمَ فَقَالُوْا لَا نَجِدُ فِيْهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوْهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِيْ يُدَرِّسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهٗ عَلٰى

۴۱۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود اپنے ایک مرد اور عورت کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے دونوں نے زنا کیا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم کس طرح کرتے ہو جو تم میں زنا کرے؟ یہود نے کہا کہ ہم دونوں پر گرم پانی ڈالتے ہیں یا ان کا منہ کالا کرتے ہیں اور ان کو مارتے ہیں' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم توراۃ میں رجم کرنا نہیں پاتے؟ یہود نے کہا کہ ہم اس میں کچھ نہیں پاتے تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ تم جھوٹے ہو سو لاؤ توراۃ اور اس کو پڑھو اگر تم سچے ہو؟ یعنی سو وہ توراۃ لائے تو اس کے مدرس نے جو اس کا درس کرتا تھا اپنی ہتھیلی رجم کی آیت پر رکھی اور اس کے آگے پیچھے کی آیت پڑھنے لگا اور رجم

ايَةِ الرَّجْمِ فَطَفِقَ يَقْرَأُ مَا دُوْنَ يَدِهٖ وَمَا وَرَآئَهَا وَلَا يَقْرَأُ ايَةَ الرَّجْمِ فَنَزَعَ يَدَهٗ عَنْ ايَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ مَا هٰذِهٖ فَلَمَّا رَاَوْا ذٰلِكَ قَالُوْا هِيَ ايَةُ الرَّجْمِ فَأَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِّنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَآئِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ فَرَأَيْتُ صَاحِبَهَا يَحْنِيْ عَلَيْهَا يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.

کی آیت نہ پڑھتا تھا سو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ رجم کی آیت پر سے کھینچا اور کہا یہ کیا ہے؟ سو جب انہوں نے دیکھا تو کہا کہ یہ رجم کی آیت ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رجم کرنے کا حکم دیا سو دونوں رجم کیے گئے قریب جنازے کی جگہ سے مسجد کے پاس سو میں نے اس عورت کے ساتھی کو دیکھا کہ اس پر جھکتا تھا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حدود میں آئے گی۔

بَابٌ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تم بہتر ہو سب امتوں سے کہ نکالے گئے یعنی مقرر کیے گئے۔

٤١٩١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَّيْسَرَةَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾ قَالَ خَيْرَ النَّاسِ لِلنَّاسِ تَأْتُوْنَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِيْ أَعْنَاقِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْا فِي الْإِسْلَامِ.

۴۱۹۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ تم بہتر امت ہو کہ نکالے گئے واسطے لوگوں کے کہا کہ بہتر لوگوں میں واسطے لوگوں کے کہ لاتے ہیں ان کو زنجیروں میں بندھے یہاں تک کہ اسلام میں داخل ہوں گے کہ سبب ہے سب عادتوں دینی اور دنیاوی کا۔

فائدہ: یہ جو کہا خیر الناس للناس یعنی بہتر بعض لوگوں میں واسطے بعض کے یعنی زیادہ نفع پہنچانے والے واسطے ان کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس واسطے ہوا کہ وہ ان کے مسلمان ہونے کا سبب ہوئے اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا کہ اگر اللہ چاہتا تو کہتا انتم خیر امة سو ہم سب بہتر ہوتے لیکن کہا کنتم پس یہ آیت خاص ہے واسطے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جوان کا سا کام کرے اور یہ روایت منقطع ہے احمد اور نسائی وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ آیت مہاجرین کے حق میں ہے پس نہ خاص تر ہے پہلی وجہ سے اور طبرانی نے روایت کی ہے کہ یہ آیت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور سالم رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اور یہ وجہ زیادہ تر خاص ہے دوسری وجہ سے اور طبرانی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ معنی اس کے اوپر شرط مذکور کے ہیں یعنی تم نیک بات بتلاتے ہو برے کام سے روکتے ہو الخ اور یہ عام تر ہے آئی ہے بیچ سبب اس حدیث کے وہ خبر کہ روایت کی ہے طبری وغیرہ نے عکرمہ سے کہ تم سے اگلے لوگ ایک دوسرے شہر میں بے خوف نہیں ہوتے تھے ایک دوسرے کو

مار ڈالتا تھا سو جب تم پیدا ہوئے تو سرخ وسیاہ لوگوں نے تم میں امن پایا اور ایک روایت میں اس سے آیا ہے کہ ایسی کوئی امت نہیں ہوئی کہ اس میں بہت قسم کے لوگ داخل ہوئے ہوں مانند اس امت کے اور اسی طرح روایت ہے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور یہ سب چاہتا ہے اس کو کہ آیت سے مراد ساری امت ہے اگلی پچھلی اور تائید کی گئی ہے اس کی ساتھ حدیث بہز بن حکیم رضی اللہ عنہ کے اس نے روایت کی اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے اس آیت کی تفسیر میں کہ تم ہو بہتر امت جو پیدا ہوئے واسطے لوگوں کے فرمایا تم پورا کرنے والے ہو ستر امت کو سب میں بہتر اور بزرگ تر ہو نزدیک اللہ کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب قصد کیا دو گروہوں نے تم میں سے یہ کہ بزدلی کریں۔

٤١٩٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا يَقُوْلُ فِيْنَا نَزَلَتْ ﴿إِذْ هَمَّتْ طَآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾ قَالَ نَحْنُ الطَّآئِفَتَانِ بَنُوْ حَارِثَةَ وَبَنُوْ سَلِمَةَ وَمَا نُحِبُّ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَّمَا يَسُرُّنِيْ أَنَّهَا لَمْ تُنْزَلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ ﴿وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا﴾.

۴۱۹۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت ہمارے حق میں اتری کہ جب قصد کیا دو گروہوں نے تم میں سے یہ کہ نامردی کریں اور اللہ تھا مددگار ان کا کہا ہم ہیں دونوں گروہ بنی حارثہ اور بنی سلمہ اور ہم کو خوش نہیں لگتا کہ یہ آیت نہ اترتی واسطے فرمانے اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ تھا مددگار ان کا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح جنگ احد میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تیرا کچھ اختیار نہیں۔

٤١٩٣ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ

۴۱۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب نماز فجر کی پچھلی رکعت میں رکوع سے سر اٹھاتے تو کہتے الٰہی! لعنت کر فلاں کو اور فلاں کو اور فلاں کو بعد کہنے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں آخر آیت تک۔

الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَإِنَّهُمْ ظَالِمُوْنَ﴾ رَوَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

فائدہ: ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ تھے حضرت ﷺ بد دعا کرتے صفوان بن امیہ پر اور سہیل بن عمیر پر اور حارث بن ہشام پر سو یہ آیت اتری اور ترمذی وغیرہ کی روایت میں اتنا زیادہ ہے سو اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی ہدایت کی سو وہ سب مسلمان ہو گئے۔ (فتح)

٤١٩٤ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّدْعُوَ عَلٰى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ لِأَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَّعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ يَجْهَرُ بِذٰلِكَ وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ بَعْضِ صَلَاتِهٖ فِيْ صَلَاةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا لِأَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۱۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کسی پر بد دعا یا کسی کے واسطے دعا کرنے کا ارادہ کرتے تھے یعنی نماز میں تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تھے سو اکثر اوقات سمع اللہ لمن حمدہ الخ کے بعد یوں کہتے الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو اور سلمہ بن ہشام کو اور عیاش بن ابی ربیعہ کو الٰہی! عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا اس کو پکار کر پڑھتے تھے اور بعض وقت اپنی فجر کی نماز میں کہتے تھے کہ الٰہی! لعنت کر فلاں کو اور فلاں کو عرب کے کئی گروہوں پر بد دعا کرتے یعنی رعل اور ذکوان اور عصیہ پر یہاں تک کہ یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں آخر آیت تک۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ رکوع کے بعد قنوت پڑھتے تو تمسک کیا ہے ساتھ مفہوم اس کے کی جو گمان کرتا ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے اور اس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ رکوع کے بعد اس وقت ہوتی ہے جب کہ کسی پر بد دعا یا کسی کے واسطے دعا کرنے کا ارادہ ہو اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ مفہوم اس کا یہ ہو کہ نہیں واقع ہوتی

قنوت مگر اسی حالت میں اور تائید کرتی ہے اس کی وہ حدیث جو ابن خزیمہ نے سند صحیح کے ساتھ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت نہیں پڑھتے تھے مگر جب کہ کسی قوم پر بد دعا کرتے یا کسی کے واسطے دعا کرتے اور قنوت کا بیان وتر کے بیان میں گزر چکا ہے اور یہ جو کہا کہ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں تو پہلے گزر چکا ہے اشکال اس کا جنگ احد میں اور یہ کہ قصہ رعل اور ذکوان کا اُحد کے بعد تھا اور اس آیت کا نزول اُحد کے قصے میں تھا پس کس طرح متاخر ہوگا سبب نزول کا آیت کے نزول سے پھر ظاہر ہوئی واسطے میرے علت خبر کی اور یہ کہ اس میں ادراج ہے اور یہ قول اس کا حتی انزل اللہ منقطع ہے زہری سے مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن کافروں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت توڑا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی سو یہ آیت اتری کہ تیرا کچھ اختیار نہیں اور طریق تطبیق کا درمیان اس کے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعا کی مذکورین پر اس کے بعد اپنی نماز میں سو اتری آیت دونوں امر میں اس چیز میں کہ واقع ہوئی واسطے آپ کے امر مذکور سے اور اس چیز میں کہ پیدا ہوئی اس سے بد دعا کرنے سے اوپر ان کے اور یہ سب اُحد میں ہے برخلاف قصے رعل اور ذکوان کے کہ وہ اجنبی ہے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ تھا قصہ ان کا اس کے بعد اور متاخر ہوا نزول آیت کا اپنے سبب سے تھوڑا سا پھر آیت ان سب امروں میں اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْ أُخْرَاكُمْ﴾ وَهُوَ تَأْنِيْثُ اٰخِرِكُمْ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ فَتْحًا أَوْ شَهَادَةً.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ رسول تم کو تمہارے پیچھے سے بلاتا تھا اور وہ تانیث ہے آخر کم کی۔ • یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا اِلَّا اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ یعنی کہہ نہیں انتظار کرتے تم ہمارے حق میں مگر دو خوبی میں سے ایک کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ایک دو خوبی سے فتح یا شہادت ہے

فائدہ: اور محل اس تعلیق کا سورۂ برأت ہے اور یہ شاید بخاری رحمہ اللہ نے وارد کیا ہے اس کو اس جگہ واسطے اشارہ کرنے کے کہ ایک دو خوبی سے جنگ اُحد میں واقع ہوئی اور وہ شہادت ہے۔

٤١٩٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ

۴۱۵۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے دن پیادوں پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو سردار مقرر کیا سو سامنے آئے شکست کھا کے پس یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کہ جب رسول ان کو پیچھے سے بلاتا تھا اور نہ باقی

أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْ أُخْرَاهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا.

رہا ساتھ حضرت ﷺ کے کوئی سوائے بارہ مردوں کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أَمَنَةً نُّعَاسًا﴾.

بیان میں اس آیت کے کہ پھر اتارا تم پر غم کے بعد امن کو کہ وہ اونگھ تھی۔

٤١٩٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُوْ يَعْقُوْبَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ أَبَا طَلْحَةَ قَالَ غَشِيَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِيْ مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ قَالَ فَجَعَلَ سَيْفِيْ يَسْقُطُ مِنْ يَّدِيْ وَاٰخُذُهٗ وَيَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ.

۴۱۹۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم کو اونگھ نے ڈھانکا اور حالانکہ ہم اپنی صف جنگ میں کھڑے تھے جنگ اُحد کے دن سو میری تلوار میرے ہاتھ سے گرنے لگی اور میں اس کو پکڑتا تھا اور گرتی تھی اور میں اس کو پکڑتا تھا یعنی ایسی اونگھ آئی کہ تلوار کئی بار میرے ہاتھ سے گر پڑی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿الَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا أَجْرٌ عَظِيْمٌ﴾ ﴿الْقَرْحُ﴾ الْجِرَاحُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جن لوگوں نے حکم مانا اللہ اور رسول کا اس کے بعد کہ ان کو زخم پہنچا اور جو ان میں نیک ہیں اور پرہیز گار ان کو ثواب ہے بڑا۔

﴿اِسْتَجَابُوْا﴾ أَجَابُوْا ﴿يَسْتَجِيْبُ﴾ يُجِيْبُ.

یعنی استجابوا کے معنی ہیں اجابوا یعنی حکم مانا اور یستجیب کے معنی ہیں یجیب۔

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ﴿وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ﴾ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد کیا ہے بخاری نے واسطے شہادت لینے کے دوسری آیت کے لیے۔

تنبیہ: نہیں وارد کی بخاری نے اس باب میں کوئی حدیث اور شاید اس نے اس کے واسطے بیاض چھوڑا ہو گا اور لائق اس کے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے کہ اس نے اس آیت میں عروہ سے کہا کہ اے بھتیجے! تیرے دونوں باپ ان میں سے تھے یعنی زبیر اور ابوبکر رضی اللہ عنہما اور یہ حدیث مع شرح اپنی کے مغازی میں گزر چکی ہے اور ابن عیینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب مشرکین جنگ اُحد سے پھرے تو کہا کہ نہ تم نے محمد ﷺ کو قتل کیا اور نہ نوجوان

عورتوں کو تم نے اپنے پیچھے سوار کیا تم نے برا کیا سو وہ جنگ کے واسطے پھر آئے حضرت ﷺ نے لوگوں کو بلایا لوگوں نے آپ کا حکم قبول کیا یہاں تک کہ پہنچے حمراء الاسد میں تو مشرکوں کو یہ خبر پہنچی انہوں نے کہا ہم آئندہ سال کو پھر آئیں گے سو اللہ تعالیٰ نے یہ اتاری کہ جن لوگوں نے حکم مانا اللہ اور رسول کا۔ (فتح)

بَابٌ ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ﴾ الْآيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جن کو لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے واسطے لشکر جمع کیا ہے۔

٤١٩٧ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ أُرَاهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ قَالَهَا إِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا ﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾.

۴۱۹۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ بس ہے ہم کو اللہ کیا خوب کارساز ہے یہ کلمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا جب کہ آگ میں ڈالے گئے اور حضرت ﷺ نے کہا جب کہ لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے واسطے لشکر جمع کیا ہے سو تم ان سے ڈرو سو زیادہ کیا اس بات نے ان کو ایمان میں اور کہا کہ بس کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔

٤١٩٨ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ اٰخِرَ قَوْلِ إِبْرَاهِيْمَ حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

۴۱۹۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھا آخری قول ابراہیم علیہ السلام کا جب کہ آگ میں ڈالے گئے حسبی اللہ ونعم الوکیل۔

فائدہ: پہلی حدیث میں جو کہا کہ حضرت ﷺ نے یہ کلمہ فرمایا جب لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے واسطے لشکر جمع کیا ہے تو یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی ہے ابن اسحاق نے دراز اس قصے میں کہ ابوسفیان پھر آیا ساتھ قریش کے اس کے بعد کہ متوجہ ہوا جنگ اُحد سے سو معبد خزاعی اس سے ملا اور اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ کو بڑے لشکر میں دیکھا اور البتہ جمع ہوئے ہیں ساتھ آپ کے وہ لوگ جو جنگ سے پیچھے رہے سو اس خبر نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو موڑا سو وہ مکے کو پھر گئے اور ابوسفیان نے کئی لوگوں کو بھیجا سو انہوں نے آ کر حضرت ﷺ کو خبر دی کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی آپ کا قصد رکھتے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بس کافی ہے ہم کو اللہ اور کیا خوب کارساز ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ گمان کریں جو لوگ بخل کرتے ہیں اس چیز پر کہ اللہ تعالیٰ ان کو دے اپنے فضل سے کہ یہ بہتر ہے ان کے حق میں بلکہ وہ برا ہے ان کے واسطے آگے طوق پڑے گا ان کو جس پر بخل کیا تھا قیامت کے دن۔

﴿سَيُطَوَّقُوْنَ﴾ كَقَوْلِكَ طَوَّقْتُهُ بِطَوْقٍ.

یعنی اور ابوعبید نے کہا سیطوقون کی تفسیر میں کہ ان کے گلے میں طوق ڈالا جائے گا جیسے تو کہے کہ میں نے اس کو طوق پہنایا اور اس کے گلے میں طوق ڈالا اور ایک روایت میں ہے کہ آگ کا طوق ڈالا جائے گا۔

٤١٩٩ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهٗ مُثِّلَ لَهٗ مَالُهٗ شُجَاعًا أَقْرَعَ لَهٗ زَبِيْبَتَانِ يُطَوَّقُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَأْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَعْنِيْ بِشِدْقَيْهِ يَقُوْلُ أَنَا مَالُكَ أَنَا كَنْزُكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

۴۱۹۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو اس کا مال اس کے لیے گنجا سانپ بنایا جائے گا اس کی آنکھوں پر دو نقطے سیاہ ہوں گے قیامت کے دن وہ اس کے گلے میں ڈالا جائے گا وہ اس کی باچھیں پکڑے گا کہے گا کہ میں ہوں مال تیرا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی اور نہ گمان کریں جو لوگ بخل کرتے ہیں، آخر آیت تک۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح زکوٰۃ میں گزر چکی ہے اور اختلاف ہے کہ یہ طوق حسی ہے یا معنوی؟ اور کہا واحدی نے کہ اجماع مفسرین کا کہ یہ آیت زکوٰۃ نہ دینے والوں کے حق میں اتری اور بعض کہتے ہیں کہ یہود کے حق میں اتری جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت چھپائی اور پہلی بات راجح ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ البتہ سنو گے تم ان لوگوں سے کہ دیے گئے کتاب تم سے پہلے اور مشرکوں

أَذًى كَثِيْرًا﴾. سے بد گوئی بہت۔

فائدہ: عبدالرزاق نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کی ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف کے حق میں اتری اس چیز میں کہ ہجو کرتا تھا وہ ساتھ اس کے حضرت ﷺ کی اور آپ کے اصحاب کی شعر گوئی سے اور پہلے گزر چکی ہے مغازی میں حدیث اس کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ کعب بن اشرف کو مار ڈالے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دی؟۔ (فتح)

٤٢٠٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَّأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّرَآءَهٗ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّآبَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهٗ بِرِدَآئِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهٗ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا

۴۲۰۰۔ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ گدھے پر سوار ہوئے ایک موٹی چادر فدکی اپنے نیچے ڈالی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کر کے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو چلے قبیلہ بنی حارث میں جنگ بدر سے پہلے یہاں تک کہ ایک مجلس پر گزرے کہ اس میں عبداللہ بن ابی منافق مشہور تھا پہلے اس سے کہ عبداللہ بن ابی اسلام کو ظاہر کرے سو اچانک میں نے دیکھا کہ مجلس میں کئی قسم کے لوگ تھے مسلمانوں اور مشرکوں سے اور بت پرستوں سے اور یہود سے اور مسلمانوں سے (مسلمین کا لفظ یہاں دوبار واقع ہوا ہے اور اولیٰ حذف کرنا اس کا ہے ایک جگہ سے اور لفظ عبدة الاوثان بدل ہے مشرکین سے اور یہود معطوف ہے عبدة الاوثان پر جو بدل ہے مشرکین سے گویا کہ تفسیر کیا اس نے مشرکین کو ساتھ عبدة الاوثان اور یہود کے اور اس سے ظاہر ہوتی ہے توجیہ مسلمین کے دوہرانے کی گویا کہ تفسیر کیا اس نے اخلاط کو ساتھ دو چیزوں مسلمین اور مشرکین کے پھر جب تفسیر کیا مشرکین کو ساتھ دو چیزوں کے تو مناسب جانا اس نے دوہرانا ذکر مسلمین کا) اور مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ صحابی بھی تھے سو جب چوپائے کی گرد مجلس پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے اپنی ناک چادر سے ڈھانکی پھر کہا کہ ہم پر گرد نہ اُڑاؤ سو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا پھر ٹھہرے پھر اترے

بِهٖ فِيْ مَجْلِسِنَا اِرْجِعْ اِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَنُوْا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَآبَّتَهٗ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَالَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْهُ بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا أَبَى اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهٖ مَا رَأَيْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهٗ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْأَذٰى قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا

سو ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلایا اور اسلام کی دعوت دی اور ان پر قرآن کو پڑھا اور کہا عبداللہ بن ابی نے یعنی حضرت ﷺ سے کہ اے مرد تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں کوئی چیز بہتر اس سے جو تو کہتا ہے اگر حق ہو سو ہماری مجلسوں میں ہم کو اس کی تکلیف مت دو اپنی جگہ کی طرف پلٹ جا سو جو تیرے پاس آئے اس پر قصہ پڑھ یعنی اس کو سمجھاؤ سو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں یا حضرت! ہماری مجلسوں میں ہم کو اس کے ساتھ ڈھانکیے کے بیشک ہم اس کو چاہتے ہیں سو مسلمان اور مشرک ایک دوسرے کو گالی دینے لگے یہاں تک کہ قریب تھا کہ ایک دوسرے پر اٹھ پڑیں سو ہمیشہ حضرت ﷺ ان کو چپ کراتے رہے یہاں تک کہ چپ ہوئے پھر حضرت ﷺ اپنے چوپائے پر سوار ہوئے اور چلے یہاں تک کہ سعد رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اے سعد! کیا تم نے نہیں سنا جو ابو حباب یعنی عبداللہ بن ابی نے کہا؟ اس نے ایسا ایسا کہا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! اس سے معاف کیجیے اور درگزر کیجیے سو قسم ہے اس کی جس نے آپ پر کتاب اتاری البتہ لایا ہے اللہ حق جو آپ پر اُتارا یعنی رسالت اور البتہ اتفاق کیا تھا اس شہر یعنی مدینہ والوں نے کہ اس کو تاج پہنائیں اور اپنا سردار بنائیں سو جب انکار کیا اللہ نے اس کے سردار بنانے سے بسبب اس حق کے کہ آپ کو عطا کیا تو اس سے اس کو گل گھوٹو ہوا یعنی اس کو حسد پیدا ہوا سو اس حسد نے کیا ہے اس کے ساتھ جو آپ نے دیکھا یعنی اس حسد کی وجہ سے اس نے آپ کو ایسا کہا، سو حضرت ﷺ نے اس کو معاف کیا اور حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب کا دستور تھا کہ مشرکوں اور کتاب والوں کو معاف

أَذًى كَثِيْرًا﴾ اَلْاٰيَةَ وَقَالَ اللّٰهُ ﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ الْعَفْوَ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى أَذِنَ اللّٰهُ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهٖ صَنَادِيْدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايَعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا.

کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا اور تکلیف پر صبر کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ البتہ تم سنو گے ان لوگوں سے جو دیے گئے کتاب تم سے پہلے اور مشرکوں سے بدگوئی بہت آخر آیت تک اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بہت اہل کتاب چاہتے ہیں کہ پھیر دیں تم کو تمہار یایمان کے بعد کافر واسطے حسد کرنے کے اپنے نزدیک سے آخرت آیت تک اور تھے حضرت ﷺ عمل کرتے عفو میں ساتھ اس چیز کے کہ حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساتھ اس کے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لڑنے کی اجازت دی سو جب حضرت ﷺ نے جنگ بدر کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ کفار قریش کے رئیسوں کو مار ڈالا تو ابن ابی اور اس کے ساتھ والے مشرکوں اور بت پرستوں نے کہا کہ اس امر کی وجہ ظاہر ہوئی اس میں داخل ہونا چاہیے سو انہوں نے حضرت ﷺ سے اسلام کی بیعت کی اور بظاہر مسلمان ہو گئے یعنی اور دل میں منافق رہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ سعد رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو چلے تو اس سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے بزرگ کو کہ اپنے بعض تابعداروں کی بیمار پرسی کو ان کے گھر جائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے ان کو سلام کیا تو اس سے لیا جاتا ہے جائز ہونا سلام کا مسلمان پر جب کہ ان کے ساتھ کافر ہوں اور نیت کرے اس وقت ساتھ سلام کے مسلمانوں کو اور احتمال ہے کہ جس لفظ کے ساتھ ان کو سلام کیا وہ صیغہ عموم کا ہو کہ اس میں تخصیص ہو مانند قول حضرت ﷺ کے السلام علی من اتبع الھدیٰ اور ساتھ مابعد اس آیت کے کہ بیان کیا ہے اس کو بخاری نے ظاہر ہوتی ہے وجہ مناسبت کی اور وہ قول اس کا ہے فاعفوا واصفحوا یعنی معاف کرو اور درگزر کرو اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلاف لڑنے کی اجازت دی پس معاف کرنا ان کو چھوڑ دیا اور یہ مراد نہیں کہ بالکل چھوڑ دیا بلکہ یہ بہ نسبت چھوڑنے لڑائی سے پہلے اور واقع ہونے اس کے آخر میں نہیں تو معاف کرنا حضرت ﷺ کا بہت مشرکوں اور یہود کو ساتھ احسان کے اور بدلہ لے کر چھوڑ دینے کے اور درگزر کرنا آپ کا منافقوں سے مشہور ہے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ گمان کرو کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر۔

۴۲۰۱ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْغَزْوِ تَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَذَرُوْا إِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَأَحَبُّوْا أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ الْاٰيَةَ.

۴۲۰۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت منافقوں کا یہ دستور تھا کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی طرف نکلتے تو آپ سے پیچھے رہ جاتے اور خوش ہوتے ساتھ بیٹھنے اپنے کے برخلاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے تشریف لاتے تو آپ کے پاس عذر خواہی کرتے اور قسم کھاتے اور چاہتے کہ تعریف کیے جائیں بن کیے پر سو یہ آیت اتری کہ نہ گمان کر ان کو، آخر آیت تک۔

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے سبب نزول اس آیت کا اور یہ کہ مراد وہ منافق لوگ ہیں جو پیچھے رہنے سے عذر خواہی کرتے تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو اس سے پیچھے ہے یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے وہ یہود ہیں جنہوں نے جواب دیا ساتھ غیر اس چیز کے کہ پوچھے گئے ساتھ اس کے اور جو ان کے پاس تھا اس کو چھپایا اور ممکن ہے تطبیق اس طور پر کہ آیت دونوں فریق کے حق میں اتری ہو۔ (فتح)

۴۲۰۲ ۔ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهِ اِذْهَبْ يَا رَافِعُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ كَانَ كُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا أُوْتِيَ وَأَحَبَّ أَنْ يُّحْمَدَ بِمَا لَمْ يَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَنُعَذَّبَنَّ أَجْمَعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمَا

۴۲۰۲۔ علقمہ سے روایت ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا کہ اے رافع! ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جا سو کہہ کہ اگر ہو ہر مرد (کہ خوش ہوا اپنے کیے پر اور چاہے کہ تعریف کیا جائے بن کیے پر) عذاب کیا گیا تو البتہ ہم سب کو قیامت میں عذاب ہوگا یعنی اس واسطے کہ کوئی آدمی ان دونوں صفتوں سے خالی نہیں سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم کو اس آیت سے کیا کام ہے؟ یعنی یہ تمہارے حق میں نہیں اس کا سبب یوں

لَكُمْ وَلِهٰذِهِ إِنَّمَا دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهُوْدَ فَسَأَلَهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَكَتَمُوْهُ إِيَّاهُ وَأَخْبَرُوْهُ بِغَيْرِهِ فَأَرَوْهُ أَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا إِلَيْهِ بِمَا أَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِيْمَا سَأَلَهُمْ وَفَرِحُوْا بِمَا أُوْتُوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ ثُمَّ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَوْلِهٖ يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا وَيُحِبُّوْنَ أَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا﴾ تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ ح حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهٗ أَخْبَرَهٗ أَنَّ مَرْوَانَ بِهٰذَا.

ہے کہ حضرت ﷺ نے یہود کو بلایا اور ان سے کچھ چیز پوچھی سو انہوں نے اس کو آپ سے چھپایا اور خبر دی آپ کو ساتھ غیر اس چیز کے کہ پوچھی سو انہوں نے آپ کو دکھلایا کہ البتہ تعریف چاہی انہوں نے آپ سے ساتھ اس چیز کے کہ جس کی انہوں نے آپ کو خبر دی اس چیز میں کہ حضرت ﷺ نے ان سے پوچھی اور خوش ہوئے ساتھ اس چیز کے کہ کی انہوں نے کتمان سے یعنی چھپانے سے پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اور جب لیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے کہ دیئے گئے کتاب اللہ تعالیٰ کے اس قول تک کہ خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں تعریف بن کیے پر۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں اتری اور یہ جو کہا کہ انہوں نے دکھایا' الخ تو ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ کو دکھلایا کہ بیشک انہوں نے خبر دی حضرت ﷺ کو جو آپ نے ان سے پوچھا اور اس کے ساتھ آپ سے تعریف اپنی چاہی اور یہ روایت بہت ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے کتاب والوں سے عہد لیا' الخ تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جن لوگوں کی اللہ تعالیٰ نے آیت مسؤول عنہا میں خبر دی وہی لوگ ہیں جو مذکور ہیں پہلی آیت میں اور یہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کی ساتھ چھپانے اس علم کے کہ حکم دیا ان کو اللہ نے ساتھ نہ چھپانے اس کے اور وعدہ دیا ان کو ساتھ عذاب کے اوپر اس کے اور ایک روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں فرمایا کہ اللہ کا دین اسلام ہے جس کو اپنے بندوں پر فرض کیا اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کا رسول ہے۔

تنبیہ: جو چیز کہ حضرت ﷺ نے یہود سے پوچھی اس کا بیان کسی روایت میں نہیں آیا اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت ﷺ نے اپنی صفت پوچھی صاف طور سے کہ ان کے نزدیک ہے سو انہوں نے آپ کو مجمل امر کے ساتھ خبر دی اور عبدالرزاق نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے بیچ تفسیر آیت ﴿لَتُبَيِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُوْنَهٗ﴾ کہ مراد اس آیت میں حضرت ﷺ ہیں اور بیچ تفسیر اس آیت کے ﴿يَفْرَحُوْنَ بِمَا أَتَوْا﴾ کہا ساتھ چھپانے ان کے محمد ﷺ کو۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بیشک آسمان اور زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے آنے جانے میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لیے۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری نے اس باب میں حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ساتھ اختصار کے اور اس کی شرح وتر میں گزر چکی ہے اور البتہ وارد ہوئی ہے بیچ سبب نزول اس آیت کے وہ چیز جو روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ قریش یہود کے پاس آئے سو انہوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام کیا چیز لایا تھا؟ انہوں نے کہا عصا اور ید بیضا یہاں تک کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے واسطے صفا پہاڑ کو سونا بناؤ سو یہ آیت اتری اور اس میں اشکال ہے اس واسطے کہ یہ سورت مدینہ میں اتری اور قریش اہل مکہ سے ہیں اور احتمال ہے کہ سوال ان کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے بعد ہو خاص کر صلح کے زمانے میں۔ (فتح)

٤٢٠٣ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَهْلِهِ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ فَصَلّٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

۴۲۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں سے گھڑی بھر بات کرتے رہے پھر سو گئے سو جب تہائی رات رہ گئی تو اٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف دیکھا سو یہ آیت پڑھی کہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے آنے جانے میں البتہ نشانیاں ہیں عقل والوں کو پھر اُٹھ کر وضو کیا اور مسواک کی اور گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت سنت پڑھی پھر گھر سے تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹ پر لیٹے اور غور کرتے ہیں آسمان وزمین کی پیدائش میں۔

٤٢٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۴۲۰۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَقُلْتُ لَأَنْظُرَنَّ إِلٰى صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُرِحَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وِسَادَةٌ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طُوْلِهَا فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ ثُمَّ قَرَأَ الْاٰيَاتِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰى خَتَمَ ثُمَّ أَتٰى شَنًّا مُّعَلَّقًا فَأَخَذَهٗ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِيْ ثُمَّ أَخَذَ بِأُذُنِيْ فَجَعَلَ يَفْتِلُهَا ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ.

اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی سو میں نے کہا کہ البتہ میں حضرت ﷺ کی نماز کو دیکھوں گا سو حضرت ﷺ کے واسطے ایک بستر ڈالا گیا سو حضرت ﷺ اس کی لمبائی میں سوئے (پھر کچھ رات رہ گئی تو اٹھے) اور خواب کو اپنے منہ سے ملنے لگے پھر سورۂ آلِ عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ ختم کیا پھر ایک مشک کے پاس آئے سو اس کو پکڑا پھر وضو کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے سو میں کھڑا ہوا سو میں نے کیا جس طرح حضرت ﷺ نے کیا پھر میں آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا سو حضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھا پھر میرا کان پکڑ کر ملتے گئے پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر کی نماز پڑھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور پہلے باب کی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ اول اس آیت سے حضرت ﷺ نے شروع کیا تھا ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ اور واقع ہوا ہے اس روایت میں کہ سورۂ آل عمران کی پچھلی دس آیتیں پڑھیں یہاں تک کہ ان کو ختم کیا پس اسی واسطے ترجمہ باندھا ہے ساتھ بعض آیت مذکورہ کے کہ وہ بعض ہے ان دس آیتوں میں سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ہمارے رب! جس کو تو نے آگ میں ڈالا سو البتہ تو نے اس کو ذلیل کیا اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار۔

٤٢٠٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۴۲۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے

مَعْنُ بْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ وَأَخَذَ بِأُذُنِيْ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کی بیوی کے پاس ایک رات کاٹی اور میمونہ رضی اللہ عنہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ ہے سو میں بستر کی چوڑائی میں لیٹا اور حضرت ﷺ اور آپ ﷺ کی بیوی اس کی لمبائی میں لیٹے سو حضرت ﷺ سو گئے یہاں تک کہ آدھی رات گزری یا تھوڑا اس سے پہلے یا پیچھے پھر حضرت ﷺ جاگے اور اپنے دونوں ہاتھ سے اپنے منہ سے خواب کو ملنے لگے پھر سورۂ آل عمران کے خاتمے کی دس آیتیں پڑھیں پھر ایک لٹکی مشک کی طرف کھڑے ہوئے اور اس سے وضو کیا اور بہت اچھی طرح وضو کیا پھر نماز کو کھڑے ہوئے سو میں نے کیا جس طرح حضرت ﷺ نے کیا پھر میں آ کر آپ کے پہلو میں کھڑا ہوا اور حضرت ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا کان پکڑ کر ملا سو دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر دو رکعت نماز پڑھی پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن آپ کے پاس آیا سو حضرت ﷺ نے دو رکعت ہلکی نماز پڑھی پھر باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ﴾ الْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ الٰہی بیشک ہم نے سنا ایک پکارنے والے کو کہ پکارتا ہے واسطے ایمان کے۔

٤٢٠٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ

۴۲۰۶۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِيْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ فِيْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوْئَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَأْسِيْ وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَآئَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ.

فائدہ: یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک حدیث ہے جس کو بخاری یہاں مکرر لایا ہے لیکن کوئی طریق اس کا بعینہٖ ایک دوسرے کے مطابق نہیں کچھ نہ کچھ اختلاف ضرور ہے کسی طریق کے راویوں میں اختلاف ہے اور کسی طریق کے متن میں اختلاف کوئی متن مختصر ہے اور کوئی تمام۔

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

سورۂ نساء کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَنْكِفُ يَسْتَكْبِرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿وَمَنْ يَّسْتَنْكِفُ عَنْ عِبَادَتِهِ﴾ کے کہ یستنکف کے معنی ہیں تکبر کرے۔

قِوَامًا قِوَامُكُمْ مِّنْ مَّعَايِشِكُمْ.

یعنی قواما کے معنی ہیں سبب قائم ہونے معاش تمہاری کا یعنی قوام کے معنی گزران ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا﴾ اور قیام اور قوام کے معنی ایک ہیں۔

﴿لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ.

یعنی مراد سبیلا سے بیچ آیت ﴿وَيَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا﴾ کے سنگسار کرنا ہے شادی شدہ کو اور کوڑے مارنا کنواری کو۔

وَقَالَ غَيْرُهُ ﴿مَثْنٰى وَثُلَاثَ﴾ يَعْنِي اثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَّاَرْبَعًا وَّلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہ آیت ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ﴾ میں مثنیٰ کے معنی ہیں دو دو اور ثلاث کے معنی ہیں تین تین اور رباع کے معنی ہیں چار چار اور نہیں بڑھتے عربی لوگ رباع سے یعنی خماس وسداس نہیں کہتے۔

بَابٌ ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تم ڈرو کہ انصاف نہ کر سکو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتیں اور معنی ڈرنے کے ہیں گمان کے۔

٤٢٠٧ ـ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَجُلًا كَانَتْ لَهُ يَتِيْمَةٌ فَنَكَحَهَا وَكَانَ لَهَا عَذْقٌ وَّكَانَ يُمْسِكُهَا عَلَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهَا مِنْ نَّفْسِهِ شَيْءٌ فَنَزَلَتْ فِيْهِ ﴿وَاِنْ

۴۲۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد کے پاس ایک یتیم لڑکی تھی سو اس نے اس سے نکاح کیا اور اس لڑکی کا ایک کھجور کا درخت تھا وہ مرد اس لڑکی کو اس درخت کے سبب سے نگاہ رکھتا تھا اور تھی واسطے اس کے اس مرد کی طرف سے کچھ چیز یعنی وہ غریب تھا یا اس سے اچھی صحبت نہ رکھتا تھا سو اس امر میں یہ آیت اتری اور اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو

خِفتمُ أَنْ لَّا تُقسِطوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ أَحْسِبُهٗ قَالَ كَانَتْ شَرِيْكَتَهٗ فِيْ ذٰلِكَ الْعَذْقِ وَفِيْ مَالِهٖ.

گے یتیم لڑکیوں کے حق میں، ہشام کہتا ہے کہ میں گمان کرتا ہوں اس کو کہ کہا کہ وہ لڑکی اس مرد کی شریک تھی اس درخت میں اور اس کے مال میں۔

فائدہ: اس روایت سے وہم پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک خاص شخص کے حق میں اتری اور مشہور ہشام سے تعمیم ہے یعنی یہ آیت عام پر اتری ہے کسی خاص شخص کے حق میں نہیں اتری اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو اسماعیلی نے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ اتری یہ آیت اس شخص کے حق میں کہ اس کے پاس یتیم لڑکی ہو الخ اور اسی طرح ہے نزدیک بخاری کے آئندہ روایت میں زہری سے اس نے روایت کی عروہ سے اور اس حدیث میں ایک چیز ہے تنبیہ کی ہے اس پر اسماعیلی نے اور وہ قول اس کا ہے کہ اس کے واسطے کھجور کا ایک درخت تھا وہ اس کے سبب سے اس کو نگاہ رکھتا تھا اس واسطے کہ نازل ہوئی یہ آیت اس عورت کے حق میں جس کے نکاح سے اعراض کیا جاتا ہے اور لیکن جس کے نکاح میں رغبت کی جاتی ہے سو وہ عورت وہ ہے کہ خوش لگتا ہے مرد کو اس کا مال اور جمال سو وہ اس کو کسی غیر سے نکاح نہیں کر دیتا اور چاہتا ہے کہ خود اس سے نکاح کرے مہر مثل کے بغیر یعنی پورا مہر نہیں دیتا اور واقع ہوئی ہے ابن شہاب کی آئندہ روایت میں تخصیص دونوں قصوں پر اور روایت حجاج کی اس اعتراض سے سالم ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ اتری یہ آیت اس مرد کے حق میں کہ اس کے پاس یتیم لڑکی ہو اور وہ لڑکی صاحب مال اور جمال ہو الخ۔ (فتح)

٤٢٠٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا تَشْرَكُهٗ فِيْ مَالِهٖ وَيُعْجِبُهٗ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ أَنْ يُّقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا يُعْطِيْهَا غَيْرُهٗ فَنُهُوْا عَنْ أَنْ يَّنْكِحُوْهُنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا لَهُنَّ أَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ فَأُمِرُوْا أَنْ

۴۲۰۸۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کا شان نزول پوچھا کہ اگر تم ڈرو کہ نہ انصاف کر سکو گے الخ سو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے بھانجے! یہ آیت یتیم لڑکی کے حق میں ہے یعنی جس کا باپ مر گیا ہو اور اپنے ولی یعنی چچیرے بھائی کی پرورش میں ہو یعنی جو اس کے مال کا متولی ہے اس کے مال میں اس کی شریک ہوتی ہے اور خوش لگتا ہے اس کو اس عورت کا مال اور جمال سو اس کا ولی چاہتا ہے کہ اس سے نکاح کرے بغیر اس کے کہ اس کے مہر میں انصاف کرے اور بغیر اس کے کہ دے اس کو مثل اس کے کہ دے اس کو غیر اس کا سو ان کو منع ہوا ان سے نکاح کرنا مگر یہ کہ انصاف کریں واسطے ان کے اور پہنچا دیں واسطے ان کے کامل تر طریقہ ان کا مہر میں یعنی جو عرف میں ایسی عورتوں کو مہر

يَنْكِحُوْا مَا طَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَإِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْآيَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ آيَةٍ أُخْرٰى ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ رَغْبَةُ أَحَدِكُمْ عَنْ يَتِيْمَتِهٖ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ فَنُهُوْا أَنْ يَنْكِحُوْا عَنْ مَنْ رَغِبُوْا فِيْ مَالِهٖ وَجَمَالِهٖ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيْلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ.

دیا جاتا ہو سو دیں اور ان کو حکم ہوا نکاح کرنے کا جو ان کو خوش آئیں عورتوں سے سوائے ان کے سو لوگ ان کے نکاح کرنے سے باز رہے، عروہ کہتا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر لوگوں نے اس آیت کے بعد اجازت مانگی یعنی ان سے نکاح کرنے کی اللہ نے یہ آیت اتاری کہ تجھ سے رخصت مانگتے ہیں عورتوں کی، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ منہ پھیرنا ہے ایک تمہارے کا اپنی یتیم لڑکی سے جب کہ اس کا مال اور جمال کم ہو کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو منع ہوا ان کو نکاح کرنا ان عورتوں سے جن کے مال اور جمال میں رغبت کریں یتیم لڑکیوں میں مگر ساتھ انصاف کے بہ سبب منہ پھیرنے ان کے کی ان سے جب کہ ان کا مال اور جمال کم ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ اس کو مثل اس کے کہ دے اس کو غیر اس کا یعنی اُن لوگوں میں سے جو اس کے نکاح میں رغبت کرتے ہیں سوائے اس کے اور دلالت کرتا ہے اس پر قول اس کا اس کے بعد سو منع ہوا ان کو اس سے مگر یہ کہ پہنچائیں ان کو پورا طریقہ ان کا مہر میں اور یہ جو کہا کہ جو خوش آئیں ان کو عورتوں سے سوائے ان کے یعنی جس مہر سے کہ موافقت کریں اوپر اس کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی عائشہ رضی اللہ عنہا کی تاویل کی طرح آیا ہے اور یہ جو کہا کہ بعد اس آیت کے یعنی بعد اترنے اس آیت کے ساتھ اس قصے کے اور یہ جو کہا کہ قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ تو یہ قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں نہیں ہے بلکہ خود اسی آیت میں ہے یعنی ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ میں پھر ظاہر ہوا واسطے میرے کہ ساقط ہوئی بخاری کی روایت سے ایک چیز جو چاہتی ہے اس خطا کو سو صحیح مسلم وغیرہ میں اسی اسناد کے ساتھ اس جگہ میں ہے کہ سو اللہ تعالیٰ نے اتاری ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ﴾ آیت تک سو ذکر کیا اللہ تعالیٰ نے کہ پڑھی جاتی ہے تم پر کتاب میں پہلی آیت اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ﴾ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور قول اللہ تعالیٰ کا دوسری آیت میں ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ منہ پھیرنا ایک تمہارے کا ہے الخ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت میں عن مقدر کیا ہے اور اس میں تعیین ہے ایک احتمال کی دو احتمال سے اس واسطے کہ رغب کے معنی اپنے متعلق سے بدل جاتے ہیں جب رغب کے ساتھ فی ہو تو اس کے

معنی خواہش کے ہوتے ہیں اور جب اس کے ساتھ عن ہو تو اس کے معنی منہ پھیرنے کے ہوتے ہیں اس واسطے احتمال ہے کہ اس میں فی محذوف ہو اور احتمال ہے کہ اس میں عن محذوف ہو اور تحقیق تاویل کیا ہے اس کو سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے دونوں معنی پر سو کہا اس نے کہ اتری یہ آیت مالدار اور غریب عورت کے حق میں اور جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس جگہ مروی ہے وہ ظاہر تر ہے کہ پہلے آیت یعنی ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى﴾ مالدار عورت کے حق میں اتری اور یہ آیت یعنی ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ﴾ غریب عورت کے حق میں اتری اور یہ جو کہا سو منع ہوا ان کو یعنی منع ہوا ان کو نکاح کرنا اس عورت سے کہ اس میں رغبت کی جاتی ہے اس کے مال اور جمال کی وجہ سے اور واسطے منہ پھیرنے ان کے اس سے جب کہ ہو کم مال اور جمال والی سو لائق ہے کہ ہو نکاح دونوں یتیم لڑکیوں کا برابر انصاف میں اور اس حدیث میں معتبر ہونا مہر مثل کا ہے مجور عورتوں میں اور ایک یہ کہ جو ان کے سوا اور عورتیں ہیں ان سے اس کے بغیر ہی نکاح کرنا درست ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جائز واسطے ولی کے یہ کہ نکاح کرے اس عورت سے جو اس کی گود میں ہو لیکن نکاح باندھنے والا دوسرا ہو اور اس کی بحث نکاح میں آئے گی اور اس میں ہے کہ جائز ہے نکاح کر دینا یتیم لڑکی کا بالغ ہونے سے پہلے اس واسطے کہ بالغ ہونے کے بعد اس کو یتیم نہیں کہا جاتا مگر یہ کہ ہو اطلاق اس کا اوپر اس کے بطور استصحاب کے اور ان کے حال سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو کوئی محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے اور جب ان کے مال ان کے حوالے کرو تو ان پر گواہ کرلو، آخر آیت تک۔

﴿وَبِدَارًا﴾ مُبَادَرَةً.

یعنی اور آیت ﴿وَلَا تَأْكُلُوْهَا إِسْرَافًا وَّبِدَارًا﴾ میں بدارا کے معنی ہیں جلدی۔

﴿أَعْتَدْنَا﴾ أَعْدَدْنَا أَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ.

یعنی اعتدنا کے معنی آیت ﴿أُولٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيْمًا﴾ میں یہ ہیں کہ ہم نے تیار کیا اعددنا فعلنا یعنی اعددنا افعال ہے مشتق ہے عتاد سے۔

فائدہ: مراد بخاری کی یہ ہے کہ یہ دونوں لفظ ایک معنی کے ساتھ ہیں۔

٤٢٠٩ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ

۴۲۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے کہ یہ آیت یتیم کے مال کے حق میں اتری جب کہ ہو محتاج یہ کہ کھائے اس سے بدلے قائم ہونے اس کے اوپر اس کے

بِالْمَعْرُوْفِ﴾ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ وَالِي الْيَتِيْمِ إِذَا كَانَ فَقِيْرًا أَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ مَكَانَ قِيَامِهٖ عَلَيْهِ بِمَعْرُوْفٍ.

موافق دستور کے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے یتیم کے والی کے حق میں اتری اور مراد ساتھ والی یتیم کے وہ شخص ہے جو تصرف کرنے والا ہو اس کے مال میں ساتھ وصیت کے اور مانند اس کے اور عروہ سے ایک روایت میں ہے کہ اتری یہ آیت والی یتیم کے حق میں جو اس پر قائم ہو اور اس کے مال کو درست کرے اگر محتاج ہو تو دستور کے موافق اس سے کھائے اور اس باب میں ایک حدیث مرفوع آئی ہے عمرو بن شعیب کے دادا سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میرے پاس ایک یتیم ہے اس کے واسطے کچھ مال ہے اور میرے پاس کچھ مال نہیں یعنی میں محتاج ہوں فرمایا کھا اس کے مال سے موافق دستور کے روایت کی ہے یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس کی سند قوی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ﴾ الْآيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب حاضر ہوں تقسیم میراث کے وقت رشتے والے یعنی جو وارث نہیں اور یتیم اور محتاج تو ان کو کچھ مال کھلا دو اس میں سے اور کہو ان کو بات اچھی۔

٤٢١٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ﴾ قَالَ هِيَ مُحْكَمَةٌ وَّلَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ تَابَعَهُ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ.

۴۲۱۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت رشتے ناطے والے اور یتیم اور محتاج کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت محکم ہے اور منسوخ نہیں متابعت کی ہے عکرمہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سعید نے۔

فائدہ: یہ جو کہا متابعت کی اس کی سعید نے تو موصول کیا ہے اس کو وصایا میں ساتھ اس لفظ کے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور قسم ہے اللہ کی منسوخ نہیں لیکن لوگوں نے سستی کی ہے اس کے عمل میں وہ دو والی ہیں ایک والی وارث ہوتا ہے اور یہی مراد ہے ساتھ اس کے کہ رزق دیا جائے یعنی قول اس کے ﴿فَارْزُقُوْهُمْ﴾ میں اور ایک والی وارث نہیں ہوتا ہے اور یہی مراد ہے اس سے جس کو اچھی بات کہی جائے کہ میں مالک نہیں ہوں واسطے تیرے کہ تجھ کو دوں اور یہ دونوں سندیں صحیح ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور انہیں پر

ہے اعتماد اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضعیف روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ منسوخ کیا ہے اس کو آیت میراث کی آیت نے اور صحیح ہوا ہے یہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اور یہی قول ہے قاسم بن محمد اور عکرمہ وغیرہ کا اور یہی قول ہے چاروں اماموں کا اور ان کے ساتھیوں کا اور ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ یہ عصبہ کے حق میں ہے یعنی مستحب ہے مردے کو کہ ان کے واسطے وصیت کر جائے میں کہتا ہوں کہ یہ نہیں منافی ہے باب کی حدیث کو کہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں اور جو لوگ اس کے قائل ہیں یعنی اس کو منسوخ نہیں کہتے تو ان کو اختلاف ہے اس میں کہ کیا امر آیت میں یعنی ﴿فَارْزُقُوهُمْ﴾ میں ندب کے واسطے ہے یا وجوب کے واسطے مجاہد اور ایک گروہ نے کہا کہ وہ وجوب کے واسطے ہے اور نقل کیا ہے ابن جوزی نے اکثر اہل علم سے کہ مراد ساتھ اولی القربی کے وہ لوگ ہیں جو وارث نہیں اور یہ کہ معنی ﴿فَارْزُقُوهُمْ﴾ کے یہ ہیں کہ دو ان کو مال سے اور کہا اور لوگوں نے کہ کھلاؤ ان کو اور یہ بطور استحباب کے ہے اور اسی پر ہے اعتماد اس واسطے کہ اگر یہ امر وجوب کے واسطے ہوتا تو البتہ تقاضا کرتا استحقاق کو ترکے میں اور شریک ہونے کو میراث میں ساتھ جہت مجہول کے پس پہنچاتا نوبت طرف جھگڑے اور تنازع کے اور استحباب کے قول کے پاس کہا گیا ہے کہ کرے یہ کام ولی مجور کا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بلکہ کہے کہ میرا مال نہیں یتیم کا مال ہے اور یہ کہ یہی مراد ہے ساتھ قول اللہ کے قولوا لھم یعنی کہو ان کو بات اچھی اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ ان کے واسطے کھانا تیار کرے جس کو وہ کھائیں اور یہ کہ آیت اپنے عموم پر ہے بیچ مال مجور وغیرہ کے یہ قول ابن سیرین اور ایک گروہ کا ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يُوْصِيكُمُ اللّٰهُ فِيْۤ أَوْلَادِكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وصیت کرتا ہے تم کو اللہ تمہاری اولاد کے حق میں۔

فائدہ: مراد ساتھ وصیت کے اس جگہ بیان تقسیم میراث کا ہے۔

٤٢١١ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَادَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَعْقِلُ شَيْئًا فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ مَا تَأْمُرُنِيْ أَنْ أَصْنَعَ فِيْ مَالِيْ يَا

٤٢١١۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا گھر قبیلہ بنی سلمہ میں تھا اور بیمار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کو آئے پیادہ چلتے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بیہوش پایا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس سے وضو کیا پھر مجھ پر چھڑکا سو مجھ کو ہوش آئی سو میں نے کہا کہ یا حضرت! آپ مجھ کو کیا حکم کرتے ہیں کہ میں اپنے مال میں کروں سو یہ آیت اتری کہ اللہ وصیت کرتا ہے تم کو تمہاری اولاد کے حق میں۔

رَسُوْلَ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ أَوْلَادِكُمْ﴾.

فائدہ: مراد وہ پانی ہے جس سے آپ نے وضو کیا وہ جو وضو سے بچا تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ تم کو آدھا مال ہے جو چھوڑ جائیں تمہاری عورتیں۔

٤٢١٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَّرْقَآءَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

۴۲۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتداء اسلام میں مال اولاد کا تھا یعنی جو مال میت چھوڑ جاتی اولاد لیتی اور ماں باپ کے واسطے وصیت تھی یعنی میت ماں باپ کے واسطے وصیت کر جاتا سو منسوخ کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا سو ٹھہرایا حصہ مرد کا برابر دو عورت کے اور ٹھہرایا واسطے ہر ایک کے ماں باپ سے چھٹا حصہ یعنی ایک حال میں اور تہائی یعنی ماں کے واسطے ایک حال میں اور مقرر کیا واسطے عورت کے آٹھواں حصہ اور چوتھائی اور مقرر کیا واسطے خاوند کے آدھا مال اور چوتھائی یعنی ہر ایک دونوں سے ایک ایک حال میں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ مال اولاد کا تھا تو یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ تھے اس پر پہلے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب آیت میراث کی اتری تو لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت! کیا ہم چھوٹی لڑکی کو آدھا مال میراث دیں اور حالانکہ وہ نہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہے اور نہ دشمن کو ہٹاتی ہے اور جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ نہ دیتے میراث مگر اس کو جو لڑے اور یہ جو کہا کہ منسوخ کیا اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ امر اول اس آیت کے اترنے تک بدستور رہا اور اس میں رد ہے اس پر جو منکر ہے نسخ کا یعنی کہتا ہے کہ اس شریعت میں نسخ مطلق نہیں اور نہیں منقول ہے یہ کسی مسلمان سے مگر ابو مسلم اصبہانی صاحب تفسیر سے کہ وہ نسخ کا مطلق منکر ہے اور رد کیا گیا ہے اس پر ساتھ اجماع کے کہ شریعت اسلام کی ناسخ ہے واسطے سب دینوں کے اور جواب دیا گیا ہے اس کی طرف سے کہ برقرار ہے حکم پہلی شریعتوں کا اس دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہونے تک پس اس کا نام تخصیص ہے نسخ نہیں اور یہ اختلاف لفظی ہے اور نسخ ثابت ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَّلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں حلال تم کو میراث میں لو عورتوں کو زور سے، آخر آیت تک۔

بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ اَلْاٰيَةَ.

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿لَا تَعْضُلُوْهُنَّ﴾ لَا تَقْهَرُوْهُنَّ.

یعنی ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ معنی لا تعضلوھن کے یہ ہیں کہ ان پر قہر نہ کرو۔

فائدہ: یعنی کوئی مرد ہے اس کے پاس عورت ہے وہ اس کی صحبت کو برا جانتا ہے اور اس عورت کا اس پر مہر ہے سو مرد اس کو ضرر دیتا ہے تا کہ عورت مہر چھوڑ دے اور مجاہد سے روایت ہے کہ مخاطب ساتھ اس کے عورت کے ولی ہیں۔ (فتح) جاہلیت کے زمانے میں دستور تھا کہ اگر کوئی مرد مر جاتا تھا تو اس کے وارث لوگ اس کی عورت کو میراث میں سے سمجھتے تھے اگر چاہتے تو اس کو جبرا نکاح میں لاتے اور اگر چاہتے تو اس کو غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے یہاں تک کہ مہر پھیر دے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

﴿حُوْبًا﴾ إِثْمًا.

یعنی حوبا کے معنی ہیں گناہ۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿إِنَّهُ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا﴾۔

﴿تَعُوْلُوْا﴾ تَمِيْلُوْا.

یعنی آیت ﴿ذٰلِكَ اَدْنٰى اَنْ لَّا تَعُوْلُوْا﴾ میں تعولوا کے معنی ہیں نہ جھک پڑو۔

﴿نِحْلَةً﴾ اَلنِّحْلَةُ الْمَهْرُ.

یعنی آیت ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ میں نحلة کے معنی ہیں مہر۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ نحلہ وہ چیز ہے جو بے عوض دی جائے اور بعض کہتے ہیں کہ نحلہ کے معنی ہیں فرض اور کہا طبری نے کہ مخاطب اس کے ساتھ ولی عورت کے ہیں دستور تھا کہ جب کوئی کسی عورت کو نکاح کر دیتا تھا تو اس کا مہر آپ لے لیتا تھا اس عورت کو نہ دیتا تھا سو منع کیے گئے اس سے۔

٤٢١٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَذَكَرَهُ أَبُو الْحَسَنِ السُّوَآئِيُّ وَلَا أَظُنُّهُ ذَكَرَهُ إِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَّلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ﴾ قَالَ كَانُوْا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ

۴۲۱۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں حلال تم کو یہ کہ میراث میں لو عورتوں کو زور سے اور نہ منع کرو ان کو تا کہ لے لو ان سے کچھ اپنا دیا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد مر جاتا تو اس کے ولی اس کی عورت کے ساتھ زیادہ تر حق دار ہوتے اگر ان میں سے کوئی چاہتا تو اس کو نکاح میں لاتا اور اگر چاہتے تو اس کو کسی اور سے نکاح کر دیتے اور اگر چاہتے تو اس کو کسی کے نکاح میں نہ دیتے سو وہ زیادہ حق دار تھے اس عورت کے ساتھ اس کے

كَانَ أَوْلِيَآؤُهٗ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهٖ إِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَإِنْ شَآءُوْا زَوَّجُوْهَا وَإِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

گھر والوں سے یہ آیت اس باب میں اتری کہ ان کو منع نہ کرو کہ عورت اپنے نکاح کی مختار ہے میت کے بھائیوں کو زور سے اپنے نکاح میں نہیں پہنچتا اور نہ روکنا پہنچے۔

فائدہ: اور اسلام کے اول میں یہی حکم تھا یہاں تک کہ یہ آیت اتری اور ایک روایت میں تخصیص ہے اس کے ساتھ اس عورت کی جس کا خاوند مر جائے پہلے اس سے کہ اس کے ساتھ دخول کرے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ جب کوئی مرد مر جاتا اور عورت چھوڑتا تو اس کا ولی اس عورت پر کپڑا ڈالتا سو اس کو لوگوں سے منع کرتا پھر اگر خوبصورت ہوتی تو اس سے نکاح کرتا اور اگر بدصورت ہوتی تو اس کو بند کرتا یہاں تک کہ مرے اور وہ اس کا وارث ہو اور ایک روایت میں ہے کہ مرد اس کو روکتا یہاں تک کہ مرے یا مہر دے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر وارث سبقت کرتا اور اس پر کپڑا ڈال لیتا تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہوتا اور اگر عورت کپڑا ڈالنے سے پہلے اپنے گھر والوں کی طرف سبقت کرتی تو وہ اپنی جان کی مختار ہوتی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ہر کسی کے ہم نے ٹھہرائے وارث اس مال میں جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے تم نے قرار باندھا پہنچاؤ ان کو حصہ ان کا آخر آیت تک۔

وَقَالَ مَعْمَرٌ أَوْلِيَآءُ مَوَالِيَ وَأَوْلِيَآءُ وَرَثَةٌ.

یعنی موالی کے معنی اس آیت میں والی اور وارث کے ہیں۔

﴿عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ هُوَ مَوْلَى الْيَمِيْنِ وَهُوَ الْحَلِيْفُ.

یعنی اور مراد ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ سے مولی یمین کا ہے اور وہ ہم قسم ہے جس کے ساتھ قسم کھا کر عہد و پیمان کیا ہو۔

وَالْمَوْلٰى أَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلٰى الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْمَلِيْكُ وَالْمَوْلٰى مَوْلًى فِي الدِّيْنِ.

یعنی اور مولی چچیرے بھائی کو بھی کہتے ہیں اور مولیٰ آزاد کرنے والے کو بھی کہتے ہیں اور مولیٰ آزاد کردہ غلام کو بھی کہتے ہیں اور مولیٰ مالک کو بھی کہتے ہیں اور جو دین میں بزرگ ہو اس کو بھی مولیٰ کہتے ہیں۔

فائدہ: اور اسی طرح مولیٰ کہتے ہیں محبوب کو اور پڑوسی کو اور ناصر کو اور سسر کو اور تابع کو اور ولی کو اور چچا کو اور غلام کو

اور بھتیجے کو شریک کو اور ملحق ہے ساتھ اُن کے قرآن کا پڑھانے والا اور اس میں ایک حدیث مرفوع آئی ہے کہ جو کسی بندے کو قرآن کی ایک آیت سکھلائے وہ اس کا مولیٰ ہے۔(فتح)

٤٢١٤ ـ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيْسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ قَالَ وَرَثَةً ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الْأَنْصَارِيَّ دُوْنَ ذَوِيْ رَحِمِهٖ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِيْ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ﴾ نُسِخَتْ ثُمَّ قَالَ ﴿وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيْحَةِ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيْرَاثُ وَيُوْصِيْ لَهٗ سَمِعَ أَبُوْ أُسَامَةَ إِدْرِيْسَ وَسَمِعَ إِدْرِيْسُ طَلْحَةَ.

۴۲۱۳ ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ ہر کسی کے ٹھہرا دیئے ہم نے موالی یعنی وارث اور جن سے تم نے قرار باندھا جب مہاجرین مدینے میں آئے تو دستور تھا کہ مہاجر انصاری کا اور انصاری مہاجر کا وارث ہوتا سوائے رشتہ دار اس کے یعنی رشتہ دراس کے وارث نہ ہوتے واسطے اس برادری کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان کرائی سو جب یہ آیت اتری کہ ہم نے ہر کسی کے وارث ٹھہرا دیئے تو منسوخ ہوئی میراث حلیف کی پھر کہا اور جن سے تم نے عہد و پیان کیا سو دو ان کو حصہ ان کا ساتھ مدد کرنے کے اور انعام دینے کے اور خیر خواہی کرنے کے یعنی قول اس کا من النصر متعلق ہے ساتھ فاتوھم کے نہ ساتھ عقدت کے اور موقوف ہوئی میراث اور وصیت کی جائے واسطے بھائی دینی کے سنا ہے ابو اسامہ نے ادریس سے اور ادریس نے طلحہ سے یعنی ان کا سماع ان سے ثابت ہے۔

فائدہ: مفسرین نے اس آیت کی کئی وجہ سے توجیہ کی ہے اور واضح سب سے یہ توجیہ ہے کہ جس کی طرف کل مضاف ہے وہ چیز وہ ہے جو اس سے پہلی آیت میں گزری اور وہ قول اس کا ﴿لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ﴾ پھر کہا ولکل یعنی واسطے ہر ایک کے مردوں اور عورتوں سے ٹھہرایا ہم نے نصیب یعنی میراث اس مال میں سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور جن سے تم نے عہد و پیان کیا ہے یعنی ساتھ قسم کے یا موالات اور بھائی چارے کے سو دو ان کو ان کا حصہ خطاب ہے واسطے اس کے جو اس کا متولی ہو سو چاہیے کہ دے ہر ایک وارث کو اس کا حصہ اور اسی معنی ظاہر پر لائق ہے کہ واقع ہو اعراب اور چھوڑا جائے جو اس کے سوا ہے تعسف ہے (تکلّف) اور یہ جو کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ ہر ایک کے واسطے ٹھہرا دیئے ہم نے وارث بھائی چارے وغیرہ کے میراث منسوخ ہوئی تو اسی طرح واقع ہوا ہے اس آیت میں کہ حلیف کی میراث کی ناسخ یہ آیت ہے اور طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دستور تھا کہ ایک مرد دوسرے سے عہد و پیان کرتا پھر جب

ایک مرتا تو دوسرا اس کا وارث ہوتا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ سو یہ حکم منسوخ ہوا اور قتادہ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے زمانے میں ایک مرد دوسرے سے عہد و پیمان کرتا تھا کہتا کہ میرا لہو تیرا لہو ہے اور تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا سو جب اسلام آیا تو حکم ہوا کہ ان کو میراث سے چھٹا حصہ دیا جائے پھر یہ حکم بھی منسوخ ہوا سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ﴾ یعنی اور قرابت والے ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں اللہ کی کتاب میں اور اسی طرح روایت کی ہے اس نے ایک جماعت علماء سے ساتھ کئی طریقوں کے اور یہی قول معتمد ہے اور احتمال ہے کہ نسخ دوبار واقع ہوا ہے پہلی بار جب کہ تھا وارث ہونا تنہا سوائے عصبہ کے پس اتری یہ آیت یعنی جو باب میں مذکور ہے ولکل جعلنا الخ سو سب وارث ہوئے اور اس پر محمول ہوگی حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی پھر منسوخ ہوا یہ حکم ساتھ آیت احزاب کے اور خاص ہوئی میراث ساتھ عصبہ کے اور باقی رہی واسطے معاقد کے مدد اور اعانت اور خیر خواہی اور البتہ منسوخ ہوئی میراث اور وصیت کی جائے واسطے اس کے۔ (فتح).

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾ يَعْنِيْ زِنَةَ ذَرَّةٍ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اللہ نہیں ظلم کرتا ذرے کے برابر۔

فائدہ: اور ذرہ چھوٹی چیونٹی کو کہتے ہیں اور بعض نے کہا ذرہ سے مراد وہ ہے جو سورج کی شعاع میں دکھلائی دیتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ذرہ کا وزن سبوس یعنی بھوسے کے چھلکے کی چوتھائی کے برابر ہوتا ہے اور بھوسے کا چھلکا رائی کے چوتھائی کے برابر ہوتا ہے اور رائی کا وزن تل کی چوتھائی کے برابر ہوتا ہے۔

٤٢١٥ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ أُنَاسًا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ وَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ

۴۲۱۵۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کہا کہ یا حضرت! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! کیا تم کو کچھ شک اور ازدحام ہوتا ہے سورج کی روشنی کے دیکھنے میں دوپہر میں جو بالکل روشن ہے اس میں ابر مطلق نہیں ہوتا لوگوں نے کہا نہیں یا حضرت! فرمایا بھلا تم کو کچھ تردد اور ازدحام ہوتا ہے چاند کے دیکھنے میں چودھویں رات کو جو صاف روشن ہو ابر اس میں مطلق نہ ہو لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو شک اور ازدحام نہ ہوگا اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں قیامت کے دن مگر جیسا

لَيْسَ فِيهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْصَابِ إِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ بَرٌّ أَوْ فَاجِرٌ وَغُبَّرَاتُ أَهْلِ الْكِتَابِ فَيُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ فَقَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ أَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ إِلَى النَّارِ كَأَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ يُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ مِثْلَ الْأَوَّلِ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ إِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ أَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فِي أَدْنٰى صُوْرَةٍ مِّنَ الَّتِي رَأَوْهُ فِيْهَا فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ كُلُّ أُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى أَفْقَرِ مَا كُنَّا إِلَيْهِمْ وَلَمْ

کہ تم کو شک پڑتا ہے بیچ دیکھنے ایک کے ان دونوں میں سے یعنی جیسا کہ تم کو چاند سورج کے دیکھنے میں کچھ ازدحام نہیں ہوتا اسی طرح قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دیکھنے میں بھی تم کو شک نہیں ہوگا صاف کھلا دیدار ہوگا جب قیامت کا دن ہوگا تو کوئی پکارنے والا پکارے گا کہ ساتھ ہو جائے ہر امت اپنے معبودوں کے یعنی جس کو وہ پوجتے تھے سو نہ باقی رہے گا کوئی جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی بندگی کرتا تھا مگر کہ وہ دوزخ میں گر پڑیں گے یہاں تک کہ جب نہ باقی رہے گا کوئی مگر جو اللہ کی بندگی کرتا تھا نیک یا گنہگار اور اہل کتاب والوں کے تو بلائے جائیں گے یہود سو ان سے کہا جائے گا کہ تم کس کی بندگی کرتے تھے؟ کہیں گے کہ ہم عزیر کی عبادت کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے تو ان سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی عورت نہ کوئی لڑکا پھر پوچھا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ کہیں گے کہ الٰہی ہم پیاسے ہیں سو ہم کو پانی پلا سو اشارہ کیا جائے کہ کیا تم اس گھاٹ پر نہیں جاتے؟ سو وہ دوزخ کی طرف جمع کیے جائیں گے (وہ دور سے اس طرح نظر آتی ہے گویا وہ پانی ہے (اور واقع میں وہ آگ ہے) اس کا بعض بعض کو کچلے ڈالتا ہے سو وہ دوزخ میں گر پڑیں پھر نصاریٰ بلائے جائیں گے سو ان سے کہا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے سو ان سے کہا جائے گا کہ تم بھی جھوٹے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی نہ کوئی بیوی ہے اور نہ کوئی بیٹا پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ پس اسی طرح کیا جائے گا مانند یہود کے یعنی ان کو بھی دوزخ میں ڈالا جائے گا یہاں تک کہ جب نہ باقی رہے گا کوئی مگر جو اللہ تعالیٰ کی

نُصَاحِبُهُمْ وَنَحْنُ نَنتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِیْ کُنَّا نَعْبُدُ فَیَقُوْلُ اَنَا رَبُّکُمْ فَیَقُوْلُوْنَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا مَّرَّتَیْنِ اَوْ ثَلاثًا.

بندگی کرتا تھا یہاں نیک اور بد تو حق تعالیٰ ان پر ظاہر ہوگا اس صورت میں کہ قریب تر ہوگی اس صورت سے جس کو انہوں نے دنیا میں دیکھا تھا یعنی معلوم کیا تھا سو ان سے کہا جائے گا کہ تم کس چیز کا انتظار کرتے ہو ساتھ ہوئی ہر امت اپنے معبود کے؟ کہیں گے کہ ہم نے لوگوں کو دنیا میں چھوڑ دیا باوجود اس کے کہ ہم ان کی طرف نہایت محتاج تھے اور ہم ان کے ساتھ نہ ہوئے اور ہم انتظار کرتے ہیں اپنے رب کا تو حق تعالیٰ کہے گا کہ میں ہوں تمہارا رب تو کہیں گے کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے یہ کلمہ دو یا تین بار کہیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِیْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے سو کیا حال ہوگا جب کہ لائیں گے ہم ہر امت سے گواہ یعنی پیغمبر کو اور لائیں گے ہم تجھ کو ان لوگوں پر گواہ۔

اَلْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ.

یعنی مختال اور ختال کے ایک معنی ہیں یعنی تکبر کرنے والا۔

فائدہ: مراد یہ ہے ﴿مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾۔

﴿نَطْمِسَ وُجُوْهًا﴾ نُسَوِّیَهَا حَتّٰى تَعُوْدَ كَاَقْفَآئِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ.

یعنی معنی نطمس کے آیت ﴿مِنْ قَبْلِ اَنْ نَطْمِسَ وُجُوْهًا﴾ میں یہ ہیں کہ پہلے اس سے کہ ہم ان کو برابر اور ہموار کر ڈالیں یہاں تک کہ پھر کے ان کی پشت کی طرح ہو جائیں طمس الکتاب کے معنی یہ ہیں کہ مٹایا خط کو۔

جَهَنَّمَ ﴿سَعِیْرًا﴾ وُقُوْدًا.

اور آیت ﴿وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِیْرًا﴾ میں سعیر کے معنی ہیں ایندھن۔

فائدہ: یہ تفسیریں اس آیت کی نہیں اور شاید یہ ناقل کی غلطی ہے چنانچہ پہلے کئی چھوڑ گیا۔

٤٢١٦ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ اَخْبَرَنَا یَحْیٰى عَنْ سُفْیَانَ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبِیْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ یَحْیٰى بَعْضُ

۴۲۱۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آگے قرآن پڑھیے کہا کہ یا حضرت! میں آپ کے آگے قرآن پڑھوں اور

الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ قَالَ فَإِنِّيْ أُحِبُّ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ قَالَ أَمْسِكْ فَإِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

حالانکہ آپ پر قرآن اترا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ قرآن کو کسی اور سے سنوں تو میں نے آپ کے آگے سورۂ نساء پڑھی کہ میں اس آیت پر پہنچا کہ کیا حال ہوگا اس وقت جب ہم ہر امت کے گواہ لائیں گے یعنی ان کے پیغمبر کو اور تجھ کو اس امت پر گواہ لائیں گے فرمایا بس کر سو میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَوْ عَلٰى سَفَرٍ أَوْ جَآءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا آئے کوئی شخص تم میں سے قضائے حاجت سے۔

فائدہ: یہ آیت اس قدر مشترک ہے سورۂ نساء اور مائدہ میں اور وارد کرنا بخاری کا اس کو نساء کی تفسیر میں مشعر ہے ساتھ اس کے کہ آیت نساء کی عائشہ رضی اللہ عنہا کے قصے میں اتری۔

﴿صَعِيْدًا﴾ وَجْهَ الْأَرْضِ.

یعنی آیت ﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ میں صعیدا کے معنی ہیں روئے زمین یعنی پس قصد کرو پاک زمین کا۔

فائدہ: کہا زجاج نے نہیں جانتا میں خلاف درمیان اہل علم کے اس میں کہ صعید کے معنی ہیں روئے زمین برابر ہے کہ اس پر مٹی ہو یا نہ ہو اور قتادہ سے روایت ہے کہ صعید وہ زمین ہے جس میں نہ درخت ہو نہ سبزہ اور یہ جو کہا کہ پاک تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس شخص نے جو شرط کرتا ہے تیمم میں مٹی کو اس واسطے کہ طیب وہ مٹی ہے اگانے والی۔

وَقَالَ جَابِرٌ كَانَتِ الطَّوَاغِيْتُ الَّتِيْ يَتَحَاكَمُوْنَ إِلَيْهَا فِيْ جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ وَّفِيْ أَسْلَمَ وَاحِدٌ وَّفِيْ كُلِّ حَيٍّ وَّاحِدٌ كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ.

یعنی اور کہا جابر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ﴾ کہ جھوٹے معبود جن کی طرف وہ اپنے معاملے لے جاتے تھے اور اپنے کاموں میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے ایک قبیلے جہینہ میں تھا اور ایک اسلم میں تھا اور ایک ایک ہر قوم میں تھا وہ جھوٹے معبود کاہن لوگ تھے ان پر شیطان اترتا تھا۔

وَقَالَ عُمَرُ اَلْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوْتُ الشَّيْطَانُ.

یعنی اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے بیچ تفسیر آیت ﴿يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ﴾ کے جبت کے معنی ہیں جادو اور طاغوت کے معنی ہیں شیطان یعنی انسان کی صورت میں۔

وَقَالَ عِكْرِمَةُ الْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ شَيْطَانٌ وَّالطَّاغُوتُ الْكَاهِنُ.

یعنی اور کہا عکرمہ نے کہ جبت حبش کی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کے معنی ہیں کاہن یعنی جو آئندہ کی خبریں بتلائے مانند رملی اور نجومی وغیرہ کے۔

فائدہ: اور اختیار کیا ہے طبری نے کہ مراد ساتھ جبت اور طاغوت کے جنس اس شخص کی ہے جو پوجا جائے سوائے اللہ کے برابر ہے کہ بت ہو یا شیطان جن ہو یا آدمی پس داخل ہوگا اس میں جادوگر اور کاہن' واللہ اعلم۔ اور عکرمہ کے اس قول میں دلالت ہے اس پر کہ معرب قرآن میں واقع ہے اور جائز رکھا ہے اس کو ابن حاجب اور ایک جماعت نے اور حجت پکڑی ہے ابن حاجب نے ساتھ اس کے کہ جب اسماء اعلام مانند ابراہیم کے قرآن میں واقع ہیں تو اسماء اجناس کے واقع ہونے سے کوئی مانع نہیں اور شافعی نے اس سے انکار کیا ہے۔

٤٢١٧ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوا عَلَى وُضُوءٍ وَلَمْ يَجِدُوا مَاءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلَى غَيْرِ وُضُوءٍ فَأَنْزَلَ اللَّهُ يَعْنِي آيَةَ التَّيَمُّمِ.

۴۲۱۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء کا ہار گم ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی تلاش میں بھیجا سو نماز کا وقت آیا اور وہ بے وضو تھے اور نہ انہوں نے پانی پایا سو انہوں نے بے وضو نماز پڑھی سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تیمم کے بیان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ذَوِي الْأَمْرِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہا مانو اللہ کا اور کہا مانو رسول کا اور اپنے حاکموں کا اور اولی الامر کے معنی ہیں حکم والے یعنی حاکم۔

٤٢١٨ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسٍ

۴۲۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول کی اور حاکموں کی' کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ یہ آیت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا۔

بْنِ عَدِيٍّ إِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ.

فائدہ: اسی طرح ذکر کیا ہے اس کو ساتھ اختصار کے اور معنی یہ ہیں کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں اتری یعنی مقصود آیت سے اس کے قصے میں یہ قول اللہ کا ہے کہ اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اس کو پھیرو اللہ اور رسول کی طرف الآیہ یعنی اس قصے میں اس کی اطاعت کا حکم مقصود نہیں بلکہ جھگڑ پڑنے کے وقت اللہ اور رسول کی طرف پھرنا مقصود ہے اور اس کا قصہ یوں ہے کہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اس لشکر کا سردار تھا وہ لشکر سے ناراض ہوا سو اس نے آگ جلائی اور کہا اپنے آپ کو آگ میں ڈالو سو بعض نے اس میں کودنے کا قصد کیا اور بعض باز رہے سو لشکر نے جھگڑا کیا اس کا حکم بجا لانے میں اور اس کا سبب یہ ہے کہ جنہوں نے ان کی اطاعت کا قصد کیا تھا انہوں نے اولی الامر کی اطاعت کے حکم پر عمل کیا اور جو اس سے باز رہے معارض ہوا ان کے نزدیک بھاگنا آگ سے تو مناسب ہوا کہ اتارا جائے اس جھگڑے میں جو راہ بتلائیے ان کو اس چیز کی طرف کہ کرے اس کو وقت جھگڑے کے اور وہ پھرنا ہے اللہ اور رسول کی طرف یعنی اگر تم جھگڑ پڑو کسی چیز کے جائز اور ناجائز ہونے میں تو رجوع کرو طرف کتاب اللہ اور سنت کے اور اس میں اختلاف ہے کہ اولی الامر سے کیا مراد ہے طبری نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ اہل علم والخیر ہیں اور مجاہد اور عطاء اور حسن وغیرہ سے ہے کہ وہ علماء ہیں اور ایک روایت مجاہد سے ہے کہ وہ اصحاب ہیں اور یہ خاص تر ہے اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ اس سے بھی خاص تر ہے اور ترجیح دی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے قول کو اس واسطے کہ قریش امارت کو نہ پہچانتے تھے اور کہا طبری نے کہ وہ عموم پر محمول ہے اگرچہ خاص سبب میں اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ قسم ہے تیرے رب کی کہ ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک کہ تجھ کو منصف نہ جانیں اس جھگڑے میں کہ ان کے درمیان واقع ہوا۔

٤٢١٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ فِيْ شَرِيْجٍ مِّنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَآءَ إِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ

۴۲۱۹۔ عروہ سے روایت ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری مرد نے پتھریلی زمین کی ایک نالی میں جھگڑا کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زبیر تو اپنی کھیت کو پانی پلا لے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے تو انصاری نے کہا کہ یا حضرت! یہ حکم آپ نے اس واسطے کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ آپ کی پھوپھی کے بیٹے ہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہوا

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَآءَ حَتّٰى يَرْجِعَ إِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ أَرْسِلِ الْمَآءَ إِلٰى جَارِكَ وَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهٗ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ أَحْفَظَهُ الْأَنْصَارِيُّ كَانَ أَشَارَ عَلَيْهِمَا بِأَمْرٍ لَّهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ قَالَ الزُّبَيْرُ فَمَا أَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ إِلَّا نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾.

پھر فرمایا کہ اے زبیر! اپنے کھیت کو پانی پلا پھر پانی کو روک رکھ یعنی اس کی زراعت کی طرف مت چھوڑ یہاں تک کہ منڈیر تک پہنچے یعنی لبالب ہو جائے پھر پانی کو اپنے ہمسائے کی طرف چھوڑ دے اور حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کا حق پورا دلوایا صریح حکم میں جب کہ غصہ دلایا حضرت ﷺ کو انصاری نے اور حضرت ﷺ نے ان کو مشورہ دیا تھا پہلی مرتبہ ساتھ ایک امر کے کہ دونوں کے واسطے اس میں فراخی تھی یعنی اس میں دونوں کی رعایت تھی کہا زبیر نے سو میں نہیں گمان کرتا ان آیتوں کو مگر کہ اس میں اتریں سو قسم ہے تیرے رب کی کہ ان کو نہ ایمان ہوگا آخر آیت تک۔

فائدہ: صریح حکم میں یعنی حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو صریح حکم کیا کہ اپنا سب حق لے لے اور پہلی بار حضرت ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ کچھ حق اپنا بطور احسان کے اپنے ہمسائے کو چھوڑ دے نہ بطور وجوب کے پھر جب اس نے جہل کے سبب سے اس کو قبول نہ کیا تو حضرت ﷺ نے حکم دیا کہ اپنا حق پورا لے لے اور اس حدیث کی شرح کتاب الاشربہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پس یہ لوگ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا پیغمبروں سے۔

٤٢٢٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَّبِيٍّ يَّمْرَضُ إِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ أَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ.

۴۲۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ نہیں بیمار ہوتا کوئی پیغمبر مگر کہ اس کو دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے اور تھے حضرت ﷺ اس بیماری میں جس میں آپ کا انتقال ہوا آپ کے حلق میں کوئی چیز اٹکی یعنی بلغم وغیرہ سے سو میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے کہ میں ساتھ چاہتا ہوں ان لوگوں کا جن پر اللہ نے انعام کیا پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں اور نیکوں

فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ﴿مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ﴾ فَعَلِمْتُ أَنَّهٗ خُيِّرَ.

سے سو میں نے جانا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ﴾ الْأٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کیا ہے تم کو کہ تم اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور راہ میں ان کے جو مغلوب ہیں مرد اور عورتیں اور لڑکے اَالظَّالِمِ اَهْلُهَا تک۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ عطف و المستضعفین کا اللہ کے اسم پر ہے یعنی اور ان کی راہ میں جو مغلوب ہیں یا سبیل اللہ پر عطف ہے یعنی بیچ خلاص کرنے مغلوب لوگوں کے۔ (فتح)

٤٢٢١ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّيْ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ.

۴۲۲۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں اور میری ماں مغلوب لوگوں میں سے تھے یعنی میں لڑکوں سے اور میری ماں عورتوں سے۔

٤٢٢٢ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ﴾ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّيْ مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ.

۴۲۲۲۔ حضرت ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت پڑھی مگر جو دبے ہیں مردوں اور عورتوں اور لڑکوں سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور ٹھہرایا یعنی آیت مذکورہ میں إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الآیۃ۔

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿حَصِرَتْ﴾ ضَاقَتْ.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں ﴿حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ﴾ یعنی تنگ ہوئے ان کے سینے۔

﴿تَلْوُوْا﴾ أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ.

یعنی اور آیت ﴿وَاِنْ تَلْوُوْا اَوْ تُعْرِضُوْا﴾ میں تلووا کے معنی ہیں کہ اگر تم اپنی زبان کو شہادت کے ادا کرنے میں پھیرو یا اس سے اعراض کرو۔

فائدہ: اور قتادہ سے روایت ہے کہ اگر تو داخل کرے اپنی شہادت میں وہ چیز کہ باطل کرے اس کو تو وہ شہادت مت دے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُرَاغَمُ الْمُهَاجَرُ رَاغَمْتُ

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ معنی مراغم کے

هَاجَرْتُ قَوْمِيْ.

اس آیت میں ﴿وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْأَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا﴾ مہاجر ہیں یعنی ہجرت کی جگہ کہتا ہے راغمت یعنی میں نے اپنی قوم سے ہجرت کی۔

فائدہ: اور حسن سے روایت ہے کہ مراغما کے معنی ہیں جگہ پھرنے کی۔

﴿مَوْقُوْتًا﴾ مُوَقَّتًا وَّقْتَهُ عَلَيْهِمْ.

یعنی آیت ﴿إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا﴾ میں موقوتا کے معنی ہیں وقت معین کیا گیا یعنی وقت معین کیا اس کا ان کے اوپر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَدَّدَهُمْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر تم کو کیا ہے اے مسلمانو! کہ منافقوں کے حق میں دو گروہ ہو رہے ہو اور اللہ تعالیٰ نے ان کو الٹ دیا، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ارکسھم کے معنی ہیں کہ ان کو جدا جدا کر دیا۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے ساتھ لازم کے اس واسطے کہ رکس کے معنی ہیں رجوع کرنا پس گویا کہ ان کو ان کے پہلے حکم کی طرف پھیر دیا۔

﴿فِئَةٌ﴾ جَمَاعَةٌ.

یعنی آیت ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأُخْرٰى كَافِرَةٌ﴾ میں فئة کے معنی جماعت ہیں اور مراد دوسرے گروہ سے کفار قریش ہیں۔

٤٢٢٣ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أُحُدٍ وَّكَانَ النَّاسُ فِيْهِمْ فِرْقَتَيْنِ فَرِيْقٌ يَّقُوْلُ اقْتُلْهُمْ وَفَرِيْقٌ يَّقُوْلُ لَا فَنَزَلَتْ ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ﴾ وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي

۴۲۲۳۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ کیا ہے تم کو کہ منافقوں کے حق میں دو گروہ ہو رہے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے چند لوگ جنگ اُحد سے پھرے یعنی عبداللہ بن ابی منافق اپنے ساتھیوں کے ساتھ پلٹ آیا اور مسلمان لوگ ان کے حق میں دو گروہ ہوئے ایک گروہ کہتا تھا کہ ان کو قتل کرتے ہیں اور ایک گروہ کہتا تھا کہ نہ سو یہ آیت اتری کہ کیا ہے تم کو منافقوں کے حق میں دو گروہ ہو رہے ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مدینہ طیبہ ہے یعنی پاک مقام ہے میل والے کو اس طرح نکال دیتا ہے

الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ. جیسے آگ چاندی کا میل نکال دیتی ہے۔

فائدہ: اس حدیث کا بیان کتاب المغازی میں گزر چکا ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَإِذَا جَآءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوْا بِهِ﴾ أَيْ أَفْشَوْهُ. باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آتی ہے ان کے پاس کوئی خبر امن کی یا ڈر کی تو اس کو مشہور کرتے ہیں

﴿يَسْتَنْبِطُوْنَهُ﴾ يَسْتَخْرِجُوْنَهُ. یعنی یستبطونه کے معنی آیت ﴿لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهُ﴾ میں یہ ہیں کہ نکالتے ہیں اس کو یعنی اس کی مصلحت کو باہر لاتے ہیں۔

﴿حَسِيْبًا﴾ كَافِيًا. یعنی معنی حسیبا کے ہیں کفایت کرنے والا۔

﴿إِلَّا إِنَاثًا﴾ يَعْنِي الْمَوَاتَ حَجَرًا أَوْ مَدَرًا وَّمَا أَشْبَهَهُ. یعنی آیت ﴿إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ إِلَّا إِنَاثًا﴾ کے معنی ہیں بے جان چیزیں پتھر یا مٹی اور جو اس کی مانند ہے۔

فائدہ: مراد ساتھ موات کے ضد حیوان کی ہے یعنی بے جان چیزیں اور اس کے غیر نے کہا کہ ان کو اناث یعنی عورتیں اس واسطے کہا گیا کہ نام رکھا تھا کافروں نے ان کا منات اور لات اور عزی اور نائلہ اور مانند اس کے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ عرب کا کوئی قبیلہ نہ تھا مگر کہ ان کے واسطے ایک بت تھا وہ اس کو پوجتے تھے نام رکھا جاتا تھا اس کا فلانے قبیلے کی عورت اور سورۂ صافات میں ان کی حکایت آئے گی وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اللہ بلند ہے اس سے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ ہر بت کے ساتھ ایک جنی ہے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی حاتم نے۔ (فتح)

﴿مَرِيْدًا﴾ مُتَمَرِّدًا. یعنی مریدا کے معنی ہیں سرکش حکم نہ ماننے والا۔

﴿فَلَيُبَتِّكُنَّ﴾ بَتَّكَهُ قَطَّعَهُ. یعنی آیت ﴿فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْأَنْعَامِ﴾ میں بتك کے معنی ہیں کہ چیریں جانوروں کے کان۔

﴿قِيْلًا﴾ وَقَوْلًا وَّاحِدٌ. قیلا اور قولا کے ایک ہی معنی ہیں یعنی بات کرنا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾۔

﴿طَبَعَ﴾ خَتَمَ. یعنی طبع کے معنی ہیں مہر کی گئی۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾۔

تنبیہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں آثار ذکر کیے اور کوئی حدیث ذکر نہیں کی اور البتہ واقع ہوا ہے مسلم میں عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس آیت کے نزول کے سبب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عورتوں سے ملاقات اور بات

کرنا چھوڑ دیا اور مشہور ہوا کہ حضرت ﷺ نے ان کو طلاق دی اور یہ کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آئے سو عرض کیا کہ کیا آپ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے طلاق نہیں دی سو میں نے مسجد کے دروازے میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے پکارا کہ حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق نہیں دی سو یہ آیت اتری سو میں نے اس امر کو نکالا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا دوزخ ہے۔

فائدہ: کہا جاتا ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضباب کے حق میں اتری اور وہ اور اس کا بھائی ہشام مسلمان ہوئے تھے سو ایک انصاری نے ہشام کو غفلت کی حالت میں مار ڈالا سو پہچانا گیا سو حضرت ﷺ نے ان کی طرف ایک مرد کو بھیجا ان کو حکم دیا کہ مقیس کو اس کے بھائی کی دیت دیں انہوں نے اسی طرح کیا سو مقیس نے دیت لے کر ایلچی کو مار ڈالا اور مرتد ہو کر مکے میں جا ملا پس یہ آیت اتری۔

٤٢٢٤ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ اٰيَةٌ اِخْتَلَفَ فِيْهَا أَهْلُ الْكُوْفَةِ فَرَحَلْتُ فِيْهَا إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهٗ عَنْهَا فَقَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ﴾ هِيَ اٰخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

۴۲۲۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ والوں نے اس آیت میں یعنی اس کے حکم میں اختلاف کیا تو میں نے اس میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف کوچ کیا سو میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا حکم پوچھا سو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اتری یہ آیت کہ جو مار ڈالے کسی مسلمان کو جان بوجھ کر سو اس کی سزا دوزخ ہے کہا کہ یہ آیت پیچھے اتری اور اس کو کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا۔

فائدہ: یعنی بیچ قتل کرنے مسلمان کے جان بوجھ کر بہ نسبت آیت فرقان کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ أَلْقٰى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ اَلسِّلْمُ وَالسَّلَمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ کہو جو تم کو سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں اور سِلْم اور سَلَم اور سلام کے ایک معنی ہیں۔

٤٢٢٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ أَلْقٰى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ قَالَ قَالَ ابْنُ

۴۲۲۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ کہو جو تم کو سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ایک مرد اپنی بکریوں میں تھا سو مسلمان لوگ اس کو جا ملے تو اس نے ان کو السلام علیکم کہا تو مسلمانوں نے

عَبَّاسٍ كَانَ رَجُلٌ فِيْ غُنَيْمَةٍ لَّهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوْهُ وَاَخَذُوْا غُنَيْمَتَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ قَالَ قَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلسَّلَامَ.

اس کو مار ڈالا اور اس کی بکریاں لے لیں سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اس باب میں اتاری عرض الحیاۃ الدنیا تک کہا کہ مراد عرض الحیاۃ الدنیا سے یہ بکریاں ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت میں السلام پڑھا۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شانِ نزول میں ایک قصہ بھی مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر فدک کی طرف بھیجا ان کا سردار غالب بن فضالہ رضی اللہ عنہ تھا اور اس لشکر میں اُسامہ رضی اللہ عنہ بھی تھا سو جب فدک والوں کو شکست ہوئی تو ان میں سے ایک مرد جس کا نام مرداس تھا تنہا باقی رہا اور اس نے اپنی بکریوں کو پہاڑ کے ساتھ پناہ دی سو جب مسلمان لوگ اس کو جا ملے تو اس نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، السلام علیکم تو اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا پھر جب پلٹ کر آئے تو یہ آیت اتری کہ نہ کہو جو تم کو سلام کرے کہ تو مسلمان نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اس واسطے کہ تحفہ مسلمانوں کا سلام ہے اس کے ساتھ آپس میں پہچانے جاتے ہیں اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ جو کوئی ظاہر کرے کچھ چیز اسلام کی نشانیوں سے نہیں حلال ہے خون اس کا یہاں تک کہ اس کی آزمائش کی جائے اس واسطے کہ سلام تحفہ ہے مسلمانوں کا اور جاہلیت کے زمانے میں ان کا تحفہ اس کے برخلاف تھا پس ہوگی یہ نشانی اور نہیں لازم آتا اس چیز سے کہ ذکر کیا میں نے حکم کرنا ساتھ اسلام اس شخص کے کی کہ اس پر اقتصار کرے اور جاری کرنا احکام مسلمانوں کا اوپر اس کے بلکہ ضروری ہے زبان سے دونوں شہادتوں کا اقرار کرنا بنابریں تفصیل کے کہ اہل کتاب وغیرہ کے درمیان اس میں تھی۔ (فتح)

بَابٌ ﴿لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾.

باب ہے بیان اس آیت کے کہ نہیں برابر ہیں بیٹھنے والے مسلمانوں میں سے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

فائدہ: ﴿غَيْرُ أُولِى الضَّرَرِ﴾ کی قرأت میں اختلاف ہے بعض لوگ اس کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں قاعدون سے بدل کی بنا پر اور باقی اس کو زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں استثناء کی بنا پر۔

٤٢٢٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهٗ رَاٰى مَرْوَانَ بْنَ

۴۲۲۶۔ حضرت سہل سے روایت ہے کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا سو میں اس کی طرف آگے بڑھا یہاں تک کہ میں اس کے پہلو میں بیٹھا (اور وہ اس وقت مدینے کا حاکم تھا) اس نے ہم کو خبر دی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

الْحَكَمِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلٰى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ فَجَآءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَّهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ أَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُّ وَكَانَ أَعْمٰى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهٗ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

نے اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے یہ آیت مجھ سے لکھوائی کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں سو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آیا اور حالانکہ حضرت ﷺ اس کو مجھ سے لکھواتے تھے اس نے کہا کہ یا حضرت! قسم ہے اللہ کی اگر میں جہاد کر سکتا تو البتہ جہاد کرتا اور وہ اندھا تھا سو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر وحی اتاری اور آپ کی ران میری ران پر تھی سو آپ کی ران مجھ پر بہت بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں ڈرا کہ میری ران کچل دی جائے گی پھر آپ سے شدت وحی کی دور ہوئی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ سوائے معذوروں کے جن کو بدن کا نقصان ہے۔

٤٢٢٧ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَآءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهٗ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

۴۲۲۷۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری (یعنی قریب تھی کہ اترے) کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمانوں میں سے تو حضرت ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو بلایا زید رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا سو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آیا اور اس نے اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی کہ میں اندھا ہوں جہاد نہیں کر سکتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ سوائے نہ دیکھنے والوں کے۔

٤٢٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوْا فُلَانًا فَجَآءَهٗ وَمَعَهُ الدَّوَاةُ وَاللَّوْحُ أَوِ الْكَتِفُ فَقَالَ اكْتُبْ ﴿لَا

۴۲۲۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ فلاں کو بلاؤ یعنی زید رضی اللہ عنہ کو وہ آئے ان کے ساتھ دوات اور تختی اور کندھے کی ہڈی تھی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھ کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور حضرت ﷺ کے پیچھے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے سو اس

يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ وَخَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا ضَرِيْرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾.

نے کہا کہ یا حضرت! میں نابینا ہوں سو اسی جگہ اتری کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا دکھ نہیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے۔

فائدہ: کہا ابن منیر نے کہ نہیں اقتصار کیا راوی نے دوسرے حال میں اوپر ذکر کرنے کلمہ زائدہ کے اور وہ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ہے یعنی بلکہ دوسری بار بھی ساری آیت کو پھر دوہرایا پس اگر وحی فقط اسی کلمہ زائدہ کے ساتھ اتری تھی تو شاید راوی نے مناسب جانا دوہرانا آیت کا ابتدا سے تاکہ متصل ہو استثناء ساتھ مستثنیٰ منہ کے اور اگر دوسری بار ساری آیت زیادہ کے ساتھ اتری تھی اس کے بعد کہ پہلی بار اس کے بغیر اتری تھی سو البتہ حکایت کی ہے راوی نے صورت حال کی میں کہتا ہوں کہ پہلا احتمال ظاہر تر ہے اس واسطے کہ سہل کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ اور زیادہ واضح اس سے روایت خارجہ کی ہے کہ اس میں ہے سو میں نے آپ پر پڑھا ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ سو حضرت ﷺ نے فرمایا ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾۔ (فتح)

٤٢٢٩ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ ح وَحَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ أَنَّ مِقْسَمًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ إِلٰى بَدْرٍ.

٤٢٢٩ ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ مراد یہ ہے کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان جنگ بدر سے اور نکلنے والے جنگ بدر کی طرف۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے طریق حجاج کے سے اس نے روایت کی ہے ابن جریج سے ساتھ اس کے مثل اس کے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ یہ جو اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو بیٹھنے والوں پر درجے میں فضیلت دی تو اس میں مفضل علیہ غیر اولی الضرر ہیں اور لیکن ضرر والے سو وہ ملحق ہیں ساتھ مجاہدین کے ثواب میں

جب کہ ان کی نیت سچی ہو اس واسطے کہ آیت دلالت کرتی ہے کہ ضرر والے مجاہدین کے ساتھ برابر ہیں اس واسطے کہ مستثنیٰ کیا ہے آیت نے ﴿أُولِي الضَّرَرِ﴾ کو برابر ہونے سے پس آیت نے دلالت کی کہ وہ برابری میں داخل ہیں اس واسطے کہ نہیں ہے کوئی واسطے درمیان برابری اور عدم برابری کے لیکن مراد برابر ہونا ان کا اصل ثواب میں ہے نہ دوگنا ہونے میں اس واسطے کہ دوگنا ہونا متعلق ہے ساتھ فعل کے اور احتمال ہے کہ ملحق ہوں ساتھ جہاد کے اس باب میں تمام نیک اور باب کی حدیثوں میں اور بھی کئی فائدے ہیں ٹھہرانا کاتب کا اور قریب کرنا اس کا اور قید کرنا علم کا ساتھ لکھنے کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ الْأٰيَةَ.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ جن لوگوں کی جان کھینچتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہیں ہم تھے مغلوب زمین میں کہتے ہیں کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں، آخر آیت تک۔

٤٢٣٠ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيْهِ فَلَقِيْتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِيْ عَنْ ذٰلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى بِهٖ فَيُصِيْبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَأَنْزَلَ اللهُ ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ﴾ الْأٰيَةَ رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ.

۴۲۳۰۔ حضرت محمد بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ قطع کیا گیا اہل مدینہ پر ایک لشکر یعنی لازم کیا گیا ان پر نکالنا لشکر کا واسطے قتال اہل شام کے بیچ زمانے خلیفہ ہونے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے مکے میں سو میرا نام اس میں لکھا گیا سو میں عکرمہ سے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام آزاد کردہ تھا سو میں نے اس کو خبر دی اس نے مجھ کو اس سے منع کیا سخت منع کرنا پھر کہا کہ خبر دی مجھ کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ بیشک چند مسلمان مشرکوں کے ساتھ تھے مشرکوں کے گروہ بڑھاتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آتا تیر کہ پھینکا جاتا سو ان میں سے ایک کو پہنچتا سو اس کو قتل کرتا یا تلوار سے قتل کیا جاتا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ جن لوگوں کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا آخر آیت تک۔

فائدہ: اسی طرح آیا ہے اس روایت میں شان نزول اس کا اور روایت کی ہے طبری نے کہ مکہ والوں سے چند لوگ

مسلمان ہوئے تھے اور اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے سو جنگ بدر میں مشرکوں نے ان کو اپنے ساتھ نکالا سو ان میں سے بعض بدر میں مارے گئے سو مسلمانوں نے کہا کہ یہ مسلمان تھے پس مجبور کیے گئے ان کے واسطے بخشش مانگو سو یہ آیت اتری تو مسلمانوں نے اس آیت کو ان مسلمانوں کی طرف لکھا جو مکے میں باقی رہے تھے اور یہ کہ ان کا کوئی عذر باقی نہیں سو وہ نکلے اور مشرک ان سے ملے مشرکوں نے ان کو تکلیف دی وہ پھر آئے پھر نکلے سو بعض نے نجات پائی اور بعض مارے گئے اور اس قصے میں دلالت ہے اوپر بری ہونے عکرمہ کے اس چیز سے کہ منسوب کیا جاتا ہے خوارج کی رائے کی طرف اس واسطے کہ اس نے مبالغہ کیا منع کرنے میں مسلمانوں کی لڑائی سے اور بڑھانے گروہ ان لوگوں کے سے جو مسلمانوں سے لڑیں اور غرض عکرمہ کی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مذمت کی ہے اس کی جو مشرکوں کی جماعت کو بڑھائے اور ان کے ساتھ جائے باوجود اس کے کہ ان مسلمانوں کا ارادہ نہ تھا کہ کافروں سے موافقت کریں کہا عکرمہ نے پس اسی طرح نہ بڑھا تو اس لشکر کی جماعت کو اگرچہ تو ان کی موافقت کا ارادہ نہیں کرتا اس واسطے کہ وہ اللہ کی راہ میں نہیں لڑتے اور یہ جو کہا کہ تم کس بات میں تھے تو یہ سوال توبیخ اور تقریع کا ہے اور استنباط کیا ہے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت سے واجب ہونا ہجرت کا اس زمین سے کہ اس میں گناہ ہوں۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مگر بے بس مرد اور عورتیں اور لڑکے کہ نہ کوئی حیلہ کر سکتے ہیں اور نہ راہ جانتے ہیں۔

فائدہ: اس آیت میں عذر ہے اس شخص کا جو موصوف ہے ساتھ بے بس ہونے کے ان لوگوں میں سے جو اس سے پہلی آیت میں مذکور ہے اور تحقیق ذکر کیا گیا ہے وہ شخص دوسری آیت میں بیچ سیاق رغبت دلانے کے اوپر قتال کے ان سے۔

٤٢٣١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ﴾ قَالَ كَانَتْ أُمِّيْ مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ.

۴۲۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے بیچ تفسیر ﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ﴾ کے کہا کہ میری ماں اُن لوگوں میں سے تھی جن کو اللہ نے معذور ٹھہرایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَأُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو ان کو امید ہے کہ اللہ معاف کرے اور اللہ معاف کرنے والا بخشتا ہے۔

٤٢٣٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ

۴۲۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت

يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَآءَ إِذْ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَّسْجُدَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

میں کہ حضرت ﷺ عشاء کی نماز میں تھے اچانک کہا سمع اللہ لمن حمدہ پھر سجدہ کرنے سے پہلے کہا الٰہی! نجات دے عیاش بن ربیعہ کو الٰہی! نجات دے سلمہ بن ہشام کو الٰہی! نجات دے ولید بن ولید کو الٰہی! نجات دے مکے کے دبے ہوئے بے زور مسلمانوں کو، الٰہی! اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر، الٰہی! ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح استسقاء میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى أَنْ تَضَعُوْا أَسْلِحَتَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اور گناہ نہیں تم پر اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے یا تم بیمار ہو کہ اتار رکھو اپنے ہتھیار۔

٤٢٣٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ أَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا ﴿إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰى﴾ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَّكَانَ جَرِيْحًا.

۴۲۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر تم کو تکلیف ہو مینہ سے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اس آیت میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں کہ وہ بیمار تھے یعنی یہ آیت ان کے حق میں اتری۔

فائدہ: یہ جو آیت میں فرمایا کہ نہیں گناہ تم کو یہ کہ ہتھیار اتار رکھو تو اللہ تعالیٰ نے رخصت دی ان کو بیچ رکھنے ہتھیاروں کے واسطے بھاری ہونے ان کے اوپر ان کے بسبب اس چیز کے کہ ذکر کی گئی مینہ اور بیماری سے پھر حکم دیا ان کو ساتھ لینے بچاؤ کے یعنی زرہ اور ڈھال اور خود کے واسطے اس ڈر کے کہ غافل ہوں اور دشمن ان پر ہجوم کرے یعنی بیماری اور مینہ کی حالت میں بھی زرہ اور ڈھال وغیرہ کو ساتھ رکھو۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اور فتویٰ مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو بیچ

الْكِتَابِ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ﴾.

عورتوں کے او جو پڑھا جاتا ہے تم پر کتاب میں سو نازل ہوا ہے یتیم عورتوں کے حق میں۔

فائدہ: فتویٰ کے معنی ہیں جواب سائل کا حادثے سے کہ مشکل ہو اوپر سائل کے۔

٤٢٣٤ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَتَرْغَبُوْنَ أَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ﴾ قَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْيَتِيْمَةُ هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا فَأَشْرَكَتْهُ فِيْ مَالِهٖ حَتّٰى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ أَنْ يَّنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُّزَوِّجَهَا رَجُلًا فَيَشْرَكُهُ فِيْ مَالِهٖ بِمَا شَرِكَتْهُ فَيَعْضُلُهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ.

۴۲۳۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ فتویٰ طلب کرتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں کہہ اللہ فتویٰ دیتا ہے تم کو ان کے بارے میں اس قول تک کہ تم چاہتے ہو کہ ان سے نکاح کرو' کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ وہ مرد ہے کہ اس کے پاس یتیم لڑکی ہو وہ مرد اس کا والی اور وارث ہو اور وہ عورت اس کو اس کے مال میں شریک ہے یہاں تک کہ کھجور کے درخت میں بھی سو وہ مرد اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتا اور برا جانتا ہے کہ اس کو اور مرد کے نکاح میں دے کہ وہ اس کو اس کے مال میں شریک ہو جس میں وہ عورت اس کی شریک ہے سو وہ اس کو اور جگہ نکاح کرنے سے منع کرتا ہے سو یہ آیت اتری۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح پہلے گزر چکی ہے اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کی ایک چچیری بہن تھی بدصورت اور اس کے پاس مال تھا کہ وہ اس کو اپنے باپ سے وراثت میں پہنچا تھا اور جابر رضی اللہ عنہ اس سے نکاح کرنا نہیں چاہتا تھا اور نہ اس کو اور کسی کے نکاح میں دیتا تھا اس ڈر سے کہ اس کا خاوند اس کا مال لے جائے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا منہ پھیرنے سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِقَاقٌ تَفَاسُدٌ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر آیت ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا﴾ میں کہ شقاق کے معنی ہیں فساد ہونا۔

﴿وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ عَلَيْهِ.

یعنی اور کہا آیت ﴿وَأُحْضِرَتِ الْأَنْفُسُ الشُّحَّ﴾ میں شح کے معنی ہیں ہوائے نفسانی اس کی کسی چیز میں جس پر حرص رکھتا ہے۔

﴿كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ لَا هِيَ أَيِّمٌ وَّلَا ذَاتُ زَوْجٍ.

یعنی اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ﴾ کے

کہ معلقة کے معنی ہیں کہ نہ بیوہ اور نہ خاوند والی۔

﴿نُشُوْزًا﴾ بُغْضًا.

یعنی نشوزا کے معنی اس آیت میں بغض اور عداوت کے ہیں۔

٤٢٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا أَوْ إِعْرَاضًا﴾ قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْأَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِّنْهَا يُرِيْدُ أَنْ يُّفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ أَجْعَلُكَ مِنْ شَأْنِيْ فِيْ حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ.

۴۲۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر کوئی عورت ڈرے اپنے خاوند کے لڑنے سے یا منہ پھیرنے سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ وہ ایک مرد ہے کہ اس کے پاس عورت ہوتی ہے کہ اس سے صحبت اور میل جول بہت نہیں رکھنا چاہتا ہے کہ اس کو چھوڑ دے سو وہ کہتی ہے کہ میں تجھ کو اپنے حال سے حلال کرتی ہوں یعنی میں تجھ سے اپنا حق نفقہ وغیرہ نہیں لیتی اور تو مجھ کو طلاق نہ دے سو یہ آیت اس باب میں اتری۔

فائدہ: اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اتری یہ آیت اس عورت کے حق میں کہ ایک مرد کے نکاح میں ہو وہ مرد کی جدائی کو برا جانتی ہے سو دونوں صلح کرتے ہیں اس پر کہ تین یا چار دن کے بعد اس سے صحبت کیا کرے اور حاکم نے رافع بن خدیج سے روایت کی ہے کہ اس کے نکاح میں ایک عورت تھی سو اس کے بعد اس نے ایک جوان عورت سے نکاح کیا سو اس نے جوان عورت کو اس پر مقدم کیا تو پہلی عورت نے اس سے جھگڑا کیا رافع نے اس کو طلاق دی پھر اس کو کہا کہ اگر تو چاہے تو تجھ سے رجوع کروں اور تو صبر کرے یعنی اس شرط پر کہ مجھ سے اپنا حق نہ مانگے اس نے کہا مجھ سے رجوع کر اس نے اس سے رجوع کیا پھر اس نے صبر نہ کیا اس نے اس کو طلاق دی پس یہ ہے وہ صلح جس میں یہ آیت اتری اور ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے سودہ رضی اللہ عنہا نے خوف کیا یہ کہ اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلاق دیں سو اس نے کہا کہ یا حضرت! آپ مجھ کو طلاق نہ دیجیے اور میں نے اپنی باری کا دن عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا یہ آیت اتری۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے منافق لوگ آگ کے نیچے طبقے میں ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْفَلَ النَّارِ.

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ درك اسفل سے مراد نیچے کی آگ ہے۔

فائدہ: کہا علماء نے کہ عذاب منافق کا سخت تر ہے کافر کے عذاب سے واسطے ٹھٹھا کرنے اس کے ساتھ دین کے۔ (فتح)

﴿نفقًا﴾ سَرَبًا.

یعنی آیت ﴿اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا﴾ میں نفقا کے معنی ہیں سرنگ۔

فائدہ: یہ کلمہ اس سورت میں نہیں بلکہ سورۂ انعام میں ہے اور شاید بخاری نے اس کو اس جگہ اس واسطے ذکر کیا ہے کہ تا کہ اشارہ کرے نفاق کے مشتق ہونے کی طرف اس واسطے کہ نفاق کے معنی ہیں ظاہر کرنا غیر اس چیز کا کہ دل میں ہے۔

٤٢٣٦ ۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كُنَّا فِیْ حَلْقَةِ عَبْدِ اللّٰهِ فَجَآءَ حُذَیْفَةُ حَتّٰی قَامَ عَلَیْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰی قَوْمٍ خَیْرٍ مِّنْكُمْ قَالَ الْأَسْوَدُ سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ ﴿إِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ وَجَلَسَ حُذَیْفَةُ فِیْ نَاحِیَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهٗ فَرَمَانِیْ بِالْحَصَا فَأَتَیْتُهٗ فَقَالَ حُذَیْفَةُ عَجِبْتُ مِنْ ضَحِكِهٖ وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلٰی قَوْمٍ كَانُوْا خَیْرًا مِّنْكُمْ ثُمَّ تَابُوْا فَتَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ.

۴۲۳۶۔ اسود رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حلقے میں تھے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ آیا یہاں تک کہ ہم پر کھڑا ہوا اور سلام کیا پھر کہا کہ البتہ اتارا گیا نفاق ایک قوم پر جو تم سے بہتر تھی سو کہا اسود نے سبحان اللہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ منافق لوگ آگ کے نیچے طبقے میں ہیں یعنی پس ان کو بہتر کیونکر کہہ سکتے ہیں؟ سو عبداللہ رضی اللہ عنہ ہنسے اور حذیفہ رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک کنارے میں بیٹھے سو عبداللہ رضی اللہ عنہ اٹھے سو ان کے ساتھی جدا جدا ہوئے اسود کہتا ہے سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مجھ کو کنکر مار کر بلایا میں اس کے پاس آیا سو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تعجب کرتا ہوں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہنسنے سے اور البتہ اس نے پہچانا جو میں نے کہا کہ البتہ اتارا گیا نفاق ایک قوم پر جو تم سے بہتر تھے پھر وہ تائب ہوئے سو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہنسے یعنی واسطے تعجب کرنے کے اس کی کلام کے صدق سے اور یہ جو کہا کہ البتہ اتارا گیا نفاق ایک قوم پر جو تم سے بہتر تھی یعنی مبتلا کیے گئے ساتھ اس کے وہ اصحاب کے طبقے میں سے تھے سو وہ تابعین کے طبقے سے بہتر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو مبتلا کیا سو دین سے پھر گئے اور منافق ہو گئے سو ان سے خیر جاتی رہی اور بعض نے ان میں سے توبہ کی تو ان کے واسطے خیر پھر آئی گویا کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ڈرایا ان لوگوں کو جن کو خطاب کیا اور ان کے واسطے اشارہ کیا کہ مغرور نہ ہوں اس واسطے کہ دل پھرتے رہتے ہیں سو ڈرایا ان کو ایمان سے نکلنے سے اس واسطے کہ عملوں کا اعتبار خاتمے پر ہے اور بیان کیا ان کے واسطے کہ اگرچہ وہ اپنے ایمان میں نہایت مضبوط ہیں لیکن نہیں لائق ہے ان کو کہ اللہ تعالیٰ کے مکر سے نڈر ہوں اس واسطے کہ ان سے پہلا طبقہ یعنی اصحاب ان

سے بہتر تھے اور باوجود اس کے ان میں بعض لوگ مرتد اور منافق ہو گئے سو جو طبقہ کہ ان سے پچھلا ہے سو وہ ایسے امر میں واقع ہونے پر زیادہ تر قادر ہے اور یہ جو کہا کہ میں نے اس کے ہنسنے سے تعجب کیا یعنی اس سے کہ وہ صرف ہنس کر چپ رہا کچھ بات نہ کہی سو البتہ اس نے پہچانا جو میں نے کہا یعنی اس نے میری مراد سمجھی اور پہچانا کہ وہ حق ہے ثم تابوا یعنی پھر انہوں نے نفاق سے رجوع کیا اور مستفاد ہوتا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ کفر اور ایمان اور اخلاص اور نفاق سب اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے اور اس کی تقدیر اور ارادے اس کے سے ہے اور مستفاد ہوتا ہے اس آیت سے ﴿اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ صحیح ہونا زندیق کی توبہ کا اور قبول ہونا اس کا اس چیز کی بنا پر کہ اس پر جمہور ہیں اس واسطے کہ وہ مستثنیٰ ہیں منافقوں کی اس آیت سے ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ اور البتہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابو بکر رازی وغیرہ ایک جماعت نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اِنَّا اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ كَمَا اَوْحَیْنَا اِلٰی نُوْحٍ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ ﴿وَیُوْنُسَ وَهَارُوْنَ وَسُلَیْمَانَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ہم نے وحی بھیجی تیری طرف جیسے وحی بھیجی نوح کو اور پیغمبروں کو اس کے بعد اور یونس اور ہارون اور سلیمان علیہم السلام تک۔

٤٢٣٧ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیَانَ قَالَ حَدَّثَنِی الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِیْ وَآئِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی.

۴۲۳۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو لائق نہیں یہ کہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر سے جو متی کا بیٹا ہے۔

فائدہ: احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ جو اس بات کا قائل ہے وہی ہے جس کو یہ کہنا لائق نہیں اور احتمال ہے کہ مراد انا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور آپ نے بطور تواضع کے کہا ہو لیکن باب کی دوسری حدیث پہلے احتمال پر دلالت کرتی ہے کہ مراد خود ہی قائل ہے۔ (فتح)

٤٢٣٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی فَقَدْ كَذَبَ.

۴۲۳۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کہے کہ میں یونس علیہ السلام پیغمبر سے بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے یعنی جب کہ کہے یہ بغیر توقیف کے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ حکم پوچھتے ہیں تجھ سے یعنی کلالہ کی میراث کا، تو کہہ کہ اللہ حکم بتاتا ہے تم کو کلالہ کی میراث کا یعنی جس کا نہ باپ ہو اور نہ بیٹا ہو اگر ایک مر گیا کہ اس کا بیٹا نہیں یعنی اور نہ اس کا باپ ہے اور اس کی بہن ہے تو اس کو پہنچے آدھا جو چھوڑ مرا اور اگر یہ بہن مرے تو یہ بھائی ہے وارث اس کا اگر اس کا کوئی بیٹا نہ ہو۔

وَالْكَلَالَةُ مَنْ لَّمْ يَرِثْهُ أَبٌ أَوِ ابْنٌ وَّهُوَ مَصْدَرٌ مِّنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ.

یعنی اور کلالہ وہ ہے کہ نہ وارث ہو اس کا باپ اور نہ بیٹا۔

فائدہ: اور یہی مذہب ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جمہور علماء اصحاب اور تابعین کا اور جو ان سے پیچھے ہیں اور کلالہ مصدر ہے تکلل کی کہا جاتا ہے تکللہ النسب یعنی نسب نے اس کی دونوں طرف پکڑیں ولد اور والد کی جہت سے گویا کہ وارثوں نے اس کو احاطہ کیا اور نہ اس کا باپ ہے اور نہ بیٹا اور بعض کہتے ہیں کلالہ کل یکل سے مشتق ہے یعنی اس کا نسب دور ہے اور بعض کہتے ہیں وہ وارث ہیں جو لڑکے کے علاوہ ہوں اور بعض کہتے ہیں جو باپ کے علاوہ ہوں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ بھائی ہیں اور بعض کہتے ہیں ماں کی طرف سے اور وارث کو بھی کلالہ کہتے ہیں اور ارث کو بھی کلالہ کہتے ہیں اور مال کو بھی کلالہ کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ چچا کی اولاد کو کلالہ کہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ عصبوں کو کہتے ہیں اور واسطے کثرت اختلاف کے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کلالہ میں کچھ نہیں کہا۔ (فتح)

٤٢٣٩ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَّزَلَتْ بَرَآءَةَ وَاٰخِرُ اٰيَةٍ نَّزَلَتْ ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾.

۴۲۳۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پچھلی سورت جو اتری سورۂ برأت ہے اور پچھلی آیت جو اتری یستفتونک الخ ہے یعنی حکم پوچھتے ہیں تجھ سے کلالہ کا۔

فائدہ: مراد یہ ہے کہ یہ ان آیتوں میں سے ہے جو پیچھے اتریں پس نہ مخالف ہو گی یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے جو سورہ بقرہ کے اخیر میں گزری کہ اخیر آیت کہ اتری سود کی آیت ہے یعنی ہر ایک نسبت دوسری کے پچھلی ہے۔

سُوْرَةُ الْمَآئِدَةِ — بیان ہے بیچ تفسیر سورۂ مائدہ کے

فائدہ: مائدہ اس طبق کو کہتے ہیں جس پر کھانا ہو اور جس پر کھانا نہ ہو اس کو دستر خوان کہتے ہیں۔

﴿حُرُمٌ﴾ وَاحِدُهَا حَرَامٌ. یعنی آیت ﴿وانتم حرم﴾ میں حرم کا لفظ جمع ہے اور اس کا واحد حرام ہے یعنی تم احرام باندھے ہوئے۔

﴿فَبِمَا نَقْضِهِمْ﴾ بِنَقْضِهِمْ. یعنی اور بما نقضهم کے معنی ہیں بنقضهم یعنی با زائدہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں بسبب توڑنے ان کے اپنے عہد و پیمان کو

﴿الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ﴾ جَعَلَ اللّٰهُ. یعنی آیت ﴿یا قوم ادخلوا الارض المقدسة التی کتب الله لکم﴾ کے یہ معنی ہیں کہ تمہارے واسطے ٹھہرائے اور حکم کیا۔

فائدہ: اور کہا طبری نے کہ مراد یہ ہے کہ مقدر کیا اس کو واسطے رہنے بنی اسرائیل کے فی الجملہ پس نہ وارد ہو گا یہ اعتراض کہ مخاطب اس میں نہیں رہے اس واسطے کہ مراد جنس ان کی ہے بلکہ ان میں سے بعض اس میں رہے مانند یوشع کے اور وہ بھی انہی کے مخاطبین میں سے ہے۔

﴿تَبُوْءَ﴾ تَحْمِلُ. یعنی آیت ﴿انی ارید ان تبوء باثمی﴾ میں تبوء کے معنی ہیں کہ تو میرا اور اپنا گناہ اٹھائے۔

وَقَالَ غَيْرُهُ الْإِغْرَآءُ التَّسْلِيْطُ. یعنی آیت ﴿فاغرینا بینهم العداوة﴾ من اغرا کے معنی ہیں غالب کرنا۔

فائدہ: تفسیر کرنا اغرا کی ساتھ تسلیط کے لازم ہے اغرا کے معنی کو اس واسطے کہ حقیقت اغرا کی فتنہ فساد اٹھانا ہے۔

﴿دَآئِرَةٌ﴾ دَوْلَةٌ. یعنی آیت ﴿نخشی ان تصیبنا دائرة﴾ میں دائرہ کے معنی ہیں دولت (مصیبت)۔

﴿أُجُوْرَهُنَّ﴾ مُهُوْرَهُنَّ. یعنی معنی اجورهن کے آیت ﴿اذا اتیتموهن اجورهن﴾ میں مہران کے ہیں۔

﴿مَخْمَصَةٍ﴾ مَجَاعَةٍ. یعنی اور مخمصة کے معنی ہیں بھوک۔

وَقَالَ سُفْيَانُ مَا فِي الْقُرْاٰنِ اٰيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ﴿لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى یعنی اور کہا سفیان نے کہ نہیں قرآن میں کوئی آیت زیادہ سخت مجھ پر اس آیت سے کہ نہیں تم کسی چیز پر یہاں تک

تُقِيمُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ﴾.

کہ قائم رکھو تورات اور انجیل کو اور جو اتارا گیا ہے تمہاری طرف تمہارے رب سے۔

فائدہ: یعنی جو نہ عمل کرے اس چیز کے ساتھ کہ اتاری ہے اللہ نے اپنی کتاب میں سو وہ کسی چیز پر نہیں اور اس کا مقتضی یہ ہے کہ جو بعض فرضوں کو چھوڑے اس نے سب کو چھوڑا اسی واسطے اس نے مطلق کہا کہ وہ سخت تر ہے اس کے غیر سے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اس قسم سے کہ تھا اہل کتاب پر بوجھ سے اور تحقیق روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے کہ یہ آیت ایک خاص سبب میں اتری ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہود کے علماء کی ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے کہا کہ اے محمد! کیا تو نہیں گمان کرتا کہ تو ابراہیم علیہ السلام کے مذہب پر ہے اور تو ایمان لاتا ہے اس چیز کے ساتھ کہ تورات میں ہے اور تو گواہی دیتا ہے کہ وہ حق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں لیکن تم نے چھپائی اس سے وہ چیز کہ حکم ہوا تھا تم کو اس کے بیان کرنے کا سو میں بری ہوں اس چیز سے جو تم نے نئی نکالی انہوں نے کہا کہ ہم ہاتھ مارتے ہیں اس چیز کے ساتھ کہ ہمارے ہاتھوں میں ہے ہدایت اور حق سے اور ہم نہیں مانتے تجھ کو اور نہ تیرے قرآن کو سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ مراد ساتھ ﴿ماانزل الیکم من ربکم﴾ کے قرآن مجید ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مَنْ أَحْيَاهَا﴾ يَعْنِي مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ حَيِيَ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيعًا.

یعنی آیت ﴿ومن احیاها﴾ کے معنی ہیں کہ جس نے ناحق جان کے مارنے کو حرام کیا مگر ساتھ حق کے کہ زندہ ہوتے ہیں اس سے سب لوگ۔

﴿شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ سَبِيلًا وَّسُنَّةً.

یعنی آیت ﴿ولکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا﴾ میں شرعۃ کے معنی راہ ہیں اور منہاج کے معنی طریقہ ہیں واضح اور ظاہر۔

﴿الْمُهَيْمِنُ﴾ الْأَمِينُ الْقُرْآنُ أَمِينٌ عَلٰى كُلِّ كِتَابٍ قَبْلَهُ.

یعنی آیت ﴿ومهیمنا علیه﴾ کے معنی ہیں امین ہے اوپر اس کے یعنی قرآن امین ہے ہر اگلی کتاب پر۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ آج میں نے پورا کیا تمہارا دین تم پر۔

٤٢٤٠ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَتِ الْيَهُودُ لِعُمَرَ إِنَّكُمْ

۴۲۴۰۔ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم ایک آیت پڑھتے ہو اگر ہم میں اترتی تو البتہ ہم اس کو عید ٹھہراتے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

تَقْرَئُوْنَ اٰيَةً لَوْ نَزَلَتْ فِيْنَا لَاتَّخَذْنَاهَا عِيْدًا فَقَالَ عُمَرُ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ حَيْثُ اُنْزِلَتْ وَاَيْنَ اُنْزِلَتْ وَاَيْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اُنْزِلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ وَاِنَّا وَاللّٰهِ بِعَرَفَةَ قَالَ سُفْيَانُ وَاَشُكُّ كَانَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمْ لَا ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ﴾.

بیشک میں جانتا ہوں جس وقت اتری اور جس جگہ اتری اور حضرت ﷺ اس وقت کہاں تھے یہ آیت عرفہ کے دن اتری اور قسم ہے اللہ کی ہم عرفات میں تھے (کہا سفیان نے) اور میں شک کرتا ہوں کہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں وہ آیت یہ ہے کہ آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا۔

فائدہ: اور البتہ گزر چکا ہے کتاب الایمان میں بیان مطابقت جواب عمر رضی اللہ عنہ کے کا واسطے سوال کے اس واسطے کہ اس نے سوال کیا اس کے عید ٹھہرانے سے عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ عرفات میں جمعہ کے دن اتری اور حاصل اس کا یہ ہے کہ بعض روایتوں میں ہے کہ دونوں دن ہی ہمارے واسطے عید ہیں ساتھ حمد اللہ کے اور ترمذی میں ہے کہ یہ آیت عید کے دن اتری اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ جمعہ کے دن عرفات میں ٹھہرنے کو فضیلت ہے اور دنوں پر اس واسطے کہ نہیں اختیار کرتا اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کے واسطے مگر افضل کو اور یہ کہ اعمال بزرگ ہوتے ہیں ساتھ بزرگی زمانوں کے مانند مکانوں کے اور جمعہ کا دن افضل ہے ہفتے کے سب دنوں سے اور مسلم کی حدیث میں ثابت ہو چکا ہے کہ بہتر دن جس پر سورج چڑھا جمعہ کا دن ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پھر نہ پاؤ تم پانی سو تیمم کرو پاک مٹی سے۔

تَيَمَّمُوْا تَعَمَّدُوْا.

یعنی تیمموا کے معنی ہیں قصد کرو۔

﴿آمِّيْنَ﴾ عَامِدِيْنَ.

یعنی آیت ﴿ولا آمين البيت الحرام﴾ میں آمین کے معنی ہیں قصد کرنے والے۔

اَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ.

یعنی دونوں لفظ کے ایک معنی ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿لَمَسْتُمُ﴾ وَ ﴿تَمَسُّوْهُنَّ﴾ ﴿وَاللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ﴾.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آیت ﴿وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن﴾ میں تمسوھن کے معنی ﴿اولامستم النساء﴾ میں لامستم کے معنی ہیں جماع اور کوفیوں کی قرأت میں لمستم ہے اور کہا کہ آیت ﴿والاتی دخلتم بهن﴾ میں دخول کے معنی نکاح ہیں۔

وَالْاِفْضَآءُ النِّكَاحُ.

یعنی اور آیت ﴿وقد افضى بعضكم الى بعض﴾ میں

افضاء کے معنی نکاح ہیں۔

٤٢٤١ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا أَلَا تَرٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ فَجَآءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَّأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَّآءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَّقَالَ مَا شَآءَ اللّٰهُ أَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ وَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا

۴۲۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں نکلے یہاں تک کہ ہم بیداء میں یا ذات الجیش (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) میں تھے تو میرا ہار ٹوٹ پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کے واسطے ٹھہرے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہرے اور وہ پانی پر نہ تھے اور نہ ان کے ساتھ پانی تھا سو لوگ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ کیا تو نہیں دیکھتا جو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا اور نہیں وہ پانی پر اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو گئے تھے اور کہا کہ تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو روکا اور حالانکہ اس جگہ پانی نہیں اور نہ ان کے ساتھ پانی ہے' کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو جھڑکا اور کہا جو اللہ نے چاہا اور اپنے ہاتھ سے مجھ کو کولہے میں چوکنے لگے اور نہ روکتا تھا مجھ کو ہلنے سے کچھ مگر ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت اٹھے بے پانی کے سو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت اتاری سو لوگوں نے تیمم کیا سو اسید رضی اللہ عنہ ابن حضیر نے کہا کہ نہیں یہ پہلی برکت تمہاری اے ابو بکر کے لوگو! عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو ہم نے اٹھایا اس اونٹ کو جس پر میں سوار تھی سو اچانک دیکھا کہ ہار اس کے نیچے پڑا ہے۔

فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَّا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا اٰلَ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التیمم میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قیام رات کا حضرت ﷺ پر واجب نہ تھا اور تعاقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ احتمال ہے کہ اتر کر اول نماز پڑھ لی ہو پھر سوئے رہے ہوں اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ تہجد کھڑا ہونا ہے نماز کی طرف کچھ دیر سونے کے بعد پھر احتمال ہے کہ کچھ دیر سو گئے ہوں اور آپ کا وضو نہ ٹوٹا ہو اس واسطے کہ آپ کا دل نہیں سوتا پھر آٹھ کر نماز پڑھی ہو پھر سو گئے ہوں، واللہ اعلم ۔ (فتح)

٤٢٤٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِّيْ بِالْبَيْدَآءِ وَنَحْنُ دَاخِلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ فَأَنَاخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فَثَنٰى رَأْسَهُ فِيْ حَجْرِيْ رَاقِدًا أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَّقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلَادَةٍ فَبِيَ الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَوْجَعَنِيْ ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَآءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَتْ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ﴾ الْاٰيَةَ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لَّقَدْ بَارَكَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ فِيْكُمْ يَا اٰلَ أَبِيْ بَكْرٍ مَّا أَنْتُمْ إِلَّا بَرَكَةٌ لَّهُمْ.

۴۲۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرا ہار بیداء میں گر پڑا اور ہم مدینے میں داخل ہونا چاہتے تھے سو حضرت ﷺ نے اپنی اونٹنی بٹھائی اور اترے سو حضرت ﷺ نے اپنا سر میری گود میں موڑا سوتے ہوئے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سامنے آئے سو انہوں نے مجھ کو سخت مکا مارا اور کہا کہ تو نے ہار میں لوگوں کو روکا سو مجھ کو موت تھی واسطے آرام کرنے حضرت ﷺ کے میری ران پر یعنی میں سخت لاچار ہوئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت ﷺ جاگ پڑیں اور ابو بکر نے مجھ کو درد پہنچایا پھر حضرت ﷺ جاگے اور حالانکہ فجر کی نماز کا وقت ہوا سو پانی کی تلاش ہوئی سو نہ پایا گیا سو یہ آیت اتری کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف کھڑے ہو تو دھو لو اپنے منہ اور ہاتھ، آخر آیت تک سو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو بکر کے لوگو! البتہ اللہ تعالیٰ نے تم میں لوگوں کے واسطے برکت کی نہیں تم مگر برکت واسطے ان کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سو جا تو اور تیرا رب سو لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

٤٢٤٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْتُّ مِنَ الْمِقْدَادِ ح و حَدَّثَنِيْ حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ الْمِقْدَادُ يَوْمَ بَدْرٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا لَا نَقُوْلُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ إِسْرَآئِيْلَ لِمُوْسٰى ﴿فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَا هُنَا قَاعِدُوْنَ﴾ وَلٰكِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ فَكَأَنَّهُ سُرِّيَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ أَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۴۲۴۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقداد رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے دن کہا کہ ہم آپ سے نہیں کہتے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ جا تو اور تیرا رب سو لڑو ہم تو یہاں بیٹھے ہیں لیکن چلیے اور ہم آپ کے ساتھ ہیں سو گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غم دور ہوا اور خوش ہوئے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ ﴿أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ﴾.

اَلْمُحَارَبَةُ لِلّٰهِ الْكُفْرُ بِهٖ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہی سزا ہے ان کی جو لڑتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور دوڑتے ہیں زمین میں فساد کرنے کو کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی چڑھایا جائے یا وطن سے نکالے جائیں تک۔

یعنی اللہ کے ساتھ لڑنے کے معنی ہیں کفر کرنا اس کے ساتھ۔

فائدہ: اور تفسیر کیا ہے اس کو جمہور نے اس جگہ ساتھ راہزنوں کے مسلمان ہوں یا کافر اور بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت عرینیوں کے حق میں اتری۔

٤٢٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا

۴۲۴۴۔ حضرت ابو قلابہ سے روایت ہے کہ وہ عمر بن

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَلْمَانُ اَبُوْ رَجَآءٍ مَوْلٰی اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَذَكَرُوْا وَذَكَرُوْا فَقَالُوْا وَقَالُوْا قَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَآءُ فَالْتَفَتَ اِلٰی اَبِیْ قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَقَالَ مَا تَقُوْلُ یَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَیْدٍ اَوْ قَالَ مَا تَقُوْلُ یَا اَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ مَا عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِی الْاِسْلَامِ اِلَّا رَجُلٌ زَنٰی بَعْدَ اِحْصَانٍ اَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا اَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا قُلْتُ اِیَّایَ حَدَّثَ اَنَسٌ قَالَ قَدِمَ قَوْمٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالُوْا قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْاَرْضَ فَقَالَ هٰذِهٖ نَعَمٌ لَّنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوْا فِیْهَا فَاشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَخَرَجُوْا فِیْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوْا وَمَالُوْا عَلَی الرَّاعِیْ فَقَتَلُوْهُ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ فَمَا یُسْتَبْطَاُ مِنْ هٰؤُلَآءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَحَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَخَوَّفُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِیْ قَالَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا اَنَسٌ قَالَ وَقَالَ یَا اَهْلَ كَذَا اِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوْا بِخَیْرٍ مَّا اُبْقِیَ هٰذَا فِیْكُمْ اَوْ مِثْلُ هٰذَا.

عبدالعزیز رحمہ اللہ (خلیفہ وقت) کے پیچھے بیٹھا تھا سو لوگوں نے قسامت کا ذکر کیا سو کہا جو ان کو معلوم تھا اور کہا کہ البتہ بدلہ لیا ہے ساتھ قسامت کے چاروں خلیفوں نے سو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ابو قلابہ کو مڑ کر دیکھا اور وہ اس کے پیچھے بیٹھا تھا سو کہا کہ اے عبداللہ بن زید! تو کیا کہتا ہے؟ یا کہا اے ابوقلابہ! تو کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں جانا میں نے کسی جان کو اس کا مارنا اسلام میں حلال ہو مگر وہ مرد کہ زنا کرے بعد شادی کے یا ناحق کسی کو مار ڈالے یا اللہ اور اس کے رسول سے لڑے' کہا عنبسہ نے کہ حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک قوم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے آپ سے کلام کیا اور کہا کہ ہم نے اس زمین کی آب وہوا ناموافق پائی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہمارے اونٹ چرنے کو نکلتے ہیں سو تم ان میں نکلو اور ان کے دودھ اور پیشاب پیو سو وہ اونٹوں میں نکلے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا اور اچھے ہو گئے اور اونٹ چرانے والے پر جھک پڑے اور اس کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے چلے سو کیا چیز ہے کہ دیر کی جائے ان لوگوں سے یعنی کیا توقف کیا جائے ان کے موجب سزا ہو یا کیا چیز ہے کہ ان کی سزا سے چھوڑی جائے کہ انہوں نے جان کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کی اور رسول کو ڈرایا' عنبسہ نے کہا سبحان اللہ ابوقلابہ کہتا ہے کیا تو مجھ کو تہمت لگاتا ہے؟ کہا حدیث بیان کی ہم سے انس رضی اللہ عنہ نے ساتھ اس کے راوی کہتا ہے کہ عنبسہ نے کہا اے شام والو! ہمیشہ رہو گے تم خیر سے جب تک یہ تم میں باقی رہے گا یعنی ابوقلابہ اور مثل اس کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے اور زخموں کا بدلہ برابر ہے۔

٤٢٤٥ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَرَتِ الرُّبَيِّعُ وَهِيَ عَمَّةُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ لَّا وَاللّٰهِ لَا تُكْسَرُ سِنُّهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

۴۲۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ربیع انس رضی اللہ عنہ کی پھوپھی نے ایک انصاری لڑکی کا دانت توڑ ڈالا سو لڑکی کی قوم نے بدلہ طلب کیا سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے حضرت ﷺ نے قصاص کا حکم دیا تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا حضرت! اس کا دانت نہ توڑا جائے گا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تو بدلہ لینے کا حکم کرتی ہے سو لڑکی کی قوم راضی ہوئی اور انہوں نے دیت قبول کی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بیشک بعض اللہ کے بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَآأَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے رسول پہنچا دے جو اتارا گیا تجھ پر تیرے رب کی طرف سے۔

٤٢٤٦ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ ﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ﴾.

۴۲۴۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہا کہ جو تجھ سے کہے کہ حضرت ﷺ نے قرآن سے کچھ چھپایا تو وہ جھوٹا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے رسول! پہنچا دے جو تجھ پر اترا تیرے رب کی طرف سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح توحید میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر۔

فائدہ: اور تفسیر کی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا نے لغو قسم کی ساتھ اس چیز کے کہ جاری ہو اوپر زبان مکلف کے بغیر قصد کے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ قسم کھانا ہے غلبہ ظن پر اور بعض نے کہا کہ حالت غضب میں اور بعض نے کہا گناہ میں اور اس کا بیان قسموں میں آئے گا۔

٤٢٤٧ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ أَيْمَانِكُمْ﴾ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰهِ وَبَلٰى وَاللّٰهِ.

۴۲۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اتری یہ آیت کہ نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری بے فائدہ قسموں پر بیچ حق کہنے مرد کے لا واللہ بلی واللہ۔

فائدہ: یعنی جب کوئی ان دونوں میں سے ایک کلمہ کہے تو اسنے لغو کہا یعنی اس کی قسم منعقد نہیں ہوتی اور اگر کوئی دونوں کلمے اکٹھے کہے تو دوسرے کلمے میں منعقد ہو جاتی ہے۔ (فتح)

٤٢٤٨ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِيْ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ أَبَاهَا كَانَ لَا يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لَّا أَرٰى يَمِيْنًا أُرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ وَفَعَلْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ.

۴۲۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ان کے باپ یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ قسم میں حانث نہیں ہوتے تھے یعنی قسم کا خلاف نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ اتارا اور کہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں اعتقاد کرتا میں کوئی قسم کہ مجھ کو اس کے سوا کوئی بات بہتر معلوم ہو مگر میں نے اللہ کی رخصت قبول کی اور کیا میں نے جو بہتر ہے یعنی بیچ کفارے قسم کے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَاۤ أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! مت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم کو حلال کیں۔

٤٢٤٩ - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَآءٌ

۴۲۴۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے ہمارے ساتھ عورتیں نہ تھیں سو ہم نے کہا کہ ہم خصی نہ ہو جائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے منع کیا پھر رخصت دی ہم کو بعد اس کے کہ ہم

فَقُلْنَا أَلَا نَخْتَصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾.

نکاح کریں عورت سے کپڑے پر پھر پڑھی یہ آیت کہ اے ایمان والو! مت حرام ٹھہراؤ ستھری چیزیں جو اللہ نے تم کو حلال کیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور ترمذی میں ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! جب میں گوشت کھاتا ہوں تو منتشر ہو جاتا ہوں اور بیشک میں نے گوشت کو اپنے اوپر حرام کیا سو یہ آیت اتری اور ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ اتری یہ آیت چند لوگوں کے حق میں کہ انہوں نے کہا کہ ہم دنیا کی خواہشیں چھوڑ کر زمین میں سیر کرتے ہیں اور باقی بیان اس کا نکاح میں آئے گا۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شراب اور جوا اور بت اور فال کے گندے کام شیطان کے ہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْأَزْلَامُ الْقِدَاحُ يَقْتَسِمُوْنَ بِهَا فِي الْأُمُوْرِ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ازلام تیر تھے کہ ان کے ساتھ کاموں میں فال لیتے تھے۔

فائدہ: اور پہلے گزر چکا ہے ہجرت کی حدیث میں قول سراقہ کا کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پیچھے پڑا تو اس نے تیروں سے فال لی سو برا تیر نکلا اور ابن جریر نے کہا کہ جاہلیت کے زمانے میں تیر کی طرف قصد کرتے تھے ایک پر لکھا ہوتا تھا کہ کر اور دوسرے پر لکھا ہوتا تھا کہ نہ کر اور تیسرا خالی تھا سو جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو ان میں سے ایک تیر کو نکالتا تھا سو اگر پہلا تیر ہاتھ میں آتا یعنی جس پر لکھا ہوتا کر تو وہ اس کام کو کرتا اور اگر منع کا تیر نکلتا تو اس کو نہ کرتا اور اگر خالی جگہ تیر نکلتا تو پھر دوہراتا اور فال لیتے تھے اس سے واسطے ہر سفر اور جنگ اور تجارت وغیرہ کے اور یہ تیر ہر ایک آدمی یا اکثر کے پاس ہوتے تھے اور ان کے سوائے ایک اور قسم کے تیر بھی تھے وہ خانے کعبے میں رکھے تھے وہ حکموں کے واسطے تھے وہ نزدیک ہر کاہن اور حاکم عرب کے اور ایک قسم کے تیر تھے ان سے جوا کھیلتے تھے وہ دس تھے سات پر لکیریں تھیں اور تین خالی تھے اور یہی حکم ہے ہر اس چیز کا کہ اس کے ساتھ جوا کھیلا جائے مانند نرد وغیرہ کے۔ (فتح)

وَالنُّصُبُ أَنْصَابٌ يَّذْبَحُوْنَ عَلَيْهَا.

اور نصب بت تھے جن پر جانور ذبح کرتے تھے۔

فائدہ: کہا ابن قتیبہ نے کہ وہ پتھر تھے کہ کھڑے کیے جاتے تھے اور ان کے نزدیک جانور ذبح کیے جاتے تھے اور ان کا خون ان پر ڈالا جاتا تھا۔

وَقَالَ غَيْرُهُ الزَّلَمُ الْقِدْحُ لَا رِيْشَ لَهُ وَهُوَ وَاحِدُ الْأَزْلَامِ.

اور اس کے غیر نے کہا کہ زلم اس تیر کو کہتے ہیں جس کا پھل نہ ہو اور وہ واحد ہے ازلام کا۔

وَالْاِسْتِقْسَامُ أَنْ يُجِيْلَ الْقِدَاحَ فَإِنْ نَهَتْهُ انْتَهٰى وَإِنْ أَمَرَتْهُ فَعَلَ مَا تَأْمُرُهُ بِهِ يُجِيْلُ يُدِيْرُ وَقَدْ أَعْلَمُوا الْقِدَاحَ أَعْلَامًا بِضُرُوْبٍ يَسْتَقْسِمُوْنَ بِهَا.

اور فال لینا تیروں سے یہ ہے کہ تیر کو پھیرے سو اگر اس کو منع کرے تو باز رہے اور اگر اس کو حکم کرے یعنی وہ تیر نکلے جس پر لکھا ہے کر تو کرے جو اس کو حکم کرتا ہے اور البتہ انہوں نے تیروں پر کئی قسم کے نشان کیے تھے ان کے ساتھ فال لیتے تھے یعنی ایک پر لکھا کہ امرنی ربی اور دوسرے پر نہانی ربی۔

وَفَعَلْتُ مِنْهُ قَسَمْتُ.

یعنی ثلاثی مجرد کا صیغہ قسمت آتا ہے۔

وَالْقُسُوْمُ الْمَصْدَرُ.

اور قسوم اس باب سے مصدر ہے۔

٤٢٥٠ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ فِي الْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ مَّا فِيْهَا شَرَابُ الْعِنَبِ.

۴۲۵۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شراب کے حرام کرنے کا حکم اترا اور حالانکہ مدینے میں اس وقت البتہ پانچ قسم کی شراب تھی نہ تھی ان میں شراب انگور کی۔

فائدہ: مراد ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس کے ساتھ یہ ہے کہ شراب نہیں خاص ہے ساتھ پانی انگور کے پھر تائید کی اس کی ساتھ قول انس رضی اللہ عنہ کے کہ نہ تھی ہمارے واسطے شراب سوائے فضیخ کے۔

٤٢٥١ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيْخِكُمْ هٰذَا الَّذِيْ تُسَمُّوْنَهُ الْفَضِيْخَ فَإِنِّيْ لَقَآئِمٌ أَسْقِيْ أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَّفُلَانًا إِذْ جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوْا وَمَا ذَاكَ قَالَ

۴۲۵۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہ تھی ہمارے واسطے شراب سوائے اس شراب تمہاری کے جس کو تم فضیخ کہتے ہو سو البتہ میں کھڑا شراب پلاتا تھا ابوطلحہ کو اور فلانے اور فلانے کو کہ اچانک ایک مرد آیا سو اس نے کہا کہ کیا تم کو خبر پہنچی ہے؟ لوگوں نے کہا اور وہ کیا ہے؟ کہا کہ شراب حرام ہوئی انہوں نے کہا کہ ان مٹکوں کو بہا دے کہا سو انہوں نے نہ شراب سے پوچھا اور نہ اس کی طرف رجوع کیا بعد خبر دینے

حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوْا أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوْا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوْهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ.

اس مرد کے۔

٤٢٥٢ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَبَّحَ أُنَاسٌ غَدَاةَ أُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوْا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيْعًا شُهَدَآءَ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا.

۴۲۵۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے جنگ احد کے دن صبح کو شراب پی پھر وہ سب اسی دن شہید ہوئے اور یہ واقعہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے تھا۔

فائدہ: اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ وہ حرام ہونے سے پہلے مباح تھی۔ (فتح)

٤٢٥٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا عِيْسٰى وَابْنُ إِدْرِيْسَ عَنْ أَبِيْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِّنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ.

۴۲۵۳۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کہا حمد وصلوۃ کے بعد اے لوگو! تحقیق شان یہ ہے کہ شراب کے حرام ہونے کا حکم اترا اور حالانکہ وہ پانچ چیزوں سے تھی انگور سے اور کھجور سے اور شہد سے اور گندم سے اور جو سے اور شراب وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانکے۔

فائدہ: ظاہر یہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے معارض ہے اور اس کی وجہ تطبیق کتاب الاشربہ میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک گناہ اس چیز میں کہ کھائیں آخر آیت تک۔

٤٢٥٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ الْخَمْرَ الَّتِيْ أُهْرِيْقَتِ الْفَضِيْخُ

۴۲۵۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شراب کہ بہائی گئی فضیخ تھی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے میں لوگوں کو شراب پلاتا تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں سو شراب

وَزَادَنِي مُحَمَّدٌ الْبِيكَنْدِيُّ عَنْ أَبِي النُّعْمَانِ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِي مَنْزِلِ أَبِي طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ فَأَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادَى فَقَالَ أَبُو طَلْحَةَ اخْرُجْ فَانْظُرْ مَا هٰذَا الصَّوْتُ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادٍ يُنَادِي أَلَا إِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِي اذْهَبْ فَأَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِينَةِ قَالَ وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُونِهِمْ قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا﴾.

کے حرام ہونے کا حکم اترا حضرت ﷺ نے منادی کو پکارنے کا حکم دیا سو اس نے پکارا سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکل کر دیکھ یہ آواز کیسی ہے؟ سو میں نکلا اور میں نے کہا کہ یہ پکارنے والا پکارتا ہے کہ خبردار ہو بیشک شراب حرام ہوئی سو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ جا کر شراب کو بہادے سو شراب مدینے کی گلیوں میں جاری ہوئی کہا ان کی شراب اس دن فضیخ تھی سو بعض نے کہا شہید ہوئی ایک قوم اور شراب ان کے پیٹوں میں تھی سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور عمل کیے نیک گناہ اس چیز میں کہ کھائے۔

فائدہ: اور احمد نے کیسان سے روایت کی ہے کہ وہ شراب کی تجارت کرتا تھا سو وہ شام سے آیا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! میں آپ کے واسطے عمدہ شراب لایا ہوں فرمایا اے کیسان! بیشک تیرے پیچھے شراب حرام ہوئی اس نے کہا میں اس کو بیچ ڈالوں فرمایا وہ حرام ہوئی اور حرام ہوئی قیمت اس کی اور اصحاب سنن نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ الٰہی! بیان کر ہمارے واسطے شراب میں بیان شافی سو وہ آیت اتری جو سورۂ بقرہ میں ہے ﴿قل فیهما اثم کبیر﴾ سو یہ آیت ان پر پڑھی گئی پھر انہوں نے کہا الٰہی! بیان کر ہمارے واسطے شراب میں بیان شافی سو پھر وہ آیت اتری جو سورۂ نساء میں ہے ﴿لا تقربوا الصلوٰة وانتم سکاریٰ﴾ سو ان پر پڑھی گئی تو انہوں نے کہا الٰہی! بیان کر واسطے ہمارے شراب میں بیان شافی پھر یہ آیت اتری جو مائدہ میں ہے کہ اس سے بچو' منتھون تک تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا ہم باز آئے باز آئے اور اس حدیث میں واجب ہونا قبول خبر واحد کا ہے اور عمل کرنا ساتھ اس کے نسخ وغیرہ میں اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں جائز ہے سرکہ بنانا شراب کا اس واسطے کہ اگر جائز ہوتا تو اس کو نہ بہاتے اور باقی بیان اس کا اشربہ میں آئے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے ایمان والو! مت پوچھو ان چیزوں سے کہ اگر ان کی حقیقت تم پر ظاہر کی جائے تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: اور البتہ تعلق کیا ہے یعنی استدلال کیا ہے ساتھ اس آیت کے جو برا جانتا ہے سوال کرنا اس چیز سے کہ نہیں واقع ہوئی یعنی فرضی مسئلہ پوچھنا اور البتہ مسند کیا ہے اس کو دارمی نے اپنی کتاب کے مقدمے میں ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے اور کہا ابن عربی نے کہ اعتقاد کیا غافلوں کی ایک قوم نے کہ حادثے کے واقع ہونے سے پہلے مسئلہ پوچھنا منع ہے ساتھ اس کے کہ منع اس مسئلے کا پوچھنا ہے جس کے جواب میں ناخوشی واقع ہو اور نوازل کے مسائل اس طرح نہیں اور بات اسی طرح ہے جیسے کہ ابن عربی نے کہی مگر اس نے برا کیا ہے اپنے اس قول میں کہ غافل کہا اپنی عادت کے مطابق اور البتہ روایت کی ہے مسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں کے ساتھ بہت برا کرنے والا وہ شخص ہے کہ کوئی چیز پوچھے جو حرام نہیں سو وہ اس کے پوچھنے کے سبب سے حرام ہو جائے اور یہ حدیث بیان کرتی ہے آیت کی مراد کو اور نہیں ہے اس قسم سے کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن عربی نے۔ (فتح)

٤٢٥٥ ـ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَارُوْدِيُّ حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَغَطّٰى أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ خَنِيْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّنْ أَبِيْ قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْأٰيَةُ ﴿لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ.

۴۲۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ فرمایا کہ میں نے اس کی مثل کبھی نہیں سنا فرمایا کہ اگر تم جانو جو میں جانتا ہوں تو البتہ ہنسو تھوڑا اور رویا کرو بہت (یعنی موت کی سختیاں اور قبر کے رنگ برنگ عذاب اور دوزخ کی مصیبتیں) تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے اپنے منہ ڈھانکے ان کے واسطے رونے کی آواز تھی سو ایک مرد نے پوچھا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا فلاں سو یہ آیت اتری کہ مت پوچھو وہ چیزیں کہ اگر تم پر کھولی جائیں تو تم کو بری لگیں۔

فائدہ: مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اصحاب سے کچھ چیز پہنچی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ بہشت اور دوزخ میرے سامنے لائی گئی سو نہیں دیکھی میں نے کوئی چیز آج جیسی بھلائی اور برائی میں پھر ساری حدیث بیان کی پس ظاہر ہوا اس زیادتی سے سبب خطبے کا اور روایت کی ہے ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یہاں تک کہ آپ کو گھیرا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے سو

فرمایا کہ جو کچھ مجھ سے پوچھو گے بتلا دوں گا سو میں اپنے دائیں بائیں دیکھنے لگا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ہر کوئی اپنا کپڑا لپیٹے روتا ہے آخر تک اور اس میں قصہ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور طبری نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اس حال میں کہ غضبناک تھے آپ کا چہرہ سرخ تھا یہاں تک کہ منبر پر بیٹھے سو ایک مرد آپ کی طرف کھڑا ہوا اس نے کہا کہ میرا باپ کہاں ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا دوزخ میں پھر دوسرا کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا کہ حذافہ سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم دل سے راضی ہوئے اللہ کی الوہیت سے اور اسلام کے دین سے اور حضرت ﷺ کی پیغمبری سے یہ سن کر حضرت ﷺ کا غصہ ختم ہوا اور یہ آیت اتری اور یہ شاہد جید ہے واسطے حدیث موسیٰ بن انس رضی اللہ عنہ کے جو مذکور ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ خانے کعبے کا حج لوگوں پر فرض ہے تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت! ہر سال فرض ہے ؟ سو یہ آیت اتری' اور یہ دوسرا قول ہے اس کے شان نزول میں اور تیسرا قول اس کے شانِ نزول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے جو اسی باب میں آتا ہے اور دو قول اس کے شان نزول میں اور بھی ہیں ایک یہ کہ مراد ساتھ اشیاء کے آیت میں بحیرہ اور وصیلہ اور سائبہ ہے اور ایک یہ کہ وہ نشانیاں مانگتے تھے جیسے کہ قریش نے سوال کیا تھا کہ ان کے واسطے پہاڑ صفا سونا ہو جائے اور یہود سوال کرتے تھے کہ ان پر آسمان سے کتاب اتاری جائے اور مانند اس کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ یہ سب چیزیں اس کے نزول کا سبب ہوں اور ترجیح دی ہے ابن منیر نے اس کو کہ نازل ہوئی یہ آیت بیچ منع ہونے کے بہت مسائل پوچھنے سے اس قسم سے کہ واقع ہوا ہو یا نہ ہوا ہو لیکن نہیں مانع ہے کہ اسباب متعدد ہوں اور اس حدیث میں اختیار کرنا ستر کا ہے مسلمانوں کو یعنی ان کی پردہ پوشی اور کراہت تشدید کے اوپر ان کے اور کراہت کرید نے اس چیز کے کہ واقع نہیں ہوئی اور تکلیف جوابوں کی واسطے اس شخص کے کہ قصد کرے ساتھ عادت کرنے کے تفقہ پر۔ (فتح)

٤٢٥٦ - حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتِهْزَآءً فَيَقُوْلُ الرَّجُلُ مَنْ أَبِيْ وَيَقُوْلُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ أَيْنَ نَاقَتِيْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِمْ هٰذِهِ الْآيَةَ ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَآءَ إِنْ تُبْدَ

۴۲۵۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگ حضرت ﷺ سے بطور مذاق کے پوچھتے تھے سو کوئی مرد کہتا کہ میرا باپ کون ہے؟ اور کہتا مرد جس کی اونٹنی گم ہوئی کہ میری اونٹنی کہاں ہے؟ سو اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو! مت پوچھو وہ چیزیں کہ اگر تم پر کھولی جائیں تو تم کو بری لگیں یہاں تک کہ ساری آیت سے فارغ ہوئے۔

لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْاٰيَةِ كُلِّهَا.

فائدہ: اس حدیث کی تطبیق پہلے گزر چکی ہے اور حاصل یہ ہے کہ اتری یہ آیت بسبب بہت پوچھنے مسائل کے یا بطور مذاق کے یا بطورِ امتحان کے یا بطورِ تشدد کرنے کے اس چیز سے کہ اگر وہ پوچھی نہ جاتی تو حرام نہ ہوتی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں ٹھہرایا اللہ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام۔

فائدہ: یعنی نہیں حرام کیا اور نہیں مراد ہے حقیقت جعل کی اس واسطے کہ سب اس کی پیدائش ہے بلکہ بیان اس بدعت کا ہے کہ انہوں نے نکالی۔

﴿وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ﴾ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ وَإِذْ هَا هُنَا صِلَةٌ.

یعنی اور اذ آیت ﴿و اذ قال اللّٰه یا عیسی ابن مریم﴾ میں زائد ہے اور قال ساتھ معنی یقول کے ہے۔

فائدہ: اسی طرح واقع ہوا ہے یہ کلام اور مابعد اس کا اس جگہ اور نہیں خاص ہے ساتھ اس کے بلکہ وہ بعض راویوں کی ترتیب سے ہے کما قدمنا غیر مرة۔

اَلْمَآئِدَةُ أَصْلُهَا مَفْعُوْلَةٌ كَعِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ وَّتَطْلِيْقَةٍ بَآئِنَةٍ وَّالْمَعْنٰى مِيْدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ مَادَنِيْ يَمِيْدُنِيْ.

یعنی لفظ مائدہ کا کہ آیت ﴿ان ینزل علینا مائدة﴾ میں واقع ہے فاعل ہے ساتھ مفعول کے مانند عیشة راضیة اور تطلیقة بائنة یعنی جیسے کہ ان دونوں کلام میں اسم فاعل ہے ساتھ معنی مفعول کے اسی طرح مائدہ ساتھ معنی مفعول کے ہے اس کے معنی ہیں گزران خوش من مانتی اور طلاق قطع کرنے والی نکاح کو اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دیا گیا اس کے ساتھ صاحب اس مائدہ کا خیر سے کہا جاتا ہے مادنی یمیدنی یعنی باب باع بیبع سے۔

فائدہ: اور قول اس کا تطلیقة بائنة واضح نہیں مگر یہ کہ مراد یہ ہو کہ خاوند نے جدا کیا ہے عورت کو ساتھ اس کے نہیں تو ظاہر یہ ہے کہ اس نے خاوند اور عورت کے درمیان جدائی کی ہے پس وہ فاعل ہے اپنے معنی میں۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿مُتَوَفِّيْكَ﴾ مُمِيْتُكَ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿یا عیسی انی متوفیك﴾ کے کہ متوفیک کے معنی ہیں کہ میں تجھ کو مارنے والا ہوں یعنی اخیر زمانے میں۔

فائدہ: یہ لفظ سورۂ آلِ عمران میں ہے اور شاید بعض راویوں نے اس کو سورۂ مائدہ سے گمان کر کے اس جگہ لکھ دیا ہے

یا ذکر کیا ہے اس کو بخاری نے اس جگہ واسطے مناسبت قول اس کے کی اس سورہ میں ﴿فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم﴾۔

۴۲۵۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيْرَةُ الَّتِيْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِآلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَالْوَصِيْلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِيْ أَوَّلِ نِتَاجِ الْإِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّيْ بَعْدُ بِأُنْثٰى وَكَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِطَوَاغِيْتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرٰى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامِ فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُوْدَ فَإِذَا قَضٰى ضِرَابَهُ وَدَعُوْهُ لِلطَّوَاغِيْتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَسَمَّوْهُ الْحَامِيَ وَ قَالَ لِيْ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ سَعِيْدًا قَالَ يُخْبِرُهُ بِهٰذَا قَالَ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

۴۲۵۷۔ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے کہ اس کا دودھ بتوں کی نیت سے منع کیا جائے سوکوئی آدمی اس کو نہ دوہے اور سائبہ وہ ہے کہ اس کو اپنے جھوٹے معبودوں کی نیاز چھوڑتے تھے ان پر کوئی چیز نہیں لادی جاتی تھی ، کہا ابن مسیب رحمہ اللہ نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے عمر بن عامر کو دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے دوزخ میں اس نے پہلے پہل جانور نیاز چھوڑنے کی رسم نکالی تھی اور وصیلہ کنواری اونٹنی کو کہ پہلے پہل مادہ کو جنے پھر اس کے بعد وہ دوسری بار بھی مادہ کو جنے اور اس کو اپنے بتوں کے واسطے چھوڑتے تھے اس سبب سے کہ ایک مادہ دوسری مادہ کے ساتھ ملے اور دونوں کے درمیان نر نہیں اور حام نر اونٹ ہے کہ مادہ پر چند بار جست کرتا سو جب وہ اپنی جستوں کو پورا کر چکتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اس کو بوجھ لادنے سے معاف کرتے سو اس پر کوئی چیز نہ لادی جاتی اور اس کا نام حام رکھتے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فائدہ: بحیرہ فعیل ہے ساتھ معنی مفعول کے اور وہ وہ ہے جس کا کان چیرا جائے بعض کہتے ہیں کہ وہ ایک بکری تھی کہ جب پانچ بار جنتی تو اس کا کان چیر کر اس کو چھوڑ دیتے کوئی اس کو نہ چھوتا اور لوگوں نے کہا کہ بلکہ وہ اونٹنی ہے اس طرح یعنی پانچ بار جنتی تو اس کو چھوڑ دیتے نہ اس پر کوئی سوار ہوتا اور نہ اس پر نر چڑھتا اور یہ جو کہا کہ کوئی آدمی اس کو نہ دوھتا تھا تو یہ مطلق نفی ہے اور کلام ابوعبیدہ کا کہ وہ نفی خاص ہے کہ تھے حرام کرتے اس کی اون کو اور اس کے گوشت کو اور دودھ کو عورتوں پر اور حلال کرتے تھے اس کو مردوں پر اور اگر وہ جنتی تو اس کا بچہ بھی اسی کے حکم میں ہوتا اور اگر مر جاتی تو اس کے گوشت میں مرد اور عورت شریک ہوتے اور قتادہ سے روایت ہے کہ اگر پانچواں بچہ نر ہوتا تو اس میں مرد اور عورت شریک ہوتے اور اگر مادہ ہوتی تو اس کا کان چیر کر چھوڑ دیتے نہ اس کی اون کاٹتے اور نہ اس کا دودھ پیتے اور نہ اس پر سوار ہوتے اور گر بچہ مردہ پیدا ہوتا تو اس میں مرد اور عورتیں شریک ہوتے اور سائبہ ہر قسم کے چوپایوں سے تھا اس کو بتوں کی نیاز کرتے پس سانڈ چھوڑا جاتا سو نہ چراگاہ سے اس کو کوئی روکتا تھا اور نہ پانی سے اور نہ اس پر کوئی سوار ہوتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ سائبہ بھی فقط اونٹ ہی سے ہوتا تھا مرد نذر مانتا کہ اگر بیماری سے اچھا ہو یا سفر سے آیا تو سانڈ چھوڑے گا اور کہا ابوعبیدہ نے کہ وصیلہ یہ ہے کہ جب سائبہ بچے جنتی تو وہ اپنی ماں کے حکم میں ہوتی اور اگر ساتویں بار دو مادہ جنتی تو دونوں کو چھوڑ دیتے ان کو ذبح نہ کرتے اور اگر نہ جنتی تو اس کو ذبح کر کے مرد کھاتے عورتیں نہ کھاتیں اور یہی حکم دو نر کا اور اگر نر اور مادہ دونوں اکٹھے جنتی تو نر کا نام وصیلہ رکھتے تو نہ ذبح کیا جاتا اپنی بہن کے سبب سے اور اگر ساتویں بار مرا بچہ جنتی تو اس کو مرد اور عورت سب کھاتے اور کلام ابوعبیدہ کا دلالت کرتا ہے کہ حام سائبہ کی اولاد سے ہوتا ہے اور کہا کہ حام نر اونٹ تھا کہ جب اس کی پشت سے دس بچے پیدا ہوتے تو اس کو چھوڑ دیتے کہتے کہ اس نے اپنی پیٹھ بچائی اس کو چھوڑ دو نہ اس پر کوئی سوار ہو اور نہ جست کروایا جائے اور معلوم ہوا ساتھ اس کے عدد مبہم سے مراد حدیث مذکور میں دس بار ہے۔ (فتح)

٤٢٥٨ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْكَرْمَانِيُّ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَّرَأَيْتُ عَمْرًا يَجُرُّ قُصْبَهُ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ.

۴۲۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اس کا بعض ٹکڑا بعض کو کچلے ڈالتا ہے اور میں نے عمرو کو دیکھا کہ اپنی انتڑیاں گھسیٹتا پھرتا ہے اور اس نے پہلے پہل بتوں کی نیاز جانور چھوڑنے کی رسم نکالی تھی۔

بَابٌ ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اور میں ان سے خبردار تھا جب تک کہ ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے پورا اجر دے دیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی اور تو ہر چیز سے خبر دار ہے۔

٤٢٥٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَّحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَالَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ثُمَّ قَالَ أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجَآءُ بِرِجَالٍ مِّنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ﴾ فَيُقَالُ إِنَّ هٰؤُلَاءِ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ.

۴۲۵۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا سو فرمایا کہ اے لوگو! تم اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ ہوئے پھر فرمایا یعنی یہ آیت پڑھی کہ جیسے ہم نے پہلی بار پیدا کیا اسی طرح ہم دوہرائیں گے وعدہ ہے ہم پر لازم ہم ہیں کرنے والے آخر آیت تک پھر فرمایا کہ خبردار کہ بیشک قیامت کے دن سب خلقت سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور خبردار کہ تحقیق شان یہ ہے کہ کچھ لوگ میری امت کے لائے جائیں گے اور ان کے ساتھ بائیں طرف کی راہ لی جائے گی تو میں کہوں گا اے رب میرے! یہ میرے ساتھی ہیں تو کہا جائے گا کہ بیشک تو نہیں جانتا جو انہوں نے تیرے بعد نئی بدعتیں نکالیں تو میں کہوں گا جیسے نیک بندے یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اور میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا سو جب تو نے مجھ کو پورا اجر دے دیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی سو کہا جائے گا کہ بیشک یہ لوگ سدا پھرتے رہے اپنی ایڑیوں پر جب سے تو نے ان کو چھوڑا یعنی تیرے بعد مرتد ہو گئے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح رقاق میں آئے گی اور غرض اس سے یہ ہے کہ میں کہوں گا جیسے نیک بندے نے کہا کہ میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا اور یہ جو کہا کہ میرے ساتھی ہیں ساتھ تصغیر کے تو کہا خطابی نے کہ یہ اشارہ ہے قلت عدد کی طرف اس شخص کے کہ واقع ہوا واسطے ان کے یہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے یہ واسطے

بعض گنواروں کڑے مزاج والوں کے اور نہیں واقع ہوا یہ کسی صحابی مشہور سے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اگر تو ان کو عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو تو ہی ہے زبردست حکمت والا۔

٤٢٦٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ وَإِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ﴾ إِلَى قَوْلِهِ ﴿الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾.

۴۲۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تم قیامت کے دن جمع کیے جاؤ گے اور بیشک چند لوگوں کے ساتھ بائیں طرف کی راہ لی جائے گی سو میں کہوں گا جیسے نیک بندے نے کہا کہ میں ان سے خبردار تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھ کو پورا اجر دے دیا تو تو ہی تھا خبر رکھتا ان کی، العزیز الحکیم تک۔

سُورَةُ الْأَنْعَامِ

سورۂ انعام کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ﴿ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ﴾ مَعْذِرَتُهُمْ ﴿مَعْرُوشَاتٍ﴾ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذَلِكَ ﴿حَمُولَةً﴾ مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا ﴿وَلَلَبَسْنَا﴾ لَشَبَّهْنَا ﴿لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ﴾ أَهْلَ مَكَّةَ ﴿يَنْأَوْنَ﴾ يَتَبَاعَدُونَ تُبْسَلُ تُفْضَحُ ﴿أُبْسِلُوا﴾ أُفْضِحُوا ﴿بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ﴾ الْبَسْطُ الضَّرْبُ وَقَوْلُهُ ﴿اسْتَكْثَرْتُمْ مِنَ الْإِنْسِ﴾ أَضْلَلْتُمْ كَثِيرًا ﴿مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ﴾ جَعَلُوا لِلَّهِ مِنْ ثَمَرَاتِهِمْ وَمَالِهِمْ نَصِيبًا وَلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْثَانِ نَصِيبًا ﴿أَكِنَّةً﴾ وَاحِدُهَا كِنَانٌ ﴿أَمَّا اشْتَمَلَتْ﴾ يَعْنِي

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿ثم لم تکن فتنتهم﴾ کے کہ فتنہ کے معنی ہیں نہ تھا عذر ان کا اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿هو الذی انشأ جنات معروشات﴾ کے کہ معنی معروشات کے ہیں وہ چیز کہ سائبانوں پر چڑھائی جاتی ہے انگور وغیرہ سے اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿واوحی الی هذا القرآن لانذرکم به ومن بلغ﴾ کے کہ مراد کم سے اہل مکہ ہے اور من بلغ کے یہ معنی ہیں کہ جس آدمی کو یہ قرآن پہنچے پس وہ اس کے واسطے ڈرانے والا ہے اور کہا بیچ آیت ﴿حمولة وفرشا﴾ کے کہ حمولۃ کے معنی ہیں جس پر بوجھ لادا جائے اور کہا بیچ آیت ﴿وللبسنا علیهم مایلبسون﴾ کے کہ للبسنا کے معنی ہیں ہم ان پر شبہ ڈالتے ہیں اور کہا بیچ

هَلْ تَشْتَمِلُ إِلَّا عَلٰى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ بَعْضًا وَتُحِلُّوْنَ بَعْضًا ﴿مَسْفُوْحًا﴾ مُهْرَاقًا ﴿صَدَفَ﴾ أَعْرَضَ أُبْلِسُوْا أُوْيِسُوْا وَ ﴿أُبْسِلُوْا﴾ أُسْلِمُوْا ﴿سَرْمَدًا﴾ دَآئِمًا ﴿اسْتَهْوَتْهُ﴾ أَضَلَّتْهُ ﴿تَمْتَرُوْنَ﴾ تَشُكُّوْنَ ﴿وَقْرٌ﴾ صَمَمٌ وَّأَمَّا الْوِقْرُ فَإِنَّهُ الْحِمْلُ ﴿أَسَاطِيْرُ﴾ وَاحِدُهَا أُسْطُوْرَةٌ وَّإِسْطَارَةٌ وَّهِيَ التُّرَّهَاتُ ﴿الْبَأْسَآءُ﴾ مِنَ الْبَأْسِ وَيَكُوْنُ مِنَ الْبُؤْسِ ﴿جَهْرَةً﴾ مُعَايَنَةً الصُّوَرُ جَمَاعَةُ صُوْرَةٍ كَقَوْلِهٖ سُوْرَةٌ وَّسُوَرٌ مَلَكُوْتٌ مُلْكٌ مِّثْلُ رَهَبُوْتٍ خَيْرٌ مِّنْ رَّحَمُوْتٍ وَّيَقُوْلُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تُرْحَمَ ﴿وَإِنْ تَعْدِلْ﴾ تُقْسِطْ لَا يُقْبَلْ مِنْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ ﴿جَنَّ﴾ أَظْلَمَ ﴿تَعَالٰى﴾ عَلَا يُقَالُ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهٗ أَيْ حِسَابُهٗ وَيُقَالُ ﴿حُسْبَانًا﴾ مَرَامِيَ وَ ﴿رُجُوْمًا لِّلشَّيَاطِيْنِ﴾ مُسْتَقِرٌّ فِي الصُّلْبِ ﴿وَمُسْتَوْدَعٌ﴾ فِي الرَّحِمِ الْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانِ وَالْجَمَاعَةُ أَيْضًا ﴿قِنْوَانٌ﴾ مِثْلُ صِنْوٍ وَّ ﴿صِنْوَانٍ﴾.

آیت ﴿ينهون عنه وينأون عنه﴾ کے کہ یناون کے معنی ہیں دور ہوتے ہیں اس سے اور کہا بیچ آیت ﴿وذكر به ان تبسل نفس﴾ کے کہ تبسل کے معنی ہیں رسوا کیا جائے اور کہا بیچ آیت ﴿اولئك الذين ابسلوا﴾ کے کہ معنی رسوا کیے گئے اور کہا بیچ آیت ﴿والملائكة باسطوا ايديهم﴾ کے معنی ہیں مارنا اور آیت ﴿استكثرتم﴾ کے معنی ہیں کہ تم نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا اور کہا بیچ آیت ﴿وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام﴾ کے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرایا ہے انہوں نے واسطے اللہ کے اپنے معبودوں اور مالوں سے ایک حصہ اور واسطے شیطان اور بتوں کے ایک حصہ اور کہا بیچ آیت ﴿ما اشتملت عليه ارحام الانثيين﴾ کے کہ مراد یہ ہے کہ نہیں شامل ہیں پیٹ مادوں کے مگر نر یا مادہ پر سو تم بعض کو حلال اور بعض کو حرام کیوں کرتے ہو یعنی تم نے جو بحیرہ وغیرہ کو حرام کیا ہے تو یہ حرمت تم کو نروں کی طرف سے آئی ہے یا مادوں کی طرف سے سو اگر کہیں کہ نر کی طرف سے آئی ہے تو لازم آئے گا حرام ہونا نر کا اور اگر کہیں کہ مادہ کی طرف سے آئی ہے تو اس کا بھی یہی جواب ہے اور گر کہیں کہ پیٹ کے بچے کی طرف سے آئی ہے تو لازم آئے گا سب کا حرام ہونا اس واسطے کہ نہیں ہے مادہ کے پیٹ میں مگر نر یا مادہ۔ (فتح) اور کہا بیچ آیت ﴿اودما مسفوحا﴾ کے معنی ہیں بہایا گیا اور صدف کے معنی ہیں منہ پھیرا یعنی آیت ﴿وصدف عنها﴾ اور ﴿ثم هم يصدفون﴾ میں اور ابسلوا کے معنی ہیں ناامید ہوئے یعنی آیت ﴿فاذا هم

مبلسون﴾ میں اور ابلسوا کے معنی ہیں ہلاک کے سپرد کیے گئے یعنی آیت ﴿ابسلوا بما کسبوا﴾ میں اور سرمدا کے معنی ہیں ہمیشہ یعنی آیت ﴿قل ارأیتم ان جعل اللہ علیکم اللیل سرمدا﴾ میں اور استھوتہ کے معنی ہیں گمراہ کیا اس کو یعنی آیت ﴿کالذی استھوتہ الشیاطین﴾ میں اور تمترون کے معنی ہیں شک کرتے ہو یعنی آیت ﴿ثم انتم تمترون﴾ میں اور وقر کے معنی ہیں بوجھ یعنی آیت ﴿وفی آذانھم وقر﴾ اور بہرحال وقر ساتھ زیر واؤ کے سو اس کے معنی ہیں بہار یعنی آیت ﴿والحاملات وقرا﴾ میں اور اساطیر جمع کا لفظ ہے اور اس کا واحد سطورہ اور اسطارہ ہے اس کے معنی ہیں باطل چیزیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ان ھذا الا اساطیر الاولین﴾ اور باساء مشتق ہے باس سے اور بوس سے بھی مشتق ہوتا ہے اور باس کے معنی ہیں سختی اور بوس کے معنی ہیں محتاجی اور بعض کہتے ہیں کہ باس کے معنی ہیں قتل اور بوس کے معنی ہیں ضرر۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فاخذنا ھم بالبأساء﴾ اور جھرۃ کے معنی ہیں سامنے روبرو۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿قل ارأیتم ان اتاکم عذاب اللہ بغتۃ او جھرۃ﴾ اور صور جمع کا لفظ ہے اس کا واحد صورت ہے مانند قول اس کے سورت اور سور یعنی پھونکی جائے روح صورتوں میں یعنی مردوں میں پس زندہ ہو جائیں گے۔

فائدہ: ﴿ویوم ینفخ فی الصور﴾ اس بنا پر صور سے مراد مردے ہیں لیکن جو حدیث میں ثابت ہے یہ ہے کہ وہ سینگ ہے اس میں پھونک ماری جائے گی اور وہ واحد کا لفظ ہے جمع کا لفظ نہیں اور ملکوت کے معنی ہیں ملک کے اور اس کا وزن مانند بیوت اور حموت کے ہے یعنی ڈرنا بہتر ہے رحمت سے تو کہتا ہے کہ ڈرنا تیرا بہتر ہے اس سے کہ تجھ پر رحم کیا جائے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿وکذلك نری ابراھیم ملکوت السموات﴾ اور جن کے معنی ہیں اندھیری ہوئی اس پر رات مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فلما جن علیه اللیل﴾ کہا جاتا ہے اللہ پر ہے حساب یعنی حساب اس کا اور کہا جاتا ہے حسبانا کے معنی ہیں تیر اور پھینک مار شیطانوں کے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿والشمس والقمر حسبانا﴾ اور آیت ﴿فمستقر ومستودع﴾ میں مراد مستقر سے وہ ہے جو پیٹھ میں ٹھہرایا گیا اور مراد مستودع سے وہ ہے جو عورت کی رحم میں سپرد کیا گیا اور قنو کے معنی ہیں گچھا یہ واحد ہے اس کا تثنیہ قنوان ہے اور جمع کا صیغہ بھی قنوان ہے' مانند صنو اور صنوان کے۔

فائدہ: یعنی اس کا تثنیہ اور جمع ایک طرح آتا ہے لیکن تثنیہ مجرور ہے اور جمع کے نون پر رفع اور نصب اور جر داخل ہوتی ہے۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ومن النخل من طلعها قنوان﴾۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾.

باب ہے بیچ تفسیر اس آیت کے کہ اسی کے پاس ہیں غیب کی چابیاں ان کو کوئی نہیں جانتا سوا اس کے۔

فائدہ: طبری نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تمہارے پیغمبر کو ہر چیز کا علم عنایت ہوا سوائے غیب کی چابیوں کے۔

٤٢٦١ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ﴿مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ خَمْسٌ ﴿إِنَّ اللهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾.

۴۲۶۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیب کی چابیاں پانچ ہیں بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے علم قیامت کا اور اتارتا ہے مینہ کو اور جانتا ہے جو عورت کے پیٹ میں ہے لڑکی ہے یا لڑکا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا' بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے خبر رکھتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ لقمان میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ الْآيَةَ ﴿يَلْبِسَكُمْ﴾ يَخْلِطَكُمْ مِّنَ الْاِلْتِبَاسِ ﴿يَلْبِسُوا﴾ يَخْلِطُوا ﴿شِيَعًا﴾ فِرَقًا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہہ وہ اللہ قادر ہے کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے' آخر آیت تک اور یلبسکم کے معنی ہیں جمعکرے تم کو اور ملائے تم کو کئی فرقے مشتق ہے التباس سے اور یلبسوا کے معنی ہیں باہم جمع ہوں۔

۴۲۶۲ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰى أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ ﴿أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ﴾ قَالَ أَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ﴿أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا أَهْوَنُ أَوْ هٰذَا أَيْسَرُ.

۴۲۶۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اللہ قادر ہے کہ بھیجے تم پر عذاب تمہارے اوپر سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات پاک کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں پناہ مانگتا ہوں تیری ذات کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا ملا دے تم کو کئی فرقے اور چکھائے بعض کو لڑائی بعض کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ معنی خصلت التباس اور خصلت چکھانے لڑائی کے آسان تر ہے۔

فائدہ: ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ میری امت سے چار چیزیں اٹھائے اور دو کے اٹھانے سے انکار کیا میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اٹھایا جائے اُن سے آسمان سے پتھر پڑنے اور زمین میں دھنسنا اور یہ کہ نہ ٹھہرائے ان کو کئی فرقے اور نہ چکھائے ایک کو دوسرے کی لڑائی سو اللہ تعالیٰ نے ان سے زمین مین دھنسنا اور پتھر پڑنا دور کیا اور پچھلی دونوں چیزوں کو اٹھانے سے انکار کیا سو یہ حدیث تفسیر کرتی ہے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اور معلوم ہوئی ہے اس روایت سے مراد اس آیت کی کہ تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد اوپر سے مینہ کا بند ہونا ہے اور نیچے سے میووں اور پھلوں کا منع ہونا ہے اور اعتماد پہلی بات پر ہے کہ مراد رجم اور خسف ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے کہ خسف اور رجم اس امت میں واقع نہیں ہوگا یعنی نہ اس امت پر آسمان سے پتھر پڑیں گے اور نہ زمین میں دھنسائی جائے گی اور اس میں نظر ہے یعنی شبہ ہے اس واسطے کہ اور حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں رجم اور خسف واقع ہوگا چنانچہ ترمذی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت کے اخیر میں خسف اور مسخ اور قذف ہوگا یعنی زمین میں دھنسنا اور صورت بدلنا اور پتھر پڑنا اس امت کے اخیر میں واقع ہوگا اور اسی طرح اور کئی حدیثوں میں بھی وارد ہو چکا ہے اور ان حدیثوں کی سندوں میں اگرچہ کلام ہے لیکن مجموع ان کا دلالت کرتا ہے اس پر کہ اس کے واسطے اصل ہے اور ان حدیثوں اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ پناہ مانگنی جو جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ کی حدیث میں واقع ہوئی ہے وہ مقید ہے ساتھ زمانے خاص کے اور وہ زمانہ اصحاب اور قرون فاضلہ کا ہے اور بہر حال اس کے بعد پس جائز ہے کہ واقع ہو بیچ ان کے جیسے کہ دلالت کرتی ہے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا

کی جو مذکور ہوئی کہ اس امت کے اخیر میں خسف اور مسخ ہوگا اور طریق تطبیق میں یہ بھی احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ یہ خسف اور مسخ عالمگیر نہیں ہوگا کہ سب کے سب مر جائیں کوئی باقی نہ رہے اگر چہ ان میں سے بعض افراد کے واسطے واقع ہو بغیر قید کے ساتھ کسی زمانے کے جیسے کہ بیچ خصلت دشمن کافر اور قحط عالم گیر کی ہے جیسے کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ثابت ہے کہ نہ اس امت میں ایسا قحط عالم گیر پڑے گا کہ سب کے سب مر جائیں اور نہ ان پر ایسا کوئی کافر غالب ہوگا کہ بالکل ان کو نیست و نابود کر ڈالے کہ دنیا میں کوئی مسلمان باقی نہ رہے اور جب کہ دشمن کافر کا غلبہ بعض مسلمانوں پر واقع ہوتا ہے لیکن عام عالم گیر نہیں ہوتا پس اسی طرح خسف اور مسخ بھی عام نہیں ہوگا اور اسی طرح وارد ہوئی ہے اور حدیثوں میں پناہ مانگنا غرق سے اور بھوک سے اور گمراہی سے اور اس چیز سے کہ ہلاک ہو جائیں ساتھ اس کے پہلی امتیں جیسے غرق واسطے قوم نوح اور فرعون کے اور ہلاک کرنا ساتھ سخت آندھی کے واسطے قوم عاد کے اور زمین میں دھنسا واسطے قوم لوط اور قارون کے اور سخت کڑک واسطے ثمود اور مدین والوں کے اور رجم واسطے اصحاب فیل کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے کہ جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملایا۔

٤٢٦٣ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُهُ وَأَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَنَزَلَتْ ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾.

۴۲۶۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اپنے ایمان میں ظلم کو نہ ملاؤ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا کہ ہم لوگوں میں سے کون ایسا ہے کہ اپنی جان پر کچھ ظلم اور گناہ نہیں کرتا؟ سو یہ آیت اتری کہ بیشک شرک کرنا بڑا گناہ ہے یعنی ظلم سے مراد شرک ہے گناہ مراد نہیں جو تم گھبراتے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا وَّكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں تفسیر اس آیت کے اور ہدایت کی ہم نے یونس علیہ السلام کو اور لوط علیہ السلام کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر۔

٤٢٥٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ يَعْنِي

۴۲۵۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی بندے کو یہ کہ کہے میں بہتر ہوں یونس علیہ السلام پیغمبر سے۔

ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

فائدہ: اس کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے۔

٤٢٦٥ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى.

۴۲۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لائق نہیں کسی بندے کو یہ کہ کہے میں بہتر ہوں یونس بن متیٰ علیہ السلام سے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ یہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی سو تو چل ان کی راہ۔

٤٢٦٦ ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ مُجَاهِدًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ أَفِي ص سَجْدَةٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا ﴿وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ إِلٰى قَوْلِهٖ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْهُمْ زَادَ يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ.

۴۲۶۶۔ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ کیا سورہ ص میں سجدہ ہے؟ اس نے کہا ہاں! پھر پڑھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت اور بخشا ہم نے اس کو اسحاق علیہ السلام اس قول تک سو تو ان کی راہ چل پھر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ داؤد علیہ السلام بھی ان لوگوں میں سے ہے جنکی پیروی کرنے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا اور دوسری روایت میں اتنا زیادہ ہے مجاہد سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو اس نے کہا کہ تمہارے پیغمبر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں میں سے ہیں جن کو ان کی پیروی کا حکم ہوا یعنی ﴿فبهداهم اقتده﴾ میں۔

فائدہ: یہ زیادتی لفظی ہے نہیں تو یہ کلام پہلی روایت کی اس قول میں داخل ہے وھو منھم اور اختلاف ہے اس میں کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلوں کی شرع کی پیروی کرتے تھے یہاں تک کہ آپ پر اس کا ناسخ اترا سو بعض نے کہا ہاں اور

حجت ان کی یہ آیت ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں اور جواب دیا ہے انہوں نے آیت سے ساتھ اس طور کے کہ مراد پیروی ان کی ہے اس چیز میں کہ اتارا گیا آپ پر حکم موافق اس کے اگر چہ بطور اجمال کے ہو پس پیروی کریں ان کی تفصیل میں اور یہی صحیح تر ہے نزدیک بہت شافعیہ کے اور اختیار کیا ہے اس کو امام الحرمین اور اس کے تابعداروں نے اور اختیار کیا ہے پہلے قول کو ابن حاجب نے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَّمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا﴾ اَلْاٰيَةَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ یہود پر ہم نے حرام کیا تھا ہر جانور ناخن والا یعنی جس کا پاؤں بیچ سے پھٹا نہ ہو اور گائے اور بکری میں سے حرام کی ان پر چربی ان کی' آخر آیت تک۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ الْبَعِيْرُ وَالنَّعَامَةُ ﴿اَلْحَوَايَا﴾ الْمَبْعَرُ.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد ہر ناخن والی سے اونٹ اور شتر مرغ ہے اور حوایا سے مراد مینگنی کی جگہ ہے یعنی انتڑیاں۔

فائدہ: مراد یہ آیت ہے ﴿الا ما حملت ظهورهما او الحوايا﴾ یعنی جو چربی پشت یا آنت میں ہو یہ ان کے واسطے حلال ہے۔

وَقَالَ غَيْرُهٗ ﴿هَادُوْا﴾ صَارُوْا يَهُوْدًا وَّاَمَّا قَوْلُهٗ ﴿هُدْنَا﴾ تُبْنَا هَآئِدٌ تَآئِبٌ.

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا کہ معنی ھادوا کے اس آیت میں یہ ہیں کہ یہودی ہوئے اور ہدنا کے معنی ہیں ہم نے توبہ کی اور ہائد کے معنی ہیں توبہ کرنے والا۔

٤٢٦٧ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ لَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْهَا وَقَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ كَتَبَ اِلَيَّ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ.

۴۲۶۷۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا کہ اللہ لعنت کرے یہود کو کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربیاں حرام کیں تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کو بیچ کر اس کی قیمت کو کھایا۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ نزدیک ہو بے حیائی کے کام کے جو ظاہر ہو اس میں اور جو چھپا ہو۔

٤٢٦٨ - حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَيْءَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَرَفَعَهُ قَالَ نَعَمْ ﴿وَكِيْلٌ﴾ حَفِيْظٌ وَّمُحِيْطٌ بِهِ ﴿قُبُلًا﴾ جَمْعُ قَبِيْلٍ وَّالْمَعْنٰى أَنَّهُ ضُرُوْبٌ لِّلْعَذَابِ كُلُّ ضَرْبٍ مِّنْهَا قَبِيْلٌ ﴿زُخْرُفَ الْقَوْلِ﴾ كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهُ وَوَشَّيْتَهُ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ ﴿وَحَرْثٌ حِجْرٌ﴾ حَرَامٌ وَّكُلُّ مَمْنُوْعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَّحْجُوْرٌ وَّالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَيُقَالُ لِلْأُنْثٰى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَّيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَّحِجًى وَأَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُوْدَ وَمَا حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَّمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيْمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِّنْ مَّحْطُوْمٍ مِّثْلُ قَتِيْلٍ مِّنْ مَّقْتُوْلٍ وَّأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ.

۴۲۶۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت کرنے والا نہیں اور اسی واسطے اس نے بے حیائی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے سب حرام کیے ہیں یعنی شراب اور حرام کاری اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی واسطے اس نے اپنی ذات کی تعریف کی عمرو کہتا ہے کہ میں نے ابو وائل سے کہا کہ تو نے اس کو عبداللہ سے سنا ہے؟ اس نے کہا ہاں! میں نے کہا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت تک مرفوع کیا تھا اس نے کہا ہاں، کہا بخاری نے وکیل کے معنی نگہبانی کرنے والا اس کو احاطہ کرنے والا یعنی اس آیت میں ﴿وهو علی کل شی قدیر﴾ وکیل اور قبلا جمع ہے قبیل کی یعنی اس آیت میں ﴿وحشرنا علیهم کل شیء قبلا﴾ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ عذاب کئی قسم کا ہے ہر قسم اس سے ایک قبیل ہے۔

فائدہ: کہا ابو عبیدہ نے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جمع کریں ہم اُن پر ہر چیز قسم قسم اور مجاہد نے کہا کہ قبیلا کے معنی ہیں فوج فوج اور کہا ابن جریر نے کہ قبیلہ قبیلہ قسم قسم جماعت جماعت اور بعض لوگوں نے کہا اس کے معنی ہیں سامنے اور یہ تفسیر جو بخاری نے اس لفظ کی کی ہے میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے یہ تفسیر کی ہو اور زخرف کے معنی ہیں ہر چیز کو زینت دے تو اس کو اور آراستہ کرے پس اس کو زخرف کہتے ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا﴾ اور حرث حجر کے معنی ہیں کھیتی حرام اور ہر منع کی گئی چیز کو حجر کہتے ہیں ساتھ معنی محجور کے اور حجر ہر بنا ہے جس کو تو بنائے اور گھوڑے کو بھی حجر کہتے ہیں اور عقل کو بھی حجر کہتے ہیں اور حجی بھی کہتے ہیں اور بہر حال آیت ﴿وَلقد كذب اصحاب الحجر المرسلين﴾ سو وہ قوم ثمود کی جگہ کا نام ہے اور وہ چیز کہ روکے تو اس کو زمین سے پس وہ حجر ہے اور اسی جگہ سے نام رکھا گیا ہے بیت اللہ کا حطیم کا حجر گویا کہ وہ مشتق ہے محطوم سے مثل قتیل کے کہ مشتق ہے مقتول سے یعنی فعیل ساتھ معنی مفعول کے ہے اور بہر حال حجر یمامہ پس وہ نام ہے جگہ کا۔

فائدہ: یہ سب تفسیر لفظ حجر کی احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور ابو ذر اور نسفی کی روایت میں اس جگہ یہ سب تفسیر نہیں ہے اور یہی اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿هَلُمَّ شُهَدَآءَ كُمُ﴾ لُغَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے ﴿هلم شهدآء كم﴾ یعنی لاؤ اپنے گواہ یعنی علماء کو اور ھلم اہل حجاز کی زبان ہے کہ واحد اور تثنیہ اور جمع کے واسطے ھلم بولتے ہیں اور بہر حال نجد والے سو واحد کے واسطے ھلم کہتے ہیں اور عورت کے واسطے ھلمی اور تثنیہ کے لیے ھلما کہتے ہیں۔

بَابٌ ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہ کام آئے گا کسی نفس کو ایمان لانا اس کا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔

٤٢٦٩ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا رَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِيْنَ ﴿لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ﴾.

۴۲۶۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے سورج اپنے غروب ہونے کی جگہ سے پھر جب لوگ اس کو دیکھیں گے تب ایمان لائیں گے جو زمین میں ہیں سو اس وقت نہ فائدہ کرے گا کسی جان کو ایمان لانا اس کا جو پہلے سے ایمان نہ لایا تھا۔

٤٢٧٠ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ

۴۲۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ نکلے سورج اپنے

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَاهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ وَذٰلِكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا ثُمَّ قَرَأَ الْاٰيَةَ.

غروب ہونے کی جگہ سے سو جب چڑھے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب کے سب ایمان لائیں گے اور اس وقت نہ فائدہ دے گا کسی نفس کو ایمان لانا اس کا' آخر آیت تک۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ

سورۂ اعراف کی تفسیر کا بیان

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّرِيَاشًا الْمَالُ ﴿إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ فِي الدُّعَآءِ وَفِيْ غَيْرِهٖ ﴿عَفَوْا﴾ كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ ﴿الْفَتَّاحُ﴾ الْقَاضِيْ ﴿افْتَحْ بَيْنَنَا﴾ اقْضِ بَيْنَنَا ﴿نَتَقْنَا الْجَبَلَ﴾ رَفَعْنَا ﴿انْبَجَسَتْ﴾ انْفَجَرَتْ ﴿مُتَبَّرٌ﴾ خُسْرَانٌ ﴿اٰسٰى﴾ أَحْزَنُ ﴿تَأْسَ﴾ تَحْزَنْ وَّقَالَ غَيْرُهٗ ﴿مَا مَنَعَكَ أَنْ لَّا تَسْجُدَ﴾ يَقُوْلُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ ﴿يَخْصِفَانِ﴾ أَخَذَا الْخِصَافَ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ يُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ يَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَهٗ إِلٰى بَعْضٍ ﴿سَوْاٰتِهِمَا﴾ كِنَايَةٌ عَنْ فَرْجَيْهِمَا ﴿وَمَتَاعٌ إِلٰى حِيْنٍ﴾ هُوَ هَا هُنَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَالْحِيْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَةٍ إِلٰى مَالَا يُحْصٰى عَدَدُهُ الرِّيَاشُ وَالرِّيْشُ وَاحِدٌ وَّهُوَ مَا ظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ ﴿قَبِيْلُهٗ﴾ جِيْلُهُ الَّذِيْ هُوَ مِنْهُمْ ﴿ادَّارَكُوْا﴾ اجْتَمَعُوْا وَمَشَاقُّ الْإِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهَا يُسَمّٰى سُمُوْمًا وَّاحِدُهَا سَمٌّ وَّهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهٗ وَأُذُنَاهُ وَدُبُرُهٗ وَإِحْلِيْلُهٗ ﴿غَوَاشٍ﴾ مَا غُشُوْا بِهٖ ﴿نُشُرًا﴾ مُتَفَرِّقَةً ﴿نَكِدًا﴾ قَلِيْلًا ﴿يَغْنَوْا﴾ يَعِيْشُوْا ﴿حَقِيْقٌ﴾ حَقٌّ ﴿اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ مِنَ الرَّهْبَةِ ﴿تَلْقَفُ﴾ تَلْقَمُ ﴿طَآئِرُهُمْ﴾ حَظُّهُمْ طُوْفَانٌ مِّنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيْرِ الطُّوْفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الْحَلَمِ عُرُوْشٌ وَّعَرِيْشٌ بِنَآءٌ ﴿سُقِطَ﴾ كُلُّ مَنْ نَّدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهِ الْأَسْبَاطُ قَبَآئِلُ بَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ ﴿يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾ يَتَعَدَّوْنَ لَهٗ يُجَاوِزُوْنَ تَجَاوُزٌ بَعْدَ تَجَاوُزٍ ﴿تَعْدُ﴾ تُجَاوِزْ ﴿شُرَّعًا﴾ شَوَارِعَ ﴿بَئِيْسٍ﴾ شَدِيْدٍ ﴿أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ﴾ قَعَدَ وَتَقَاعَسَ ﴿سَنَسْتَدْرِجُهُمْ﴾ أَيْ نَأْتِيْهِمْ مِّنْ مَّأْمَنِهِمْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿فَأَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا﴾ ﴿مِنْ جِنَّةٍ﴾ مِنْ جُنُوْنٍ ﴿أَيَّانَ مُرْسَاهَا﴾ مَتٰى خُرُوْجُهَا ﴿فَمَرَّتْ بِهٖ﴾ اسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَأَتَمَّتْهُ ﴿يَنْزَغَنَّكَ﴾ يَسْتَخِفَّنَّكَ ﴿طَيْفٌ﴾ مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ وَّيُقَالُ ﴿طَآئِفٌ﴾ وَهُوَ وَاحِدٌ ﴿يَمُدُّوْنَهُمْ﴾ يُزَيِّنُوْنَ ﴿وَخِيْفَةً﴾ خَوْفًا ﴿وَخُفْيَةً﴾ مِنَ الْإِخْفَآءِ وَالْأٰصَالُ وَاحِدُهَا أَصِيْلٌ وَّهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهٖ ﴿بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا﴾.

یعنی اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیچ تفسیر آیت ﴿لباسا یواری سواتکم وریشا﴾ کے کہ ریشا کے معنی ہیں مال۔

فائدہ: اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں زینت اور رونق اور جمہور کی قرأت ریشا کی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت ریاشا ہے اور کہا بیچ تفسیر آیت ﴿انه لایحب المعتدین﴾ کے کہ بیشک وہ نہیں دوست رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو یعنی دعا وغیرہ میں۔

فائدہ: اور اسی طرح روایت کی ہے احمد اور ابو داؤد نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس نے اپنے بیٹے کو سنا دعا کرتا ہے سو کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ عنقریب ایک قوم پیدا ہو گی وہ دعا میں حد سے بڑھ جائیں گے اور اس نے یہ آیت پڑھی اور نیز ابن ماجہ نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس نے بیٹے کو سنا کہ کہتا ہے الٰہی! میں تجھ سے مانگتا ہوں سفید محل بہشت کی دائیں طرف اور دعا میں حد سے بڑھنا واقع ہوتا ہے ساتھ زیادتی رفع کے حاجت سے زیادہ یا ساتھ طلب کرنے اس چیز کے کہ اس کا حاصل ہونا شرعا محال ہے یا ساتھ مانگنے گناہ کے اور سوائے اس کے۔ (فتح)

اور عفو اور فتاح کے معنی ہیں حکم کرنے والا اور افتح بیننا کے معنی ہیں حکم کرو درمیان ہمارے یعنی آیت ﴿ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق﴾۔

فائدہ: اور فتاح کا لفظ اس سورہ میں نہیں بلکہ سورہ سباء میں ہے اور شاید ذکر کیا ہے اس کو واسطے تمہید تفسیر اس آیت کے ﴿ربنا افتح بیننا﴾ الخ

اور نتقنا الجبل کے معنی ہیں ہم نے پہاڑ کو اٹھایا۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿واذ نتقنا الجبل فوقهم كانه ظلة﴾۔

اور انبجست کے معنی ہیں جاری ہوئے بارہ چشمے یعنی اس آیت میں ﴿اضرب بعصاك الحجر فانبجست منه اثنتا عشرة عينا﴾۔

اور متبر کے معنی ہیں خسارہ۔

فائدہ: یعنی اس آیت میں ﴿ان هو الا متبر ما هم فيه﴾

اور آسی کے معنی ہیں غم کھاؤں یعنی اس آیت میں ﴿فكيف آسى على قوم كافرين﴾

اور تاس کے معنی ہیں نہ غم کھا پہلا کلمہ اعراف میں ہے اور دوسرا مائدہ میں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا ان لا تسجد کے معنی ہیں کہ تو سجدہ کرے یعنی آیت ﴿ما منعك ان لا تسجد﴾ میں۔

اور یخصفان کے معنی ہیں کہ بہشت کے پتے آپس میں جوڑنے لگے یعنی اس آیت میں ﴿وطفقا یخصفان علیهما من ورق الجنة﴾

اور سو آتهما کے معنی دونوں کی شرم گاہ ہے یعنی آیت ﴿فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سو آتهما﴾

اور متاع الی حین کے معنی ہیں فائدہ لینا ہے قیامت تک یعنی آیت ﴿ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین﴾ میں

اور لفظ حین کا عرب کے نزدیک استعمال کیا جاتا ہے ایک ساعت سے غیر محصور مدت تک یعنی غیر محصور مدت کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے۔

اور ریش اور ریاش کے ایک معنی ہیں اور اس کے معنی ہیں جو چیز کہ ظاہر ہو لباس سے اور قبیله کے معنی ہیں قوم اس کی جن میں سے وہ ہے یعنی آیت ﴿انه یراکم هو وقبیله﴾ میں

اور ادارکوا کے معنی ہیں کہ جب اس میں سب جمع ہو چکے یعنی آیت ﴿حتی اذا ادارکوا فیها جمیعا﴾ میں

اور سوراخ آدمی اور چوپائے کے سب کا نام سموم رکھا جاتا ہے اس کا واحد سم ہے اور وہ اس کی دونوں آنکھیں اور دونوں نتھنے اور اس کا منہ اور اس کے دونوں کان اور پاخانے اور پیشاب کے سوراخ ہیں۔

فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ولا یدخلون الجنة حتی یلج الجمل فی سم الخیاط﴾

اور غواش کے معنی ہیں وہ چیز کہ ڈھانکے جائیں گے اس کے ساتھ یعنی آیت ﴿ومن فوقهم غواش﴾ میں

اور نشرا کے معنی ہیں جدا جدا یعنی ہر طرف چلتے ہیں یعنی اس آیت میں ﴿هوا لذی یرسل الریاح نشرا﴾

اور نکدا کے معنی ہیں تھوڑا یعنی آیت ﴿لا یخرج الا نکدا﴾ میں۔

اور یغنوا کے معنی ہیں جیسے کبھی نہ رہے تھے وہاں یعنی آیت ﴿الذین کذبوا شعیبا کان لم یغنوا فیها﴾ میں۔

اور حقیق کے معنی ہیں حق یعنی اس آیت میں ﴿حقیق علی ان لا اقول علی اللّٰہ الا الحق﴾

اور استرهبوهم مشتق ہے رہبہ سے جس کے معنی خوف کے ہیں، یعنی اس آیت میں ﴿فلما القوا سحروا اعین الناس واسترهبوهم﴾ یعنی ان کو ڈرایا۔

اور تلقف کے معنی ہیں نگلنے لگا یعنی اس آیت میں ﴿فاذا هی تلقف ما یافکون﴾

اور طائرهم کے معنی ہیں حصہ ان کا یعنی اس آیت میں ﴿الا انما طائرهم عنداللّٰہ﴾

اور طوفان کے معنی ہیں طوفان مینہ کا اور بہت مرنے کو بھی طوفان کہتے ہیں یعنی اس آیت میں ﴿وارسلنا علیهم الطوفان والجراد والقمل﴾ اور القمل کے معنی ہیں جوئیں جو چھوٹی چچڑی کی مانند ہوتی ہیں۔

اور عروش اور عریش کے معنی ہیں بنا یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿وما کانوا یعرشون﴾ یعنی جو بنا کرتے تھے۔

اور سقط کے معنی ہیں نادم ہوئے اور پچھتائے یعنی اس آیت میں ﴿ولما سقط فی ایدیھم﴾
اور اسباط سے مراد بنی اسرائیل کے قبیلے ہیں۔
فائدہ: کہا جاتا ہے من ای سبط انت یعنی تو کس قبیلے سے ہے یعنی اس آیت میں ﴿وقطعناھم اثنتی عشرۃ اسباطا﴾
اذ یعدون کے معنی ہیں حد سے بڑھ گئے اور تعد کے معنی ہیں تجاوز کرے۔
فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿اذ یعدون فی السبت﴾
اور شرعا کے معنی ہیں ظاہر پانی کے اوپر یعنی اس آیت میں ﴿اذ تاتیھم حیتانھم یوم سبتھم شرعا﴾
اور بئیس کے معنی ہیں سخت یعنی اس آیت میں ﴿واَخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس﴾.
اور اخلد کے معنی ہیں بیٹھا یعنی زمین کو لازم پکڑا اور پیچھے ہٹا یعنی اس آیت میں ﴿ولکنہ اخلد الی الارض﴾ اور قتادہ نے کہا کہ دنیا کی طرف جھکا۔
اور سنستدرجھم کے معنی ہیں کہ ہم ان کو لائیں گے ان کی امن کی جگہ سے یعنی ہم بے معلوم ان کے پاس آئیں آئیں گے مانند اس آیت کے کہ پس آیا ان کے پاس اللہ اس جگہ سے کہ ان کو گمان نہ تھا۔
اور جنۃ کے معنی ہیں جنون یعنی اس آیت میں ﴿ما بصاحبھم من جنۃ﴾ یعنی جنون۔
اور فمرت بہ کے معنی ہیں بدستور رہا اس کو حمل سو اس نے اس کو پورا کیا۔
فائدہ: مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿فلما تغشاھا حملت حملا خفیفا فمرت بہ﴾
اور ینزغنک کے معنی ہیں ہلکا جانے تجھ کو اور باز رکھے۔
فائدہ: یعنی اس آیت کی تفسیر میں ﴿واما ینزغنک من الشیطان نزغ﴾ میں۔
اور طیف کے معنی ہیں اترنے والا ہے اس پر وسوسہ شیطان کا اور بعض اس کو طائف پڑھتے ہیں یعنی جیسا کہ مشہور قرأت میں ہے اور دونوں کے معنی ایک ہیں۔
فائدہ: لمم ایک قسم کے جنون کو کہتے ہیں اور صغیرہ گناہ کو بھی کہتے ہیں مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿اذا مسھم طائف من الشیطان﴾
اور یمدونھم کے معنی ہیں یعنی اس آیت میں ﴿واخوانھم یمدونھم فی الغی﴾ یعنی اچھا کر دکھلاتے ہیں واسطے ان کے گمراہی ان کی اور کفر کو۔
اور خیفۃ کے معنی خوف ہیں یعنی اس آیت میں ﴿واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ﴾ اور خفیہ مشتق ہے اخفاء سے یعنی آیت ﴿ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ﴾ میں۔

اور آصال جمع کا لفظ ہے اس کا واحد اصیل ہے یعنی آیت ﴿بالغدو والآصال﴾ میں۔ اور آصال اس وقت کو کہتے ہیں جو عصر سے مغرب تک ہے مانند اس آیت کے بکرة واصیلا یعنی آصال جمع ہے اصیل کی۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حرام کیے ہیں میرے رب نے بے حیائی کے کام جو ظاہر ہو اس سے اور جو پوشیدہ۔

٤٢٧١ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ.

۴۲۷۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ تر کوئی شخص غیرت والا نہیں اسی واسطے اس نے بے حیائی کے سب کام حرام کیے جو ظاہر ہوں اس سے اور جو چھپے ہوں اور اللہ سے زیادہ کوئی نہیں جس کو اپنی تعریف بہت پسند آتی ہو اور اسی واسطے اس نے اپنی ذات کی تعریف کی۔

فائدہ: اختلاف ہے اس میں کہ فواحش سے کیا مراد ہے؟ سو بعض نے اس کو عموم پر محمول کیا ہے یعنی ہر قسم کے گناہ اور بعض نے اس کو ایک خاص پر محمول کیا ہے یعنی زنا پر کہ وہ ہر حال میں حرام ہے ظاہر ہو یا چھپے اور مجاہد سے روایت ہے کہ ظاہر ماں کے ساتھ نکاح کرنا ہے اور چھپا زنا ہے لیکن اولیٰ محمول کرنا اس کا ہے عموم پر۔ (فتح)

بَابٌ ﴿وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ أَرِنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَرِنِيْ أَعْطِنِيْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب آیا موسیٰ علیہ السلام ہمارے وعدے کی جگہ میں اور کلام کیا اس سے اس کے رب نے بولا اے رب! تو مجھ کو دکھلا کہ میں تجھ کو دیکھوں کہا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا لیکن دیکھتا رہ پہاڑ کی طرف جو وہ ٹھہرا اپنی جگہ تو تو دیکھے گا مجھ کو پھر جب نمودار ہوا رب اس کا پہاڑ کی طرف کیا اس کو گرا کر برابر اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بیہوش، پھر جب ہوش میں آئے تو بولے تیری ذات پاک ہے میں نے توبہ کی تیری طرف اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ ارنی کے معنی اس آیت میں یہ ہیں کہ عنایت کر

مجھ کو یہ کہ میں تجھ کو دیکھوں۔

فائدہ: استدلال کیا ہے اس آیت کے ساتھ کہ تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا بعض معتزلہ نے جو اللہ کے دیدار کی مطلق نفی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کسی آدمی کو نہیں ہوگا نہ دنیا میں نہ آخرت میں سو کہتے ہیں کہ حرف لن کا واسطے تاکید نفی کے ہے جو دلالت کرتا ہے اس پر لا پس ہوگی نفی واسطے ہمیشگی کے اور جواب دیا ہے اہل سنت نے کہ وقت کی تعیم میں اختلاف ہے ہم نے مانا لیکن وہ خاص ہے ساتھ حالت دنیا کے جس میں خطاب واقع ہوا ہے اور جائز ہے آخرت میں اس واسطے کہ مسلمانوں کی آنکھیں اس میں باقی ہمیشہ رہنے والی ہیں پس نہیں محال ہے یہ کہ دیکھا جائے باقی ساتھ باقی کے برخلاف حالت دنیا کے اس واسطے کہ آنکھیں ان کی اس میں فنا ہونے والی ہیں پس نہیں نظر آتا ہے باقی یعنی اللہ تعالیٰ ساتھ فانی آنکھوں کے اور حضرت ﷺ کی حدیثیں اس میں متواتر ہو چکی ہیں کہ آخرت میں مسلمانوں کو اللہ کا دیدار ہوگا اور بہشت میں بھی اور نہیں اس میں کوئی محال پس واجب ہے ایمان لانا اس کے ساتھ۔ (فتح)

٤٢٧٧ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الْأَنْصَارِ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ قَالَ ادْعُوْهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْبَشَرِ فَقُلْتُ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ وَّأَخَذَتْنِيْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِيْ مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَآءِ فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَإِذَا أَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَآئِمَةٍ مِّنْ قَوَآئِمِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِيْ أَفَاقَ قَبْلِيْ أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ.

۴۲۷۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضرت ﷺ کے پاس آیا جس کے منہ پر طمانچہ مارا گیا تھا اس نے کہا کہ اے محمد! تیرے ایک صحابی انصاری نے میرے منہ پر طمانچہ مارا حضرت ﷺ نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نے اس کے منہ پر طمانچہ کیوں مارا؟ اس نے کہا یا حضرت! میں یہود پر گزرا سو میں نے اس کو سنا کہتا تھا قسم ہے اس کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سب آدمیوں پر چن لیا میں نے کہا اور محمد ﷺ پر بھی سو مجھ کو غصہ آیا تو میں نے اس کو طمانچہ مارا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سب پیغمبروں میں مجھ کو بہتر نہ کہا کرو اس واسطے کہ البتہ سب لوگ قیامت کے دن صور کی آواز سے بیہوش ہو جائیں گے تو اول میں ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح دیکھوں گا کہ عرش کا پایہ پکڑے ہیں سو میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا ان کی آنکھ کو وہ طور کی بیہوشی مجرا ہو گئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلْمَنَّ وَالسَّلْوٰى﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ من اور سلویٰ۔

۴۲۷۳ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءُ الْعَيْنِ.

۴۲۷۳۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھنبی از قسم مَنّ ہے اور اس کا پانی آنکھ کی شفا ہے یعنی آنکھ آنے سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طب میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی بادشاہی ہے آسمان اور زمین میں نہیں کوئی بندگی کے لائق اللہ کے سوا وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے سو ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے جو امی ہے یقین کرتا ہے اللہ پر اور اس کے سب کلام پر اور اس کے تابع ہو شاید تم راہ پاؤ۔

۴۲۷۴ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُوْسَى بْنُ هَارُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَآءِ يَقُوْلُ كَانَتْ بَيْنَ أَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَأَغْضَبَ أَبُوْ بَكْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عَنْهُ عُمَرُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهٗ أَبُوْ بَكْرٍ يَسْأَلُهٗ أَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَهٗ فَلَمْ يَفْعَلْ حَتّٰى أَغْلَقَ بَابَهٗ فِيْ وَجْهِهٖ فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُو الدَّرْدَآءِ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ

۴۲۷۴۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان کچھ گفتگو تھی سو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ دلایا سو عمر رضی اللہ عنہ ان سے پھرے ناراض ہو کر سو ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے گئے ان سے سوال کرتے کہ ان کا قصور معاف کریں عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کا قصور معاف نہ کیا یہاں تک کہ دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا سو ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اور ہم آپ کے پاس بیٹھے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے صاحب نے تو البتہ اپنی جان کو شدت میں ڈالا یعنی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے کیے پر پچھتائے سو سامنے آئے یہاں تک کہ سلام کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خبر بیان کی کہا ابو درداء رضی اللہ عنہ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا صَاحِبُكُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ وَنَدِمَ عُمَرُ عَلٰى مَا كَانَ مِنْهُ فَأَقْبَلَ حَتّٰى سَلَّمَ وَجَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَصَّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ أَبُوْ بَكْرٍ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَأَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ صَاحِبِيْ هَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْنَ لِيْ صَاحِبِيْ إِنِّيْ قُلْتُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكُمْ جَمِيْعًا فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ صَدَقْتَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ غَامَرَ سَبَقَ بِالْخَيْرِ.

نے کہ حضرت ﷺ غضبناک ہوئے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ یا حضرت! میں تھا زیادہ ظالم یعنی زیادتی میری طرف سے ہوئی عمر رضی اللہ عنہ کا کوئی قصور نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ چھوڑنے والے ہو میرے ساتھی کو میری خاطر سے یعنی کسی طرح کا اس کو رنج نہ پہنچاؤ میں نے کہا اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں تم سب کی طرف سو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تو سچا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مناقب ابوبکر رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ وَخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فِيْهِ أَبُوْ سَعِيْدٍ وَأَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ گر پڑا موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر اس باب میں حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے انہوں نے حضرت ﷺ سے روایت کی۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہو اتار گناہ ہمارے۔

٤٢٧٥ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ ﴿اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا

۴۲۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کو حکم ہوا کہ داخل ہوں دروازے میں سجدہ کر کے اور کہو ہم مغفرت چاہتے ہیں تا کہ ہم تم کو بخشیں سو انہوں نے حکم بدل ڈالا تو دروازے میں داخل ہوئے چوتڑوں کو گھسیٹتے اور کہا کہ دانہ بال میں بہتر ہے۔

وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ﴾
فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى أَسْتَاهِهِمْ
وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ.

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ مخالفت کی انہوں نے اس چیز میں کہ حکم دیئے گئے تھے اس کے ساتھ قول سے اور فعل سے پس تحقیق وہ حکم کیے گئے ساتھ سجدے کے نزدیک پہنچنے ان کے اور ساتھ قول اپنے کے حِطَّةٌ سو انہوں نے کہا ہطی سمقا یعنی دے ہم کو گندم سرخ اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے کہ اقوال منصوص جب کہ حکم ہو تعبد کا ساتھ الفاظ ان کے تو نہیں جائز ہے بدلنا ان کا اگرچہ معنی کے موافق ہو اور نہیں یہ مسئلہ روایت بالمعنی کا بلکہ وہ متفرع ہے اس سے اور لائق ہے کہ ہو یہ قید واسطے جواز کے یعنی زیادہ کیا جائے شرط میں یہ کہ نہ واقع ہو تعبد ساتھ لفظ اس کے اور نہیں ہے کوئی چارہ اس سے اور جس نے مطلق کہا ہے اس کی کلام محمول ہے اوپر اس کے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ اَلْعُرْفُ الْمَعْرُوْفُ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لازم پکڑ معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلوں سے اور عرف کے معنی ہیں نیک کام۔

٤٢٧٦ - حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ أَخِيْهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسٍ وَّكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ أَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا أَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيْهِ يَا ابْنَ أَخِيْ هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيْرِ فَاسْتَأْذِنْ لِيْ عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهٗ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللهِ مَا تُعْطِيْنَا الْجَزْلَ وَلَا

۴۲۷۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عیینہ بن حصن مدینے میں آیا یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سو اپنے بھتیجے حر بن قیس کے پاس اترا اور حر اُن لوگوں میں سے تھا جن کو عمر اپنے پاس بٹھلاتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور مشورے والے قاری لوگ تھے یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہی لوگوں کو اپنی مجلس میں بٹھلاتے تھے جو علماء تھے بوڑھے ہوں یا جوان سو عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا کہ اے بھتیجے! اس سردار کے پاس تیری عزت ہے سو میرے واسطے اس کے پاس جانے کی اجازت مانگ اس نے کہا کہ میں تیرے واسطے اس سے اجازت مانگوں گا کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو حر نے عیینہ کے واسطے اجازت مانگی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو اجازت دی سو جب عیینہ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اندر آیا تو کہا ہو اے بیٹے خطاب کے سو قسم ہے اللہ کی تو نہ ہم کو بہت مال دیتا ہے اور نہ ہم میں

تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ أَنْ يُوْقِعَ بِهٖ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ﴾ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِيْنَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ.

انصاف کے ساتھ حکم کرتا ہے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے یہاں تک کہ قصد کیا کہ اسے کچھ سزا دیں تو حر نے ان سے کہا کہ اے سردار مسلمانوں کے! بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر سے فرمایا کہ پکڑ معاف کرنا اور حکم کر نیک کام کا اور در گزر کر جاہلوں سے اور بیشک یہ جاہلوں سے ہے قسم ہے اللہ کی نہیں بڑھے اس سے عمر رضی اللہ عنہ جب کہ اس نے اس کو پڑھا اور تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت ٹھہرنے والے نزدیک کتاب اللہ کے یعنی کتاب اللہ کے حکم سے آگے نہیں بڑھتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔

٤٢٧٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فِيْ أَخْلَاقِ النَّاسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ.

۴۲۷۷۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ پکڑ معاف کرنا اور حکم کر ساتھ نیک کام کے کہا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں اتاری اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مگر لوگوں کے اخلاق اور عادتوں میں یعنی ان نیک عادتوں کے ساتھ موصوف ہونا چاہیے اور کہا عبداللہ بن براد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے ابو اسامہ نے کہا خبر دی مجھ کو ہشام نے اپنے باپ سے اس نے روایت کی عبداللہ بن زبیر نے کہا حکم کیا اللہ نے اپنے پیغمبر کو کہ لازم پکڑے معاف کرنا لوگوں کے اخلاق سے یا جیسا کہا۔

فائدہ: جعفر صادق سے روایت ہے کہ نہیں قرآن میں کوئی آیت جامع تر واسطے نیک خصلتوں کے اور عمدہ خوؤں کے اس آیت سے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ خوخصلت باعتبار انسانی قوتوں کے تین قسم ہے عقلی اور شہوی اور غضبی سو عقلی حکمت ہے اور اس میں ہے امر بالمعروف اور شہوی عفت ہے اور اس میں ہے پکڑنا معافی کا اور غضبی شجاعت ہے اور اس میں ہے کنارہ کرنا جاہلوں سے اور طبری وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب آیت اتری ﴿خذ العفو وامر بالمعروف﴾ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا جبریل علیہ السلام نے کہا میں نہیں جانتا یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے پوچھوں پھر پھرا سو کہا کہ تیرا رب تجھ کو حکم کرتا ہے کہ تو جوڑے جو تجھ سے توڑے اور دے جو تجھ کو نہ دے اور معاف کرے جو تجھ پر ظلم کرے۔ (فتح)

سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ

سورۂ انفال کی تفسیر کا بیان

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿يَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْاَنْفَالُ الْمَغَانِمُ قَالَ قَتَادَةُ ﴿رِيْحُكُمْ﴾ اَلْحَرْبُ يُقَالُ نَافِلَةٌ عَطِيَّةٌ.

اس آیت کا بیان کہ تجھ سے پوچھتے ہیں حکم غنیمت کا تو کہہ مال غنیمت کا اللہ کا ہے اور رسول کا ہے سوڈرو اللہ سے اور صلح کرو آپس میں ، کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ انفال کے معنی ہیں غنیمتیں۔

فائدہ: اور کہا قتادہ نے کہ ریحکم کے معنی ہیں لڑائی یعنی آیت ﴿وتذهب ريحكم﴾ میں کہا جاتا ہے نافلة کے معنی ہیں عطیہ یعنی انعام میں یعنی آیت ﴿ومن الليل فتهجد به نافلة لك﴾ غنيمة یہ لفظ سورۂ بنی اسرائیل میں ہے اور ذکر کیا ہے اس کو یہاں واسطے مناسبت لفظ انفال کے۔

فائدہ: ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ غنیمتیں خالص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے تھیں ان میں سے کسی کی کچھ چیز نہ تھی اور ابو داؤد وغیرہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب جنگ بدر کا دن ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایسا کرے اس کو ایسا ہے یعنی اتنا مال ہے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

٤٢٧٨ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَدْرٍ.

۴۲۷۸۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورہ انفال کے اترنے کا کیا سبب ہے کہا کہ جنگ بدر کی غنیموں کے باب میں اتری۔

اَلشَّوْكَةُ الْحَدُّ ﴿مُرْدِفِيْنَ﴾ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدِفَنِيْ وَأَرْدَفَنِيْ جَاءَ بَعْدِيْ ﴿ذُوْقُوْا﴾ بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَيْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ ﴿فَيَرْكُمَهُ﴾ يَجْمَعَهُ ﴿شَرِّدْ﴾ فَرِّقْ ﴿وَإِنْ جَنَحُوْا﴾ طَلَبُوا السِّلْمَ وَالسَّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ ﴿يُثْخِنَ﴾ يَغْلِبَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ ﴿مُكَاءً﴾ إِدْخَالُ أَصَابِعِهِمْ فِيْ

یعنی اور شوکة کے معنی ہیں حد یعنی اس آیت میں ﴿وتودون ان غير ذات الشوكة تكون لكم﴾ اور مردفین کے معنی ہیں فوج بعد فوج کے یعنی لگا تار کہا جاتا ہے ردفنی اردفنی یعنی میرے پیچھے آیا، مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿انی ممدكم بالف من الملائكة مردفين﴾ اور ذوقوا کے معنی ہیں مباشرت کرو یعنی عذاب عاجل کی ضرب اعناق اور قطع اطراف سے اور نہیں ہے مراد اس جگہ ذوق سے چکھنا ساتھ زبان کے

أَفْوَاهِهِمْ ﴿وَتَصْدِيَةً﴾ الصَّفِيرُ ﴿لِيُثْبِتُوكَ﴾ لِيَحْبِسُوكَ.

مراد اس آیت کی تفسیر ہے ﴿ذوقوا وان للكافرين عذاب النار﴾ اور فير كمه کے معنی ہیں جمع کرے اس کو یعنی آیت فير كمه جميعا میں اور شرد کے معنی ہیں جدا کر یعنی اس آیت میں ﴿فشرد بهم من خلفهم﴾ اور ﴿ان جنحوا﴾ کے معنی ہیں اگر طلب کریں صلح اور اسلم اور سلم اور سلام کے ایک معنی ہیں یعنی اس آیت ﴿وان جنحوا للسلم﴾ میں اور يثخن کے معنی ہیں غالب ہو یعنی آیت ﴿حتى يثخن فی الارض﴾ میں اور کہا مجاہد نے بیچ تفسیر آیت ﴿ما كان صلاتهم عند البيت الا مكاء وتصديه﴾ کے کہ مكاء کے معنی ہیں داخل کرنا انگلیوں کا اپنے منہ میں اور تصديه کے معنی ہیں سیٹی اور ليثبتوك کے معنی ہیں تجھ کو قید کریں۔

فائدہ: طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ قریش نے آپس میں صلاح کی جب صبح ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیڑیوں میں باندھو' آخر حدیث تک۔

بَابٌ ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ بدتر سب جانداروں میں اللہ کے نزدیک وہی بہرے، گونگے ہیں جو نہیں بوجھتے' کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ مراد اس آیت میں چند لوگ بنی عبدالدار کے قبیلے سے ہیں اور کہا لا يعقلون کی تفسیر میں کہ حق کی پیروی نہیں کرتے۔ (فتح)

٤٢٧٩ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿إِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ﴾ قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ.

۴۲۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اس آیت کی تفسیر میں کہ بدتر سب جانداروں میں نزدیک اللہ کے وہی بہرے' گونگے ہیں جو نہیں بوجھتے کہا وہ بنی عبدالدار کے قبیلے کے چند لوگ ہیں۔

بَابُ قَوْلِهِ ﴿يَآيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ ایمان والو! حکم مانو

لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَأَنَّهٗ إِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ اِسْتَجِيْبُوْا أَجِيْبُوْا لِمَا يُحْيِيْكُمْ يُصْلِحُكُمْ.

اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو ایک کام میں جس میں تمہاری زندگی ہے اور جان لو کہ اللہ روک لیتا ہے آدمی سے اس کے دل کو اور یہ کہ اس کے پاس تم جمع ہو گے ، اور استجیبوا کے معنی ہیں حکم مانو اور لما یحییکم کے معنی ہیں تم کو درست کرے۔

٤٢٨٠ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُعَلّٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أُصَلِّيْ فَمَرَّ بِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَلَمْ اٰتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَأْتِيَ أَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ ثُمَّ قَالَ لَأُعَلِّمَنَّكَ أَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ أَنْ أَخْرُجَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهٗ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ أَبَا سَعِيْدٍ رَّجُلًا مِّنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ هِيَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ.

۴۲۸۰۔ حضرت سعید بن معلی سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھتا تھا سو حضرت ﷺ میرے پاس سے گزرے سو مجھ کو بلایا سو میں آپ کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ میں نے نماز پڑھی پھر میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس چیز نے منع کیا تجھ کو آنے سے کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا جس وقت بلائے تم کو پھر فرمایا کہ میں تجھ کو ایک سورت سکھلاؤں گا جو قرآن کی سب سورتوں سے افضل ہے نکلنے سے پہلے سو حضرت ﷺ نے مسجد سے نکلنے لگے سو میں نے آپ کو یاد دلایا فرمایا وہ الحمد للہ رب العالمین یعنی سورہ فاتحہ ہے جو سبع مثانی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ﴾ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا سَمَّى اللّٰهُ

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب کافروں نے کہا کہ الٰہی! اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار، کہا ابن عیینہ نے کہ نہیں نام رکھا اللہ نے قرآن میں مطر مگر عذاب کا

تَعَالٰی مَطَرًا فِی الْقُرْاٰنِ إِلَّا عَذَابًا وَّتُسَمِّیْهِ الْعَرَبُ الْغَیْثَ وَهُوَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا﴾.

یعنی قرآن میں جہاں مطر کا لفظ آیا ہے مراد اس سے عذاب ہے اور عرب کے لوگ مطر مینہ کو بھی کہتے ہیں اور وہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے کہ اتارتا ہے مینہ کو بعد ناامید ہونے ان کے

فائدہ: اور تعاقب کیا گیا ہے کلام ابن عیینہ کا ساتھ اس کے کہ قرآن میں مطر بمعنی مینہ کے بھی آیا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے ﴿ان كان بكم اذى من مطر﴾ کہ اس آیت میں مراد مطر سے قطعا مینہ ہے۔ (فتح)

۴۲۸۱ ۔ حَدَّثَنِیْ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ هُوَ ابْنُ كُرْدِيْدٍ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اَلْاٰيَةَ.

۴۲۸۱ ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوجہل نے کہا کہ یا اللہ! اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو برسا ہم پر پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار سو یہ آیت اتری اور اللہ ہرگز ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک تو ان میں تھا اور اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک بخشواتے رہیں اور انہیں کیا ہے کہ عذاب نہ کرے ان کو اللہ اور حالانکہ وہ خانے کعبے سے روکتے ہیں، الآیۃ۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾.

باب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں کہ نہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا جب تک تو ان میں ہے اور نہیں اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا جب تک وہ بخشش مانگتے رہیں۔

۴۲۸۲ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ اَللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ

۴۲۸۲ ۔ ترجمہ اس کا وہی ہے جو ابھی گزرا۔

السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَهُمْ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ اَلْاٰيَةَ.

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ اس قول کا قائل فقط ابوجہل ہے اور نسبت کیا گیا ہے یہ قول طرف جماعت کے سو شاید پہلے ابو جہل نے کہا تھا پھر باقی لوگ بھی اس کے ساتھ راضی ہوئے اور قتادہ سے روایت ہے کہ کہا یہ قول اس امت کے بے وقوف اور جاہل نے یعنی ابوجہل نے اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ جو کہا کہ جب تک وہ بخشواتے رہیں تو مراد اس سے وہ لوگ ہیں جن کی تقدیر میں ایمان لکھا ہے کہ وہ ایمان لائیں گے یعنی سب کافروں کا استغفار کرنا مراد نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ لوگ ہیں جو اس وقت مکے میں کافروں کے درمیان مسلمان تھے اور ابن جریر نے یزید بن رومان سے روایت کی ہے کہ جب کافروں نے یہ بات کہی کہ الٰہی! اگر یہ دین سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا الخ تو شام کو پچھتائے اور کہنے لگے کہ الٰہی! ہم تیری بخشش چاہتے ہیں سو یہ آیت اتری کہ اللہ ان کو عذاب نہیں کرے گا جب تک وہ بخشواتے رہیں اور محمول کرنا آیت کو اسی تیسرے قول پر اولیٰ ہے اور یہ کہ اترا ان پر عذاب جب کہ انہوں نے پچھتانا چھوڑ دیا اور مسلمانوں کی عداوت اور لڑائی میں مبالغہ کیا اور ان کو خانے کعبے سے روکا اور مراد عذاب سے مکہ کا فتح ہونا ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ باقی نہ رہے فساد اور ہو دین محض اللہ کے واسطے۔

٤٢٨٣ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَحْيٰى حَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا جَآءَهٗ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ ﴿وَإِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَمَا يَمْنَعُكَ أَنْ لَّا تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ

۴۲۸۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد اس کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن کیا تو نہیں سنتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں، آخر آیت تک سو کیا چیز روکتی ہے تجھ کو لڑنے سے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے بھتیجے! میں اس آیت کی تاویل کرتا ہوں اور نہ لڑنا مجھ کو محبوب تر ہے اس سے کہ اس آیت کی تاویل کروں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی مار ڈالے مسلمان کو جان بوجھ کر آخر آیت تک اس مرد

كِتَابِهٖ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِيْ أَغْتَرُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا أُقَاتِلُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَغْتَرَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا﴾ إِلٰى اٰخِرِهَا قَالَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ﴾ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ كَانَ الْإِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ إِمَّا يَقْتُلُوْنَهٗ وَإِمَّا يُوْثِقُوْنَهٗ حَتّٰى كَثُرَ الْإِسْلَامُ فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فَلَمَّا رَاٰى أَنَّهٗ لَا يُوَافِقُهٗ فِيْمَا يُرِيْدُ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا قَوْلِيْ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمَانَ أَمَّا عُثْمَانُ فَكَانَ اللّٰهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكَرِهْتُمْ أَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهٗ وَأَشَارَ بِيَدِهٖ وَهٰذِهِ ابْنَتُهٗ أَوْ بِنْتُهٗ حَيْثُ تَرَوْنَ.

نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ نہ باقی رہے کوئی فساد ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم نے یہ کام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کیا جب کہ اسلام کم تھا اور مسلمان تھوڑے تھے سو کوئی مرد اپنے دین میں مبتلا ہوتا تھا یا تو اس کو مار ڈالتے تھے اور یا اس کو قید کرتے تھے یہاں تک کہ اسلام بہت ہوا سو نہ باقی رہا کوئی فساد سو جب اس مرد نے دیکھا کہ نہیں موافقت کرتے ہیں اس سے ابن عمر رضی اللہ عنہما اس چیز میں کہ وہ ارادہ کرتا ہے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتا ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھ کو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ میں کچھ کلام ہے لیکن عثمان رضی اللہ عنہ سو البتہ اللہ تعالیٰ نے اس سے معاف کر دیا تھا سو تم نے برا جانا یہ کہ اس سے معاف کرو اور لیکن علی رضی اللہ عنہ سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور داماد ہیں اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہے جہاں تم دیکھتے ہو۔

فائدہ: اور حاصل یہ ہے کہ سائل جس امام کا فرمانبردار تھا اس کے مخالف کے ساتھ لڑنے کو جائز جانتا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے مخالف سے لڑنے کو جائز نہ جانتے تھے اس چیز میں کہ ملک کے متعلق ہے اور باقی بحث اس کی فتن میں آئے گی اور یہ جو اس نے کہا کہ تو علی رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا کہتا ہے؟ تو یہ دلالت کرتا ہے کہ سائل خارجی تھا اس واسطے کہ خارجی لوگ شیخین یعنی ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کو اچھا جانتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے حق میں طعن کرتے تھے سو رد کیا اس پر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ ذکر کرنے مناقب ان دونوں کے اور رتبے ان کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ساتھ عذر بیان کرنے کے اس چیز سے کہ اس نے عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں عیب کیا جنگ اُحد کے بھاگنے سے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تصریح کی ہے ساتھ اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کیا اور جس سائل کا ذکر عثمان رضی اللہ عنہ کے مناقب میں گزر چکا ہے تو وہ رافضی تھا اس واسطے کہ اس نے علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں کیا پس یہ دونوں سائل جدا جدا ہیں یہ اور ہے اور وہ اور تھا۔ (فتح)

٤٢٨٤ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا بَيَانٌ أَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا أَوْ إِلَيْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ كَيْفَ تَرٰى فِيْ قِتَالِ الْفِتْنَةِ فَقَالَ وَهَلْ تَدْرِيْ مَا الْفِتْنَةُ كَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ الدُّخُوْلُ عَلَيْهِمْ فِتْنَةً وَلَيْسَ كَقِتَالِكُمْ عَلَى الْمُلْكِ.

۴۲۸۴۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہماری طرف نکلے سو ایک مرد نے کہا کہ فتنے کی لڑائی میں تیری رائے کیا ہے؟ یعنی اس میں شامل ہونا چاہیے یا نہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے فتنہ؟ فتنہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے لڑتے تھے اور تھا داخل ہوتا اوپر ان کے فتنہ یعنی اگر کوئی مسلمان ان میں داخل ہوتا تو اس کو مفتون اور مبتلا کرتے یا اس کو مار ڈالتے یا قید کرتے اور نہیں مثل لڑنے تمہارے کے ملک پر یعنی بلکہ ان کی لڑائی دین کے واسطے تھی اس واسطے کہ مشرکین مسلمانوں کو قتل کرتے تھے۔

بَابٌ ﴿يَاۤ أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا أَلْفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اے پیغمبر! شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت تو غالب ہوں دو سو پر اور اگر ہوں تم میں سو شخص تو غالب ہوں ہزار کافر پر اس واسطے کہ وہ لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔

٤٢٨٥ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ وَإِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ﴾ فَكُتِبَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَقَالَ سُفْيَانُ غَيْرَ مَرَّةٍ أَنْ لَّا يَفِرَّ عِشْرُوْنَ مِنْ مِّائَتَيْنِ ثُمَّ نَزَلَتْ ﴿الْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ﴾ الْاٰيَةَ فَكُتِبَ أَنْ لَّا يَفِرَّ مِائَةٌ مِّنْ مِّائَتَيْنِ وَزَادَ سُفْيَانُ مَرَّةً نَّزَلَتْ ﴿حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ إِنْ

۴۲۸۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ اگر تم میں سے بیس شخص ثابت ہوں تو غالب ہوں دو سو پر تو ان پر فرض ہوا کہ ایک مسلمان دس کافروں سے نہ بھاگے اور سفیان راوی نے کئی بار کہا کہ بیس مسلمان دو سو کافر سے نہ بھاگیں پھر یہ آیت اتری کہ اب بوجھ ہلکا کیا اللہ نے تم پر' آخر آیت تک سو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا کہ نہ بھاگیں سو مسلمان دو سو کافر سے اور زیادہ کیا سفیان نے ایک بار کہ اتری یہ آیت کہ شوق دلا مسلمانوں کو لڑائی کا اگر ہوں تم میں سے بیس ثابت کہا سفیان نے اور کہا ابن شبرمہ نے کہ میں دیکھتا ہوں کہ نیک بات بتلانا اور برے کام سے روکنا مثل

يَكُنْ مِنكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ﴾ قَالَ سُفْيَانُ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَأُرَى الْأَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيَ عَنِ الْمُنكَرِ مِثْلَ هٰذَا.

جہاد کے ہے یعنی یہ بھی جہاد کے حکم میں ہے اس واسطے کہ علت جامعہ دونوں میں اللہ کا بول بالا کرنا اور باطل کا بھگانا ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ ان پر لکھا گیا یعنی فرض کیا گیا اور سیاق اگرچہ ساتھ لفظ خبر کے ہے لیکن مراد اس سے امر ہے واسطے دو وجہ کے ایک یہ کہ اگر یہ محض خبر ہوتی تو لازم آتا وقوع خلاف مخبر بہ کا اور یہ محال ہے پس دلالت کی اس نے کہ وہ امر ہے اور دوسرا واسطے قرینے تخفیف کے اس واسطے کہ نہیں واقع ہوتی ہے تخفیف مگر بعد تکلیف کے اور مراد ساتھ تخفیف کے اس جگہ تکلیف ساتھ اخف چیز کے ہے نہ اٹھانا حکم کا بالکل اور یہ جو کہا کہ سفیان راوی نے کئی بار کہا الخ تو اس کا مطلب یہ ہے سفیان اس کو بالمعنی روایت کرتا تھا کبھی روایت کرتا تھا ساتھ اس لفظ کے کہ قرآن میں واقع ہوا ہے واسطے محافظت کے تلاوت پر اور یہ اکثر روایت ہے اور کبھی بالمعنی روایت کرتا تھا اور وہ یہ ہے کہ نہ بھاگے ایک مسلمان دس کافروں سے اور احتمال ہے کہ اس نے اس کو دونوں لفظ سے سنا ہو اور تاویل اس کے غیر سے ہو اور تائید کرتا ہے اس کی وہ طریق جو اس طریق کے بعد ہے اس واسطے کہ وہ ظاہر ہے اس میں کہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تصرف ہے اور روایت کی طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ لکھا گیا ایک مسلمان پر کہ دس کافروں سے نہ بھاگے پھر تخفیف ہوئی پس لکھا گیا کہ ایک مسلمان دو کافروں سے نہ بھاگے۔ (فتح)۔

بَابُ قَوْلِهٖ ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا﴾ اَلْاٰيَةَ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ اب اللہ نے بوجھ ہلکا کیا تم پر اور جانا کہ تم میں سستی ہے آخر آیت تک۔

٤٢٨٦ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّبَيْرُ بْنُ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿إِنْ يَّكُنْ مِّنكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ أَنْ لَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِّنْ عَشَرَةٍ فَجَآءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ ﴿اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنكُمْ

۴۲۸۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب اتری یہ آیت کہ اگر ہوں تم میں بیس شخص ثابت تو غالب ہوں دو سو پر تو یہ حکم مسلمانوں پر دشوار ہوا جب کہ ان پر فرض ہوا کہ ایک مسلمان دس کافر سے نہ بھاگے سو تخفیف آئی یعنی اللہ نے بوجھ ہلکا کیا سو کہا کہ اب اللہ نے بوجھ ہلکا کیا تم پر اور جانا کہ تم میں سستی ہے سو اگر ہوں تم میں سو شخص ثابت تو غالب ہوں دو سو کافر پر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سو جب اللہ نے ان کا بوجھ ہلکا کیا گنتی سے تو گھٹایا گیا صبر ان کا بقدر اس چیز کے کہ ان سے ہلکی ہوئی۔

وَعَلِمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا فَإِنْ يَكُنْ مِّنكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ﴾ قَالَ فَلَمَّا خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِّنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خُفِّفَ عَنْهُمْ.

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہ بھاگے ایک مسلمان دو کافروں سے اور نہ قوم اپنی دو برابر سے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ واجب ہے ثابت رہنا ایک مسلمان کا دو کافروں کے مقابلے میں اور حرام ہے بھاگنا اوپر اس کے برابر ہے کہ وہ دونوں اس کے پیچھے پڑے ہوں یا وہ دونوں کے پیچھے پڑا ہو اور برابر ہے کہ واقع ہو یہ اس حال میں کہ وہ لشکر کے ساتھ صف میں کھڑا ہو یا وہاں کوئی لشکر نہ ہو اور یہی ہے ظاہر تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اور ترجیح دی ہے اس کو ابن صباغ شافعی نے اور یہی ہے معتمد واسطے موجود ہونے نص شافعی کے اوپر اس کے رسالے جدید میں کہا شافعی رحمہ اللہ نے لیکن اگر دو کافر اس کے پیچھے پڑیں اور وہ بے سامان ہو تو جائز ہے اس کو بھاگنا دونوں کافروں سے یقیناً اور اگر وہ دونوں کے پیچھے پڑا ہو تو کیا حرام ہے اس میں متاخرین کے نزدیک دو وجہیں ہیں صحیح تر یہ ہے کہ حرام نہیں لیکن یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ان آثار کے ظاہر کے مخالف ہے اور وہ ترجمان قرآن کا ہے اور لوگوں میں زیادہ تر پہچاننے والا ہے قرآن کی مراد کو اور یہ جو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جس قدر ان سے تخفیف ہوئی اس قدر ان کا صبر کم ہوا تو ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بطور توقیف کے کہا اور احتمال ہے کہ بطریق استقرا کے کہا ہو۔ (فتح)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہ ترجمہ پارہ اٹھارواں صحیح بخاری کا تمام ہوا۔

وصلی اللہ علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

سورۃ آل عمران

سورة النساء

سورۃ المائدۃ

سورۃ الانعام

سورة الأعراف

سورة الأنفال

❀......❀......❀